

تحقیقاتِ تاورہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلو پیڈیا



الْعَطَايَا الثَّبَوِيَّةُ فِي
الْفُتَاوَى الرُّضَوِيَّةِ

فتاویٰ رضویہ



جلد 11

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تصنیف: اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ

الْفَتَاوَى الصُّوْنِيَّةُ

مع تخریج و ترجمہ فی عبارات

www.alahajjajamark.org

جلد یازدہم

تحقیقات تادہ پرستہل چو دہویں صدی کا عظیم نشان
فقہی انسا ئے کلو پسندیا

امام احمد رضا بریلوی مدنی اعز

۱۲۲۰ — ۱۲۵۲

۱۹۲۱ — ۱۸۸۶

رضا فاؤنڈیشن • جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون کوہاری دروازہ ۵ چورس پاکستان (۵۳۰۰۰۱)

فون نمبر ۷۶۵۷۳۳

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	فتاویٰ رضویہ جلد یازدہم
تصنیف	شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
فیضانِ کرامت	مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سرپرستی	مولانا صاحبزادہ محمد عبد المصطفیٰ ہزاروی ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخ پور
اہتمام	مولانا صاحبزادہ قاری نصیر احمد ہزاروی ناظم شعبہ نشر و اشاعت
ترجمہ عربی عبارات	حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
پیش لفظ	" " " " " "
ترتیب فہرست	" " " " " "
تخریج و تصحیح	مولانا نذیر احمد سعیدی
کتابت	محمد شریف نکل، کو دیال کلاں (موجودہ اڑنا)
پیشنگ	" " " " " "
صفحات	۲۳۶
اشاعت	محرم الحرام ۱۴۱۸ھ / مئی ۱۹۹۰ء
مطبوع	" " " " " "
ناشر	رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
قیمت	" " " " " "



ملنے کے پتے

○ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

۰۳۰۰/۹۴۱۵۳۰۰ ۷۹۹۵۷۷۲

○ مکتبہ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

○ ضیاء المستعان پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

○ شبیر برادرز، س۔ بی، اردو بازار، لاہور

رموز

محقق : علامہ کمال الدین ابن ہمام صاحب فتح القدير
 ج : علامہ محمد ابراہیم بن محمد الحلبي صاحب غنية المستمل
 شمس : علامہ محمد امين ابن عابدين الشامي صاحب رد المحتار
 ط : علامہ سيد احمد الططاوي صاحب مائشيت الدر المختار وحاشية مراقي الفلاح
 الدر : الدر المختار ، علامہ محمد علاء الدين المحصلي
 الدرر : الدر شرح الفروع ، علامہ محمد بن خزامه
 بحر : البحر الرائق ، علامہ زين الدين ابن نجيم
 پندير : فتاوى عالمگیری ، جماعت علمائے احناف
 نہر : انہر الفائق ، سراج الدين عمر بن تميم
 فتح : فتح القدير ، علامہ کمال الدین ابن ہمام
 غنیه : غنية المستمل ، علامہ محمد ابراہیم بن محمد الحلبي
 حلیہ : حلیۃ المحلی ، ابن امیر الحاج



مندرجہ بالا عنوانات کے علاوہ انتہائی دقیق اور گرانقدر تحقیقات و تحقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل پندرہ رسائل بھی اس جلد میں شامل ہیں۔

(۱) عباب الانوار ان لانکاح بمجرود الاقرار (۱۳۰۷ھ)
شاہین کی موجودگی میں مرد اور عورت کے عقد ایک دوسرے کو شوہر و بیوی کہہ دینے سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں۔

(۲) ماسی الضلالة فی النکحة الہند و ہندجالہ (۱۳۱۷ھ)

ہندو و ہنگالی میں عورت سے اجازت نکاح لینے کی رسم کے متعلق۔

(۳) ہبة النساء فی تحقیق المصاہرۃ بالنساء (۱۳۱۵ھ)

سائس سے زنا کرنے والے کے بارے میں شرعی حکم کا بیان

(۴) ازالة العار بحجرا لکرا ثم عن کلاب النار (۱۳۱۵ھ)

غیر مقلد و باغی سے نکاح جائز ہے یا ممنوع، اس کا تفصیلی بیان۔

(۵) الجلی المحسن فی حرمة ولد اخي اللبن (۱۳۳۰ھ)

رضاعی بھائی کی اولاد کے ساتھ حرمت نکاح کا علم اور روشنی بیان

(۶) تجویز الرد عن تزویج الابد (۱۳۱۵ھ)

ولی اقرب کی عدم موجودگی میں ولی ابعد کے نکاح کر دینے کا شرعی حکم



محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

مئی ۱۹۹۷ء

حافظہ عبدالستار سعیدی
ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ
لاہور

فہرست مضامین

کتاب النکاح

- ناپچ رنگ باجے گا جہاں ہوں وہاں نکاح کا حکم۔
- ناپچ اور اکثر باجے حرام ہیں کفر نہیں اور دیکھنے کُسنے والا فاسق ہے۔
- شیطان کبھی حسنت کے حیلہ سے افر کرتا ہے۔
- امر بالمعروف ونہی عن المنکر امر اسلام سے ہیں مگر بے محل تشدد و تعصب گناہ ہے اور یہ بلا دہا بیہوش بہت زیادہ ہے۔
- امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیلئے ایک جگہ ہے کہ اس سے تجاوز از نیکاب شک ہے۔
- زوجهیں سے اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ ناپچ حلال ہے تو کیا حکم ہو سکے گا۔
- ایک شخص دونوں طرف نکاح یعنی ایجاب و قبول کا
- کس حالت میں کیسے متولی ہو سکتا ہے اور کس صورت میں نہیں۔ اس مسئلہ کے متعلق تمام احکام و خلافات
- ۱۱۰ حکام کے کوام و تعینات ائمہ اعلام کا ایضاً نام۔
- ۱۱۰ بالغہ پر ولایت اجبار نہیں۔
- ۱۱۲ گواہوں کے سامنے منکوحہ کا تمیز ہونا ضروری ہے۔
- ۱۰۹ اگر مجلس نکاح میں عورت نقاب والے حاضر ہو تو اس کی طرف اشارہ کافی ہے۔
- ۱۰۹ بحالت غیبت زن اس کی اتنی تعریف لازم جس سے گواہ اس کی تمیز کر لیں۔ اگر صرف اس کے نام سے تو اس کا نام کافی اور نہ باپ کا نام، اور یہ بھی کافی نہ ہو تو والد اس کا نام درکار۔
- ۱۱۲ اگر بیان درشتہ کفایت کرے تو اسی قدر کافی۔
- ۱۱۲ مکان میں اگر عورت تنہا ہو اور شاہد اس کی گفتگو سنیں اگرچہ اسے نہ دیکھیں نکاح ہو جائے گا۔
- ۱۱۳ قاضی خاں نے کہا کہ امام خصاف علم میں بڑے

ہیں ان کی افتد اجازت ہے۔

ولی اقرب کے ہوتے ولی البعد سے اجازت
اقرب نابالغ سے اور بے اجازت خاص بالغ
بالغ سے اگر نکاح کرے گا تو ان دونوں صورتوں
میں وہ فضولی ہوگا۔

جو کسی طرف سے فضولی ہو وہ نکاح کی دونوں شرطوں
ایجاب و قبول کا متولی نہیں ہو سکتا اگرچہ ایجاب
قبول کی عبارتیں علیہ و علیہ ذکر کرے اور اگر تنہا
عقد کرے گا تو طرفین کے نزدیک نکاح باطل ہوگا
کہ بعد اجازت ولی یا بالغ بھی نافذ نہ ہوگا۔

بعد نکاح علم ہوا کہ عورت کسی عیب سے قابل عیاب
نہیں تو نکاح ہو گیا حق فسخ حاصل نہیں۔
نکاح میں عیاب عیب نہیں۔

فلوت بمنزلہ ولی ہے اس سے بھی پورا اہر لازم
ہو جاتا ہے جبکہ بالغ ولی کوئی امر موجود نہ ہو۔
جو عورت و مرد ایک مکان میں بطور زن و شوہر رہتے
اور زن و شوہر مشہور ہوں وہ زوج و زوجہ تصور
کئے جائیں گے۔

○ رسالہ عیاب الاقوار ان لا نکاح بھود
الاقوار۔

عورت کے یہ میرا شوہر ہے، مرد کے یہ میری بی بی ہے،
کیا فقط اس سے نکاح ہو جائے گا جبکہ شاہین
کے سامنے کہیں۔

جو مرد و زن کو مثل زن و شوہر ایک مکان میں رہتے
اور باہم انبساط زن و شوہر رکھتے دیکھے اس نے

۱۱۳ اگرچہ عقد نکاح کا معائنہ نہ کیا ہو اسے ان کے
زوج و زوجہ ہونے پر گواہی دینا جائز اور ان پر
گمان بد کو ناجز اس سے اور قضا ان کے لئے زوج
زوجہ کے تمام احکام ثابت ہوں گے۔ ۱۲۲

۱۱۴ مجرد اقرار زوجیت حقیقۃً نکاح نہیں یعنی اگر
گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول نہ ہوئے ہوں
تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں اگرچہ کہتا ہو
کہ یہ میری زوجہ ہے۔ ۱۲۳

طلاق کے جھوٹے اقرار سے قضا طلاق ہو جائیگی
عند اللہ نہ ہوگی۔ ۱۲۴

۱۱۵ شوہر نے ایک طلاق دی تھی کسی نے پوچھا کہ تو
نے کتنی طلاقیں دی ہیں، اس نے کہا تین، تو
دیانہ ایک ہے اور قضا تین۔ ۱۲۵

۱۱۶ بیع کا مجموعہ اقرار بیع نہیں۔
کسی کے لئے مال کا غلط اقرار کیا تو وہ مال مقررہ
کی ملک نہ ہوگا۔ ۱۲۶

۱۱۷ حکم قاضی رافع خلاف ہے اور قضا جس طرح
ظاہر نافذ ہوتی ہے یونہی باطن بھی۔ ۱۲۷

۱۱۸ اخبار و انشاء میں ہذا ہذا تباین ہے۔ ۱۲۸

۱۱۹ نکاح میں جد و ہزل برابر ہیں اگر زن و مرد بطور
ہزل یا باکراہ ایجاب و قبول کریں نکاح منعقد
ہو جائے گا اگرچہ ہزل میں ارادہ نکاح نہ ہو۔ ۱۲۹

۱۲۰ اگر بے نیت انت طالق کہا طلاق ہو جائے گی
اور اگر انت طالق سے طلاق عن الوثاق یا طلاق
سابق سے خبر دینے کی نیت کی خواہ پہلے طلاق ۱۳۰

دے چکا ہو یا نہ دی ہو، بہر حال ان صورتوں میں
دیانتہ طلاق نہ ہوگی۔

کئی بات محتاج نیست ہیں۔

تعلیل و دلیل تعویل ہے۔

جس کی دلیل اقویٰ ہو وہ تعویل کا زیادہ مستحق ہے۔
مگر اسی پر جس پر اکثریت ہے۔

علیہ الفتویٰ اور ہر فقیہی الفاظ فتویٰ سے آکر ہیں
جس پر متون ہوں وہی عمدہ ہے اور اسی کی فکر
بھٹکاؤ ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کرے
اور عورت انکار کر دے پھر وہ شخص اس کو کچھ
دے کہ اس سے اس بات پر صلح کر لے کہ وہ اس

نکاح کا اقرار کرے، اب عورت نے اقرار کر لیا
تو یہ اقرار جائز اور مال لازم ہوگا، اگر یہ اقرار
شہود کے سامنے ہوا ہو اب اگر عورت پھر انکار
کرے گی تو قاضی اس کا یہ انکار نہ سمجھے گا۔

اگر کوئی شخص کسی بیع کا دعویٰ کرے اور مدعا علیہ
قسم سے بچنے یا پکھری کی ذلت سے گریز کرنے کے
سبب اقرار کر لے تو بیع قضا نہ ثابت ہو جائیگی
اور اس کام، وجوب تسلیم و لزوم شفعہ و غیبرہ
جاری ہوں گے لیکن یہ مدعی کا ذب وہ گھر کیا
لے گا وہ حقیقت آگ لے گا۔

صلح اقرب مقود شرعیہ کی طرف راجع کی جاتی ہے۔

اگر کوئی مرد کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کرے اور
عورت منکر ہو پھر وہ عورت اسے کچھ مال دے کر

اس پر صلح کرے کہ وہ اس دعویٰ سے باز آجائے
تو جائز ہے اور یہ مدعی کے زعم میں معنی صلح میں

ہو جائے گا مگر فقہائے فرمایا کہ اسے اس مال کا

اخذ فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ حلال نہ ہوگا جبکہ

وہ اپنے دعویٰ میں مبطل ہے۔

بعض دین پر صلح صحیح ہے اور باقی کے دعویٰ سے
براستہ بھی ہو جائے گی یعنی فقط قضا نہ دیانتہ
اسی لئے اگر وہ موقع پاسے گا تو اسے باقی کا
لے لینا جائز ہوگا۔

ایسے الفاظ سے جہی میں اخبار و انشاء دونوں کا
احتمال ہو، بنیت انشاء نکاح صحیح ہوگا جبکہ
شہود کو علم ہو کہ مقصود انشاء ہے۔

اگر اخبار کے لئے متعین ہوں تو اگر چہ
عقد کی نیت ہو منعقد نہ ہوگا۔

مرد نے عورت سے کہا تو میری بی بی نہیں اور
اس سے اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق
ہو جائے گی اور اس کے یہ معنی ظہری گئے کہ تو
میری بی بی نہیں اس لئے کہ میں تجھے طلاق
دے چکا ہوں۔

اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے میں نے اس سے نکاح
نہیں کیا اور اس سے نیت طلاق کی کرے تو
طلاق نہ ہوگی کہ یہ کذب محض ہے جس کی تصحیح
ناممکن ہے۔

آمام فقیہ النفس کے حقاہ اور عام ائمہ کی تصحیح
میں توفیق جلیل۔

شہود کا الفاظ ایجاب و قبول کے لفظی معنی سمجھنا ضرور نہیں، اتنا ضرور ہے کہ نکاح ہونا سمجھیں۔

حالت اور عامل میں تقارن ضروری ہے۔

صحیح نکاح کیلئے ذکرہ شرط نہیں کہ نکاح بے ذکرہ بلکہ بشرط عدم مہر بھی نکاح ہو جاتا ہے۔

○ رسالہ ماحی الفضلہ فی النکاحۃ الهند وبنجالہ۔

ہندوستان وبنگالہ میں جو طریقے رائج ہیں کہ اجازت کسی کے لئے ل جاتی ہے نکاح خواہ کوئی

ہوتا ہے یا مرنے سے عورت شرم کے سبب

اجازت دیتی ہی نہیں پاس بیٹھنے والیاں اُس کی

طرف سے ہوں کہ دیتی ہیں وغیرہ وغیرہ اسس

بارے میں تفصیلی احکام۔

سکرت ووشیزہ سے صرف ولی اقرب کے لئے

اجازت ہوتی ہے ولی البعد کے لئے نہیں ہو سکتی۔

جب تک کوئل بال نکاح ماذون مطلق یا بھراحت

دوسرے کو کوئل کر دینے کا مجاز نہ ہو اور کوئل

نہیں کر سکتا۔

بیچ وشرام میں اگر کوئل کا کوئل اول کے سامنے

عقد کرے تو جائز ہے اور خمرست، تعاضی، نکاح

اور طلاق وغیرہ میں جائز نہیں۔

اصول کی صحیح روایت کے ہوتے ہوئے اس کے

ماسوا تمام روایات ساقط ہو جاتی ہیں۔

نکاح فضولی اجازت پر موقوف ہوتا ہے اسے

باطل جاننا باطل ہے۔

اجازت نکاح جس طرح قول سے ہوتی ہے یہی

فعل اور دلالت حال سے بھی، اور اس کی

چند مثالیں۔

۱۴۵ بگو و شیب کا فرق صرف دربارہ سکوت ہے

کہ بگو کا ثبوت اذن سے شیب کا نہیں۔

۱۴۸ وکیل کا وکیل اگر وکیل اول کے سامنے پڑ جائے

اور وہ جان کر دے تو نکاح نافذ ہو جائیگا

بغلاف طلاق وعتاق کے۔

۱۴۹ وکیل نکاح معبر محض ہے حقوق نکاح مؤکل

کی طرف راجع ہوتے ہیں۔

۱۵۰ ادا سے زکوٰۃ کا وکیل بغیر اذن مؤکل دوسرے

کو وکیل کر سکتا ہے۔

۱۵۰ وکیل دھول کرنے کا وکیل بغیر اذن مؤکل اپنے

عیال کو وکیل کر سکتا ہے۔

۱۵۱ مؤکل اگر وکیل کے لئے ثمن کی تعیین کر دے

تو وہ بلا اجازت مؤکل دوسرے کو وکیل

بنا سکتا ہے۔

۱۵۱ شریعت مطہرہ رفت و تیسیر کو پسند فرماتی ہے

نہ کہ تعصیق و تشدید کو۔

۱۵۱ جہاں چند روایات ہوں وہاں علماء کو ادھر

جھکنا چاہئے جس میں مسلمان تنگی سے بچیں۔

۱۵۱ نکاح کے طرق رائج میں جو وقتیں ہیں اُن کا

بیان اور ان سے بچنے کے تین طریقے۔

۱۵۲ اجازت مفسوخ و مردود کو لاحق نہیں ہوتی۔

۱۵۲ قبل نکاح اگر کفر صریح کیا اور بے توبہ نکاح کیا

- تو نکاح باطل اور اولاد ولد الزنا۔ ۱۵۲
- نکاح کے بعد اگر زوجین میں سے کوئی معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو اس کے بعد کے جماع سے جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی۔ ۱۵۲
- ایسے کلمات کفر کے صدور پر جن سے قائل کو کافر نہ کہیں، تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم ضرور ہوگا، مگر اولاد ولد زنا نہ ہوگی۔ ۱۵۲
- استغلام اور عقد اقسام انشاء میں سے دو متباہن قسمیں ہیں۔ ۱۵۵
- مجاز کے لئے قرینہ کی حاجت ہوتی ہے۔ ۱۵۵
- زید نے عروس سے کہا تو نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں بی، اس نے کہا دی، تو کیا حکم ہوگا۔ ۱۵۵
- نابالغہ کے باپ سے کہا کہ تو اپنی بیٹی کے نکاح میں دے دے، اس نے کہا دی، تو کیا حکم ہوگا۔ ۱۵۵
- مجلس منگنی میں اگر کہا تو نے اپنی بیٹی مجھے یا فلاں کو دی، اس نے کہا دی، تو منگنی ہوگی اور مجلس نکاح میں تو نکاح۔ ۱۵۹
- عقد فضولی محض فضول و نامقبول نہیں بلکہ اجازت صاحبہ اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ ۱۶۱
- ایجاب و قبول میں دیا اور کیا کہا، نکاح ہوگا اگرچہ میں نے دیا میں نے قبول کیا نہ کہا۔ ۱۶۱
- ایجاب و قبول کے لئے اتحاد مجلس ضرور ہے ایجاب قبولی غائب پر موقوف نہیں رہ سکتا بلکہ باطل ہو جائے گا۔ ۱۶۳
- توکیل کسی کو کسی تصرف جائز معلوم میں اپنا نائب بنانا ہے۔ ۱۶۳
- محض اظہار رضا توکیل نہیں۔ ۱۶۳
- کوئی کسی سے کہے کاشش تو میرا نکاح فلاں سے کر دیتا اور وہ کر دے تو یہ نکاح فضولی ہوگا۔ ۱۶۳
- اگر کوئی شخص کہے کہ جس عورت سے میں نکاح کروں اسے طلاق، پھر کسی شخص سے کہا کہ کاشش تو فلاں عورت سے میرا نکاح کر دے۔ ۱۶۳
- اس نے کر دیا تو عاثر نہ ہوگا اور طلاق واقع نہ ہوگی کہ اس نے خود نکاح نہیں کیا۔ ۱۶۳
- استغلام ہنگام ارادہ تحقیق مفید معنی امر ہوتا ہے۔ ۱۶۳
- کسی سے کہے میرا نکاح کر دے یا عورت سے کہے تو میری بی بی ہو جائیاجھ سے نکاح کر لے، تو یہ توکیل ہے یا ایجاب۔ ۱۶۵
- وکیل یا نکاح لڑا کے باپ سے کہے تو اپنی بیٹی فلاں کو دے دے اور وہ کہے میں نے آپ سے نکاح نہ ہوگا جب تک وکیل قبول کی میں نے نہ کہے۔ ۱۶۹
- ہر وہ عقد جس میں توکیل صحیح ہے اگر وہ فضولی کرے گا تو اجازت پر موقوف رہے گا، نافذ کر دے گا تو نافذ ہو جائے گا اور رہ کر لے گا تو رد ہو جائے گا مگر شرکاء یہ اجازت پر موقوف نہیں ہوتا۔ ۱۶۳

عاقبت کے کلام سے جو مقدم ہو وہ ایجاب ہے
اور جو مؤخر ہو وہ قبولی۔

بے اذن آق غلام نکاح کر لے اور مولیٰ خبر پاکر
طلاق کا حکم دے تو یہ حکم طلاق اس نکاح موقوف
کی اجازت ہوگا۔

فصلی اگر کفو سے نکاح کر دے اور عورت خبر
پاکر خاموش ہو رہے تو یہ سکوت اجازت ہو سکے گا
اور اقلہ بے نفرت سے رد ہو جائے گا۔

کفر یہ ہے کہ دین یا نسب یا پیسے یا چالی چلیں
وغیرہ میں مرد عورت سے اتنا کم نہ ہو کہ اس سے
نکاح اولیا سے مخلوبہ کے لئے عار ہو۔

گھر میں عورت تنہا ہو مردش ہر دوں کے سامنے
کھے کہ میں نے اس گھر میں جو عورت ہے۔ اس سے
نکاح کیا، عورت کھے کہ میں نے قبولی کیا، نکاح
ہو گیا اگرچہ شاہد عورت کو نہ دیکھیں۔

تقوت پرے میں ہو محض اسی سے مجلس نہیں بدلتی۔
اگر عورت مجلس نکاح میں عتاب ڈالے حاضر ہو تو
شاہدوں کا اسے پہنا ضرور نہیں۔

قبول فوراً ضرور نہیں اگر مجلس نہ بدلے۔
تا بائع عاقل کہ کفر کو سے یا کفر پر مطلق ہو کر اسے
پسند کرے تو کافر مرتد ہے۔

رضا بالکفر بھی کفر ہے۔
مشرک سے استعانت نہ چاہئے خصوصاً امر
دینیہ میں۔

تا بائع یا کافر ایجاب قبولی کرانے نکاح ہو جائیگا

۱۴۲ اور اگر وکیل ہو اور خود ایجاب یا قبول کرے جب بھی
وکیل کا مسلم و بائع ہو یا ضروری نہیں، غیر مسلم و بائع
سمجھا رہی وکیل ہو سکتا ہے۔

۱۴۳ مرتد کی وکالت جائز ہے۔

۱۴۴ اگر وقت توکیل وکیل مسلمان ہو پھر مرتد ہو جائے
تو وکالت باطل نہ ہوگی جب تک دار الحرب میں
نہ چلا جائے۔

۱۴۵ جنون اور نا سمجھ بچہ وکیل نہیں ہو سکتا۔

۱۴۶ بونہ و حریت صحت وکالت کے لئے شرط نہیں۔

۱۴۷ مرتد یا بائع اگر بزم وکالت اپنے بیٹے بیٹی یا بہن بھائی
یا کسی نابالغ یا بالغ کا نکاح پر جائے تو کس صورت
میں باطل محض مرہی

۱۴۸ مرتد سے نکاح پڑھوانے کا حکم۔

۱۴۹ مرتد کسی کا ولی نہیں ہو سکتا اور نابالغ بھی صالح
ولاہیت نہیں۔

۱۵۰ فضولی اگر کوئی ایسا عقد کے جس کے لئے کوئی اجازت
و جہ نہ ہو تو وہ عقد باطل محض ہے۔

۱۵۱ باپ نے کہا مکان خرید دو تو نکاح کروں گا۔ شوہر

۱۵۲ نے کہا پہلے نکاح کرو پھر خرید دوں گا۔ باپ نے
نکاح درخصت کر دی، عورت نے کوئی شرط نہ کی،

۱۵۳ مکان بھی جموں رہا، یہ نکاح بے شرط ہوا یا مطلق

۱۵۴ اور شوہر کا اقرار مطلق یا بشرط باطل ہے یا نہیں

۱۵۵ اور یہ نکاح بے حل ہے یا کیسا۔

۱۵۶ ایک ہزار روپیہ اور کچھ ہیرے دینا ضرور قرار پائے اور

۱۵۷ ہیرے نہ دیا تو مهر مثل لازم ہوگا۔ ہیرے اگر نہ جموں تھا

- ۱۷۴ مگر جب وجود میں آگیا تو جہالت جاتی رہی۔
شرط فاسد قبل العقد مبادلات مالید میں بھی طعن
بالعقد نہیں ہوتی۔
- ۱۷۵ شرط فاسد جو عقد سے پہلے ہو اس سے کوئی عقد فاسد
نہیں ہوتا۔
- ۱۷۶ شرط فاسد سے نکاح نہیں فاسد ہوتا خود ہی باطل
ہوتی ہیں۔
- ۱۷۷ عقد دینی قسم کے ہیں۔
- ۱۷۸ بیع و اجارہ و قسمت وغیرہ شرط فاسد سے فاسد
ہوتے ہیں
- ۱۷۹ ایفائے وعدہ محبوب سے اگر تو کرنا پسند نہ
اور مکروہ ہے
- ۱۸۰ اقراء تعلیق بالشرط کی صلاحیت نسیم رکت
اصطلاح فقہ میں کسی حق ثابت کی خبر دینے کو قرار
کہتے ہیں۔
- ۱۸۱ وعدے کی تعلیق بالشرط جائز ہے۔
- ۱۸۲ ایفائے وعدہ پر جبر نہیں یعنی قاضی مجبور نہیں کر سکتا
وہ وعدہ جو مصلحت ہو اس کی وفادار نہ لازم ہے۔
- ۱۸۳ مگر ایک قول میں کفالت اور بیع الوفا میں قائلے وعدہ
پر جبر کر سکتا ہے۔
- ۱۸۴ کسی نے پنا مکان کرایہ پر دے دیا تھا پھر اسی
مکان کو کسی اور کے ہاتھ بیع دیا اب مشتری کرایہ
وصول کرتا ہے مگر بائع سے وعدہ کر لیا ہے کہ جب
توٹن مجھے واپس کرے گا تو مکان واپس کر دوں گا
اور کرایہ کے روپے ٹمن سے مجرا دوں گا، مشتری کی
- ۱۷۵ پاس بائع ٹمن کے روپے ٹایا اور کرایہ کے روپے
اس میں سے مجرا کرنے کو کہتا ہے، اگر مشتری
حسب وعدہ ایسا کرے تو بہتر ہے ورنہ اس پر جبر
نہیں کیا جاسکتا۔
- ۱۷۶ کسی وظیفہ مقررہ سے کچھ رقم لے کر دوسرے کے حق
میں فارغ ہو جائے اور دوسرا اس سے وعدہ کرے
کہ اگر میرا یہ روپیہ تو واپس کر دے گا تو میں تیرا یہ
وظیفہ مقررہ ٹوٹا دوں گا، اس سے اس پر ٹوٹا نا جواب
نہ ہوگا۔
- ۱۷۷ بائع کا اقرار و انکار کچھ نہیں اجازت اس کے ولی
لی دے گا۔
- ۱۷۸ بائع اگر آزاد اسے اجازت لیتے وقت روئے قویہ
نہ دے گا۔
- ۱۷۹ مکان کسے لے لے باتوں کی حاجت ہے۔
- ۱۸۰ نکاح کے لئے قاضی کی حاجت نہیں۔
- ۱۸۱ ولی صغیر کے (غلام) نے اپنی لڑکی میرے غلام لڑکے
کے نکاح میں دے دی ہے اور ولی صغیر کے
ہاں میں تے دے دی ہے، اس سے نکاح
ہو گیا یا نہیں۔
- ۱۸۲ اور مختار کی عبارت کذا انا متزوجك وجنتك
خاطبا المراس سے منگنی نکاح ہو سکتی ہے یا نہیں
اگر نہیں تو اس کا کیا مطلب۔
- ۱۸۳ ہماری زبان میں صیغہ ماضی مقررہ لفظ خاص
امرو واقع شدہ سے خبر دینے کے لئے ہے، نہ امر
خبر واقع کے انشاء و ایجاد کے لئے۔

و قریح نکاح سے غیر دینا انشاء عقد سے باطل
مہانت و غیر مؤثر ہے۔

نکاح اثبات اور اقرار اظہار ہے۔

اظہار اقرار کے مفار ہے۔

نکاح و تزویج یہ دو مفرد عقد نکاح میں صریح ہیں
رعطاء و ہبہ و صدقہ و خیرہ کنایہ۔

آن الفاظ سے بھی نکاح ہو جاتا ہے جبکہ گواہ نکاح
ہونا بھی اور قرینہ سے یہ معلوم ہو کہ ان سے نکاح
مراد ہے۔

بآپ سے کہا تو نے اسی لڑکی مجھے دی، اس نے کہا
دی، اگر یہ منگنی کے لئے گفتگو ہو تو منگنی ہوئی
اور نکاح کے لئے تو نکاح۔

نکاح عقد ہے اور منگنی وعدہ ہے

عقد وہ ہے جس میں تبیین ہے۔

منگنی کو نکاح ٹھہرانا بدایت باطل اور اجماعاً
غلط ہے۔

ھل اعطینتہا مجلس عقد میں مفید عقد اور
جلسہ وعد میں طلب وعدہ ہے۔

انفاذ محکمہ میں ہمارے قرینہ پر ہے۔

نکاح خوائ اور شہود کا بیٹا ہونا ضروری نہیں
عقد کرنے والا ویندار متقی مساکلی نکاح سے واجب
ہونا چاہئے۔

فاستی بدویانت قابل اعتقاد نہیں جب وہ خود
حرام و حلال کی پروا نہیں کرتا تو اوروں کے لئے
احتیاط کی کیا امید۔

نکاح با اعلان ہونا اور ایجاب و قبول سے پہلے خطبہ
اور مسجد میں نکاح ہونا اور عقد کے دن ہونا اور نکاح خوائ
علم یا علم ہونا مستحب ہے۔

اس زمانہ جمل و فساد میں اگر اہل علم و فہم
نہ ہوں تو نکاح میں سخت خلل واقع ہونے کا
ایندیشہ ہے۔

نکاح خوائ کلمات ایجاب و دوما کے کان میں کہے
کہ کوئی شے نہ تو نکاح نہ ہوگا۔

نکاح دو آزاد و مکلف مردوں یا ایک آزاد و
مکلف مرد اور دو آزاد و مکلف عورتوں کا بطور
گواہ موجود ہونا شرط ہے جو ایجاب و قبول کر سکیں
وقت شنیں۔

یہ اہل کی کلمات زنی قطعاً خلاف اولیٰ ہے۔
جاہل کی امامت خلاف اولیٰ ہے۔

جاہل کی مضاربیت خلاف اولیٰ ہے۔

بقدر نکاح اگر شہود انکار کر جائیں تو نکاح دوبارہ
کرنا لازم ہو گا یا نہیں۔

شہود ابتدا سے نکاح میں شرط ہیں یعنی بے ان کے
منفقد نہ ہوگا، بقا میں شرط نہیں یعنی شاہدوں کا

تعدد نکاح کے لئے باقی رہنا ضروری ہیں۔

اسی شرط پر نکاح کا حکم کہ ایک ماہ بعد طلاق
دوسرے دنوں کا۔

ایک برس یا ایک ماہ یا سو برس تک کے لئے
نکاح کیا تو نکاح نہ ہوگا، یہ متحد کی صورت ہے۔

نکاح متعدد و موقت اگرچہ مدت محمولہ یا طویلہ یا باطل ہے

- ایسی عورت سے نکاح و مہر کا حکم جس کے صرف مخرج
بول ہو اور کوئی علامت مردی و زنی کی نہ ہو صرف
پستان ظاہر ہوں۔
- ۱۹۲ قضا و ضلوت عدم تاکہ مہر کا باعث ہے۔
- ۱۹۳ آخری کا عاقبتی ہونا ہرگز منافی جواز نکاح نہیں۔
- ۱۹۴ خیار عیب کو نکاح میں کچھ دخل نہیں۔
- ۱۹۵ پستان ظاہر ہونے سے غشی خشک کا عورت ہونا معلوم
ہوتا اور اشکال دفع ہو جاتا ہے۔
- ۱۹۶ کوئی طوائف اپنے آستینا کے ساتھ گھر میں رہے
اور غیروں سے پردہ کرے تو کیا وہ ہم خانہ رہنے
سے زوجه مقصور ہوگی۔
- ۱۹۷ مسلمان جو عاقل بالغ مفیض پر زنا کی تمہمت
لگانے والا اگر چار گواہ عادل پیش کرے تو اسے
اتنی کوڑے لگائے جائیں گے اور ہمیشہ کے لئے
وہ مردود الشہادۃ ہوگا۔
- ۱۹۸ اگر تین گواہ معاند زنا کی گواہی دیں اور چوتھا
نہ ہو تو ان گواہوں پر حد قذف لازم آتی ہے۔
- ۱۹۹ عتین (نامرد) کا نکاح درست ہے یا نہیں۔
- ۲۰۰ عتین میں حکیم یعنی پیٹنا لینا جائز ہے کہ وہ حد نہیں
جس کا نفاذ بغیر حاکم کے نہ ہو سکے اور نہ خود ہے
نہ دیت جن کے لئے حاکم کی حاجت ہوتی ہے
اور بچ کو حسب بشرانہ بطلب زوجہ تفریق کر دینا
جائز ہے۔
- ۲۰۱ عتین اور اس کی زوجہ میں تفریق کی صورت۔
- ۲۰۲ ایک کے نرخ پر دوسرے کا نرخ کرنا منوع ہے۔
- ۱۹۲ قہر دے کر مہر لڑکی آپ کو دی، زید نے کہا
بہتر ہم کو منظور ہے آپ نے میرے خطبہ کو منظور کیا
اور زبان دی تو میری تسکین ہو گئی اس سے نکاح ہوا
یا نہیں۔
- ۱۹۳ کسی کی منگیتر کو پیغام نکاح دینا مکروہ اور ارتکاب
شناہمت ہے۔
- ۱۹۴ مخطوب منہ کا اپنے اقرار سے پھرنا اور مخاطب اوں
کو زبان دے کر دوسرے سے قصد تزویج نہ کرے
بیجا و قابل مواخذہ ہے۔
- ۱۹۵ اگر کسی عقد شرعی سے منگی کر کے دوسرے سے
نکاح کر دے تو قیامت نہیں۔
- ۱۹۶ زمرہ پر لازم کہ وہ کرے بڑا اولاد کے حق میں بہتر ہو۔
- ۱۹۷ آدمی نے عدل سے سے غوغا نہ کسی وقت بعض
مصالح پر نہ اطلاع پانے سے مامور۔
- ۱۹۸ جس نے کسی مات پر قسم کھائی پھر اس کے غیر کو
اس سے بہتر جانا تو اسے چاہئے کہ جس کو بہتر دیکھ
رہا ہے وہی کام کرے اور قسم کا کفارہ شے ہے۔
- ۱۹۹ جو شخص دو مصیبتوں میں مبتلا ہو اسے ان میں سے
اخیر و اہم کو اپنا چاہئے۔
- ۲۰۰ والد ہندہ کو زیہ کفو سے نکاح منظور نہ تھا زید نے
بغیث والد ہندہ پر سکوت و گریہ رضائے مادر و
نانی نکاح ظاہر کیا، ہندہ نے صاف کہہ دیا کہ مجھے
بے رضائے والد زید نکاح پہلے منظور تھا ناب
ہے تو کیا حکم ہے۔
- ۲۰۱ زیدہ اور اس کے والد کو مجبور کرنے کیلئے جواز نکاح

کے لئے اقرار ہندہ کی شہادت گزرنانا اور پھر کسی سے
خصت کر لینا اس خیال سے کہ گھر لے جا کر نکاح
کر لیں گے کیسا ہے اور گھر لے جا کر جو نکاح یا تجر
ہوگا کیسا ہوگا۔

فقہہ رضاعت جہاں ہو کہ پہلے عورت کے کو میں نے
اسے دودھ پلایا ہے اب کے کہ نہیں پلایا ہے تو
اس صورت میں فتویٰ کیا ہوگا اور تقویٰ کا کیا حکم ہوگا۔
جھوٹی گواہی اگر کیا اور ثبوت پونجے کے برابر ہے۔
جھوٹی گواہی دینے والا دہائی سے پٹنے سے قبل
مستحق مارا ہوتا ہے۔

حاکموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔
دو فریقین میں ایک میں سے اللہ تعالیٰ کچھ بچنے کا
دوسرے کی اسے پروا نہیں، اور دوسرے سے زیادہ
کچھ نہ چھوڑے گا۔
اللہ تعالیٰ کفر کو نہیں بچنے کا۔

ہندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر جو ظلم ہے
اس کا بدلہ ضرور ہوتا ہے۔

نکاح بکبرہ اگر اہل بی بو عات ہے مگر ایسا کہ نا ظلم ہے
جو عقد قابل فسخ ہیں جیسے بیع و ہبہ اگر یہ جبر و
اکراہ سے ہوں تو فسخ کر دیا جائیگا۔

نا قابل فسخ عقود جیسے طلاق، عتق، نکاح، تدبیر
اور استیلا وغیرہ اگر اکراہ سے ہوں تو لازم ہیں۔
مسلمان کی لائٹھی بھی اس کی مرضی کے بغیر نہیں
جائز نہیں۔

مسلمان کو ایذا پہنچانا اللہ اور رسول جل و علا و

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے۔

ظلم و جاد پر اعانت کرنا ظالم کی مثل ظلم و جسرام
اور استحقاق عذاب میں مبتلا ہونا ہے۔

جو کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد کرنے کے لئے
چلا جائے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسکا
سے نکل گیا۔

ہمارے مذہب میں ایک عورت کا بیان ثبوت
رضاعت کے لئے کافی نہیں، اس سے احتیاطاً
بچنا مستحب ہے۔

مکروہ تنزیہی کا ارتکاب معصیت نہیں۔

جان ناکہ ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

شریعت و عقل سلیک کا یہ تعاضا نہیں کہ ہر شئی
و ہر شئی کے لئے عقل و عظم کا ارتکاب کیا جائے۔

عقلا فرما رہے ہیں ہمارا زمانہ اجتناب شہادت کا
زمانہ نہیں۔

جو اپنے جان و مال، دین و مذہب اور اہل عیال
کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔

زید و ہندہ اگر گواہوں کے سامنے باہم ایجاب و
تقری ایسا کریں کہ گواہوں کو مطلقاً سماعت و علم

نکاح نہ ہو اور زید نکاح سے منکر ہو جائے اور
حاکم شرع کے رو برو شاہد بھی اپنی لائٹھی ظاہر
کریں تو یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں اور حاکم شرع
جبر و اکراہ سے لایا نہیں۔

شہد نکاح سے حد ساقط اور عقد ثابت
ہو جاتا ہے۔

- اگر وہ دونوں مرتد و باپی تھے مگر مجلس عقد میں اور لوگ بھی ہیں جو گواہ ہو سکتے ہیں تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔
- ۲۱۸ مرتد کی گواہی معتبر نہیں۔
- ۲۱۹ عورت مرد اگر باہم ایک باہم قبول کر لیں اور کسی کو اطلاع نہ ہو تو یہ نکاح درست ہو گیا ہے۔
- ۲۱۹ اگر کوئی عورت غیر مقلدہ موجب شرعاً نکاح پر آئے تو نکاح ہو گیا یا نہیں۔
- ۲۱۹ غیر مقلدہ اور ہندو مشرک سے نکاح پر حوالے میں فرق۔
- ۲۱۹ غیر مقلدہ میں پرہیز باوجہ سے حکم احادیث صحیحہ و تصریحات فقہیہ حکم کفر لازم ہے۔
- ۲۱۹ غیر مقلدین میں بہت سے حکم کفر، سرزبان بتوین کے منکر اور قلعا اجماعاً کافر ہیں۔
- ۲۱۹ وہابی کی گمراہیوں پر مطلع ہوتے ہوئے اگر کسی نے ان کو معظّم و متبرک سمجھ کر نکاح خوانی کے لئے بلایا ہے تو بعد تو بہر تقدیر اسلام تجسید پر نکاح لازم ہے۔
- ۲۲۰ دو لڑکیاں تو ام کمر سے سرین تک جڑی بوٹی ہیں میرزا ایک ہے، باقی اعضاء الگ الگ ہیں ان کا نکاح کس طرح ہو سکتا ہے۔
- ۲۲۰ جو نکاح کی طرف راہ نہ پائیں وہ بچے رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے بے پرا کر دے۔
- ۲۲۱ نکاح پریشان نظری و بدکاری سے رکنے کا سبب ہے۔
- ۲۲۱ روزے شہوت صہابی کو توڑنے والے ہیں۔
- ۲۲۱ جسے نکاح کی طاقت ہو وہ نکاح کرے اور جو نہ کر سکتا ہو روزہ رکھے۔
- ۲۲۱ عرض تسمین میں روزہ سے متعلق حکم ہے۔
- ۲۲۱ اسی ذبح عرض سے آگے دو گون کاگز رکھیں نہیں ہو سکتا۔
- ۲۲۱ شتر درجہ کے آگے، بادی کا پتا نہیں۔
- ۲۲۱ قطب شمالی و قطب جنوبی میں روز و شب کی مقدار اور سمت۔
- ۲۲۱ ہمارا جمعی و عتی، شنبہ کا ذوق۔
- ۲۲۱ قطبین شمال و جنوبی میں قمر کو اکب کا طلوع اکب کب کمر کس طرح ہوتا ہے؟ کیسے کیسے غروب اور سبب طالع رہیں بے اور لب تک غارب۔
- ۲۲۱ جو روزے کی طاقت نہ رکھے وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دے۔
- ۲۲۱ جو روزہ رکھ سکے زفیہ دینے پر قادر ہو وہ کیا کرے۔
- ۲۲۲ قطبہ نکاح کھڑے ہو کر پڑھا جائے یا بیٹھ کر، کس طرح مستحسن ہے۔
- ۲۲۲ خطبہ میں مطلقاً قیام افضل ہے۔
- ۲۲۰ جو خطبہ سواری پر ہوتا ہے جیسے خطبہ عرفہ وہاں قیام مرکب قیام قیام راکب ہے۔
- ۲۲۲ خطبات نافذہ بیٹھ کر بھی ثابت ہیں۔
- ۲۲۲ خطبات نکاح جیٹھ کر پڑھنے میں مضائقہ نہیں۔
- ۲۲۱ اگر زن و مرد کسی غیر زبان کے الفاظ یا جواب قبول

- ۲۲۰ نفیس و خیمس میں بیع یا تعاملی منعقد ہو جاتی ہے۔
- ۲۲۱ فقہاء منظرہ غالبہ ششی کو قائم مقام ششی کرتے ہیں۔
- ۲۲۲ غالب یہی ہے کہ آدمی الفاظ زبان غیر مقصود کے مقاصد پر بھی مطلع نہیں ہوتا۔
- ۲۲۳ دارالاسلام میں جہل خواہش مکتبہ میں سے ہے۔
- ۲۲۴ نقشہ میں طلاق ہو جاتی ہے۔
- ۲۲۵ کوئی شخص دارالحرب میں مسلمان ہوا بھی دارالاسلام کی طرف ہجرت نہیں کی تو اس پر شرائع اسلامیہ کا ردوم نہیں کہ اس کے لئے جہل در ہے۔
- ۲۲۶ آبادی میں پانی تلاش کے بغیر تمیم کر کے مارا پڑھا۔
- ۲۲۷ اگر وہاں پانی تھا تو غار نہ ہوگی۔
- ۲۲۸ غیر مذکور ایک طلاق سے مطلق نکاح سے باہر ہوتی ہے۔
- ۲۲۹ اگر نہ ہو تو اس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے اور اس جگہ مسئلہ سے ناواقف ہونا در نہیں۔
- ۲۳۰ غازی یا عربی نہ جانے والے کو کسی نے الفاظ طلاق غازی یا عربی میں سکھا دئے اور مسمی نہ بنائے۔
- ۲۳۱ اس نے یہ الفاظ لاطمی سے عورت کے لئے کہے تو عند اللہ طلاق نہ ہوگی۔
- ۲۳۲ جہل یا ہسان تقصیر نہیں۔
- ۲۳۳ آفاق اور دل گلی میں طلاق دینے سے قصداً اور دیانہ ہر طرح طلاق واقع ہو جاتی ہے۔
- ۲۳۴ اگر عمت کو مرد نے ایسے الفاظ سکھائے اور کہلوائے جس سے مرد و نفقہ عدت کے بدلے خلع ہو جائے کہ عورت جہر و نفقہ عدت کی بھی مستحق
- ۲۲۱ بے معنی الفاظ جاسنے کہیں اور گواہ بھی اُن الفاظ کے معنی نہ جانیں تو نکاح منعقد ہوگا یا نہیں۔
- ۲۲۲ فتاویٰ قاضی حان و ظہیر یہ دو مختار و رد المختار پر مشبہہ اور اس کا جواب۔
- ۲۲۳ مقصود لفظ لغوی، شرعی، عرفی حقیقی اور مجازی کی طرف مقصود ہوتا ہے جبکہ حکم لفظ، غرض، غایت مقصود اور شمرہ وغیرہ سے مرسوم ہوتا ہے اور ان دونوں پر لفظ کے معنی، مضمون حتی کہ موضوع لفظ کا بھی اطلاق آتا ہے اگرچہ اول کے بعض اقسام میں وضع نوعی ہے۔
- ۲۲۴ ہزل، جد کی ضد ہے۔
- ۲۲۵ ہزل لفظ ہے یعنی شے سے اس کے فیروض لفظ کا ارادہ کرنا۔
- ۲۲۶ جد یہ ہے کہ شے سے اس کے موضوع کا ارادہ کیا جائے۔
- ۲۲۷ ہزل اور مجاز میں فرق۔
- ۲۲۸ قوت نے کہا زوجت نفسی منک بالعت، اور مرد نے کہا قبلت۔ اور دونوں زبان عربی سے محض نا آشنا تھے مگر اتنا جہلنا معلوم تھا کہ یہ الفاظ عقدہ نکاح کے لئے کہے جاتے ہیں تو ہاتھ ملایا۔
- ۲۲۹ نکاح ہو گیا۔
- ۲۳۰ اگر نا شیان عربی نے بعثت اشتریت بقصد بیع و شرا کہا اور جانتے تھے کہ یہ الفاظ عقدہ بیع کے ہیں تو ضرور بیع ہو جائے گی۔
- ۲۳۱ بعد علم حکم بقصد حکم الفاظ کا تھا اور دلیل مراعات

- ۲۳۱۔ نہ رہے اور عورت یوں خلع کرے تو طلع صحیح نہ ہوگا۔
 گواہان نکاح پر یہ لازم نہیں کہ وہ ان ہی الفاظ کا
 اعادہ کریں جو متعاقدین سے انہوں نے سنے ہیں
 یا یہ کہ ان کے مترادف الفاظ کریں یا ان الفاظ کا ترجمہ
 بیان کریں بلکہ ان کا یہ بیان کافی ہے کہ فلاں نے فلاں
 سے نکاح کیا۔
- ۲۳۲۔ زین فاحشہ سے نکاح جائز ہے اگرچہ تناسب
 نہ ہوئی ہو۔
- ۲۳۳۔ عورت فحاشہ کے ساتھ نکاح کرے اور شوہر
 بعد زہد و ندامت نہ کرے تو روث ہے۔
- ۲۳۴۔ آیت فیر الزانیۃ لا ینکحہا الا راپ
 او مشرک مفسر الکلم ہے یا نکاح سے مراد
 یہاں جماع ہے۔
- ۲۳۵۔ وقت نکاح لڑکی کے ولی کی بات قبول کی جائیگی
 یا لڑکی کی۔
- ۲۳۶۔ نکاح میں ضروری الفاظ اور لازمی کیا گیا ہیں۔
 اولیاء نکاح کی شرعی ترتیب۔
- ۲۳۷۔ نکاح کا خطبہ سنت اور کلمے پڑھنا ایک اچھی
 بات ہے۔
- ۲۳۸۔ متعہ حرام ہونے کا قرآن عظیم سے ثبوت۔
 دہڑی سے نکاح کا کیا حکم ہے۔
- ۲۳۹۔ وہ جو زہد و نفرت پیدا ہو اور
 آپس میں چھوٹ پڑے تا جائز ہو جاتی ہے۔
- ۲۴۰۔ تیرہ کے نکاح ثانی کے متعلق سوال و جواب۔
 عورت لڑکی ہے اور اس کے شوہر کا اصل معلوم
- ۲۴۱۔ نہیں کہ زندہ ہے یا مرگیا اس سے نکاح کا کیا
 حکم ہے۔
- ۲۴۲۔ جس نے متعہ کر لیا ہو وہ حنفی رہا یا نہیں۔
- ۲۴۳۔ فاسق معصن کی امامت ممنوع اس کے چھپے نماز گاہ
 اور پھر فی واجب ہے۔
- ۲۴۴۔ فاسق کو امام بنانے والے گناہگار ہیں۔
- ۲۴۵۔ تبدیلی مذہب پر سہر خاتمہ کا اندیشہ ہے۔
- ۲۴۶۔ دو شخص سے نکاح باطل ہے۔
- ۲۴۷۔ ارتکاب حرام سے نکاح فرہوتا ہے نہ عنایت
 سے خارج۔
- ۲۴۸۔ جموع نماز سے پہلے نکاح جائز ہوتا ہے یا نہیں۔
- ۲۴۹۔ اسی خیز شرعی سے نکاح باطل ہے۔
- ۲۵۰۔ اگر اس دین میں کی فرق ہے۔
- ۲۵۱۔ دوسرے کی خیز سے اس کی اجازت سے نکاح
 جائز ہے۔
- ۲۵۲۔ شرفا نسب باپ سے ہے وہ شریف ہے تو یہ
 بھی شریف۔
- ۲۵۳۔ خیز سے ہر اولاد جو صحیح النسب اور ترکہ کی مستحق ہے۔
- ۲۵۴۔ کچھ لے کر نکاح کر دینا حرام اور وہ روپیہ رشوت ہے۔
- ۲۵۵۔ آیات النساء عرف رضیہ کی بجائے گواہوں سے
 نکاح خواں سے سعادت النساء رضیہ کہا تو
 نکاح متعہ ہوا یا نہیں۔
- ۲۵۶۔ وکیل یا نکاح مجاز ترکیل نہیں۔
- ۲۵۷۔ ایک شخص کی دو لڑکیاں ہیں بڑی عائشہ اور چھوٹی فاطمہ
 بڑی کے نکاح میں وقت عقد بجائے عائشہ فاطمہ

- ۲۴۷ قوی طے سے عقد ہو جائے گا اور اگر یہ کہا کہ میں اپنی بڑی لڑکی فاطمہ کا نکاح کرتا ہوں تو کسی سے نہ ہوگا کہ اس کی بڑی لڑکی فاطمہ ہیں اور نیت و معرفت شہود یہاں کچھ نافع نہیں۔
- ۲۴۸ اہلسنت و روافض میں باہم نکاح منع ہو سکتا ہے یا نہیں۔
- ۲۴۹ اور اگر کچھ روز بعد لڑکی رافضیہ ہو جائے تو نکاح روکے گیا نہیں۔
- ۲۵۰ مرد کا زنا و بالاباح فسخ نکاح فی الحال ہے عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا مگر مرد کو اس کی قربت ہوگی جب تک اسلام نہ لائے۔
- ۲۵۱ عورت نکاح کے تین سال بعد کسی سے زانیہ و الزمہ کے سبب مجبور تھی اب کے بعد خود عقد ہوں، شوہر نے دھوکا دیا کہ اس کے بوی بچے نہیں ہیں، نکاح میری لاعلمی میں ہوا، کیا اس صورت میں اسے فسخ نکاح کا دعویٰ پہنچتا ہے۔
- ۲۵۲ مجبوری مانع جواز نکاح نہیں ہوتی
- ۲۵۳ باپ نے بالغ کا نکاح بے اس سے اجازت لے کر دیا اور رخصت بھی ہوگئی اب کیا حکم ہے۔
- ۲۵۴ عورت کے چند نام ہیں، ایک وقت عقد لیا گیا تو نکاح ہوا یا نہیں۔
- ۲۵۵ ایک گواہ سے نکاح نہیں ہو سکتا۔
- ۲۵۶ زید نے اپنی بھانجی سے بکراؤ نکاح لیا یا نہ وہ نکاح کرتی رہی پھر دنا شروع کیا، دوسنے کو
- ۲۴۷ اذن شوہر اگر نکاح کر لیا، نکاح ہوا یا نہیں۔
- ۲۴۸ وکیل کس طرف کا ہونا چاہئے اور شاہد کس طرف کے
- ۲۴۹ دینار شرعی سارے چار ماٹے سونے کا تھا۔
- ۲۵۰ سواطین کے دینار کوئی معین نہیں مختلف تھے۔
- ۲۵۱ قہر کا اقل درجہ و سئل درہم چاندی ہے اور اکثر کے لئے کوئی حد نہیں۔
- ۲۵۲ قہر حضرت بقول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا چار سو مثقال چاندی تھا۔
- ۲۵۳ قہر اکثر ازواج مطہرات پانچ سو درہم تھا۔
- ۲۵۴ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صبر میں دو دروایتیں ہیں۔
- ۲۵۵ ہندہ بازاری عورت ہے، زید نے بطل علم و اطلاع ہندہ قاضی کے سہیلہ میں اپنا ہندہ سے نکاح درجہ کر لیا پھر جب ماورہ ہندہ کو اطلاع ہوئی اس نے ہندہ سے اپنا زیور کپڑا مانگا کہ تیرا نکاح ہو گیا ہے، ہندہ نے کہا تم کہتی ہو کہ نکاح ہو گیا ہے تو جو کچھ ہونا تھا بڑی ہندہ زید کے یہاں سے فرار ہوگئی، زید نے طلب زوجہ کا دعویٰ دائر کیا قاضی نے اس کا دعویٰ ڈگری کیا تو یہ نکاح درست ہو گیا یا نہیں۔
- ۲۵۶ ہندہ ہندہ زید کو ہندہ ہندہ نکاح ہوا یا نہیں۔
- ۲۵۷ منگنی کے بعد دوسرے سے نکاح کا حکم۔
- ۲۵۸ باپ نے کہا میں نے اپنی فلاں لڑکی کا ناتہ نکاح

- فلاں بالغ سے کر دیا والدہ پر نے قبول کیا تو نکاح ہوا یا نہیں۔
- ۲۵۲ ایک سید نے ایک چماری کو مسلمان کر کے نکاح کر لیا تو وہ گنہگار ہوا یا نہیں اور اس سے ترک عورت اور برادری سے نکالنا کیسا ہے۔
- ۲۵۳ بالغ مرد کے لئے کفارت شرط نہیں۔
- ۲۵۴ باپ نے برادر کو خط لکھا کہ میری دستر باندہ کا ماتہ یا نکاح جہاں تمہاری مرضی ہو کر دو، اس نے اسی کا نکاح کر دیا اور نام بالغ کی جانب سے اُس کے ماموں سے قبول کیا اور گواہ کہتے ہیں کہ وہ حطہم نے خود سنا ہے اب باپ منکر ہے تو کیا حکم ہے۔
- ۲۵۵ ایجاب و قبول نابالغین سے کرایا جائے تو نکاح ہو گیا یا نہیں۔
- ۲۵۶ دو توں طرف سے قبولیت ہو تو نکاح کا کیا حکم ہے۔
- ۲۵۷ نکاح مسنون کا کیا طریقہ ہے۔
- ۲۵۸ اگر دل خطبہ مسنون نہ پڑھے یا ایجاب و قبول پر قیاد ہو تو غیر سے ایجاب و قبول کرانا کیسا ہے۔
- ۲۵۹ نکاح خواں کو اجرت لینا دینا کیسا ہے۔
- ۲۶۰ اگر اجرت اپنے صفت میں نہ لائے کار خیر میں صرف کرے تو کیا حکم ہے۔
- ۲۶۱ نوشہ کے سر پر بچڑی رکھنے کے لئے اُس کے پیرچھا یا ہنوتی آگے میں دوسرا نہیں رکھ سکتا اور وہ بے روپیہ لئے نہیں رکھتے روپیہ کم ہوتا ہے تو اصرار کرتے ہیں یہ لینا دینا شرعی کیسا ہے اور اسے ضروری حق جاننا اور اصرار کرنا کیسا ہے۔
- ۲۶۲ دویم کی تعریف کیا ہے اور اُس کی مدت کے روز تک؟ ۲۵۵
- ۲۶۳ اگر دویم بخیاں منت نہ کرے بلکہ برائے نام آوری تو کیا حکم ہے۔
- ۲۶۴ زید پیشہ وکالت کرتا ہے اور قاضی ہے تو کیا حکم ہے۔
- ۲۶۵ منکر کو غیر منکرہ ٹھہرانا اور زوجین میں تعزین کرنا کیسا ہے۔
- ۲۶۶ جود باہر سے ملتا جلتا ہو اس کے یہاں شادی بیاہ کا کیا حکم ہے۔
- ۲۶۷ ایک شخص نے ظاہر یہ کیا کہ لہر لور کا ہے اور پھر ثابت ہوا کہ وہ ہر گام کا ہے اور نام میں اختلاف ہوا، لڑائی کتنی ہے کہ میرا نکاح عبد الرحمن بن کثو سے ہوا اور قاضی بھی یہی کہتا ہے مگر گواہ لعل محمد بن منول بتاتے ہیں اور وکیل لعل محمد بن کثو اس سے نفرت میں سناں کس سے ہوا۔
- ۲۶۸ تن بخشی کوئی چیز معتبر ہے یا نکاح۔
- ۲۶۹ ایک شخص نے دھاکے خیر جلسہ عام میں کہہ دی کہ میں نے اپنی لڑائی فلاں کو دی، اس سے نکاح ہوا یا نہیں۔
- ۲۷۰ خطبہ پڑھا جانا یا ذکر ہر شرط نکاح نہیں۔
- ۲۷۱ نکاح بالظنا صریح میں نیت شرط نہیں۔
- ۲۷۲ جب تک دلی پیش از نکاح غیر کفو کو غیر کفو جان کر بھراحت اجازت نہ دے نکاح باطل محض ہے۔
- ۲۷۳ نکاح کسی عمر میں ناجائز نہیں یہاں تک کہ اُسی دلی کے نیچے کا۔
- ۲۷۴ نیچے کے نیچے کا نکاح نہیں ہو سکتا۔
- ۲۷۵ جہین پر کسی کی ولایت نہیں۔

- ۲۶۸ من نکحت جائز ہے یا نہیں۔
 اگر عورت کو طلاق بائن ہو جائے عورتیں نہ ہوں تو عدول
 کی حاجت نہیں۔
- ۲۶۹ حدیث لا تنکح المرأة علی عتہا ولا علی
 خالتہا حدیث صحیح مشہور ہے اور وہ مخالفہ العصب
 (آن نہیں)۔
- ۲۷۰ حدیث لا تنکح المرأة علی عتہا ولا علی
 خالتہا آیہ کریمہ وان تجمعوا بین الاختین
 کی تفسیر ہے کہ اقیقت سے ہر عداۃ محرمیت
 مراد ہے۔
- ۲۷۱ حدیث کلامی لا یصح کلام اللہ محض بے اصل ہے۔
 نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن اور قرآن کی مثل
 اور عطا کیا گیا ہے۔
- ۲۷۲ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حرام کیا ہوا
 ایسا ہی ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا حرام کیا ہوا۔
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر کچھ نصیب
 رسول عطا فرمائیں اس کو اور جس سے منع فرمائیں
 اسی سے باز رہو۔
- ۲۷۳ بحالت نابالغی لڑکی کی ماں نے جس لڑکے سے
 نسبت جو چکی تھی اُس کے باپ کو بلا کر لڑکی کو
 رخصت کر دیا اس نے اپنے مکان پر نکاح پڑھوایا
 اب بطرف کے بعد ماں نے لڑکی کا دوسرا نکاح کر لیا
 جس سے عورت بھی راضی ہے، کون سا نکاح
 صحیح ہوا۔
- ۲۷۴ حق نابالغ کا کوئی عصبہ جو وہ اس کے نکاح کا
 اول ہے اسی کے ہوتے ہوئے ماں کو نکاح کرانے
 کا اختیار نہیں۔
- ۲۷۵ لڑکی کے برس میں بالغ ہوتی ہے۔
- ۲۷۶ زن و شوہر کی اگر ایک مکان میں یکجا ہو چکی ہے
 تو کل مہر واجب الادا ہو گیا۔
- ۲۷۷ عورت پر روز طلاق سے عدت لازم ہوتی ہے۔
 ایک مکان میں زن و شوہر کی تسہائی نہیں ہوتی تھی
 کہ طلاق ہو گئی تو نصف مہر ساقط ہو گیا۔
- ۲۷۸ غیر بدخل کو طلاق دی جائے تو اس پر عدت
 اصلاً نہیں۔
- ۲۷۹ یہ فکر کہ اگر دوسرے کچھ بھی ہو جائے تو سر نہ جھکاؤں گا
 کلمہ کفر ہے ایسا کہنے والے پر توہر اور تجرید اسلام
 لازم ہے۔
- ۲۸۰ زید سے جو سے کہا کہ میں آپ کی دختر کو اپنے پسر کے
 واسطے مانگنے والا آیا ہوں اُس نے قبول کیا اور زید اور آ
 اور پھر زید نے حاضر کے تفسیر شیرینی کے بعد عورت
 خاٹب کے یہاں آئی گئی نکاح پڑھایا نہیں۔
- ۲۸۱ سرخیل ماس سے نکاح جائز ہے۔
- ۲۸۲ ماں کی خالہ کی بیٹی سے نکاح جائز ہے۔
- ۲۸۳ اپنے حقیقی سسرانہ کی لڑکی سے نکاح کیسا ہے۔
- ۲۸۴ زید نے جمع بین الاختین کیا تو یہ بیاہن کیسی ہیں اور
 اولاد کیسی ہے، اور ترکہ پانے کی مستحق ہیں یا نہیں۔
- ۲۸۵ حدیث لا تنکح المرأة علی عتہا الخ کی آیہ کریمہ
 و احصل لکم ما وراہ ذلک حکم ناسخ ہے
 یا نہیں۔

بالغ اپنے نفس کا خود ولی ہے کسی ولی کا محتاج نہیں۔

بھائی کے جوتے جوئے نانی ولی نہیں ہو سکتی۔
تالانغ کسی کا ولی نہیں ہو سکتا۔

ایک جوان لڑکی جس کے دادا نے بیعت مابین ایک مامانغ سے نکاح کر لیا تھا جس کے طوع کو ابھی پانچ سال اور دو کار ہیں اور لڑکے کے مکان پر ایک ایسا شخص ہے جس سے آپھی صحبت فری آبروریزی کا خوف ہے اس لئے وہاں ملے ہے انکار رکھتی ہے اور تقریبی کے بعد وہ سرانکاح پنا ہے کیا حکم ہے۔

ہندہ کا عقد بارہ برس ہوئے ہوا تھا اس نے اذن نہ دیا تھا ساکت رہی۔ پاس بٹ دن شرف نے کہہ دیا کہ ہندہ نے اذن دے دیا ہندہ کہتی ہے کہ میرے دل میں اس وقت نہ انکار تھا نہ اقرار تو کیا حکم ہے۔

وکیل کے ساتھ شاہدوں کی کچھ حاجت نہیں۔
نوشہ کا وقت نکاح سہرا باندھنا نیز باجے گاجے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا شرعی کیا ہے۔
ولیمہ کا شرعی حکم کیا ہے اور اس کا تارک کیا ہے۔
جہاں لوگ بعد نکاح ولیمہ نہیں کرتے بلکہ پہلے نکاح کے اقول روز حسب رواج کھلا دیتے ہیں ان کا حکم شرعی کیا ہے۔

ولیمہ سنہنی مستحبہ میں سے ہے اس کا تارک گناہ نہیں۔

بحرے سلیم کی ماں کا دودھ پیا ہے تو سلیم سے بکر کی لڑکی کا نکاح کیا ہے۔

اپنی لڑکی کا ہزار دو ہزار روپیہ لے کر کھریا غیر کھوسے نکاح کر دیتے ہیں یہ نکاح کیا ہے اور دفع کیسی۔

زید بکر رضاعی بھائی ہے، زید کے چھوٹے بھائی کا نکاح بکر کی چھوٹی بہن سے کیا ہے۔
تالانغ اگر کچھ دار جو اور بطور خود نکاح کر لے اور ولی اسے جائز رکھے تو جائز ہوگا۔
خرع میں غیر کھوسے کتے ہیں۔

غیر کھوشری سے اگر بالغ بطور خود نکاح کر لے تو نکاح نہیں ہوگا۔

توم سے نکاح میں خیر کھوسے کتے ہیں۔
نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ عورت کو برص ہے تو وہ عسر کی مستی ہے یا نہیں اور شادی کا صر ذ اس کے والدین سے لیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

شافعی حنفی مذہب پر صحیح طور پر نکاح پڑھائے تو کچھ عرج نہیں۔

غیر عقد کو غیر عقد جانتے ہوئے اسے بزرگ جان کر نکاح پڑھاوئے تو تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم۔

ہندہ بالغہ نے بعد رضا مندی والدین بطور خود زید حنفی سے نکاح کیا ہم صحبت بھی ہوئے اب وہ نکاح سے منکر ہے اور کہتی ہے کہ میں غیر عقد

ہوں، اس نکاح کا کیا حکم ہے۔

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

۲۷۵

- غیر مقدس شاهی نہیں بلکہ اہل بدعت و ہوا و
اہل ناریہ۔ ۲۸۲
- اُسی زمانے میں جو مذہب اربعہ (حنفی، شافعی،
حنبل اور مالکی) سے خارج ہے وہ بدعتی و
ناریہ ہے۔ ۲۸۲
- اگر بالفہ شافعیہ بے اذن و بی کسی حنفی کفو سے نکاح
کو سے تو نکاح لازم ہوگا۔ ۲۸۲
- تہ میں حیثیت کا یہی مفروضہ ہے یا نہیں اور
حیثیت سے زائد مہر پر جو نکاح ہو وہ نکاح ہوگا
یا نہیں۔ ۲۸۲
- مجلس سے کتنے ہی کثیر مہر پر نکاح ہو جو مہر بیجا
مگر یہ ضرور ہے کہ اسے دین جائیں اور ادا کی
نیت ہو۔ ۲۸۲
- صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہاں یہ طالعہ پر شدید
مانا نہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم پر بھروسہ ہے۔ ۲۸۲
- سبب اللہ سے وہابیوں کی گردن اڑ گئی قرآن مجید
میں فرمایا کہ اللہ و رسول کے دینے پر راضی ہوں۔ ۲۸۲
- فرقان حمید نے ارشاد کیا کہ اب ہیں دیتے ہیں
اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے۔ ۲۸۲
- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خطبہ مہر کثیر پڑھنے
پر نکاح پر شدید فرمایا تو ایک خاتون نے آیت کریمہ
"انیتم احدنہون قطاراً نکاحات کی جس پر
اپ نے غصہ اپنے اسرار سے درج فرمایا۔ ۲۸۲
- یہ ناجائز ہے کہ مہر باندھے اور ادا کی نیت نہ ہو ۲۸۲
- حدیث میں ہے کہ وہ شہر میں زانیہ اٹھائے
جائیں گے۔ ۲۸۲
- اگر پسر زید نے زوجہ عمر کی چھاتی جبکہ وہ چار پانچ ماہ
کی حاملہ تھی اور حمل بھی پہلا تھا منہ میں لے لی اس
وقت دودھ ہونا معلوم نہیں تو اس لئے کہ عمر و
کی لڑکی سے نکاح ہو گیا یا نہیں۔ ۲۸۲
- ثبوت رضاعت کے لئے ضروری ہے کہ جو بی
میں دودھ کا قطرہ منہ یا ناک کے راستے جانا معلوم
ہو محض چھاتی دبانے سے رضاعت ثابت
نہ ہوگی۔ ۲۸۲
- دودھ اُترنے کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں وقت
مزاج و کثرت خون سے کنواری کو دودھ اُتر
سکتا ہے یا نہیں۔ ۲۸۲
- ہندو نابالہ کا نکاح اُسی کے سو بیٹے باپ نے کیا
اب ہندو بالفہ ہے کتنی ہے میں اس نکاح کو
فسخ کر دوں گی، کیا حکم ہے۔ ۲۸۲
- نکاح قاضی سے نہ پڑھو نا دوسرے مسلمان سے
پڑھو نا کیسا ہے۔ ۲۸۲
- شہر کے صحیح سے بعد غایت شوہر انصاف نکاح جائز ہے ۲۸۲
- اُس اداہ پر نکاح کر میں اتنی مدت بعد طلاق وید نکاح صحیح نہیں ۲۸۲
- بلا وجہ سے سبب طلاق دینا منع ہے۔ ۲۸۲
- نکاح جس کی اجازت پر موقوف ہو اس سے
ناراضگی ظاہر کرتے ہی نکاح موقوف رہو ہائیکہ ۲۸۲
- نکاح موقوف میں قبل اجازت و طے
حرام ہے ۲۸۲

- ۲۹۲ تا بالذات سے شادی یا اگرچہ اس کی رضا سے ہوا اجازت نہیں ٹھہر سکتی۔
- ۲۸۸ عورت سے بکالت عمل زنا، نکاح و قریت کا حکم۔
- ۲۸۸ غیر بدخول بہا کو اگر ایک لفظ میں تین طلاقیں دے مغلطہ ہو جاتی ہے اور اگر متفرق لفظوں سے ہے تو مغلطہ نہیں ہوتی۔
- ۲۸۹ بیوہ کا نکاح عدت کے اثناء میں ہو تو کیا حکم ہے۔
- ۲۹۰ جلیطہ سے نکاح درست ہے یا نہیں۔
- ۲۹۱ ایجاب اگر نامتین کے لئے ہو تو نکاح نہ ہو گا اور متین کے لئے ہو تو صحیح ہو گا۔
- ۲۹۱ جلیطہ منکھی میں اگر وہ العادہ جو ایجاب و قبول کے لئے متین ہیں کے تو نکاح ہو گا اور اگر العادہ موقوفہ ہیں تو نہیں۔ اعتبار جلیطہ سے منکھی کی وجہ سے منکھی کے بعد لڑکی کے والد نے انکار کیا لڑکی مالہ ہے لڑکے کا والد لڑکی کو میکے سے فرار کر کے لے گیا اور اپنے یہاں نکاح کر دیا، کیا حکم ہے
- ۲۹۱ کسی مسلمان کو ناحق ایذا دینا اللہ و رسول کو ایذا دینے کے مترادف ہے۔
- ۲۹۲ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بغیر ولی کے نکاح باطل ہے۔
- ۲۹۲ زید ہندہ سے نکاح پر رضامند نہ تھا بھیر ہوں بکالت قبول کیا نکاح ہو یا نہیں۔
- ۲۹۳ زید ہندہ سے نکاح کرنے سے پہلے اس کی چوچھی سے رونا کرنا یا چچم ہندہ سے نکاح ہو یا کیا حکم ہے
- ۲۹۳ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور
- ۲۹۲ گناہوں سے درگزر کرتا ہے۔
- ۲۸۸ کسی عورت سے زنا کرنا اس کی بھتیجی یا بھینجی کو حرام نہیں کرتا نہ ان کے نکاح میں کوئی حائل آتا ہے۔
- ۲۹۳ بھوپھی اور بھتیجی دونوں کا ایک شخص کے نکاح میں ہونا حرام بلکہ بعد از طلاق ایک کی عدت میں بھی دوسری سے نکاح حرام ہے۔
- ۲۹۰ معرفت ایک مرد کے سامنے لکھاب و قبول کر لینے سے نکاح نہیں ہو سکتا۔
- ۲۹۱ سہار کا نکاح عبد الغفار کی ہمیشہ اور اس کا سہار کی ہمیشہ سے جو انہوں نے ہمیشہ عبد الغفار رخصت سے پہلے فرار ہو گئی اس لئے سہار اپنی ہمیشہ مودوں کو رخصت نہیں کرتا ہے۔
- ۲۹۵ ایسی شرط منکھی باطل ہو گیا کیا یہ صحیح ہے۔
- ۲۹۵ نکاح شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتا۔
- ۲۹۱ نکاح بڑھانے کے لئے دوسرے شخص کی ضرورت نہیں، خواہوں کی موجودگی میں مرد و زن خود ہی ایجاب قبول کر سکتے ہیں۔
- ۲۹۶ عورت اگر ولی نہ رکھتی ہو تو اسے جس سے چاہے اپنا نکاح کرے، اور اگر ولی رکھتی ہو تو کفو سے کرنے میں مختار ہے۔
- ۲۹۶ قاضی کوئی شرط نکاح نہیں آدمی جس سے چاہے نکاح پر حواسے۔
- ۲۹۶ قاضی نکاح کے شرط کچھ اختیارات نہیں، نہ وہ اجرت کا مستحق بلکہ نکاح دوسرے سے پڑھایا ہو۔

- نکاح غرائی کے قاضی اسماء سمیت تھوہا ہوا
 ۲۹۹ انزل اللہ بھان سلطنت کے قبیلہ سے ہیں۔
 ۲۹۰ چھانے نابالغ کا نکاح کیا اب وہ بعد طوط کہتی ہے
 کہ تیرے چال میں غراب میں میں نکاح توڑ دوں گی
 کیا حکم ہے۔
 ۲۹۱ بعض تو یوں کہتے ہیں کہ بعض مہر اتنے دے اتنے
 دینا کہ رائج الوقت سوا سے ماہ نفقہ کے اور کوئی
 بھانے سوا علاوہ اور کوئی بھانے ان کے مع اور
 کوئی بیچ نکاح تھا اس کے آئی اور دی نہیں نے
 کہتے ہیں اور بعض صرف آئی بعد بعض صرف دی کہتے
 ہیں، کون سی جہارت استعمال ہو، اور سوا
 نان نفقہ کے سے شوہر کے ذمہ نان نفقہ ہوا یا نہیں
 یونہی علاوہ کہنے میں اور مع کہنے سے ان نفقہ
 مہر میں شامل ہو گا یا نہیں۔
 ۲۹۲ اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ مہر کے نہ ہو گا جب
 مہر شرط لازم ہو گا اور مہر مثل دینا آئے گا۔
 ۲۹۳ اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ نان و نفقہ کے
 واجب ہو گا جب بھی اپنی صورت و وجوب میں
 ضرور واجب ہو گا۔
 ۲۹۴ قبل وجوب استقاط حمل ہے۔
 ۲۹۵ نکاح و نصف کے بعد اب حشر کہتا ہے کہ ایک
 اس میں لکھو کہ میں فلاں کو کبھی اپنے وطن نہ لیجاؤں گا
 ورنہ میں اب رخصت نہ کروں گا، کیا شہر ایسا
 کر سکتا ہے۔
 ۲۹۶ عورتوں کو ضرور پہچانے اور ان پر تنگی کرنے کی قرآن عظیم
 اسے مانعت۔
 ۲۹۷ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
 کہ اسود میں نہ ضرور ہے نہ ضرور سالی۔
 ۲۹۸ ایک عورت نے ایک شخص سے کہا کہ زمانہ عدت میں
 مجھ سے نکاح کر لو ورنہ میں حرام کراؤں گی اُسی نے
 بہت گھمایا نہ مالی مجبوراً نکاح کر لیا، کیا حکم ہے۔
 ۲۹۹ خدا نے مردوں کو دو تین تین چار پانچ جو تین مثال
 خواتین، عورت کے لئے یہی حکم کیوں نہیں ہوا۔
 ۳۰۰ کاہرہ سے بعد اسلام نکاح کیا وہ نکاح سے خارج بھی
 ہے، نکاح ہوا ہے یا نہیں، زید کہتا ہے یہ
 نکاح نہ ہوا اور شاہدین و حاضرین مغل کا نکاح بھی
 ٹوٹ گیا، مجبوراً غائی کی جہارت پیش کرتا ہے۔
 ۳۰۱ فی عدت رقی رکی عمرہ کا عہد کی عادت موجب نفقہ
 مستطاعت اور وجہ رد شہادت ہے۔
 ۳۰۲ مطلب حدیث لا نکاح الا بولی و شہدی
 عدل۔
 ۳۰۳ تہی منافی صحت نہیں۔
 ۳۰۴ خطبہ منکئی (منکئی) نکاح میں فرق ہے یا نہیں اور
 حدیث تحریر الخطبة علی الخطبة الخیہ کا
 کیا مطلب ہے اور اس سے منکئی کے نکاح
 ہونے پر استدلال صحیح ہے یا نہیں۔
 ۳۰۵ اور کیا بنیاد کی جہارت لان الخطبة التزوج
 صحیح ہے۔
 ۳۰۶ عتقی کی جہارت وعنه فی الرجل یشرب الخمر
 الی قوله قال السودی وھما قولان باطلان کا

- مطلب کیا ہے ہا کا مزج کیا ہے۔ ۳۰۵ نکاح کی گرد مرد کے ہاتھ ہے۔ ۳۱۳
- سروچی کون ہیں، کیسے ہیں۔ ۳۰۶ فسخ و فجور کے سبب بھی نکاح سے باہر نہیں ہوتی ۳۱۳
- اپنے مسلمان بھائی کی تنگی کو پیام دینا ممنوع ہے۔ ۳۰۸ زوجہ کی زندگی میں حقیقی سالی یا رشتہ کی سالی
- محریم مطلق کی نفی سے حل مطلق کا اثبات نہیں ہوتا ۳۰۹ سے نکاح کا حکم۔ ۳۱۲
- سہ سہ کی بعض مروجہ کیلئے نہیں ہو سکتا۔ ۳۰۹
- زید نے اپنی بالعد لڑکی کے نکاح کا وکیل کر لیا اور
- لکھ بھیجا کہ انیس ہزار روپے ہر پرورد سے اس کا
- نکاح کرو و اس نے کر دیا اور زید کو اطلاع دے دی
- بالعد کو اس سبب کی اطلاع تھی زید نے اسے نکاح
- ہو جانے کی خبر دی تو اس نے قبول کر لیا کیا حکم ہے۔ ۳۰۹
- آجائز کا حقد مثل وکالت سابقہ کے ہے۔ ۳۰۹

باب المحرمات

- ہندہ نے اپنے ابن ابی ریدہ کو دوسرے دیا کیا بندہ
- کی فراہمی سے زید کا نکاح ہو سکتا ہے۔ ۳۱۱
- سوتیلی خوشہ اس سے نکاح کا حکم۔ ۳۱۲
- سوتیلی ماں لفظ ائمہات میں داخل نہیں۔ ۳۱۲
- حرمات علیہا اہل نکاح کے بعد ولا تنکحوا
- یا تنکحوا یا ذکھ اسی سے فرمایا۔ ۳۱۲
- سوتیلی ماں کی ماں اور اس کی بیٹی ہیں حلال ہیں۔ ۳۱۲
- شوہر نے طلاق نہیں دی ہے کچھ ماں لے کر طلاق
- دینا چاہتا ہے ایسی عورت سے بے طلاق نکاح
- کا حکم اور کچھ لے کر طلاق دینے کا حکم۔ ۳۱۳
- عورت بے ادب شوہر گھر سے نکلا اس سے نکاح
- سے نہیں نکلتی۔ ۳۱۳
- یہ طلاق ہو سکتی ہے اگر اپنی منکوحہ دختر کے
- دوسروں سے نکاح کا حکم۔ ۳۱۲
- باپ کا عورت کی بیٹی اور بیٹے کا اس عورت سے
- نکاح جائز ہے۔ ۳۱۲
- باپ کی سانس حلال ہے جبکہ اپنی نانی نہ ہو۔ ۳۱۲
- بہو کی بیٹی حلال ہے جبکہ اپنی پوتی نہ ہو۔ ۳۱۲
- سالی سے نکاح یا زنا سے عورت مطلقہ نہیں ہوتی ۳۱۲
- زنا سے زنا یا فقط نکاح کے سبب بے طلاق ہو جاتی ۳۱۲
- سالی سے حد نکاح یا دھوکے میں واپس کی توجہ
- ایک عورت نہ گزرے زوجہ سے قرمت جاری ہیں
- بعد عفتت جائز ہوگی۔ ۳۱۳
- عورت کا بیان ہے کہ اس کے داؤد نے۔ ۳۱۳
- افاسہ میری چار پانی پر اگر زبردستی پانی۔ ۳۱۳

شروع کر دے اور شکم پر ہاتھ پھیرا، مگر بند کھون چاہا، اپنا پہلے کھول لیا تھا، نہایت دشواری سے اُسے علیحدہ کیا، داماد منکر ہے، لڑائی کا نکاح رہا یا نہیں۔

۳۱۸ منکوحہ کی ماں کے کسی حصہ جسم کو بشہوت چھونے سے نکاح زائل نہیں ہوتا مگر منکوحہ چہشتہ کو حرام ہو جاتی ہے اور اُسے چھو دینا واجب۔

۳۱۹ مس بجمائت شہوت کا مطلب۔

۳۲۰ مس برہنہ جسم یا کسی یا ایک حائل پر ہوگا تو معتبر ہے اور نہ نہیں اگرچہ ہزار شہوت ہو۔

۳۲۱ مس و نظر بشہوت کے بعد حرمت کے لئے ازالہ نہ ہونا بھی شرط ہے۔

۳۲۲ تنہا ایک عورت کا بیان قابل سماعت نہیں کیا یقیناً قائم ہے۔

۳۲۳ کل حلال کا ہو تو قبل از وضع غیر سے نکاح نہیں ہو سکتا، شوہر سے جس کا یہ عمل ہے نکاح جائز ہے بشرطیکہ طلاق منقطع نہ ہو۔

۳۲۴ زنا کا عمل ہو تو زانی و غیر زانی جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے، فرق اتنا ہے کہ زانی بے وضع عمل قربت کر سکے گا اور غیر زانی تا وضع منور رہے گا یا متحد نہ لگا سکے گا۔

۳۲۵ زید و ہندہ میں ناجائز تعلق تھا سب سے بہت ہندہ کو اس کے چھپانے اپنی بیٹی تھا کہ زید سے نکاح کر دیا مگر رخصت نہیں ہوئی ہے اب معلوم ہوا کہ سہمی ہندہ کی بیٹی ہے، اب اس نکاح کا کیا

۳۲۶ حکم ہے اور اس کے بعد زید ہندہ سے نکاح کر سکتا یا نہیں۔

۳۲۷ مریدہ پیر پر علم ہے یا حلال، اور ادا واج مطہرات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مریدات تھیں یا نہیں۔

۳۲۸ باتفاق عطا سب سے پہلے ام المومنین فیدہ بکرہ شرف ارادت سے شرف ہوئی۔

۳۲۹ حضرات شیعہ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے افضل و اکمل مرید تھے۔ اولیاء فرماتے ہیں: تا جہاں ست نہ چو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیے بود نہ چو صدیق مرید ہے۔

۳۳۰ ذرّہ واحد شہوتی و کرم دین سکھانا اور اس پر عمل کی ہدایت کرنا لازم اور پڑے اجر کا کام ہے۔

۳۳۱ نکاح شعی با دختر راضی صحیح ہے یا نہیں اور اولاد مستحق ترکہ پدری ہے یا نہیں۔

۳۳۲ رداً فی بعض کے بعض عقائد کفریہ۔

۳۳۳ حرامی عورت کا نکاح سُستی مرد سے ہو گا یا نہیں اور اس کی لفظی اولاد میں کچھ نقصان واقع ہو گا یا نہیں۔

۳۳۴ ایک شخص کا عمل ایک عورت کو رہا اور بعد معلوم ہونے عمل کے وہ عورت چاہتی ہے کہ راز فاش نہ ہو مابین عمل عقد درست ہو گا یا نہیں۔

۳۳۵ ایسی دو بیویوں کو نکاح میں جمع کرنا جن کی ماں ایک باپ دو ہوں جائز ہے یا نہیں۔

- دو بہنوں سے آگے پیچھے نکاح کیا پھلی کا فاسد ہوگا۔ اس سے مفارقت واجب ہے اگر بعد دخول مفارقت کرے گا تو مہر سہمی و مہر مثل میں سے جو کم ہوگا وہ لازم ہوگا، حوریت پر عفت واجبہ اور طہ صبیح النصب، اور اسی کی عفت گزرنے تک پہلی سے دہلی حرام ہوگی۔
- جس کا شوہر مفقود ہو اور مرد و عورت دونوں غی ہوں تو عورت دوسرے نکاح کے لئے کسی مدت تک انتظار کرے۔
- چچی سے نکاح درست ہے۔
- شوہر کے نانہ کی دختر سے نکاح کا حکم۔
- زید نے اپنی سالی سے زنا کا اقرار کیا پھر انکار اُس کے اقرار پر قاضی کے سامنے شہادت گزری اس شہادت اقرار زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی یا نہیں، اہل ہندہ زوجہ زید اُس پر حرام ہوگی یا کیا۔
- اگر اقرار یہ کیا ہو کہ میں نے اس کی ماں سے قبل اس کے نکاح کے زنا کیا تھا تو کیا حکم ہے۔
- شہادت اقرار اگرچہ مثبت زنا ہونے کی صلاحت ضرر کے مگر مثبت اقرار ہے۔
- اگر دو مرد یا دو عورتیں اور ایک مقننہ بالزنا کے اقرار زنا پر شہاد دیں قاذف اور شہود پر حد قذف نہ لگائی جائے۔
- بیتہ سے جو ثابت ہو ایسا ہی ثابت ہوتا ہے جیسے معاند سے۔
- اثبات زنا میں شہادت زنان و شہادت دومرہ ہرگز مسوع نہیں۔
- اگر دو مرد کسی کے زنا پر اور دو اس کے اقرار زنا پر شہادت دیں تو حد نہیں لگائی جائے گی اور اگر تین مردوں نے زنا اور ایک نے اقرار زنا پر شہادت دی تو تین شہود پر حد قذف لگے گی۔
- دار القضا سے باہر کا استدلال مثبت زنا نہیں ہوتا۔
- اقرار بالزنا بعد رجوع مثبت زنا نہیں رہتا۔
- اثبات مصاہرت کے لئے ثبوت زنا کی اصلا حاجت نہیں مجرد اقرار زنا کافی ہے۔
- اگرچہ منزل و مذاق میں ایک باہر اقرار کیا کہ اس نے ساست زنا کی حرمت مصاہرت ثابت ہوگئی پھر لاکھ انکار کرے مسوع نہ ہوگا۔
- اگر کسی سے کہا گیا کہ گھسنے اپنی بیوی کی ماں سے کیا گیا، اس نے کہا میں نے اس سے جماع کیا، تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگی اگرچہ وہ کہے کہ میں نے جھوٹ کہا۔
- عورت سے بشرط بکارت نکاح کیا اور اسے شیب پایا، عورت کہتی ہے تیرے باپ نے بکارت کا ازالہ کیا ہے، اگر شوہر نے اس کی تصدیق کر دی تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔
- زنا بعد رجوع پیش از نکاح زن اور اس کا عکس دونوں ثبوت حرمت ابدی نہیں کساں میں اگرچہ ایک عورت میں حرمت سابقہ اور دوسری عورت

- ۳۲۰ میں طاریہ ہے۔
- ۳۲۱ مرد اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے۔
- ۳۲۲ نکاح کے بعد اقرار کیا کہ قبل نکاح منکوحہ کی ماں سے زنا کیا تھا تو حرمیت ثابت ہوگی مگر حوریت کے حق پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ اگر دخول کر چکا ہے تو پورا مہر کسی واجب ہو گا ورنہ نصف۔
- ۳۲۳ حجت قاصرہ میں جہت مقبول اور من جہت مردہ ہوتی ہے۔
- ۳۲۴ جہاں تک مقررہ اقرار کا ضرر ہے ماخوذ اور جتنا وہ ضرر ہے پر الزام ہے منبذ ہو گا۔
- ۳۲۵ کسی کی کنیز سے نکاح کیا اور قبل دخول اس نے پھر شوہر کا بوسہ لیا شوہر کہتا ہے کہ بوسہ بشہوت تھا اور مولیٰ انکار کرتا ہے تو حرمیت ثابت ہوگی۔
- ۳۲۶ نصف مہر دینا واجب ہو گا۔
- ۳۲۷ حقیقی خالہ سوتیل ماں کے مرنے کے بعد اس کا شوہر اس کی بھانجی سوتیلی لڑکی سے عقد کر سکتا ہے۔
- ۳۲۸ ہندو نے زینب کا دودھ پیا ہندو کے بیٹے پر زینب کی دختر حرام ہے۔
- ۳۲۹ کسی نے زوجہ کے دھوکے میں ہمیشہ یا خوشداس کا بشہوت ہاتھ پکڑا نکاح میں کچھ غلط ہوا یا نہیں اور کس صورت میں حوریت اس پر حرام ہوگی۔
- ۳۳۰ زید نے بکر کے ساتھ اپنی دختر کا نکاح کیا پھر بے تکفیت بکر کو نامزد ٹھہرا کر خالہ سے اس لڑکی کا نکاح کر دیا اس نکاح اور اولاد کا کیا حکم ہے۔
- ۳۳۱ زینب و سلی رضاعی نہیں ہیں زید نے لیلیٰ سے نکاح کیا ہے
- ۳۳۲ زید کے پسر عمر کا نکاح سلی سے جائز ہے۔
- ۳۳۳ زید کے نکاح میں عروہ خنی پھر کنیز سے نکاح کیا یہ نکاح کیسا ہوا، اور کنیز کا مہر زید بھگتا تو کنیز اور کنیز اور اولاد کنیز ترکہ زید پائیں گے یا نہیں۔
- ۳۳۴ لوندی پر وہ کا نکاح جائز ہے مگر اس کا عکس ناجائز ہے۔
- ۳۳۵ اجتماع نکاح فاسد و باطل میں توارث جاری نہیں ہوتا۔
- ۳۳۶ نکاح فاسد میں بعد و طی مہر کسی دھرم میں سے اقل لازم ہو گا۔
- ۳۳۷ جو اولاد نکاح فاسد میں وقت و طی سے چھینے بعد پیدا ہوئی نکاح ثابت الیٰس اور مستحق امث ہے۔
- ۳۳۸ اگر عدت کا بوسہ خضاب بشہوت یا عورت کی ساری اولاد اس پر حرام ابدی ہوگی۔
- ۳۳۹ نادانستہ اگر نکاح کر لیں تو طہر فیہ پر واجب کہ فسخ کر دیں اور شوہر فسخ پر راضی نہ ہو تو عدت خود فسخ کر سکتی ہے۔
- ۳۴۰ بوسہ لب خواہی خواہی بخضاب بشہوت ٹھہرے گا نہ کہ ادعا کرے کہ میں نے بشہوت نہ لیا تھا قبول نہ ہو گا اور امام محمد اپنے الامام کے نزدیک بوسہ رخصت بھی ایسا ہی ہے۔
- ۳۴۱ ایک شخص نے ایک عورت اور اس کی بیٹی سے زنا کیا ۱۰ اب زنا سے تو بکر کے اس سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔

- ۲۴۲ استاذ کی بیٹی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔
 ۲۴۳ شیخہ دعوت سے استاد کا نکاح کیسا ہے۔
 ۲۴۴ بیعتیہ کا نکاح چچا کی بیوی سے جائز ہے یا نہیں
 ۲۴۵ جبکہ وہ محارم میں سے نہ ہو
 ۲۴۶ مسئلہ زن مفقودہ۔
 ۲۴۷ رواۃ کے اقسام و احکام اور ان کے بعض عقائد
 ۲۴۸ کفریہ کا ذکر۔
 ۲۴۹ جمع کرنا درمیان عورت اور اس کی بیعتی کی بیٹی کے
 ۲۵۰ حلال ہے یا حرام۔
 ۲۵۱ ایسی دو عورتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے
 ۲۵۲ جن میں سے جس کسی کو مرد دفن کرے تو دوسری سے
 ۲۵۳ اس کا نکاح ناجائز ہو۔
 ۲۵۴ زید نے ہندہ سے نکاح کیا، ہندہ سے حسن و حسین
 ۲۵۵ پیدا ہوئے پھر ہندہ ہندہ منصفہ سے نکاح کیا منصفہ
 ۲۵۶ نے اپنی بیٹی زبیرہ کے ساتھ حسین کے بیٹے بکر کو
 ۲۵۷ دودھ پلایا تو بکر کا نکاح زاہرہ بنت حسن سے جائز
 ۲۵۸ ہے یا نہیں۔
 ۲۵۹ بیعتی اگرچہ سرتیل ہر چہ پر حرام قطعی ہے۔
 ۲۶۰ حرمت متہ کا بیان از احادیث و قرآن۔
 ۲۶۱ اللہ تعالیٰ نے تاقیام قیامت متہ حرام فرمادیا
 ۲۶۲ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر
 ۲۶۳ کے روز متہ اور گدھے کے گوشت سے منع
 ۲۶۴ فرمادیا۔
 ۲۶۵ متہ ابتدائے اسلام میں تھا پھر قرآن میں اس
 ۲۶۶ کی حرمت نازل ہونے سے یہ حرام ہو گیا۔
- ۲۴۲ غزوہ تبوک کے موقع پر کچھ صحابہ نے متہ کیا تو رسول
 ۲۴۳ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناراضگی کا اظہار
 ۲۴۴ کرتے ہوئے اس کی حرمت کو بیان فرمایا
 ۲۴۵ یحییٰ بن جراح سے نکاح کا حکم۔
 ۲۴۶ رسالہ ہبة النساء فی تحقیق المناہغ
 ۲۴۷ بالزنا (زنا سے حرمت مصاہرہ کے ثبوت کا بیان) ۲۵۳
 ۲۴۸ ساس سے زنا کر کے تو بیوی ہمیشہ کے لئے حرام
 ۲۴۹ ہے اگرچہ بیوی کو اس کا علم نہ ہو۔
 ۲۵۰ قس یا نبیکم التی فی یحجور کہ الیٰکے کی تفسیر۔
 ۲۵۱ زن نہ خرد کی بیٹی کی حرمت قرآن سے ثابت ہے
 ۲۵۲ آیت قرآنی میں وصف التی فی حجبہ کہ
 ۲۵۳ باجماع شرط حرمت نہیں۔
 ۲۵۴ زنا سے نکاح کی بدذلت کا رد حیدر ہونا بھی
 ۲۵۵ باجماع شرط حرمت نہیں۔
 ۲۵۶ ماں بیٹی دونوں کو ایک شخص کی شری گیزی ہوں تو
 ۲۵۷ انھیں جماع میں جمع کرنا حرام ہے۔
 ۲۵۸ گیزی فسائیکہ میں اور ان کی بیٹیاں
 ۲۵۹ قس یا نبیکم میں داخل نہیں۔
 ۲۶۰ کسی عورت سے نکاح اس کی دختر کی تحریم کیلئے
 ۲۶۱ نہ تو طقت ہے اور نہ ہی جڑ و طقت۔
 ۲۶۲ ماں سے صحبت دختر کے لئے عتق تحریم ہے اور
 ۲۶۳ یہ قطعاً مزنیہ میں بھی ثابت ہے۔
 ۲۶۴ آیت کریمہ "و حلائل ابناکم الذین
 ۲۶۵ من اصلا بکم" کی تفسیر
 ۲۶۶ "وامہات فساؤکم" سے کیا مراد ہے۔

ولا تنكحوا ما نكح آباؤكم من النساء
میں نکاح کا کیا معنی ہے۔

کہتا ہے۔

۳۵۸

اسحاق بن ابی فروہ مشکم فیہ اور متروک ہے۔

۳۵۸

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا، فردی کذاب ہے۔

۳۵۹

اسحاق بن ابی فروہ دو ہیں۔

۳۵۹

اول اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ تابعی معاصر

تلمیذ امام زہری رجال ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ

سے ہے۔ یہی متروک ہے اور اسی کو امام بخاری

نے ترک کر دیا۔

۳۵۹

امام احمد بن حنبل نے فرمایا، اسحاق بن ابی فروہ

سے روایت موطا نہیں۔

۳۵۹

اسحاق بن ابی فروہ مذکور کا سن ۱۲۶ھ یا

۱۲۴ھ ہے۔

۳۶۰

اسحاق بن یحییٰ بن اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی فروہ

امام بخاری کے استاذ ہیں ۳۲۶ھ میں وصال

فرمایا یہ ہرگز متروک نہیں۔

۳۶۱

اسحاق بن محمد بن حنبل کو اگرچہ ابن حبان نے ثقات

میں ذکر کیا اور حاتم و غیرہ نے صدوق کہا، البتہ

کلام سے خالی یہ بھی نہیں ہیں۔

۳۶۱

اسحاق مذکور کے بارے میں امام نسائی نے کہا:

ثقة ہوں۔ دارقطنی نے کہا، ضعیف ہیں۔ اور

۳۶۱

امام ابو داؤد نے کہا، سخت ضعیف ہیں۔

اسحاق مذکور کے شیخ عبد اللہ کے بارے میں

یحییٰ بن سعید قطان نے فرمایا کہ حافظ کی رو سے

ضعیف ہیں۔ اور امام نسائی نے کہا، قوی

نہیں ہیں۔

۳۶۲

تخصیص کی دلیل پیش کرنا مدعی تخصیص کے ذریعہ ہے۔

دخول حرم طہر پر بھی تو موطا کی دختر کے لئے

موجب تحریم ہو جاتا ہے۔

وہ صورتیں جن میں ایسی عورت سے دخول کیا جواس

کیسے حلال نہیں مگر اس دخول سے موطا کی دختر

حرام ہو گئی۔

تحریم دختر کے لئے نہ نکاح شرط نہ وطی کا رد جب

حلال ہونا لازم بلکہ منافی حرمت صرف وطی ہے۔

نکاح معنی وطی میں حقیقت ہے یا مجاز متعارف

آخر فرج میں شرعاً احتیاط واجب ہے۔

اصل فرج میں حرمت ہے جب تک منی نہ

نہ ہو حرمت ہی پر حکم ہو گا۔

مصابہرت مصاہرت میں فرق نہیں۔

حدیث لا یحرم الحرام المحلای سخت ضعیف

و ناقابل احتجاج و ساقط ہے۔

بقول امام احمد و ارشاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور نہ اثر، المزمین رحمہ اللہ تعالیٰ عنہا بلکہ عراق

کے کسی قاضی کا قول ہے۔

عثمان بن عبد الرحمن و قاضی حضرت امام حسین رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے قائل عمرو بن سعد پرتا متروک ضعیف

اور جھوٹا ہے۔

حدیث مذکورہ بان کی سند کا بیان۔

عثمان و قاضی ثقات سے موضوع خبری روایت

- اگر اس حدیث کے ضعف سند سے قطع نظر بھی کی جائے تو بھی یہ اپنے طہر پر یقیناً صحیح نہیں۔ ۳۶۲
- تخلیل پانی یا گلاب میں شراب یا پیشاب ڈال دیں تو وہ پانی اور گلاب حرام ہو جائیں گے۔ ۳۶۳
- مشعہ مثلایں جہاں حرام شے حلال کو حرام کر دیتی ہے ۳۶۴
- اگر ہم حدیث مذکور میں تاویل سے چارہ نہیں کر سکتے تو حرام من حیث ہو حرام حلالی کو حرام نہیں کرتا۔ ۳۶۵
- اگر کوئی طہر شے جو کہ حرام ہو کسی حلال میں اس طرح مل جائے کہ تیز نا ممکن ہو تو وہ حلال خود حرام نہیں ہو جاتا بلکہ اپنی صلت پر قائم رہتا ہے۔ ۳۶۶
- حلال و حرام کے مخلوط کا تناول اس لئے ناجائز ہے کہ وہ مختلفا اس کا تناول تناول حسد سے خالی نہیں ہو سکتا۔ ۳۶۷
- اس حدیث ضعیف میں بھی ہمارے مذہب کے معاصی کے لئے اصل حجت نہیں۔ ۳۶۸
- ہمارے مذہب کی توبہ چند احادیث۔ ۳۶۹
- تصور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ جائز ہے کہ توبہ بھی کی اس شے پر مطلق ہو جس چیز پر اس کی ماں کی مطلق تھا۔ ۳۷۰
- حدیث میں ہے جو شخص کسی عورت کی فرج کو شہوت سے دیکھے اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہیں۔ ۳۷۱
- جو شخص کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کی فرج کو دیکھے وہ ملعون ہے۔ ۳۷۲
- عورت اور اس کی دختر کی فرج کو دیکھنے والے پر روز قیامت اللہ تعالیٰ نے نظر رحمت نہ کرے۔ ۳۷۳
- ساتھ سے زنا کرنے والے پر عورت اور ساس ۳۷۴
- دونوں حرام ہو جاتی ہیں۔ ۳۷۵
- حرمیت مصاہرہ کی صورت میں مرد و زن کو جدا ہو جانا فرض ہے مگر خود بخود نکاح زائل نہیں ہوتا جب تک شوہر متاثر نہ کرے اور بعد متاثر نہ ہو عورت زکوٰۃ جلتی عورت کسی دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی۔ ۳۷۶
- حرمیت مصاہرہ کے بعد متاثر نہ ہونے سے قبل اگر شوہر طلاق کرے تو حرام ہے مگر زنا نہیں اور اس وحلی سے پیدا ہونے والی اولاد صحیح النسب ہوگی کیونکہ نکاح باقی ہے۔ ۳۷۷
- طلاق اور متاثر ہونے کے بعد نکاح ۳۷۸
- حرمیت مصاہرہ اور حرمیت رضاعت سے نکاح اربع نہیں بلکہ فاسد ہو جاتا ہے۔ ۳۷۹
- حرمیت مصاہرہ کے باوجود تعزیری سے قبل اگر شوہر نے وحلی کی تو اس پر حد لازم نہ ہوگی۔ ۳۸۰
- حرمیت مصاہرہ کے باوجود اگر خاوند نے نہ چھوڑا اور وحلی کرتا رہا تو پیدا ہونے والی اولاد ماں اور باپ دونوں کی وارثیت میں نہ لگے گی نہ شوہر ۳۸۱
- اپنے میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔ ۳۸۲
- اولاد زنا بھی اپنی ماں کی میراث پاتی ہے۔ ۳۸۳
- دو بارہ مرتبہ مرد و عورت حکم شرعی یہی ہے کہ ان کا نکاح نہ کسی مسلم و مسلمہ سے ہو سکتا ہے نہ کافر و کافزہ سے نہ مرتد و مرتدہ ان کے ہم مذہب خواہ مختلف مذہب سے فرض تمام جہان میں کسی سے نہیں ہو سکتا۔ ۳۸۴

- شبیہ وغیرہ بد مذہبوں سے شادی کرنا کیسا ہے۔ ۳۶۷
زوجیت وہ عظیم رشتہ ہے جو خواہی خواہی انفس و
محبت و الفت پیدا کرتا ہے۔ ۳۶۸
بد مذہب سے دوستی و محبت ناجائز ہے، ۳۶۹
اس سے دین کو نقصان پہنچتا ہے۔ ۳۷۰
آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے ۳۷۱
آدمی اپنے خاص دوست کے دین پر ہوتا ہے ۳۷۲
تو غور کرے کہ کس سے دوستی کرتا ہے ۳۷۳
بد مذہب عورت سے نکاح میں یہ خیالی کہ ہم اس کو ۳۷۴
سستی کر دیں گے محض حماقت ہے۔ ۳۷۵
محبت میں آدمی امدعا بہرا ہوتا ہے۔ ۳۷۶
دل پلٹے اور خیال بدلتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ ۳۷۷
بد مذہب کو اپنی بیٹی دینا تو سخت نبردہ ہرگز ۳۷۸
خواتین کو شوہروں سے بے پناہ محبت ہوتی ہے ۳۷۹
خواتین زیادہ نرم دل ہوتی ہیں۔ ۳۸۰
خواتین ناقصات العقل والدین ہیں۔ ۳۸۱
اگر کسی نے اپنی رضاعی ساس یا رضاعی سالی سے ۳۸۲
زنا کیا عذاب اس کو نکاح باقی رہے گا یا نہیں۔ ۳۸۳
زوجہ کی رضاعی ماں، نانی، دادی سے وطی بلکہ ۳۸۴
وداعی وطی بھی جگہ ازالیہ ہر دانستہ یا شبہہ یا ۳۸۵
جبر و اکراہ سے، جس طرح بھی ہوں عورت کو شوہر ۳۸۶
پر حرام ایذا کر دیتے ہیں۔ ۳۸۷
○ رسالہ ازالۃ الایجاب عن الکرائم عن ۳۸۸
کتاب النادر (معزز خواتین کو جہنم کے کتوں (بد مذہبوں) ۳۸۹
کے نکاح میں نہ دے کر شرمندگی سے بچانا) ۳۹۰
سنیہ حنفیہ کا نکاح غیر مقلد وہابی سے کما حقہ ۳۹۱
نا جائز اور گناہ ہے۔ ۳۹۲
غیر مقلدین زمان کے بہت عقائد کفریہ و حدیثیہ میں ۳۹۳
غیر مقلدوں کا گمراہ و بد مذہب ہونا بدوچ احسن ۳۹۴
ثابت ہے۔ ۳۹۵
بد مذہبوں سے کھانا پینا اور بیاہ شادی کرنا ۳۹۶
ممنوع ہے۔ ۳۹۷
بدعتیوں سے انفس اور دوستی کر لے والا ایمان کے ۳۹۸
نور اور ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ۳۹۹
جو اس زمانے میں ان چاروں مذہبوں سے خارج ہو ۴۰۰
وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔ ۴۰۱
اگر وہ بقایہ حقیقہ کو نہ لکھتا ہو تو اس کے نکاح ۴۰۲
محض باطل اور رما ہے۔ ۴۰۳
مسلمان عورت کا کافر سے نکاح اصلاً صحیح نہیں۔ ۴۰۴
غیر مقلد حنفیہ کفریہ نہ بھی رکھتا ہو تب بھی اس سے ۴۰۵
نکاح بیکم آیت و حدیث منع ہے۔ ۴۰۶
فتویٰ علماء ہند ۴۰۷
فتویٰ علماء ہند ۴۰۸
فتویٰ علماء ہند ۴۰۹
فی الواقع سنیہ حنفیہ خاتون کا نکاح غیر مقلد ۴۱۰
وہابی سے یا تو شرعاً محض باطل و زنا ہے یا ممنوع ۴۱۱
و گناہ۔ ۴۱۲
وہابی ہو یا رافضی جو بد مذہب عقائد کفریہ قطعاً ۴۱۳
رکھتا ہو تو اس سے نکاح باجماع مسلمان یا مقلد ۴۱۴
والیقین باطل محض و زنا صرف ہے ۴۱۵

- ۳۷۷ عقائد کفریہ قطعہ کی چند مثالیں۔
- ۳۷۸ بدعتیان اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں ان کا حکم مثل مرتد ہے۔
- ۳۷۹ مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصل سے نہیں ہو سکتا۔
- ۳۸۰ کچر لے دیا یہ اور مجتہدین ووافض کو پیشوا و امام یا مسلمان سمجھنے والا کافر ہے۔
- ۳۸۱ جس طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے اسی طرح ان کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔
- ۳۸۲ ضروریات دین کے منکر کے کفر و عذاب میں شک کرنے والا باجماع علماء کافر ہے۔
- ۳۸۳ طوائف ضالہ کے عقائد باطل ہیں کفریات نزدیکہ بکثرت ہیں۔
- ۳۸۴ عقائد و دہلیہ کے شافی و دانی بیان پر مشتمل درساتو کا نام۔
- ۳۸۵ تعقیر اندہ کو شرک اور مقلدوں کو مشرک کہنا غیر مقلدوں کا مشہور و معروف عقیدہ خطا ہے۔
- ۳۸۶ معاملات و جسمیات و ادبیات سے متعلق ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر غمناح و مکرمہ بلکہ مباحت و مستحبات پر جا بجا حکم شرک لگا دینا خاص اصول اصول و دہلیہ ہے۔
- ۳۸۷ دہلیوں کا خلاصہ اعتقاد یہ ہے کہ جو دہلی نہ ہو مشرک ہے۔
- ۳۸۸ دہلیوں کے مذہب پر صرف مسئلہ تعقید میں گیارہ سو برس کے اندر دین، علماء کا طعن اور ادلیہ علماء نہیں
- ۳۷۸ سب مشرک قرار پاتے ہیں۔
- ۳۷۹ تعقید شخصی کی سختہ شدید تاکید فرماتے اور اس کے خلاف کو منکر و شنیع و باطل قرار دیتے والے اندہ کے نام۔
- ۳۸۰ جبور اندہ کو امام و فقہائے اعلام کا مذہب مسیح و معتقد و مفتی بر یہی ہے کہ جو کسی ایک مسلمان کو کافر اعتقاد کرے وہ خود کافر ہے۔
- ۳۸۱ حدیث میں ہے کہ جو کسی کلمہ گو کو کافر کے ان میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی۔
- ۳۸۲ جو کسی کو کفر پر پکارے یا خدا کا دشمن بتائے اور وہ ایسا نہ ہو تو اس کا قول اسی پر پڑے گا۔
- ۳۸۳ حدیث شد فقہ دونوں کے حکم سے مسلمان کا تکفیر کرنا دوسرے پر کفر لازم آتا ہے۔
- ۳۸۴ علماء شامی نے دہلیوں کو خوارج میں داخل فرمایا۔
- ۳۸۵ خوارج کو کافر کہنا واجب ہے اس پر کہ وہ اپنے ہم مذہب کے سوا سب کو کافر کہتے ہیں۔
- ۳۸۶ دہلیی طرد و بے دین ہیں کہ مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔
- ۳۸۷ دہلیہ کے مذہب نا مذہب پر نہ صرف اجتہاد بلکہ انبیاء کرام و طاغوت عظام و خود حضور پر کفر و منکر تھا کہ علیہ وسلم حتیٰ کہ خود رب العزت جل و علا تک کوئی بھی شرک سے محفوظ نہیں۔
- ۳۸۸ خود کفریات بکن یا کفریات پر راضی ہو نانا یا نہیں برائہ جاننا یا ان کے لئے معنی صحیح ماننا سب کا ایک ہی حکم ہے۔

- ۳۸۶ اقویٰ وحشیہ کی بیع کا حکم۔
 ۳۸۶ جواز کے یہ دونوں اطلاق (یعنی صحت و علت)
 ترشائع و ذائع ہیں اور ان کے سوا کچھ اور اطلاق
 بھی ہیں۔ ۳۸۴
- ۳۸۶ جواز کا اطلاق کبھی نفاذ کے معنی پر بھی ہوتا ہے (حاشیہ)
 ۳۸۲ نفاذ اخص میں وجہ ہے حل اور صحت سے یعنی کبھی
 نفاذ ہر حال حل اور صحت نہیں ہوں گے اور کبھی
 حل و صحت ہوں گے نفاذ نہ ہوگا۔ ۳۸۲ (حاشیہ)
- ۳۸۶ جواز کبھی لازم کے معنی کے لئے آتا ہے۔
 ۳۸۳ لازم اور صحت و نفاذ میں نسبت عموم و خصوص اطلاق
 کی ہے۔ ۳۸۴
- ۳۸۸ لازم اور حل میں نسبت عموم و خصوص من وجہ
 کی ہے۔ ۳۸۴
- ۳۸۸ آیہ کریمہ و احل لکم ما وراء ذلکم میں حل یعنی
 عدم حرمت و حل ہے جو گہ کے منافی نہیں۔ ۳۸۴
- ۳۸۸ جواز یعنی صحت، عدم جواز یعنی حرمت و احل
 کے منافی نہیں۔ ۳۸۹
- ۳۸۵ رستغنی امام معتز ہیں قول و فعل میں اگر
 روز قیامت ان کی روایت پر عمل میں ہم سے
 گرفت ہوئی تو ہم ان کا دامن پکڑیں گے کہ ہم نے
 ان کے ارشاد پر عمل کیا۔ ۳۸۹
- ۳۸۵ بد مذہبوں سے سننہ کی تزویج منوع ہونے پر
 دلیل۔ ۳۹۰
- ۳۸۵ دلیل اول۔ ۳۹۰
- ۳۸۵ اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آئے پر
 خود پائی کسی ضروری دین کا منکر نہ ہو اور نہ ہی کسی
 ضروری دین کے منکر کو مسلمان کہتا ہو تو اس کو
 برائے احتیاط کا فرقہ کہیں گے، اور یہی احتیاط
 جو مانع تکفیر سے مانع نکاح بھی ہے۔ ۳۸۴
- ۳۸۲ یہ کہ یہی شرع ہے کہ زبان کے باب میں احتیاط
 کیجئے اور خرچ کے بارے میں یہ احتیاط۔ ۳۸۲
- ۳۸۲ احکام فقہیہ میں واقعاتی کمال کا لحاظ ہوتا ہے نہ کہ
 احتمالات غیر واقعیہ کا۔ ۳۸۲
- ۳۸۳ بد مذہب کسی سنیہ بنت سنی کا کفو نہیں ہو سکتا۔
 اسی مشبہہ کا جواب کہ جب اہل کتاب سے مناکحت
 جائز ہے تو غیر مقتد سے کیوں جائز نہیں۔ ۳۸۴
- ۳۸۴ اہل کتاب سے مناکحت کے کیا معنی ہیں۔
 حرمت کا مرد پر قیاس کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ۳۸۴
- ۳۸۴ شرع مطہر نے کتابی سے مسئلہ کا نکاح زنا مانا
 اور مسلم کا کتابیہ سے صحیح جانا، وجہ فرق کیا ہے۔ ۳۸۴
- ۳۸۴ حرمت کے لئے کفار بہت مرد بالا جماع غلط ہے
 اور مرد باطل کے حق میں کفار بہت زن کا کچھ اعتد
 نہیں۔ ۳۸۵
- ۳۸۵ دنائت فراموش و غیظ مستغفرش نہیں ہوتی۔
 عرق لغت میں ہزار دو معنی پر مستعمل ہے ایک معنی صحت
 اور عرقہ میں یہی زیادہ متعارف ہے، دوسرا معنی
 صحت اور افعال میں یہی زیادہ مروج ہے۔ ۳۸۵
- ۳۸۵ اذان بعد کے وقت بیع صحیح ہوگی اگرچہ منوع و
 گناہ ہے۔ ۳۸۵
- ۳۸۵ صحت تو حل کو لازم ہے مگر حل صحت کو لازم نہیں۔ ۳۸۵

- ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ ۴۹۰
- اپنے اختیار سے ایسی بگڑ جانا حرام ہے جہاں منکر ہو اور انکار نہ ہو سکے۔ ۴۹۰
- دلیل دوم ۴۹۰
- قرآن گواہ ہے کہ زوج و شوئی وہ عظیم رشتہ ہے کہ خواہی خواہی باجم انس و محبت و الفت و رافت پیدا کرتا ہے اور حدیث شاہد ہے کہ عورت کے دل میں جو بات شوہر کی ہوتی ہے کسی کی نہیں ہوتی۔ ۴۹۱
- بد مذہب کی محبت تقیم قائل ہے۔ ۴۹۱
- بد مذہبوں سے دوستی کرنے والے حکمت آن انہی میں سے ہے۔ ۴۹۱
- آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔ ۴۹۱
- دلیل سوم ۴۹۱
- اپنے دشمنوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ ۴۹۱
- بد مذہب ہی ہلاکت حقیقی ہے۔ ۴۹۱
- محبت خصوصاً کا اثر پر ہونا احادیث و تہارب صحیح سے ثابت ہے اس کے لئے پانچ مؤید آ۔ ۴۹۲
- پہلا مؤید پانچ حدیثیں۔ ۴۹۲
- اچھے اور بُرے ہم نشین کی تمثیل و کہاوت۔ ۴۹۲
- گھر آہوں سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو کیوں وہ تمہیں ہسکا نہ دیں کیوں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ ۴۹۲
- متصاحب پر مصاحب کو قیاس کر دو۔ ۴۹۲
- بُرے ہم نشین سے دور بھاگو کہ تو اسی کے ساتھ ۴۹۵
- مشہور ہو گا۔ ۴۹۲
- ایک ہم نشین جس قدر دوسرے پر دلالت کرتا ہے اس قدر کوئی اور شے دوسری شے پر دلالت نہیں کرتی۔ ۴۹۲
- دوسرا مؤید، شوہر کا عورت پر حاکم ہونا۔ ۴۹۳
- تیسرا مؤید، عورت میں مادہ قبول و انفعالی کثرت۔ ۴۹۳
- چوتھا مؤید، عورتوں کا ناقصات العقل والذہن ہونا۔ ۴۹۳
- پانچواں مؤید، وحدت کے دل میں شوہر کی محبت۔ ۴۹۳
- حدیث میں ہے کہ محبت اندھا اور بہرہ گر دیتی ہے۔ ۴۹۳
- آدمی اپنے محبوب کے دین پر ہوتا ہے دیکھ حال کر دوستی کیا کرو۔ ۴۹۴
- ال پٹے اور نیال بستے دیر نہیں لگتی۔ ۴۹۴
- قلب کو قلب کہتے ہی اسی لئے ہیں کہ وہ متقلب ہوتا ہے۔ ۴۹۴
- شرح مطہر جس چیز کو حرام فرماتی ہے اس کے مقدمہ اور داعی کو بھی حرام بتاتی ہے۔ ۴۹۴
- مقولہ مسئلہ ہے کہ مقدمۃ الحرام حرام۔ ۴۹۴
- جس طرح زنا حرام ہوا زنا کے پاس مانا بھی حرام ہوا۔ ۴۹۵
- داعی کے لئے مفعلی بالادام ہونا ضروری نہیں۔ ۴۹۵
- دلیل چہارم۔ ۴۹۵
- مرد عورتوں پر حاکم و مستط ہیں۔ ۴۹۵
- عورت پر سب سے بڑھ کر حق اس کے شوہر کا ہے۔ ۴۹۵

اگر غیر خدا کو سجدہ روا ہو تا تو قدرت کو حکم ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

بدینہ موجب کی تعلیم حرام ہے۔

جس نے کسی بہ مذہب کی توفیر کی اس نے اسلام کو ٹھکانا دینے میں مدد کی۔

فاسق شرعاً واجب الاذنیہ ہے اور اس کی سزا عظیم
ناجائز ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

منافی کو مٹا دے کہ حکومت چکاوڑ کہ اگر وہ تھارا
سزا ہے تو بے شک تم نے اسے رسوا کیا۔

کوننا راضی کیا ہے۔
ہیں ششم۔

کسی بہندہ سب کی چور دی وہ ایسی ہی
جس کے گھر کو آکر نہ دے

سچی دی ہوئی چیز بھرنے والا یہ ہے جیسے گنا

۱۹۔ مذہبِ کُتاہ ہے بلکہ نکتے سے بھی مراد ہے۔

۱۹۔ بد مذہب لوگ سب آدمیوں سے بدتر اور سب

یوں ہی بدتر ہیں۔
بل مضمتم۔

دن کی کتابیہ سے نکاح جائز ہے۔
 بابیہ سے بے ضرورت نکاح مکروہ ہے۔

اسیہ عربیہ سے نکاح عند تحقیق ممنوع و
آد سے۔

۴۰۲ - عباد اور حوریت میں کئی وجوہ سے فرق ہے۔

سُفَّت و یا بیت سے صاف مٹائی ہے لہذا

۴۰۳

۴۰۳ دات کا دین جو نہ یا نصرتی کا مومن جو نہ

۴۰۴ مستقیمہ الحال منکر و باسیت کو پرکھنے کا طریقہ

جنتِ منت کے آٹھ باب جو ہادی حق و صواب میں ۴۰۵
آریہ شی اور ہندو شیعہ سے ان کا نکاح ہو گا ہے

انہیں شرمنا ہمیشہ کی جائز ہے یا نہیں نیز اولاد
لا کیا حکم ہوگا۔

تیر نے حقیقی بہن کی لڑکی کی لڑکی سے بکر پر عالم

۴۰۶

کامیاب کیا اور دوسری سے نکاح کے بعد قبل غارت

یہ کہتا ہے کہ اس کی تعلیم کے لئے وہی
 روٹوں میں کیا حکم ہے۔

اُسی سے زنا کے باعث جبکہ منکوحہ نرم الجہی ہو رہی ہے
اُسی سے پردہ بھی خرض ہو جاتا ہے مادہ شل

ارم ہو جاتی ہے کہ دیکھنا چھونا تنہا مکان میں بیٹھا

سنگدین مفقود -
درست شد

ہلکے لڑکے اور چھوٹے بھائی کا لڑکا ہو تو نکاح

- جائز ہے یا نہیں
 ۴۱۳ زید و عمر حقیقی چچا زاد بھائی ہیں ایک کا دوسرے کی دختر سے نکاح کیسا ہے اور غیر حقیقی میں کیا حکم ہے۔
 آپس میں بھائی اور بہنوں سولے نسبی اور رضاعی کے نکاح جائز ہے یا نہیں۔
 غیر حقیقی دادا کی دختر سے نکاح کا کیا حکم ہے۔
 پتھر بھی خالہ ہیں اسی طرح حقیقی عورات عورت کے محارم ہیں ان کی زندگی میں ان کے شوہروں سے عورت کا نکاح اگرچہ حرام ہے مگر عورت کے محارم نہیں ہو جاتے ان سے پردہ کا وہی حکم ہے جو اجماعی ہے۔
 شرعاً چھو بچھا، خالو، بہنوئی اور جیسٹہ، دیور اور چچا، چھوپچی، خالی، ماموں کے بیٹوں اور بہنیں جائز ہیں۔
 سب کا ایک حکم ہے بلکہ ان سے زیادہ احتیاط لازم۔
 نسبی کو اپنی دختر راضی تیرائی قاذفہ صریحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح میں دینا جائز ہے یا نہیں اور باوجود ناجائز جاننے کے بھی ایسا کرے تو کیا حکم ہے۔
 حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قاذفہ کافر ملعون ہے جو اسے کافر نہ جانے خود کافر ہے۔
 جو شخص اپنی دختر یا خواہر کا نکاح قاذفہ یا مرتد سے کرے وہ دیوث ہے۔
 اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین شخصوں پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا ماں باپ کا نافرمان، مردوں سے مشابہت رکھنے والی عورت اور دیوث۔
 ۴۱۴ تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے، دیوث، مردانی وضع کی عورت اور شرابی۔
 ۴۱۵ زید نے جن میں الاختیں کیا باوجود منع کرنے کے نہ مانا اس پر مسلمانوں نے اس سے اجتناب کیا بعض نے اس کا ساتھ دیا تو شرعیہ اجتنب اب ہے یا نہیں اور زید اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ کھانے پینے و سلام کلام کا کیا حکم ہے اور زید پر کوئی عورت حلال ہے۔
 شہتی کو اپنی دختر راضی کے نکاح میں دینا کیسا ہے اور شہتی باوجود ناجائز جاننے کے دل سے تو کیا حکم ہے۔
 ۴۱۶ زمانہ سلف سے اس وقت شہتی اور راضی کے اذیان نہ تھا کیا بہت، آیا اس وقت میں عمل نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی یا اس وقت کے شیعہ و ارباب کے رد اخص میں کچھ فرق ہے۔
 قاضی مصلح سے ابتداء بالسلام مکروہ ہے یونہی بڑھانے والی، کتاب، لائمی، گالیاں بکھنے والا، اجنبی عورتوں کو گھورنے اور تاک جھانک کرنے والا، گانے والا اور کبوتر باز و غرور۔
 ترکیب حرام کے ساتھ آٹھ بیٹھے اور کھانے پینے والا بھی اسی کی مثل ہے۔
 گناہ کی خوست فاعل کے غیر پر بھی ہوتی ہے۔
 غیر سنی کو نبی سے افضل ماننا کفر ہے۔
 جو قرآن عظیم کو ناقص مانے کافر ہے۔
 آج کل کے راضیوں میں کوئی مسلمان ایسا ہی

- مشکل ہے جیسا کہ وہی میں سپرد رنگ وادہ۔ ۴۲۰ اور اپنی بی بی کو مکان پر چھوڑ گیا، چھ ماہ بعد واپس آیا تو عورت کو حاملہ پایا، بعد تحقیق معلوم ہوا کہ داماد سے حاملہ ہے۔ ۴۲۰ تو لڑکی داماد کے نکاح میں رہی یا نہیں، طلاق کی ضرورت ہے یا نہیں، حرام نام ہے یا نہیں، اور زوج بعد وضع عمل زہد کی رہی یا نہیں اور داماد کے نکاح میں اس کی زوجہ ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ۴۲۰
- ۴۲۱ گمراہ و بددین کو بیٹی دینا شرعاً گناہ و منکر ہے۔ ۴۲۰ سو پتہ باپ کے بھائی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ۴۲۱
- ۴۲۲ عورت نے بعد طلاق عدت گزارنے سے پہلے دوسرے سے عقد کر لیا اب شوہر شافی سے ناراض ہے وہ اور اس کے ورثہ کہتے ہیں کہ نکاح عدت کے نہ ہوا تھا اس لئے ہا ئزنہ ہوا اب شخص سے اس کے نکاح کا کیا حکم ہے۔ ۴۲۱
- ۴۲۳ عدت کے اندر جو نکاح بوجہ عدم علم عدت ہو اس کا فسخ مرد و عورت دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے ساقط کر سکتا ہے۔ ۴۲۱
- ۴۲۴ منکر اور فسق میں کوئی فرق نہیں یہی حق ہے، علامہ قدسی نے اسی پر جزم فرمایا۔ ۴۲۱
- ۴۲۵ کیا یہی تحقیق ہیں کہ رضا غی بہن زید کے نکاح میں آ سکتی ہے۔ ۴۲۱
- ۴۲۶ مسئلہ جمع بین الاختین۔ ۴۲۱
- ۴۲۷ بعد انتقال زوجہ اس کی بھانجی بھتیجی سے فوراً نکاح جائز ہے۔ ۴۲۳
- ۴۲۸ زید لڑکی کا نکاح کر کے باہر چلا گیا، داماد اور لڑکی ۴۲۴
- ۴۲۰ اور اپنی بی بی کو مکان پر چھوڑ گیا، چھ ماہ بعد واپس آیا تو عورت کو حاملہ پایا، بعد تحقیق معلوم ہوا کہ داماد سے حاملہ ہے۔ ۴۲۰
- ۴۲۰ تو لڑکی داماد کے نکاح میں رہی یا نہیں، طلاق کی ضرورت ہے یا نہیں، حرام نام ہے یا نہیں، اور زوج بعد وضع عمل زہد کی رہی یا نہیں اور داماد کے نکاح میں اس کی زوجہ ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ۴۲۰
- ۴۲۱ گمراہ و بددین کو بیٹی دینا شرعاً گناہ و منکر ہے۔ ۴۲۰
- ۴۲۱ سو پتہ باپ کے بھائی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ۴۲۱
- ۴۲۲ عورت نے بعد طلاق عدت گزارنے سے پہلے دوسرے سے عقد کر لیا اب شوہر شافی سے ناراض ہے وہ اور اس کے ورثہ کہتے ہیں کہ نکاح عدت کے نہ ہوا تھا اس لئے ہا ئزنہ ہوا اب شخص سے اس کے نکاح کا کیا حکم ہے۔ ۴۲۱
- ۴۲۳ عدت کے اندر جو نکاح بوجہ عدم علم عدت ہو اس کا فسخ مرد و عورت دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے ساقط کر سکتا ہے۔ ۴۲۱
- ۴۲۴ منکر اور فسق میں کوئی فرق نہیں یہی حق ہے، علامہ قدسی نے اسی پر جزم فرمایا۔ ۴۲۱
- ۴۲۵ کیا یہی تحقیق ہیں کہ رضا غی بہن زید کے نکاح میں آ سکتی ہے۔ ۴۲۱
- ۴۲۶ مسئلہ جمع بین الاختین۔ ۴۲۱
- ۴۲۷ بعد انتقال زوجہ اس کی بھانجی بھتیجی سے فوراً نکاح جائز ہے۔ ۴۲۳
- ۴۲۸ زید لڑکی کا نکاح کر کے باہر چلا گیا، داماد اور لڑکی ۴۲۴

- زید ایک مسجد کا امام ہے اُس نے جمع بنی اٹھتین
کیا اعتراض پر کہا یہ امام شافعی کے یہاں جائز
ہے اسے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز کا
کیا حکم ہے۔
- زید کی دو زوجہ تھیں، زوجہ اولیٰ سے عروہ اور ثانیہ
سے بکرہ خالدہ ولید، عروہ کا بیٹا سعید سعید کی دختر
لیلیٰ، لیلیٰ کی دختر سُلَیٰ یہ سُلَیٰ عروہ کے سوتیلے بھائی
پر حرام ہے یا حلال۔
- عدت کے اندر حوریت زنا سے حاملہ ہوئی، اب
زانی بعد مرد و ایام عدت نکاح چاہتا ہے جائز
ہے یا نہیں، اور وطی قبل وضع کا کیا حکم ہے۔
- دو حقیقی یا تانیا یا چچا زاد بھائیوں کی اولاد کا آپس
میں نکاح درست ہے یا نہیں، حلال ہے تو
جو اسے نہ مانے اور کہے کہ گویہ مسئلہ شرع کا ہے
لیکن ہم اس پر عمل نہیں کرتے، ہماری برادری
میں باپ دادا سے کبھی ایسا نہیں ہوا ایسے
لوگوں سے میل جول اور ان کے پیچھے نماز کا کیا
حکم، اگر ان کی مخالفت میں ماں باپ ناراض ہوں
تو والدین کی اطاعت کرے یا شرع کی۔
- حضرت امام عبد اللہ محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا
میں پسے شخص تھے جن کے ماں باپ دونوں غالی
ہیں اسی لئے آپ کو محض کہا جاتا ہے، آپ کے
وصالی کے بعد آپ کی قبر پر ایک سال تک آپ کی
زوجہ مطہرہ حضرت فاطمہ صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سے خیمہ بنائے رکھا۔
- مزارات پر قبہ بنانے کا ثبوت۔
- ان نسبت مصدر سے اہل اس کا معنی ہے قنطنر السبت ۴۳۱
ظالموں کی طرف میل مت کر دو نہ تمہیں جہنم کی سنگ
چٹوئے کی ۴۳۲
- فاحق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے یا اور ۴۳۳
- امام بنانا گناہ ہے۔ ۴۳۴
- ایثار والدین اشد کیا ہے۔ ۴۳۵
- جو دو بظاہر میں میل ہو اسے چاہئے کہ ان میں
سے ہلکی کو اختیار کرے۔ ۴۳۶
- حکم شرع کو باطل اور مسئلہ کفار کو صحیح ماننے والے
میرے کفار و مرتدین ہیں ان سے میل جوں حرام ہے ۴۳۷
- اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی طاعت نہیں ۴۳۸
- رتبہ میل ہل کے بارے میں والدین کی
اطاعت ناجائز ہے۔ ۴۳۹
- جو کسی امر کفار کو اچھا جانے فقہار اس کی تعمیر
کرتے ہیں یہاں تک اگر یوں کہے کہ وقتہ لعام
ترک کلام مجوسیوں کی اچھی بات ہے یا ترک
جماعت بحالت حیض مجوسیوں کی اچھی رسم ہے
تو کافر ہو جاتے۔ ۴۴۰
- اگر کوئی کسی کو کہے کہ حکم شرعیوں سے وہ جو آپ
میں کہے کہ میں تو اپنی رسم کے مطابق کام کرتا
ہوں شرع سے نہیں، تو بعض مذاہب کے نزدیک
کافر ہو جائے گا۔ ۴۴۱
- حقیقی بھانجہ کی بیٹی سے نکاح کا کیا حکم ۴۴۲
- مسئلہ نکاح زنی رافضیہ باسنی۔ ۴۴۳

- ۴۴۴ سوتیلی خالہ سے نکاح کا حکم۔
 ۴۴۴ ساس یا سالی سے صحبت کرے تو کیا عورت نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور اس کی عدت ہے یا نہیں۔
 ۴۴۴ ایسی دو عورتوں کا ایک وقت میں نکاح میں لانا کہ ایک کو مرد قرار دیں تو صورت محرمات میں آجائیں درست ہے یا نہیں۔
 ۴۴۴ ساس نے اپنی نابالغ لڑکی کے مر جانے کے بعد اس کے شوہر سے نکاح کیا، کیا حکم ہے۔
 ۴۴۴ سوتیلی بیٹے کی بی بی سے نکاح کا حکم۔
 ۴۴۴ سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے۔
 ۴۴۴ ایک شخص عدت میں نکاح پر صراحت دیتا ہے اور یقیناً بطن کو صرف جمانے سے بچنے پر عمل کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔
 ۴۴۴ زندگی سے نکاح کیسا ہے، جائز ہے تو بعد تو بہ یا پہلے تو بہ۔
 ۴۴۴ آیت کریمہ الزانیۃ لا ینکحہ الاذان ابو حشر لہ میں چار تاویلیں ماثر ہیں۔
 ۴۴۴ قبل متارکہ و تفریق میں الحی رم غیر دخول سے دوسرے کا نکاح درست ہے یا نہیں۔
 ۴۴۴ قاضی شریکون سے یہاں کون جی فسخ و تفریق دکھاتا ہے۔
 ۴۴۴ متارکہ یا تفریق ثانیہ ضرور ہے اور متارکہ نہیں کرتا تو کیا کیا جائے۔
 ۴۴۴ اسلامی ریاست میں مسلمان حاکم نائب شرع ہے بشرطیکہ وہ اپنی رافضی، قتادیانی وغیرہ نہ ہو۔
 ۴۴۴ نکاح اگر فاسد واقع ہوا ہو تو تنہا عورت جی فسخ رکھتی ہے۔
 ۴۴۴ ہندو نے رید سے ناجائز تعلق رکھا پھر اپنی بیوہ دختر کا نکاح بے رضا مندی دختر بیکر زید سے کر لیا بے طلاق اب اس کا نکاح دوسرے سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔
 ۴۴۴ ثبوت حرمت مصاہرت کے لئے مشہدات ہونا ضروری ہے۔
 ۴۴۴ وجود الشہوة من احدہما یکفی کے معنی۔
 ۴۴۴ حرمت مصاہرت کے لئے دونوں کا مشیت و مشاہدہ ہونا ضروری ہے و جود شہوت و قربت مس و غیر ایک۔
 ۴۴۴ جینی، بجا بگی، بھتیجے، بھانجے کی لڑکی سے نکاح کیسا ہے۔
 ۴۴۴ شتی نے رافضیہ سے بطور مشیدہ حیدر پڑھایا طریق اہلسنت نکاح نہ ہوا دونوں اپنے مذہب پر قائم رہے اولاد کیسی ہوئی۔
 ۴۴۴ روافضی کی تکفیر وجہ ان کے عقائد ملعونہ مشمل رجعت امرات بدنیہ واجب ہے۔
 ۴۴۴ سائلہ عورت کا نکاح جائز ہے۔
 ۴۴۴ برہمن آدمی کا نکاح کس طرح کیا جائے۔
 ۴۴۴ مسئلہ زن مفقود الخیر۔
 ۴۴۴ تحقیق العرق بین المسلمانک و الفسخ۔
 ۴۴۴ چچا کی فرامی سے نکاح کا حکم۔

قانون اور چچی سے نکاح جائز ہے۔

نسبی رشتوں سے چار قسم کی عورتیں حرام ہیں۔

عورت نے دہلی کیا کہ تیرے باپ نے مجھ سے زنا کیا

اس پر شوہر نے طلاق دے دی تین مہینے ہو گئے،

اب عورت کہتی ہے تم نے مجھ پر تھمت رکھی تھی اس

لئے یہ غلط بات کہی۔ کیا عورت سے پھر نکاح کر سکتا

تو وہ عورتیں جو بے پردہ رہتی تھیں بندوں جلتی پھرتی

ہیں، جن سے رونا بھی ثابت ہوا عمل گرائے گئے ہوں

یا طائفہ کا نکاح بے استیبار رحم جائز ہے

یا نہیں۔

خسر نے ہوسے زنا کیا، ہو کو اقرار ہے، خسر

نہ اقرار کرتا ہے نہ انکار، جب یہ کہا جاتا ہے کہ تجھے

بہت سخت گناہ کیا تو کہتا ہے خدا ولی کیا ہیں

کیا حکم ہے عورت مہر لے سکتی ہے یا نہیں۔

خسر نے ہوسے زنا کیا تو کیا وہ شوہر کے پاس رہ سکتی ہے۔

رشتہ داروں کی کن کن عورتوں سے نکاح جائز ہے

اور کن سے ناجائز۔

لڑکا اور اس کا باپ شہادت دلاتے ہیں کہ ہم سنی

ہیں اور ہمیں شیعہ جانتے ہو تو اطمینان کے لئے

بہیں سنی کر دو۔ اسی کے ہم وطن شیعہ کہتے ہیں کہ یہ

سنی ہیں، یہاں کے مسلمان کہتے ہیں کہ انہیں

ہم نے ہمیشہ شیعہ مذہب کا برتاؤ کرتے دیکھا اور

بعض مسلمان شہادت دیتے ہیں کہ یہ لڑکے شیعہ

نہیں ہیں اور ان کے والد کے بارے میں ہم کچھ

نہیں کہتے کیا حکم ہے۔

۴۶۴ دو شخصوں نے کہا کہ لڑکے کا باپ اور لڑکی کی ماں

۴۶۴ ناجائز تعلقات رکھتے ہیں، لڑکی کے باپ نے

قرآن شریف اٹھانے کو کہا، انکار کیا اور پچلے گئے

ثبوت نہ ہوا، کیا حکم ہے۔

۴۶۸ مولانا صاحب سے پوچھا، نکاح پڑھانے میں کچھ

۴۶۵ کہا، میں نہیں کہوں گا تو کون کہے گا۔ وقت نکاح

نہیں آئے اور کہا، جو کوئی ان کا نکاح پڑھائے گا

اس کی عورت کو طلاق ہو جائے گی۔

۴۶۸ یہی سوال از بدلی کر۔

۴۶۹ زید کی سسرال کے درشتہ کے ماموں کے رزکے

۴۶۹ اور زید کی لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

آئیے تحقیق بھائی کی رضامندی کی جیٹی سے نکاح

کے بارے میں پرسن۔ حایوں کے فتوے کا رد۔

۴۷۰ بھائی کی رضامندی نواسی سے نکاح ہماہلت،

۴۷۱ مگر ابی اور شریعت پر اقرار ہے۔

۴۷۲ بھائی کی نواسی سے نکاح ایسا ہی ہے جیسے

۴۷۳ اپنی بہن سے، چاہے نواسی نسبی ہو یا رضاعی

اور یہ نکاح قرآن، حدیث اور اجماع کی رو سے

۴۷۴ حرام قطعی ہے۔ اس کی نسبت امام شافعی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یا کاشی امام المسلمین کی طرف

کڑنا خطائے محض ہے۔

۴۷۵ بھائی کی رضامندی نواسی سے جواز نکاح کا فتویٰ

۴۷۶ دینے والے عالم نہیں بلکہ جاہلین سے ہزار

درجہ بدتر ہیں۔

۴۷۷ جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا اس پر زمین آسمان کے

فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

حدیث میں ہے لوگ جاہلوں کو یہ نہ بنا کر ان سے سوال کریں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دے کر خود

بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

جس مرد کی طرف دودھ منسوب ہے وہ رضیع کا باپ

اس کی اولاد رضیع کے بہن بھائی، اس کے بھائی

رضیع کے چچے اور اس کی بہنیں رضیع کی بھوپھیاں

ہوں گی جبکہ رضیع کی اولاد اس مرد کی اولاد ہوگی۔

فرقہ ظاہر یہ مخالفت اکثر اربعہ و تمام مجتہدین ہے

ان کے امام داؤد ظاہری کو اہل سنت سے جانا

جمل و معاہدہ بہت ہے وہ ہرگز اہلسنت نہیں۔

فرقہ ظاہر یہ کی مخالفت کا کچھ اعتبار نہیں، نہ

ان میں سے کسی کی تقلید جائز، طائرہ سیسورہ عقل

ہیں کہ قیاس جمل کے منکر ہیں۔

نفل مذہب غیر میں بار ہا نفوذ شہس ہو جاتی ہے۔

وآرا عرب میں جریر سے زمانہ کی تحلیل کو امام اعظم

ابو حنیفہ کی طرف منسوب کرنا محض باطل ہے۔

حلت غراب کی نسبت امام ابو حنیفہ کی طرف کرنا

باطل ہے۔

امام مالک کی طرف حلت متو کی نسبت کرنا صحیح

نہیں، امام مالک متو کرتے والے پر حد زنا نافذ

کرتے ہیں۔

حنفیہ و دیگر ائمہ کے نزدیک متو حرام ہے مگر وہ اس

پر حد زنا نافذ نہیں کرتے۔

ابن علیہ ایک محدث ہیں مجتہد نہیں ہیں۔

۴۷۷ غفلت متغذو اجماع میں قاذح نہیں۔

۴۸۲ ظاہر یہ جہدہا ہیں اجماع میں ان کے خلاف کا

کچھ اعتبار نہیں کہ جہدہا امت دھوٹ میں امت

اجابت نہیں۔

۴۸۳ ان الله حرم من الرضاع من حوہ حسن

النسب حدیث مشہورہ صدر اسلام ہے اس

وقت تک علماء میں منکفی بالقبول ہے۔

۴۸۴ سبقت مشہورہ کے خلاف حکم نافذ نہیں ہوتا۔

۴۸۵ جو حکم کتاب و سنت مشہورہ اور اجماع کے خلاف

ہو وہ مردود ہے۔

۴۸۶ قول ضعیفہ مرجعہا پر حکم دفتری جمل و غرق

اجماع ہے۔

۴۸۷ متقدمہ کو اپنے نام کے ساتھ حکم جائز نہیں۔

۴۸۸ قاضی مجتہد مجتہد فیہ میں اپنی رائے کے خلاف

اگر حکم کرے گا تو نافذ نہ ہوگا۔

۴۸۹ (۱) الجملی الحسن فی حرمۃ ولد اخی

اللبین (رضاعی بھائی کی اولاد کے ساتھ حرمت

نکاح کا حدود اور روشن بیان)

۴۹۰ جس حکم علم سے اولاد رضیع اور اولاد مرضوہ کے

درمیان جواز نکاح کا فتویٰ لکھ دیا جو بذریعہ دوی

اکرام الدین صاحب امام و خطیب مسجد و پڑخان

۴۹۱ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی مسکاپہنیا

تو آپ نے اس غلط فتوے کے زوئیہ میں ہر سالہ

۴۹۲ تحریر فرمایا۔

۴۹۳ غیر متعلقہ دن کے مشوا نذر حسین نے ایک ڈیڑی خیال

- مولوی کے غلط فتویٰ پر مہر تصدیق لگا دی اور
المحضرت کی طرف سے گرفت پر اس سے رجوع کیا
دوسرا فتویٰ اس پہلے کے رد میں لکھا اور عذر گناہ
پر تراژگناہ پیش کیا۔
- ۴۸۹ آئین جہنم پر جرات غیر مقلدی کے لئے لازم ہیں۔
۴۹۰ جو فتویٰ پر زیادہ جرات کرتا ہے وہ آگ پر زیادہ
جرات کرتا ہے۔
- ۴۹۰ اللہ تعالیٰ امر کے مقابلے کا مزہ چکھاتا ہے۔
۴۹۰ کلکتہ کے مولوی لطف الرحمن برودانی نے محرم
سے نکاح کے جواز کے بارے میں جہاں بھر کے
علماء کو مخاطب کرتے ہوئے ایک طویل عربی
سوال بھیج دیا جس کے جواب میں المحضرت نے
دلائل و نصروں پر مشتمل ایک رسالہ لکھ دیا
بحسرة ابنة اخي البیان تحریر فرمایا۔
- ۴۹۰ رضیع و مرضعہ کی اولادوں کے درمیان نکاح کے
حرام ہونے پر کئی نصوص۔
۴۹۱ جو نسب سے حرام ہے وہ رضاعت سے بھی
حرام ہے۔
- ۴۹۱ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچ
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور پر نور کے رضاعی
بھائی بھی ہیں۔
- ۴۹۱ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے۔
۴۹۲ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں کیونکہ دونوں
کو ثویبہ نے دودھ پلایا۔
- ۴۸۸ نکاحوں کے بارے میں دودھ اور نسب کی حرمت
ایک ہی ہے۔
- ۴۹۲ رضیع کی تمام اولاد پر رضعہ کی تمام اولاد حرام ہے۔
۴۹۳ رضیع کی بیوی رضعہ کے شوہر پر حرام ہے۔
۴۹۳ رضیع کی بیٹیاں اور خواسیاں رضعہ کے شوہر اور
اس کے بیٹوں پر حرام ہیں۔
- ۴۹۳ دودھ کا چچا بھی چچا ہے ان سے پردہ کی حاجت
نہیں۔
- ۴۹۳ رضاعی چچا کی تفسیر
۴۹۳ ماں کے رضاعی بیٹے کی بیٹی، بھتیجی اور محرم ہے۔
۴۹۳ اولاد رضیع جس طرح رضعہ کی پوتہ پوتی اور سانشوای
یا جماع قطعی ہے یونہی یا جماع اندر اور جہد فتویٰ
وہ شہرہ و سرور سے بھی نہ لوروا سے ہیں۔
- ۴۹۴ دودھ کے رشتوں کا قاعدہ یکلیدہ کہ اس سے چار
قسم کی خود میں حرم ہوتی ہیں۔
- ۴۹۴ رضاعی مہائی ہیں کہ بیٹیاں نسبی بھائی اور بھتیجی
کی طرح حرام قطعی ہیں۔
- ۴۹۶ اغوت رشتہ منکرہ ہے کہ دونوں طرف سے
یکساں قائم ہوتا ہے۔
- ۴۹۶ یہ محلی ہے کہ یہ تو عمر و کا بھائی ہو اور عمر و زید کا
مہائی نہ ہو۔
- ۴۹۷ شرح وقایہ کے شعر از جانب شیر ذہب غریب شونڈ
و از جانب شیر خوارہ زود جان و فروغ "پر بحث۔
- ۴۹۷ شعر مذکور کا مطلب بیان کرنے میں صاحب
عمدة الرعاہ کی شہید غلطی۔
- ۴۹۸

- مقصود کی طرف سے شہرہ گور کی نفیس شرح۔ ۴۹۹
- ۵۰۶ محرم کا ہے۔
- اصل علت حرمت جہیزیت ہے۔ ۴۹۹
- ۵۰۶ سالی کی دختر سے اپنے بیٹے کا نکاح کیا تو سالی سے اپنا نکاح بائز ہے یا نہیں۔ ۵۰۶
- ۴۹۹ بیہ کے بیٹے نے اپنی سوتیلی ماں کے ہاتھ میں اپنا ذکر مستند بے حجاب کسی کپڑے وغیرہ کے بیٹے کو کسی بار بوسہ لیا، دوبار دخول کی کوشش کی مگر دخول نہ کر سکا، ایک بار بندہ کوشش کر کے نکل گئی ایک ماہ کسی کے آواز کے سبب علیحدہ ہو گیا، بندہ کو شہوت کسی نہ تھی، کیا حاکم ہے۔ ۵۰۶
- ۴۹۹ حرمت میں علاوہ جہیزیت کی دوسو تیس ہیں۔ ۴۹۹
- ۵۰۰ علاوہ جہیزیت سے حرمت میں چار سو تیس ہیں۔ ۵۰۰
- ۵۰۰ چار سو تیس سے دو علاقے ثابت ہوا مٹ حرمت ہیں، نزدیکی و فرجیت۔ ۵۰۰
- ۵۰۰ شہرہ کی جانب سے پاپے اور شیر خوارہ کی جانب سے دوسو تیس، اور ہر صورت میں غولش ٹوندہ کے معنی کی تفصیل۔ ۵۰۰
- ۵۰۰ فتوائے خلاف کا پانچ وجوہ۔ ۵۰۰
- ۵۰۸ تقریحات و تائیدات علماء کرام۔ ۵۰۳
- ۵۰۸ تراکے نے سنا کہ باپ نے اس کی بی بی سے زنا کیا اس پر غصہ میں بی بی کو مارا اور طلاق دے دی زوجہ نے مہر کی مالش کر دی ڈگری ہو گئی، وکیل زنا کہتا ہے طلاق غصہ میں دی گئی نہیں تھی اور وکیل زوجہ کہتا ہے ہو گئی، کون سچا ہے۔ ۵۰۵
- ۵۰۸ زید اپنی عافیہ سے مذاق کرتا بشہوت اس کا کبھی دوسرے بھی یا تماہب زید کا باپ حبیلہ کی لڑکی صغریٰ سے اپنا نکاح کرنا چاہتا ہے کیا حکم ہے۔ ۵۰۵
- ۵۰۸ عافیہ اور عساج سے مذاق کا حکم۔ ۵۰۶
- ۵۰۸ ایک بہن کا لڑکا دوسری کی دختر کی دختر سے نکاح کر سکتا ہے۔ ۵۰۶
- ۵۰۸ سالی کی دختر سے اپنے بیٹے کا نکاح کیا تو سالی سے اپنا نکاح بائز ہے یا نہیں۔ ۵۰۶
- ۴۹۹ بیہ کے بیٹے نے اپنی سوتیلی ماں کے ہاتھ میں اپنا ذکر مستند بے حجاب کسی کپڑے وغیرہ کے بیٹے کو کسی بار بوسہ لیا، دوبار دخول کی کوشش کی مگر دخول نہ کر سکا، ایک بار بندہ کوشش کر کے نکل گئی ایک ماہ کسی کے آواز کے سبب علیحدہ ہو گیا، بندہ کو شہوت کسی نہ تھی، کیا حاکم ہے۔ ۵۰۶
- ۴۹۹ حرمت میں علاوہ جہیزیت کی دوسو تیس ہیں۔ ۴۹۹
- ۵۰۰ علاوہ جہیزیت سے حرمت میں چار سو تیس ہیں۔ ۵۰۰
- ۵۰۰ چار سو تیس سے دو علاقے ثابت ہوا مٹ حرمت ہیں، نزدیکی و فرجیت۔ ۵۰۰
- ۵۰۰ شہرہ کی جانب سے پاپے اور شیر خوارہ کی جانب سے دوسو تیس، اور ہر صورت میں غولش ٹوندہ کے معنی کی تفصیل۔ ۵۰۰
- ۵۰۰ فتوائے خلاف کا پانچ وجوہ۔ ۵۰۰
- ۵۰۸ تقریحات و تائیدات علماء کرام۔ ۵۰۳
- ۵۰۸ تراکے نے سنا کہ باپ نے اس کی بی بی سے زنا کیا اس پر غصہ میں بی بی کو مارا اور طلاق دے دی زوجہ نے مہر کی مالش کر دی ڈگری ہو گئی، وکیل زنا کہتا ہے طلاق غصہ میں دی گئی نہیں تھی اور وکیل زوجہ کہتا ہے ہو گئی، کون سچا ہے۔ ۵۰۵
- ۵۰۸ زید اپنی عافیہ سے مذاق کرتا بشہوت اس کا کبھی دوسرے بھی یا تماہب زید کا باپ حبیلہ کی لڑکی صغریٰ سے اپنا نکاح کرنا چاہتا ہے کیا حکم ہے۔ ۵۰۵
- ۵۰۸ عافیہ اور عساج سے مذاق کا حکم۔ ۵۰۶
- ۵۰۸ ایک بہن کا لڑکا دوسری کی دختر کی دختر سے نکاح کر سکتا ہے۔ ۵۰۶

بھی جائز نہیں۔

- ۵۰۹ دیوبندیوں سے فتویٰ چوچنا اور بائیس پر عمل کرنا حرام ہے۔ ۵۱۲
- ۵۰۹ ایک بیوہ حاملہ کا کٹنا ہے کہ یہ حمل اس کے دلدلہ کا ہے۔
اب ننگوۃ دلدلہ کا کیا حکم ہے۔
زوجة زید کی سال سے لاپتہ ہے اب اس کی حقیقی بہن سے زید نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔
حکم قدرت مغفودہ۔
فقہ میں غلبی غالب یقین سے ملتی ہے۔
ایک بھائی کا پوتا دوسرے بھائی کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔
زید نے زینب کا اُدومہ ہندہ کے ساتھ پر زینب کی قہری لڑکی سے زید کے نکاح کا حکم۔
دو حقیقی بہنوں میں ایک سے باپ اور دوسری سے بیٹے کا نکاح ہو سکتا ہے۔
مسلمان مرد یا عورت کے بدھ میں ہندو دھرمیہ سے نکاح کا حکم۔
مسلمان مرد کا ذمہ کتابیہ سے نکاح کر سکتا ہے۔
کتابیوں کا ذمہ مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔
موت کے ساتھ زنا سے طلاق نہیں ہوتی ہو بیٹے پر عہد ہو جاتی ہے اور کس عورت میں ثبوت حرمیت نہیں۔
زنا دو اجماعی زنا نیت زنا میں فرق ہو گیا یا نہیں۔
تحرکی دلدلہ کی شرطیں یہی سے ہے۔
قون ماسق کے صدق پر اگر تحریر واقع ہو تو وہ معتبر ہے۔
جرم لینا عہد ہے اور عہد مٹے مسجد میں صرف کرنا عہد ہے۔
۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

باب المولیٰ

بیاہنصر تمیز کی کفیل صرف ماں سے چچا چالیس سال سے بے تعلیق ہے، ایسی حالت میں ماں اور چچا دونوں کی بے اجازت اور ان کی عدم موجودگی میں جو نکاح ہو کیسا ہے۔

۵۲۱ جب دادا یا جران بھائی نہ ہو تو چچا دل سے چچا کے سامنے ماں کو اختیار نہیں۔

۵۲۱ باپ سے جدا ہونا ولایت شرعیہ کو ساقط نہیں کرتا۔

۵۲۱ گناہ مستقط ولایت نہیں۔

۵۲۱ فتنہ مانع ولایت نہیں۔

نکاح فصول جائزہ ولی پر موقوف ہوتا ہے جاری

۵۲۲ کرد سے جائز ہو جاتا ہے نہ کہ وہ سب بائیں

۵۲۲ باپ دادا کے سوا اور ولی اگر غیر کفو سے نکاح کرے

۵۲۲ یا مہر میں کی فاحش کرد سے تو نکاح صحیح نہیں۔

۵۲۳ کفو ہونے میں کن مہر کا اعتبار ہے۔

۵۲۳ جو مہر محل اور نفقہ سے عاجز ہو وہ قابل جماع

۵۲۳ عورت کا کفو نہیں۔

۵۲۳ باپ نابالغ کے نکاح کی اجازت اپنے جران بیٹے

۵۲۳ کو دسے کہ سات آٹھ کو سس پر چلا گیا نکاح و نفقت

۵۲۳ ہو گئی باپ بیاہر تھی کی نفقت اس کے سامنے ہوئی

۵۲۳ سات آٹھ برس برابر تھی جاتی رہی اب کہنا ہے

۵۲۳ کہ میں راضی نہیں اس صورت میں نکاح کا حکم لازم

۵۲۳ یہ کہ باپ یا صغیرہ کو بعد بلوغ حق فسخ ہے یا نہیں۔

۵۲۳ باپ اور دادا کا کیا ہو نکاح لازم ہو جاتا ہے اگرچہ

۵۲۴ مہر میں غصہ فاحش اور غیر کفو میں ہو۔

۵۲۴ بیٹی نابالغ کا باپ بکر اس کے نکاح کی عمر و کفو

۵۲۴ کے ساتھ کرنے کی اجازت اپنے جران بیٹے خالد

۵۲۴ کو دسے کہ جس کو س چلا گیا خالد نے زید کے ساتھ

۵۲۴ کر دے بھی برادری ہی کا ہے بیٹی کا نکاح جب صغیری

۵۲۴ کو کے کر دیا، باپ کیا خیر نکاح سن کر ناراض ہو،

۵۲۴ دختر کو بکر سسرالی نہ جانے دیا، اب سات برس

۵۲۴ سے بیٹی بالغ ہے اس نے بالغ ہوتے ہی اس

۵۲۴ نکاح سے انکار کر دیا کیا حکم ہے۔

۵۲۴ نکاح فصولی بے اجازت نافذ نہیں ہوتا۔

۵۲۴ ولی اقرب اگر غائب بنیبت منقطع ہو تو حق ولایت

۵۲۴ ولی ابعد کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

۵۲۴ عورت مہر میں، ذوال حج میں اسراج اور اکثر

۵۲۴ مشائخ کا حق الفتویٰ اس واسطیہ بالغہ یہ کہ

۵۲۴ اگر ولی یا اس کی رائے کا اتنی رکیا جائے تو

۵۲۴ کفو طالب فوت ہو جائے گا۔

۵۲۴ نابالغ و نابالغ کا نکاح جران کے اولیا کریں

۵۲۴ کیسا ہے اور بعد بلوغ وہ اسے فسخ کر سکتے ہیں

۵۲۴ یا نہیں۔

۵۲۴ باپ کا کیا ہو نکاح لازم ہے یعنی اولاد کو فسخ کا

۵۲۴ اختیار نہیں ہوتا۔

۵۲۴ ہندہ بالغہ بیوہ ایسے شخص سے نکاح کرنا چاہتی

۵۲۴ ہے جس سے نکاح پر اس کے والدین راضی

۵۲۴ نہیں اگر کرے گی تو نکاح ہو گا یا نہیں۔

۵۲۴ ماتوں نے نابالغ ہمیشہ زادی کا نکاح اپنے

۵۲۴

- لڑکے سے کیا، کوئی اور ولی نہیں، دختر بعد بلوغ جبکہ
 بلوغ کو کچھ زمانہ گزر چلے اور اسے نکاح کا پہلے
 سے علم ہو نکاح سے انکار کرے تو کیا حکم ہے۔ ۵۲۰
 عورت کو شوہر سے بگاڑنے والے پر وحید شدید۔ ۵۲۱
 نانا لفظ کا باپ گریز میں تھا، ماں مر چکی ہے، نانا
 بے مشورہ والد نانا لفظ اس کا نکاح ایک راضی سے
 چاہتا ہے، باپ کو اطلاع ہوئی تو وہ ناراض ہوا
 اور منافست کی ایسی صورت میں اگر نکاح ہو تو کیا
 حکم ہے۔ ۵۲۲
 خاسن نہ صالح کا کنو ہے نہ فاسق نہ بنت صالح کا۔ ۵۲۳
 ہندہ بالہ بکرہ کا نکاح اس کے ولی نے اپنی
 اجازت سے زید کے ساتھ کر دیا، ہندہ کو اس کا
 علم تھا، ہندہ نے اپنی زبان سے اجازت نہ دی
 نہ انکار کیا، یہ نکاح کیسا ہوا۔ ۵۲۴
 بالغہ سے پیش از نکاح اذن لینا مستحب ہے۔ ۵۲۵
 زن دوشیزہ کا سکوت بھی اذن ہے جبکہ ولی اقرب
 یا اسس کا وکیل فرستادہ اس سے ایسے سے نکاح
 کا اذن ہے جسے عورت پہچانتی ہو۔ ۵۲۶
 نکاح ضمنی قول یا فعل یا ذکر دینے سے رد ہو جاتا
 ہے اور اجازت قوی یا فعل یا سکوتی سے جائز۔ ۵۲۷
 رد قوی رد فعل، اجازت قوی، فعل، سکوت کی
 تصریف اور مثالیں۔ ۵۲۸
 بے اذن لئے نکاح کر دینا خلاف سنت ہے
 گناہ نہیں۔ ۵۲۹
 نابالغہ کا نکاح بدولت مادر جبکہ چچا وغیرہ موجود ہوں
- کیسا ہے اور بعد بلوغ لڑکی ناراض بھی ہے ۵۲۸
 ہندی مردوں میں سے اگر کوئی موجود ہو تو اس کو
 ولایت نکاح نہیں ہوتی۔ ۵۲۹
 ہندی مردوں میں جو درباب دراشت مقدم ہو
 وہی ولی نکاح ہوتا ہے۔ ۵۳۰
 ولی نکاح عصیہ بنفسہ ہوتا ہے مطابق ترتیب
 دراشت وجب۔ ۵۳۱
 عصیہ بنفسہ نہ ہو تو ماں کو ولایت نکاح حاصل
 ہوتی ہے۔ ۵۳۲
 ولی اقرب کے ہوتے ہوئے البعد نکاح پر حاکم
 قوہ اقرب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ ۵۳۳
 طرافت نے توہر کے ایک مسلمان سے نکاح کر لیا
 ، برہمنی ہے کہیں ولی یوں بے میری اجازت
 نکاح جائز نہیں۔ ۵۳۴
 مردار، خون اور حرک یشیع باطل محض ہے کہ محل
 یشیع ہی نہیں کیونکہ مال ہیں۔ ۵۳۵
 عقد باطل سے ملک تصرف حاصل نہیں ہوتی۔ ۵۳۶
 حرم مکلفہ کا نکاح بغیر ولی کے نافذ ہو جاتا ہے۔ ۵۳۷
 نابالغہ کا اجازت والد نکاح ہر البعد طرخ
 نابالغہ ناپسند کرتی ہے کی حکم ہے۔ ۵۳۸
 وہ صورت میں باپ کا کیا ہوا نکاح نابالغہ
 بھی صحیح نہیں۔ ۵۳۹
 زید نے اپنی نابالغہ دختر کا عقد نکاح سے کر لیا پھر
 عمر و فستق و فخر میں مبتلا ہو گیا، ہندہ بالغہ ہو کر
 اس تزویج کو ناجائز رکھتی ہے کیا حکم ہے۔ ۵۴۰

- اعتبار کفارت وقت عقد ہے، بعد عقد اگر نہ ملے
بھی ہو جائے تو مفقود نہیں۔ ۵۴۳
- استیذان از بائع نکاح کے لئے ضرور ہے۔ ۵۴۴
- نائب القضا کا باپ مفقود الخیر ہے، بھائی بالغ ہے
نکاح اُس بھائی اور ماں نے کیا، ہوا یا نہیں۔ ۵۴۵
- نائب القضا کا نکاح ماں نے باوجود انکار نائب القضا
حیات والد کر دیا، ہوا یا نہیں۔ ۵۴۶
- غیبت منقطعہ کے لئے مفقود الخیر ہونا ضروری نہیں
بلکہ اگر معلوم ہو کہ دل فداں ہو گیا ہے اُس کے آنے
یا اس کی رستہ سے اطلاع پانے میں کفر حاضر
قوت ہوگا، یہ بھی غیبت منقطعہ ہے۔ ۵۴۷
- پرورش کرنے والے کی عدم موجودگی میں اس کی بی بی
سے ہندو کا نکاح کر دیا، افعہ آیا تو رخصتی ہو گیا
حکم ہے۔ ۵۴۸
- بیس کا کوئی ولی نسب نہ ہو اُس کا ولی قاضی شرع
ہے، نکاح اس کی اجازت پر موقوف رہے گا۔
جہاں قاضی شرع نہ ہو جیسے اکثر دیہات ہندوستان
وہاں اعلیٰ علم والے اہل برہمن صاحب فتویٰ فقہ کی
اجازت پر موقوف ہوگا۔ ۵۴۹
- تمشیر اور نانہ نانہ ہوں تو ولایت نکاح کیسے
حاصل ہوگی۔ ۵۵۰
- نانہ کے آگے نانہ کو ولایت نکاح نہیں۔ ۵۵۱
- مرتد کو کسی پر ولایت نہیں اگرچہ دعویٰ اسلام
دکھتا ہو۔ ۵۵۲
- ماتوں نے ماں کے مشورہ سے بحالت عدم موجودگی
والد اور چچا اور برادر اور دلا نکاح کر دیا اگر کسی نے
بعد طرغ منظور نہ کیا تو وہ نکاح رہا یا نہیں۔ ۵۵۳
- عورت کے نامعلوم کرنے سے قسح نہ ہوگا، قسح
کے لئے ضروری ہے کہ قاضی کے یہاں دعویٰ
کرے قاضی قسح کرے۔ ۵۵۴
- حالات میں چچا کی غیبت میں اپنے لڑکوں سے
نائب القضا لڑکوں کا عقد کر لیا، کیا حکم ہے۔ ۵۵۵
- درجات بعض ادب کی تفصیل خالہ کے چچا سے
ولایت میں چھتیسویں درجہ میں ہے۔ ۵۵۶
- ماں نے لڑکی کا نکاح باپ کی عدم موجودگی میں زید
سے کر دیا جس سے وہ راضی تو تھا مگر یہ کہتا تھا
کہ جب تک دو گرنہ ہونہ کرنا، کیا حکم ہے۔ ۵۵۷
- ماتین سے والدین میں سے تو وہ بھی غنی مانا جائیگا۔ ۵۵۸
- شوہر اگر خود محض ناوار ہو تو وہ اپنے ماں باپ
کے غمی سے کفو مشرے گا، اگرچہ مانع ہو جبکہ
اس کے مصارف کا اس کے ماں باپ تحمل
کرتے ہوں۔ ۵۵۹
- اگر بائع بے ادبی ولی کفو سے ہر مثل سے کم پر نکاح
کرسے تو ولی کو حق اعتراض ہے یا شوہر ہر مثل
پورا کرے یا قاضی تعزیری کر دے۔ ۵۶۰
- چچا ولایت خود ایسی حالت میں کر لڑکی نانہ کے
پاس ہو اپنے پسربا بے سے اُس کا نکاح کر دے
تو یہ نکاح درست ہوگا۔ ۵۶۱
- جو غائب غیبت منقطعہ ہو وہ اُس وقت تک
ولی نہیں رہتا یہی صحیح ہے۔ ۵۶۲

پچھانے بجٹی کا عقدہ ماں سے چھپا کر ایک بیار سے
کودیا تو کیا حکم ہے۔

زید نابالغ کا نکاح باجائز اس کی پھر بھی کے
مگر وہ بالغہ سے ہوا، زید نکاح کے چار ماہ بعد
مر گیا، یہ نکاح ہوا یا نہیں، مرد واجب الائمہ ہے یا
نہیں، سہے تو کس قدر۔

لڑکا احتلام و انزال اور لڑکی احتلام و حیض و
حمل سے بالغ ہوتی ہے۔

لڑکا کم از کم بارہ برس کی عمر میں بالغ ہو سکتا ہے
اور لڑکی کم از کم نو برس کی عمر میں حکم دونوں زیادہ سے
زیادہ پندرہ برس میں

متر کا زوم دلی، خلوت صحیحہ یا احد الزوجین کی موت
سے ہوتا ہے۔

نکاح موقوف میں اجازت سے قبل موت واقع
ہو جانے تو باطل ہو جاتا ہے۔

سکوت ولی اجازت نہیں اگرچہ جلسہ نکاح میں
موجود ہو جبکہ کوئی ایسا صلہ نہ کیا ہو جو اجازت پر
دال ہو۔

نابالغ کا بالغہ سے نکاح موقوف ہو اور وہ اس
بالغہ سے جبراً دلی کرے تو مہر مثل لازم ہوگا اور
اگر عورت کی رضا سے دلی کرے تو کچھ لازم
نہ ہوگا۔

نکاح موقوف قبل از اجازت دلی کو حلال نہیں کرتا
بلکہ نظر کو بھی تاہم جبراً دلی کی تو مہر مثل لازم ہونہ
کچھ نہیں۔

شعبہ و افح حد ہے۔

تکے پر حد نہیں۔

ماں نے نابالغہ کا نکاح بولایت خود کر دیا
اب بعد طبع لڑکی نا منظور کرتی ہے اور جس وقت
بالغہ ہوئی دو چار آدمیوں کو بجا کر اظہار کیا کہ

میں اب بالغ ہوئی اسی نکاح کو فسخ کیا، دی
مہر بھی معاف کرے دیتی ہے، شوہر صفائی نہیں
کرتا اور فسخ کی خبر قاضی کو کرنا قاضی کو تعزیر پھرنا

چاہئے اور اس سلطنت میں قضایا نہیں انہ
زوج کی عدم موجودگی میں قاضی تعزیر نہیں
کر سکتا بلکہ بوقت تعزیر اس کی حاضری
ضروری ہے۔

انی ورت، بیرو، انگریزی کھرباں شرعی دارالافتا
نہیں لہذا ان حکام کے فسخ کئے نکاح فسخ
نہ ہوگا۔

مسلمان بچ شہرہ کی موجودگی میں تعزیر کر سکتا ہے
حدود، قصاص اور عاقلہ پر دیت کے علاوہ تمام

محاطات میں بچ کا فیصلہ مثل فیصلہ قاضی ہے
ریاست اسلامی میں جو مسلمان قاضی ایسا ہو
جو خاص اس شہر کے لئے نہ ہو نہ کسی مذہب
خاص پر قضا کے لئے مقید ہو تو وہ بھی تفسیری
کر سکتا ہے اگر مدعی اور مدعا علیہ دونوں کے
نہ ہوں۔

زید و ہند نابالغوں کا نکاح بولایت پدرای
ہو زید نابالغ ہو گیا، ہند کا باپ مر گیا، ہند

کی ماں اور چچا رخصت سے انکار کرتے ہیں، کیا حکم ہے۔

جیب داد اور داد کی اولاد سے کوئی عاقل بالغ مرد نہ ہو تو ولایت ماں کو ہے، ماں کے ہوتے ہوئے پھر بھی کوئی چیز نہیں، پھر بھی کا کیا ہر اہل حال اس صورت میں ماں کی اجازت پر موقوف تھا ماں نے مذکورہ دیا نہ ہو گیا۔

پھر محمودہ کو حاکم کے ساتھ نکاح کرنا منظور نہ تھا، مادر محمودہ اور تمام خاندان نے بغیبت پر محمودہ کو بارہ تیرہ کو کس پر تھا منع کیا، محمودہ بالغ ہے قبل از وقت نکاح اس کی ایک جم عمر کو اس کی مرضی معلوم کرنے کے لئے سمجھا۔ محمودہ نے کہا مجھے بدل منظور ہے وقت نکاح، کہیں وہ کہہ دے۔ محمودہ کے پاس جا کر واپس آئے، پھر معلوم ہوا کہ انہوں نے صرف مادر محمودہ سے رضا مندی حاصل کی ہے، پھر گئے، محمودہ نماز میں مشغول تھی بعد فراخ اس سے پوچھا وہ خاموش رہی، مادر محمودہ نے کہا ہاں منظور ہے، دو بارہ پھر محمودہ سے کہا وہ سرنگی ہو گئی، پھر پوچھا تو وہ دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر اور زیادہ جھکی، پھر پوچھا محمودہ کی وہی حالت سکوت و خاموشی رہی، وکیل و گواہ لوٹے اور نکاح ہو گیا، شب میں محمودہ کا والد آگیا اور شور و غل برپا کیا، صبح کو کہا کہ مادر محمودہ یہ کہتی ہے کہ محمودہ کو یہ نکاح منظور نہ تھا اور وقت استیذان محمودہ نماز پڑھ رہی تھی مادر محمودہ نے

کہا کہ محمودہ نے کہا تھا کہ مجھ کو منظور ہے والد محمودہ

یہی کہتا رہا کہ بوجہ مشغولی نماز نکاح نہ ہو، پھر باپ نے چاہا کہ علیحدگی ہو جائے، محمودہ نے ایک رقم اپنے والد کو لکھا کہ لفظ طلاق ہرگز در بیان میں نہ آنے پائے۔ ایسی عہد میں یہ نکاح ہوا یا نہیں۔

۵۶۲ جتہہ نابالغ جس کا کوئی ولی سوائے ماں کے نہیں اس کا نکاح باجارت نابالغ رضا مندی کے لئے خالہ

نابالغ سے ہوا، قبول نابالغ سے کرنا گیا، پھر جتہہ نے حاکم کے یہاں جانا نہ چاہا، پیش کار کی تنبیہ سے رخصت ہوئی، چار برس دیں رہی، اب پھر ناراضی ظاہر کرتی ہے، اور دوسری عہد

۵۶۰ نکاح چاہتی ہے ہمبستری نہیں ہوتی، کیا حکم ہے

۵۶۱ جتہہ مذکورہ ساج بغیبت والدہ جتہہ جو بارہ کو کس پر تھا رضا مندی مادر و مانی و بسکوت گریہ جتہہ اپنے ساتھ ہونا ظاہر کیا اب کہتا ہے کہ جتہہ نے بھراحت خود قبول کیا وکیل و گواہان نے حسب بیان زید شہادت دی، جتہہ کہتی ہے کہ میں نے ہرگز منظور نہ کیا تھا نہ اب ہے، کیا حکم ہے۔

۵۶۲ استیذان اجنبی جگہ ولی بعد پر سکوت اذن نہیں۔

۵۶۳ محل خنار میں تناقض مقبول و منکر ہے۔

۵۶۴ اگر کوئی شخص کے یہ میری رضیہ ہے، پھر خطا کا

۵۶۲ طرف کرے تو سچا مانا جائے گا اور اسے اس کے ساتھ نکاح جائز ہو گا جبکہ اپنے اقرار پر ثابت نہ رہے۔

- ۵۸۶ غیبت کی تعاسیر سے کوئی سی تفسیر مستحکم علیہ ہے۔
 ۵۹۰ سوال سوم۔
 ۵۸۷ ذوی الارحام سے ہوا اگر حصہ مراد ہے تو مؤخر سے
 ۵۸۸ امام محمد کی حدیث ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
 ۵۸۹ عنہا کہ انہوں نے اپنی بھتیجی بنت عبد الرحمن بن ابی بکر
 ۵۹۰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نکاح جبہ اللہ ابن زبیر سے کر دیا
 ۵۹۱ اس کا کیا جواب ہے، پھر بھی تو ذوی الارحام
 ۵۹۲ سے ہے۔
 ۵۹۳ سوال چہارم۔
 ۵۹۴ دل ابعد سے اگر غیر رادری میں نکاح کر دیا تو کیا
 ۵۹۵ حکم ہوگا۔
 ۵۹۶ ذی ابعد سے مائید سے کُل بہتر صورتیں
 ۵۹۷ اور ان کے حکم کا ضابطہ۔
 ۵۹۸ فضول نے جو عقد کیا اگر کوئی ایسا ہے جو اسے
 ۵۹۹ جائز کر سکے تو اس کی اجازت پر موقوف ہو گا ورنہ
 ۶۰۰ باطل ہوگا۔
 ۶۰۱ نکاح غیبت مستقطہ دل اقرب دل وہ ہوگا جو مرتبہ
 ۶۰۲ میں اس کے بعد ہو بحالت غیبت غائب ہی نہیں
 ۶۰۳ وہ اگر پردیس میں نکاح کر دے گا نہ ہوگا۔
 ۶۰۴ باپ دادا سم میں تھے دوسرے ولی نے نکاح
 ۶۰۵ کر دیا واپسی پر انہیں جی اعتراض ہونا چاہئے۔
 ۶۰۶ سوال خفیم۔
 ۶۰۷ نیک سوکس سے زائد سہر پر گیا ہے زید نے اپنی
 ۶۰۸ والدہ کو نکاح کر میری دختر کا نکاح دے میری اجازت کے
- ۵۸۷ ردہ واجازت نکاح موقوف میں اختلاف زوجین
 ۵۸۸ ہو تو اگر شہادت عادلہ کا غیر سے زوج کا قول
 ۵۸۹ ثابت ہو تو وہ درنہ قسم کے ساتھ عدوت کا قول
 ۵۹۰ معتبر ہوگا۔
 ۵۹۱ باپ سکنہ راضی صحت و نفاذ نکاح میں خلل انداز
 ۵۹۲ نہیں جبکہ عدوت حرہ عادلہ ہوا اور زوج کو ہر
 ۵۹۳ باپ سے لڑائی کا چار سال کی عمر میں نکاح کر دیا
 ۵۹۴ بعد جوع لڑائی کو پسند و قبول میں اس کا فصل ہوا
 ۵۹۵ نابالغ کا نکاح گر باپ کر دے تو مطلقاً لازم
 ۵۹۶ ہو جاتا ہے مگر دو صورتوں میں باپ کا کیا ہوا نکاح
 ۵۹۷ بھی جائز نہیں ہوتا۔
 ۵۹۸ ۱۔ اسلام میں ولی حد یا غرض سے خالی نہیں ہوتی۔
 ۵۹۹ ۲۔ چچا نے نابالغ بھتیجی کا نکاح کر دیا طرہ پر راضی
 ۶۰۰ نہ تھی سب کہ میرا نکاح اس شخص کے ساتھ نہیں
 ۶۰۱ در نہ کروں گا نکاح تو فسخ ہو گیا یا نہیں۔
 ۶۰۲ مائید نے نابالغ کا نکاح حقیقی آیا زاد بھائی کے ہوتے
 ۶۰۳ خود کر دیا تو اس کا کیا حکم ہے۔
- رسالہ تحویز الرشد عن ترویج الابد
 (دل اقرب کی موجودگی میں دل ابعد کے نکاح کر دینے
 کا شرعی حکم)
 ۵۸۵ پانچ سوالوں کا جواب۔
 ۵۸۶ سوال اول۔
 ۵۸۷ ذی حد غیبت دل اقرب اگر نکاح کر دے تو
 ۵۸۸ ذی اقرب اسے فسخ کر سکتا ہے یا نہیں
 ۵۸۹ سوال دوم۔

- نکرتائیں واپس آکر اپنے برادر زادے سے کروں گا
مگر والدہ نے بے دریافت کے رید احد اس کے
پچھو بھی زاد بھائی خالد کے جو موجود ہیں نکاح کر دیا یہ
بعد واپسی یا حالہ نابالغہ کا نکاح فسخ کر سکتا ہے
یا نہیں۔
- ۵۹۷۔ ابن قتہ الاصب ذوی الارحام سے ہے اور وادی
ان پر بالانفاق مقدم۔
۵۹۸۔ ماں وادی پر مقدم ہے۔
۵۹۹۔ ولی بعد کب حالت غیبت اقرب کب اختیار نزدیک
ہوتا ہے۔
- ۶۰۰۔ آزار کھو شرع میں سخت مہم و مہتمم بالشان ہے۔
نابالغ پر تشریع ولایت نزدیک کی حکمت
آئندہ کے لئے حصول ولایت کی تین شرطیں
۶۰۱۔ مذہب معتد پر غیبت منقطعہ میں سفر درکنار شہر سے
باہر ہونا بھی شرط نہیں۔
۶۰۲۔ ولی اقرب ذائب غیبت منقطعہ تھا اس لئے
ولی بعد نے نکاح کیا تو وہ نافذ ہو گیا، اب اگر
ولی قریب واپس آئے تو اسے زرد نہیں کر سکتا
اگرچہ اس کے واپس آنے پر ولایت اس کی جانب
عود کر آتی ہے۔
- ۶۰۳۔ تنبیہ نفیس ار مصنف
۶۰۴۔ پید نے اپنی دختر نابالغہ کی منگنی عروسہ کر دی یہ
مگر لڑکی تیرہ برس کی ہوئی مگر علامت بلوغ کوئی
ظاہر نہ تھی ذید کے باپ نے لڑکی کی عدم موجودگی
میں بخیل بلوغ اس کا عقد بکسے کر لیا کوئی نشانی
- ۶۰۹۔ بلوغ کی ابھی ظاہر نہیں کیا حکم ہے۔
باپ نے نابالغہ کا نکاح اپنے ہم قوم سے کیا،
شہر نے رخصت چاہی تو انکار کیا، نالیش ہوئی تو
جواب دیا کہ داماد نامرد ہے بچروں میں گاتا بجاتا
۵۹۷۔ ہے اگر ڈاکٹر اسے مرد بتائیں تو عذر نہیں، ابھی
فرصت داری میں مقدمہ دائر تھا کہ لڑکی کے باپ نے
۵۹۸۔ دیوانی میں دعویٰ فسخ نکاح کر دیا کہ وہ نامرد ہے
۵۹۹۔ بچروں کے افعال سے حالت شرمناک کرتی ہے
میری برابری کا نہ رہا، اگر یہ الزام ثابت ہوں تو
۶۰۰۔ کیا نکاح فسخ کیا جاسکے گا۔
- ۶۰۱۔ کفایت کا اعتبار وقت عقد ہے اس وقت کفوئی
۶۰۲۔ بعد میں فاسق و فاجر ہو گیا تو نکاح فسخ نہیں کر سکتا۔
۶۰۳۔ نفیس سے قوی نے نے طرے نابالغہ کا دعویٰ مرد
۶۰۴۔ ہے قاضی اس کی طلب پر تفریق کرے گا، اگر
ضعیف ہوگی تو اس کے بلوغ کا استتار کیا جائے گا
کیونکہ ممکن ہے وہ بالغ ہو کر عین یا محبوب سے
راضی ہو۔
- ۶۰۵۔ عورت نے شہر کو عین پایا تو قاضی شہر کو
ایک سال قری کی مہلت (بعض علاج) دے گا
۶۰۶۔ قاضی کی تفریق سے عورت بائٹہ ہو جاتی ہے۔
۶۰۷۔ اموں نے نابالغہ کا نکاح جس کے اور ولیا موجود
نہیں ہے استیذان بالغہ کر دیا، کیا حکم ہے۔
۶۰۸۔ سو بیٹے باپ نے بے اذن بالغہ اور بے مشورہ والدہ
بالغہ کا نکاح کر دیا، کیسا ہے۔
۶۰۹۔ بالغہ کے بھائی کے ہوتے چچ نے بالغہ سے

استیذان کیا، اس کی خاموشی کو اذن قرار دے کر اس کا نکاح کر دیا، زوجین میں طرقت صحیحہ بھی ہوئی یہ نکاح کیسا ہوا۔

۶۱۲ تصدیق چھپانے بجا مال نفع سہاشس براہ چاہا کی ہے علم و رضا مندی مادر علم علاقائی ہندو ہندو کا عقد اپنے بیٹے سے کر دیا، ہندو بالغ ہے، اس کی عمر زائد از چودہ سال ہے، اس سے خرنکاح سن کر نامستور کیا، کیا حکم ہے۔

۶۱۳ ہنگام نکاح خوانی ہر پرعت ہوئی، زیہ مجلس سے اٹھ گیا، عمر دس بھالت غصہ عودت سے کہا تم میری لڑکی کا نکاح بکر سے کر دو بکر مجلس نکاح میں موجود تھا، مؤذن نے صرف تین کلمے پڑھا کر ایجاب قبول کر دیا کوئی دلیل و گواہ نہیں، یہ دلی سے لے کر کہ بتائی یہ کہا کہ شل لڑکی کی ماں کے ہر باندھ لڑکی بالغ ہے اس سے اجازت نہ لگئی، کیا حکم ہے۔

۶۱۴ لڑکی کا علاقائی بھائی ماں اور ماموں کے مقابلہ دل جائز ہے یا نہیں بے اجازت برادر علاقائی ماں اور ماموں بالغ لڑکی کا نکاح خیر کفو سے کر دیں، تو کیا حکم ہے۔

۶۱۵ باپ و دختر کی شگنی کر کے فوت ہو گیا بغیبت والدہ دختر چند اشخاص نے کبر اس دختر بالغہ کو ایک گھر میں کر دیا، ماں نے دعویٰ دائر کیا جواب دعویٰ ہوا کہ متوفی کے بھائی نے جو دوسرے باپ سے ہے بے اجازت دختر و والدہ دختر نکاح کر دیا کیا حکم ہے۔

۶۱۶ ہندو ماں نے رضیہ کا بھالت نابالغی حاد سے عقد کر دیا رخصت نہ کی تھی چار سال بعد اب رضیہ بالغہ ہوئی اس عمر میں حالد نے دوسری عورت کو رکھ لیا خالہ کی وضع و اطوار چال چلن رضیہ اور ہندو کو ناگوار ہیں کمال نفرت ہے خالہ سے تعلق نہیں چاہتی نکاح کرتی ہے اور خلع چاہتی ہے رضیہ کیا کرے جو خالہ سے قطع تعلق ہو، اور یہ عقد عقد فضولی قرار پائے گا یا نہیں۔

۶۱۷ آبا نے نکاح کیا یا کچھ بیچا یا خرید اجازت دلی پر موقوف ہے گا اگر قبل اجازت دلی بالغ ہو گیا تو خود اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا۔

۶۱۸ ایک شخص نے کسی کو سفر سے لکھا کہ میری نابالغہ لڑکی کا نکاح کرنا، اس نے بیکس خود دلی بن کر نکاح بھی کر دیا، الدخیر شمس کر خوش ہوا انکار نہ کیا، کیا حکم ہے۔

۶۱۹ سکت کی طرف قول منسوب نہیں کیا جاتا۔

۶۲۰ ہندو بیوہ نے اپنا عقد ایک شریف اپنے خاندانی سے کر لیا، لکھو بکر خالہ نے اس پر اسے اور اس کی ماں کو برادری سے نکال دیا ایذا دی، کیا حکم ہے۔

۶۲۱ ناتی ایذا رسول اکرم کے حکم حدیث وہ ایذا رسول پر اور ایذا رسول ایذا اللہ ہے جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم۔

۶۲۲ لڑکی دس سال کی ہے، ماں نانی چچا میں کس کو اس کے نکاح کا اختیار ہے ایک بھائی بھی دوازدہ سالہ ہے۔

۶۲۱

۶۲۲

۶۲۳

۶۲۴

۶۲۵

۶۲۶

۶۲۷

خاندان نے اپنی بالذکر لڑکی کا نکاح جیم بخش باغ سے
کر دیا اب پھر فساد و خرابی خرابی ہے کہ نکاح
فسخ ہو جائے، کیا شرعیہ ممکن ہے۔

۶۲۵۔ ہندو بکر بالہ ہے اس سے قبل نکاح زید برادر
علاقہ یا کسی نے مراۃ استزاج نہیں کیا اور نہ بعد
نکاح مراۃ اسے خبر دی گئی اسے خارجی طریقہ سے
سبب باتیں معلوم تھیں اور تمام رسمیں اُس نے کیں
کسی وقت اظہار نارضا مندی نہ ہوا اور نہ اب تک
کلی ہر کرتی ہے بلکہ خوش معلوم ہوتی ہے، کیا ممکن ہے
۶۲۶۔ ولی نے بالذکر نکاح کر دیا اور باکرہ کو ولی کے چچ
یا کسی اور عادل نے نکاح کی خبر دی وہ سن کر خشم و
رہی قویہ سکوت ادا ہے۔

بجائے اپنے لٹکے خاندان کی نسبت سیدہ سیدہ
سے چاہی، زید کو منظور نہ ہوئی، بکرہ نے ہندو
نوجوان زید کو برجم کر دیا، ہندو نے اس قدر فساد
چھایا کہ زید نے مجبوری بخوف حکام ضلع بنیال اس
کے کہ رفع جملہ فساد ہو جائے گا منظور کر لیا اور
سیدہ سے بے اذن لے اس کا نکاح حامد
سے کر دیا، خالد و سیدہ سے آج تک ملاقات
نہ ہوئی، بعد نکاح خالد لندن چل گیا، وہاں فساد
فجریہیں مہستلا ہوا، وہ کسی قسم کی خبر گیری سیدہ کی
نہیں کرنا، نہ وہاں سے آتا ہے، نہ اس کا باپ بکر
اسی کے خبر گیری کفالت کرتا ہے، ایسی صورت میں
سیدہ مجاہد ہے یا نہیں کہ اپنے بچے کے نکاح
کو جو بخشی نہیں بلکہ مجبوری و خوف حکام و بایں دفع

خوش کیا تھا اور دفع خرشتہ ہوا بھی نہیں تو فی خاندان کا تک
انتظار کیا جائے گا۔

۶۲۷

۶۲۸۔ ولی اگر حالت حیرت و اکراہ نکاح کرے ہو جائیگا۔

۶۲۹

۶۳۰۔ خورتوں سے حکم قرآن یکہ برتاؤ کرنا لازم۔

۶۳۱

۶۳۲۔ خورتوں کو مقدور بھروسہ رکھو جہاں خود ہو۔

۶۳۳

۶۳۴۔ خورتوں کو ضرر نہ پہنچاؤ کہ ان پر تنگی کرو۔

۶۳۵

۶۳۶۔ عورت کو مصلحت کرنا حکم قرآن منوع ہے۔

۶۳۷

۶۳۸۔ حکم حدیث اسلام ضرر و ضرر سے پاک ہے۔

۶۳۹

۶۴۰۔ ہندو نابالہ کا باپ مر گیا، ماں نے اس کی سوتیلی

۶۴۱

۶۴۲۔ سن کو جس نے اسے بچپن سے اولاد کی طرح پالا

۶۴۳

۶۴۴۔ تھا اس کے نکاح کی اجازت دے دی، سوتیلی

۶۴۵

۶۴۶۔ سن نے نکاح کر لیا، وقت نکاح ہندو کے چچا

۶۴۷

۶۴۸۔ وصال ہو جو دوسرے مر غیب علم تھا، کیا حکم ہے

۶۴۹

۶۵۰۔ لڑکی کے باپ نے لڑکے کو دہلی سے بھرپال برائے

۶۵۱

۶۵۲۔ عقد بلیا، برات پہنچی، تاریخ عقد مقرر ہوئی، لڑکی

۶۵۳

۶۵۴۔ ماں کے یہاں تھی، باپ لیے گیا، عین وقت

۶۵۵

۶۵۶۔ پہلوں نے بھیجنے سے انکار کر دیا، باپ دشمن سے

۶۵۷

۶۵۸۔ زہر کھا کر مر گیا، اس کی تحریری اجازت موجود ہے

۶۵۹

۶۶۰۔ لڑکی نابالہ ہے اُس کا چچا عقد پر رضامند ہے

۶۶۱

۶۶۲۔ کیا چچا کی محض اجازت سے بے اطلاع دختر

۶۶۳

۶۶۴۔ نکاح ہو سکتا ہے۔

۶۶۵

۶۶۶۔ یہ وہ جس سے نکاح کیا اس کے دو لڑکے زوجہ

۶۶۷

۶۶۸۔ اولیٰ سے ہیں، ایک دختر اس سے ہوئی، شوہر ثانی

۶۶۹

۶۷۰۔ کے انتقال کے بعد بیوہ نے قیصر اخوانہ کیا اور

۶۷۱

۶۷۲۔ شوہر سوم نے اُس دختر نابالہ کا نکاح ایک ناخ

۶۷۳

سے کر دیا۔ ابتداء قرار و اولیعت میں شوہر دوم کے دونوں لڑکوں کا بھی مشورہ تھا مگر وقت نکاح یہ دونوں نہ تھے، اب یہ دونوں اس نکاح سے رضا مند ہیں، کیا حکم ہے۔

۶۳۲

زید پدر ہندہ نابالغ کو بکرنے فریب دیا کہ خالد اس کا ہم قوم ہے زید نے خالد سے عقد کر دیا رخصت ہوئی تو معلوم ہوا کہ خالد ولد الحرام اہل قلم ہے صغیر اسے اپنا شوہر نہیں جانتی نہ اس کے پاس آئی گئی سبب نکاح جو مرتب ہوا تھا بوقت بلوغ اس نے فسخ کر دیا کیا حکم ہے۔

۶۳۳

کسی کو صانع جان کر کیشہ کی چیز نہیں استعمال کرتا اس سے اپنی بیٹی کا عقد کر دیا پھر معلوم ہوا کہ وہ عادی ہے لڑکی نے بعد بلوغ لڑی رہی

۶۳۴

اس نکاح سے راضی نہیں، کیا حکم ہے۔ اپنی بیٹی کسی کے نکاح میں اسے حراصل جان کر دی اور وہ تھا آزاد شدہ، تو یہ نکاح بالاتفاق باطل ہوگا۔

۶۳۵

عدم کفارة بوجہ فسق و غیر فسق میں کوئی فرق نہیں فرقت عورت کی طرف سے بوجہ فسق، مرد کی طرف سے جو طلاق ہے اور قضاء سبب کے لئے شرط ہے۔

۶۳۵

فسق بوجہ عدم کفارة قاضی ہی کے یہاں ہو سکتا ہے۔

۶۳۶

لڑکیاں بعد موت والد اپنے نانا کے زیر پرورش رہ کر بالغ ہوئیں والد اپنے وطن میں ہے لڑکیوں

کی کسی قسم کی امداد نہیں کرتا، نانا شاید بچوں کا انتظام کرتا ہے تو والد بالغ ہوتا ہے اور خود بوجہ فسق نہیں کرتا، کیا نانا دلی ہو کر نکاح کر سکتا ہے۔

۶۳۶

نابالغ کا باپ فوت ہو گیا اس کے شرعی وارث موجود ہیں مگر دلی بچنے سے انکار کرتے ہیں نابالغ کی ماں جس نے عقد ثانی کر لیا ہے وہ یا اس کا شہر ثانی دلی بن سکتے ہیں یا نہیں۔

۶۳۷

زید نے ہندہ سے ایک دختر ہوئی پھر زید نے ہندہ کو طلاق دے دی دختر ہندہ کے پاس رہی ہندہ نے جو سے نکاح کر لیا جب دختر تقریباً ۹ سال کی ہوئی تو بکرو ہندہ نے اس کا نکاح کر دیا جس سے نکاح کیا وہ اسوہ سے باطل نہ واقع ہے

۶۳۷

مرد و عورت سے ایسا پڑا ہے اب دختر چند سال کی ہے غار روز سے کی پابند پر بھی لکھی ہے وہ اس کے یہاں رہنا نہیں چاہتی ولی مسلسل زندہ ہے اس کے اجازت نکاح نہیں دی، کیا حکم ہے۔

۶۳۸

لڑکی ۱۳، ۱۴ سالہ ہے اس کا باپ نہ تو کھانا کچا دیتا ہے نہ لے جاتا ہے بہت کم اسے کئی خدمت بھائی مگر کوئی خیال نہ کیا، ماموں نے کہا یا تو تم لڑکی کی شادی کرو نہیں کرتے تو لادعویٰ ہو جاؤ جواب نہ دیا ماموں نے جب چاہا کہ شادی کر دیا تو اس شخص نے اپنے خسر کو نوٹس دیا کہ تم لڑکی کی شادی نہ کرنا ورنہ ہم دعویٰ کریں گے، کیا حکم ہے۔

۶۳۸

ہندہ بیوہ کا عمرو سے ناجائز تعلق ہوا، ہندہ کے

چچا بکر نے یہ خبر پا کر بزور اپنے لڑکے زید سے
 بے رضا مندی ہندہ ہندہ کا نکاح کر دیا، وکیل
 نے ہندہ سے اجازت چاہی، بخوبی جان ہندہ
 نے اذی دیا، دو چار ماہ بعد موقع پا کر عمرہ کے
 یہاں بھاگ آئی، ہندہ نے علقا بیان کیا کہ مجھے
 برگہ ہرگز منظور نہ تھا بکر وغیرہ کے جبر سے جو دھکی
 ہلاکت کی تھی اقبال کیا پھر مجھے اور زید کو لڑکوں نے
 ایک مکان میں بند کر دیا غلو تھی مجھ بھی بکیر ہوئی
 کیا ایسا نکاح جائز ہے، طلاق کی حاجت
 ہوگی یا نہیں۔

ولی جو مہربان نہ ہے نابالغ بعد طبع اس مہر سے
 راضی نہ ہوا نکاح کر کے تو کیا حکم ہوگا۔

زید مر گیا اس کا ایک بھائی جو ست سال سے
 علیحدہ ہے کسی قسم کا کوئی تعلق موجود ہے نہیں لکھا
 تھا بہ کی لڑکی جو قریب بڑے سے اس کی شادی
 ہونے والی ہے لڑکی کی سوتیلی ماں جس نے اس کی
 پرورش کی ہے شادی کر رہی ہے اس نے زید
 کے بھائی سے شادی کے متعلق مدد چاہی اس نے
 کہا کہ میں اس شادی میں شریک رہوں گا نہ مجھے
 کوئی مسئلہ، جہاں چاہیں کریں۔ لڑکی کے دوستیہ
 بھائی جن کی عمر سولہ سال ہے موجود ہیں، کیا
 حکم ہے۔

ماں باپ مر گئے نانی نے پرورش کیا آٹھ نو سال
 کی عمر میں نانی نے لڑکی کا نکاح نواسے کے ساتھ
 کر دیا۔ دختر کے حقیقی بھائی مرقح پر موجود نہ تھے

ہندہ کو جب پہلی بار حیض ہوا وہ صبح اپنی نانی کے
 اپنے محلہ کے ایک گھر میں آئی اور دو مرتبہ عورتوں
 کے سامنے کما جی کے ساتھ میری نانی نے میری شادی
 کی تھی میں اس سے رضا مند نہیں ہوں اس کے
 ساتھ اپنی عمر بسر نہیں کر سکتی، یہ نکاح رہا یا
 نہیں ہندہ نے دوسرا عقد کر لیا، کیا
 حکم ہے۔

۶۴۵

بعد وفات پدر ماں نے نابالغہ کا کہیں ناتا کر دیا
 لڑکی کو کسی قدر زبرد اور کپڑا چڑھایا گیا، ناتے والے
 اپنے زعم میں اسے نکاح سمجھتے ہیں، دو تین سال
 بعد منگنی والوں نے شادی کا اتفاق کیا، ماں نے
 انکار کر دیا، انھوں نے ناتا توڑ دیا اور پھر صاف وا
 اپنی لڑکی کی ماں کے مرنے کے بعد
 لکھتے ہیں جو سے ماں نہیں توڑا، کیا حکم و لہذا
 انھیں کافی غیور الایب و الجہد لڑکی کو حق فسخ ہے
 جہاں قاضی نہ ہو کیا وہاں اعلم علماء نے اہل بلد
 سے فسخ کرایا جاسے۔

۶۴۷

۶۴۸

لڑکی چودہ سال کی ہے، باپ نے اس کی ماں
 کو خط لکھا کہ جس طرح چاہو کرو تمہیں اختیار ہے
 کیا باپ کی عدم موجودگی میں ماں نکاح کر سکتی ہے۔
 زید نے اپنی پھیلی بی بی کے بچوں کو عاق کر دیا
 تیسری بی بی سے دختر ہے، اس کی بکر سے
 نسبت کر کے فوت ہو گیا، لڑکی دس سال کی
 تھی ماں نے ولایت خود بکر سے شادی کر دی
 پہلی بی بی کا عاق لڑکا کہتا ہے میں ولی ہوں۔

۶۴۸

۶۴۹

۶۴۸۔ دوسری جگہ شادی کرنا چاہتا ہے، کیا حکم ہے۔
 عاتق کرنا شرعاً کوئی پیر نہیں، نہ اس سے ولایت
 زائل ہو۔

۶۴۹۔ بیوہ نے اپنی بالغہ لڑکی کا خود عقد اپنے بھانجے
 سے کر دیا۔ لڑکی کا بیان ہے کہ میرے ماسے
 عقد سے پہلے چند بار میری ہمشیرہ نے عزیز الحسن
 سے میرے نکاح جوئے کا ذکر کیا، میں نے قلمی
 انکار کیا، میرے انکار کی خبر عزیز الحسن اور
 میری ماں بہنوں وغیرہ سب کو پہنچی، اب بوقت
 نکاح جب مجھ سے اذن لیا گیا میں روبرو شرم
 باؤ از بلندہ جس میں انکار نہ کر سکی، مگر انکاری سر
 ہلایا اور اُلوں پر نہ کہ جو انکار تھا میری بہنوں
 ماں اور حالہ نے عمل شور مچا دیا کہ ہر ایک

۶۴۹۔ میں نہ رضا مند تھی نہ اب ہوں، کیا حکم ہے۔
 حقیقی چچا نے ولایت خود ہندہ کو نابالغ جانتے
 ہوئے بعد مروجہ کی ہندہ و مادر ہندہ زید نابالغ
 سے نکاح کر دیا، پانچ سال بعد زید بالغ ہو کر
 رخصت کرانا چاہتا ہے، مادر ہندہ کا دعویٰ ہے
 کہ وقت نکاح ہندہ بالغ تھی اس لئے رخصت
 نہیں کرتی، مادر ہندہ کے بیان کی تصدیق کر لی گئی
 کیا حکم ہے۔

۶۵۰۔ نانا نے اپنی نواسی ہندہ نابالغہ دختر زید کا عقد
 اپنے خاندانی لڑکے بکر سے ہے اطلاق زید کیا جائز
 ہوا یا نہیں، اس عقد کو کون اور کتنے عرصے تک
 فسخ کر سکتا ہے۔

۶۴۸۔ ہندہ اگر بالغہ ہو تو جبکہ وہ اپنے شوہر کے گھر رہی
 اور اس کے ہمراہ اپنے والد کے گھر آئی اور بکر
 ۶۴۹۔ چند کے مقیم رہا اس صورت میں یہ عقد درست ہوا
 یا نہیں (۳۱) ہندہ در صورتیکہ نابالغہ ہو جبکہ زید
 کے ملنے والوں نے اس سے پوچھا کہ تم یہاں سے
 اور تمہاری بے اجازت دہان نکاح ہو گیا یہ
 کیونکر ہوا، تو زید نے کہا کہ ہم اجازت دے گئے
 تھے کہ آپ عقد کر دیں بعد میں صرف اطلاق
 کر دیں، اس صورت میں اجازت صحیح ہوئی یا
 نہیں (۴) بکر زید کے یہاں تنہا آیا اور قیام کیا
 زید اسے اکثر مجالس اور بازار میں ہمراہ لے گیا،
 دریافت کر کہا میرا داماد ہے، جب بکر ملازمت
 پتلا گیا تو عدالت بنائی، یہی پر مرتبہ مضبوط الحفر
 ہو گیا تو زید نے کہا میں بکر کے ساتھ عقد منظور
 نہ تھا ہو گیا تھا تو جبراً قہراً منظور کیا، ان سب
 واقعات سے عقد صحیح ہو گیا یا نہیں۔ زید عدالت
 کے مضمون سے منکر ہوا اور عدالت کا انکار نہ کرتا، پھر
 عدالت کو تسلیم کرتا ہر پھر بھی چار پانچ سال کے بعد
 نکاح فسخ کر کے ہندہ کا دوسرا عقد کر دیا، کیا
 حکم ہے۔ زید کے ساتھ ربطاً ضبط میل جولی دکھنا
 گناہ ہے یا نہیں، اگر ہندہ رخصت ہو کر بکر
 کے یہاں نہ گئی ہو نہ اس کے ساتھ بکر زید کے
 یہاں آیا ہو لیکن بکر خود زید کے مکان پر آیا
 قیام کیا ہو زید نے اپنے ملنے والوں سے کہا جو
 ۶۵۱۔ کہ یہ داماد ہے سب کو دکھایا ہو تو کیا حکم ہے۔ ۶۵۱

زید نے نابالغ کا عقد نابالغ سے کر دیا نابالغ کے
یا پس نے یہ شرط کرنی تھی کہ اگر ہندہ بالغہ ہے تب
میں اپنے لڑکے سے اس کا نکاح کروں گا ورنہ
نہیں، زید نے اقرار کیا کہ وہ بالغہ ہے نابالغہ
اب نفیس دیتی ہے کہ میں بالغ ہو گئی، والدین کے
نکاح کے طبع کا بچے ہی ہے، کیا حکم ہے۔

زید شدت مرض میں تھا اُس کے بھائی نے اس
کی نابالغہ دختر کے عقد کی اپنے لڑکے کے ساتھ
اجازت ملے فی زید تین دن بعد مر گیا، لڑکا کفو
نہیں کہ ذلیل عورت سے ہے، نکاح ہوا یا
نہیں۔

زید متقی صوفی عالم خوش حال متزوج عالم کامیاب
زاہد عزت گزینی درویش کا پوتا ہے، زینب
دختر زید بہت نیک اور سیدھی اور منوعات
سے بہت محترم ہے زید نے اس کی شادی
نہ کی تھی کسی عالم متقی کی تلاش میں تھا عمر و بچہ
طرح زید و زینب کا کفو نہیں آیا اور اس نے
اسے دھوکا دیا کہ میں عالم ہوں اتنا مالدار
ہوں، ایسا ہوں، ویسا ہوں۔ اور زینب سے
نکاح کر لیا، بعد علم حقیقت حال زید و زینب
اُس سے سخت متنفر ہیں، نہ زینب جانا چاہتی ہے
نہ زید بھینچا چاہتا ہے، عمر و مالاً و دیناً زینب
کا ہرگز کفو نہیں، اور درختار میں ہے ولفقی
فی غیر الکفو بعد مر جوازا اصلاً وھو
العفت ولفقوی صورت مستفسرہ میں خلوت

ہوتی ہریانہ ہوتی ہو عمارت مذکورہ کے بوجیب
بطلان نکاح کا حکم ہو سکتا ہے یا نہیں، اگر
نہیں تو زینب اور اس کے ادنیٰ کو حق طبع
حاصل ہے یا نہیں۔

قاسمی اگرچہ غیر معلن ہو صالحہ یا بنت صلیار کا
کفو نہیں ہو سکتا۔

فقیر محتاج جو ذی حرفہ نہ ہو وہ فقیر کا کفو
بھی نہیں۔

مطلحہ بطور خود بلارخصہ دلی اگر کفو سے
بغیر حلالہ نکاح دہم بستری کرے حلالہ نہ ہو گا کہ
پر نکاح ہو گا ہی نہیں۔

یونہی اگر دلی نے بھی اجازت جسہ دی ہو مگر
رہی کہ بہت اذیتاں اس کا غیر کفو ہونا مسلم
نہ ہو تو نکاح نہ ہو گا۔

غیر کفو کے ساتھ نکاح کی دلی سے اجازت
طلب کی وہ ساکت رہا، عورت نے کر لیا،
نکاح نہ ہوا، اگرچہ بعد کو دلی بصراحت اجازت
دے دے۔

لڑکے لڑکی کا بحالت نابالغی نکاح ہو ا تھا ب
لڑکا یا اس کے وارث لڑکی کی خبر کسی قسم کی
نہیں رکھتے۔ لڑکی تین طرح کے علم سے واقف
ہے اول لڑکا زاجا مل۔ لڑکی اب کہتی ہے ہم
اول شوہر کو طلاق دے کر نکاح ثانی کریں گے،
کیا ارشاد ہے۔

ہندہ نابالغہ کا باپ زید ہزار میل پر تھا ماں اور

چچا بکرنے ہندہ کے باپ کی تحریری اجازت حاصل کر کے مفتی شہر کو تبا کر خوند نکاح خالہ سے کر دیا، جب زید مکان آیا تو خالہ نے اُس کی دعوت کی زید نے جلسہ دعوت میں نکاح کی رضامندی ظاہر کی، مہینوں رسوم دامادی و سرودی خالہ کے ساتھ رکھے، اب زید خطا سے انکار کرتا ہے، کیا حکم ہے۔

زید نے تحقیقی کا نکاح نابالغی میں کر دیا جس وقت وہ بالغ ہوئی اُسی وقت اُس نکاح اور شوہر کے گھر جانے سے انکار کیا، نکاح باقی رہا یا نہیں، دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہیں، مہر لازم ہوا یا نہیں۔

بیوہ کے ایک دختر شوہر اول سے تین توہرنے بھرتی و تشدد و ہزار زجر و تویح پر مشتمل اپنے لڑکے کے ساتھ اس کی چھ سالہ دختر کے عقد کا اذن سے کہ جبر یہ نکاح کر دیا لڑکی کا چچا زاد چچا اور چچا زاد بھائی وقت عقد موجود نہ تھے انہیں اطلاع نہ ہوئی لڑکی بعد طبع جب ظہار ہوا فوراً پکار اٹھی کہ مجھے اُس شوہر کے یہاں جانا منظور نہیں ہرگز نہ جاؤں گی، منسٹ بھر بھی پورا نہ ہونے دیا کیا حکم ہے۔

در مختار میں ہے ولوی الاعتراض فی غیر الکھو مالہ تلک لشلایضیع السولہ۔
طحاوی، البر المکارم و سنایہ و عاشیہ شلبی و ہندیہ میں بعد ولادت بھی برینا سے ظاہر الزایہ

ولی کو اعتراض کا حق بتایا اور امام حسن کی روایت مفتی بہا پر ابتداء ہی سے بطریق نکاح کا حکم ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ولادت حق اولیہ کی مستقط نہیں، کیا ثبوت لغتہ برین کا دہلوی صحیح ہوگا و ان ولادت۔

۶۶۳

بعض دہلوی کہتے ہیں علیات کا نکاح مع تراخی اولیہ بے تراخی باطل کتا مشیعہ کا مذہب ہے بنایہ کی اس عبارت سے مستند ہیں وہ المسیط ذہب الشیعة الی ان نکاح العلویات مستنہ علی غیرہم مع التراخی قال المروجی وہا قولان باطلان ان قولان باطلان

۶۶۴

سے کوئی سے وہ قول مراد ہیں۔
تندہ ہر شے ہر شے، ولادہ پیدا ہو گئی اور چند روز میں مر گئی تو اب بھی حق اعتراض ملاو لیا گیا نہیں، ایک شخص فوت ہوا، بی بی اور دو نابالغ لڑکیاں اور باپ کو چھوڑا، دختر ان کا ولی کون ہوگا۔

۶۶۵

سوتیل خالہ سے ایک شخص نے نکاح کیا وہ لڑکی دو سال سے اس کے والدین نے روہر و گواہوں کے دوسرے لڑکے کو دی ہے مگر رخصت کے وقت جو نکاح ثانی ہو تلبہ وہ باقی تھا کیا حکم ہے۔

۶۶۶

کٹواری لڑکی بے رضا سے والدین غیر شخص کو اپنے نکاح کا ولی بنا سکتی ہے یا نہیں
قاضی جسے علم ہو کہ اس لڑکی کے والدین زندہ ہیں وہ والدین کے بے پوچھے کسی غیر شخص کو ولی مقرر کر کے لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں

۶۶۷

اگر نہیں تو ایسے قاضی کے لئے کیا حکم ہے۔

۶۶۷

لڑکی دج شرم و حجاب ساکت رہے عزیز و قریب
عورتیں جو اس کے گرد ہوں وہ کہہ دیں ہاں لڑکی کو
منظور رہے، تو نکاح جائز ہو گیا نہیں اور اس کا
اقرار سکوتی قائم مقام ایجاب و قبول ہو گیا نہیں۔
لڑکی بالغہ تیم ہے ماں نے اس کا نکاح کیا چچا
تائے اس کے نکاح میں موجود نہ تھے، کیا
حکم ہے۔

۶۶۸

یتیمہ بلغت من عمنها خمسة عشر
سنین زوجتها امها برضاها لکن لم يحضروا
مجلس النكاح اوليا وها و ما استشيروا
في هذا الباب هل جاز النكاح۔

۶۶۹

بالفہ کے ماں بھائیوں نے میراثی سے کہا کہ فلاں
تجیلہ میں دشتہ کو آؤ کسی دوسری جگہ نہ کہ میری
دشتہ کے گرد دوسری جگہ نہ کہ یہ معلوم ہونے پر
انکار کر ایسی اور بھائی خود بھی جا کر منہ کر آئے
مگر وہ لوگ نہ مانے، میراثی نے اپنی طرف سے ان
مقررہ کر کے برات منگائی، اس میں رو سا بھی تھے
لڑکی کی ماں اور بھائی برابر انکار کرتے رہے۔
رو سا نے گرد و فراخ کے اور رو سا بچہ کو کے
زور ڈالا، بھائیوں کو ایک مقررہ جعلی زی میں
پہنس دیا وہ عاجز آکر بولے نکاح ٹھہرا دو،
جب بالفہ سے اذنی لینے گئے اس نے انکار
کر دیا، لڑکی کو جبراً خاموش کر دیا اور بھلی میں
بٹھائے گئے، اس وقت بھی لڑکی نے کہا میرا

نکاح ہی نہیں ہے، اب تک انکار پر مصر ہے،
کیا حکم ہے۔

۶۷۰

بالفہ مشیعو لڑکی نے بے اجازت والدین سُنتی سے
نکاح کیا، اس کے والدین نکاح فسخ کرنا چاہتے
ہیں کہتے ہیں کہ غلط سمجھ نہیں ہوئی اس لئے ہمیں
اختیار فسخ حاصل ہے، نیز نکاح کفو سے نہیں ہوا
اس لئے بھی۔ وکیل نکاح نکاح کا تو مقرر ہے مگر
کتا ہے کہ لڑکی کے ایجاب و قبول کی آواز نہیں
سنی، گواہ آواز سُننا بھی بیان کرتے ہیں لڑکی
نے گواہوں کے سامنے نکاح سے پہلے اقرار کیا
میں سنتہ حاکمات حنفی مذہب اختیار کر چکی ہوں
کیا حکم ہے۔

۶۷۱

سُنتہ بالزور لڑکی کا نکاح اس کا باپ راضی
سے رہا چاہتا ہے، سب فرسے پر کتا ہے ہاں
ہے، کیا لڑکی اس ضرورت میں مانا کو مل سکتی ہے
کہ کسی سُنتی سے نکاح کر دے۔

۶۷۲

ماں نے حقیقی چچا کی عدم موجودگی میں بالفہ کا
پچھیرے چچا کی اجازت سے نکاح کر دیا، چچا
تاراج ہے مرنے کا عقد ہوا ہے، اگر ناجائز ہوا
تو دوسرے کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

۶۷۳

بالفہ ہندو بنت زید نے بے اجازت زیدہ کفو
سے نکاح کر لیا، زید ناخوش ہو کر بچہ کے مکان
سے ہندو کو حیلہ کر کے لے آیا ایک سال بعد
عمرہ سے ہندو کا نکاح کر دیا، وہ سرائی نکاح صحیح
ہوایا نہیں۔ عمرہ سے جو اولاد ہوا اس کا کیا حکم

ہے، زید کے لئے کیا حکم ہے۔ زید امام ہو سکتا ہے یا نہیں۔

۶۴۳ بائذ ایسے شخص سے جو اس کی ذات کا خوش حال پڑھا لکھ جوان تھا نکاح پر راضی تھی زید بائذ کا باپ اس سے راضی نہ تھا بائذ جس سے راضی تھی زبردستی اس کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور زبردستی چند آدمی پکڑ کر اس کے یہاں پہنچ آئے یہ نکاح درست ہو یا نہیں، زید کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔

۶۴۵ بائذ کا نکاح والدین نے ایک شخص کے ساتھ کیا ماموں اذن لینے گیا لڑکی غامض رہی، دوبارہ اصرار کرنے پر جواب نہ دیا، ماموں نے طانچہ مارا لڑکی رونے لگی ماموں نے باہر پڑا **نکاح پڑھا دیا** کیا حکم ہے لڑکی جانے پر رضامند نہیں ہے۔

۶۴۶ بائذ نے سبب اجازت دی اپنا عقد کفو سے کر لیا جا کر ہوا یا نہیں ولی فسخ کو کے سبب طلاق یا خلع کسی والد سے جبراً کر دے تو وہ مال کس پر ہوگا اور یہ فعل کیسا ہوگا۔

۶۴۷ کیا رواج عرف عام قانون شرع شریف پر کسی حالت میں مزاج ہو سکتا ہے

۶۴۸ آل کا جھڑا حلف ہند کے مقابل میں معتبر ہو گیا ہند کا قول باپ نے اپنی بارہ برس کی لڑکی کے عقد کا ایک نابالغ سے وعدہ کیا اور برادری کے دو گوں کے سامنے مٹھائی اور کپڑا لڑکی کے واسطے لڑکے سے لے لیا وراقر کیا کہ غلام تاریخ نکاح کر دے گا

۶۴۳ پھر یہاں ہو کر مکان چلا گیا، بیٹی کی کچھ لڑکیاں جس کا بار لڑکا اٹھاتا رہا۔ چھ مہینے ہو گئے خط بھیجے کہ اب نہ آیا بھانے زندہ ہے یا مر گیا، ماں پہلے راضی رہتی مگر جب لڑکے نے کہا کہ تم نکاح نہیں کرتیں تو میں نے جواب تک صرف کیا وہ شے دو اس پر راضی ہوئی، لڑکی اپنا بھلا بڑا جانتی ہے وہ بھی راضی ہے، کیا حکم ہے۔

۶۴۵ رفیق بیگم کا نکاح بھروسہ والدہ بچانے اپنے پسر سے کر دیا، نابالغ نے بالغ ہوتے ہی اعلان کرنا کہ اس نکاح کو نامسکور کر کے فسخ کر دیا، ذریعہ فسخ شوہر بالغ اور اس کے باپ کو اطلاع کر دی فسخ واپس کیا رفیق بیگم نے دیوالی میں ناشی دائر کر دی ہنس میند نہیں ہوا تھا کہ رفیق بیگم فوت ہو گئی، ایسی صورت میں وہ نکاح برقرار منظور ہوگا اور شوہر کو ترکہ پہنچے گا یا نہیں۔

۶۴۶ شخص نے بیان حیات پر خود بخود رضامندی دے کر نکاح خواہر صغیرہ بمعاوضہ بارہ بھائے کردہ پرنس بدختر یافتن انکار کر دیا بعد چند مدت راضی شد بازو معاوضہ راہ نکاح پسر خود گرفت باز انکار کر دیا ازاں انکار اول نکاح باطل شریعاً نہ۔

۶۴۸ نابالغ جس کے باپ واداک شاذ میں کوئی نہ تھا صرف اس کی ایک بڑھیا ماں ہے برادری والے بخود رضامندی بڑھیا کی لڑکی کی شادی کر سنے گئے، نکاح کے وقت بڑھیا دوسری کو ٹھہری میں روٹی رہی، تو یہ نکاح صحیح ہوگا۔

زید کسی وجہ سے اپنا نکاح پڑھانے نہ جائے
اپنے پر بھائی کو، پناہ دلی بنائے تو ولی نکاح پڑھا کر
لا سکتا ہے یا نہیں۔

۶۸۳

کتنی عمر میں لڑکی کا نکاح جائز اور کتنی عمر میں
ناجائز، سبب بونہ، بلکہ شرعی عمر میں ہوتا ہے
کتنی عمر میں نکاح جائز ہوتا ہے جبکہ اس کا
کوئی حقیقی دلیل مطلق نہ ہو۔

۶۸۴

جو اپنی بیوی سے چودہ سال سے جدا ہو عورت
تین ماہ کی حاملہ ہو اسی محل سے لڑکی پیدا ہو لڑکی
۱۴ سال تک ماں کے پاس رہی ہو باپ نے
کسی قسم کی امداد نہ دی ہو لڑکی بالغ ہو گئی ہو لڑکی نے
اپنی خوشی اور والدہ کی اجازت سے نکاح کر لیا ہو
باپ موجود نہ ہو نکاح ہم قوم سے کیا ہو، اس
نکاح کا کیا حکم ہوگا۔

۶۸۵

ماتوں نے نابالغ کا خود نکاح کر دیا اس کے ملاقا
بھائیوں کو جب خبر ہوئی تو انہوں نے سوتیلی بہن
کو شوہر کے مکان سے بلا دیا اب یہ چاہتے ہیں کہ
کسی معزز سے اس کا نکاح کریں، کیا حکم ہے۔

۶۸۶

ہندو نانا کے زیر پرورش ہے، باپ محض بے تعلقی
ہے، ایسی حالت میں نانا عقد کر دے تو جائز
ہوگا یا نہیں، لڑکی تیرہ سال کی ہے،

۶۸۷

بورنگ کیا کیا شرائط اور دشائیاں ہیں۔

۶۸۸

زید نے اپنی بیوی میں لڑکی کو اس کے ماں
کے سپرد کیا لڑکی پندرہ برس کی تھی، باپ مر گیا،
دادا موجود ہے، لڑکی کے والدانے کچھ دن بعد

کہیں کفو سے نکاح کر دیا، جب لڑکی نے سنا
تو کہا ہمیں منظور نہیں، نکاح جائز رہا یا نہیں۔

۶۸۹

باب الکفالتہ

ہندہ بالغہ شریفہ زادی کا عروہ چاؤلی شرعی ہے
مادر ہندہ نے غیبت عروہ میں باذن ہندہ طلاق
عمو اس کا نکاح زید کم قوم غیر کفو سے کرنا جب
عروہ مطلع ہوا اسی خیال سے کہ نکاح تو ہو ہی گیا
مصلحتاً منظور کر لیا اور ہندہ کی رخصت کر دی
برخاستہ ہندہ وہی بھی ہوئی اب میکے آکر تانا دانا
مہر محل شوہر کے جانایا اُسے اپنے نفس پر قدرت
دینا نہیں چاہتی، کیا حکم ہے، ہندہ تائز ہے
یا نہیں، اسے زید کے پاس نہ جانے چاہئے نفس
کے روکنے کا اختیار ہے یا نہیں۔

۶۹۰

زید نے غیر شہر سے آکر اپنے آپ کو سنی اور سید
نظا ہر کیا عروہ شیخ انصاری نے اپنی دختر لیٹے
جو بارہ تیرہ سال کی ہے بیان زید سے دھوکا
کھا کر اُسے بیاہ دی لڑکی اور اُس کا باپ سب
ابطہ است ہیں رخصت نہ ہونے پائی تھی کہ زید چلا
گیا اور خبر نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا، اب زیادت
ہوا تو وہ رافضی نکلا اور شراب خوری قمار بازی
ملاوہ، میل اور اُس کا باپ سحت ناراض ہے
لیل جس کی عمر چودہ پندرہ سال ہے اب دوسری
جگہ اپنا عقد کرنا چاہتی ہے، کیا حکم ہے۔

۶۹۱

قرآن مجید میں جو ایک لفظ، ایک حرف اور ایک

- نیکلی کی کمی بیشی کا قائل ہے یقیناً کافر مرتد ہے۔ ۶۹۱
- غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا کفر ہے۔ ۶۹۱
- قلبی کافر کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ ۶۹۱
- زنِ بازاری کا لڑکا جب بالغ ہوا تو اس نے اسلام قبول کیا پہلے سے جو مسلمان ہے اُسے اپنی صفیہ کا نکاح اُس کے ساتھ کر دینا جائز ہے یا نہیں۔ ۶۹۲
- زید نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح عمر سے کیا۔ وقت نکاح عمر پر رافضی ہونے کا مشہد ہوا تھا اس لئے اُس سے دریافت کیا اُس نے انکار کیا اور اپنے آپ کو سستی بتایا اور اپنے سستی ہونے کا اطمینان دلایا باذنِ ہندہ نکاح ہو گیا، رخصت کے بعد محرم میں عمر کا رافضی ہونا ظاہر ہوا جب سے زید نے پہلے کو روک لیا، کیا حکم ہے۔ ۶۹۰
- فاستی اعتقادی فاستی علی سے بدتر ہے۔ ۶۹۸
- بجلی کا نکاح اپنے سلسلے سے کر دیا وہ جملہ منہیات شراب و عری، جوئے بازی، زنا کاری، چوری کا مرتکب ہے، سوزاک آتشک میں جلتا ہے، خوشدامن و غیر صالحین سے ہیں انھیں اس سے بہت ذلت و عار ہوتی، یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔ ۷۰۰
- سید زادی کا نکاح چچا سے بھرا ۱۱ سال بچے طالع اُس کے والدہ کے پٹھان سے کر دیا، کیا حکم ہے۔ ۷۰۱
- زید نے ولیہ ہندہ مسید زادی کو دھوکا دے کر اپنی قوم پر اور اپنے باپ کا نام چھپا کر نیز اپنی ماں کا کنیز شیر شرمی ہونا اپنے آپ کو شیخ یا سید ڈھائی بسوہ کا مالک بنا کر ہندہ سے نکاح کر لیا
- معلوم ہونے پر ہندہ ناراضا مند ہے شیخ چاہتی ہے کیا حکم ہے۔ ۷۰۲
- پٹھان کے لڑکے اور سید کی لڑکی کا نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ۷۰۳
- ہندہ کا بکرنا بالغ سے نکاح ہوا جب وہ سستی تیز کو اپنی قوم دی سے خارج اور بھرا ہی میسر رقص رقص کرنا، والدہ ہندہ اس سے عار پانچ رخصت سے منکر ہے، دختر بھی شوہر کو پسند نہیں کرتی، کیا حکم ہے۔ ۷۰۴
- عمر و نے ہندہ کے وارثوں کو دھوکا دیا کہ زید اجنبی جو اُس کے مکان پر مقیم تھا، سے سید بتایا اور ہندہ کا اس سے نکاح کر دیا، پھر معلوم ہوا کہ فریاد ہے، ہندہ کے وارثا کو اس سے بہت عار ہے لہذا نکاح فسخ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۷۱۰
- العالمو العجمی کفو للسیدۃ املا۔ ۷۱۲
- دیندار متدین عجمی عالم سیدہ کا کفو ہے، ۷۱۲
- فضل نسب سے فضل علم زیادہ ہے۔ ۷۱۶
- عجمی عالم عربی جاہل کا کفو ہے کیونکہ شرف علم اقویٰ اور ہندہ و بالا ہے۔ ۷۱۲
- عالم فقیر جاہل غنی کا کفو ہے۔ ۷۱۲
- غیر قرشی عالم جاہل قرشی و علوی کا کفو ہے۔ ۷۱۶
- عالم دین عام مرمنین سے سات سو در ہے ہندہ ہے، ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے۔ ۷۱۳
- دین دار متدین عالم ہی در حقیقت عالم ہے۔ ۷۱۳

مگر او بڑھا کھنا جاہلوں سے بدتر ہے کہ جہل مرکب
سخت بُری بلا ہے اور اس میں مبتلا ہونے والا

دو فوجی جانوں میں سخت ذلیل و حقیر ہوتا ہے۔
بد مذہب اہل جہنم کے کہتے ہیں۔

بد مذہب تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔
جو قسب اور کمال پکانے والے اور مچھ اور نائی اور

انکے مثل ذیل پیشہ درجہ اپنے ذیل پیشوں کے ساتھ معروف
ہوں اگر عالم ہوں جب بھی شرفا کے کفو نہیں ہو سکتے۔

ہمارے بلاد میں مسید انیان پٹھان یا معل عالم
سے عار نہیں کرتیں، ہاں ذیل پیشہ واسلے

وہ اگر عالم ہوں جب بھی عار زائل نہیں ہوتی۔
اگر ذیل پیشہ درجہ سے کوئی عالم ہو اور وہ

اپنے پیشہ کو اتنی مدت سے چھوڑ چکا ہو کہ وہ
اُسے بھول گئے ہوں اور تلوپ میں اُس شخص کی

وقت اور نگاہوں میں غفلت ہو گئی ہو اب اُس سے
شرنا کی پیشوں کو عار نہ ہو تو یہ بھی کفو ہو سکے گا۔

تسیدانیوں سے پٹھان یا معل وغیرہ غیر تید کے
نکاح کا حکم۔

ایک شخص کہتا ہے کہ تید یعنی آل نبی کی دختر ہر ایک
کو پہنچ سکتی ہے، کسی نے کہا اگر جاہل و بکاش

مسلمان ہو جائے اُسے بھی، جواب دیا کچھ مضائقہ
نہیں، کیا حکم ہے۔

ہندہ نے نابالغہ دختر کا نکاح خالد غیر کفو سے
لاصلی میں کر دیا، بعد طوطی زوجہ و علم غیر کفو ہونے

زوج کے زوجین میں نا اتفاقی ہے اور ہندہ بھی

ناراض ہے، دختر مفارقت چاہتی خالد طلاق
نہیں دیتا۔ کیا حکم ہے۔

ریدہ تھا کہ تھا مسلمان ہو کر نکاح چاہتا ہے، بعد
اسلام کس قوم میں شمار ہوگا، کس قوم کی راکہ کے

ساتھ وہ نکاح کر سکتا ہے، شرعاً کس قوم پر تحقیق
ہے، ریدہ کی اب کی اولاد ماں کی قوم پر ہوگی یا باپ

کی ذات پر، وراثت اور شرافت شرعاً قوم پر
مختص ہے یا نہیں۔

جو شخص جس کے ہاتھ پر مسلمان ہو اس کی ولایت
اسی کے ملے ہے۔

ولایت ایک رشتہ ہے مثل رشتہ نسب کے۔
ہندہ منکوحہ خالد کو زندہ رکھ لیا، ریدہ کے ہندہ

سے ۱۰۰۰ روپے بڑی ریدہ کی شادی کرنا چاہتا
ہے، دیکھتے ہیں حرامی ہیں، کیا حکم ہے۔

حدیث "لا ینکح المرءہ الا بشراکھ" کا مطلب۔
حدیث "فرخ الزنا لا یدخل الجنۃ" کا مطلب۔

ریدہ صدیقی متقی ہے اس نے مرد کے کھنڈے سے کہ
خالد تیرا کفو ہے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح خالد کے

ساتھ کر دیا، بعد نکاح معلوم ہوا کہ خالد کے یہاں
بیشمار سے پیشہ حرام کاری جاری ہے اُس کے

خاندان کے اکثر لوگ زنا کاری کر رہے ہیں اور ایسی ہی
ان کی اولاد ہے مگر اب خالد نے لوگوں کے کہنے

سننے سے اپنی بہنوں کا نکاح کر دیا، کیا نابالغہ
کا نکاح خالد سے جائز و لازم ہوا، ریدہ کو حتی

فتح ہے یا نہیں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں۔

۴۲۰

لائی بائند ہو گئی، کفو ملے نہیں، غیر کفو ملے ہیں کم حیثیت یا لڑکی کے باپ سے نامہ حیثیت رکھنے والے، مگر ذات کے اچھے نہیں، ان میں سے

۴۲۰

کس سے نکاح کیا جائے یا کفو کا انتظار کیا جائے۔

۴۲۱

فقط مالی حیثیت میں کم جو نامہ کفۃ نہیں۔

۴۲۱

باپ شریف ہو اور ماں طوائف جڑو بہ کر کے اس کے باپ کے نکاح میں آئی ہو تو اس سے اولاد کے

۴۲۱

نسب پر کوئی حرف نہیں آتا۔

ہندہ کو یہ یقین دلا کر کہ خود نجیب طرفین تیرا کعبہ ہندہ کا اس سے نکاح کرادیا، بعد کو ثابت ہوا

کہ وہ لہو میں ہندہ کا اور اس کے عزیز عام

بگتے ہیں، ہندہ کا باپ بھی نافرمان ہے، یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ یا نکاح فسخ

۴۲۱

ہی مانا جائے۔

۴۲۱

قریش بعض ان کے کفو ہیں بعض کے۔

۴۲۲

نابالغہ کا عقد بے اجازت اس کے والد کے

کسی غیر کفو سے اس کی ماں کرے، تو کیا حکم ہے

اور اگر ماں کو بھی دھوکا دیا گیا ہو کہ اپنے آپ کو

کسی نے ترغیب دیتا ہو اور وہ ہونہایت بیچ

دانت، اس صورت میں نکاح فسخ ہو تا ہے یا

نہیں، بے طلاق والدین دوسرے شریف انصاف

۴۲۲

نکاح کر سکتے ہیں۔

۴۲۲

ایک اسی طرح کا اور سوال اور اس کا جواب۔

زید حرامی مگر مسلمان دیندار ہے، اس کی اولاد سے حلالی، پتی اولاد کا عقد کر سکتے ہیں یا نہیں۔

۴۲۸

نکاح میں کفۃ معتبر اور کفۃ کا مدار عرف پر ہے۔

۴۲۸

ایک شخص نے ایک یتیمہ نابالغہ سیدہ زادی پالی بخت

نابالغہ پٹھان سے اس کا عقد کر دیا، نابالغہ کے

بھائی کو اطلاع بھی نہ دی لڑکی بائند ہے اور زوج

مفقود انجبر ہو گیا، وہ اپنا دوسری حسبہ نکاح

کر سکتی ہے۔

زید نے منکوحہ کو طلاق دی اور اس کی نابالغہ دختر

مطلقہ کے پاس رہی، زید سفر کر گیا اور متنبہ کر گیا

کو خبردار اس کا نکاح میری رستے کے خلاف

نہ ہو۔ ماں نے زید کے خلاف رستہ بند کر دیا

نکاح کر دیا، جائز نہوایا ناجائز۔

۴۲۹

سیدہ سے غیر سیدہ نے نکاح کیا اس پر لوگ

اُسے کا فرکتے ہیں، کا فر کھنے والوں کا کیا حکم ہے

۴۳۰

سیدہ بائند یا کربہ یا شبہ یا مطلقہ اگر غیر سیدہ سے نکاح

رستے تو جائز ہو گیا یا نہیں۔

۴۳۰

غیر سیدہ نے سیدہ سے نکاح کیا، اولاد سیدہ

ہو گی یا نہیں۔

۴۳۰

سیدہ سے نکاح کرنے والے کو کا فر کھنے والوں

کو تجدید اسلام چاہئے۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی

صاحبزادی سیدہ ام کلثوم کو بطحہ پاک حضرت

متول رہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح امیر المومنین

محمد یحییٰ فوت ہوا انھوں نے اپنے باپ شاہ عبد اکرم
اور بیٹی محمد زکریا اور دختر مسماۃ محمودہ بی بی از
زوبہ اولیٰ و دختر ضیہ بی بی از ثانیہ وغیرہ وراثت
پھوڑے، شاہ عبد اکرم صاحب بولایت خود
محمودہ کا نکاح مولوی محمد یحییٰ کے نانہالی رشتہ دار

کے فرزند سے کو کے انتقال کو گئے وقت انتقال حافظ
محمد زکریا وغیرہ کو بل کر وصیت کی کہ رضیہ جس کی عمر
بڑھو سال ہے اسی کا عقد تمھارے بیٹے عبد السلام
کے ساتھ بولایت جائز اپنے کے دینا مولوں اور
نانا دوسری جگہ غیر لغو سے اب اس کا عقد کیا چاہتے ہیں
کیا حکم ہے۔

فہرست ضمنی مسائل

آبادی میں پانی تلاش کے بغیر تہم کے گناہ پڑھ لی اگر
وہاں پانی سے تو غماز نہ ہوگی۔

ایمانت

جہاں کی امامت خلافتِ اولیٰ ہے۔

فاسق مصلح کی اہمیت ممنوع، اسی کے مجھے نماز
گناہ اور پھر نبی واجب ہے۔

فاسق کو امام بہانے والے گناہگار ہیں۔

مقتدہ کا علاج پڑھانے والے کو امام ہونا
چاہئے نہیں۔

تہذیب ایک مسجد کا امام ہے اس نے جمعہ بین الاقوامی
کیا، اعتراض پر کہ یہ امام شافعی کے یہاں جواز
ہے، اُسے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز کا
کیا حکم ہے۔

فاسق معین کے دیکھے نماز مکروہ تحریمی ہے لا

۴۴۴ اسے امام بنا لگنا ہے

ماخوذ من: سنت زید نے بے اجازت زید
گھر سے بات کر لیا۔ زید ناخوش ہو کر پھر کے

مکان سے ہندو کو جیل کر کے لے آیا ایک سال بعد عہد سے ہندو کا نکاح کر دیا ، دوسرا نکاح صحیح

ہوایا نہیں، عمر دے جا دلاد ہوا اس کا کیا حکم ہے، زید کے لئے کیا حکم ہے، زید امیر ہو سکتا

جہاں نہیں۔ ۶۷۴

بائنہ ایسے شخص سے جو اس کی ذات کا خوشحال
پڑھا لکھا جوان تھا نکاح پر راضی تھی زید بائنہ

راحمی نہ تھی نہ بروہی اس کے ساتھ اس کا نکاح

کر دیا اور زبردستی چند آدمی پکڑ کر اس کے یہاں پہنچا آئے یہ نکاح درست ہو یا نہیں

زید کے متعلق نماز کا کیا حکم ہے۔

جساز

مزارات پر قبہ بنانے کا ثبوت۔

خطبہ

خطبہ نکاح کھڑے ہو کر پڑھا جائے یا بیٹھ کر،

کس طرح مسنون ہے۔

خطبہ میں مطلقاً قیام افضل ہے۔

جو خطبہ سواری پر ہوتا ہے جیسے خطبہ عرفہ

وہاں قیام مرکب قائم مقام قیام راکب ہے

خطبات نافذ بھیہ کر پڑھنا بھی ثابت ہیں۔

خطبات نکاح بیٹھ کر پڑھنے میں مصالحتہ نہیں۔

روزہ

روزے شہوت نفسانی کو توڑنے والے ہیں۔

بچے نکاح کی طاقت ہو وہ نکاح کہے اور جو

نہ کر سکتا ہو وہ روزہ رکھے۔

عرض تسعین میں روزہ سے متعلق کیا حکم ہے۔

مہر

خلوت بمنزلہ دہلی ہے اس سے بھی پورا مہر

لازم ہو جاتا ہے جبکہ مانع دہلی کوئی امر موجود

نہ ہو

صحت نکاح کے لئے ذکر مہر شرط نہیں کی گئی بلکہ ذکر

مہر بلکہ بشرط عدم مہر بھی نکاح ہو جاتا ہے۔

ایک ہزار روپیہ اور کچھ دیر دینا مہر قرار پایا اور

دیر نہ دیا تو مہر مثل طہم ہوگا۔

فساد خلوت عدم تاکد مہر کا باعث ہے۔

مہر کا اقل دھیر دس درہم چاندی ہے اور اکثر

کے لئے کوئی حد نہیں۔

زن دشوہر کی اگر ایک مکان تنہا میں یکجائی

پر چلے ہے تو کل مہر واجب الادا ہو گیا۔

ایک مکان میں زن دشوہر کی تنہائی نہیں

ہوتی تھی کہ طلاق ہو گئی تو نصف مہر ناقض ہو گیا

نکاح کے بعد معلوم ہوا کہ عورت کو برہنہ ہے

تو مہر کی مستحق ہے یا نہیں۔

مہر میں حیثیت کا لحاظ ضروری ہے یا نہیں۔

مفسس سے کہتے ہیں کہ مہر پر نکاح ہو ہو جائے

مگر یہ ضرور ہے کہ اسے دین جائیں اور ادا

کی نیت ہو۔

اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ مہر کچھ نہ ہوگا

جب بھی مہر شرط لازم ہوگا اور مہر مثل دینا

آئے گا۔

نکاح کے بعد اقرار کیا کہ قبل نکاح منکوحہ کی ماں

زنا کیا تھا تو حرمت ثابت ہو گئی مگر عورت

کے حق پر کوئی اثر نہ پڑے گا، اگر دخول کر چکا

ہے تو پورا مہر مسمی واجب ہوگا ورنہ نصف۔

نکاح فاسد میں بعد دہلی مہر مسمی و مہر مثل

میں سے اقل لازم ہوگا۔

مہر کا لزوم دہلی، خلوت صحیحہ یا احد الزوجین

۱۷۴

۹۳

۲۴۸

۲۶۹

۲۶۲

۲۶۹

۲۸۰

۲۸۲

۲۸۳

۲۹۸

۳۳۸

۳۴۱

۳۳۱

۲۶۲

۲۶۲

۲۶۲

۲۶۲

۲۶۲

۲۶۱

۲۶۱

۲۶۱

۱۱۷

۱۲۰

کی موت سے ہوتا ہے۔

۵۶۱ یا نہیں، اسے زید کے یہاں نہ جانے اپنے نفس کو روکنے کا اختیار ہے یا نہیں۔ ۶۸۸

ولیمہ

۵۶۲ ولیمہ کی تعریف کیا ہے اور اس کی مدت کتنی روز تک؟ ۷۵۵
اگر ولیمہ بخیال سنت نہ کرے بلکہ براستہ نام آوری، تو کیا حکم ہے۔ ۲۵۶

۵۶۳ ولیمہ کا شرعی حکم کیا ہے اور اس کا شمار کیا ہے۔ ۲۷۸

۲۷۸ جہاں لوگ بعد نماز ولیمہ نہیں کرتے بلکہ پہلے نماز کے اول روز حسب رواج کھلا دیتے ہیں ان کا حکم شرعی کیا ہے۔ ۲۷۸

۲۷۸ ولیمہ سنسن مستحب میں ہے اس کا شمار گنہگار میں نہیں۔ ۲۷۸

رضاعت

۵۶۴ مشہور رضاعت جہاں ہو کر پہلے عورت کے کہ میں نے اسے دودھ پلایا ہے اب کے کہ نہیں پلایا ہے تو اس صورت میں فتویٰ کیا ہو گا اور تعوی کا کیا حکم ہو گا۔ ۲۰۰

۲۰۰ ہمارے مذہب میں ایک عورت کا بیسن ثبوت رضاعت کے لئے کافی نہیں، اس سے احتیاط اپنا مستحب ہے۔ ۲۰۳

۲۰۳ بچہ نے سلیم کی ماں کا دودھ پیایا ہے تو سلیم سے بکری لڑائی کا نکاح کیا ہے ۲۷۸

نابالغ کا بالغ سے نکاح موقوف ہو اور وہ اس سے بالغ سے جبراً دلی کرے تو مهر مثل لازم ہو گا، اور اگر عورت کی رضا سے دلی کرے تو کچھ لازم نہ ہو گا۔ ۵۶۲

نکاح موقوف قبل از اجارت دلی کو حلال نہیں کرتا بلکہ نظر کو بھی تاہم جبراً دلی کی تو مهر مثل لازم ورنہ کچھ نہیں۔

ہنگام نکاح خوانی میں برہت ہوئی، زید مجلس اٹھ گیا، عمرو نے بحالت فطرہ مؤذن سے کہا تم میری لڑکی کا نکاح بکسے کر دو، مگر مجلس نکاح میں موجود تھا، مؤذن نے صرف تین کلمے پڑھا کر ایجاب و قبول کرادیا، کوئی دلیل ہو، وہ نہیں نہ مهر کی تعداد بکڑ کو بتائی، یہ کہا کہ مثل لڑکی دماں کے مہر باندھا، لڑکی بالغ ہے اس سے اجارت نہ لگتی، کیا حکم ہے۔ ۶۱۸

۵۶۴ دلی جو مہر باندھے نابالغ بعد بلوغ اس مہر سے راضی نہ ہو، انکار کرے تو کیا حکم ہو گا۔ ۶۱۸

ہندہ بالغہ شریف زادی کا عمرو چچا دلی شرعی ہے مادر ہندہ نے نصیبت عمرو میں باذن ہندہ بے اطلاع عمرو اس کا نکاح زید کم توہ غیر کفو سے کر دیا جب عمرو مطلع ہوا اس خیال سے کہ نکاح تو ہو ہی گیا مصلحت منظور کر لیا اور ہندہ کی رخصت کر دی رضائے ہندہ دلی بھی ہوئی اب میکے آکر تائیلے مہر بچل شوہر کے بلایا، اسے اپنے نفس پر قدرت دینا نہیں چاہتی، کیا حکم ہے، ہندہ ناخوش ہے

- زید بکر کا رضاعی بھائی ہے، زید کے چھوٹے بھائی
 کا نکاح بکر کی چھوٹی بہن سے کیا ہے۔ ۲۷۹
 اگر پسر زید نے زوجہ عروہ کی چھاتی جبکہ وہ چار یا پنج
 ماہ کی حاملہ تھی اور حمل بھی پہلا تھا منہ میں لے لی
 اس وقت دودھ ہونا معلوم نہیں تو اس لڑکے
 کا عروہ کی لڑکی سے نکاح ہو گا یا نہیں۔ ۲۸۴
 ثبوت رضاعت کے لئے ضروری ہے کہ جو بھئی
 میں دودھ کا قطرہ منہ یا ناک کے راستے جانا معلوم
 ہو محض چھاتی دبانے سے رضاعت ثابت
 نہ ہوگی۔ ۲۸۴
 دودھ اُتارنے کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں قوت
 مزاج و کثرت خون سے کنواری کو دودھ اُتر
 سکتا ہے۔ ۲۸۴
 ہندہ نے اپنے ابن الابن زید کو دودھ پلایا،
 آیا ہندہ کی نواسی سے زید کا نکاح ہو سکتا ہے۔ ۳۱۱
 ہندہ نے زینب کا دودھ پیا، ہندہ کے بیٹے
 پر زینب کی دختر حرام ہے۔ ۳۳۹
 لیلٰی دسٹلی رضاعی بہن ہیں، زید نے لیلٰی سے
 نکاح کیا ہے، زید کے پسر عروہ کا نکاح دسٹلی
 سے جائز ہے۔ ۳۴۰
 زید نے ہندہ سے نکاح کیا، ہندہ سے حسن و
 حسین پیدا ہوئے پھر بعد ہندہ حفصہ سے نکاح
 کیا، حفصہ نے اپنی بیٹی کے ساتھ حسین کے بیٹے
 بکر کو دودھ پلایا تو بکر کا نکاح زاہدہ بنت حسن
 سے جائز ہے یا نہیں۔ ۳۴۷
- کیا زید کی حقیقی بہن کی رضاعی بہن زید کے نکاح
 میں آ سکتی ہے۔ ۲۲۲
 فقیر نے بی بی کا دودھ خنظل کے ساتھ پیا پھر
 بیبا کے فیس ہوئی، فقیر سے نکاح نہیں سے
 کیا ہے۔ ۲۹۰
 بکر نے زید کی بی بی کا پہلی اولاد پر دودھ پیا،
 تین اولادوں کے بعد زید کی جو لڑکی ہوئی
 اس لڑکی سے بکر کے نکاح کا حکم۔ ۲۶۳
 اپنے حقیقی بھائی کی رضاعی بیٹی کی میٹھی سے نکاح
 کے بارے میں بعض بنگالیوں کے فتوے کا رد۔ ۲۷۰
 بھائی کی رضاعی نواسی سے نکاح جہالت لگراہی
 اور شرعیست پر فخر ہے۔ ۲۷۷
 جس مرد کی طرف دودھ سب سے دودھ رضیع کا
 باپ، اس کی اولاد رضیع کے بہن بھائی، اس
 کے بھائی رضیع کے چچے اور اس کی بہنیں رضیع
 کی چھو بھیاں ہوں گی جبکہ رضیع کی اولاد اس
 مرد کی اولاد ہوگی۔ ۲۷۸
 رضیع و مرضعہ کی اولادوں کے درمیان نکاح کے
 حرام ہونے پر تین نصوص۔ ۲۹۱
 رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے۔ ۲۹۲
 رضیع کی تمام اولاد پر مرضعہ کی تمام اولاد حرام ہے۔ ۲۹۳
 رضیع کی بڑی مرضعہ کے شوہر پر حرام ہے۔ ۲۹۳
 رضیع کی بیٹیاں اور نواسیاں مرضعہ کے
 شوہر اور اس کے بیٹوں پر حرام ہیں۔ ۲۹۳
 دودھ کا چچا بھی چچا ہے ان سے پردہ کی

- حاجت نہیں۔ ۴۹۳
- رضائی چپا کی تفسیر۔ ۴۹۳
- باق کے رضائی بیٹے کی بیٹی بھتیجی اور غرم ہے۔ ۴۹۳
- اولاد رضیح جس طرح مرضعہ کی پوتا پوتی، نواسا نو سہی یا حمار قطعی ہے تو نہیں با حمار اگر اردہ جملہ فقہاء وہ شوہر مرضعہ کے بھی پوتے اور نواسے ہیں۔ ۴۹۴
- دودھ کے رشتوں کا قاعدہ کلیہ ہے کہ اس سے چار قسم کی عورتیں حرام ہوتی ہیں۔ ۴۹۴
- زید سے زینب کا دودھ ہندہ کے ساتھ پیا زینب کی تیسری لڑکی سے زید سے نکاح کا حکم۔ ۵۱۰
- عشرۃ النصار**
- عورتوں سے حکم قرآن نیک برتاؤ کرنا لازم۔ ۶۲۹
- عورتوں کو مقدور بھروسہ رکھو جہاں خود ہو۔ ۶۲۹
- عورتوں کو ضرر نہ پہنچاؤ کہ ان پر تنگی کرو۔ ۶۲۹
- عورت کو مصلقہ کرنا بحکم قرآن ممنوع ہے۔ ۶۲۹
- طلاق**
- طلاق کے جھوٹے اقرار سے قضاۃ طلاق ہو جائے گی عند افتد نہ ہوگی۔ ۱۲۳
- شوہر نے ایک طلاق دی تھی کسی نے پوچھا کہ تو نے کتنی طلاقیں دی ہیں، اس نے کہا تین تو دیا نہ ایک ہے اور قضاۃ تین۔ ۱۲۴
- اگر بے نیت انت طالق کہا طلاق ہو جائے گی۔ ۱۲۸
- اگر اگر انت طالق سے طلاق عن اوثاق یا طلاق سابق سے خبر دینے کی نیت کی خواہ پہلے طلاق دے چکا ہو یا نہ دی ہو، بہر حال ان صورتوں میں دیا نہ طلاق نہ ہوگی۔ ۱۲۸
- خود نے عورت سے کہا تو میری بی بی نہیں اور اس سے اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو جائیگی اور اس کے یہ معنی ٹھہریں گے کہ تو میری بی بی نہیں اس لئے کہ میں تجھے طلاق دے چکا ہوں۔ ۱۳۵
- اگر کوئی اپنی بی بی کو کہے میں نے اس سے نکاح نہیں کیا اور اس سے نیت طلاق کی کہ سے تو طلاق نہ ہوگی کہ یہ کذب محض ہے جس کی تفصیل نامکمل ہے۔ ۱۳۵
- اگر کوئی شخص کہے کہ جس عورت سے میں نکاح کروں اسے طلاق، پھر کسی شخص سے کہا کہ کاش تو ظالم عورت سے میرا نکاح کر دے اس نے کر دیا تو صانث نہ ہوگا اور طلاق واقع نہ ہوگی کہ اس نے خود نکاح نہیں کیا۔ ۱۶۴
- اگر اس شرط پر نکاح کیا کہ تین چار ماہ بعد طلاق دے دوں گا تو طلاق درست لازم نہیں۔ ۲۱۳
- تہ میں طلاق ہو جاتی ہے۔ ۲۲۸
- فارسی یا عربی نہ جاننے والے کو کسی نے الفاظ طلاق فارسی یا عربی میں سکھا دئے اور معنی نہ بتائے، اس نے یہ الفاظ لا علی سے عورت کے لئے کہے تو عند افتد طلاق نہ ہوگی۔ ۲۲۹

مَنَاق اور دل لگی میں طلاق دینے سے قصاص اور
دیانتہ ہر طرح طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

۲۳۰

بل و جبے سے طلاق دینا منع ہے۔

۲۸۷

غیر دخول بہا کو اگر ایک لفظ میں تین طلاقیں سے
مغفلہ ہو جاتی ہے، اور اگر متفرق لفظوں سے
دسے تو مغفلہ نہیں ہوتی۔

۲۸۹

شوہر نے طلاق نہیں دی ہے کچھ مال لے کر
طلاق دینا چاہتا ہے ایسی عورت سے بے طلاق

۳۱۳

نکاح کا حکم اور کچھ لے کر طلاق دینے کا حکم۔
عورت بے اذن شوہر کے نکلے اس سے نکاح
سے نہیں نکلتی۔

۳۱۳

سالی سے نکاح یا زنا سے عورت مطلقہ
نہیں ہوتی۔

۴۱۳

لو کہنے سننے کا باپ نے اس کی بی بی سے زنا
کیا اس پر عقد میں بی بی کو مارا اور طلاق دے دی

۵۰۵

زوجہ نے مہر کی نالاش کر دی ڈگری ہو گئی، وکیل
زوج کہتا ہے طلاق قصہ میں دی اسی لئے نہیں

۵۰۵

ہوتی اور وکیل زوجہ کہتا ہے ہو گئی، کون چاہے
لڑکے لڑکی کا بحالت نابالغی نکاح ہوا تھا اب

۵۰۵

لڑکا یا اس کے وارث لڑاک کی ہر قسم کی نہیں
دیکھتے۔ لڑکی تین طرح کے علم سے واقف ہے اور

۵۰۵

لڑکا زنا جاہل۔ لڑکی اب کہتی ہے ہم اول شوہر کو
طلاق دے کر نکاح ثانی کریں گے، کیا ارشاد ہے

۵۰۵

حاصل
اگر عورت کو مرد نے ایسے الفاظ سکھائے اور کہلائے

جس سے مرد و فقہ عدت کے بدلے طلع ہو جائے
کہ عورت مرد و فقہ عدت کی بھی مستحق نہ رہے

۲۳۱

اور عورت فوج طلع کرے تو طلع صحیح نہ ہوگا۔

۲۳۱

بہندہ مال نے رضیہ کا بحالت نابالغی عاہ سے
عقد کر دیا رخصت نہ کی تھی چار سال بعد اب

۲۳۱

رضیہ بالغ ہوئی، اس عرصہ میں خالہ نے دوسری
عورت کو رکھ لیا، خالہ کی وضع و الطوار پچاں چین

۲۳۱

رضیہ اور بہندہ کو ناگوار ہیں کمال نفرت ہے خالہ
سے قتل نہیں چاہتی انکار کرتی ہے اور طلع

۲۳۱

چاہتی ہے، رضیہ کیا کرے جو خالہ سے قلع قلع
رہے، اور یہ عقد فضولی قرار پائے گا

۲۳۱

یا نہیں۔

۴۱۳

بین

عتین (نامرد) کا نکاح درست ہے یا نہیں۔ ۱۹۵

عتین میں حکیم یعنی پنج بنایا جا رہا ہے۔ ۱۹۶

عتین اور اس کی زوجہ میں تفریق کی صورت۔ ۱۹۶

باپ نے نابالغ کا نکاح اپنے ہم قوم سے کیا،

شوہر نے رخصت چاہی تو انکار کیا، نالاش

ہوتی تو جواب دیا کہ داماد نامرد ہے بیچڑوں میں

گاتا کیا ہے، اگر ڈاکٹر اسے مرد بتائیں تو

عذر نہیں، ابھی فوجداری میں مقدمہ درآ رہا تھا

کہ لڑکی کے باپ نے دیوانی میں دعویٰ فیج نکاح

کر دیا کہ وہ نامرد ہے بیچڑوں کے افعال سے

حالت شرما کر کر لی ہے میری بڑا بڑی کا زہا

- ۶۱۰ اگر یہ الزام ثابت ہو تو کیا نکاح فسخ کیا جاسکے گا عینیت سے تقریق کے لئے عورت، بالغہ کا دعویٰ مفرد ہے قاضی اس کی طلب پر تقریق کرے گا، اگر صغیرہ ہوگی تو اس کے بطور کا استخار کیا جائے گا کیونکہ ممکن ہے وہ بالغ ہو کر عینیت یا محبوب سے راضی ہو۔
- ۶۱۱ عورت نے شوہر کو عینیت پایا تو قاضی شوہر کو ایک سال قری کی مہلت (بغرض علاج) دے گا۔
- ۶۱۲

مفقود

- جس کا شوہر مفقود ہو اور مرد و عورت دونوں حنفی ہوں تو عورت دوسرے نکاح کسے نہ کس مدت تک انتظار کرے۔
- ۶۲۱ مسئلہ رہا مفقود۔
- ۶۲۲ مسئلہ زن مفقود الخبر۔
- ۶۲۳
- ۶۲۴
- ۶۲۵
- ۶۲۶
- ۶۲۷
- ۶۲۸
- ۶۲۹

عَدَّت

- عورت پر ردہ طلاق سے عدت لازم ہوتی ہے۔
- ۶۲۹ عدت خیرہ خولہ کو طلاق دی جائے تو اس پر عدت اصناف نہیں۔

نَسَب

- اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ نان نفقہ کچھ واجب نہ ہوگا جب بھی اپنی صورت و وجہ میں ضرور واجب ہوگا۔
- ۶۲۸
- ۶۲۹
- ۶۳۰
- ۶۳۱
- ۶۳۲
- ۶۳۳
- ۶۳۴
- ۶۳۵
- ۶۳۶
- ۶۳۷
- ۶۳۸
- ۶۳۹
- ۶۴۰
- ۶۴۱
- ۶۴۲
- ۶۴۳
- ۶۴۴
- ۶۴۵
- ۶۴۶
- ۶۴۷
- ۶۴۸
- ۶۴۹
- ۶۵۰
- ۶۵۱
- ۶۵۲
- ۶۵۳
- ۶۵۴
- ۶۵۵
- ۶۵۶
- ۶۵۷
- ۶۵۸
- ۶۵۹
- ۶۶۰
- ۶۶۱
- ۶۶۲
- ۶۶۳
- ۶۶۴
- ۶۶۵
- ۶۶۶
- ۶۶۷
- ۶۶۸
- ۶۶۹
- ۶۷۰
- ۶۷۱
- ۶۷۲
- ۶۷۳
- ۶۷۴
- ۶۷۵
- ۶۷۶
- ۶۷۷
- ۶۷۸
- ۶۷۹
- ۶۸۰
- ۶۸۱
- ۶۸۲
- ۶۸۳
- ۶۸۴
- ۶۸۵
- ۶۸۶
- ۶۸۷
- ۶۸۸
- ۶۸۹
- ۶۹۰
- ۶۹۱
- ۶۹۲
- ۶۹۳
- ۶۹۴
- ۶۹۵
- ۶۹۶
- ۶۹۷
- ۶۹۸
- ۶۹۹
- ۷۰۰
- ۷۰۱
- ۷۰۲
- ۷۰۳
- ۷۰۴
- ۷۰۵
- ۷۰۶
- ۷۰۷
- ۷۰۸
- ۷۰۹
- ۷۱۰
- ۷۱۱
- ۷۱۲
- ۷۱۳
- ۷۱۴
- ۷۱۵
- ۷۱۶
- ۷۱۷
- ۷۱۸
- ۷۱۹
- ۷۲۰
- ۷۲۱
- ۷۲۲
- ۷۲۳
- ۷۲۴
- ۷۲۵
- ۷۲۶
- ۷۲۷
- ۷۲۸
- ۷۲۹
- ۷۳۰
- ۷۳۱
- ۷۳۲
- ۷۳۳
- ۷۳۴
- ۷۳۵
- ۷۳۶
- ۷۳۷
- ۷۳۸
- ۷۳۹
- ۷۴۰
- ۷۴۱
- ۷۴۲
- ۷۴۳
- ۷۴۴
- ۷۴۵
- ۷۴۶
- ۷۴۷
- ۷۴۸
- ۷۴۹
- ۷۵۰
- ۷۵۱
- ۷۵۲
- ۷۵۳
- ۷۵۴
- ۷۵۵
- ۷۵۶
- ۷۵۷
- ۷۵۸
- ۷۵۹
- ۷۶۰
- ۷۶۱
- ۷۶۲
- ۷۶۳
- ۷۶۴
- ۷۶۵
- ۷۶۶
- ۷۶۷
- ۷۶۸
- ۷۶۹
- ۷۷۰
- ۷۷۱
- ۷۷۲
- ۷۷۳
- ۷۷۴
- ۷۷۵
- ۷۷۶
- ۷۷۷
- ۷۷۸
- ۷۷۹
- ۷۸۰
- ۷۸۱
- ۷۸۲
- ۷۸۳
- ۷۸۴
- ۷۸۵
- ۷۸۶
- ۷۸۷
- ۷۸۸
- ۷۸۹
- ۷۹۰
- ۷۹۱
- ۷۹۲
- ۷۹۳
- ۷۹۴
- ۷۹۵
- ۷۹۶
- ۷۹۷
- ۷۹۸
- ۷۹۹
- ۸۰۰
- ۸۰۱
- ۸۰۲
- ۸۰۳
- ۸۰۴
- ۸۰۵
- ۸۰۶
- ۸۰۷
- ۸۰۸
- ۸۰۹
- ۸۱۰
- ۸۱۱
- ۸۱۲
- ۸۱۳
- ۸۱۴
- ۸۱۵
- ۸۱۶
- ۸۱۷
- ۸۱۸
- ۸۱۹
- ۸۲۰
- ۸۲۱
- ۸۲۲
- ۸۲۳
- ۸۲۴
- ۸۲۵
- ۸۲۶
- ۸۲۷
- ۸۲۸
- ۸۲۹
- ۸۳۰
- ۸۳۱
- ۸۳۲
- ۸۳۳
- ۸۳۴
- ۸۳۵
- ۸۳۶
- ۸۳۷
- ۸۳۸
- ۸۳۹
- ۸۴۰
- ۸۴۱
- ۸۴۲
- ۸۴۳
- ۸۴۴
- ۸۴۵
- ۸۴۶
- ۸۴۷
- ۸۴۸
- ۸۴۹
- ۸۵۰
- ۸۵۱
- ۸۵۲
- ۸۵۳
- ۸۵۴
- ۸۵۵
- ۸۵۶
- ۸۵۷
- ۸۵۸
- ۸۵۹
- ۸۶۰
- ۸۶۱
- ۸۶۲
- ۸۶۳
- ۸۶۴
- ۸۶۵
- ۸۶۶
- ۸۶۷
- ۸۶۸
- ۸۶۹
- ۸۷۰
- ۸۷۱
- ۸۷۲
- ۸۷۳
- ۸۷۴
- ۸۷۵
- ۸۷۶
- ۸۷۷
- ۸۷۸
- ۸۷۹
- ۸۸۰
- ۸۸۱
- ۸۸۲
- ۸۸۳
- ۸۸۴
- ۸۸۵
- ۸۸۶
- ۸۸۷
- ۸۸۸
- ۸۸۹
- ۸۹۰
- ۸۹۱
- ۸۹۲
- ۸۹۳
- ۸۹۴
- ۸۹۵
- ۸۹۶
- ۸۹۷
- ۸۹۸
- ۸۹۹
- ۹۰۰
- ۹۰۱
- ۹۰۲
- ۹۰۳
- ۹۰۴
- ۹۰۵
- ۹۰۶
- ۹۰۷
- ۹۰۸
- ۹۰۹
- ۹۱۰
- ۹۱۱
- ۹۱۲
- ۹۱۳
- ۹۱۴
- ۹۱۵
- ۹۱۶
- ۹۱۷
- ۹۱۸
- ۹۱۹
- ۹۲۰
- ۹۲۱
- ۹۲۲
- ۹۲۳
- ۹۲۴
- ۹۲۵
- ۹۲۶
- ۹۲۷
- ۹۲۸
- ۹۲۹
- ۹۳۰
- ۹۳۱
- ۹۳۲
- ۹۳۳
- ۹۳۴
- ۹۳۵
- ۹۳۶
- ۹۳۷
- ۹۳۸
- ۹۳۹
- ۹۴۰
- ۹۴۱
- ۹۴۲
- ۹۴۳
- ۹۴۴
- ۹۴۵
- ۹۴۶
- ۹۴۷
- ۹۴۸
- ۹۴۹
- ۹۵۰
- ۹۵۱
- ۹۵۲
- ۹۵۳
- ۹۵۴
- ۹۵۵
- ۹۵۶
- ۹۵۷
- ۹۵۸
- ۹۵۹
- ۹۶۰
- ۹۶۱
- ۹۶۲
- ۹۶۳
- ۹۶۴
- ۹۶۵
- ۹۶۶
- ۹۶۷
- ۹۶۸
- ۹۶۹
- ۹۷۰
- ۹۷۱
- ۹۷۲
- ۹۷۳
- ۹۷۴
- ۹۷۵
- ۹۷۶
- ۹۷۷
- ۹۷۸
- ۹۷۹
- ۹۸۰
- ۹۸۱
- ۹۸۲
- ۹۸۳
- ۹۸۴
- ۹۸۵
- ۹۸۶
- ۹۸۷
- ۹۸۸
- ۹۸۹
- ۹۹۰
- ۹۹۱
- ۹۹۲
- ۹۹۳
- ۹۹۴
- ۹۹۵
- ۹۹۶
- ۹۹۷
- ۹۹۸
- ۹۹۹
- ۱۰۰۰

کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دے۔ ۲۲۱
 جو تہ مہرہ رکھ سکے نفیہ دینے پر قادر ہو وہ کیا کہے ۲۲۲
 خلعی ۲۰۳
 جبر و اکراہ سے ہوں تو فسخ کر دیا جائے گا۔ ۲۰۳
 ناقابل فسخ عقد جیسے طلاق، عتاق، نکاح، تدبیر اور
 دستبند وغیرہ اگر اکراہ سے ہوں تو لازم ہیں۔ ۲۰۳
 ولی اگر کالت جبر و اکراہ نکاح کرے ہو جائیگا۔ ۲۰۸

تفسیر

آیت کریمہ الزانیۃ والزانی لاینکحھا الا با
 او مشرک فسوخ الحكم ہے یا نکاح سے ۱۹۲
 مراد یہاں جاتا ہے۔ ۱۹۳
 حدیث لا تنکح المرأة علی عمتھا ولا علی
 خالتھا آیت کریمہ وان تجمعا بین الاختین
 کی تفسیر ہے کہ اختیت سے ہر علاقہ محرمیت ۲۴۵

جنین ۱۹۲
 جنین پر کسی کی ولایت نہیں۔ ۱۹۳
 ولایت ۲۶۱

ولاہ ۲۶۲
 جو شخص بن کے یا بعد پر مسلمان ہوا اس کی وہ ۳۱۲
 اسی کے لئے ہے۔ ۴۲۰
 ولاہ ایک رشتہ ہے مثل رشتہ نسب کے۔ ۴۲۰
 اکراہ ۲۵۳

ایمانے وعدہ پر جبر نہیں یعنی قاضی مجبر نہیں
 کر سکتا، وہ وعدہ جو مسقی ہو اس کی وفاداری نہ
 لازم ہے مگر ایک قول میں کفالت اور بیع الوفاہ
 میں وفائے وعدہ پر جبر کر سکتا ہے۔ ۱۷۷
 نکاح مجبر و اکراہ بھی ہو جاتا ہے مگر ایسا کرنا ظلم ہے۔ ۲۰۲
 جو عقد قابل فسخ ہیں جیسے بیع و اجارہ اگر یہ
 آیت قرآنی میں وصف الثقی فی حجودکم
 بالا جماع شرط حرمت نہیں۔ ۲۵۳
 وصف نسا نکم یعنی مثرلات کا زوج ہونا بھی
 بالاتفاق شرط حرمت نہیں۔ ۳۵۴
 تیز نسا نکم میں اور ان کی بیٹیاں
 سببائیکم میں داخل نہیں۔ ۳۵۴
 آیت کریمہ وحلائل ابناءکم الذین من

اصلاً بکرم کی تفسیر۔ ۲۵۲ حدیث لا یحرم المحرم المحلل سخت ضعیف

واقعات نسا نکاح سے کیا مراد ہے۔ ۲۵۵ ناقابل احتجاج و ساقط ہے بقول امام احمد

ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم من النساء ۲۵۵ نہ ارشاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ

میں نکاح کا کیا معنی ہے۔ ۲۵۵ ذ اثر ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بکرم عراق

آیہ کریمہ و احل بکم ما وراہ ذلکم میں حل ۲۵۴ کے کسی قاضی کا قول ہے۔ ۲۵۴

بمعنی عدم حرمت و ملی ہے جو گناہ کے منافی ۲۵۴ حدیث مذکورہ بالا کی سند کا بیان۔ ۲۵۴

نہیں۔ ۲۸۸ اگر اس حدیث کے ضعف سند سے قطع نظر

آیہ کریمہ الزانیۃ لا ینکحہا ۲۸۸ بھی کی جائے تو بھی یہ اپنے ظاہر پر یقیناً

الانہ این او مشرک میں چار تاویس با اثر ہیں۔ ۲۸۸ صحیح نہیں۔ ۲۶۳

قوائد حدیثیہ ۲۶۳ لا جرم حدیث مذکور میں تاویل سے چارہ نہیں

کہ حرام من حیث حر حرام حلال کو حرام ۲۶۳ نہیں کرتا۔ ۲۶۳

حدیث لا تنکح المرأة علی عمتها الخ کی ۲۶۳ آیہ کریمہ و حل بکم ما وراہ ذلکم تاویس

یا نہیں۔ ۲۶۳ حدیث لا تنکح المرأة علی عمتها و لا علی

خالاتها حدیث صحیح مشہور ہے اور وہ مخالف ۲۶۳ خالاتها حدیث صحیح مشہور ہے اور وہ مخالف

قرآن نہیں۔ ۲۶۳ قرآن نہیں۔ ۲۶۳

حدیث کلامی لا یسخر کلام اللہ محض ۲۶۳ ہے اصل ہے۔ ۲۶۳

مطلب حدیث لا نکاح الا بولی و شاہد ۲۶۳ محالی۔ ۲۶۳

خطبہ (منگنی) و نکاح میں فرق ہے یا نہیں ۲۶۳ اور حدیث تحرم الخطبة علی خطبة اخیہ

کا کیا مطلب ہے اور اس سے منگنی کے نکاح ۲۶۳ ہونے پر استدلال صحیح ہے یا نہیں۔ ۲۶۳

۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳

۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳

۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳

۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳

۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳ ۲۶۳

کیا جواہر ہے۔ چھوٹی تو ذوی الارحام سے ہے۔ ۵۹۰
حدیث ولدت لہنا شواہد المشقة کا مطلب۔ ۴۲۳
حدیث فرخ الزنا لایدخل الجنة کا مطلب ۴۲۴

اسماء الرجال

عثمان بن عبد الرحمن وقاصی حضرت امام حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فاضل عمرو بن سعد کا پوتا
مترک و ضعیف اور جھوٹا ہے۔ ۳۵۷
عثمان وقاصی ثقات سے موضوع خبری روایت
کرتا ہے۔ ۳۵۸

اسحاق بن ابی فروہ مکمل فیر اور مترک ہے۔ ۳۵۸
امام یحییٰ بن معین نے فرمایا، فروی کذاب ہے ۳۵۹
اسحاق بن ابی فروہ دُر ہیں۔ ۳۵۹

ادلی اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ تابعی معاصر
و تلمیذ امام زہری رجال ابو داؤد و ترمذی و
ابن ماجہ سے ہے، یہی مترک ہے اور اسی
کو امام بخاری نے ترکہ فرمایا۔ ۳۵۹

امام احمد بن حنبل نے فرمایا، اسحاق بن ابی فروہ
سے روایت حلال نہیں۔ ۳۵۹

اسحاق بن ابی فروہ مذکور کاسین وصال ۱۳۶
یا ۱۳۴ھ ہے۔ ۳۶۰

دوم اسحاق بن محمد اسمعیل بن عبد اللہ بن ابی فروہ
امام بخاری کے استاد ہیں ۳۲۶ھ میں وصال
فرمایا، یہ ہرگز مترک نہیں۔ ۳۶۱

اسحاق بن محمد بن اسمعیل کو اگرچہ ابن جابر نے
ثقات میں ذکر کیا اور ابو حاتم و غیرہ نے صدوق
کہا، البتہ کلام سے قتالی یہ بھی نہیں ہیں۔ ۳۶۱
اسحاق مذکور کے بارے میں امام نسائی نے
کہا، ثقہ نہیں۔ وار قطنی نے کہا، ضعیف ہیں۔
اور امام ابو داؤد نے کہا، سخت ضعیف ہیں۔ ۳۶۱
اسحاق مذکور کے شیخ عبد اللہ کے بارے میں
یحییٰ بن سعید قطان نے فرمایا کہ حافظہ کی رو
سے ضعیف ہیں۔ اور امام نسائی نے کہا، قوی نہیں ہیں ۳۶۲
ابن علیہ ایک محدث ہیں مجتہد نہیں ہیں۔ ۳۸۳

قواعد اصولیہ

کئی بات محتاج نیت ہیں۔ ۱۲۸
تعلیل دلیل تعریل ہے۔ ۱۲۹
جس کی دلیل اقوی ہو وہ تعریل کا زیادہ
مستحق ہے۔ ۱۲۹

اصول کی صحیح روایت کے ہوتے ہوئے اس
کے ماسوا تمام روایات ساقط ہو جاتی ہیں۔ ۱۴۵
شرط فاسد قبل العقد مبادلات مالہ میں بھی
ملتی بالعقد نہیں ہوتی۔ ۱۴۵

شرط فاسد جو عقد سے پہلے ہو اس سے کوئی
عقد فاسد نہیں ہوتا۔ ۱۴۵

اقرار علیق بالشروط کی صلاحت نہیں رکھتا۔ ۱۴۶
وقوع نکاح سے خبر دینا انشاء عقد سے بالکل
مباح و غیر مؤثر ہے۔ ۱۸۲

نکاح اثبات اور اقرار اظہار ہے۔ ۱۸۲

- ۱۸۷ انکار اقرار کے مخالف ہے۔
 ۳۶۳ قتل و غفل کا قاعدہ اجماعیہ ہے کہ سوال جواب میں معاد ہوتا ہے۔
 ۲۱۱ شرع و فاسد سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ خود شرع و فاسد باطل ہو جاتی ہیں۔
 ۲۱۳ ہنزلہ بعد کی ضد ہے۔
 ۲۲۶ ہنزلہ لعب ہے یعنی شے سے اس کے غیر مرفوع لا کاراد کرنا۔
 ۲۲۶ بعد علم حکم بقصد الفاظ کا تھا و دلیل مراضا ہے۔
 ۲۲۷ دار الاسلام میں جل عوارض مکتبہ میں سے ہے۔
 ۲۲۸ کوئی شخص دار الحرب میں مسلمان ہوا بھی ارا اسلام کی طرف ہجرت نہیں کی تو اس پر شرائع اسلام لازم نہیں کہ اس کے لئے جمل مذ ہے۔
 ۲۲۹ قبل و جب استفاہل ہے۔
 ۲۴۸ تنہی منافی صحت نہیں۔
 ۳۰۵ تحریم مطلق کی نفی سے عمل مطلق کا اثبات نہیں ہوتا۔
 ۳۰۹ اثبات لاحقہ مثل وکالت سابقہ کے ہے۔
 ۳۰۹ حجت قاضی من حجت مقبری اھد میں جہت مردہ ہوئی ہے۔
 ۳۵۵ تخصیص کی دلیل پیش کرنا یہی تخصیص کے ذریعہ ہے۔
 ۳۵۵ دخول حرام طور پر بھی قوطیہ کی دفتر کے لئے موجب تحریم ہو جاتا ہے۔
 ۳۵۵ اگر کوئی ظاہر شکی ہو کہ حرام ہو کسی مطلق میں اسی طرح مل جائے کہ تمیز ناممکن ہو تو وہ حلال خود حرام نہیں ہو جاتا بلکہ اپنی حالت پر قائم رہتا ہے۔
 ۳۶۳ حد و حرام کے غلط کا تناول اس لئے ناجائز ہے کہ بوجہ اختلاف اس کا تناول متناول حرم سے خالی نہیں ہو سکتا۔
 ۳۸۶ قدرت کا مرد پر قیاس کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔
 ۳۸۶ شرع مطہر نے کتابی سے مسئلہ کا حکام زمانا مانا۔
 ۳۸۶ مسلم کا کتابیت سے صحیح جانا وہ جرح کیا ہے۔
 ۲۲۶ عورت کے لئے کفایت مرد بالاجماع طوطا ہے اور مرد بالغ کے حق میں کفایت زن کا کچھ اعتبار نہیں۔
 ۳۸۵ دنا دیت فراش و جریضہ مستغفرش نہیں ہوتی۔
 ۳۸۵ صحت تو عمل کو لازم ہے مگر عمل صحت کو لازم نہیں۔
 ۳۸۵ جواز یعنی صحت و عدم جواز یعنی عانت و اثم کے منافی نہیں۔
 ۳۸۹ شرعاً مسلم ہی چیز کو حرام فرماتی ہے اس کے مقدور اور داعی کو بھی حرام بتاتی ہے۔
 ۳۹۴ مقولہ مسئلہ ہے کہ مقدورہ الحرام حرام۔
 ۳۹۴ داعی کے لئے منفعی بالادام ہوتا ضررہ نہیں۔
 ۳۹۵ جود و بلاوی میں جملہ ہوا سے چاہئے کہ ان میں ہلکے کو اختیار کرے۔
 ۴۳۴ خلاف متفقہ اجماع میں قادیان نہیں۔
 ۴۸۳ خلافت ہند میں اجماع میں ان کے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں کہ ہندو امت دعوت ہیں امت اجابت نہیں۔
 ۴۸۳ سنت مشہورہ کے خلاف حکم نافذ نہیں ہوتا۔
 ۴۸۳ جو حکم کتاب سنت مشہورہ اور اجماع کے خلاف ہو

- وہ مردود ہے۔
 ۴۸۴ اجازت نکاح جس طرح قول سے ہوتی ہے چوتھی
 جو نسب سے حرام ہے وہ رضاعت سے بھی
 حرام ہے۔
 ۴۹۱ چند شائیں۔
 ۱۲۵ انوث رشتہ شکرہ ہے کہ دونوں طرف سے
 یکساں قائم ہوتا ہے۔
 ۴۹۶ بکر کا ثبوت اذی ہے شیبہ کا نہیں۔
 ۱۲۸ اصل علت حرمت جبریت ہے۔
 ۴۹۹ اجازت مفسوخ و مردود کو لاحق نہیں ہوتی۔
 ۱۵۳ جبریت نسب میں ظاہر اور رضاعت میں شرعا
 معتبر ہے۔
 ۴۹۹ اجازت صاحب اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔
 ۱۹۱ رد جبریت کا مزج بھی جانب جبریت ہے۔
 ۴۹۹ عاقدین کے کلام سے جو مقدم ہو وہ ایجاب ہے
 ۴۹۹ دو شخصوں میں علاقہ جبریت کی دو صورتیں ہیں۔
 ۱۶۸ علاقہ جبریت سے حرمت میں پھر صورتیں ہیں۔
 ۵۰۰ ترقی دلائل شرعیہ میں سے ہے۔
 ۵۱۳ قول فاسق کے صدق پر اگر ترقی واقع ہو تو وہ
 معتبر ہے۔
 ۵۱۳ فاسد ہوتے ہیں۔
 ۱۷۵ عتہ مسقط ولایت نہیں۔
 ۵۲۱ فتن مانع ولایت نہیں۔
 ۱۷۷ سناعت کی طرف قول منسوب نہیں کیا جاتا ہے۔
 ۵۲۲ فاسق اعتقادی فاسق حمل سے بدتر ہے۔
 ۶۲۳ فضل نسب سے فضل علم زائد ہے۔
 ۱۸۰ شرف علم اقویٰ اور بعد و بالا ہے۔
 ۶۹۸ نکاح و تزویج کا یہ دو لفظ عقد نکاح میں صریح ہیں
 ۷۱۲ اور عطار و ہبہ صدقہ و غیرہ کنایہ۔
 ۱۸۳ نکاح عقد ہے اور منگنی وعدہ ہے۔
 ۱۸۴ نکاح خواں اور شہود کا بنیا ہونا ضرور نہیں۔
 ۱۸۸ شہود ابتداء سے نکاح میں شرط ہیں یعنی یہ ان کے
 منعقد نہ ہوگا، بقا میں شرط نہیں یعنی شاہدوں کا

فوائد فقہیہ

بالتحریر ولایت اجبار نہیں۔
 نکاح فضولی اجازت پر موقوف ہوتا ہے اسے
 باطل جاننا باطل ہے۔

- ۱۹۱ بقاۓ نکاح کے لئے باقی رہتا ضروری نہیں
 ۲۰۲ متکررہ تنزیہی کا ارتکاب معصیت نہیں ہے۔
 ۲۰۵ جان کا رکھنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔
 ۲۰۵ شریعت و عقل سیدم کا یہ تعاضد ہیں کہ ہر شے
 کو بچانے کے لئے عقل عظیم کا ارتکاب کیا جائے۔
 ۲۰۵ حقوق میں معافی کا اعتبار ہے یہاں تک کہ نکاح
 میں بھی۔
 ۲۱۳ جدیرہ ہے کشتی سے اس کے مضرع لڑکا مارا
 کیا جائے۔
 ۲۱۶ نکاح کی گواہی کے اقرار میں ہے۔
 ۲۱۶ کسی عورت سے نکاح اس کی دختر کی تحریم کیلئے
 ۲۱۹ جمل باللسان تقصیر نہیں۔
 ۲۲۲ مرد کا ارتداد بالاجماع فسخ نکاح فی المال سے۔
 ۲۲۵ عورت کے مرتد ہونے سے نکاح نہ نہیں ہوتا اگر
 مرد کو اس وقت حرام ہوگئی جب تک اسلام
 نہ لائے۔
 ۲۲۵ مجبوری مانع بوازا نکاح نہیں ہوتی۔
 ۲۲۵ تعلقہ فقہ کتاب سے عبارت دیکھ لینے اور عقلی
 ترجمہ بھی لینے کا نام نہیں بلکہ مقصد شرح کا ادراک
 اور احوال بلاد و عباد پر نظر رکھنا اعظم تعلقہ ہے۔
 ۲۲۳ لڑکی کے برس میں بالغ ہوتی ہے۔
 ۲۲۴ شریعہ میں غیر کفو کسے کہتے ہیں۔
 ۲۸۰ حوام کے محاورہ میں غیر کفو کسے کہتے ہیں۔
 ۲۸۰ نکاح شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتا۔
 ۲۹۵ قاضی کوئی شرط نکاح نہیں آدمی جس سے چاہے
 نکاح پڑھو اسے۔
 ۲۹۶ قاضی نکاح کے شرعی کچھ اختیارات نہیں، نہ وہ
 ۲۹۷ اجرت کا مستحق جبکہ نکاح دوسرے سے پڑھایا ہو۔
 ۲۹۸ نکاح خزانہ کے قاضی اصماء سمیت مہا
 ۲۹۹ عاتول اللہ بھان سنطن کے قیسید
 سے ہیں۔
 ۳۰۱ خدا نے مردوں کو دو دو تین تین چار چار عورتیں
 حلال فرمائیں، عورت کے لئے یہی حکم کیوں نہیں
 ہوا۔
 ۳۰۱ نکاح کی گواہی کے اقرار میں ہے۔
 ۳۱۳ کسی عورت سے نکاح اس کی دختر کی تحریم کیلئے
 ۳۵۴ ذوق ملت ہے اور نہ ہی جز رعلت۔
 ۳۵۴ ماں سے صحبت دختر کے لئے ملت تحریم ہے اور
 یہ قطعاً مزیر میں بھی ثابت ہے۔
 ۳۵۴ وہ صدیقہ جن میں ایسی عورت سے دخول کیا جو
 اس کے لئے حلال نہیں مگر اس دخول سے موطر
 کی دختر حرام ہوگئی۔
 ۳۵۵ تحریم دختر کے لئے نکاح شرط نہ دلی کا رد ہے
 ۳۵۵ حلال ہونا لازم بلکہ مناط عورت صرف دلی ہے
 ۳۵۶ نکاح معنی دلی میں حقیقت ہے یا مجاز متعارف
 ۳۵۶ آخر فرج میں شرعاً احتیاط واجب ہے۔
 ۳۸۰ اصل فرج میں عورت ہے جب تک حل ثابت
 نہ ہو عورت ہی پر حکم ہوگا۔
 ۳۵۶ مصاہرت مصاہرت میں فرق نہیں۔
 ۳۶۵ طلاق اور متاکر میں فرق۔
 ۳۹۶ حرمت مصاہرہ اور حرمت رضاعت سے نکاح

- مرفوع نہیں بلکہ فاسد ہو جاتا ہے۔ ۳۶۵
 ۵۲۴ ولی اجد کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔
 ۳۸۲ غیبت منقطعہ میں دو قول اصح ہیں ارجح اور اکثر
 مشائخ کا مختار للفتویٰ الحسن واشبہ بالفقہ یہ کہ
 ۳۸۳ اگر ولی یا اس کی رائے کا انتظار کیا جائے تو
 کفو مخاطب فوت ہو جائے گا۔ ۵۲۴
 ۳۸۴ حاسی زہد عالم کا کفو ہے نہ فاسق نہ صالح کا ۵۲۳
 ۳۸۴ رد قولی، رد فعلی، اجازت قولی، فعلی، سکوتی
 کی قرینیت اور مثالیں۔ ۵۳۵
 ۴۲۲ اعتبار کفایت وقت عقد ہے، بعد عقد اگر زائل
 بھی ہو جائے تو مفسد نہیں۔ ۵۲۲
 ۴۲۵ اول سے پائے ہوئے ہے۔ ۵۶۰
 ۴۲۶ لڑکا کم از کم بارہ برس کی عمر میں بالغ ہو سکتا ہے
 اور لڑکی کم از کم نو برس کی عمر میں جیکہ دونوں زیادہ
 سے زیادہ پندرہ برس میں۔ ۵۶۰
 ۴۲۶ استیناد ای اجنبی بلکہ ولی بعید پر سکوت اذن
 نہیں۔ ۴۴۹
 ۵۱۰ غیبت کی تفاسیر سے کون سی تفسیر معتبرہ علیہ ہے ۵۸۶
 ۵۱۶ ابن عمر الاب ذوی الارحام سے ہے اور
 دادی ان پر بالاتفاق مقدم۔ ۵۹۴
 ۵۱۴ مال دادی پر مقدم ہے۔ ۵۹۴
 ۵۲۰ آراء کفو شرع میں سخت مہم و مہتمم بالشان ہے ۵۹۸
 ۵۲۰ نابالغ پر تشریح ولایت تزویج کی حکمت۔ ۵۹۸
 ۵۲۶ ایسے کے لئے حصول ولایت کی تین شرطیں۔ ۶۰۰
- مرفوع نہیں بلکہ فاسد ہو جاتا ہے۔
 احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے
 نہ کہ احتمالات غیر واقعہ کا۔
 بد مذہب کسی سنیہ بنت سستی کا کفو نہیں
 ہو سکتا۔
 اسی شبہ کا جواب کہ جب اہل کتاب سے مناکحت
 جائز ہے تو غیر مقلد سے کیوں جائز نہیں۔
 اہل کتاب سے مناکحت کے کیا معنی ہیں۔
 متارکہ اور فسخ میں کوئی فرق نہیں یہی حق ہے،
 علامہ مقدسی نے اسی پر جزم فرمایا۔
 مسند جمیع بین الاختین۔
 ثبوت حرمت مصاہرت کے لئے مشتبہ ہونا
 ضروری ہے۔
 وجود الشہوة من احدہما یکفی کے معنی
 حرمت مصاہرت کے لئے دونوں کا مستثنیٰ و
 مشتبہ ہونا ضروری ہے وجود شہوة
 وقت کس وغیرہ ایک سے کافی ہے۔
 تحقیق الفرق بین المتارکہ والفسخ۔
 فقہ میں ظن غالب یقین سے ملتی ہے۔
 حریمیت کا قاعدہ کلیہ۔
 حرمت کے اسباب متعدد ہیں جن میں سے بارہ
 کا اجمالی ذکر۔
 حرمت مصاہرت کے لئے کم از کم مراتب
 درکار ہے۔
 نکاح فضولی بے اجازت نافذ نہیں ہوتا۔

عام کے نکاح کیا، یہ نکاح کیسا ہے اور اس
عالم کا کیا حکم ہے۔

تجارت کی رضا خانی نو اسی سے جو اپنے نکاح کا فتویٰ
 دینے والے عالم نہیں بلکہ عیالوں سے ہزار
 درہم بدتر تھی۔

جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا اس پر زمین آسمان
کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

حدیث میں ہے لوگ جاہلوں کو رہنما بنا کر ان سے سوال کریں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

نقل مذہب غیر میں بار بار لغزش ہوجاتی ہے
قول مصیبت و مرجع و حکم و فتویٰ جہاں میں

مقتد کو اپنے امام کے خلاف حکم جائز نہیں۔
جو فتویٰ پر زیادہ حجرات کرتا ہے وہ آگ پر زیا
حجرات کرتا ہے۔

دیوبندیوں سے فتویٰ چھپنا اور اس پر عمل کرنا حرام ہے۔

حق خفا میں تناقض مقبول و عفو ہے۔
والی اقرب کے غائب ہونے کی کل بہتر صورتیں

اور ان کے حکم کا ضابطہ۔
مذہب معتد پر غیبت منقطعہ میں سفر درکنار

شہر سے باہر ہونا بھی شرط نہیں۔
 عزم کاغذاً جو جہنم و غیر جہنم میں کوئی فرق نہیں

میں ہر تو طلاق ہے اور قصہ سب کے لئے
شُرط ہے۔

فاسق اگرچہ غیر معلن ہو صالحیہ استصطار کا کفو نہیں ہو سکتا۔

کیا رواج صرف عام قانون شرع شریف پر کسی حالت میں مزاج ہو سکتا ہے۔

جڑ ہے، کھال پکانے واسطے، موچی، نانی اور ان کے مثل ذیل پیشہ ور جو اپنے ذیل پیشوں کے ساتھ معروف ہوں، اگر یہ عالم ہوں جیب بھی شرفاء کے کفن نہیں ہر سکتے۔

ہمارے بلا میں سیدانیاں پٹھان یا منغل عالم سے عار نہیں کرتیں، ہاں ذلیل پشتے والے وہ

اگر ذیل پیشہ روؤں سے کوئی عالم ہو اور وہ

اپنے پیشہ کو اتنی مدت سے چھوڑ چکا ہو کہ وہ
اسے بھول گئے ہوں اور غلوپ میں اس شخص کا

وقت اور نگاہوں میں عظمت جو گئی ہو اب اس سے شرفاء کی بیٹیوں کو عار نہ ہو تو یہ بھی کفو

ردائے اور شرافت شرعاً قوم پر منحصر ہے یا نہیں

تکاح میں کفارۃ معقبہ اور کفارۃ کا دار و مدار
عرف پر ہے۔

حفت مذکلام

قبل نکاح اگر کفر صریح کی ایسی توبہ نکاح کیا تو نکاح باطل اور اولاد ولد الزنا۔

نکاح کے بعد اگر زوجین میں سے کوئی معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو اس کے بعد کے جماع سے جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی۔

ایسے کلمات کفر کے صدور پر جن سے قائل کافر نہ کہیں، تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم ضرور ہوگا، مگر اولاد ولد الزنا نہ ہوگی۔

تا بالغ عاقل کہ کفر کرے یا کفر پر مطلع ہو کر اسے پسند کرے تو کافر مرتد ہے۔
رضا یا کفر بھی کفر ہے۔

مشرک سے استغاثت نہ چاہئے خصوصاً اہل دین میں۔

اللہ تعالیٰ کفر کو نہیں بخشنے گا۔

تغییباً جمع کا لفظ خدا کی مشاق میں بولنا جائز ہے یا نہیں، جیسے اللہ جل شانہ یوں فرماتے ہیں۔
تجدید ایمان خیر محض ہے۔

وہابیہ کی مگر ایہوں پر مطلع ہوتے ہوئے اگر کسی نے ان کو معظّم و متبرک سمجھ کر نکاح خوانی کے لئے بلایا ہے تو بعد توبہ و تجدید اسلام تجدید نکاح لازم ہے۔

از کتاب حرام سے نہ کافر ہوتا ہے نہ خنثیت سے خارج۔

اہلسنت و روافض میں باہم نکاح منعقد ہو سکتا ہے یا نہیں۔

۲۶۲ اور اگر کچھ روز بعد لڑکی رافضیہ ہو جائے تو نکاح درستہ گایا نہیں۔

۲۶۴ دوران عدت نکاح کو صلا جان کر طحانے والا اسلام سے خارج اور اس کا اپنا نکاح بھی گیا۔

۲۶۶ عقدہ کے نکاح میں دانستہ شریک ہونے والے نے اگر اس نکاح کو حرام جانا تو گنہگار ہے اور اگر حلال جانا تو اسلام سے خارج ہوگی۔

۲۶۷ یہ کلمہ کہ ادھر کبھی بھی ہو جائے تو سر نہ جھکاؤں گا کلمہ کفر سے ایسا کہنے والے پر توبہ (جدید اسلام) لازم ہے۔

۲۶۹ غیر مقلد کو غیر مقلد جاننے ہوئے اُسے بزرگ جان کر نکاح پر چھوٹے تو تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم۔

۲۸۱ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہابیہ طاحنہ پر شدید تازیانہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھروسہ ہے۔

۲۸۳ سیف اللہ سے وہابیوں کی گردن اڑ گئی قرآن مجید میں فرمایا کہ اللہ و رسول کے دینے پر راضی ہوں۔

۲۸۳ فرقان حمید نے ارشاد کیا کہ اب ہمیں دیتے ہیں اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے۔
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر کرتا ہے۔

۲۹۴

- روافض کے بعض عقائد کفریہ۔ ۳۲۸ ضروریاتِ دین کے منکر کے کفر و عذاب میں شک کرنے والا باجماع علماء کافر ہے۔ ۳۷۸
- روافض کے اقسام و احکام اور ان کے بعض عقائد کفریہ کا ذکر۔ ۳۲۵
- حقائقِ ضالہ کے عقائد باطلہ میں کفریاست لازمہ بکثرت ہیں۔ ۳۷۸
- تقیت میں آدمی اندھا اور بہرا ہو جاتا ہے۔ ۳۶۸
- دل پلٹنے اور خیال بدلتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ ۳۶۹
- بد مذہب کو اپنی بیٹی دینا تو سخت قسم اور زہر قاتل ہے۔ ۳۶۹
- بدعتیوں سے انس اور دوستی کرنے والا ایمان کے نور اور علاوت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ۳۷۴
- جو اس نسلے میں ان چاروں مذہبوں سے خارج ہو وہ بدعتی اور روزنی ہے۔ ۳۷۴
- اگر غیر مقلد عقیدہ کفریہ رکھتا ہو اس سے کفر محض باطل اور زنا ہے۔ ۳۷۴
- مسلمان عورت کا کافر سے نکاح اصلاً صحیح نہیں۔ ۳۷۴
- غیر مقدمہ عقیدہ کفریہ نہ بھی رکھتا ہو تب بھی اس سے نکاح بحکمِ آیت و حدیث منع ہے۔ ۳۷۴
- عقائد کفریہ کی چند مثالیں۔ ۳۷۷
- مذہبِ اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں ان کا حکم مثل مرتد ہے۔ ۳۷۷
- کبرائے دمایہ اور مجتہدینِ روافض کو پیشوا و امام یا مسلمان سمجھنے والا کافر ہے۔ ۳۷۸
- جس طرح ضروریاتِ دین کا انکار کفر ہے اسی طرح ان کے منکر کو کافر نہ ماننا بھی کفر ہے۔ ۳۷۸
- ضروریاتِ دین کے منکر کے کفر و عذاب میں شک کرنے والا باجماع علماء کافر ہے۔ ۳۷۸
- طوائفِ ضالہ کے عقائد باطلہ میں کفریاست لازمہ بکثرت ہیں۔ ۳۷۸
- جمہورِ ائمہ کرام و فقہائے اعلام کا مذہب صحیح و معتد و مفتی یہی ہے کہ جو کسی ایک مسلمان کو کافر اعتقاد کرے وہ خود کافر ہے۔ ۳۷۹
- حدیث میں ہے کہ جو کسی کفر کو کافر کہے ان میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی۔ ۳۸۰
- جو کسی کو کفر پر پکارتے یا خدا کا دشمن بتاتے اور وہ ایسا نہ ہو تو اس کا قول اسی پر پٹ آئے گا۔ ۳۸۰
- حدیث و فقہ دونوں کے حکم سے مسلمان کی تکفیر کرنے والے پر ہم کفر لازم آتا ہے۔ ۳۸۰
- خود کفریات بنانا یا کفریات پر راضی ہونا انھیں برا نہ جاننا یا ان کے لئے معنی صحیح ماننا سب کا ایک ہی حکم ہے۔ ۳۸۱
- جو دہائی کسی ضروری دین کا منکر نہ ہو اور نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہو تو اس کو برائے احتیاط کافر نہ کہیں گے، اور یہی احتیاط جو مانع تکفیر ہے مانع نکاح بھی ہے۔ ۳۸۲
- یہ کوئی سی شرح ہے کہ زبان کے باب میں احتیاط کیجئے اور فرج کے باب میں بے احتیاطی۔ ۳۸۲
- بد مذہب کی محبت ستم قاتل ہے۔ ۳۹۱
- بد مذہبی ہلک حقیقی ہے۔ ۳۹۱
- بد مذہب کی تعظیم حرام ہے۔ ۳۹۶

- ۴۲۴ جس نے کسی بد مذہب کی توقیر کی اسی نے اسلام کو
ڈھائیے میں مدد کی۔
- ۴۹۶ فاسق شرعاً واجب الايمان ہے اور اس کی تعظیم
ناجائز ہے۔
- ۴۹۷ منافق کو سردار کہہ کر مت پکارو کہ اگر وہ تمہارا سردار
ہے تو بیشک تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کیا ہے۔
- ۴۹۸ بد مذہب لوگ دوزخیوں کے تھے ہیں۔
- ۴۹۹ بد مذہب گناہ ہے بلکہ کتے سے بھی بدتر ہے۔
- ۵۰۰ بد مذہب لوگ سب آدمیوں سے بدتر اور سب
جانوروں سے بدتر ہیں۔
- ۴۹۹ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قاضی
کافر ملعون ہے جو اسے کافر نہ جانے خود کافر ہے۔
- ۴۹۹ جو شخص اپنی دختر یا خواہر کا نکاح رات یا روز
سے کوئے وہ دیوث ہے۔
- ۴۹۹ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین شخصوں پر نظر عمت
نہیں فرمائے گا، ماں باپ کا نافرمان، مردوں
سے مشابہت رکھنے والی عورت اور دیوث۔
- ۴۹۹ تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے، دیوث،
مردانی وضع کی عورت اور شرابی۔
- ۴۹۹ غیر نبی کو نبی سے افضل نہ بنا کر ہے۔
- ۴۹۹ جو قرآن عظیم کو ناقص مانے کافر ہے۔
- ۴۹۹ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبرّافہتہ کرام
کے نزدیک مطلقاً کافر ہے۔
- ۴۹۹ حکم شرع کو باطل اور مسئلہ کفار کو صحیح ماننے والے
صریح کفار و مرتد ہیں ان سے میل جول حرام ہے۔
- ۴۲۴ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی طاعت نہیں۔
- ۴۲۴ مرتدین سے میل جول کے بارے میں والدین کی
اطاعت ناجائز ہے۔
- ۴۹۶ جو کسی امر کفار کو چھاجانے فقہار اس کی تکفیر
کرتے ہیں یہاں تک کہ اگر یوں کہے کہ وقت طعام
ترک کلام مجوسیوں کی اچھی بات ہے یا ترک
مجامعت بحالت حیض مجوسیوں کی اچھی رسم ہے
تو کافر ہو جائے۔
- ۴۳۵ اگر کوئی محسوس کو کئے حکم شرع یوں ہے، وہ جواب
میں کہے کہ میں تو اپنی رسم کے مطابق کام کرتا ہوں
شرع سے نہیں، تو بعض علماء کے نزدیک کافر
ہو جائے گا۔
- ۴۳۵ فرقہ ہرید نہ جہاں مرد و باہر و تمام مجتہدین ہے
ان کے امام داؤد ظاہری کو اہل سنت سے جاننا
جہل و سفاہت ہے وہ ہرگز اہل سنت نہیں۔
- ۴۹۹ فرقہ ظاہریہ کی مخالفت کا کچھ اعتبار نہیں، نہ ان
میں سے کسی کی تقلید جائز ہے ظاہریہ مسلک عقل
پس کو قیاس جہل کے منکر ہیں۔
- ۴۸۰ عقل و تہذیب کے بعد نابالغ کا ارتداد اسلام
صحیح ہے۔
- ۵۰۸ مرتد لوگ بہت بچپن میں اپنی اولاد کو معتاد کفر پر
سکھاتے ہیں۔
- ۵۰۸ غیر نبی کو نبی سے افضل نہ بنا کر ہے۔
- ۴۹۱ عقلی کافر کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔
- ۴۹۱ ایک شخص کہتا ہے کہ سید یعنی آل نبی کی دختر پر ایک

پہنچ سکتی ہے، کسی نے کہا اگر جاروب کش مسلماً ہو جائے اسے بھی جواب دیا کچھ مضائقہ نہیں، کیا حکم ہے۔

تیسرے سے نکاح کرنے والے کو کافر کئے والوں کو تجدید اسلام چاہیے۔

رد بد مذہبیوں

نکاح میں وکیل یا شاہ غیر مقلد و دہانی ہے تو نکاح درست ہو گا یا نہیں۔

غیر مقلدوں کی ضمانت کا حد کفر تک پہنچا ہوا نہ ہونا اور ہے۔

جب سے طائفہ رشیدیہ پیدا ہوا مقلد و باطل کا حال بھی کٹر اسمیلیوں جیسا ہو گیا۔

اگر کوئی عورت غیر مقلد بموجب شرع نکاح پر رخصت ہو نکاح ہو گا یا نہیں۔

غیر مقلد اور ہندو مشرک سے نکاح پر طمعو اسنے میں فرق۔

غیر مقلدوں پر صد ہا وجہ سے حکم احادیث صحیحہ تصریحات فقہیہ حکم کفر لازم ہے۔

غیر مقلدین میں بہت سے حکم کھلا ضروریات دین کے منکر اور قلعہ اجماعاً کافر ہیں۔

رد افق سے نکاح باطل ہے۔

غیر مقلد شافعی نہیں بلکہ اہل بدعت و ہوا و اہل نادہی۔

تکس زمانے میں جو مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی،

حنبل اور مالکی) سے خارج ہے وہ بدعتی و ناری ہے۔

غیر مقلدین زمانہ کے بہت عقائد کھنڈیہ و ضلالیہ ہیں۔

غیر مقلدوں کا گمراہ و بد مذہب ہونا بروحہ اس میں ثابت ہے۔

بد مذہبوں سے کھانا پینا اور شادی بیاہ کرنا ممنوع ہے۔

فی الواقع سترہ خفیہ خاتون کا نکاح غیر مقلد و دہانی سے یا تو شرعاً محض باطل و زنا ہے یا ممنوع و گناہ۔

وہابی حریار افغنی جو بد مذہب عقائد کفریہ قطعیہ رکھتا ہو تو اس سے نکاح باجماع مسلمین بالقطع و یقین باطل محض و زنا و صرف ہے۔

عقائد وہابیہ کے شافی و دوافی بیان پر مشتمل دو رسالوں کا نام۔

تقلید ائمہ کو شرک اور مقلدوں کو مشرک کہنا غیر مقلدوں کا مشہور و معروف عقیدہ ضمانت معاملات انبیاء و اولیاء سے متعلق ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر ممنوع و مکروہ بلکہ مبہات و مستحبات پر جائز حکم شرک لگا دینا خاص اصل الاصول و مابیت ہے۔

وہابیوں کا حلاضہ اعتقاد یہ ہے کہ جو وہابی نہ ہو مشرک ہے۔

وہابیوں کے مذہب پر صرف مسئلہ تقلید میں

۳۸۲

۳۸۳

۳۸۴

۳۸۵

۳۸۶

۳۸۷

۳۸۸

۳۸۹

۳۹۰

۳۹۱

۳۹۲

۴۱۹

۴۲۰

۴۱۸

۴۱۸

۴۱۸

۴۱۹

۴۱۹

۴۱۹

۴۱۹

۴۲۱

۴۲۲

- نچیارہ سو برس کے اندر میں، علماء کا طبع اور
 ادیبانہ عارفین سب مشرک قرار پاتے ہیں۔ ۴۷۸
 علامہ شامی نے وہابیوں کو فوج میں داخل فرمایا۔ ۴۸۰
 خوارج کو کافر کہنا واجب ہے اس بنا پر کہ وہ
 اپنے ہم مذہب کے سوا سب کو کافر کہتے ہیں۔ ۴۸۰
 وہابی محدو بے دین ہیں کہ مسلمانوں کی تکفیر
 کرتے ہیں۔ ۴۸۰
 وہابیہ کے مذہب نامہ مذہب پر نہ صرف امت مروجہ
 بلکہ انبیاء کرام و ملائکہ عظام و خود حضور پر نور
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتیٰ کہ خود رب العزت
 جل و علائک کوئی بھی شرک سے محفوظ نہیں۔ ۴۸۱
 بد مذہبوں سے تشبیہ کی تردید ممنوع ہونے
 پر دلائل۔ ۴۸۱
 جو عورت کسی بد مذہب کی بیوہ بنی وہ
 ایسی ہی ہے جیسے کسی کتے کے تصرف میں آئی۔ ۴۹۹
 وہابیوں کو نہ خوف خدا ہے نہ خلق سے بچا۔ ۵۰۳
 سنت و ہدایت سے صاف مبایں ہے ہذا سنتی
 و وہابی کا اجتماع ناممکن ہے۔ ۵۰۳
 کسی وہابی کا سنتی ہونا ایسے ہی محال ہے جیسے
 رات کا دن ہونا یا نصرانی کا مومن ہونا۔ ۵۰۳
 مشتبہ الحال منکرو ہدایت کو پر لٹنے کا طریقہ۔ ۵۰۴
 سنتی کو اپنی دختر رافضی کے نکاح میں دینا
 کیسا ہے، اور سنتی باوجود ناجائز جاننے کے
 دے تو کیا حکم ہے۔ ۵۱۷
 زمانہ سلف سے اس وقت سنتی اور رافضی کے
 درمیان قرابت کا کیا باعث آیا اس وقت میں
 علماء نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی یا اس وقت
 کے شیعوں اور اب کے روافضیوں میں کچھ فرق ہے ۴۱۷
 کفر یا بدعت روافضی۔ ۴۲۰
 آج کل رافضیوں میں کوئی مسلمان ملنا ایسا ہی
 مشکل ہے جیسا کہ وہابیوں میں سپید رنگ والا۔ ۴۲۰
 رافضیوں کے ساتھ مناکحت حرام قطعی اور
 زمانہ خالص ہے۔ ۴۲۰
 جو اپنی بہن یا بیٹی رافضیوں کو دے وہ دیوث ہے ۴۲۰
 پہلے دور اور موجودہ دور کے رافضیوں میں فرق۔ ۴۲۱
 روافضی کی تکفیر بوجہ ان کے عقائد ملعونہ مثل
 رجعت اموات بدینا واجب ہے۔ ۴۴۷
 آتش اور برحوت جو مسئلہ کے لئے لازم ہیں ۴۹۰
 مرزائی مرتد ہیں۔ ۵۰۸
 مرتد مرد ہو یا عورت اس کا جہاں بھر میں کسی سے نکاح
 نہیں ہو سکتا۔ ۵۰۸
 بد مذہبوں سے قرابت قریب رکھنا بد مذہب
 فتنہ و فساد مذہب ہوتا ہے۔ ۵۰۸
 غیر مقلدوں سے نکاح اور تعلقات کا حکم۔ ۵۰۸
 غیر مقلدوں سے میل جول حرام اور دین سے
 مناکحت ناجائز ہے۔ ۵۰۸
 وہابیہ ارتداد ہے اور مرتد کا نکاح کسی
 بھی جائز نہیں۔ ۵۰۹
 دیوبندیوں کو مولانا یا نور اللہ مرقدہ کہنا حرام ۵۱۳
 دیوبندیوں کے اقوال ملعونہ پر مطلق ہو کر ان کے

- کفر میں شک کرنے والا کافر ہے۔ ۵۱۴
 قادیانی کو مجتہد، ہمدی، مسیح موعود، پیغمبر
 مانتے والے کا حکم۔ ۵۱۴
 زید نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح عمرو سے کیا۔
 وقت نکاح عمرو پر افہمی ہونے کا مشہد ہوا تھا
 اس نے اسی سے دریافت کیا اس نے انکار
 کیا اور اپنے آپ کو سنی بتایا اور اپنے سنی
 ہونے کا اطمینان دلایا، ہاذی ہندہ نکاح ہو گیا
 رخصت کے بعد محرم میں عمرو کا رافضی ہونا ظاہر
 ہوا، جب سے زید نے بیٹی کو روک لیا، کیا
 حکم ہے۔ ۶۹۷
 بد مذہب اہل جہنم کے کہتے ہیں۔ ۷۱۴
 بد مذہب تمام مخلوق سے بدترین ۷۱۴
 سیر
 مرتد یا نابالغ اگر بزرگم ولایت اپنے بیٹے جیٹی یا
 بہن بھائی یا کسی نابالغ نابالغہ کا نکاح چھانے
 تو کس صورت میں باطل محض ہو گا۔ ۷۱۳
 دربارہ مرتد و مرتدہ حکم شرعی یہی ہے کہ ان کا
 نکاح نہ کسی مسلم و مسلمہ سے ہو سکتا ہے نہ کافر و
 کافرہ سے، نہ مرتد و مرتدہ ان کے ہم مذہب
 خواہ مخالف مذہب سے، غرض تمام جہان
 میں کسی سے نہیں ہو سکتا۔ ۷۱۷
 مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی
 عورت و مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصلی سے نہیں
 ہو سکتا۔ ۲۷۷
 کتابیر حریر سے نکاح عند تحقیق ممنوع و گناہ ہے ۲۷۷
 دار الحرب میں حریر سے زنا کی تحلیل کا نام عظم
 ابو حنیفہ کی طرف منسوب کرنا محض باطل ہے۔ ۲۸۲
 مرتد کو کسی پر ولایت نہیں اگرچہ دعویٰ اسلام
 رکھتا ہو۔ ۵۵۱
 قرآن مجید میں جو ایک لفظ، ایک حرف اور
 ایک نکتہ کی کمی بیشی کا قائل ہے یقیناً کافر
 مرتد ہے۔ ۶۹۱
 بیوع
 بیع کا جھوٹا اقرار بیع نہیں۔ ۱۲۵
 ایک کے ترخ چودہ دوسرے کا ترخ کرنا منوع ہے ۱۹۷
 اگر نا آشنا یا بن عربی نے بیعت و اشتریت
 بقصد بیع و شرائکھا اور جانتے تھے کہ یہ الفاظ
 عقد بیع کے ہیں تو ضرور بیع ہو جائے گی۔ ۲۲۷
 نفیس و خفیس میں بیع بالتعاطی منعقد
 ہو جاتی ہے۔ ۲۲۷
 اذان بعد کے وقت بیع صحیح ہوگی اگرچہ منوع و
 گناہ ہے۔ ۳۸۵
 اقرب و حثیش کی بیع کا حکم۔ ۳۸۶
 مردار، خون اور حرکی بیع باطل محض ہے کہ محل
 بیع ہی نہیں کیونکہ مالی نہیں۔ ۵۲۲
 نابالغ نے نکاح کیا یا کچھ بچا یا فریدا اجازت
 ولی پر موقوف رہے گا اور قبل اجازت ولی بالغ

ہو گیا تو خود اس کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

شہادت

شہود کا الفاظ ايجاب وقبول کے لفظی معنی سمجھنا ضرور نہیں، اتنا ضرور ہے کہ نکاح ہونا چاہیے۔ ۱۳۸
جھوٹی گواہی اگر کیا تو اور ثبوت پوجنے کے برابر ہے۔ ۲۰۱
جھوٹی گواہی دینے والا دہائی سے چھٹنے سے قبل مستحق تار ہو جاتا ہے۔ ۲۰۲
صرف عورتوں کی شہادت سے نکاح نہیں ہو سکتا، یونہی غلاموں اور بچوں کی شہادت سے۔ ۲۰۶
مرتد کی گواہی معتبر نہیں ہے۔ ۲۱۹
شہادت اقرار اگرچہ ثبوت زمانا ہونے کی حجت نہ رکھے مگر ثبوت اقرار ہے۔ ۳۳۳

۱۱۳۱ بیعت سے ۲۴ سال بعد کسی سے کہ میں جیسے دعا کرتا ہوں۔ ۳۳۴

اثبات زمانا میں شہادت زمانا و شہادت دوم ہرگز مسکوح نہیں۔ ۳۳۵

لڑکا اور اس کا باپ شہادت دلا سکتے ہیں کہ ہم سنی ہیں اور ہمیں شیعہ جانتے ہو تو اطمینان کے لئے ہمیں سنی کر لو۔ ان کے ہم وطن شیعہ کہتے ہیں کہ یہ سنی ہیں یہاں کے مسلمان کہتے ہیں کہ انہیں ہم نے ہمیشہ شیعہ مذہب کا برتاؤ کرتے دیکھا اور بعض مسلمان شہادت دیتے ہیں کہ یہ لڑکے شیعہ نہیں ہیں اور ان کے والد کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہتے، کیا حکم ہے۔ ۴۶۸

خیار

نکاح میں خیار عیب نہیں۔

خیار عیب کو نکاح میں کچھ دخل نہیں۔

دعویٰ

اگر کوئی شخص کسی بیع کا دعویٰ کرے اور مدعا علیہ قسم سے بچنے یا پکھری کی ذلت سے گریز کرنے کے سبب اقرار کرے تو بیع قضا ثابت ہو جائیگی اور احکام و وجوب تسلیم و لازم خفہ وغیرہ جاری ہوں گے، لیکن یہ مدعی کاذب وہ گھر کیا لے گا درحقیقت آگ لے گا۔

عورت نکاح کے تین سال بعد کہتی ہے کہ میں اپنی والدہ کے سبب مجبور تھی اب کے بعد خود مختار ہوں، شوہر نے دھوکا دیا کہ اس کے بیوی بچے نہیں ہیں، نکاح میری لاعلمی میں ہوا، کیا اس صورت میں اسے بیع نکاح کا دعویٰ پہنچا ہے؟ ۲۴۵
بائپ و دختر کی منگنی کر کے فوت ہو گیا، بغیبت والدہ دختر چند اشخاص نے بھجرا اس دختر یا لفسہ کو ایک گھر میں کر دیا، ماں نے دعویٰ دائر کیا جواب دعویٰ ہو اگر موتی کے بھائی نے جو دوسرے باپ سے ہے بے اجازت دختر و والدہ دختر نکاح کر دیا کیا حکم ہے۔ ۶۲۰

دو شخصوں سے کہا کہ لڑکے کا باپ اور لڑکی کی ماں
ناجائز تعلقات رکھتے ہیں، لڑکی کے باپ نے
قرآن شریف اٹھانے کو کہا، انکار کیا اور چلے
گئے ثبوت نہ ہوا، کیا حکم ہے۔

قصہ

حکم قاضی رافع خلاف ہے اور قصا جس طرح
ظاہر انا فذہ ہوتی ہے یونہی باطل بھی
قاضی شرع کو ہے، یہاں کون حق فتح و تفریق
رکھتا ہے۔

اسلامی ریاست میں مسلمان حکم نائب شرع
ہے بشرطیکہ وہ اہل، رافعی، قاریانی وغیرہ
نہ ہو۔

قاضی مجتہد مجتہد فہم میں اپنی رائے کے خلاف
اگر حکم کرے گا تو فذہ نہ ہوگا۔

جس کا کوئی ولی نسباً نہ ہو اس کا ولی قاضی شرع
ہے، نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے گا۔

جہاں قاضی شرع ہو جیسے اکثر دیار ہندوستان
وہاں اعلم حکمائے اہل ہر بلد صاحب فتری فقیہ کی
اجازت پر موقوف ہوگا۔

زوج کی عدم موجودگی میں قاضی تفریق نہیں کر سکتا
بلکہ بوقت تفریق اس کی صاف ضروری ہے۔

بائیکورٹ وغیرہ انگریزی کھریاں شرعی دارالقضا
نہیں لہذا ان حکام کے فیصلے کئے نکاح فسخ
نہ ہوگا۔

مسلمان بیخ شہر کی موجودگی میں تفریق کر سکتا ہے
حدود، قصاص اور عاقلہ پر دیت کے علاوہ تمام

مسائل میں بیخ کا فیصلہ مکمل فیصلہ قاضی ہے۔
ریاست اسلامی میں جو مسلمان قاضی ایسا ہو جو

خاص اس شہر کے لئے نہ ہو، نہ کسی مذہب خاص
پر قصاص کے لئے مقید ہو تو وہ بھی تفریق کر سکتا ہے

اگر عدلی اور مدعا علیہ وہاں کے نہ ہوں۔
فسخ بوجہ عدم کفارتہ قاضی ہی کے یہاں ہو سکتا ہے

جہاں قاضی ہو وہاں اعلیٰ اہل بلد سے فسخ نکاح کرایا جاتا ہے
قاضی جیسے علم ہو کہ اس لڑکی کے والدین زندہ

ہیں وہ والدین کے بے پوچھے کسی غیر شخص کو
ولی مقرر کر کے لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں
تفریق تو یہ تفریق کے لئے کیا حکم ہے۔

استدلال

مجرد اقرار زوجیت حقیقتاً نکاح نہیں یعنی اگر
گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول نہ لگے ہوں

تو وہ عورت اس کے لئے سلال نہیں اگرچہ
کہتا ہو کہ یہ میری زوجہ ہے۔

کسی کے لئے مال کا غلط اقرار کیا تو وہ مال
مقرر کی ملک نہ ہوگا۔

اگر کوئی شخص کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کرے
وہ عورت انکار کر دے پھر وہ شخص اس کو کچھ

دے کر اس سے اس بات پر صلح کر لے کہ وہ اس
نکاح کا اقرار کرے اب عورت نے اقرار کر لیا
تو یہ اقرار جائز اور مال لازم ہوگا۔ اگر یہ اقرار شہود

کے سامنے ہوا ہوا اب اگر عورت پھر انکار کرے گی
تو قاضی اس کا یہ انکار نہ سنے گا۔

اصطلاح فقہ میں کسی کا حق ثابت کرنے کی خبر دینے
کو اقرار کہتے ہیں۔

زید نے اپنی سال سے زنا کا اقرار کیا پھر انکار اُس
کے اقرار زنا پر قاضی کے سامنے شہادت گزری
اس شہادت اقرار زنا سے عورت مصاہرت
ثابت ہوگی یا نہیں، اور جہنہ زوجہ زید اس پر
حرام ہوگی یا کیا۔

اگر اقرار یہ کیا ہو کہ میں نے اس کی ماں سے قبل اس
کے نکاح کے زنا کیا تھا، تو کیا حکم ہے۔

دارالنصار سے باہر کا اقرار ثبت زنا نہیں ہوتا۔

اقرار زنا بعد رجوع ثبت زنا نہیں رہتا۔

اثبات مصاہرت کے لئے ثبوت زنا کی اصطلاح
حاجت نہیں مجدد اقرار زنا کافی ہے۔

اگرچہ ہزل و مذاق میں ایک بار اقرار کیا کہ اس نے
ساس سے زنا کیا عورت مصاہرت ثابت ہوگی

پھر لاکھ انکار کرے مسکوت نہ ہوگا۔

اگر کسی سے کہا گیا کہ تو نے اپنی بیوی کی ماں کیا کیا
اس نے کہا میں نے اس سے جماع کیا تو عورت
مصاہرت ثابت ہوگی اگرچہ وہ کہے کہ میں نے بھڑٹ کیا۔

مرد اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے۔

جہاں تک مقرر اقرار کا ضرر ہے یا خود اور جتنا
دوسرے پر الزام ہے موقوف ہوگا۔

اگر کوئی شخص کے یہ میری رضیہ ہے، پھر خطار کا

اعتراف کرے تو چٹا مانا جائے گا اور اسے اس
کے ساتھ نکاح جائز ہوگا جب کہ اپنے اقرار پر

ثابت نہ رہے۔

صلح

صلح اقرب عقود شرعیہ کی طرف راجع کی جاتی ہے

اگر کوئی مرد کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کرے اور
عورت منکر ہو پھر وہ عورت اسے کچھ مال دے کہ

اس پر صلح کرے کہ وہ اس دعویٰ سے باز آجائے
تو جائز ہے اور یہ مدعی کے دعوے میں معنی صلح میں

ہو جائے گا مگر فقہائے فرمایا کہ اسے اس مال کا
اخذ فیما فیہ و بین اللہ تعالیٰ حلال نہ ہوگا جبکہ

وہ اپنے دعویٰ میں عمل ہے۔

بعض دین پر صلح صحیح ہے اور باقی کے دعویٰ سے
برأت بھی ہو جائے گی یعنی فقط قصاص نہ دیا نہ

اسی لئے اگر وہ موقع پائے گا تو اسے باقی کا
مل لینا جائز ہوگا۔

مستی و خلیفہ مقررہ سے کچھ رقم لے کر دوسرے
کے حق میں فارغ ہو جائے اور دوسرا اس سے

وعہ کرے کہ اگر میرا یہ روپیہ تو واپس کر دے گا تو
میں تیرا یہ خلیفہ مقررہ لوٹا دوں گا اس پر

لوٹانا واجب نہ ہوگا۔

احبارہ

کسی نے اپنا مکان کرایہ پر دے دیا تھا پھر اسی

مکان کو کسی اور کے ہاتھ بیچ دیا اب مشتری کرایہ وصول کرتا ہے مگر بائع سے وعدہ کر لیا ہے کہ جب تو ٹمن مجھے واپس کرے گا تو مکان واپس کر دوں گا اور کرایہ کے روپے ٹمن سے مجرڈونگا مشتری کے پاس بائع ٹمن کے روپے لایا اور کرایہ کے روپے اس سے مجراکھنے کو کہتا ہے، اگر مشتری حسب وعدہ ایسا کرے تو بہتر ہے ورنہ اس پر جبر نہیں کیا جاسکتا۔

نکاح خواں کو اجرت لینا دینا کیسا ہے۔ اگر اجرت اپنے صوف میں نہ لائے کارخیر میں صرف کرے تو کیا حکم ہے۔

نذر کے سر پر بگڑی رکھنے کے لئے اس کے گھما یا بھونپی آتے ہیں دوسرا نہیں رکھ سکتا اور وہ بے روپیہ لئے نہیں رکھتے، روپیہ کم ہوتا ہے تو اصرار کرتے ہیں، یہ لینا دینا شرعاً کیسا ہے اور اسے ضروری حق جاننا اور اصرار کرنا کیسا ہے۔

وکالت

جب تک وکیل بالنکاح ماذون مطلق یا بصراحت دوسرے کو وکیل کر دینے کا مجاز نہ ہو اور کو وکیل نہیں کر سکتا۔

بیع و شرار میں اگر وکیل کا وکیل، ادل کے سامنے عقد کرے تو جائز ہے، اور خصومت، تعاضی، نکاح اور طلاق وغیرہ میں جائز نہیں۔

وکیل کا وکیل اگر وکیل اول کے سامنے پڑھا دے

اور وہ جائز کر دے تو نکاح نافذ ہو جائے گا بخلاف طلاق و مذاق کے۔

وکیل نکاح میں بعض سے حقوق نکاح وکیل کی طرف راجع ہوتے ہیں۔

آداستہ زکوٰۃ کا وکیل بغیر اذن وکیل دوسرے کو وکیل کر سکتا ہے۔

دین وصول کرنے کا وکیل بغیر اذن وکیل اپنے عیال کو وکیل کر سکتا ہے۔

وکیل اگر وکیل کے لئے ٹمن کی تعمین کر دے تو وہ بلا اجازت وکیل دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے۔

وکیل کسی کو کسی تصرف جائز معلوم میں اپنا نائب بناتا ہے۔

تیس انہا برصا تو ہیں ہیں۔ وکیل کا مسلم و بائع ہونا ضروری نہیں، غیر مسلم و بائع سمجھدار بھی وکیل ہو سکتا ہے۔

متردد کی وکالت جائز ہے۔ اگر وقت وکیل وکیل مسلمان ہو پھر مرتد ہو جائے تو وکالت باطل نہ ہوگی جب تک دارالحدیث میں نہ چلا جائے۔

جمنون اور نا سمجھ بچہ وکیل نہیں ہو سکتا۔ بلوغ و حریت صحت وکالت کے لئے شرط نہیں۔

وکیل مجرڈ و ایجاب سے تمام ہو جاتی ہے قبول پر موقوف نہیں ہوتی اگرچہ رد کر دینے سے رد ہو جاتی ہے۔

متردد کو وکیل بنانا جائز ہے۔

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۰

۱۵۱

۵۱

۱۶۳

۱۶۳

۱۶۲

۱۶۲

۱۶۲

۱۶۲

۱۶۲

۲۱۰

۲۱۸

۱۴۸

۲۵۵

۲۵۵

۲۵۵

۱۴۳

۱۴۳

ذکیل بالکاح مجاز توکیل نہیں۔

۲۴۲

بچے پر حد نہیں۔

۵۶۷

دارالاسلام میں وٹلی حد یا عقر سے خالی نہیں کرتی۔

۵۸۱

حدود و قصاص

قسم

مسلمان حر ماعقل بالغ عقیقہ پر زنا کی تحت لگانے

والا اگر چار گواہ عادل پیش نہ کرے تو اسے انشی کوٹنے

لگائے جائیں گے اور ہمیشہ کے لئے مردود و استہاذ ہوگا۔

اگر تین گواہ معائنہ زنا کی گواہی دیں اور چوتھا نہ ہو

تو ان گواہوں پر حد قذف لازم آتی ہے۔

شعبہ نکاح سے حد ساقط اور عقد ثابت ہو جائے۔

اگر دو مرد یا دو عورتیں اور ایک مقذوف بالزنا

کے اقارب زنا پر شہادت دیں تو قاذف اور شہود

پر حد قذف نہ لگائی جائے۔

اگر دو مرد کسی کے زنا پر اور دو اس کے اقارب

پر شہادت دیں تو حد نہیں لگائی جائے گی۔

تین مردوں نے زنا اور ایک نے اقارب زنا پر

شہادت دی تو تین شہود پر حد قذف لگے گی۔

عزمت مصاہرہ کے باوجود تفریق سے قبل اگر

شوہر نے دلی کی تو اس پر حد لازم نہ ہوگی۔

ہام ناکہ کی طرف حلت متہ کی نسبت کرنا صحیح نہیں

امام مالک متہ کرنے والے پر حد زنا نافذ کرتے ہیں۔

مختفیہ دیگر ائمہ کے نزدیک متہ حرام ہے مگر وہ

اس پر حد زنا نافذ نہیں کرتے۔

جو تان لینا حرام ہے، اور عرام شعی مسجد میں دفن

کرنا حرام ہے۔

شعبہ دفع حد ہے۔

جس نے کسی بلیت پر قسم کھائی پھر اس کے غیر کو

اس سے بہتر جانا تو اسے چاہئے کہ جس کو بہتر

دیکھ رہا ہے وہی کام کرے اور قسم کا کف رہ

جسے دے۔

دلی کا جھوٹا علق ہندہ کے مقابلے میں مقبرہ ہوگا

یا ہندہ کا قول۔

احلاق

اصابت حسوہ بے کاد، ٹپڑ جانا احادیث و تجارب

صحیح سے ثابت ہے اس کے لئے پانچ نویدیت۔

اچھے اور بُرے ہمنشین کی تمیز و کمالات۔

گراہوں سے دُور بھاگو اور انہیں اپنے سے

دُور کر دیکیں وہ تمہیں بسکا نہ دیں کہیں وہ تمہیں

فتنے میں نہ ڈال دیں۔

مُصاحب پر مصاحب کر قیاس کرو۔

برے ہمنشین سے دُور بھاگو کہ تو اسی کے ساتھ

مشہور ہوگا۔

ایک ہمنشین جس قدر دوسرے پر دلالت کرتا ہے

اس قدر کوئی اور شعی دوسری شعی پر دلالت

نہیں کرتی۔

حدیث میں ہے کہ محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔

۳۹۳

۳۹۳

۳۹۳

۵۱۴

۵۶۲

آدھی اپنے محبوب کے دین پر ہوتا ہے تو دیکھو محال کہ دوستی کیا کرو۔

۳۹۴ غلاموں کی طرف میل مست کرو ورنہ تمہیں جہنم کی آگ چھوٹے گی۔

فضائل و مناقب

قاضی خاں نے کہا کہ امام خضاف علم میں بڑے ہیں ان کی اقتدا کرنا چاہئے۔

۴۰۵ جو اپنے مال و جان، دین و مذہب اور اہل و عیال کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔

۴۰۶ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی مثل اور عطا کیا گیا ہے

۴۰۷ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حرام کیا ہو ایسا ہی ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا حرام کیا ہوا۔

۴۰۸ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم سب کے چرچہ نہیں رسول عطا فرماتیں اس کو نہ اوجھس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔

۴۰۹ بالذات علماء سب سے پہلے ائمہ المؤمنین خیرتہ اکبریٰ مشرف ارادت سے مشرف ہوتی ہیں۔

۴۱۰ حضرات شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے افضل و اکمل مرید تھے۔ اولیاء فرماتے ہیں،

۴۱۱ تا جہان مست نہ بچو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو نہ بچو صدیق مرید ہے۔

۴۱۲ رستہ غفنی امام معتد ہیں قول و فعل میں، اگر رو بہ قیامت ان کی روایت پر عمل میں ہم سے گرفت ہوتی تو ہم ان کا دامن پکڑیں گے کہ ہم نے

ان کے ارشاد پر عمل کیا۔

۳۸۹ جنت سنت کے آٹھ باب جو بادی حق و صواب ہیں۔

۴۰۵ اللہ تعالیٰ اللہ کے مقابلے کا مزہ چکھی تا ہے۔

۴۱۳ عالم دین عام مومنین سے سات سو درجے بلند ہے، ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے۔

۴۱۳ دیندار متدین عالم ہی در حقیقت عالم ہے۔

حقوق العباد

۴۱۳ ذمہ پر لازم کہ وہ کرے جو اولاد کے حق میں ہوتا ہے۔

۴۱۴ بدوں و آپس میں ایک دوسرے پر جو ظلم ہے اس کا بدلہ ضرور ہونا ہے۔

۴۱۵ مسلمان کی لامٹی بھی اس کی مرضی کے بغیر لینا جائز نہیں۔

۴۱۶ عورتوں کو ضرور پہچانے اور ان پر تنگی کرنے کی قرآن حکیم سے ممانعت۔

۴۱۷ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسلام میں نہ ضرور ہے نہ ضرور ساقی۔

۴۱۸ مرد عورتوں پر حاکم و مسلط ہیں۔

۴۱۹ عورت پر سب سے بڑھ کر حق اس کے شوہر کا ہے۔

۴۲۰ اگر غرضہ کو سجدہ روا ہو تا تو عورت کو حکم ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

- ایذار والدین اشد کیا ہے۔ ۴۳۴
 ناحق ایذار مسلم حرام کہ حکم حدیث وہ ایذار رسول
 ہے اور ایذار رسول ایذار اللہ ہے جل جلالہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ۶۲۵
- حظر و اباحت**
- ناچ رنگ، بابے گاسے جہاں ہوں وہاں نکاح
 کا حکم۔ ۱۰۹
 ناچ اور اکثر بابے حرام ہیں کفر نہیں اور دیکھنے
 سننے والا فاسق ہے۔ ۱۰۹
 امر بالمعروف ونہی عن المنکر امور اسلام سے
 ہیں مگر بے عمل تشدد و تعصب گناہ ہے اور
 یہ بلا و پابیر میں بہت زیادہ سب
 امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لئے ایک صوبہ
 کہ اسی سے جہاد از کتاب منکر ہے۔ ۱۱۰
 زوجین سے اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ ناچ حلال
 ہے تو کیا حکم ہو سکے گا۔ ۱۱۰
 مرتد سے نکاح پڑھو لئے کا حکم۔ ۱۰۳
 ایٹھائے وعدہ محبوب ہے اور پورا نہ کرنا پسندیدہ
 اور مکروہ ہے۔ ۱۰۶
 عقد کرنے والا دیندار متقی مساکل نکاح سے
 واقف ہونا چاہئے۔ ۱۸۸
 فاسق بددیانت قابل اعتماد نہیں جب وہ
 خود حرام و حلال کی پروا نہیں کرتا تو اوروں
 کے لئے احتیاط کی کیا امید۔ ۱۸۸
- نکاح باعلان ہونا اور ایجاب و قبول سے پہلے
 خطبہ احد مسجد میں نکاح ہونا اور جمعہ کے دن ہونا
 اور نکاح خراں عالم باطل ہونا مستحب ہے۔ ۱۸۸
 جاہل کی نکاح خواتی قلعاً خلاف اولیٰ ہے۔ ۱۹۰
 جاہل کی مضاربہت خلاف اولیٰ ہے۔ ۹۰
 کسی کی منگیتر کو پیغام نکاح دینا مکروہ اور
 از کتاب شناعہت ہے۔ ۱۹۴
 مختلوب منہ کا اپنے اقرار سے پھرنا اور مخاطب
 اول کو زبان دے کر دوسرے سے قصد تزویج کا
 بدعوم و بیاد قابل مواخذہ ہے۔ ۱۹۴
 اگر کسی مذرشرعی سے منگی کر کے دوسرے سے
 نکاح کر دے تو قہاحت نہیں۔ ۱۹۴
 خلع و مضیبتوں میں مبتلا ہوا سے ان
 میں سے اخف و ابون کو اپنانا چاہئے۔ ۲۰۰
 تو مشد سے کہنا تم نے قبول کی " چاہئے
 یا نہیں۔ ۲۰۰
 عاقدین بالغین کو قبل از عقد گلے اور مصفیت
 ایمان محمل و منفصل پڑھانا ضرور ہے یا نہیں۔ ۲۰۴
 عاقدین بالغ ہیں پھر کا دل چار ماہ کی مہلت
 چاہتا ہے اگر مہلت دی جائے تو یہ گناہ ہے
 یا نہیں۔ ۲۰۸
 نکاح میں اور نماز میں اور نماز جن ٹوہ میں
 سہل انگاری نہ کرنی چاہئے۔ ۲۰۹
 مرتد سے میل جول حرام ہے۔ ۲۱۸
 زہی فاحشہ سے نکاح جائز ہے اگر چہ

- ۲۵۷ تاکب نہ ہوتی ہو۔
- ۲۵۸ عورت افعالی خبیثہ کا ارتکاب کرے اور شوہر
- ۲۵۹ بقدر قدرت انسداد نہ کرے تو دیوث ہے۔
- ۲۶۰ نکاح کا خطرہ سنت اور کلمے پڑھانا ایک اچھی
- ۲۶۱ بات ہے۔
- ۲۶۲ متہ حرام ہونے کا قرآن عظیم سے ثبوت۔
- ۲۶۳ زانی سے نکاح کا کیا حکم ہے۔
- ۲۶۴ وہ جائز بات جس سے فتنہ و نفرت پیدا ہو اور آپس
- ۲۶۵ میں ٹھوٹ پڑے ناجائز ہو جاتی ہے۔
- ۲۶۶ جس نے متہ کر لیا ہو وہ حنفی رہا یا نہیں۔
- ۲۶۷ جہر کی نماز سے پہلے نکاح جائز ہوتا ہے یا نہیں۔
- ۲۶۸ اپنی کنیز شرمی سے نکاح باطل ہے۔
- ۲۶۹ دوسرے کی کنیز سے اس کی اسات سے نہ
- ۲۷۰ جائز ہے۔
- ۲۷۱ کچھ لے کر نکاح کو دینا حرام اور وہ روپیہ
- ۲۷۲ رشوت ہے۔
- ۲۷۳ منگنی کے بعد دوسرے سے نکاح کا حکم۔
- ۲۷۴ ایک سید نے ایک چادری کو مسلمان کے نکاح کر لیا
- ۲۷۵ تو وہ گنہگار ہوا یا نہیں اور اس سے ترک مراثی
- ۲۷۶ اور برادری سے نکاح کیا ہے۔
- ۲۷۷ زید پیشہ وکالت کرتا ہے اور قاضی ہے تو
- ۲۷۸ کیا حکم ہے۔
- ۲۷۹ منکوحہ کو غیر منکوحہ ٹھہرانا اور زوجین میں تفریق کرنا
- ۲۸۰ کبیر ہے۔
- ۲۸۱ جو دہریہ سے ملتا جلتا ہو اس کے یہاں شادی بیاہ
- ۲۸۲ تاکب حکم سے
- ۲۸۳ حق بخشی کوئی چیز معتبر ہے یا نکاح۔
- ۲۸۴ نکاح کسی عمر میں ناجائز نہیں یہاں تک کہ اسی
- ۲۸۵ دن کے بچے کا۔
- ۲۸۶ پیٹ کے بچے کا نکاح نہیں ہو سکتا۔
- ۲۸۷ باہر پھرنے والی یا طوئف سے نکاح کیا ہے۔
- ۲۸۸ محرم اور صغریٰ نکاح منع ہے یا نہیں۔
- ۲۸۹ عدت کے اندر نکاح باطل و حرام ہے۔
- ۲۹۰ عدت کے اندر نکاح پڑھانے والے نے اگر حرام
- ۲۹۱ جان کر پڑھایا تو سخت گنہگار اور زنا کا دلال ہے
- ۲۹۲ مگر اس کا اپنا نکاح نہ گنہگار۔
- ۲۹۳ عدت کے اندر نکاح کر سنے والے مرد و زن پر
- ۲۹۴ اس سے کہ وہ بعد میں برادری اور نہ برادری والا
- ۲۹۵ ان دونوں کو قطعاً برادری سے خارج کر دیں ان
- ۲۹۶ سے بول چال، نشست و برخاست سب
- ۲۹۷ یکلفت ترک کر دیں۔
- ۲۹۸ احمد اقرعین شتی الذہب جبکہ دوسرا شیعہ
- ۲۹۹ امام سبطی کہتا ہے ان کے درمیان شہر عا
- ۳۰۰ مناکحت جائز ہے یا نہیں۔
- ۳۰۱ زید نے جمع میں اہانتیں کیا تو بیبیاں کیسی ہیں
- ۳۰۲ اور وہ کیسی ہے اور ترکہ پانے کی سستی ہیں
- ۳۰۳ یا نہیں۔
- ۳۰۴ نوشہ کا وقت نکاح سہرا باندھنا نیز باجے لگے
- ۳۰۵ سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا مشہد
- ۳۰۶ کیا ہے۔

- اپنی لڑکی کا ہزارہ دو ہزار روپیہ لے کر کفو یا غیر کفو
سے نکاح کر دیتے ہیں، یہ نکاح کیسا ہے اور
وہ رقم کیسی۔ ۲۷۷
- شافعی حنفی مذہب پر صحیح طور پر نکاح پڑھانے
تو کچھ حرج نہیں۔ ۲۷۸
- نکاح قاضی سے نہ پڑھانا دوسرے مسلمان سے
پڑھانا کیسا ہے۔ ۲۷۹
- نکاح موقوف میں قبل اجازت وطی حرام ہے۔ ۲۸۰
- عورت سے بے اہل محل زنا، نکاح و قربت کا حکم۔ ۲۸۱
- جبیلے سے نکاح دوست ہے یا نہیں۔ ۲۸۲
- بلا عذر بشرعی ترک جمہ و جماعت کی عادت موجب
فسق، مستقباعدالت اور بدرفتار شہادت ہے۔ ۲۸۳
- قرآن و حدیث سے بی بی کو طہرین سکھانے
اس پر عمل کی ہدایت کرنا لازم اور بڑے اجر کا
کام ہے۔ ۲۸۴
- حرامی عورت کا نکاح سنی مرد سے ہو گا یا نہیں، ۲۸۵
- اور اس کی بطنی اولاد میں کچھ نقصان واقع ہو گا یا نہیں
بوسہ لب خواہی خواہی بنظر شہوت طہر سے ٹکا لاکر
ادھا کرے کریں نے بشہوت نہ یا سنا قبول نہ ہوگا
اور امام محمد بن الہمام کے نزدیک بوسہ رخسار
بھی ایسا ہی ہے۔ ۲۸۶
- تستاد کی بیٹی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ ۲۸۷
- شاگرد و عورت سے استاد کا نکاح کیسا ہے۔ ۲۸۸
- حرمت متعہ کا بیان از احادیث و قرآن۔ ۲۸۹
- اللہ تعالیٰ نے تاقیم قیامت متعہ کو حرام فرمادیا۔ ۲۹۰
- مشیعہ و غیرہ مذہبوں سے شادی کرنا کیسا ہے ۲۹۱
- بد مذہب سے دوستی و محبت ناجائز ہے اس سے ۲۹۲
- دین کو نقصان پہنچتا ہے ۲۹۳
- آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت
رکھتا ہے۔ ۲۹۴
- آدمی اپنے خالص دوست کے دین پر ہوتا ہے ۲۹۵
- تو غور کرے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔ ۲۹۶
- بد مذہب عورت سے نکاح میں یہ خیال کہ ہم اس کو
سنی کر لیں گے محض حماقت ہے۔ ۲۹۷
- مشیعہ حنفیہ کا نکاح غیر مقلد ربانی سے کرنا منوع
ناجائز اور گناہ ہے۔ ۲۹۸
- اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں
کے پاس مت بیٹھ۔ ۲۹۹
- اپنے اختیار سے ایسی جگہاں حرام ہے جہاں
حکمران اور انکار نہ ہو سکے۔ ۳۰۰
- کون کی کتابیر سے نکاح جائز ہے۔ ۳۰۱
- کتابیر سے بے ضرورت نکاح مکروہ ہے۔ ۳۰۲
- عشق کو اپنی دختر رافضی تبرائی قاذف حضرت
عالم شہید نقی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نکاح میں
دینا جائز ہے یا نہیں، اور باوجود ناجائز چلنے
کے بھی ایسا کرے تو کیا حکم ہے۔ ۳۰۳
- خاستہ معلن سے ابتداء بالاسلام مکروہ ہے، ۳۰۴
- خونی بڑھانہ اتی، کذاب، لافچی، گالیاں بکھنے
والا، اجنبی عورتوں کو گھورنے اور تاک جھانک
کھڑے والا، گھاسنے والا اور کبوتر باز وغیرہ۔ ۳۰۵

ترغیب و ترہیب

- مترکب حرام کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے والا بھی اس کی مثل ہے۔ ۲۱۹
- گراہ و بدین کو بیٹی دینا شرعاً گناہ و منوع ہے۔ ۲۲۰
- مسئلہ نکاح زن رافضیہ یا سنی۔ ۲۲۶
- تبراتی رافضی کے ساتھ نکاح باطل محض ہے۔ ۲۵۷
- آوارہ عورتیں جو بے پردہ رہتی کھلم بکھلم چلتی پھرتی ہیں جن سے زنا بھی ثابت ہو، محل کرانے کے بدلے یا طوائف کا نکاح بے اعتبار رہم جائز ہے یا نہیں۔ ۲۶۶
- علت غراب کی نسبت امام اعظم ابو حنیفہ کی طرف کرنا باطل ہے۔ ۲۸۲
- محانی اور بھادج سے مذاق کا حکم۔ ۵۰۶
- مرزائی کی نابالغ دختر سے عقد جائز ہے یا نہیں۔ ۱۱۱۵
- مرزائی مرگیا ہے، دختر اپنے مذہب سے بالکل نواقض ہے۔ ۵۰۷
- مسلمان مرد یا عورت کے بعد بھی ہندو دھرم وغیرہ سے نکاح کا حکم۔ ۵۱۰
- مسلمان مرد کافر کی بیعت سے نکاح کر سکتا ہے۔ ۵۱۱
- کتابوں کا ذریعہ مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔ ۵۱۲
- بحکم حدیث اسلام ضرر و ضرر سے پاک ہے۔ ۶۲۹
- زید حرامی مگر مسلمان دیندار ہے، اس کی اولاد سے حلال اپنی اولاد کا عقد کر سکتے ہیں یا نہیں۔ ۷۲۸
- سیدہ سے غیر سیدہ نے نکاح کیا اس پر لوگ اسے کافر کہتے ہیں، کافر کہنے والوں کا کیا حکم ہے۔ ۷۳۰
- ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ ۲۰۲
- دفعہ تین ہیں، ایک میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بچنے کا دوسرے کی اسے پروا نہیں، اور تیسرے میں سے کچھ نہ چھوڑے گا۔ ۲۰۳
- مسلمان کو ایذا پہنچانا اللہ اور رسول جل و علا دینے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے۔ ۲۰۴
- ظلم و گناہ پر اعانت کرنا ظالم کی مثل ظلم و حرام اور استحقاق عذاب میں مبتلا ہوتا ہے۔ ۲۰۵
- جو کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد کرنے کے لئے چلا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے ملے گی۔ ۲۰۶
- نکاح پریشان نظری و بدکاری سے ڈکنے کا سبب ہے۔ ۲۲۱
- تبدیل مذہب پر شور و غلامہ کا اندیشہ ہے۔ ۲۲۰
- مخبروت اور بے اصل بات تمام کر کے شریعت کو تکلیف دینی سخت بیہودگی ہے۔ ۲۶۱
- یہ ناجائز ہے کہ مہربانہ جھگڑے اور ادا کی نیت نہ ہو، حدیث میں ہے کہ وہ حشر میں زانی و زانیہ اٹھائے جائیں گے۔ ۲۸۳
- کسی مسلمان کو ناحق تکلیف دینا اللہ و رسول کو ایذا دینے کے مترادف ہے۔ ۲۹۲
- جو شخص کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کی فرج کو دیکھے وہ ملعون ہے۔ ۳۶۴

عورت اور اس کی دختر کی فرج کو دیکھنے والے پر روز قیامت اللہ تعالیٰ نظر رحمت نہ کرے۔

بدلتہ ہوں سے دوستی کرنے والا بحکم قرآن انہی میں سے ہے۔

آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

گناہ کی نحوست فاعل کے غیر پر بھی ہوتی ہے۔ جو کسی کی عورت کو اس کے خاوند سے بگاڑ دے بحکم حدیث وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گروہ سے نہیں۔

عورت کو شوہر سے توڑ کر دوسرے کے نکاح میں کر دینا اشد و اجنبی ظلم ہے۔

جھوٹی گواہی بہت پوچھنے کے بر رُوں ہے۔ جھوٹے گواہ کے قدم اپنی جگہ سے ہٹنے نہیں پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس پر عذاب جہنم واجب کر دے گا۔

عورت کو شوہر سے بگاڑنے والے پر حدیث شریفہ: عمر آہ پڑھا لکھا جاہلوں سے بدتر ہے کہ جہل مرکب سخت بری بلا ہے اور اس میں مبتلا ہونے والا دونوں جہانوں میں سخت ذلیل و حقیر ہوتا ہے۔

ہمیشہ اپنی دی ہوئی چیز پھرنے والا ایسا ہے جیسے کتا قے کر کے اسے پھر کھا لیتا ہے۔

فرائض

کثیر سے جو اولاد ہو صحیح النسب اور ترکہ کی مستحق ہے

نکاح مستحق یا دختر راضی صحیح ہے یا نہیں؟

۳۶۳ اور اولاد مستحق ترکہ پدری ہے یا نہیں۔ ۳۶۸

اجنانا نکاح فاسد و باطل میں تو اہلش

۳۹۱ جاری نہیں ہوتا۔ ۳۴۱

حرمیت مصاہرہ کے باوجود اگر خاوند نہ نہ چھوڑا

۳۹۱ اور واپس کرنا تو پسیدہ سہنہ والی اولاد مانا اور

باپ دونوں کی وارث بنے گی تا بھڑن شہر آپس میں

۴۱۹ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔ ۴۶۶

اولاد زنا بھی اپنی ماں کی میراث پاتی ہے۔

۳۶۶

حساب

وینار شری سارے چار ماہے سونے کا تھا۔

۲۲۸

قہر حضرت بول: ہزار بھی اللہ عنہا چار سو شغال چاندی

۴۲۶

قہر اکثر از دایع مطہرات پانچ سو درہم تھا

۴۲۶

جو مہیاں کے ایک سو چالیس روپے بھر جوتا ہے۔

۲۲۸

منطق

سائبہ کلید کی نقیض جو جگہ نہیں ہو سکتی۔

۳۰۹

نفاذ اخس من وجہ ہے حل اور صحت سے یعنی

۴۱۳

کبھی نفاذ ہو گا حل اور صحت نہیں ہوں گے

۳۸۷

اور کبھی حل و صحت ہوں گے نفاذ نہ ہو گا (حاشیہ)

۳۸۸

لزوم اور صحت و نفاذ میں نسبت عموم و خصوص مطلق

۳۸۸

۴۹۹ کی ہے۔ (حاشیہ)

۴۹۹ کی ہے۔ (حاشیہ)

بلاغت

تجانہ کے لئے قرینہ کی حاجت ہوتی ہے۔
استخدام بہنگام ارادہ تحقیق مفید معنی امر
ہوتا ہے۔

لغت

ہماری زبان میں ہیضہ ماضی مقرون بہ لفظ خاص
امرواقع شدہ سے خبر دینے کے لئے ہے، نہ
امرواقع کے انشاء و ایجاد کے لئے۔
جو آذکر یہ دونوں اطلاق (یعنی صحت و علت)
تو شائع و ذائع ہیں اور ان کے سوا کچھ اور
اطلاقات بھی ہیں۔

جو آذکر کا اطلاق کسی نفاذ کے معنی پر بھی ہوتا (حاشیہ) ۲۸۶
جو آذکر بھی لازم کے معنی کے لئے آتا ہے۔ ۲۸۷
قلب کو قلب کہتے ہی اسی لئے ہیں کہ وہ مستقلب
ہوتا ہے۔

النسبت مصدر ہے اور اس کا معنی ہے
تعظیم النسبت۔

نحو

حالی اور عامل میں مقارنت ضروری ہے۔ ۱۴۰

ہئیت

اسی درجہ عرض سے آگے دو گوں کا گزریں نہیں

ہو سکتا۔

۲۲۱
۲۲۱
۲۲۱

۱۵۵
۱۶۲

۲۲۱
۲۲۱

۲۲۱

تاریخ و تذکرہ

۲۲۸
۲۸۹

۲۲۸
۲۲۸

۲۲۸
۲۹۲

۲۲۸
۲۳۳

۲۸۳
۳۰۶

۲۸۳
۳۰۶

۲۸۳
۳۰۶

۲۸۳
۳۰۶

منع فرمایا۔

۳۵۰

اللبان - تحریر فرمایا۔

۴۹۰

مقتدہ ابتداء اسلام میں تھا پھر قرآن میں اس کی حرمت نازل ہوئے سے یہ حرام ہو گیا۔ غزوہ تبوک کے موقع پر کچھ صحابہ نے متوہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مارا خنجر کا انھار کرتے ہوئے اس کی حرمت کو بیان فرمایا۔

۳۵۰

تقلید شخصی کی سخت شدید تاکید فرماتے کہ اس کے خلاف کو منکر و مشنیع و باطل قرار دینے والے اللہ کے نام۔

۳۷۸

حضرت امام عبد اللہ محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا میں پہلے شخص تھے جن کے ماں باپ دونوں غالی میں اسی لئے آپ کو محض کہا جاتا ہے، آپ کے وصال کے بعد آپ کی قبر پر ایک سال تک آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت فاطمہ صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خیمہ بنائے رکھا۔

۴۳۱

غیر مقدسوں کے پیشوا بدر حسین نے ایک دہائی خیال مولوی کے غلط فتویٰ پر مہر تصدیق لگا دی اور اعلیٰ حضرت کی طرف سے گرفت پر اس سے رجوع کیا، دوسرا فتویٰ اس پہلے کے زدیوں لکھا اور عبد الغناہ بدر از گناہ پیش کیا۔

۴۸۹

مکتبہ کے مولوی طیف الرحمن بردوانی نے حمام سے نکاح کے بارے میں جہاں بھر کے علماء کو مخاطب کرتے ہوئے ایک طویل عربی سوالیہ چھپوایا جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے دلائل و نصوص پر مشتمل ایک رسالہ فقہ البیان لحرمت ابنتہ الخ

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں کیونکہ دونوں کو ثویبہ نے دودھ پلایا۔

۴۹۲

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم کو بطن پاک حضرت بتول رہبر ام رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھیں امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں۔

۷۳۰

مستشرقات

شیطان کسی حسنت کے صلہ سے اغوا کرتا ہے۔

۱۰۹

انجاء و انشاء میں ہدایت بیان ہے۔

۱۲۸

استفہام اور عقد اقسام انشاء میں دو قبایین قسمیں ہیں۔

۱۵۵

عقد و وعدہ میں تباین ہے۔

۱۸۴

آدمی نہ تبدل راستے سے معفو نہ کسی وقت بعض مصالح پر اطلاع پانے سے مامون۔

۱۹۹

مقوم لفظ لغوی شرعی، عرفی، حقیقی اور مجازی کی طرف مقسوم ہوتا ہے جبکہ حکم لفظ غرض، غایت، مقصود اور قرعہ وغیرہ سے موسوم ہوتا ہے اور ان دونوں پر لفظ کے معنی، مضمون، حتیٰ کہ موضوع لڑا جی

۳۶۸	محبت و الفت پیدا کرتا ہے۔	اطلاق آتا ہے اگرچہ اول کے بعض اقسام میں وضع توئی ہے۔
۲۲۵	عورتوں کو شوہروں سے بے پناہ محبت	نواص و کنیز میں کیا فرق ہے۔
۳۶۹	ہوتی ہے۔	عینی کی عبارت و عنہ فی الہرہل یشرب الشراب
۳۶۹	عورتیں زیادہ نرم دل ہوتی ہیں۔	ای قولہ قال الصوچی و ہما قولان باطلاق کا
۲۷۰	عورتیں ناقصات العقل والدين ہیں۔	مطلب کیا ہے ہما کا مرجع کیا ہے۔
۳۹۴	دل پلٹے اور خیال بدلتے دیر نہیں لگتی۔	مرید پیر پر حرام ہے یا حلال، اور ازواج مطہرات
۴۰۲	مرد اور عورت میں کئی وجوہ سے فرق۔	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مریدات تھیں یا نہیں۔
۴۹۷	شرع و قایمہ کے شعر از جانب شیردہ ہر خوش شہزاد	متعدد مثالیں جہاں حرام شے حلال کو حرام
۴۹۷	و از جانب شیرخوارہ زوجان و فروغ پر بحث۔	کر دیتی ہے۔
۴۹۸	شہرہ ذکر کا مطلب بیان کرنے میں صاحب	۴۶۳
۴۹۸	عمدة الرعاہ کی شدید غلطی۔	زوجیت وہ عظیم رشتہ ہے جو خواہی خواہی انس
۵۲۰	پسر و دختر کے لئے اقل عمر ماہیت کا بیان۔	



کتاب النکاح

(نکاح کا بیان)

مسئلہ جس شادی میں رخصت اور باج وغیرہ منوعات شرعیہ ہوں وہاں نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں ،
بیٹنوا قوجودا۔

الجواب

اس میں شک نہیں کہ یہ ناپ اور اکثر باجے شرعاً حرام و ممنوع ہیں اور ان کے دیکھنے سُنے کا ترکیب فاسق و گنہگار، مگر کفر نہیں کہ نکاح ہی نہ ہو۔ شرع مطہر میں نکاح صرف اس سے ہو جاتا ہے کہ مرد و زن ایجاب و قبول کریں اور دو گواہ سُنے بجتے ہوں، باقی اس جگہ کا کسی ممنوع شرعی پر مشتمل نہ ہونا، شرط نہیں۔ شیطان کے طرق اغواء سے ایک بدتر طریقہ یہ بھی ہے کہ آدمی کو حسنت کے عیلہ سے ہلاک کرتا ہے، امر بافیروں و نہی عن المنکر اور تعافے مسلمان ہے۔ اس نیک کام میں بہت لوگ حد و خداوندی کا خیال نہیں رکھتے اور تشدد و تعصب کو یہاں تک نبھاتے ہیں کہ ان کا گناہ ان جاپہلوں کے گناہ سے بدتر ہوتا ہے جن کے لیے یہ ناصح مشفق بنے تھے، اور یہ بلا حضرات و بابہ میں بہت ہے ذرا ذرا سی بات کو کفر، شرک، بدعت خلافت منحل ایمان کہہ دیتے ہیں اور مطلق پاس و لحاظ اسلام و مسلمین دل میں نہیں لاتے۔ اسی طرح یہ قائل بھی اوروں کو ناپ چکھنے سے روکتا تھا اور خود اس سے اس گناہ یعنی شریعت مطہرہ پر افترا کیا معہذا اُس پر لازم کہ اہل ہند اکثر عوام مسلمین مرد و زن کو معاذ اللہ ذاتی و زانیہ اور ان کی اولاد کو ولد الزنا ٹھہراتے حالانکہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے :

يَعْلَمُكَ اللَّهُ أَنْ تَعُوذَ بِالْمِثْلِهِ أَنْ إِنْ كُنْتُمْ
مُؤْمِنِينَ

اللہ تعالیٰ تمہیں دوبارہ کبھی اس طرح کرنے سے منع
فرماتا ہے بشرطیکہ تم مومن ہو۔ (ت)

غرض امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی بھی ایک حد مقرر ہے کہ اس سے تجاوز آدمی کو خود ترک معروف و ارتکاب منکر
میں مبتلا کر دیتا ہے۔

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ بَئِ
حَسْبَىٰ لِمَنْ جَعَلَ حُدُودَ اللَّهِ مِثْلَ
ظُلْمٍ كِبَارٍ۔ (ت)

ہاں اگر وہ ولی و عین میں سے کسی کا یہ عقیدہ وہ مذہب ہو کہ رنڈیوں کا یہ ناچ سلال و مباح ہے تو وہاں اس حکم کی
گنجائش ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از شہر گنہ ۱۲ صفر المظفر ۱۳۰۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ما قرعہ رضی اللہ عنہم اجمعین اس صورت میں کہ شخص واحد کا متولی بڑا دونوں
طرفوں کا جگہ وہ اصل ایک طرف سے ہو اور ولی دوسری طرف سے ہو ساتھ ایسے ایجاب کے کہ قائم مقام
قبول ہے، جیسے ابن العنم نے سامنے گراہوں کے کہانہ و جنت عین فلاتہ من نفسی (جیسے چچا زاد
کچے میں نے اپنی چچا زاد فلاں لڑکی کا ہے ساتھ سارے کچے بھائیوں سے یہ سب اور یہ چچا زاد و عین از باجماع
علائے خفیہ رحمہ اللہ تملک کے ہے یا نہیں؟ بینوا تو حشروا۔

الجواب

صورت مسئلہ میں اگر نسبت ظہن بالندہ ہے اور اس و بیہم سے اقرب اس کا کوئی ولی حاضر نہیں یا بالغ ہے
اور ابن عم نے خاص اپنے ساتھ نکاح کرنے کا اس سے اذن لے لیا ہے عام ازین کہ اس کے لیے اور ولی اقرب
ہو یا نہ ہو فان هذه وكالة ولا ولاية مجبوبة على البالغة (قریہ وکالت ہے بالندہ پر جبری وکالت نہیں ہے)
تو اگر تندرست و صوان اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک یہ شخص کہ ایک جانب سے اصل دوسری طرف سے ولی یا وکیل ہے
طرفین نکاح کا متولی ہو سکتا ہے خلافاً لما مر من فروجہ اللہ تعالیٰ (امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے
اختلاف کیا ہے۔ ت) چاہے میں ہے۔

يجوز لابن العم ان يزوجه بنت عمه عن
نفسه

چچا زاد کو جو جائز ہے کہ وہ چچا زاد لڑکی کا اپنے ساتھ
نکاح کرے۔ (ت)

سۃ القرآن ۱۴/۲۳
فصل فی الکالۃ بالنکاح
سۃ القرآن ۱/۶۵
المکتبۃ العربیۃ کراچی
۲۰۲/۲

فتح القدیر میں ہے، الصغیرۃ بغير اذنها والبالغة باذنها (صغیرہ کا نکاح بغیر اجازت اور بالغة کا اجازت سے کرے۔ ت۔ ہدیر میں ہے :

وقال ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ لا یجوز، و اذا اذنت المرأة للرجل ان یروحها من نفسه فعقد بخصعة شاهدة من جانہ و قال ترمذی والشافعی رحمہما اللہ تعالیٰ لا یجوز ^ت اقول وبہ ظہران ما فی رد المحتار من نقد خمس صور بالاتفاق وهي التي لا فصول فیہا من جانب فانما اراد الاتفاق من اثنتی الثلثة لاجمیع الائمة رحمة اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ جائز نہیں، اور جب کسی عورت نے کسی مرد کو اپنے ساتھ نکاح کی اجازت دے دی تو اس مرد نے اگر دو گراہوں کی موجودگی میں اس سے نکاح کر لیا تو جائز ہے، اور امام زفر اور شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا ناجائز ہے (۱۷۷) اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) اس سے واضح ہوا کہ ان پانچ صورتوں کے بارے میں جن میں کسی جانب سے خود نکاح کرنے والا فضول نہ بنے، رد المحتار کا "بالاتفاق" کہنا اس سے ان کی مراد صرف امام ابوحنیفہ، امام یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا اتفاق سب تمام مذاہب رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا اتفاق کا نہیں ہے۔

پس ان صورتوں میں اس کی تنہا اجازت قائم مقام عبادتیں ایجاب و قبول ہو جائے گی اور جہاں دیگر کی حاجت نہ ہوگی۔ ہدیر میں ہے :

اذا قولی طریقہ فقولہ نزوجتک تصحہن الشہرین ولا یحتاج الی القبول ^ت جب یہ شخص نکاح کی دونوں طرفوں کا وہی ہو تو اس کا یہ کہنا کہ میں نے نکاح کر لیا، ایجاب و قبول دونوں طرفوں کو شامل ہو گا اور اب قبول کہنے کی ضرورت نہیں، نکاح کر لیا یا نکاح کر دیا کہے، دونوں طرح جائز ہے عام ازین کہ یہ شخص وہ لفظ ادا کرے جن میں خود اصرار ہے مثلاً تزوجت یا وہ جس میں ولی یا وکیل ہے جیسے نزوجت۔ خلافاً لامام شیعہ الامامہ بکرم خواہی زادہ فی الثانی (امام شیعہ الاسلام بکرم خواہی زادہ کا دوسرے یعنی "نکاح کر دیا" کہنے میں غلط ہے۔ ت)

۱۹۶/۳	المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ سکھر	فصل فی الوکالات بالنکاح	۱۵ فتح القدیر
۳۰۲/۲	المکتبۃ العربیۃ کراچی	" " "	۱۵ البدایہ
" "	" "	" " "	۱۵ " "

فتح القدير مي ہے۔

قال شيخ الاسلام خواهر زادہ ہذا اذا ذكر لفظ هو نائب فيه فلا يكتفى، فان قال تزوجت فلانة كفى وان قال زوجتها من نفسي لا يكتفى لانه نائب فيه وعبارة الهداية وهي ما ذكرناه انما صريحة في نفى هذا الاشتراط وصريح بنفيه في التجسس ايضا، في علامة غريب السواية والعتاوى الصغرى آتية۔

اور تجسس میں بھی اس کی نفی پر تصریح، غریب الروایۃ اور فتاویٰ صغریٰ کے حوالے سے کی ہے الخ (ت) قلت وعلى هذا عول في الدروعة من المعتبرات واحاد البحر وغيره ضعف خلافه۔

البدۃ شہود کے سامنے منکومہ کا متمیز ہو جانا ضرور ہے،

حتى لو كانت صورة متفقة كفت الاشارة و ان كان الاحوط كشف الوجه۔

شيخ الاسلام خواہر زادہ نے کہا ہے کہ یہ اس وقت جائز ہو گا جب کہ اپنے اصل جوئے کو تعبیر کیے یعنی میں نے نکاح کیا۔ کیے، لیکن اگر اس نے نائب ہونے کو تعبیر کیا اور نکاح کر دیا، کہا تو یہ کافی نہیں، پس اگر اس نے فلاں عورت سے نکاح کر لیا، کہا، تو کافی ہے اور اگر یوں کہا کہ میں نے فلاں عورت کا اپنے ساتھ نکاح کر دیا، تو کافی نہ ہو گا کیونکہ اس کے لئے میں وہ نائب ہے۔ اور ہدایہ کی وہ عبارت جو ابھی ہم نے ذکر کی ہے وہ اس بات کی نفی میں صریح ہے

قلت (میں کہتا ہوں۔ ت) کہ وہ وغیرہ متمیز نہیں، ی تو مستعمل قرار دیا ہے، اور بکر وغیرہ نے اس کے خلاف کو ضعیف ظاہر کیا ہے (ت)

حتیٰ کہ اگر وہ عورت نقاب پہنے مجلس میں حاضر ہو تو نکاح میں اس کی طرف اشارہ کافی ہے اگرچہ زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ وہ چہرہ کھلا رکھے (ت) پس اگر بجا لیت غیبت صرف بنت علی یا فلانہ یا بنت علی فلانہ یا ان کے مثل جس لفظ سے شہود اس سے متمیز کر لیں تو اسی قدر کافی، ورنہ ذکر اب وجہ یعنی فلانہ بنت فلان بن فلاں کہنا ضروری ہے۔

امام نصاب نے اور مفتی ہیں امام حاکم شہید اور امام ترمذی نے اس کے خلاف قول کیا ہے (ت)

خلافا لامام الخصاف ومنتقى الامام الحاکم الشہید والامام شمس الاثمة السرخسی۔

فی البحر لا یبد من تمییز المشکوحة عند
 الشاہدین لتنتفی الجہالة ، فان
 کانت حاضرة متفقیة کفی الاشربة
 الیہا والاحتیاط کشف وجہہا فان
 لم یروا شخصہا وسمعوا کلامہا
 من البیت انت کانت وحدہا فیہ
 جائز ولو معها اخری فلا لعدم
 نزوال الجہالة وانت کانت
 غائبة ولم یسمعوا کلامہا بان
 عقد لہا وکیلہا فان کانت
 لشہود یعرفونہا کف ذکر
 اسمہا اذا علموا انه امر اذہب
 وانت لم یعرفوها لا یبد من
 ذکر اسمہا واسم ابیہا و
 وجدہا وجوز الخصاف النکاح
 مطلقا حتی لو وکلتہ فقال
 بحضورتہما من وجت نفسی من
 موکلتی او من امرأة جعلت امرہا
 سیدی فانہ یصح عندہ
 قال قاضی خان والخصاف کانت
 کبیراف العلم یجوز
 الاقتداء بہ و ذکر الحاکم
 الشہید فی المنتقى کما
 قال الخصاف امر قلت فی التاریخانیة

بحر میں ہے کہ گواہوں کے نزدیک مشکوہ کا متنازع ہونا
 ضروری ہے تاکہ کسی قسم کی جہالت و لاعلمی نہ رہے ،
 پس اگر مجلس میں ختاب پہن کر حاضر ہو تو نکاح میں
 اس کی طرف اشارہ کافی ہے اگرچہ چہرہ کھلا رکھنے میں
 احتیاط ہے ، اگر مجلس والے اس عورت کی شخصیت
 کو نہ دیکھ پائیں اور کہہ میں سے اس کی آواز سن
 رہے ہوں اگر وہ کمرے میں اکیلے ہو تو نکاح جائز ہے
 اور اگر اس کے ساتھ کمرے میں کوئی اور عورت بھی ہو
 تو جائز نہیں کیونکہ لاعلمی باقی ہے ، اور اگر وہ عورت
 مجلس میں موجود نہیں اور اس کی آواز بھی سنی نہیں جاسکتی
 اس کی طرف سے اس کا نکاح وکیل کر رہا ہو تو اگر
 گواہ اس عورت کو جانتے ہیں تو نکاح میں عورت کا
 نام ذکر کر دیا کافی ہے جبکہ گواہوں کو علم ہو کہ وکیل کی مراد ہی
 عورت ہے ، اور اگر گواہ اس کو نہ پہچانتے ہوں تو عورت
 اس کے والد اور ولد کا نام ذکر کرنا ضروری ہے ، اور
 امام خصاف نے نام ذکر کیے بغیر بھی جائز کہا ہے مثلاً
 ایک عورت نے نکاح کرنے والے کو گواہوں کے سامنے
 اپنا وکیل بنایا ہو تو اس سے نکاح کرنے والائیوں
 کہہ دے کہ میں ان گواہوں کی موجودگی میں اپنی مولا کا
 نکاح اپنے ساتھ کر دیا یا یوں کہہ دے کہ جس عورت
 نے مجھے اپنے نکاح کا اختیار دیا ہے میں اس کا نکاح
 اپنے ساتھ کر دیا ، تو اس طرح بھی امام خصاف
 کے قول پر نکاح صحیح ہو گا ، امام قاضی صاں نے فرمایا
 کہ خصاف کا علم میں بڑا مقام ہے اس کی بات پر

عن المضممرات ان الاول هو الصحيح
وعليه الفتوى وكذا قال في البحر
في فصل الوكيل والفضولي ان المختار
في المذهب خلاف ما قاله الخصاف و
ان كان الخصاف كبيراً ما في
من المختار من مخصصا۔

عمل جائز ہے۔ اور حاکم شہید نے بھی مستثنیٰ میں خصاف
جیسا قول کیا ہے اور قلت اور تمارخانیس میں
مختار کے حوالے سے ہے کہ بہل قول صحیح ہے اور اسی
پر فتویٰ ہے۔ بحر میں فضولی اور وکیل کی فصل میں یونہی
اس کو مذہب میں مختار قرار دیا ہے جو کہ خصاف کے قول
خلاف اگرچہ خصاف کا بڑا علمی مقام ہے لیکن دائیہ کی جگہ کا خلاصہ ختم ہوا۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) بحر میں جو کچھ
امام قاضی خان کی طرف منسوب کیا اس کو قاضی خان
نے نام شمس الماکہ سرخسی سے نقل کیا ہے لیکن خود ان
کا مرقع عدم صحت ہے جس کو انہوں نے پہلے ذکر کیا
ہے اور یہ بات معلوم شدہ ہے کہ وہ اپنے معتمد علیہ کو
پہلے ذکر کرتے ہیں۔ (ت)

اقول و ما عزی فی البحر لامام قاضی خان
فانما نقله قاضی خان عن الامام
شمس الاثمة السرخسی اما هو بنفسه
فقد قدم عدم الصحة و معلوم
انه انما يقدم ما يعتمد۔

اور اگر نسبت علم نابالغہ کے لئے ولی تہذیب و ہدایت بنیاداً منقطعہ زیعنی بچے سفر
پر غائب نہ ہو۔ ت یا بالغہ سے خاص اپنے ساتھ نکاح کر لینے کا اذن نہ لیا اگرچہ اس نے مطلق تزویج
کا اذن دیا ہو تو ان صورتوں میں یہ ابن العثم ایک جانب سے فضولی ہو گا اور دوسری طرف سے فضولی ہو اُس
کے لیے تو لی شطری نکاح جائز نہیں اگرچہ ایک باب و قبول و اوجہاتوں جدا گانہ میں کرے ہو الحق الصواب
خلافاً لہما فہم من بعض اکتب ۱ یہ حق اور صحیح ہے بعض کتب سے جو سمجھا گیا ہے اس کے خلاف ہے ت
یہاں تک کہ تنہا اس کا عقد کر لینا امام عظیم و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک باطل محض ہے کہ اس کے
بعد اجازت شدہ ولی یا بالغہ سے بھی ناخذ نہ ہو گا۔

خلافاً لہما مام الشافعی حیث جعلہ من الموقوف
فان اجاز من له الاجازة جاز و الا لا۔

امام شافعی (یعنی امام یوسف) نے اس کے خلاف
اس نکاح کو موقوف قرار دیا ہے کہ اگر صاحب اجازت
اس کو جائز قرار دے تو جائز ہو گا ورنہ نہیں (ت)

تذویر الابصار و در مختار میں ہے و

جو شخص دونوں جانب سے نکاح کا ولی ہو وہ کسی
جانب سے بھی فضولی نہ قرار پائے گا اگرچہ وہ
ایجاب و قبول دو کلاموں سے ادا کرے، یہ ان
قول سے مخصص (ت)

یتولی طرفی النکاح واحد لیس بفضولی و
لو من جانب وان تکلم بکلامیعت علی
الرأبجہ ملخصاً

رد المحتار میں ہے :

اذا كان فضولياً منهما او من احدهما و
من الآخر اصيلاً او ذكياً او ولياً فحق هذه
الامر بعم لا يتوقف بل يبطل عندهما خلافاً
للثاني حيث قال يتوقف علی قبول العائش
كما يتوقف اتفاقاً لو قبل عنه فضولی
آخر قوله وان تکلم بکلامین خلافاً
لما فی حاشی الهدایة وشرح الکافی من
انه لو تکلم بکلامین يتوقف اتفاقاً
فی الفتح بان الحق خلافه ولا وجود
لهذا نقید فی کلام اصحاب المذهب
ام مختصراً

اگر کوئی شخص دونوں جانب فضولی ہو یا ایک جانب
سے فضولی اور دوسری جانب اصيل ہو یا ذکیل یا ولی
ہو تو ان چاروں صورتوں میں نکاح موقوف نہ ہوگا
بلکہ امام غفرلہ اور امام محمد کے نزدیک باطل ہوگا، امام
یوسف اس کے خلاف ہیں ان کے نزدیک یہ موقوف
ہوگا جس طرح ایک فضولی کی طرف سے ایجاب کو
دوسرا فضولی قبول کرے تو بالاتفاق موقوف ہوتا ہے
قولہ اس کا قول کہ اگرچہ دو کلاموں سے ایجاب
و قبول کرے، یہ خلاف ہے اس کے جو ہدایہ کے
بعض حواشی اور کافہ کی شرح میں ہے کہ اگر دو کلاموں
سے اس نے ادا کیا تو بالاتفاق نکاح موقوف ہوگا

اس کو فتح میں ذکر دیا گیا ہے کیونکہ حق اس کے خلاف ہے اور اس قید کا اصحاب مذہب میں کوئی وجود
نہیں ہے ام مختصراً (ت)

تنویر میں ہے :

لابن العم ان یروج بنت عمه الصغیرة
من نفسه

۱۹۶/۱ باب الکفارة مطبع مجتبائی دہلی
۳۲۶/۲ باب الکفارة مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح واراہاء التراث العربی بیروت
۱۹۶/۱ باب الکفارة مطبع مجتبائی دہلی

شامی میں ہے،

ولا يخفى ان المراد حديث لا ولي اقرب منه

شرح علائی میں ہے،

لو تزوج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ

اقول فافاد ان الا بعد عند حضور الاقرب فضولی فاذا تولى الشطرین بطل۔

اسی میں ہے،

فلو كبرية فلا بد من الاستیذان عند احدش، حتى لو تزوجها بلا استیذان من فسكتت او اقصحت بالرضی لا يجوز عندهما (لانہ تولى طرفی النكاح وهو فضولی من جانبها فلم يتوقف عندهما بل بطل احدش) وقال ابو يوسف يجوز له مزيد احد حاشية الشامی۔

اور ظاہر ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس سے زیادہ قریب کوئی اور ولی نہ ہو۔ (ت)

اگر بعید ولی نے اقرب کی موجودگی کے باوجود نابالغہ کا نکاح کیا تو یہ اقرب ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا (ت)

اقول اس کلام کا مفاد یہ ہے کہ اقرب کی موجودگی میں بعید ولی، فضولی قرار پائے گا، لہذا اگر بعید اس صورت میں دونوں جانب سے ولی بن کر نکاح کرے تو نکاح باطل ہوگا (ت)

اگر لڑکی بالغہ ہو تو اس سے اجازت لینا ضروری ہے قبل از نکاح احدش، حتی کہ اگر فضولی نہ اس سے خود نکاح بغیر اجازت کر لیا اور لڑکی خاموش رہی یا نکاح کے بعد اس نے رضا مندی ظاہر کی تو امام اعظم اور امام محمد کے قول پر نکاح جائز ہوگا کیونکہ یہ بالغہ کی موجودگی میں خود اس کی طرف سے فضولی ہے لہذا دونوں اماموں کے نزدیک یہ نکاح موقوف نہ ہوگا بلکہ باطل ہوگا احدش، اور امام ابو یوسف کے قول پر جائز ہے، اضافی جہارت

حاشیہ شامی کی ہے۔ (ت)

۳۲۷/۶	دار احیاء التراث العربی بیروت	مطلب فی الوکیل والفضولی الم	باب الکفارة	رد المحتار
۱۹۴/۱	مجتبائی دہلی		باب الولی	رد المحتار
۱۹۶/۱	-		باب الکفارة	رد المحتار
۳۲۷/۶	دار احیاء التراث العربی بیروت		-	رد المحتار

فتح القدر میں ہے،

وكلته اب يز وجهها مطلقا فانه لو لم وجهها
من نفسه لا يجوز له

اگر بالغہ نے کسی کو کہا کہ میرا نکاح کر دے اور کوئی شخص
نے اس صورت میں اگر اس شخص نے اس کا نکاح

خود اپنے ساتھ کر لیا تو جائز نہ ہوگا۔ (د)

المحلہ حکم مسئلہ مفصل و منقح ہو گیا اور سوال کی صورت کلیہ یعنی قولی ابو احمد طری النکاح اور الفاظ جریہ
یعنی نروجہ بنت عیسیٰ غلامہ میں نفسی (نکاح کی دونوں جانب سے ایک ہی شخص کا دلی بننا اور جریہ کے الفاظ
کو میں نے چماڑا (نکاح اپنے ساتھ کر لیا) دونوں کے متعلق تمام احکام و خلافیات عطا کئے گرام و تصحیحات عمدہ و غیرہ
ضروریات متعلقہ مقام سب نے وضوح تام و انجل کے تمام پایا اسی قدر بس ہے اور زیادہ تفصیل کی حاجت نہیں
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ علامہ دین اور مفتیان شرع میں بیچ اس مقدمہ کے کیا فرماتے ہیں ایک عورت ہے کہ اس کے
علامت سوائے خراج بولی کے اور نہیں ہے اور نکاح اس کا زید سے ہو گیا ہے، بعد نکاح ہونے کے یہ حال
معلوم ہوا، اب اس کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ بیٹنوا تو جوہر۔

باب الجواب

صورت مسئلہ میں وہ نکاح صحیح اور نكاح ضرورت نہ لازم،

فی فتاویٰ الامامہ قاضی خان حیات العیب
وهو حق النفس بسبب العیب عند من
لا یثبت فی نکاح فلا ترد المرأة بعیبت
وفی الدرر لم تحار الحلو بلا مانع کالوطی
تاكد المهر انتهی مختصرا و ملخصا،
واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے خیار عیب کہ عیب کی وجہ
سے حق فسخ کا نام ہے، ہمارے نزدیک یہ نکاح میں
ثابت نہیں ہوتا، لہذا کسی عیب کی بنا پر عورت کا
نکاح رد نہ ہوگا۔ در مختار میں ہے کہ نکاح کے بعد نفوت
وطی کی طرح مہر کو لازم کر دیتی ہے بشرطیکہ نفوت کے
دوران کوئی مانع نہ ہو، اھ، مختصرا و ملخصا، واللہ
تعالیٰ اعلم (د)

۱۹۶/۳	الحکمتہ النوریۃ الرضویۃ سکر	فصل فی الوکالۃ بالنکاح	سہ فتح القدر
۱۸۶/۱	نور کشف رکھنہ	فصل فی الخیارات التي تتعلق بالنکاح	سہ فتاویٰ قاضی
۹۸-۹۹/۱	مجتبائی دہلی	باب المهر	سہ در مختار

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علما سے دین اس مسئلہ میں کہ زید و ہندہ انیسویں برس ایک مکان میں بے تکلف بطور زن و شوہر رہتے اور زید لباس اور جڑا مرد خانہ داری میں اُسے مثل زنانہ برادری رکھتا، خاندان میں آمد و رفت اس کی تقریب شادی وغیرہ تھی، اور زوجہ زید مشہور تھی، اور زید مرد پارساتھا، اس کی وضع پر گمان بیکاری نہیں نہیں ہوتا، آیا یہ مرد و زن زوج و زوجہ تصور کیے جائیں گے؟ اور جو لوگ جلسہ نکاح میں موجود نہ تھے مگر اس حال سے واقف ہیں ان کی گواہی سے نکاح ثابت ہو گا یا نہیں؟ بیضا تو جہودا

الجواب

صورت مسئلہ میں وہ مرد و زن زوج و زوجہ تصور کئے جائیں گے یہاں تک کہ جو اشخاص اس حال سے واقف ہیں ان کے زوج و زوجہ ہونے پر گواہی دے سکتے ہیں۔ جہاں یہ ہے،

وكد لك لورأى النما مجلس مجلس القضاء
يدخل عليه الخصوم رجل له ان يشهد
على كونه قاصب وكذا اذ رأى من جمل
امراة يسكنان بيتا ينسبط كل واحد منهما
الى الآخر انسا ط الاثر و... الى...
واما النكاح اذا امرأى من جمل رجل على
امراة وسع من الناس ان حلاقة زوجة
فلان وسع ان يشهد امها زوجة وان
لديها رب عقد المكنة وفي فتاوى قاضي
ولورأى من جمل وامراة يسكنان في منزل و
ينسبط كل واحد منهما على صاحبه كما
يكون بين الاثر واج رجل له ان يشهد
على نكاحهما.

اور ایسے ہی اگر کسی نے ایک شخص کو مجلس قضا پر دیکھ
اور اس کے ہاں بیٹھے کے لیے مختلف فریقوں کا آنا جانا
دیکھا تو اس کو جائز ہے کہ وہ اس شخص کے قاضی ہونے
کی گواہی دے۔ اور ایسے ہی اگر کسی مرد و عورت کو ایک
مرستیں نہ نہ برحق طریق ایک دوسرے کے ساتھ
برتاؤ کرتے دیکھا، اور خلاصہ میں ہے کہ نکاح کے ثبوت
میں اگر کسی نے ایک شخص کو ایک عورت کے ہاں لے جاتے
دیکھا اور لوگوں سے بھی سنا کہ یہ مرد و عورت آپس میں
خانہ بوی ہیں تو دیکھنے سننے والے کو جائز ہے کہ وہ اس
عورت کے اس مرد کی بیوی ہونے کی شہادت دے
اگرچہ اس نے ان کے نکاح کی مجلس نہ دیکھی ہو۔ اور
فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ اگر کسی نے مرد و عورت کو
ایک مکان میں رہتے دیکھا اور ان کو آپس میں میاں بیوی

کی طرح بے تکلف پایا تو اس کے لیے ان دونوں کے نکاح کی شہادت دینا جائز ہے۔ (تہ)

۱۵۸/۳	مطبع یوسی کھنہ	کتاب الشہادۃ	سہ ہدایہ
۵۲/۴	مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ	افضل الاول	سہ خلاصۃ الشادی
۱۸۵/۱	نور کشور کھنہ	فصل فی الشہادۃ علی النکاح	سہ فتاویٰ قاضی خان

اور گواہ اگر انہیں زوج زوجہ بیان کریں اور کہیں ہم جیسے نکاح میں نہ تھے لیکن یہ امر مشہور ہے تو ان کی گواہی شرعاً مقبول ہے اور نکاح ثابت ہو جائے گا۔ در مختار میں ہے :

بل فی العزمیۃ عن الخانیۃ معہ
التصیر ان یقولوا شہدنا لا ناسمنا من
الناس اما لوقالوا لعین ذلک ولکنہ اشتہد
عندنا جازمت فی الکمل وصحیحہ شامرج
الوہبانیۃ وغیرہ ^۱ واللہ تعالیٰ اعلم۔
اس قول کو شارح وہبانیہ وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

بلکہ عمر میرے میں خانیہ سے منقول ہے کہ گواہ تفسیر کرتے
ہوئے کہیں کہ ہم نے لوگوں سے سنا ہے، لیکن اگر
یوں بھی کہہ دیا کہ ہم نے نکاح ہوتے نہیں دیکھا لیکن
ہمارے ہاں لوگوں میں مشہور ہے کہ (دووں میاں
بیوی میں) تو تمام صورتوں میں شہادت درست ہوگی۔

رسالہ

عَبَابُ الْأَنْوَارِ أَنْ لَا نِكَاحَ بِمَجَرَّدِ الْإِقْرَارِ

(محض اقرار کی بنیاد پر نکاح نہ ہونے کے بیان میں انوار کی موج)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مہتمم از پنجاب قیروہ ز پور صدر بازار مسجد جامع مدرسہ مولوی فضل الرحمن صاحب ۳۴ جمادی الاولیٰ، ۱۳۸۰ھ
از فقیر محمد فضل الرحمن بخدمت حضرت فیض و درجت مظہر علوم دینی و صدر رفیع فضیلت نبوی جناب مولانا بافضل
والکمال اولئنا جناب مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب غاضل بریلوی دام فیضہ العزیز السلاطین علیکم !
سوال (۱) زید نے ہندو سے جو اپنے فعل شنیع قبیح سے تائب ہوئی، غیر ضلع میں جا کر نکاح کیا تاکہ کوئی محل
اور مانع اس کا رخصت نہ ہو، اہل ضلع نے جب ان سے استفسار کیا کہ تمہارا نکاح ہوا ہے! تو انہوں نے یہ پاسخ
دیا کہ اس قدر مہر پر ہمارا نکاح بکلی ہے، آیا یہ صورت نکاح صحیح ہے؟
(۲) اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ میری بی بی ہے اور ہندو نے بیان کیا کہ تمیر احاد نہ ہے یہ قیل و قال محض شہود
میں بیان کی گئی، کیا ان الفاظ سے انعقاد نکاح ہو سکتا ہے؟ اس صورت میں ذکر مہر نہیں آیا، بعد توفیق و تطبیق روایات
کے جواب مزین بہرہ و دستخط فرما کر فتہ عطا فرمایا جائے تاکہ آئندہ کسی جاہل کو مجال مقال باقی نہ رہے و سلام
معہ الاکرام۔

الجواب

لَكَ الْحَمْدُ رَبِّ الْأُولَىٰ بِأَبِیْهِ صَلَّی عَلَیْهِ الْخَیْرَاتُ
الْأُولَىٰ مَعَ الْأُولَىٰ وَالْأَصْحَابُ وَالْأَهْلُ
الْحَقُّ وَالصَّوَابُ أَمِينُ الْمُهَنْتِ
الْمُهَنْتِ

تمام کر پاتے والے اسے رب! تیرے لیے ہی تمام حمد
ہے، سب سے زیادہ رجوع فرمائے والے محبوب پر
رحمت نچھاور فرما اور اس پر مع اس کے آل و صحابہ
سلا متی نازل فرما اور ہماری حق و صواب پر رہنمائی فرما، آمین
اسے عطا کرنے والے ہمارے اللہ تعالیٰ! (ت)

کرم فرما یا التسلام علیکم ورحمة الله واقبی یرسلہ قابل امعان انظار و اعمال انکار ہے،
فاقول وبالله التوفیق وبہ الوصول الی اوجہ التحقیق (پس میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی
توفیق سے اور تحقیق کی بلندی تک پہنچنا اسی کی مدد سے ہے۔ ت) اس میں شک نہیں کہ حکم قضائے نکاح تصدیق
مرد و زن سے ثابت ہو جاتا ہے یعنی بب و د و دون اقرار کریں کہ ہم زوج ہیں یا با ہم ہمارا نکاح ہو گیا ہے
یا اور الفاظ جو اس معنی کو تدوی ہوں تو بلاشبہ انھیں زوج و زوجہ جانیں گے اور قصائد تمام احکام زوجیت
ثابت ہوں گے بلکہ خدا ناس اس سے بھی کمتر امر ثبوت نکاح کو کافی ہے، جب مرد و زن کو دیکھے مثل
زنی و شو ایک مکان میں رہتے رہتے مساطری و تونی رکھتے ہیں تو ان پر بالکافی حرام، اور ان کے زوج و
زوجہ ہونے پر گواہی دینی جائز، اگرچہ عقد نکاح کا معائنہ نہ کیا ہو،

فہی علیہ فی الہدایۃ و الہمدیۃ وغیرہما
وفی قرۃ العیون عن الدرد و یشہد من
من ائی سر جلا و امراۃ بینہما ایضا الاذواج
انہا عرسہ

ہا یہ، ہندیہ وغیرہما اور قرۃ العیون میں در سے ان
سب کتب میں ہے کہ جس نے مرد و عورت کو حلالہ بیوی
کی طرح بے تکلف معاملات کرتے دیکھا اس کو جائز
ہے کہ مرد کے لیے اسی عورت کے بیوی ہونے کی

شہادت دے۔ (ت)

اسی طرح تسامع بھی سامعین کے نزدیک اثبات نکاح کو لیں جوتا ہے یعنی جب ان کا زوج و زوجہ
ہونا لوگوں میں مشہور ہو تو انھیں یہی سمجھا جائے گا اور زوجیت پر شہادت روا ہوگی اگرچہ خود ان کی زبان سے
اقرار نہ سنا ہو،

کما فی الدر المختار و عاصۃ الاسفسار و
جبکہ در مختار اور عام کتب میں اور

في قرية العيون عن الحمادية كذا اتجزر المشاهدة
بالشهرة والتساع في السكاح حق لوراء
وجلا يد خذ على امرأة وسمع من الناس ان
فلاية موجهة فلان وسمعه ان يشهد انها
روحه وان لوراء ان عقد النكاح له

قرۃ العیون میں عمادیہ سے منقول کہ نکاح کے معاملہ میں شہرت کی بنا پر بغیر تحقیق شہادت جائز ہے حتیٰ کہ ایک شخص کو ایک عورت کے پاؤں آتے جاتے دیکھا اور لوگوں سے معلوم ہوا کہ یہ عورت اس شخص کی بیوی ہے تو اس کو جائز ہے کہ وہ اس عورت کے بارے میں

اس شخص کی بیوی ہونے کی شہادت دے اگرچہ اس نے ان کا نکاح نہ دیکھا ہو۔ (ت)

توان کا باہم تصادق بدرجہ اولیٰ ثابت نکاح،
فی الثمینیۃ عن ابی السعود عن العلامة
الحنفی صرحوا بان النکاح یشتت بالتصادق
والمراد منه ان القاضی یشتت به ویحکم
به آھ ملخصاً۔

معاوی شامی میں ہے اہل سود کی علامہ خانوتہ سے روایت ہے کہ فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ مرد و عورت کی آپس میں خاوند پیری ہونے کی تصدیق سے نکاح ثابت ہو جائے گا اس سے مراد یہ ہے کہ

قاضی اس نکاح کو ثابت قرار دے گا اور اس کو نافذ رکھے گا اور ملخصاً (ت)

خاصی اس نکاح کو ثابت قرار دے گا اور اس کو باطل نہ کرے گا اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل نہیں ہے۔
 پس ایسی صورت میں جب کہ ایک شخص دو یا دو سے زائد عورتوں سے نکاح کرے گا تو اس کا نکاح باطل نہیں ہے۔
 کہے گا اور بدگمانی کے ساتھ پیش آئے گا کہ بکرم حرام غرض ہوگا یا اس پر حکم قضا اور ہے اور امر دینت اور چیز
 اگر وہ اپنے اظہار و اخبار میں حقیقتہً سچے ہوں یعنی واقع میں ان کے باہم نکاح ہو گیا ہے تو عند اللہ بھی زوج و
 زوجہ ہیں ورنہ مجرد ان الفاظ سے حکم بطور اخبار بیان میں آئے ہوں نکاح منعقد نہ ہوگا وہ بدستور اجنبی و
 اجنبیہ ہیں گئے۔ نکاح جن امور و افعال کو ثابت و حلال کرتا ہے دینانہ ان کے لیے اصل ثابت و روا
 نہ ہوں گے کہ اس تقدیر پر یہ الفاظ کوئی عقد و ا نشانہ تھے محض جھوٹی خبر تھی اور جھوٹی خبر دینانہً باطل و
 بے اثر۔

4 اثر - اقول علامہ تصریح فرماتے ہیں اگر شوہر نے اقرار طلاق کیا کہ میں اسے طلاق دے چکا ہوں اور واقع میں نہ دی تھی تو قصداً طلاق جو جہنمی گمراہی نہ ہو گزرنے ہوگی کہ اس کا یہ قول طلاق دینا نہ تھا بلکہ طلاق غیر طلاق کی مجبوری خیر دینا، حاشیہ علامہ طحاوی میں ہے،

میں ہے،
 لا نقول لهما مازن وشویم لان النکاح اثبات وهذا
 اظهر والاظهار غیر الاثبات ذکر فی التخییر
 وقال فی مختار النوارى هو المحار
 اس کو انہوں نے تخییر میں ذکر کیا ہے اور مختارات النوازل میں ہے کہ یہی مختار مذہب ہے۔ (ت)

قن عدم ابراہیم علیہ السلام
 لو قال عند الشهود مازن وشویم لا ینعقد
 اگر انہوں نے گواہوں کے سامنے کہا کہ ہم بیوی خاوند
 ہیں تو اس سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔ (ت)

ثانیہ میں ہے،
 ذکر البیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ رجل
 وامرأة لیس بینہما نکاح اتفق ان یقر
 بالنکاح فاقرا لم یکرہما قال لان الاقرار
 حاصر عن امر متقدم وہو یجوز وکذا
 فی البیع اذا اقر ابعیہ لم یکن ثمر احبائہ
 لہ یجوز
 بیع کا استہار کیا حال کہ پہلے بیع نہ تھی تو اس اقرار سے بیع منعقد نہ ہوگی۔ (ت)

اسی میں ہے،
 ذکر فی النوارى رجل وامرأة اقر ابعیہ بیدی
 الشہود بالفارسیة مازن وشویم لا ینعقد
 النکاح بینہما وکذا لو قال لامرأة هذہ
 نوازل میں مذکور ہے کہ مرد و عورت نے گواہوں کے
 سامنے یہ اقرار فارسی میں کیا کہ ہم بیوی خاوند ہیں
 تو اس سے نکاح منعقد نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر مرد نے

لہ الفیاض و اصلاح
 علی ملتقى البحیر
 علی فتاویٰ خانہ

کتاب النکاح

موسسة الرسالة بیروت
 ذلک شہور کھنہ
 ۲۳۸/۱
 ۱۳۹/۱

امراتی وقالت هي هذا من زوجي لا يكون
نكاحا حايه

ایک عورت کے بارے میں کہا کہ یہ میری بیوی ہے
اور اس عورت نے بھی کہا کہ یہ میرا خاوند ہے، تو اس
سے نکاح منع نہ ہوگا۔ (ت)

فقہی امام علامہ حسین بن محمد سمعانی میں ہے،
اقرار بالنکاح بین یدی الشہود فقال ما زن و
شؤیم لا یعتقد هو المختار لان النکاح اثبات
والاظهار غیر الاثبات ولہذا اقرار بالمال
لا ینسان کا ذبا لا یصیر منکاح (یعنی
الخلاصۃ) ولو قال المرء حبیل ہذا
امراتی وقالت المرأۃ ہذا من زوجي بمحض
من الشہود لا یكون نکاحا لان لا اقرار
احیاء عن امر متقدم ولم یقدم (س)
(ای فتاویٰ اہل مصر قند) (مخلصنا)

مرد و عورت نے گواہوں کے سامنے کہا کہ ہم بیوی و
بہن ہیں تو نکاح منع نہ ہوگا، یہی مختار ہے۔ کیونکہ نکاح
اثبات کا نام ہے اور اقرار و اثبات نہیں ہوتا بلکہ
اظهار ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے کسی دوسرے
کے لیے اپنے مال کا جوٹا اقرار کیا تو دوسرے کے لئے
حلیت ثابت نہ ہوگی، (یعنی خلاصہ)
اگر کسی مرد نے کسی عورت کے متعلق کہا کہ یہ میری بیوی
ہے اور عورت نے کہا کہ یہ میرا خاوند ہے، تو گواہوں کے
سامنے اس اقرار سے نکاح نہ ہوگا کیونکہ اقرار پہلے سے
موجود پیر کے بارے میں خبر ہوتی ہے، جو کہ یہاں پہلے نکاح موجود نہیں ہے، اس (فتاویٰ مرقیہ)۔ (ت)

نکاح میں خبر ہوتی ہے، جو کہ یہاں پہلے نکاح موجود نہیں ہے، اس (فتاویٰ مرقیہ)۔ (ت)
نکاح میں خبر ہوتی ہے، جو کہ یہاں پہلے نکاح موجود نہیں ہے، اس (فتاویٰ مرقیہ)۔ (ت)
نکاح میں خبر ہوتی ہے، جو کہ یہاں پہلے نکاح موجود نہیں ہے، اس (فتاویٰ مرقیہ)۔ (ت)
نکاح میں خبر ہوتی ہے، جو کہ یہاں پہلے نکاح موجود نہیں ہے، اس (فتاویٰ مرقیہ)۔ (ت)

محض اقرار سے نکاح نہ ہوگا مختار قول پر، خلاصہ۔
جیسا کہ کوئی شخص کے کہ یہ میری عورت ہے، تو اس
اقرار سے نکاح نہ ہوگا کیونکہ اقرار ثابت شدہ چیز کے
اقرار کا نام ہے اور یہ انکار نہیں ہوتا الخ، یہ مکمل آئندہ آئے گا۔ (ت)

فتاویٰ ہندیہ میں عبارت خلاصہ هو المختار (یہی مختار ہے۔ ت) تک نقل کی، پھر کیا،
دوق لایس زن من ست بمحض من الشہود
اگر کسی نے گواہوں کے سامنے کہا کہ یہ میری بیوی ہے

۱۴۹/۱	نو کشور لکھنؤ	کتاب النکاح	لے فتاویٰ خانیہ
۴۹/۱	قلی نسخ	"	لے خزائنہ الفقیہین
۱۸۵/۱	مطبع مجبائی دہلی	کتاب النکاح	لے در مختار

وقالت المرأة ايس شري من است ولو يكن
بينهما نكاح سابق اختلف المشايخ فيه و
الصحيح انه لا يكون نكاحا كذا في
الظهيرية وفي شرح البصا ص المحتار
انه يتعقد اذا قضى بالنكاح او قال
الشهود لهما جعلنا هذا نكاحا ففلا
نعم يتعقد هكذا في مختار
الفتاوى المحمدي

اقول وجه الاعتقاد في الاول ان
انقضاء يرفع الحلائل وانه ينفذ
ظاهرا وباطنا وفي الثاني ان السؤال معاد
في الجواب والجعل انشاء كما في الفتح
والدر وغيرهما.

اور عورت نے کہا یہ میرا خاوند ہے، حالانکہ ان کا پہلے
نکاح نہیں تھا، تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے
بلکہ صحیح یہی ہے کہ نکاح نہ ہوگا۔ ظہیر یہ اسی
طرح ہے، اور بصا ص کی شرح میں ہے کہ اگر قاضی
نے نکاح کا فیصلہ دیا مرد و عورت کو گواہوں نے کہا کہ
کیا تم نے ان النافذ کو نکاح بنا دیا تو انہوں نے جواب
میں ہاں کہہ دیا تو مختار یہ ہے کہ نکاح منعقد ہو جائیگا
مختار الفتاوی میں ایسے ہی ہے (ت)

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) قاضی کے
فیصلے کی سورت میں نکاح ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ
حکم قاضی رافع خلاف ہے اور قصاصا بڑا اور باطنی
نافذ ہوتی ہے اور دوسری عورت میں انعقاد کی وجہ یہ ہے
جواب سوال پر مشتمل ہوتا ہے، تو سوال میں نکاح
بناے کا درجے تو جواب میں بھی بنانے کے ذکر سے
نکاح کا انشاء ہو گیا، جیسا کہ فتح اور رد وغیرہ میں ہے۔

فتاوی علامہ برہان الدین ابراہیم بن ابی بکر بن محمد اخلاعی حسینی میں ہے،

دونوں نے گواہوں کے سامنے اقرار کیا کہ ہم بڑی عاوند
ہیں تو اس سے نکاح نہ ہو گا یہی مختار ہے مرنے والوں کے
کہا یہ میری بیوی ہے اور عورت نے بھی گواہوں کے
سامنے کہا یہ میرا خاوند ہے تو اس سے نکاح نہ ہوگا
جبکہ پہلے نکاح نہ تھا یہی صحیح ہے اور اسی پر
فتویٰ ہے۔ (ت)

اقربا بالنکاح بین یدی شہود بقولہما
ما زن وشویم لا یتعقد ھو المحتار قال بعض
لشہود ھذا المرأة ورجل ھذا
ھذا الرجل زوجی ولو یکن بینہما نکاح
سابق لا یتعقد ھو الصحيح و علیہ
الفتویٰ

یا بجز اخبار و انشاء کا تعلق بہ یہی ترادۃ اخبار ارادۃ منافی اور ارادۃ منافی عقد کا نافی۔

اقول و بتقریری ہذا اندفع ما عمنی
ان یتوهم من ان، لنکاح مما یتوی فیہ الہزل
والجد فلا یحتاج الی سبۃ وقصد حتی لو تکلم
یا لا یجواب والقبول ہر لین او مکرہین ینعقد
فکان المناط محرمہ التدفیع ولان عدہ المقصد
وذلك لان بوجاہت بین عدہ المقصد وقصد
العدہ ہر بامرادۃ شیء اخر غیرہ مما یحتملہ
لفظ و ما لا یحتاج الی المقصد یصح صح
الاول دون الاخر لا تری انه لو قال انت طالق
ولم ینو شیت طلق وان موی الطلاق من الوثاق
او الزجر عن هلاق سابق صا دقا او کاذا لم
یطلق ویانۃ کما تصو علیہ اتقن ہر و ہر
التحقیق الحقیق بالقبول وان حتی بعضہ
حل بعض الفحول من ان ہر انما هو فی اللفظ
الصریح اما الکئیات فلا شک فی وقوعہا علی
النیت حکم فی الطلاق والعقاق۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) میری اس تقریر
سے اس مشبہ کا ازالہ ہو گیا جس میں کہا گیا کہ نکاح تو ان
امور میں سے ہے جن میں مذاق اور قصد برابر ہیں لہذا
اس میں قصد اور ارادہ کی ضرورت نہیں حتی کہ جب مرد و
عورت نے ایجاب و قبول کے کلمات بول دئے اگرچہ
مذاق یا جبر سے کہے ہوں تو نکاح ہو جائے گا اس کی
صحت کے لیے صرف الفاظ کی ادائیگی کافی ہے اگرچہ
قصد نہ بھی ہو (لہذا بصورت اقرار نکاح صحیح ہونا چاہیے)
اس مشبہ کے ازالہ کی وجہ یہ ہے کہ قصد نہ ہونا اور بات
ہے اور نکاح کے خلاف کسی محلی لفظ کا قصد نہ ہونا اور بات ان
دونوں میں بڑا فرق ہے، وہ امور جو قصد کے بغیر ہو جاتے
ہیں وہ پانچ صورتیں ہیں: ۱۔ قصد نہ ہونے کی صورت میں صحیح
ہو جاتے ہیں عکسی مخالف چیز کے قصد سے وہ صحیح
نہیں ہوتے۔ ۲۔ آپ دیکھئے کہ طلاق کا لفظ بغیر ارادہ کے
ہو جاتا ہے تو طلاق ہو جاتی ہے لیکن اگر یہی لفظ طلاق
بول کر کسی دوسرے معنی کا ارادہ کیا جائے مثلاً طلاق
بول کر ہانڈے ہوئے کو کھولنا مراد دیا جائے یا انت طالق کہہ کر پہل دی ہو تو طلاق کی کچھ یا چھوٹی خبر اور حکایت کا قصد ارادہ
کیا جائے تو ویانہ یعنی عذائے طلاق نہ ہوگی جیسا کہ فقہاء کرام نے اس کو واضح بیان کیا ہے۔ اس فرق کو محفوظ کر دو
کیونکہ یہ تحقیق قابل قبول ہے، اگرچہ یہ قدرے بعض بڑی شخصیات پر مخفی رہا ہے، تاہم یہ بیان صریح الفاظ کے متعلق
ہے لیکن کنایہ کے الفاظ بہر حال نیت کے محتاج ہیں، جیسا کہ طلاق و عتاق میں صریح کنایہ کا فرق موجود ہے (دست)
اور شک نہیں کہ ظاہر اعوام ان الفاظ سے ارادۃ انشاء کو جانتے ہی نہ ہوں گے بلکہ جو ان کا مفہوم متباد
ہے یعنی اخبار و ہی ان کا مراد و مقصود ہو گا اور سامعین بھی انہیں سن کر یہی سمجھیں گے تو جبکہ واقع میں اس سے پہلے
نکاح نہ ہوا تو صرف یہ سوال و جواب و اخبار غلط گیر کرنا انہیں عذائے زوج و زوجہ بنا سکتے ہیں،
ہذا مما لا یعقل ولا یتستاہل ان یتقبل
یہ غیبر معقول ہے اور قبول کر لینے کے قابل نہیں

اقول فقد بان بحمد الله ضعف ما نقل
في التوير والدرد عن الذخيرة بعد ما قدما
عدم الانعقاد ما لا قرار على المختار كما
سمعت بحيث قال عقيبه وقيل ان كانت
بمحضر من الشهود صح وجعل
الاقراء انشاء وهو الاصح
ذخيرة فاعلم اولاً ان السولين
المحققين رحمهما الله تعالى قد اشارا
الى تضعيف هذا بوجه اما المصنف
فتقديمه الاول وتعبيره هذا بقيل
واما المؤلف فبتقريره على الامر
تعليله للاول فان التعليل دليل
التعويل كما نص عليه في العقد الایة
وغيرها فافهم وثاني ان
تاملت ما القيت عليك فوجوه ضعفه
لا تخف لديك اما اولاً فلما
تقدم في كلامي وکلمات
العلماء انكرهم على عدم الانعقاد
بالاقراء من دلائل لا تنود و
لاتوام ولا شك ان الاقوى دليل
احق تعويلاً واما ثانياً فلما
له من كثرة الترجيعات وقد
تقرر ان العمل بما عليه الاكثر

اقول بحمد الله تعالى تویر اور در میں جو ذخیرہ سے
نقل کیا گیا جہاں انھوں نے اقرار نکاح کو مختار قول کے
مطابق عدم نکاح قرار دیا جیسا تو نے سنا اور اس کے بعد یہ کہلا کہ بعض
نے کہا ہے کہ یہ اقرار گواہوں کے سامنے ہو تو نکاح صحیح
ہے اور اقرار کو انھوں نے انشاء قرار دیا ہے اور ذخیرہ
کے حوالے سے اس کو اصح کہا اس نقل کا ضعف
واضح ہو گیا تو غور کرو اولاً اس لئے کہ (شامی اور طحاوی جہاں
دونوں قابل احترام حضرات اس کا ضعف پر مبنی دجوسے اشارہ فرمایا ہے
بیشک مصنف صاحب نے اپنے قول یعنی عدم انعقاد کو پہلے
ذکر اور دوسرے کو قیل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور
مؤلف نے یعنی صاحب ذخیرہ نے اگرچہ دونوں
قولوں کو ذکر کیا لیکن وجہ اور دلیل صرف پہلے قول کی
دیکھ کر کہ قابل اعتنا ہوئے کی دلیل ہے جیسا کہ یہ
قاعدہ معروف الیہ وغیرہ میں بیان ہے وغور کرو —
دوسرا اس لیے کہ میں نے جو جہ ضعف آپ کو
بیان کئے ہیں اگر آپ نے غور کیا ہو تو اس نقل کے
ضعف کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں مثلاً اول یہ
کہ میں نے اور دیگر علماء کرام نے جو کلمات ذکر کئے ہیں
کہ اقرار سے نکاح نہیں ہوتا اور اس پر جو دلائل پیش
کئے گئے وہ ناقابل تردید ہیں اور بلا شک و شبہ
جو دلائل وزنی ہوں گے وہ زیادہ قابل اعتنا ہونگے
ثانیاً اس لیے کہ اس پر کثیر ترجیحات ذکر کی گئی ہیں
اور یہ بات مستطیع ہے کہ جس پر اکثریت ہو وہ عمل کے لیے

کما فی العقود وغیرہ واما ثالثا
فلان مالہ مت علامۃ الافتاء
اشد قوة واعظم وقعة مما لهذا
فتی نصوات علیہ الفتوی وبہ
یفتی اکید ما یکون من الفاظ
الفتوی واما رابعا فلان ما علیہ
التوب وہی العمدۃ والیہا الرکون
فہذا الامر بعة فقد طهرت من قبل
واما خامسا فلما قسمہ انفا قد
اطهرنا المولی الامام برہان الدین
محمود بن الصمد تاج الدین
احمد قدس سرہما فی ذخیرتہ ماخذ
خیرتہ اذ بنی ذلک علی ماہ ذکسہ
محرم المذہب محمد رضی اللہ تعالی
عنہ فی صلح الاصل لادعی رجل علی
امراة نکاحا فجحدت فصالحها بمائۃ
علی انت تقربہذا افاقرت
فہذا لا قرار جاز و المال
لا نہ ام فظن المولی المرہان
انت محمد اجاب النکاح
بالاقرار وقد علم انت
ہذا لا یصح الا بحضور
من الشہود ففرج علیہ

قابل قبول ہے جیسا کہ عقود وغیرہ میں ہے ثالثا اس
لیے کہ جس میں فتویٰ کی قوی طاقت پائی جائے وہ قوت اور
وقت کے لحاظ سے پختہ اور وزنی ہوتا ہے، چنانچہ
فقہ کرام نے اس پر تصریح کی ہے علیہ الفتوی اور
”بدیعہ“ کے الفاظ فتویٰ کے باب میں سب
سے زیادہ پختہ الفاظ ہیں، رابعا اس لیے کہ کتب
جس کو معتد علیہ قرار دیں اس کی طرف ہی رجوع
کرنا ہوتا ہے۔ یہ چاروں امور پسے واضح ہو چکے
ہیں۔ خامسا اس لیے جو آپ ابھی سنیں گے
کہ امام برہان الدین محمود بن الصمد تاج الدین
قدس سرہما نے اپنے ذخیرہ میں جس کو اپنے پسندیدہ
اور کامل مآخذ کے لیے ظاہر کیا ہے اس
لی حیات خورہ۔ امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ذکر کردہ مسئلہ پر ہے جس کو انھوں نے اصل یعنی
بسرط کے باب الصلح میں بیان کیا ہے وہ یہ کہ
ایک شخص نے ایک عورت کے بارے میں دعویٰ کیا کہ
میری منکوحہ ہے جبکہ عورت نکاح سے انکاری ہے تو
اس نے عورت سے سو روپے کے بدلے صلح کر کے
اس سے نکاح کا اقرار کرایا تو عورت کا اقرار جائز
اور مال لازم ہو جائے گا اس سے محمد بن ابی الدین
کو گمان تھا کہ امام محمد نے عورت کے اقرار سے نکاح
کو جائز قرار دیا اور علامہ برہان الدین نے یقین کر لیا
کہ یہ اقرار گواہوں کی موجودگی میں ہوا تو صحیح ہو گا،

ان الاصححة الصحة لو الشهود حضورا قال
 البعد الضعيف لطف به المولى اللطيف و
 اى شئ اكون انا حقى اتكلم من
 يدى هذا الاسم الجليل قد ص
 صره الجليل ولكن كثرة تصحيحات الائمة
 و جزمهم فى الجانب الاخر بما تجرد في
 ان اقول و بالله التوفيق لاماس لما
 فى الاصل بهذا الفصل فان محمدا
 انما اجاز الاقرار والنزول المال فانما
 انما جواز الصلح و انقطاع الجبدال
 بحديث لو عادت المرأة بعد ذلك الحب
 المحمود لم يسمع القاضى اما لو لم يجز
 الصلح لم يلزم المال و
 اقرب المرأة على نكاحها هذا هو
 حاصل جواز الصلح و عدم جوازها
 كما لا يخفى و ان هذا من العقاد
 لعقد فى اوقاف فيما بينهم و بين سبهم
 العليم الخبير تبارك و تعالى اليس قد
 صرحوا انه لا يطيب له البذل ان كان
 كاذبا ولو ادعى سبيل على اخربيع داسه
 فلا فاقربه اختد او عن يمينه او فوارا
 عن ذل الجثمين يدى القاضى شت الميع قضاء
 و جرت الاحكام من وجوب التسليم و لرحم الشفعة
 و غيره لك نك هذا المدعى الكاذب انما يخذ
 جملة ناس ثم المرافات المصالحين

اسی لیے انھوں نے اس کے بعد یہ تقریر قائم کی کہ اصح بات
 یہ ہے کہ گواہ موجود ہوں تو اقرار سے نکاح صحیح ہوگا۔ یہ
 جبہ ضعیف (اللہ تعالیٰ مہربان اس پر مہربانی
 فرماتے ہیں کون ہوں جو اس عظیم آدم کے سامنے بات
 کروں لیکن تصحیح کی کثرت اور ائمہ کرام کا جرم اس کے خلاف
 ہے جس کی وجہ سے مجھے جرأت ہو رہی ہے کہ میں بات
 کروں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے، اصل کے بیان
 کا اس بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ امام محمد
 رحمہ اللہ تعالیٰ نے صرف اقرار کو ہرگز اور مال کو لازم
 فرمایا ہے جس کا مفاد صرف صلح کا جواز اور جگہ ختم
 کرنا ہے حتیٰ کہ اگر عورت اس کے بعد دوبارہ انکار کرے
 تو قاضی اس کی سماعت نہیں کرے گا۔ لیکن اگر صلح
 کرنا نہ مانا جائے تو بال لازم نہ ہوگا اور عورت کا انکار
 باقی رہے گا، سخ کے جواز اور عدم جواز کا حاصل صرف
 یہی ہے جیسا کہ واضح ہے، اس کا فی الواقع عند اللہ
 نکاح کے منع ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیا ایسی
 صورت میں مدعی کے جھوٹا ہونے پر معاوضہ کے اس کے یہ
 طیب نہ ہونے پر فقہانے تصریح نہیں کی، ایک شخص دوسرے
 کے خلاف اس کے مکان کی فروخت کی کا جھوٹا دعویٰ کرے
 اور مدعی علیہ قسم سے بچنے کے لیے فروخت کی کا اقرار کر لے یا
 قاضی کے ہاں پیشی کی رسوائی سے بچتے ہوئے اقرار
 کر لے تو اس صورت میں قصاص بیع ثابت ہو جائیگی
 اور اس پر مکان کا قبضہ دینا، اور شفعہ وغیرہ جیسے احکام
 جاری ہوں گے اس کے باوجود جھوٹے مدعی کی وصولی اس
 کے لیے جہنم کا انگارہ ہے، پھر دوسرے کرنے والوں نے

اذا عقد الصلح وهو انما يصور بارجاعه
الى عقد من العقود الشرعية فلا بد
من حمله على اشبه عقد به ضرورية
تصحیح الكلام وقطع الخصام اما
ههنا اعني فيما نحن فيه فلم يریدا
عقد او انما اخبرنا خبرا كذا بما و
الكذب وان يرفع على الناس
فلا يصحح عند الله اصلا فوضعه الفرق
ونزال الاشبهة والحمد لله قال في
الهداية اذا ادعى رجل على امرأة نكاحا
وهي تجحد فصالحته على مال
بذلته حتى يترك الدعوى جازما و
كان في معنى الخلع لانه امكن تصحيحه
نعتا في جانب بناء على نزعها وقت
جانبها بئذ لا للمال لدفع الخصومة
قالوا ولا يحصل له انت يا احد فيما بينه
وبين الله تعالى اذا كان مبطلا في دعواه
اح ، قال في النکفایة هذا عام في جميع
انواع الصلح اعم وفي المدس المحتار
عن القمستانی اما الصلح على بعض الدين
فیصح ویبرء عن دعوى الباقي اى قضاء
لا ديانة ولذا الوظفیه اخذت به

جب صلح کا عہد کر لیا تو حکمت کا تقاضا ہے کہ اس معاہدہ
کو کسی شرعی عقد کی صورت دینے کے لیے اس کے
قریب ترین عقد پر محمول کیا جائے تاکہ ان دونوں کی کلام
کو صحیح بنایا جائے اور ان کے جھگڑے کو ختم کیا جاسکے ،
لیکن یہاں ہمارے زیر بحث مسئلہ میں تو مرد و عورت
نے کوئی عقد نہیں کیا بلکہ دونوں نے جھوٹی خبر دی بھڑوٹ
اگرچہ لوگوں پر اثر انداز ہو جاتا ہے لیکن مندرجہ مقرر نہیں
ہو سکتا ، پس فرق واضح اور اشتباہ ختم ہوا ، لہذا عہد ،
بذریعہ میں فرمایا اگر کسی مرد نے کسی عورت پر اس سے نکاح
کا دعویٰ کیا جبکہ عورت انکاری ہے اور دعویٰ کو ختم کرنے
کے لیے مال دے کر صلح کرتی ہے تو یہ صلح جائز ہے
اور اس صلح کو صلح کے معنی پر محمول کیا جائیگا کیونکہ مرد کی
طرف سے اس کے دعویٰ کی بنا پر اس معاہدہ کی
دوسری طرف مرد و بیہ صلح ہے اور عورت کی طرف مال
کی ادائیگی جھگڑے کو ختم کرنے کی کارروائی تصور کیا جائیگا
اس کے باوجود فقہاء کرام نے یہاں فرمایا کہ اگر وہ مرد جھوٹا
ہے تو اس کو عورت سے معاہدہ لینا حلال نہیں ہے اور
اور کنیز میں کہا کہ یہ ہر قسم کی صلح کو شامل ہے اور در مختار
میں کہستانی سے منقول ہے کہ قرض کے کچھ حصے پر صلح
ہو جائے تو جائز ہے اور باقی قرض سے قضا بڑی
ہو جائے گا دیانہ یعنی عند الضرری ہوگا اسی لیے
اگر قرض خواہ کو موقع ملے تو باقی کو وصول کرے اور

۲۳۴/۲	مطبوعہ یوسفی مکتبہ	کتاب الصلح	۱۲۲/۲
۳۸۹/۶	فریر رضویہ سکھ	کتاب الصلح	۱۲۲/۲
۱۲۲/۲	مطبوعہ مجتہدانی دہلی	۱۲۲/۲	۱۲۲/۲

وفي الشامية عن المقدسي عن المحيط
قضاء الالف فانكر الطالبي فصالحه
بمائة صبح ولا يحل له اخذها ديانة
احم، وسرد النقول في ذلك يطول و
قال في الهداية الاصل ان الصلح
يجب حمله على اقرب العقود اليه
واشبهها به احتياالا لتصحيح تصرف
العاقدين ما امكن احم فيما اسمعتك
يتحصل الجواب عن تسلسل
الموقف البرهان بثلاثة اوجه
الاول ارجاع الصلح الى تلك
العقود تقديره وتصور ضروري
فلا يتعدى الشافعي اسما تثبت
هذه العقود بتلك الالف ظاف
ضمن الصلح وكم من شيء
يثبت ضمننا ولا يثبت قصد الا
ترى ان قوله اعتت عبدك
هنا اعنى باللف يتضمن
الابتياع مع انه لا ينعقد
قصد، بنفذ الاعناق الثالث
ان هذه العقود انما تقدر
قضاء ولا تؤثرف الديانة

اور فتاویٰ شامی میں مقدسی کے حوالہ سے محیط سے
منقول ہے کہ اگر کسی نے قرض خواہ کو
ہزار کر دیا مگر قرض خواہ وصول سے منکر ہے تو مقروض نے
ایک صد پر صلح کر لی تو صلح سے لیکن قرض خواہ کو دینا زیلیا
مکمل نہیں ہے احم یہاں تمام نقول کو ذکر کرنا طول است
کاباعث ہوگا۔ ہدایہ میں فرمایا کہ قاعدہ یہ ہے
کہ صلح کرنے والے کے تصرف کو صلح قرار دینے
کے لیے صلح کے قریب ترین کسی عقد پر مجمل کرنا
ضروری ہے تاکہ حتی الامکان اس کے عقد کو صحیح
بنایا جاسکے احم میں نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے
مردہ تاجران الدین کی دلیل کے تین جواب ہوئے
پہلا یہ کہ اس صلح کو عقود کی طرف راجع کرنا صرف
ترشحی سورت ہے، اور ایک ضرورت کے لیے ہے
اس ضرورت کے بغیر تجاویز کرنا درست نہیں۔
دوسرا یہ کہ ان عقود کا ثبوت صلح کے الفاظ میں
ضمنی ہوتا ہے جبکہ بہت سے امور ضمنی تو ثبات
ہوتے ہیں لیکن مقصود ثبات نہیں ہوتے، آپ
غور کریں کہ جب کوئی کہتا ہے کہ تو اپنے غلام کو میری
طرف سے ایک ہزار کے بدلے آزاد کر دے تو
یہاں ضمنی بیع ہو جاتی ہے، جبکہ آزاد کر دے
کے لفظ سے قصد بیع منقذ نہیں ہوتی، تیسرا یہ
کہ یہ عقود صلح کے ضمن میں صرف قضا نافذ ہوتے ہیں

اذا كان مطلًا و محن لا تنكرات باقرارهما
يثبت النكاح قضاء و انما الكلام في الديانة
فان كان مواد الامام البرهان هو الصحة
قضاء و قد يستأنس له بقوله عظم الله مرقداه
بجعل الاقرار انشاء حيث لم يقل كان انشاء
و يعينه بماؤة الامر على عبارة الاصل فاما
كما علمت لا تغيد الا الجوار قضاء فهذا
حق لعمري بعد ولا خروفي البصير اليه تصحيحا
لكلامه هذا الامام و تحصيله للوفاء بينه
و بين غيره من الائمة الاعلام و ان
كان فيه بعد بالنظر الى قدر الكلام و
الاغلا شك ان الحق مع هؤلاء الجهابذة
الكرام و الله تعالى اعلم بحقيقة الامر في كل
مرام و الحمد لله مولينا المهادي ذي الجلال
والاكرام .

صلح جنوب پر مبنی ہو تو یہ نہ نافذ نہیں ہوتے اور یہ
بات ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مرد و عورت کے قاضی کے
ہاں اقرار سے قضاء نكاح ہو جاتا ہے جبکہ ہماری
گھٹگو دیانت یعنی عند اللہ کے بارے میں ہے، تو
اگر امام ربان الدین کی مراد یہ ہو کہ صرف قضاء نكاح
ہو جاتا ہے جبکہ ان کا کلام اس طرف مائل ہوتا ہے
کیونکہ انہوں نے اقرار کو انشاء بنایا ہے اور یہ نہیں
فرمایا کہ وہ انشاء ہے اور پھر انہوں نے اپنی بات کا
طراصل یعنی فہرست کی عبارت کو بنایا ہے جس سے
صرف قضاء ہوا ثابت ہے اگر ان کا یہی مقصد ہے
تو کیا اور حق ہے جس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں ہے
اور اگر اس عظیم امام کے کلام کو درست بنانے کے لیے
اس مقصد کی ابت کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے،
اگرچہ ان کے ظاہر کلام سے یہ مقصد بعید نظر آتا ہے تاہم
اس سے ان کے اور دیگر اقرا کلام کے کلام میں موافقت
پیدا ہو جاتی ہے اور اگر ان کا ذکر مقصد نہ ہو تو پھر اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ان کے مقابلہ میں دیگرانہ کا
کلام حق ہے، اور ہر مقصد میں اللہ تعالیٰ ہی حقیقت کو بہتر جانتا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ رہنمائی فرمائے و اللہ اعلم
تمام تعریفیں ہیں۔ (ت)

ہاں اگر مرد و زن نے وہ الفاظ کہ جو امر ماضی سے خبر دینے کے لیے متعین نہ تھے مثلاً مرد نے کہا یہ میری
زوجہ ہے، عورت بولی یہ میرا شوہر ہے، یا مرد نے کہا میں اس کا خاوند ہوں، عورت بولی میں اس کی جڑو
ہوں اور دونوں نے ان الفاظ سے عقد نكاح کرنے کی نیت کی یعنی ان میں کسی کا قصد اخبار نہ تھا دونوں نے بارادۃ
انشاء کے تو بیشک یہ الفاظ عقد نكاح ٹھہری گئے کہ جب قصد اخبار نہیں تو یہ لفظ اقرار نہیں اور جبکہ اخبار
ماضی کے لیے متعین نہیں تو ارادۃ انشاء کے صالح ہیں تو انہوں نے الفاظ صالحہ سے قصد انشاء کیا اور اسی
تہہ تحقیق ایجاب و قبول کے لیے بس ہے بخلاف ان الفاظ کے جو اخبار عن الماضی کے سوا دوسرے معنی کے محتمل
نہ ہوں مثلاً کہیں باہم ہمارا نكاح ہو چکا ہے کہ اب لفظ اخبار میں متعین اور انشاء سے مباح ہے۔

اقول هذا الذي قرره توفيق الله تعالى يجب ان يكون هو المراد من قول الامام الاحل فقيه النفس قاضيات رحمه الله تعالى حيث افاد بعد ما اشرع عنه البيهقي والنوازل ما اسلفنا ، قال مولانا رضي الله تعالى عنه ينفق ان يكون من الجواب على التفصيل ان اقرا بعقد صاغر ولم يكن بينهما عقد لا يكون نكاحا وان اقرت المرأة انه تزوجها وقر الرجل انها امراته يكون ذلك نكاحا وتضمن اقراهما بذلك انشاء النكاح بينهما بخلاف ما اذا اقرا لعقد لم يكن لان ذلك كذب محض وهو كما قال ابو حنيفة رضي الله تعالى عنه اذا قال الرجل لامرأته لست لي بامرأة ولو بع به الطلاق يقيم ويجعل كانه قال لست له بامرأة لان قد طلقته ولو قال له اكن تزوجتها ونوى به الطلاق لا يقيم لامن ذلك كذب محض لا يمكن تصحيحه قال في الفتحة على ما نقل عنه في رد المحتار ان الحق هذا التفصيل

اقول میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جو تحریر کی ہے امام اہل فقیہ النفس قاضی خاں کے قول کا بھی لازمی طور پر ہی مستند ہے جہاں انھوں نے بیہقی اور نوازل کے قول کو ہمارے بیان کردہ کے مطابق نقل کرنے کے بعد افادہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مناسب ہے کہ جواب میں تفصیل سے کام لیا جائے کہ مرد و عورت ماضی میں نکاح نہ ہونے کے باوجود ماضی میں نکاح ہونے کا اقرار کیا تو اس اقرار سے نکاح نہ ہوگا۔ اور اگر عورت نے اقرار میں یوں کہا کہ یہ میرا خاوند ہے اور مرد نے یوں کہا کہ یہ میری بیوی ہے تو یہ اقرار نکاح قرار پائے گا اور ان کے اقرار کے ضمن میں نکاح ایسا ہو جائیگا بطلان جبکہ ماضی کے نکاح کے بارے میں اقرار ہو گیا کیونکہ یہ نفس مٹ سے اس تفصیل کا حاصل ایسے ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ تو میری بیوی نہیں ہے اور اس نے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق ہو جائے گی مگر یہ کہ اس شخص نے یوں کہا کہ تو میری بیوی نہیں کیونکہ میں نے تجھے طلاق سے دی ہے ، اور اگر اس نے بیوی کو یوں کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح نہیں کیا اس قول سے اس نے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ یہ ایسا جھوٹ ہے جس کی توجیہ نہیں ہو سکتی اور رد المحتار میں فتح سے نقل کیا گیا ہے کہ یہی تفصیل حق ہے اس

فاما المعنى على ما بيننا وليس المراد ان
اللفظة العربية تعين للاخبار عن الماضي
صحة العقد وان نوي به الاخبار كيف و
انه لا يكون ح الا محض كذب ويشهد لك
بذلك ما استشهد به من مسئلة
الطلاق فانه ان قل لمست لي بامراة ولم ينوبه
النشاء والطلاق وانما قصد الاخبار الكاذب
لويقر قطعا فانه لا يقع عند ذلك بالتحريم
كما قد منا طيف بالكنايات الاترى انه بنفسه
تفيد المسئلة بقوله ونوى الطلاق
فكذا يقال ههنا ونوى السكاح هذا
ما صرت اليه لعماد صيت ثم
بتوفيق المولى سبحانه وتعالى
مرأت العلامة عبد العلى برجندى
نقل في شروح النقاية كلام
الامام فقيه النفس بالمعنى و
غيره بعين ما فهمته
والله الحمد وهذا نصه في
الطهيرية لوقال بمحض من
الشهود ان زن من امست فعالت
اي شوي من سمت اختلف المشايخ
فيه والصحيح انه لا ينعقد
وفي فتاوى قاضى خات انما
لا يكون هذ كاحاد اولا ذلك على سيد
الاجاب عن عقد ماضى ولم يكن بينهما عقد اما

تفصيل کا مقصد وہی ہے جو ہم نے بیان کیا اور اس
پر مراد نہیں کہ جب اقرار کا لفظ ماضی کی خبر کیلئے متعین
نہ ہو تو خبر کی نیت کے باوجود بھی عقد نکاح صحیح ہوگا یہ
کیسے ہو سکتا ہے جبکہ مرد و عورت نے محض جھوٹ سے
کام لیا ہے اس کا شاید یہ بھی ہے کہ امام قاضی نے
اس بیان پر طلاق کے مسئلہ کو بطور شاہد پیش فرمایا
کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو کہا کہ تو میری بیوی نہیں ہے
اور اس نے انشاء پر طلاق کا ارادہ نہ کیا بلکہ صرف جھوٹ دیا
تو قطعاً طلاق نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں صریح لفظ ہے
جب طلاق نہیں ہوتی تو کنا یہ سے کیسے
طلاق ہو سکتی ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں آپ
نے فرمایا سنا کہ انہوں نے اس مسئلہ کو طلاق کی
نیت سے تفسیر ہے (کہ مذکورہ لفظ طلاق دینے کی
نیت سے کہے تو طلاق ہوگی ورنہ نہیں) اسی طرح چھٹے
اقرار نکاح میں بھی دونوں نے نکاح کی نیت کی ہو تو
نکاح ہوگا ورنہ نہیں یہ جس کو میں نے بجا دہی میں نے
اختیار کیا ہے، پھر میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے
علامہ عبد العلى برجندى کو دیکھا کہ انہوں نے فقہاء کا
شرح میں امام قاضی خان کی عبارت کو بالمعنى نقل کیا
اور اس کی وہی تفسیر کی جو میں نے بھی، اور اللہ تعالیٰ
کے لیے ہی تمام حمد ہے۔ یہی تفسیر یہی عبارت ہے
کہ اگر ایک شخص نے لوگوں کے موجودگی میں ایک عورت
کو کہا کہ یہ میری بیوی ہے، اور عورت نے کہا یہ میرا خاوند
تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے، اور فتاویٰ قاضی خان
میں ہے کہ یہ اسی صورت میں نکاح نہ ہوگا جب مرد و

اد اقرت انه من وجه و اقر انها من وجهه و اراد
 بذلك انشاء النكاح فهو كائن اذ قال الحمد
 لله على حسن التفهم اقول و بما قررت
 طهر لك انت هذا الذي اختاره المولى
 فقيه النفس وقال المحقق على الاطلاق
 انه الحق لا يخالف ما صححه جماعة الائمة
 اصلا بل هو عين ما اعتدوه فانهم انما
 صححو ان النكاح لا ينعقد بالاقراء و
 الاقرار انما يكون عند قصد الاخبار و ح
 قد نص الفقيه على عدم الانعقاد اما
 في اقاله مریدین به الانشاء لم يكن
 ذلك من الاقرار في شيء فان الاقرار هو الاخبار
 دون الانشاء فتوافق القولان و تلك قررت
 التصحيحات على صحة ما اخذت به فان
 حصل كلام الذخيرة على ما اسلفنا حصل
 التوفيق في الاقوال جميعا و الا فعليك بما حورت
 عصوا عليه بالنواجز

عورت نے جھوٹی خبر کے طور پر ماضی میں عقد کے بارے
 میں کہا ہو، اور اگر انہوں نے اس سے انشاء نکاح
 کا ارادہ کیا تو یہ نکاح منعقد ہوگا، اچھے فہم پر اللہ تعالیٰ کی
 حمد ہے۔ اقول میری تقریر سے آپ پر واضح ہو گیا کہ
 جو کچھ امام قاضی خان اور محقق علی الاطلاق نے فرمایا وہی
 حق ہے اور وہ عام الزکرام کی تصحیح کے ہرگز خلاف نہیں
 ہے کیونکہ ان ائمہ نے یہی تصحیح کی ہے کہ صرف اقرار سے
 نکاح منعقد نہ ہوگا کیونکہ اقرار ماضی کے بارے میں
 خبر کا نام ہے جس وجہ سے امام قاضی خان نے نکاح
 نہ ہونے کی تصریح کی ہے، لیکن اگر مرد و عورت نے
 نکاح منعقد کرنے یعنی انشاء نکاح کے ارادے سے
 اقرار کیا تو یہ یعنی اجلد نہ ہوگا بلکہ انشاء ہوگا جبکہ اقرار
 میرے تبرا میں پس فقہاء اور امام کے قول کے
 موافق اور تمام قصص میرے فتوے پر مستحب ہو گئیں اور
 اگر ذخیرہ کی عبارت کو اسی معنی میں لیا جائے جو میں نے پہلے
 ذکر کیا ہے تو اس سے تمام اقوال میں بھی موافقت
 ہو جائے گی ورنہ میری تحریر کو مضبوطی سے اپناؤ۔ (انتہا)
 اقول اب یہاں ایک اور مسئلہ خلافتیہ وارد ہو گا کہ جس طرح نکاح مسلم میں وقت ایجاب و قبول دونوں
 یا ایک مرد و عورتوں عاقل بالغ آزاد اور نکاح مسلم میں انہیں اوصاف کے خاص مسلمین کا حاضر ہونا بالاعتفاق
 اور ان کا کلام عاقدین متساوین عند الجمهور علی الذہب المنصور بشرط و ضرور ہے آیا یوں ہی ان کا کلام عاقدین
 سمجھنا بھی شرط ہے یا نہیں، مثلاً اگر دو ہندیوں کے سامنے مرد و زن نے عربی میں ایجاب و قبول کر لیا وہ نہ سمجھے
 آیا یہ نکاح فاسد ہوگا یا صحیح، علامہ کرام کے اس میں دونوں قول منقول ہوئے۔
 جزمہ الاول العلامة التریلی فی التبیین و امام بیہقی نے تمییز میں اور محقق علی الاطلاق نے

المحقق على الاطلاق في الفتح والبولى الفزى
في متن التوير وصحة في الجوهره وقال
في الذخيرة والظهيرية وخزانة المفتين
والسراج الوهاج وشرحى النقاية للفتاوى
والبرجندى ومجمع الانهر والمهندية انه
الظاهر وكذا اختصاره فقيه النفس في
الحانية وضيق خلافه قال الذخيرة ثم
البحر ثم الدر ومجمع الانهر فكانت هو
المذهب، وجزم بالث في الفادى و
كذا ذكره البقال وقال في الخلاصة وجواهر
الاخلاط انه الاصح، وفي مجمع الانهر
عن النصاب عليه الفتوى ولم يتعرض
لقيد الفهم في مختصر قدورى وابو
والنقاية والكنز والاصلاح والايضاح
والملقى وكلاهما مائة عت مدار
المذهب محمد رضى الله تعالى عنه
كما في الفتح.

فتح میں پہلے پر جزم کیا ہے اور غرضی نے تئیر کے متن
میں ذکر کیا اور جوہر میں اس کی تصحیح کی۔ ذخیرہ، ظہیر،
خزانة المفتين، سراج الوهاج، قسطنطینی اور برجندی
نے اپنی شرحوں میں مجمع الانهر اور ہندیہ میں مندرمایا کہ
کہ یہ ظاہر ہے، اور یونہی قاضی خان نے خانیہ میں
اس کی پسندیدہ قرار دیا اور اس کے خلاف کو
ضعیف کہا ہے، اور ذخیرہ، بحر، در، مجمع الانهر نے
کہا کہ یہی مذہب ہے اور دوسرے (صحیح) پر
جزم کا اظہار فتاویٰ میں کیا اور یوں اس کو بقالی نے
ذکر کیا۔ اور خلاصہ اور جواہر الاخلاط میں کہا کہ یہ
ظاہر ہے۔ اور مجمع الانهر میں نصاب کے حوالے سے
کہا کہ اس پر فتویٰ ہے۔ اور مختصر العتدوی،
وقار، الفار، شر، اصلاح، ایضاح
اور ملحق میں فہم کی قسید کو ذکر نہیں کیا
جبکہ یہ دونوں تون مذہب اہل محمد رضى الله تعالى
عند سے مروی ہیں، جیسا کہ فتح میں ذکر
ہے۔ (ت)

اور توفیق نفیس یہ ہے کہ معنی الفاظ سمجھنا ضرور نہیں مگر اس قدر سمجھنا ضرور ہے کہ یہ عقد نکاح

ہو رہا ہے،

۴/۶	ذکرشود کتب	کتاب النکاح	شرح النقاية للبرجندی
۲۲۱/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	مجمع الانهر
"	"	کتاب النکاح	مجمع الانهر
ص ۷۷	علی نسف	"	جواہر الاخلاط
۲۲۱/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	مجمع الانهر شرح حقیقی البحر

اقول وقد كان منحنى في هذا ثم
 رأيت العلامة مصطفى الرحمتي لمحتش
 الدر وقال في سرد المحتسب ووفق الرحمتي
 بحمل القول بالاشتراط على اشتراط فهم
 انه عقد نكاح والقول بعدمه على عدم
 اشتراط فهم معاني الالفاظ بعد فهم ان
 المسمى عقد النكاح وهو كما ترى
 حسن جد اقول ومن علم الفقه و
 الحكمة في اشتراط الشهادة في عقد
 النكاح اتقن بهذا التوفيق فان من
 علم ان هذا نكاح فقد شهد العقد و
 ان لم يقف على خصوص ترجمة الالفاظ
 ومن لم يفهم فكأن لم يسمع فكأن لم يسمع
 لم يسمع فكأن لم يسمع وبتقرير
 هذا يتضح لك ان الاجتزاء بذكر
 الحضور او به في السماع اذ ذكره مع المهم
 صحت يؤدى مؤدى واحدا عند التدقيق
 والله ولي التوفيق .

اقول مجھے یہ واضح ہوا، پھر اس کے بعد
 مجھے یہ بات دُر کے غشی علامہ مصطفیٰ رحمتی کے ہاں مل گئی۔
 اور رد المحتار میں فرمایا کہ علامہ رحمتی نے فہم کی شرط
 واسطے قول اور فہم کی شرط نہ ہونے واسطے قول میں
 یوں تطبیق دی ہے

کہ جہاں فہم کی
 شرط کا قول ہے اس سے مراد نكاح ہونے کا فہم
 ہے اور جہاں فہم کی شرط کی نفی ہے اس سے نكاح
 کے وقت برسے جانے والے الفاظ کے فہم کی نفی
 مراد ہے بشرطیکہ نكاح ہونا سمجھا گیا ہو اور آپ دیکھ
 رہے ہیں کہ یہ بہت اچھی تطبیق ہے اقول جس کو
 عقد نكاح میں گواہوں کے موجود ہونے کی شرط کی
 تکمیل معلوم ہے وہ اس تطبیق کی توثیق کرے گا کیونکہ
 جس نے گواہوں میں سے یہ معلوم کر لیا کہ یہ نكاح ہے
 تو نكاح کا گواہ ہو گیا اگرچہ اس نے الفاظ کا ترجمہ
 نہ سمجھا، اور جس کو نكاح کا فہم نہ ہو گا تو اس نے
 سنا ہی نہیں اور جس نے نہ سنا تو یہ گواہ نہیں نكاح
 میں حاضر نہ ہوا۔ میری اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ
 نكاح کے جواز میں صرف گواہوں کا حاضر ہونا یا گواہوں کی حاضری اور سماع، یا ان دونوں کے ساتھ فہم کا ذکر حقیقتہً
 ان سب کا مقصد ایک ہی ہے، اور اللہ سبحانہ تعالیٰ توفیق کا مالک ہے۔ (ت)
 پس مسئلہ وارہ میں جبکہ مرد و زن ان الفاظ سے قصد انشاء کریں اُس کے ساتھ یہ بھی ضرور کہ
 دُور یا پہنچے ان کی اس گفتگو کو عقد نكاح سمجھیں خواہ بذریعہ قرائن یا خود عاقدین کے مطلع کر رکھنے سے ورنہ
 اگر سب حضار نے اسے محض اخبار یا نا توفاہین امہ نكاح صادق نہ آیا اور نكاح صحیح نہ ہوا۔

هذا ما قلته تفقهها ثورأت في رد المحتار ،
قال حاصل ما في الفتح و ملخصه انه
لا بد في كنيات النكاح من النية مع قرينة
او تصديق القابل للموجب و فهم الشهود
المصاد و اعلامهم به ثم فاضح المرام و الحمد
لله ولى الانعام اقول و ينبغي ان يكون
الاعلام قبل العقد كما اشرت اليه ليكوسا
جامع شرائط الشهادة عند العقد الا ترى
ان فاهمين في كلامهم حال و لا بد من
مقارنة لحد و العاقل و الله تعالى اعلم
هذا احكمه صافاض على قلب العقير بفيض
القدير و المولى تعالى اذا شاء الحق المجاهل
العاجز بالماهر الخبير و الحمد لله نسي
حسن التوفيق و الهام التحقيق و الصلوة
و السلام على سيد العالمين محمد و آله و
صحابه اجمعين .

ہیں اس کے اچھی توفیق دینے پر اور تحقیق کے الہام پر ، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سید العالمین پر صلوٰۃ و سلام
اور ان کے آل و اصحاب پر ، آمین ؛ (ت)

یہ میں نے اپنی سمجھ سے کہا پھر میں نے رد المحتار میں
دیکھ انھوں نے فرمایا کہ قبح کا ما حاصل اور غلط
یہ ہے کہ کنیات نكاح میں نیت مع قرینہ یا قبول
کرنے والے کا ایجاب کرنے والے کی تصدیق کرنا اور
مواہوں کا مراد کو سمجھنا یا ان کو بتایا جانا ضروری ہے
پس مقصد واضح ہو گیا اور اللہ تعالیٰ مالک النعم
کے لیے تعریف ہے اقول گواہوں کو نكاح کے
بارے میں پہلے بتانا مناسب ہے تاکہ وہ نكاح کے
وقت شہادت کی شرائط پوری کر سکیں ، جیسا کہ میں نے
اشارہ کیا ہے ، کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ فقہاء نے
گواہوں کے فہم کو اسے عامل قرار دیا ہے جبکہ حال اور اس کے
عامل کا مقارن نہ تھا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ
ترتیباً ہے ، یہ سب کچھ اس فقیر کے قلب پر
فیضان ہوا مرنی تعالیٰ قادر کے فیض سے ، جب
اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ جاہل عاجز کو ماہر خبر سے
محکم کر دیتا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے سب تعریفیں
اور ان کے آل و اصحاب پر ، آمین ؛ (ت)

پھر جس حالت میں العقد نكاح کا حکم ہو ذکر مہر کی کوئی حاجت نہیں کہ نكاح بے ذکر بلکہ بذکر مہر
بھی صحیح و معتقد ہے کہ انصوا علیہ (جیسا کہ اس پر انھوں نے تصریح کی ہے ۔ ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ
اعلم و حکمہ تعالیٰ اتم و احکم ۔

بھیجا ہے اور میری وکالت کے یہ دونوں شخص گواہ ہیں آپ اس کا عقد نوشتہ بنا کے ساتھ کر دیجیے۔ قاضی صاحب نے بعد اٹے ہوئے گفتگو کے بعد اربعین مہر مبلغ ایک لاکھ روپے اور بیس دینار سرخ سوائے نان نفقہ کے نوشہ کی طرف متوجہ ہو کر خیال کیا کہ کنگنہ جو ہاتھ میں دو لٹلے کے بندھا تھا وہ کھول کر علیحدہ رکھ دیا اور سہرا کو لٹ کر شملہ پر پھیٹ دیا اور یہ کلمات فرمائے کہ ملاں شخص کی دختر کو بوکالت فلاں شخص اور یہ گواہی فلاں فلاں شخص کے بالعوض اس قدر مہر سوائے نان نفقہ کے بیچ نکاح تیرے کے دی میں نے، قبول کی تو نے۔ اس نے کہا قبول کی میں نے۔ بعد کو وکیل صاحب مع گواہوں کے چلے گئے۔ اور قاضی صاحب بھی اپنا حق نکاح خوانی مع دو روکائی پلاؤ کے لئے کر تشریف لے گئے۔ دو لٹلے وہ کنگنہ پھر اپنے ہاتھ میں بانڈھ لیا۔ آیا یہ نکاح درست ہوا یا نہیں؟ اور جو کہ اولاد ہوئی وہ حرام کی ہوتی یا حلال کی ہوتی؟ اور قول زید کا یہ ہے کہ نکاح درست نہیں ہوا اور جو کہ اولاد ہوئی وہ حرامی ہوئی اور شناخت حرام اور حلال کی یہ ہے کہ جو اولاد ایسے نکاحوں سے ہوتی ہے ان سے اکثر یہ فعل سرزد ہوتے ہیں جیسے زنا یا شراب خوری یا قمار بازی یا فواحش اور اس کے جو فعل ناشائستہ ہیں وہ سرزد ہوتے ہیں یا کہ والدین سے جنگ جہل کرنا اور بزرگ کا لحاظ پاس نہ کرنا، یہ فعل اولاد صالح اور حلال سے ہرگز عمل میں نہیں آتے گئے۔ اور قول عمرو کا یہ ہے کہ کچھ اس نکاح میں قباحت نہیں اور نہ اولاد حرام ہو سکتی ہے کیونکہ تہیم سے بھی رسم بنی آئی، اگر یہ سب حقوق مرد کر لی ہوگی۔ آیا قول زید کا درست ہے یا عمرو کا؟ اور قول زید کا یہ ہے کہ بالفرض کنگنہ بھی نہیں ہے اور نکاح بھی اصالتہ یا ولایت یا کہ جو وکیل ہے اسی نے ایجاب قبول کر لیا اور بعد اس کے کلمات کفر کے طرفین سے خواہ شوہر یا عورت سے سرزد ہو سکتے اور ان کو تیز نہیں ہے کہ یہ کلمات کفر ہیں جب بھی نکاح جاتا رہے گا اور جو قبل از توبہ اور سرزد ایجاب قبول کرنے کے اولاد ہوگی وہ بھی حرامی ہوگی۔ بینوا تو جبر و امن اللہ۔

الجواب

ظاہر ہے کہ عورت سے اذن بھی لیا جاتا ہے کہ عاقلہ بالغہ ہو، اور بیشک عاقلہ بالغہ کا اذن شرعاً معتبر اور بیشک دو مشیزہ کا سکوت بھی اذن۔

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،
البکر تستأذن في نفسها واذنها	یا کرہ لڑکی سے اس کی ذات کے بارے میں اجازت
صماحتها، رواه احمد والستة	لی جائے اور اجازت کے جواب میں خاموشی یا کرہ کی

کے صحیح مسلم باب استئذان الشیب فی النکاح بالملق والیکر بالسکوت قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۴۵ھ

الا البخاری عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما .
اجازت ہوگی۔ امام احمد نے اور صحاح ستہ میں اسکا
بخاری کے پس کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

روایت کیا ہے۔ (ت)

مگر یہ اسی وقت ہے جبکہ ولی اقرب اس سے اذن لے ورنہ مجرد خاموشی اذن نہ ٹھہرے گی۔ درمختار میں ہے،
فن استاذنہا غیر الا اقرب کا جنسی او اگر باکرہ سے ولی اقرب کا غیر مثل کوئی اجنبی یا ولی
ولی بعید فلا عبرة لسکوتہا الخ۔ بعید اجازت طلب کرے تو یہاں باکرہ کی خاموشی
رضا میں معتبر نہیں! (ت)

اور بیشک اکثر لوگ جو وکیل کئے جاتے ہیں اجنبی یا ولی بعید ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں اگر انھوں نے اذن لے لیا
اور دوشیزہ نے سکوت کیا تو سرے سے انھیں کے لیے کالت ثابت نہ ہوئی اور اگر اس نے صاف "ہوئی" کہہ دیا
یا ولی اقرب کے اذن لینے پر سکوت کیا تو اس کے لیے وکالت حاصل ہوگی مگر وکیل بال نکاح کو شرعاً اتنا اختیار
ہے کہ خود نکاح پڑھائے نہ کہ دوسرے کو پڑھانے کی اجازت دے جب تک کہ اذن مطلق یا صراحتہ دوسرے
کو وکیل کرنے کا مجاز نہ ہو بغیر اس کے اگر اس نے دوسرے سے پڑھوایا تو صحیح مذہب پر نکاح بلا اذن ہوگا
اگرچہ عقد اس کے سامنے ہی وقت ہ

روالمختار میں علامہ رحمہ اللہ نے علامہ رحمہ اللہ کے حوالے سے
اصل (مبسوط) میں ذکر شدہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ
کا کلام نقل کیا ہے کہ نکاح میں خود وکیل کی موجودگی میں
وکیل کی بات معتبر نہیں ہے، بیع کا معاملہ اس کے
برخلاف ہے اقول میں کہتا ہوں کہ قرآن و لواہیہ
سے یوں نقل کیا ہے کہ اگر کسی نے کسی کو اپنا وکیل بنایا
اور وکیل نے کسی دوسرے کو اپنا وکیل بنالیا اور اگر
دوسرے وکیل نے پہلے وکیل کی موجودگی میں عمل کیا تو ایسے
صورت میں اگر بیع و شراہ کا معاملہ ہو تو جائز ہے
اور اس کے علاوہ دیگر امور مثلاً عدالتی مطالبہ، نکاح،

في رد المحتار عن العلامة الرافعي عن العلامة
الحموي عن كلام الامام محمد في الاصل
ان مباشرية وكيل الوكيل محضرة الوكيل في
النكاح لا تكون كما باشرية الوكيل بنفسه
بخلافه في بيع اذ اقول نحن الغنم عن
الولواحية هكذا هو وكل رجلا فوكل الوكيل غيرة
وفعل الشفيع بحضور الاول فانت كان بيعا
او شراة يجوز وما عهد البيع
والشراء من الخصومة والتقاضى
والنكاح والطلاق وغير ذلك

ذکر عصا فی مختصره انه يجوز و ذکر
 محمد فی الاصل انه لا يجوز فانه قال
 اذا فعل الثاني بعصاة الاول لم يجوز
 الا ب البيع والشراء وهو الصحيح
 به ملخصا، فاذا كان هذا هو مفاد
 الاصل وقد زيد بالتصحيح فانقطع
 الخلاف واضمحلت الرواية النادرة
 وسقط ما في الخاتمة فكيف بما في
 التقنية وان ايدى العلامة الطحطاوى
 وتركه علامة الجوف البحر
 والحقق العبدى في الدرر مستحلا
 ولا غير فقد شهدت كلماتهم
 رحمهم الله تعالى انه لم
 يطلعوا اذ ذاك على كلام اصمد
 اصلاحيث لم يلمسوا به الاما
 ولا اشتوا منه اشياء، ولكن
 العجب من خاتمة المحققين
 العلامة الشامى قد سمى سراج السامى
 حيث اورده كلام الاصل ثم لم يسم الا باستظهار
 عدم الحواز مرید ایه عدم لنفاذ العقد عقد
 قضوى فكانه اقتصر على النقل عن العلامة مصطفی
 ولوراجع، لعن لرای تصحيح الامام النول الحی
 لمافی الاصل و معلوم انت

طلاق وغیرہوں تو عصا نے اپنی مختصر میں ذکر کیا ہے
 کہ ان امور میں بھی اس کا عمل جائز ہے اور امام محمد
 رحمہ اللہ نقل نے اصل میں ذکر کیا ہے کہ یہ جائز نہیں
 ہے تو یوں فرمایا کہ اگر دوسرا دلیل پہلے نہیں کی موجودگی
 میں عمل کر سہ تو بیع وشر کے علاوہ میں جائز نہیں ہے
 اور یہی صحیح ہے اور ملخصا۔ جب اصل (مبسوط) کا
 مفاد یہی ہے اور اسی ضمن میں اس کی تصحیح کر دی گئی ہے
 تو اس کا خلاف خبر اور نہ روایت کو در ثابہ ہوگی
 اور خاتمہ کا بیان ساقط ہو گیا، تو اب قنیہ کے بیان
 کی کیا حیثیت ہے اگرچہ علامہ طحطاوی نے اس کی
 تائید کی ہے اور پھر اس کو علامہ بحر نے بحر میں اور
 محقق علائی نے دریں باعث اشکال قرار دیا ہے اور
 کہ ان میں سے نہ ثبات نے اصل کے بیان پر اطلاع
 نہ پائی ہو جیسا کہ ان حضرات کے کلام سے عیاں ہو رہا ہے
 کہ انہوں نے اصل کے مضمون کو چھو، بلکہ نہیں ہے
 لیکن علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں
 تعجب ہے کہ انہوں نے اصل کے بیان کو ذکر کرتے
 کے باوجود عدم جواز کے اظہار کے علاوہ کچھ تعرض نہ فرمایا
 حالانکہ وہ اس کے نفاذ کے خواہاں نہیں ہیں کیونکہ
 وہ سرے وکیل کا نکاح میں یہ عمل عقد قضوی ہے نہ
 معلوم ہوتا ہے کہ علامہ شامی نے علامہ مصطفیٰ کی نقل
 کو کافی سمجھا اور اگر وہ غزلی طرف رجوع کرتے تو امام
 ولولائی کا اصل کی عبارت کو صحیح مستدرار دینا دیکھ لیتے

روایۃ الاصول اذا صححت سقطت کل
دوایۃ سواھا فکل السیل الجرم دون
مجرد الاستظهار، واللہ ولی التوفیق۔
کیونکہ یہ بات مسئلہ ہے کہ جب اصول
کی روایات کی تصحیح ہو جائے تو باقی تمام روایات ساقط
قرار پاتی ہیں اس لیے مناسب تھا کہ علامہ شامی

صوف الظہار کی بجائے اپنے جرم کو کام میں لیتے، اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے۔ (د ت)
بہر حال مذہب راجع پر یہ نکاح نکاح فضولی ہوتے ہیں اور نکاح فضولی کو مذہب حنفی میں باطل جاننا
محض جہالت و فضولی بلکہ یا جماع المذنبین رضی اللہ تعالیٰ عنہم منعقد ہو جاتا ہے اور اجازت اخیل پر ذکر
یہاں وہ عورت ہے جس کے بے اذن اس کا نکاح غیر وکیل نے کر دیا (موقوف رہتا ہے اگر وہ اجازت
دے نافذ ہو جائے اور ذکر دے تو باطل،

کناہو حکم تصورات الفصولی جمیعاً عندنا
کما صرح بہ فی عامۃ کتب المذہب۔
جیسا کہ فضولی کے تمام تقریفات کا ہمارے ہاں حکم
ہے جس کی تمام کتب مذہب میں تصریح ہے (د ت)
عالمگیری میں ہے،

لا يجوز نکاح احد علی بالعدۃ صحیحۃ العقل
من اب او سلطان بغیر ادب مکرکین و بیہ
فان فعل ذلک بالنکاح موقوف علی اجازتہا
فان احازتہ جازوان سددتہ بطل کسدا
فی السراج الوہاج ہے
عائکہ بالغہ کی مرضی کے خلاف باپ یا حاکم کا کیا ہو
سراج اس کی عادت کے بغیر جائز نہیں ہوگا خواہ
وہ عاقلہ بالغہ یا کرہ ہو یا قبیحہ۔ اگر ایسا ہو تو اس کی
اجازت پر موقوف ہوگا، وہ جائز قرار دے تو جائز
ہوگا ورنہ اگر رد کر دے تو وہ نکاح باطل ہو جائیگا
سراج وراج میں یوں ہی ہے۔ (د ت)

پھر اجازت جس طرح قول سے ہوتی ہے مثلاً عورت خیر نکاح میں کر کے میں نے جائز کیا یا اجازت دی یا رضی
ہوئی یا تجھے قبول ہے یا اچھا کیا یا خدا مبارک کرے الی غیر ذلک من الفاظ الرضا (علاوہ ازیں تمام وہ
الفاظ جو رضا پر دلالت کرتے ہیں۔ ت) یونہی اس فعل یا حال سے بھی ہو جاتی ہے جس سے رضا مندی
سمجھی جائے مثلاً عورت اپنا ہر مانگے یا نفقہ طلب کرے یا تہار بکھا دے یا خیر نکاح میں کر خوشی سے ہنسے
یا مسکرائے یا اپنا حمیر شوہر کے گھر بھجوانے یا اس کا بھیا بھجوانے یا اسے بل جبر و اگر اپنے ساتھ
جماع یا بوس و کنار و مساس کرنے دے یا تنہا مکان میں اپنے ساتھ خلوت میں آنے دے یا اس کے

کام خدمت میں مشغول ہو چکے نکاح سے پہلے اس کی خدمت نہ کیا کرتی ہو۔ نحو ذلک من کل فعل یدل علی الرضا (اور دوسری اس قسم کے تمام وہ احوال جو رضا مندی پر دلالت کرتے ہیں۔ ت) ان سب صورتوں میں وہ نکاح کہ موقوف تھا جائز و نافذ و لازم ہو جائے گا۔ عالمگیری میں ہے :

کما یتحقق رضاها بالقول كقولها رضيت
وقلت واحسنت واحسنت وبارک الله لك
اولئنا وبعده یتحقق بالدلالة كطلب مهرها
ونفقتها و تمکینها من الوطی وقبول
التهدية والضحك بالسرور من غير استهزاء
كدان فی التین

جیسا کہ میں راضی ہوں، میں نے قبول کیا، تو نے
اچھا کیا، تو نے درستی کیا، الحمد للہ تعالیٰ تجھے برکت
دے یا ہمیں برکت دے جیسے الفاظ سے علامۃ پائے
کی رضا مندی ثابت ہوتی ہے یوں ہی ان احوال
سے دلالت رضا ثابت ہوگی مثلاً مهر طلب کرنا،
نفقہ طلب کرنا، وطن کی اجازت دینا، مبارکباد
قبول کرنا، خوشی سے ہنسنا وغیرہ جیسا کہ تین میں ہے۔ (ت)

اسی میں ہے،

وان تبسمت فهو رضا هو الصحيح من
لغز هب ذكرا شمساً سید محمد فی
كدان فی المحيط
تجانیہ میں ہے :

اگر وہ خوشی سے تبسم کرے تو وہ رضا ہے، یہی
صحیح ہے۔ اس کو شمس الائمۃ حلوئی نے
ذکر کیا جیسا کہ محیط میں ہے (ت)

الرضا باللسان او الفعل الذی یدل علی الرضا
نحو التمکین من الوطی و طلب المهر وقبول المهر
دون قبول التهدية وكذا فی حق الفلانیة

رضا زبانی اور عمل دونوں طرح ہوتی ہے یہ ان امور میں ہے
جو رضا پر دلالت کریں، جیسے وطن کی اجازت، مهر طلب
کرنا، مهر کو وصول کر لینا، بخلاف ہدیہ قبول کرنے کے کہ یہ نکاح
پر رضا مندی نہ ہوگی۔ لڑکے کے بارے میں بھی ایسا ہی ہے۔

حاشیہ طحاوی میں زیر قول درختہ وقبول التہنیۃ والضحک سرور اور نحو ذلک (مبارکباد قبول
کرنا، ہنسنا خوشی میں وغیرہ۔ ت) ہے کامرہا بھل جہانہا الی بیت الزوج (جیسے لڑکی کا جہیز کے سامان

۲۸۹/	نورنی کتب خانہ پشاور	۱۰ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح الباب الرابع فی الاولیاء
۲۸۹/۱	" " "	" " " " " " " "
۱۵۸/۱	فوکشور کھنور	۱۰ فتاویٰ قاضی خان فصل فی شرائط النکاح
۳۲/۲	دار المعرفۃ بیروت	۱۰ حاشیہ طحاوی علی الدر المختار کتاب النکاح باب الاولی

کو خاوند کے ہاں منتقل کرنے کا کنتہ است، رد المحتار میں ہے،

فی البحو عن الظہیریۃ لو خلاہ برضاہا هل
یکون اجازۃ لا روایۃ لہذا المسئۃ وعندی
ان ہذا اجازۃ اجماعیۃ لا روایۃ البزاریۃ الفہرانیۃ
اجازۃ اجماعیۃ فی الشامیۃ اقول ومن ہہنا
نہدت المس والتعاق والتقبیل لان الخلوۃ
بوفہا لسا کانت امامۃ الرضا فہذا الاحوال
ابعد رواحری کما لا یحقی۔

دلیل ہے تو یہ امور رضا پر دال ہوئے ہیں زیادہ واضح ہیں جیسا کہ گاہر ہے۔ (ت)

حاشیہ ۱ علامہ طحاوی و شامی میں ہے،

قوله بخلاف خدمتہ ای الب کات تحدیدہ
من قبل قفی البحو عن المعیط والظہیریۃ
ولو اکتلت من طاعہ احدہ متہ کما کانہ
فلیس برضی دلالۃ اللہ

اتحاد کے قول "لاک کا خدمت کرنا" اس کے خلاف
ہے یعنی اگر راک کی سگ سے پیچے اس شخص کی خدامت
تھی، تو اس سگ سے میں بھر، غیظ اور ظہیریہ سے
مسنوں سے راک کی سگ سے اس شخص کا کھانا کھایا
یا اس کی خدمت کی تو یہ رضا پر دلیل نہ ہوگی۔ (ت)

ہمارے بلاد میں عام لوگوں خصوصاً شریفوں خصوصاً اغنیاء میں اگرچہ یہ اکثر باتیں شب زفاف بکرمت تک
اُس کے بعد بھی واقع نہیں ہوتیں، اور بوس و کنار و مساس و جماع جو اس شب ہوتے ہیں غالباً نہایت
انظار کراہت و نفرت کے ساتھ ہوتے ہیں جن کے باعث انھیں دلیل رضا ٹھہرانے میں دقت ہے مگر اس
میں مشبہ نہیں کہ شوہر کو شب زفاف تنہا مکان میں اپنے پاس آنے دینا اور اس خلوت پر سوا شرم کے کوئی اثر
مترتب نہ ہونا یقیناً ہوتا ہے نکاح نافذ ہو جانے کے لیے اسی قدر بس ہے اور یہ مرقطعا پیش از جماع واقع ہوتا ہے
تو جماع بعد نماز و زوم نکاح واقع ہوا اور اولاد اولاد حاصل ہوتی بلکہ اگر مقاصد شرع مظہر اور اپنے بل د کے
حالات کو پیش نظر رکھ کر گناہ و فحش سے کام لیجے تو شب اول شوہر کو اپنے ساتھ جماع پر قدرت دینا بھی حقیقہ رضا

۳۰۱/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب اولی	رد المحتار
۳۰۲/۲	" " "	"	"
۳۲/۲	دار المعرفۃ بیروت	کتاب النکاح	حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار

اگرچہ بظاہر ہزار ائمہ رنحو کے ساتھ ہو کر یہ کراہتیں جیسی ہوتی ہیں سب کو معلوم ہے حقیقت حال یوں منکشف ہو کہ اس مرد کی جگہ کسی اجنبی کو فرض کیجئے جس سے اس کا نکاح نہ کیا گیا ہو کیا اس وقت بھی یہ ایسی ہی ظاہری کہتوں پر قناعت کر کے بالآخر جماع پر قدرت دے دے گی عا شا و کلا۔ تو حافت ثابت کہ یہ سب امور حقیقتہً قبول نکاح سے ناشی ہوتے بلکہ اس سے پہلے رخصت ہو کر جانا بھی اگرچہ بوجہ مفارقت اعزہ و خانہ مالوۃ نہایت گریہ و بکا کے ساتھ ہوا انصافاً دلیلِ رضا ہے کہ اگر اسے اپنا شوہر ہونا پسند نہ کرتی احنی عانتی ہرگز زخاف کے لیے رخصت ہو کر اس کے یہاں نہ جاتی بلکہ اس سے بھی پہلے آرہی مصحف یعنی جلوہ کی رسم جہاں ہے بشرطیکہ ثورت پہلے سے اس کے سامنے نہ آتی ہو وہ بھی دلیل قبول ہے کہ اگر غیر مرد سمجھتی زہار منہ دکھانے پر راضی نہ ہوتی اسی طرح ٹٹھی کھلوانے وغیرہ کی رسمیں بھی کہ جلوہ سے بھی پیشتر ہوتی ہیں دلالت و علامت قرار پاسکتی ہیں اور ان تمام باتوں میں بجز وثیب یکساں ہیں کہ ان میں صرف مسئلہ سکوت میں فرق ہے باقی دلائل دونوں میں برابر ہیں تبیین الحقائق میں ہے ۱

لا فرق بینہما فی اشتراط الاستئذان والمہر
وان مرض ہما قد یکون ضریرا وقد یکون
دلالة عین ان سکوت البکرمہ درجۃ لحد
دون الثیب

باکرہ اور ثیبہ دونوں کا معاملہ اجازت طلب کرنے اور رضا حاصل کرنے میں مساوی ہے اور ان کی رضا بھی سبب نہ کہی اور نہ ہوتی ہے ان صرف اجازت کے موقد پر سکوت کے بارے میں فرق ہے کہ باکرہ یا سکوت اس کے عیار کی وجہ فنا کی دلیل ہے مگر ثیبہ کیسے نہیں۔

فرض جب شرع سے قاعدہ کلیہ معلوم ہو یا کہ جس فعل سے اس نکاح پر طورت کی رضا ثابت ہو اذن اجازت ہے اور بشرط تحقیق و انصاف جب اس شخص اور مرد اجنبی کے ساتھ موازنہ کرتے ہیں تو یہ امور دلیلِ رضا قبول تکتے ہیں تو نفاذ نکاح کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل بلکہ جب یہ طریقہ نکاح ہمارے بلاد میں عام طور پر رائج اور معلوم ہے کہ وکیل خود نہ پڑھائے گا دوسرے سے پڑھائے گا تو کہہ سکتے ہیں کہ ضمنی اذن میں دوسرے سے کہ اذن دینے کا بھی عرفاً اذن مل گیا فان المعروف کالمشروط کہا ہوا من القواعد المقررة الفقہیۃ (جیسا کہ فقہی قواعد میں ہے کہ معروف، مشروط کی طرح ہے) یعنی عرف میں مقررہ امور بغیر ذکر بھی معتبر ہوں گے) اور وکیل کو جب اذن توکیل ہو تو بیشک اسے اختیار ہے کہ خود پڑھائے یا دوسرے کو اجازت دے فی الاشیاء لایوکل الوکیل الا باذن او تعین (استیفاء میں ہے کہ کوئی وکیل اپنا نائب وکیل موکل کی

تبیین الحقائق باب الاولیاء والاکفأ المطبعة الکبری الامیریۃ مصر ۱۹/۶
کتاب الوکالۃ اداره القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۶/۶
کتاب الشہادۃ والنظار

اجازت یا عمومی اختیار کے بغیر نہیں بنا سکتا ہے۔ (ت) اس تقدیر پر یہ نکاح سرے سے نافذ و لازم واقع ہوا جس کی تنفیذ میں ان ترقیقات کی اصلاحات نہ رہی مگر یہ جب ہی کہہ سکیں گے کہ اس طریقہ نکاح کی شہرت ایسی علم ہو کہ کنواری لڑکیاں بھی اس سے واقف ہوں اور جانتی ہوں کہ وکیل خود نہ پڑھائے گا دوسرے سے پڑھائیگا والا تو یکن معر و جاعتدھن فلا یجعل کالمشروط فی حقہن تأمل و راجع مسئلہ میں روٹی کے بھاد وغیرہ کے مسئلہ کی طرف رجوع مھر الخبز وغیرہ فی البلد۔ (ت) (ت)

یہ سب اس تقدیر پر ہے کہ وکیل اصل نے بعد نکاح کوئی کلمہ ایسا نہ کہا جو اس نکاح کی اجازت مقررہ نہ ہو یا کسی کے جائز کرنے سے جائز ہو جائے گا اگرچہ اسے اذن وکیل اصل نہ ہو۔

فی الاشباہ والوکیل اذا دل بعیر اذن و تصمیم و اجازت ماحصلہ و کیلہ لہذا الاطلاق و العتاقیہ

اشباہ میں ہے کہ اگر وکیل کی اجازت کے بغیر یا عمومی اختیار حاصل کے بغیر وکیل نے از خود دوسرا وکیل بنالیا تو دوسرے وکیل کے لیے عمل کو پہلے وکیل نے جائز قرار دیا تو یہ عمل نافذ ہو جائے گا، سوائے خلافی اور عتاقی کہ ان میں نافذ نہ ہوگا۔ (ت) عمومی میں ہے ۱

وکذا الوعد اجنبی فاجاز الاولیٰ یوں ہی اگر وکیل کے لیے کسی اجنبی نے عمل کیا تو وکیل نے اسے جائز قرار دیا۔ (ت)

موضوع ہر طرح پیش از جماع ان نکاحوں کے نافذ و لازم ہونے میں شبہ نہیں تو اولاد قطعاً اولاد محتمل اور بالفرض ان باتوں سے قطع نظر کیجیے اور بتقدیر باطل ہی مان لیجیے کہ اصلاً ان امور سے کچھ واقع نہیں ہوتا تاہم جب ان بلاد میں عام مسلمین کو اس میں ابتلا ہے تو راہِ یقینی کہ اس روایت پر عمل کریں جسے امام عصام نے اپنے تئیں میں اختیار فرمایا اور امام فقیہ النفس قاضی خاں نے اپنے فتاویٰ اور زاہدی نے فقیہ میں کسی پر جزم کیا اور علامہ سیدی احمد طحاوی نے اس کی تائید کی یہی وکیل یا نکاح جب دوسرے کو نکاح پڑھانے کی اجازت دے اور وہ اس کے سامنے پڑھا دے تو نکاح جائز و نافذ ہو جائے گا اگرچہ وکیل کو

اذن توکیل نہ ہو۔

امام داؤد عمامہ فقد سمعت واما
الامام فقیہ النفس فقال فی وكالة
الخانیة الوکیل بالتزویج لیس
له ان یؤکل غیره فان فعل تزویج الشافی
بحضرة الاول جائز واما القنیة بخی
الدرلو استأذنها فکت فوکل من
یزوجها ممن سماه جائز امت عوفت
التزویج والمهر کما فی القنیة ، و
استشکله فی البحر بانه لیس
للوکیل ان یؤکل بلا اذن فمقتضی
عدم الجواز وانهم مستثناة
قال ط قوله فمقتضی عدم الجواز
قد یقال ان الوکیل فی
النکاح وامت تعدد مفسیر و
معبر و الحقوق ترجع الی
الموکل فاذا لا ضیق تعدد
لاسیما والتزویج والمهر معلومات
ویؤید ذلک ما ذکره المصنف والشراح
فی الوكالة حیث قالوا الوکیل
لا یوکل الا باذن أموره الا
اذا وکل فی دفع ثمن کا فوکل أخو

لیکن عمامہ کی روایت تو آپ نے سن لی مگر امام
فقیہ النفس (قاضی خان) تو انھوں نے خانیہ کے باب
وکالت میں فرمایا کہ نکاح کے وکیل نے اگر کسی کو وکیل
بنایا تو یہ اس کو جائز نہیں ، اور بنالیا تو دوسرے نے
اگر پہلے کی زوجہ کی نکاح کیا تو جائز ہوگا اور اگر قنیہ ، تو
وہ میں ہے کہ اگر وکیل نے لڑکی سے اذن لینا چاہا تو
لڑکی کا رخصت رہی اور وکیل نے دوسرے شخص کو نامزد
کیا تاکہ وہ اس لڑکی کا نکاح کرے تو لڑکی کو اگر زندہ
کا نام اور عمر معلوم ہو جائے تو اس دوسرے وکیل کا
کیا بوجہ نکاح جائز ہوگا ، جیسا کہ قنیہ میں ہے اس پر
بحر میں اشکال کیا کہ وکیل از خود دوسرا وکیل نہیں
بناسکتا ، لہذا اس بنا پر دوسرے کا نکاح صحیح
نہیں ہونا چاہیے ، یا یہ صورت مستثنیٰ قرار دی جائے
اور ، اس پر غلطی نے فرمایا کہ اس کا قول عدم
جواز چاہیے ، اس پر یوں کہا جاسکتا ہے کہ نکاح کا وکیل
صرف سفیر اور معتبر ہوتا ہے وہ اگر متعدد بھی ہوں تو
حقوق صرف موکل کی طرف راجع ہوتے ہیں ، تو یہ
زیادہ بھی ہوں تو کوئی مضر نہیں خصوصاً جبکہ لڑکی کو
حادثہ اور مہر کا علم ہو جائے ، اس کی تائید مصنف
اور شارح کے اس بیان سے ہوتی ہے جو انھوں
نے وکالت کی بحث میں ذکر کیا ہے جہاں پر انھوں نے

و التوكيل بقض الدين اذا وكل من في عياله
والاعتماد تقدير الشئ من التوكيل للتوكيل
فيجوز التوكيل بلا اجازة لحصول
المقصود او ففي مسئلتنا هذه تظهر
هذا العلة وهي كالمسئلة الاحصائية
بجامع التعيين في كل فتكون مسئلة
فتعين الجواب الثاني في الشرح
فتأمل آخر ما في ط.

اور شارح کا جواب ثانی متعین ہو جائے گا، غور کر۔ طحاوی کا بیان تہہ ہوا۔ (ت)
اور اگر بحالت استیذان غیر اقرب سکوت ہو اور روایت امام کرنی رحمہ اللہ قائلے موجود کہ مطلقاً سکوت
کافی ہے،

في رد المحتار تحت قوله استاذنها غير الاقرب
فلا عبرة لسكوتها نحو ومن المكنى معلوم
سكوتها فتح الله -
رد المحتار میں لڑا کی سے اجازت ماحصل کرے کوئی
یہ اقرب غرض، اس صورت میں لڑا کی کے سکوت
کا اعتبار نہیں، لڑا کے تحت فرمایا، اور امام کرنی سے

ایک روایت میں ہے کہ اس کا سکوت رضا مندی کے لیے کافی ہے، فتح اح (ت)
مقاصد شرع سے ماہر خوب جانتا ہے کہ شریعت مطہرہ وفقہ تفسیر پسند فرماتی ہے نہ معاذ اللہ تفسیر
تشدید، و لہذا جہاں ایسی دقتیں واقع ہوئیں علمائے کرام انہیں روایات کی طرف تھکے ہیں جن کی بہت پر
مسلمان تنگی سے بچیں۔ رد المحتار کی کتاب الحدود میں ہے،

هو خلاف الواقع بين الناس وفيه حرج عظيم
لانه يلزم منه تأييد الامة
یہ لوگوں میں مروج کے خلاف ہے اور بہت بڑا
حرج ہے کیونکہ اس سے پوری امت کو گندھار
ٹھہرانا لازم آتا ہے۔ (ت)

سنة حاشية الطحاوي على الدر المختار كتاب النكاح باب الول
دار المعرفه بيروت ۲/ ۳۰ - ۲۹
سنة رد المحتار كتاب النكاح باب الول
دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۰
سنة رد المحتار كتاب الحدود مطلب فہم وطنی من زفت الہ
۲/ ۱۵۵

اسی کی کتاب الخطر میں ہے،

هو ارفق باهل هذا الرمان لثلايقوا في
الفسق والعصيان

اسی کی کتاب البیوع میں ہے:

لا يخفى تحقق الضرورة في زماننا ولا سيما في
مثل دمشق الشام، فانه لعبة الجهل
على الناس لا يمكن الزامهم بالتخصيص
باحد الطرق المذكورة وان امكن فذلك
بالنسبة الى بعض اهل الناس لا يمكن
بالنسبة الى عامةهم وفي نزاعهم عن عادتهم
حرج وماضاق الامر الاتساع ولا يخفى ان
هذا الصنيع للعدول عن ظاهر الرواية كما
يعلم من رسالتنا المسماة بشرح حرب
بسا وبعض الاحكام على العرف مما جعلنا
ملحوظا.

کیا جا سکتا ہے، تو اس کی طرف متوجہ ہونا چاہیے، اور، مختصاً۔ (ت)

پس روشن ہو گیا کہ اگر روایات عصام و کرتی ہی پر مسلمانوں کا ان سخت آفتوں سے بچنا منحصر ہوتا
تو انہیں پر بننے کے کار چاہئے تھی نہ کہ مذاہب صحیح مشہورہ معتبرہ پر بالیقین یہ نکاح جائز و نافذ ہوں پھر بزرگوار
یہاں کے عام مسلمان مردوں، مسلمان خواتین، خدا کے پاکیزہ بندوں، ستمی بندوں کو معاذ اللہ زنی و زانیہ
اولاد الزنا قرار دیا جائے، ایسی ناپاک برأت نہ کرے گا سخت ناخدا تر کس۔

يعصكو الله ان تعودوا العتد ابد امت كنتم
مؤمنين

لے رد المحتار کتاب الخطر و باحت فصل فی البیس و ارجاء التراث العربی ۲۲۵/۵

لے کتاب البیوع مطلب فی بیع الثمر و الزرع ۳۹/۴

لے القرآن ۱۹/۲۴

یہ بات موجودہ زمانہ کے لوگوں کے لیے بڑی رعیت ہے
تاکہ وہ فسق اور گناہ میں مستلانہ قرار پائیں۔ (ت)

ہمارے زمانہ میں اس ضرورت کا پایا جانا واضح ہے
خصوصاً شام میں دمشق جیسے شہر کے لیے، کیونکہ لوگوں
میں جہالت کے قلبہ کی وجہ سے ان کو نہ کرہ طریقیوں
میں سے کسی طریقہ سے باز رہنے کا پابند نہیں
کیا جا سکتا، اگرچہ بعض لوگوں کو پابند بنانا ممکن ہے
مگر عام لوگوں کے لیے یہ ممکن نہیں ہے، جبکہ عوام کو
ان کی عادت سے منع کرنا ان کے لیے تنگی کا باعث ہے
اور جہاں معاملہ تنگ ہوتا ہے تو وہ وسعت کا باعث
ہوتا ہے۔ درہم باہر یعنی نہ رہے کہ ظاہر روایت سے
اختلاف کی وجہ یہی چیز ہوتی ہے جیسا کہ ہم اس رسالہ
”نشر العرف فی بناء الاحکام علی العرف“ سے معلوم

رکھتے ہو۔

اور اس کے باقی بیانات کہ دلہ لال و حرام کی تمیز نہیں و چنانچہ کلمات جنوں سے بہت مشابہ ہو رہا ہے
اہرال قابل جواب نہیں البتہ اس قدر ضرور ہے کہ اس طریقہ نکاح میں ایک بے اعتدالی ہے جس کے باعث
بعض وقتوں میں پڑے کا احتمال۔ تو بلی اسلام کو ہدایت چاہئے کہ اس سے باز آئیں، تین باتوں سے ایک
اختیار کریں:

اولاً سب سے بہتر یہ ہے کہ جس سے نکاح پڑھوانا منظور ہے عورت سے خاص اسی کے نام اذن
طلب کریں اور یہ ہمیشہ ہر طریقہ میں ملحوظ خاطر رہے کہ اذن لینے والا یا تو ولی اقرب یا اس کاکیل یا رسول ہو یا
عورت سے صراحتاً "ہوں" کہلو الیں، مجرہ سکوت پر قناعت نہ کریں، اور بعض احمق جاہلوں میں جو یہ دستور
سنا گیا ہے کہ دہن کے سر سے بن مانے کو پاس بیٹھنے والیوں میں سے کوئی "ہوں" کہہ دیتی ہے اس کا
افسوس اور کریں۔

ثانیاً وکالت دوسرے ہی کے نام کرنا چاہیں تو یوں ہی کسی کو جس طرح دلہی سے اس کی وکالت کا دن
مانگیں یونہی اسے اختیار توکیل دینا بھی طلب کریں یعنی کہیں تو نے فلاں بن فلاں بن فلاں کو فلاں بن فلاں
کے ساتھ اس قدر مہر پر اپنے نکاح کا وکیل کیا اور اسے اختیار دیا کہ چاہے خود پڑھائے یا دوسرے کو اپنا نام
بنائے، دُھن کے "ہوں"

ثالثاً اگر یہ بھی نہ ہو اور دوسرے ہی شخص نے وکیل کے سامنے نکاح پڑھایا تو جب وہ پڑھا پکے
وکیل فوراً اپنی زبان سے تکیلے کہ میں نے اس نکاح کو جائز کیا اور اس کلمے میں تاخیر نہ کرے کہ میاں اس کے
جائز کرنے سے پہلے دُھن کو خبر نکاح پہنچے اور اُس کی ہم عمریں سبب عادت نہ مانے اُسے کچھ چھڑیں پھر وہ اپنی جہات
سے کوئی ایسی بات کہہ بیٹھے جس سے یہ نکاح کو اب تک نکاح فصولی تھا نہ ہو جائے پھر وکیل توکیل خود دُھن کے
جائز کیے بھی جائز نہ ہو گا فان الاحاقرة لا تملق العفسوخ (کیونکہ فسخ مشدہ نکاح کو بعد کی اجازت مفید
نہیں ہے۔ ت) بخلاف ان تینوں شکلوں کے کہ بالکل اندیشہ و خدشہ سے پاک ہیں۔

رہ چارم کا لکھنے وغیرہ کو ذکر کرنا وہ محض فصولی کہ آخر یہ ہمیں کفر تو نہیں جس کے باعث نکاح نہ ہو۔ ہاں
معاذ اللہ اگر مرد یا عورت نے پیش از نکاح کفر صریح کا ارتکاب کیا تھا اور بے توبہ و اسلام اُن کا نکاح کیا گیا تو
قطع نکاح باطل، اور اس سے جو اولاد ہوگی ولد الزنا، اسی طرح اگر بعد نکاح اُن میں کوئی معاذ اللہ مرتد ہوگی
اور اس کے بعد سکھ کاغ سے اولاد ہوتی تو وہ بھی حرامی ہوگی اُس کے سوا وہ کلمات جن پر فتاویٰ وغیرہ میں غلط
تحقیق حکم کفر لکھ دیتے ہیں اور وہ کلمات جن میں کوئی ضعیف مروج روایت بھی اگرچہ اور کسی امام کے مذہب میں
عدم کفر کی نکل آئے اُن کے ارتکاب سے گو تہیداً اسلام و نکاح کا حکم دیں مگر اولاد اولادِ زنا نہیں۔

فی الدر المختار وغیرہ صایکون کفر! اتفاقاً بطل
 العمل والنکاح واولادہ اولاد مننا وما فیہ
 خلاف یومر بالتوبة والاستغفار و تجدید
 النکاح الحمد لله والله سبحانه وتعالى اعلم۔

در مختار وغیرہ میں ہے جو چیز بالاتفاق کفر ہو اس کے نکاح
 سے عمل اور نکاح باطل ہو جاتا ہے اور اس کے بعد
 کی اولاد اولاد زنا ہوگی اور جس چیز کے کفر میں اختلاف
 ہو اس کے ارتکاب پر توبہ واستغفار اور تجدید نکاح
 کا حکم ہوگا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (د ت)

مسئلہ اذراپورا فناناں فرنگن محل بریہ لاطرفین مرسلہ مولیٰ علیم الدین صاحب چانگامی

۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علامہ دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ اس ملک بنگالہ میں زمین قدیم سے دیرینا
 عوام بلکہ اکثر خواص کے بھی یہی دستور ہے کہ بعد خواستگاری اور قول قرار مرتبیاں طرفین اور قبل ایجاب و قبول
 کے مخطوبہ کو بعد ضیافت برائیاں کے مکان میں لاکر اس طور پر نکاح کرتے ہیں کہ چند مرتبیاں عاقدین بالنعین و
 چند بزرگانی مجلس کی اجازت سے ایک شخص کو اس مجلس والے وکیل مخطوبہ قرار دے کر اور وہ گواہ یا تین چار گواہ
 کو اس وکیل کے ساتھ کیے دولہاں کی مجلس مخطوبہ کے پاس جو قریب ۱۰۰ کے ان بیٹنی ہوئی ہے روانہ کرتے ہیں
 یہ وہ وکیل مخطوبہ کے قریب گواہوں کے ساتھ جاکر مخطوبہ سے تین بار اس طرح سے قبول کرتا ہے کہ اے کوٹے فاطمہ
 زینب کی بیٹی! تو نے مجھ کو جو خاندان کا پس ہے اس قدر مہر پر جو اس کے اوپر واجب الوداہر گاہ اپنی زوجیت میں قبول
 کیا، تو فاطمہ! وہ ازبندہ کہتی ہے کہ میں نے قبول کیا، یا فقط 'قبول کیا' کہہ دیا، اور اس قبول مخطوبہ کو گواہان
 نے بھی شہس لیا اب پھر وہ وکیل باطل کی مجلس میں اپنے گواہوں کے ساتھ حاضر ہوتا ہے تو جو قاضی عقد کرنے کو
 دولہا کے پاس بیٹھا ہے وہ اس وکیل سے سوال کرتا ہے کہ تو کون ہے، تو وہ وکیل جواب دیتا ہے کہ میں
 فاطمہ مخطوبہ کا وکیل ہوں، تو قاضی دریافت کرتا ہے کہ تو کیا جانتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے کہ فاطمہ دختر زید نے
 بکر پسر خالد کو اپنی زوجیت میں قبول کیا ہے اور میں نے قبول کیا ہے، پھر قاضی سوال کرتا ہے کہ تمہارا کوئی
 گواہ بھی ہے تو وکیل اپنے گواہوں کی طرف اشارہ کر کے بیان کرتا ہے کہ یہ لوگ گواہ موجود ہیں تو قاضی پھر ان گواہ
 کی طرف متوجہ ہو کر ہر ایک گواہ سے الگ الگ سوال کرتا ہے اور گواہ لوگ اپنی سماعت بیان کرتے ہیں یعنی فاطمہ
 نے مجھ کو قبول کیا، جب قاضی کو سماعت شہادت سے فراغت ہوئی تو بر تعلیم قاضی یا خود وکیل مذکور بکر کو قبول

کراتا ہے کہ تو نے خاتمہ دفتر زید کو اس قدر (سورہ پے یا ہزار مثلاً) مہراپنے ذمہ لے کر قبول کیا یا قبلت تو بہرہ
 اقرار کرتا ہے کہ میں نے ہندہ کو قبول کیا یا فقط قبول کیا یا قبلت کہہ دیا پھر قاضی خلیہ وغیرہ پڑھ کر مجلس عقد ختم
 کر دیتا ہے تو اب صورت مذکورہ میں خاتمہ اور ہر کا نکاح منعقد ہوا یا نہیں، بر تقدیر اول بعض علماء کو یہ شبہہ
 ہے کہ یہ وکیل مذکور نہ تو قیام کی طرف سے مقرر ہوا نہ مخطوبہ کی طرف سے، حالانکہ یہ دونوں بالغ ہیں اور
 بالغ کا نکاح بلا اذن عاقلین کیونکر ہو سکتا ہے، اور بر تقدیر ثانی ہزاروں آدمی حرامزادے قرار پاتے ہیں
 اور یہ یہاں قبول مذکور کیا قرار پاس گئے، کیا نکاح مذکور بالکل معدوم قرار دیا جائے گا، کیا نکاح فضول
 سے بھی خارج ہو گیا، بینوا تو خدا۔

الجواب

اس مسئلہ میں ایانت جواب اور توفیقہ تعالیٰ نصابت صواب محتاج نظر غائر و فکر دقیق۔
 فاقول "وباشئ التوفیق تحقیق مقام یہ ہے کہ سفیر مذکور جسے وہ خواہ وکیل مخطوبہ ٹھہراتے ہیں اس کا
 مخطوبہ و مخاطب دونوں سے خطاب مذکور بصورت استعمال ہے اگرچہ حرف استعمال مقدر ہے اور استعمال
 عقد اقسام انشاءت دو قسم قبائلیں ہیں تو جہاں حقیقت استعمال مقصود و مفہوم پر وہ کلام ایجاب یا قبول نہیں
 قرار پاسکتا، ہاں اگر صورت استعمال اور محلی نہیں عقد مستعار، رہا یہی کہ یا توکیل مقصود ہوگا مگر اس کے لئے
 قیام قرینہ درکار کہا ہوشان کل مجاہد (جیسا کہ ہر مجاہد کا تقاضا ہے۔ ت) ولہذا علماء فرماتے ہیں اگر زید
 نے عمر سے کہا تو نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی اس نے کہا "دی" یا "ہاں" نکاح نہ ہوگا جب تک
 زید اس کے جواب میں میں نے قبول کی کہے۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے،
 لو قال رجل لاخر نرو جنتی ابتک فقال الآخر
 نرو جنت وقال نعم، حیبا لہ لہ لیکن نکاحا
 ما لہ یقل الموحب بعدہ قبلت لان ذو جنت
 استخبار و لیس بعقد بحلاف نرو جنت
 لانه توکید ہے
 طلب خبر ہے عقد نکاح نہیں ہے۔ اس کے برخلاف اگر پہلا یہ کہتا کہ تو مجھے نکاح کر دے، تو اس سے دوسرا
 وکیل بن جاتا اور اس کا نکاح کر دی کہنے سے نکاح ہو جاتا۔ (ت)

غلامہ وغیرہ انہما المقتین میں ہے،

مرحل قال لاخرو دختر خویش فلا نہ مرادہ بنی فقال
 دادم وھی صبیقة ینعقد النکاح وان لم
 یقل الزوج قبلت ولو قال دادی لا یجسود
 اذا قال داکما لم یقل الزوج پذیرم الخ
 نکاح ہو جائے گا اور پٹے نے یہ کہا ہو کر تو نے مجھے دی ہے تو دوسرے کے "دے دی" کہنے سے نکاح
 نہ ہوگا جب تک پہلے میں نے قبول کی "نہ کہے الخ (ت)

فتاویٰ امام قاضی خاں و ہندیہ میں امام ابو بکر محمد بن الفضل سے ہے ۱

اذا قل لاب البنت نرو جتنی ابتک فقال
 نروحت او قل نعم لایکون نکاح الا ان
 یقول له الرجل بعد ذلك قبلت لا من
 نرو جتنی استخیار ولیس یعقد بخلاف
 قوله نرو جتنی لانه توکیر
 ہے اور عقد نکاح نہیں ہے۔ اس کے بخلاف اگر پہلا یوں کہتا "تو مجھے نکاح کر دے" تو بطور توکیس نکاح
 ہو جاتا ہے اسے اختصاراً (ت)

نیز خانہ میں ہے،

مرحون قال بغيره بالفارسیة دختر خویش را
 مرادادی فقال دادم لایکون نکاحاً
 ایک شخص نے دوسرے کو فارسی میں کہا تو نے اپنی
 لڑکی مجھے دی تو جواب میں دوسرے نے کہا
 دے دی تو نکاح نہ ہوگا۔ (ت)

اسی طرح کتب معتبرہ کثیرہ میں ہے، یہ اصل استفہام کا حکم ہے،

فلا ینطلق انما هو بالنظر الی الحقیقة
 کلام میں الطلاق حقیقی معنی کے لحاظ سے ہوتا ہے

۲/۲	کتبہ صبیحہ کوٹہ	کتاب النکاح	لے خدمۃ الفتاویٰ
۶۶/۱	قلمی نسخہ	"	مرآۃ المفتین
۳۶۹/۱	نوکلشور محضو	"	لے وٹے فتاویٰ قاضی خاں

اما لو اطلعت فهي مقيدة حقيقة بما اذا لم يرد به التحقيق۔ اور اگر عام کر دیا جائے تو پھر اس وقت حقیقی معنی مرد لینے کے لئے مجازی معنی (تحقیق عقد) مرد نہ ہونے کی قید ضرور ہوگی۔ (ت)

یہی علم، تصریح فرماتے ہیں کہ ہنگام ارادہ تحقیق عقد نام ہے، فتاویٰ طہیریہ و خزانۃ المفتین میں ہے: لو قال بالفاresیة دختر خویش مرادی فعال و آدم لا ینعقد النکاح لان هذا استخبار واستیفاء فلا یصیر وکیلا الا اذا اراد به التحقيق دون الاستیفاء۔ اگر ایک نے دوسرے سے فارسی میں کہا کہ تو نے اپنی لڑکی مجھے دی، تو دوسرے نے کہا "دی" تو نکاح منعقد نہ ہوگا کیونکہ یہ پہلے کا کلام، طلبہ غیر ہے اور طلب و عسده ہے لہذا اس کلام سے دوسرا پہلے کے لیے وکیل نہ ہو سکے گا، مگر یہ کہ پہلے نے اسی کلام سے تحقیق عقد (مجازی معنی) مراد لیا ہو تو نکاح ہو جائے گا اور استعمال کا حقیقی معنی استفسار اور سنگنی و استخبار ہو تو نکاح نہ ہوگا (ت)۔

وجیز امام کردی میں ہے: قال لد دختر خود فلانہ را بمن ده فعال دام وھی صغیرۃ انعقد وان لم یقل تس۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اپنی فدی لڑکی مجھے دے، تو دوسرے نے کہا کہ میں نے دی، تو نابالغہ لڑکی ہو تو نکاح ہو جائیگا اگرچہ پہلے نے اس کے بعد "میں نے قبول کی" نہ کہا ہو کیونکہ "اپنی لڑکی دے" کہنا دوسرے کو وکیل بنانا ہے، اور اگر پہلے نے یہ کہا ہو کہ "تو نے مجھے دی" تو پھر نکاح نہ ہوگا مگر اس صورت میں جب دوسرے نے "میں نے دی" کہا اور پہلے نے اس کے جواب میں "میں نے قبول کی" کہا ہو یاں اگر پہلے نے دہی کے لفظ سے استعمال کی بجائے تحقیق عقد مراد لی ہو۔ (ت)

عکس ای جمعت الکلام مطلقا شاملا للتحقیقة والمجازہ بالجمله فالمتقید موجب للاطلاق والاطلاق موجب للتقید۔ یعنی کلام کو اطلاق پر رکھ کر عام کر دیا جائے تو حقیقت اور مجاز دونوں کو شامل ہو۔ خلاصہ یہ کہ کلام کو حقیقت سے مقید کرنا، دلالت میں اطلاق کو چاہتا ہے اور کلام کو عام کرنا (حقیقت و مجاز کو شامل کرنا) عدم مجاز کی قید کو چاہتا ہے، غور کرو۔ ۱۲ منہ مغفرہ (ت)

سہ خزانۃ المفتین کتاب النکاح ۴۹/۱
سہ فتاویٰ بزاز علی ہمش فتاویٰ ہمدانیہ کتاب النکاح نورانی کتب خانہ پشاور ۱۱/۴

محیط و ہندیر میں ہے ۔

لا ینعقد النکاح ما لم یقل الخاطب پذیر فتم
الا اذا اراد بقوله وادی التحقیق دون
السومۃ الو۔

ذخیرۃ العقبہ میں ہے ،

قوله وادی استخبار لا یثبت التوکیل یہ نعم
اذا ارید بقوله وادی التحقیق دون السوم
ینعقد النکاح وانت لم یقل الخاطب
پذیر فتم الو۔

یہی محل ہے اس فرما ذخیرۃ و ہندیر کا ،

قیل لامرأة فلیستن رازن من کردی فقلت کرم
ینعقد النکاح وکذا الوقول لیستن رازن
گردانیدی فقلت گردانیدم ۔

اور اس فرما محیط و ہندیر کا

سنن نجیم مدین عن قال لامرأة فلیستن را
ہزار درم کا میں بمن بڑی وادی فقلت بالسمع
واطاعة قال ینعقد النکاح ولو قال
مپاس دارم لا ینعقد لامت الاول

منگنی پوچھنے والا جب تک لڑکی کے باپ کے جواب
کے بعد میں نے قبول کی " نہ کہے گا نکاح نہ ہوگا ،
مگر یہ کہ اس کے اس کہنے " مجھے تو نے اپنی لڑکی دی
سے مراد منگنی نہ ہو بلکہ تحقیق مراد ہے الخ (ت)

ایک کا کہنا " تو نے دی " یہ طلب خبر ہے اس سے توکیل
ثابت نہ ہوگی ۔ ہاں اگر " تو نے دی " سے مراد منگنی کی بجائے
تحقیق ہو تو نکاح ہو جائے گا اگرچہ بعد میں یہ کہنے والا
" میں نے قبول کی " نہ کہے گا (ت)

اگر کسی عورت کو یہ کہا گیا تو نے اپنے کو میری بیوی کر دیا
تو عورت نے کہیں نے نہ کر دیا " تو نکاح منعقد
ہو جائے گا ، اور یہی اگر کسی نے عورت کو کہا تو نے اپنے
کو میری بیوی بنا دیا ، تو عورت نے کہا " میں نے بنا دیا "
نکاح ہو جائے گا (ت)

نجم الدین سے سوال کیا گیا کہ جس نے کسی عورت کو کہا
کہ تو نے اپنے کو ہزار درم کے بدلے میری بیوی کر لیا
تو عورت نے جواب میں کہا " سُننا اور اطاعت کی "
تو انہوں نے فرمایا ، نکاح منعقد ہو گیا ، اور اگر عورت

۲۴۱/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	کتاب النکاح	الباب الثانی	سُنن فتاویٰ ہندیر
۱۴۶/۲	نورکشور کراچی	"	"	سُنن ذخیرۃ العقبہ
۲۴۱/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	"	الباب الثانی	سُنن فتاویٰ ہندیر

نے جواب میں یوں کہا پسند کرتی ہوں تو نکاح نہ ہوگا کیونکہ

پہلو جواب، قبولیت ہے اور وہ مسلمہ و عہد ہے۔ (دست)

وہم قول فیصل یہ قرار پایا کہ مذکور مفہوم مستفاد بنظر احوال و قرائن استعمال پر ہے، قریباً نے کہا تو نے اپنی بیٹی مجھے دی، عمرو نے کہا دی۔ اگر مجلس منگنی کی تھی منگنی ہوئی اور نکاح کی تھی تو نکاح ہو گیا، درختار میں ہے:

وکنذا دی فی کونہ ایجابا قولہ انا متزوجک
یوں ہی الفاظ ایجاب میں سے یہ بھی ہیں میں تجھ سے

نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ یا میں پیغام نکاح دینے

کے لیے آیا ہوں۔ یا کیا کرنے مجھے راضی دی، ان

شروط میں اگر مجلس نکاح ہے تو نکاح قرار پائیگا

اور اگر مجلس منگنی ہو تو منگنی قرار پائے گی، کیونکہ نکاح میں جماع جاری نہیں ہوتا صرف منگنی یا نکاح ہوتا ہے ایسا

شرح مختصر الطحاوی لا سیبوا فی پھر شرح قدوری للزہدی پھر القزویہ و واقعات المفتیین میں ہے،

ایک نے دوسرے کو کہا تو نے اسی راضی مجھے دی ہے

تو دوسرے نے کہا میں نے دی، تو اگر یہ مجلس نکاح

ہو تو نکاح ہوگا، و مجلس منگنی ہو تو منگنی ہوگی (دست)

قال له هل اعطيتيها فقال اعطيت فان

كان المجلس للوعد فوعد وان كان

للعقد النكاح فنكاح

فتح القدير و رد المحتار میں ہے:

جب ہمیں معلوم ہوا کہ نکاح کے منعقد ہونے اور اس

حکم کے لازم ہونے میں شریعت نے رضا والے پہلو

کا لحاظ کیا ہے، تو ہم نے اس پر نکاح کے حکم کو ایسے

الفاظ تک پھیلایا جو رضا کے اظہار کا فائدہ لے سکتے

ہیں بشرطیکہ یہ رضا کے خلاف کامساوی طور پر احتمال

نہ رکھتے ہوں اس لیے ہم نے یہ کہا کہ اگر کسی نے مضامین

واحد مکمل کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے یوں کہا

لما علمنا ان الملاحظة من جهة

الشيخ في ثبوت الانعقاد لزوم حكمه

جانب الرضى عدنا حكمه الى كل

لفظ يفيد ذلك بلا احتمال مساد

للطرف الآخر قلنا هو قال

بالمضارع ذي الهمزة اتزوجك

فقلت خرجت نفسي انعقد و

۲۷۱/۱	ذرائع کتب خانہ پشاور	ابواب ثانی	کتاب النکاح	سہ فتاویٰ ہندیہ
۱۸۵/۱	مجتبائی دہلی		-	سہ در مختار
۳۲/۱	دارالاشاعت العربیہ قندھار افغانستان		-	سہ فتاویٰ القزویہ

فی المبدوء بالتاء تزوجی ببتک فقال
فعلت عند عدم قصد الاستيعاد لانه
يتحقق فيه هذا الاحتمال مخلاف الاول
لانه لا يستخبر نفسه عن الموعد واذا كان
كذلك والساخ مما لا يجرى فيه المساومة
كان للتحقيق في الحال فالتعقد به لا باعتبار
وضعه للانشاء بل باعتبار استعماله في
غرض تحقيقه واستعادة الرضوخ منه
حق قنن بوصح بالاستعفاء واعتبر معهود
المعالي قال في شرح الطحاوی لو قال هل
اعطيتني فقال اعطيت ان كان المجلس
للموعد فلوعد وان كان للعقد فنكاح او

”میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں“ تو عورت نے
اس کے جواب میں کہا ”میں نے اپنا نکاح یہ“ تو
نکاح ہو جائے گا۔ اگر کسی نے مضارع و امر مخاطب
کے صیغہ کو استعمال کیا اور یوں کہا ”تو اپنی بیٹی مجھ سے
نکاح کر دے گا“ تو جواب میں دوسرے نے کہا
”میں نے کر دیا“ جب اس سے وعدہ کا ارادہ نہ ہو
تو یہ الفاظ بھی چونکہ رضامندی کا احتمال رکھتے ہیں اس
لیے نکاح ہو جائے گا۔ اس کے بعد پہلی صورت
میں وعدہ کا احتمال نہیں کیونکہ خود متکلم مضارع کے
صیغہ سے اپنی ذات کے بارے میں وعدہ کی خبر نہیں
دیتا، جب یہ معاملہ ہے تو اس صورت میں فی الحال
نکاح کو قائم کرنا مقصود ہے تو اسی وقت نکاح
ہو جائے گا، کیونکہ نکاح میں مذکورہ اس سے بعد تو نہیں ہو سکتا۔ اس سے الفاظ سے نکاح کا انعقاد
اس لیے نہیں کہ یہ الفاظ نکاح کے لیے وضع ہیں بلکہ اس لیے کہ ان الفاظ کا استعمال مقصد کو حاصل کرنے
کی غرض سے کیا گیا اور ان سے رضامندی کا اظہار بھی ہوتا ہے، حتیٰ کہ ہم یہ کہیں گے اگر کسی نے ان الفاظ
سے صراحتاً استعمال مراد لیا تو پھر حال کا اعتبار کیا جائے گا، لحاظ دی کی شرح میں فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے
کو کہا کیا تم نے پنڈی بجے دی ہے“ تو دوسرے نے جواب میں کہا کہ میں نے دی ہے“ تو اس صورت
میں اگر مجلس منگنی ہو تو یہ منگنی ہوگی اور یہ مجلس نکاح ہو تو نکاح ہوگا (۱۵۱)

اس تحقیق انیق سے عبارات طعن ہو گئیں اور حکم منظم و تمام الکلام علی مسئلۃ الاستفہام فیہ
علقہ علی سادہ المحتاسر (اور مسئلہ استفہام پر مکمل طائرہ المختار پر جائے ماثیر میں ہے) جب یہ اصل تنفیخ
ہوئی اب صورت مستفسرہ کی طرف چلے شخص مذکور کہ مجلس غائب سے اُٹھ کر مخطوبہ کے پاس جاتا ہے جبکہ
اس سے پہلے نہ غائب سے اذن لیا نہ مخطوبہ سے، اور وہ دونوں بالغ ہیں کہ ان کے معاملہ میں غیر کا
اذن کوئی چیز نہیں تو اسے نکاح سے کیا علاقہ، یقیناً حضوری محض ہوتا ہے مگر ہمارے اندر کہ ام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کے نزدیک عقد فضولی محض فضول و نامقبول نہیں بلکہ منعقد ہو جاتا ہے اور اجازت صاحب اجازت پر موقوف رہتا ہے کما نصو علیہ فی الکتب قاطبۃ (جیسا کہ فقہائے امام کتابوں میں اس پر بھی لکھا ہے۔) پس اگر اس کلام سے کہ یہ فضولی مخطوبہ سے کہتا ہے تحقیق عقد مراد و مفہوم ہوتی تو اسی وقت انعقاد نکاح میں مشہد نہ تھا اس کلام کا ایجاب ہو اور مخطوبہ کا جواب قبول عقد موقوفاً منعقد ہو گیا، اس کے بعد جب فضولی مذکورہ غور و دوسرے شخص نے مخاطب کو اس کی خبر دی اور اس نے اظہار قبول کیا، یہ صراحت اس عقد موقوف کی تنفیذ ہوئی اور نکاح تام و نافذ لازم ہو گیا، قبول کیا میں نے اور قبول کیا "دونوں یکساں ہیں کہ جب تو نے قبول کیا" کے جواب میں "قبول کیا" کہا تو اس کے صاف یہی معنی ہوئے کہ میں نے قبول کیا لان سوال معاد فی الجواب (کیونکہ جواب میں سوال کا اعادہ معتبر ہوتا ہے۔) ت۔

دخیرہ و ہندیہ میں ہے :

قبیل لامرأة عیشتی را بظاہر زن نے دادی فحالت
داد و قبیل للزوج پذیرفتی فعال پذیرفتی یعتقد
النکاح وان لم یقبل المرأة دادم والنکاح
پذیرفتی
"میں نے قبول کیا" یا "میں نے اپنا نکاح دیا" نہ کہا جو۔ (ت)

اصلاح و ایضاح میں ہے :

قولہما داد پذیرفت بعد دادی و پذیرفتی ایجاب
و قبول لمکان العرف فان جواب مثل هذا
الکلام مقدر ینکر بالمیم و بدو نہ کفر و خت
و خرید فی البیعة
"تو نے دی، تو نے قبول کی" کے الفاظ کے بعد
صرف "دی" "قبولی کی" گناہ عرف کی بنا پر ایجاب
قبول ہے، کیونکہ ایسی کلام کے جواب میں مستحکم کا صیغہ
ضروری نہیں ہے، جیسے بیع میں صرف "خرید و
فروخت" کا لفظ استعمال کریں جاتا ہے۔ (ت)
اقول جب فارسی میں داد و دادم و پذیرفت و پذیرم کا ایک حکم ہے تو اردو میں بدرجہ اولیٰ
فان صیحة الباعی بالفارسیة للغائب
کیونکہ فارسی میں ماضی غائب اور مستحکم کا صیغہ

غير المتكلم بخلاف لسانا فانها هي صيغة واحدة للغائب والحاضر والمتكلم جميعا وانما يفرق بالضمائر او ذكر الظاهر الا ترى ان العرس تقول او كر و تو كر دي ومن كردم ونحن نقول في الكل اس نے کیا تو نے کیا میں نے کیا وكذلك في الفعل اللازم وہ آیا تو آیا میں آیا وانما يفرق فيه بين الواحد والجمع والمذكر والمؤنث فصيغته في اللازم اس بع آیا آئی فلو اُحد المذكر والمؤنث وآتے آئیں فجمعين كذلك وفي المتعدي صيغته واحدة لكل وهو کیا مثلا سواء اسندته الى اس او انھوں او تو او ہم للذكر او النکون او الانثی . لایستادہم ذکرانا وانا ثا د لا فرق بين الغائب والحاضر والمتكلم في شئ منهما اصلا وبه تبين بطلان مزعم من يزعم ان قول المخاطب قبول کی جڑ میں نے لا یستقد به السكاح لعدم متعین المقابل۔

علیحدہ ہے جبکہ ہماری زبان میں ماضی غائب، حاضر اور متکلم کا ایک ہی صیغہ ہے جو صرف ضمیر یا اسم ظاہر کی تبدیلی میں فرق پیدا کرتا ہے، آپ دیکھیں کہ فارسی والے او کر د، تو کر دی اور میں کر دم ہر ایک کے لیے علیحدہ صیغہ استعمال کرتے ہیں جبکہ ہم سب کے لیے صرف "کیا" کہتے ہیں، اس نے کیا، تو نے کیا، میں نے کیا، اور یوں ہی ہماری زبان میں فعل لازم کا بھی ایک ہی صیغہ ہے جو ضمیر لگانے سے غائب، حاضر اور متکلم کا فرق ظاہر کرتا ہے مثلاً وہ آیا تو آیا میں آیا البتہ واحد جمع ذکر و مؤنث کے لیے غے لازم کے چار صیغے ہیں۔ آیا، آئی واحد مؤنث و ذکر کے لیے آتے اور آئیں جمع ذکر و مؤنث کے لیے ہیں۔ اور فعل متعدی کا صرف ایک صیغہ ہے۔ اور یہ کیا، ہے اس کو بھی ضمیر لگا کر واحد ذکر و مؤنث، جمع ذکر و مؤنث کے ساتھ غائب، حاضر اور متکلم کا فرق کیا جاتا ہے مثلاً اس نے کیا، تو نے کیا، میں نے کیا، غرضیکہ اردو میں فعل لازم و متعدی کے لیے غائب، حاضر اور متکلم کا ضمیروں کے بغیر کوئی فرق نہیں ہے۔ اس بحث سے واضح ہو گیا کہ بعض کا خیال غلط ہے کہ شادی کا پیغام دینے والے پہلے شخص کا دوسرے کے "میں نے دی" کے جواب میں صرف "قبول کی" کہنا کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ "میں نے" ذکر نہ کرے کیونکہ اس سے قبول کرنے والے کا تعلق نہیں ہوتا لہذا "میں نے قبول کی" کہنا ضروری ہے اس خیال کے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اردو میں غائب، حاضر اور متکلم کے لیے صیغہ کا فرق نہیں ہے۔ (ت)

مگر تقریر مذکور سوال سے ظاہر یہ ہے کہ فضولی کا مخطوبہ سے وہ کلام بعقدہ انشاء عقدہ نہیں ہوتا، نہ وہ مجلس مجلس عقدہ سمجھی جاتی ہے بلکہ اُسے اپنے زعم میں ہندو سے طلب اذن کی مجلس سمجھتے اور اس گفتگو کو استیذانہ یا سنتے اور مجلس عقدہ مجلس مخاطب کو قرار دیتے ہیں جب یہ وہاں سے واپس آکر مخاطب سے خطاب کرتا ہے

و لہذا پلٹ کر قاضی کے پاس جاتا ہے جو عقد کرانے کو دُلہا کے پاس بیٹھا ہے اور اُس کے سوال پر اپنے آپ کو کیل مخطوبہ
نظاہر کرتا ہے اور اُس کے قبول یعنی رضا سے خبر دیتا ہے، ان قرائن و اضمح سے مجلس مخطوبہ کا مجلس عقد نہ ہونا ظاہر
اور اقل اتنا تو بدیہی کا ارادہ عقد ظاہر نہیں معنی مجاز مراد نہ ہو سکتے کہ اسی قدر پس ہے

فان المجاز مفسر على قرينة تظہر اذ قد ثبتت
لا قرينة توجب جانبہ لا تصح ايرادہ كما علمت
من قول المحقق على الاطلاق بلا احتمال
مساد للطرف الاخر و اذا كان الامر على ما وصفنا
لم يصح جعل الاستفهام تحقيقاً كما دلت
معاملہ یہ ہے جو ہم نے بیان کیا ہے تو استفہام کا مجازی معنی، تحقیق عقد قرینہ کے بغیر مراد لینا درست نہ ہو گا،
جیسا کہ آپ نے سمجھ لیا۔ (ت)

اب قبول مخطوبہ کو ایک دکن عقد یعنی ایجاب قرار دینے کو باطل محض ہے کہ اس ایجاب کا قبول حب کر
دوسری مجلس مخاطب میں ہو گا اور کوئی ایجاب مجلس سے باہر قبول پر موقوف نہیں رہ سکتا
كما نصوا عليه في عامة الكتب وفي بعض
والد من شرائط الايجاب والقبول
اتحاد المجلس وفي التنوير و شرحيه
لا يتوقف الايجاب على قبول غائب عن
المجلس في سائر العقود من نكاح و بيع
و غيرهما بل يبطل الايجاب و لا تلحقه
الاجازة اتفاقاً

یہاں کہ نہیں کہ من عام کتب میں اس کی تصریح
کر دی ہے۔ نہ راہ و رد میں ہے کہ ایجاب و قبول
کے معتبر ہونے میں مجلس کا اتحاد ضروری ہے۔ اور
تنویر اور اسی کی دونوں شرحوں میں ہے کہ ایجاب
مجلس سے کسی غائب شخص کے قبول کرنے پر موقوف
نہ ہو گا، تمام عقود، نکاح و بیع وغیرہ یہاں کا ہی حکم
ہے کہ ایجاب بالاتفاق باطل ہو جائے اور اس کو اجازہ قاضی نہیں دیتی۔

اور اگر توکیل ٹھہرائے تو اس کی طرف بھی راہ نہیں، توکیل دوسرے کو کسی تصرف جائز معلوم میں اپنا نائب
بناتا ہے اتنا بت کا اصلاً کوئی ذکر نہ کلام شخص مذکور میں تھا نہ کلام مخطوبہ میں، تو اس کا حاصل صرف اس قدر
ہو گا کہ مخطوبہ نے اس کے سامنے زید کے ساتھ اس قدر چہر پر اپنے نکاح کی رضا ظاہر کی یہ توکیل نہ ہوئی۔

تویر الایضار میں ہے :

هو إقامة الغير مقام نفسه في تصرف
جاؤ معلوم رہے

بنانا۔ (ت)

علماء فرماتے ہیں زید نے عمرو سے کہا کاش ! تو میرا نکاح فلاں عورت سے کر دیتا، اس نے کر دیا، یہ نکاح، نکاح فضولی ہوا، حالانکہ یہاں صراحتہ عمرو سے استعانت تھی تو مجرد اس قدر کہ اس نے کہا تو فلاں سے نکاح پر راضی ہے؛ اس نے کہا ہوں "کیونکہ تو کیل ہو سکتی ہے۔ فتاویٰ خیر یہ میں ہے :

سئل في رجل قال كل امرأة اتزوجها
فهي طالق ثم قال بعد مجلس لوجل ليتك
تزوجني فلامه هل اداد وجه يحدث امر
لا اجاب لا يحدث لانه لم يتزوج ببل
زوج والسنه زوج فضولي بلا شك والحال
هكذا لا الز-

یا نہیں؛ تو انھوں نے جواب دیا کہ طلاق یہ ہوگی کیونکہ اس نے خود نکاح نہیں کیا بلکہ اس کا نکاح ایک غیر شخص (فضولی) نے کیا ہے اور بلا شک معاملہ یہی ہے (الز)

بالجملہ اس وقت تک کہ جو کارروائی تھی لغرض فضولی گئی۔ اب روادوں سے واپسی کے بعد شخص مذکور کا خطاب سے خطاب، یہاں ضرور تحقیق عقد ہی مقصود ہے کہ ان کے زعم میں مجلس مختصر مجلس تو کیل تھی اب کہ یہ اپنے نزدیک وکیل بن کر آیا اس مجلس عقد میں عقد کرتا ہے تو یہ استعمال حقیقۃً ایجاب ہوا اور زوج کا کہنا قبول کیا قبول۔

اقول وہاں الترفیق، تحقیق مقام یہ ہے کہ استعمال بہکام امانۃ تحقیق مفید معنی امر ہوتا ہے
قال الله تعالى فذل انتم منتهون ای انتهوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیا تم باز آؤ گے؛ اس سے مراد

۱۰۳/۲	مطبوعہ مجتہدانی دہلی	کتاب الکالۃ	سہ در مختار شرح تویر الایضار
۲۶/۱	دار المعرفۃ بیروت	فصل فی نکاح الفضولی	سہ فتاویٰ خیر یہ کتاب نکاح
۱۰۶ ص	اصح المطابع دہلی	تحت الآیۃ فذل انتم منتهون	سہ قصیر جلالین

وقال تعالى اقصروا وكان ربك بصيرا
اصبروا وقال صلى الله تعالى عليه وسلم
هذانتم تاركوا لي صاحبتي اي تركوا
عليه وسلم نے فرمایا کیا تم مجھے میرے صاحب کے بارے میں چھوڑ دو گے؟ اس سے مراد یہ ہے کہ تم چھوڑ دو گے
تو تو نے قبول کیا؟ یعنی "قبول کر" ہے، اور امر میں اگرچہ ہمارے علماء مختلف ہوئے کہ وہ توکیل
ہے یا ایجاب۔

فی الدر المختار من زوجتی اور زوجتی نفسك
او کوئی مرأتی لیس یا ایجاب بل توکیل
ضمنی وقیل یجاب ورجحه فی البحر
مختصرا و فی رد المحتار مشی علی الاول
فی الهدایة والمجمع ونسب فی الفتح الی
المحققین وعلی الثانی ظاهرا لکنز و
اعتراضه فی الدرکبانہ محذوب کلامهم
واجاب فی البحر والنهر بانہ صرح به فی
لخلاصة والغنایة قال فی الغنایة و
ولغة الامر فی النکاح ایجاب وکذا فی
الحکم والطلاق والکفالة والهبه
قال فی العتق وهو احسن الخ

طلاق، کفالت اور ہبہ میں بھی ایجاب ہے، اور فتح میں فرمایا کہ یہ احسن ہے الخ (ت)
اور قول توکیل پر یہاں انعقاد نکاح میں دقت ہوتی کہ یہ شخص خائب کو توکیل کرنے والا کون نکاح کا توکیل

۳۰۴/ص	اصح المطابع دہلی	تحت الآیۃ	اتصروا وكان ربك بصيرا	لے تفسیر جلد میں
۵۱۶/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب فضل ابی بکر الخ		لے صحیح بخاری
۱۸۵/۱	مجتبائی دہلی	کتاب النکاح		لے در مختار
۲۶۳/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت			لے رد المحتار

بالنکاح تو دوسرے کو وکیل کر سکتا ہی نہیں، فضولی کیا چیز ہے۔

فی الخلاصة لو قال الوكيل بالنكاح هب بملك فلان فقل الاب وهبت لا ينقذ النكاح ما لم يقل الوكيل بعد قلت لان الوكيل لا يملك التوكيل ثم وان كان يتراعى لم ان لقائل انت يقول لعل لا ينقذ فيه معق لا ينقذ فانه ان لم يملك كان توكيل فضولى فكان ما الا ترى انت الفضولى لا يملك التزويج ولونزوج لحصل الزواج ولسو موقوفا فكذا ينبغي ان تحصل بتوكيله الوكالة وان توقف نفاذه على تنفيذ من له التنفيذ قل في البحر من البيع الظاهر من فروعههم امن حصل ما هو التوكيل به فانه اذا باشرة الفضولى يتوقف الا الشراء بشرطه، ومعلوم ان التوكيل مما يصح به التوكيل فابط هو الاعتقاد موقوف او انما يتبدل به اصلا ما لم يقل الوكيل قلت فالتعديل الصحيح الواضح ما ائنا العلامة العمامة على المقدسى

خلاصہ میں ہے اگر وکیل نے کسی کو کہا کہ تو اپنی راک فلان کو دے تو باپ نے جواب میں میں نے دی کہا، تو جب تک اس کے بعد وکیل میں نے فلان کو دے قبول کی، شکے نکاح منعقد نہ ہوگا، کہ وکیل از خود دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا اور مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اس پر کوئی معترض یا اعتراض کر سکتا ہے کہ جب نکاح کا وکیل دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا تو دوسرا فضولی قرار پائے گا، اور فضولی کا عقد نافذ نہیں ہوتا اگرچہ عقد کی حد تک جائز ہے تو یہاں منعقد نہ ہوگا" کا معنی "نافذ نہ ہوگا" ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ فضولی کو نکاح کر لینے کا اختیار نہ ہونے کے باوجود اگر وہ نکاح کر دے تو اس کا اتفاق موقوف رہتا ہے تو یہاں بھی وکیل کی توكيل موقوف ہو کر نافذ کرنے والے کی اجازت سے نافذ ہو جائے گی۔ تجھ کے بیروں میں کہا ہے کہ فقہ کرام کے بیان کردہ جزئیات سے ظاہر ہے کہ وہ امور جن میں توكيل جائز ہے اگر ان امور کو فضولی از خود سرانجام دے تو یہ امور موقوف رہیں گے یا سوائے کسی شرط کے ساتھ غریب کے اور تو ظاہر ہے کہ وکیل بنانا بھی ان امور میں سے ہے جن میں توكيل جائز ہے، تو ظاہر ہو رہا ہے کہ فضولی کا تصرف جائز ہونا موقوف ہوگا، اگر وکیل کی قبولیت کے بغیر باپ کے دے دی" کہنے سے

ان قول التوكيد هب ابتك لغلات ظاهري الطلب
وانه مستقبل لم يرد به الحال والتحقيق
فلم يمتعه به العقد بخلافه وجف
بذلك يكذبا بعد الخطبة ونحوها فانه
ظاهري في التحقيق والاشبات الذي هو
معنى الايجاب امر ويعينه عينا ما في
البحر عن الظهيرية لوقال هب ابتك
لابني فقال وهيت لم يصح ما لم يقل
ابو اصفير قبلت احم فلا مساع ههنا لزعم
ان الاب لا يملك التوكيد.

یا کل نکاح نہ ہونا مراد ہو تو پھر اس کی واضح وجہ وہ ہے
جس کو علامہ مقدسی نے بیان فرمایا کہ وکیل کا لڑکی کے
باپ کو اپنی فلاں کو کہہ کر کہا امر اور طے ہو کہ مستقبل
کا صیغہ ہے اور فی الحال تحقیق مراد نہیں، لہذا
عقد نام نہ ہوگا، اس کے خلاف وہ صورت جس میں
خود مرد نے کہا کہ تو اپنی لڑکی مجھے نکاح کر دے تو
یہاں مشکئی وغیرہ کے بعد یہ کلام اشبات و تحقیق میں ظاہر
ہے اور یہی ایجاب ہوتا ہے کہ بھر میں ظہیر یہ ہے
فعل میں اسی وجہ کو معنی کرتے ہوئے کہا کہ اگر ایک
نے کہا کہ "تو اپنی بیٹی میرے بیٹے کو دے"، دوسرے
نے کہا "میں نے دی"، تو اس وقت نکاح صحیح نہ ہوگا بلکہ لڑکی کے باپ اس کے بعد میں نے قبول کی "کہنا ضروری
ہوگا کہ تو یہاں لڑکی کے باپ کے بارے میں یہ خیالی کرنا دوست نہیں کہ یہ وکیل بنانے کا نامک نہیں ہے دست
مگر نظر فقہی حاکم ہے کہ یہ امر بارہا صیغہ ایجاب لہذا ان وقتوں سے برکائی ہو،

کیونکہ یہ قبول کرنے کی درخواست ہوتی ہے اور جواب
میں قبول سے مراد رضا مندی ہوتی ہے، اور فضول
شخص اگر لڑکی کو کسی کے لیے نکاح کی درخواست
کرے تو یہاں بھی یہی مقصد ہوتا ہے کیونکہ اس
کا ردوائی کا مقصد صرف لڑکی کی رضا حاصل کرنا
ہوتا ہے نہ کہ نکاح مکمل کرنا ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے
پہلے بیان کیا ہے اور جہاں مجلس نکاح میں یہ بات
کہی جائے تو اس سے نکاح کا ایک رکن مرد ہوتا
ہے جیسا کہ زیر بحث مسئلہ میں ہے، تو قبول کا

فاسد امر بالقبول والقبول يطلق و
يراد به رضا وهو المحمل في قول
الفضولي المذكور لم يخطوبة لعدم
س دتهم اذ ذلك الاستبانة رضاها
من دون تتميم العقد كما قدمنا
ويراد به احذر كفي العقد و
هو المراد ههنا حيث المراد
تحقيق العقد وهذا القبول وجود
له الا تلوا الايجاب في رد المحتار

استار الى ان المقدّم من كلامه العاقدین
ایجاب سواء كان المتقدم كلام الزوج
وكلام الزوجة والمتأخر قبول حصة
المنح فلا يتصور تقدیم القبول إلا
فلا مبرر بالقبول يتضمن ألا یجاب علی
جهة الاقتضاء كقوله اعتق عبدك عني
بالحق يتضمن البيع كذلك وكما ان العبد
لوتزوج بلا اذن مولاه فقول المولى
له طلقها مرجعية اجماعاً للنكاح الموقوف
كما في الدر المختار لان الطلاق
المرجعي لا يكون لا بعد النكاح الصحيح فكان
الامس به اجماعاً اقتضاه كما في رد المحتار
هذا ما ظهر لي وهو ظاهر حل وحب
ابيت فانقول بالایجاب مرجحاً مصححاً
بقول الفتح هو احسن كما علمت۔

فغذ یہاں پر ایجاب کا جواب ہوتا ہے۔ رد المحتار میں
یہ اشارہ دیا کہ عاقدین میں سے پہلے کا کلام ایجاب
اور دوسرے کا قبول کہلائے گا۔ خواہ مرد کا پہلی
کلام ہو یا عورت کا۔ اب منہ کے قول کو قبول پہلے تصور میں
ہو سکتا الخ، تو اس پر قبول کرنے کی درخواست
اقتضاء ایجاب پر مشتمل ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ توری
طرف سے ایک ہزار کے بدلے میں ایسا غلام آدا کرنے
تو یہ قول منہ سے پر مشتمل ہے (یعنی مجھے فروخت
اور پھر آزاد کر) اور جیسا کہ کوئی غلام اپنے مالک کی
اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس پر مالک اس کو
کہے کہ تو مجھے طلاق دے۔ تو مالک کا یہ کہنا موقوف
نکاح کو جائز قرار دینا ہے جیسا کہ رد مختار میں ہے،
سہ در من طلاق کا اس کے بعد ہی ہو سکتا ہے لہذا
رجس طلاق کا حکم، نکاح کی اجازت منظور ہوگا، جیسا
کہ رد المحتار میں ہے۔ یہ مجھے بالکل واضح معلوم
کے لیے ترجیح اور تصحیح قرار پائے گا جیسا کہ آپ جان چکے ہیں۔ (ت)

بہر کیف یہاں اگر اس نکاح کے منعقد ہوجانے میں شبہ نہیں مگر آزادانہ کہ شخص مذکور فضولی تھا جائز
مغلوبہ پر موقوف رہا، اب اگر بعد وقوع نکاح اس کی خبر پا کر قبل اس کے کہ مغلوبہ سے کوئی قول یا فعل وسیل
رد و ابطال نکاح صادر ہو تو لا یا فعلاً یا سکوتاً اجازت پائی گئی تو نکاح صحیح و تام و نافذ ہو گیا۔ اجازت قلبیہ
کہ مثلاً مغلوبہ کے میں راضی ہوتی مجھے منظور ہے یا اچھا کیا یا الحمد للہ، اور فعلیہ کہ مثلاً بے جبر و اکراہ شوہر کو خلوت

۲۶۳/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	کتاب النکاح	رد المحتار
۲۰۴/۱	مجتبائی دہلی	باب نکاح الرقیق	رد مختار
۲۷۳/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	-	رد المحتار

میں اپنے پاس آنے دے یا اس سے مہر یا عقد طلب کرے یا اور کوئی فعل کہ دلیل رضا ہو، آہ سکوت یہ کہ خود ولی یا اس کا رسول یا ایک شخص پر ہر گاہ جس کی عدالت معلوم و متحقق ہو یا دوستور الحال جن کا فسق معلوم نہ ہو مخطوبہ کو نکاح کی اطلاع دیں اور وہ شوہر کو پسپائی ہو اور وہ اس کا کفر بھی ہو یعنی دین یا نسب یا پیشے یا چال چلن وغیرہ میں ایسی کمی نہ رکھتا ہو کہ اس سے نکاح اولیاء مخطوبہ کے لیے عار ہو، اس صورت میں مخطوبہ خبر شن کرنا و شہسور ہے تو یہ سکوت بھی اجازت سمجھا جائے گا و قد فصلنا القول فی کل ذلک فی فتاویٰ (اس تمام بحث کو ہم اپنے فتاویٰ میں بیان کر چکے ہیں۔ ت۔ بالجملہ یہ صحت رائجہ وقت سے خالی نہیں خصوصاً بعد استماع خبر اطراف و نفرت واقع ہو جیسا کہ بلاد ہندوستان میں اکثر دختران و شہزادہ کا معمول ہے جب تو نکاح صاف رد ہو جائے گا کہ پھر مخطوبہ کے جائز کیے بھی جاتے نہیں ہو سکتے لہذا اس طریقے کی تبدیل ہی واجب و مناسب ہے یا تو شخص متوسط پہلے مخاطب سے اذن و کالت حاصل کر کے جائے اور وہاں جو کلام مخطوبہ سے کہتا ہے اس سے تحقیق عقد مقصود رکھے کہ مخطوبہ سے اُسی قدر گفتگو پر نکاح تام و نافذ ہو جائے، یا مخطوبہ سے یہ الفاظ نہ کہے بلکہ اپنے لیے اذن و کالت لے کہ تُو نے فلاں بن فلاں ابن فلاں کے ساتھ اتنے مہر پر اپنا نکاح کر لے کے لیے مجھے وکیل کیا، مخطوبہ کہے ہاں، پھر وہاں سے آکر خود بھی محض مخاطب سے کہے کہ میں نے فلاں سے کلام کیا ہے اس سے مہر پر تمہارے نکاح میں دیا تُو نے قبول کیا، مخاطب کہے ہاں، یا یہی الفاظ رکھنا چاہیں تو اول ہی مخطوبہ سے جو گفتگو کی جاتی ہے اسے مجلس توفیل و طلب رضا نہ سمجھیں بلکہ اسی کو مجلس عقد سمجھیں اور محض مذکورہ الفاظ بقصد تحقیق عقد ہی مخطوبہ سے کہے کہ نکاح وہیں منعقد ہو جائے پھر مخاطب کا قبول اس کی تنفیذ قرار پائے۔

یہ سب تفصیل کہ مذکور ہوئی اُسی صورت میں ہے کہ مخطوبہ جلسہ مخاطب سے اتنی دور بیٹھی ہو کہ اس کا کلام یہاں والے نہ سنیں یا وہ قبول کیا کہہ کر اٹھ جائے اُس کے بعد مخاطب سے گفتگو آئے یا جب مخطوبہ نے قبول کیا کہہ لیا اُس کے بعد مخاطب اٹھ کھڑا ہوا پھر اس سے کہا گیا کہ ان صورتوں میں مجلس قبل ہوگی یا شہود اُن دونوں کا کلام معاً نہ سنیں گے اور اگر وہ اس قدر قریب بیٹھی ہے کہ اہل جلسہ مخاطب نے اُس کا قبول کیا، کہنا سننا اور ابھی مخاطب و مخطوبہ ویسے ہی بیٹھے ہیں کہ مخاطب سے آکر بیان کیا گیا اور اس نے قبول کیا کہہ کہ مجلس واحد میں دونوں کا کہنا معاصرین میں کم از کم دو مردوں یا ایک مرد و دو عورتوں نے معاشنا اور سمجھا تو نکاح کی صحت و تمامی میں اصل کلام نہیں، اب یہ سچ کا شخص محض لغو و فضول ہوگا اور مخاطب و مخطوبہ سنی کا کلام ایجاب و قبول ہوگا۔

وذلك ما قد منعنا عن الاصلاح والايضاح اس کو ہم پہلے اصلاح، ايضاح، ذخیرہ اور

والذخيرة والهندية مع قول فائيل للمرأة
وادی فعالت داد ثم للزوج پذیرفتی فعالت پذیرفت
وفي الوقاية وشرحها لصدور الشريعة اذا قيل
للمرأة خويشتن بڑی فلاں وادی فعالت داد
ثم قيل للزوج پذیرفتی فعالت پذیرفت بحدوث
البیم يصح النكاح كبیم وشرء اعى اذا
قيل للمائم فروختی فعالت فروخت قسم قيل
للمشتري خریدی فعالت خرید يصح البیم
اس نے بھی صرف "قبول کی" کہا تو نکاح صحیح ہے جیسا کہ بیع کی صورت میں بائع کو کہا گیا کہ تُو سے بیچی، تو اس
نے جواب میں "بیچی" کہا ہوا اور میں نے بیچی "نہ کہا، پھر خریدار کے ساتھ بھی یہی سوال و جواب ہوا تو بیع
ہو جائے گی اور (ت)

اور عورت کا پردہ میں ہونا تنافیر مجلس کا مقتضی نہیں، نہ صحت نکاح میں عمل ہو سکے جبکہ غلط یہ دو مشاہدوں کو
مینا یا تسمیہ معلوم ہو،

في الهندية عن الذخيرة عن فتاوى
ابن الیث، رجل قال لقوم اشهدوا انی
تزوجت هذه المرأة التي فی هذا البیت
فعالت المرأة قبلت فسمع الشهود مقالتها
ولم يردوا شحصها فالت كانت
فی البیت وحدها جاز النكاح الخ
قلت فانما دان الحجاب لا یغیر
المجلس وانما اشترط كونها
ہندیہ میں ذخیرہ سے اور انھوں نے فتاویٰ ابن الیث
کے حوالے سے ذکر کیا کہ ایک شخص نے لوگوں کو کہا کہ
گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اس کو میں موجود عورت سے
نکاح کیا اور عورت نے اندر سے جواب دیا کہ میں نے
قبول کیا۔ گواہوں نے عورت کی یہ بات سُن لی اور
عورت کو دیکھا نہیں، اگر عورت اس کو میں اکیلے تھی تو
نکاح ہو جائے گا الخ قلت (تو میں کہوں گا) حجاب
مجلس کو تبدیل نہیں کرتا، صرف شرط یہ ہے کہ وہ ان

۲۰۱/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	کتاب النکاح	الباب الثانی	لے فتاویٰ ہندیہ
۹/۲	مجتبائی دہلی	~	~	لے شرح وقایہ
۲۶۸/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	~	الباب الاول	لے فتاویٰ ہندیہ

وحد حالانہ لم یسہا و تعریف الغائبۃ
عند الاحتمال انما یکون بالقسمۃ و قف
الہمدیۃ ایضاً عن محیط السرخصی ان
کانت حاضرة متقبلة ولا یعرفها الشہود
بجواز النکاح وهو الصحیح علیہ

عورت اکیلی ہو کیونکہ مرد نے اس کا نام ذکر نہیں کیا
جیکہ مشہد کی صورت میں عورت غائبہ کی پہچان اس کے نام
سے ہوتی ہے۔ اور ہند پر میں حیرت و سرخی سے بھی منقول
ہے کہ اگر وہ نقاب اوڑھے مجلس میں حاضر ہوا اور گواہ
نام نہ جانتے ہوں تو بھی نکاح جائز ہوگا، یہی صحیح

ہے۔ (ت)

اسی طرح قبولِ غائب میں استاد فقہ کہ شخص مذکور وہاں سے اٹھ کر یہاں آیا اور قاضی سے وہ گفتگو ہوتی، گواہیاں
لی گئیں، اس کے بعد غائب سے کہا گیا تو اس نے قبول کیا کچھ مفر نہیں جبکہ مجلس قبل نہ ہو کہ قبول فوراً ہونا ضرور
نہیں فی رد المحتار عن البحر اعماء الفور فلیس من شرطہ (رد المحتار میں بجز سے منقول ہے لیکن فوراً ہونا ضروری
شرط نہیں ہے۔ ت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مرسلہ حضرت فخر العارفين دام ظلہم المبین از سیٹا پور تاسمن گنج ۸، ربيع الاول شریف ۱۳۰۹
بخدمت عالمان قبحر التماس ہے مسئلہ کوئی راکا کہ عمر اس کی تیرہ چودہ برس کی ہے اور نابالغ ہے اپنے
گھر کی عورت کو لے کر میلہ بنو میں جاتا ہے اور عورتیں اس کے بھائی پرستش پر ہم سو دکی کرتی ہیں۔ ایسا راکا اگر
کسی کا نکاح چڑھائے تو جائز ہے یا نہیں، یقیناً توجہ دلا۔

الجواب

اگر فی الواقع اس کے یہاں کی عورت غیر مذکورہ تھی ہیں یعنی حقیقتہً دوسرے کی عبادت کہ شرک حقیقی ہے
(نہ صرف وہ بعض رسوم جاہلیت یا افعال جہالت کہ حد فسق و گنہ سے متجاوز نہیں گواہی تشدد انھیں نام شرک
پرستش غیر تفسیر کریں) اور وہ اس شرک حقیقی پر مطلع اور اس پر راضی ہے تو خود کا فرمتہ ہے فان الرضا بالکفر
کفر (کیونکہ کفر پر رضا بھی کفر ہے۔ ت) اس تقدیر پر اس سے نکاح پڑھوانا ہرگز نہ چاہیے کہ مرتد کے پاس تک
بیٹھنا شرعاً معیوب ہے،

قال تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکویٰ مع القوم
الظالمین کہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یاد آئے پر ظالم لوگوں کی مجلس میں
مت بیٹھو۔ (ت)

۱/۲۶۸ کتاب نکاح الباب الاول فورانی کتب خانہ پشاور
۲/۲۶۸ دار احیاء التراث العربی بیروت
۶۰۹۶

نہ کہ خاص دینی شرعی کام ہیں اُس سے مدد لینا،

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
انا لافستعين بمشرك - اخرجہ احمد و

أبو داود وابن ماجة عن أم المؤمنين

النص يقرّنه رفقي الله تعالى عنها السند صحيح

مگر پڑھائے گا تو نکاح صحیح ہو جائے گا کہ اگر وہ صرف اللہ عاقبتین یا اُن کے ولی یا والد کو، حسب توہینِ ظاہر کہ اسے عدمِ بلوغ سے عقد پر کیا اثر ہو سکتا ہے اور اگر دلیل بھی ہو کہ اسلام خواہ بلوغ شرط نہیں، عاقل ہونا درکار، وہ صحابہ

تجاوز وكالة المرتديان وكل مسلم مرتدا

وَكَيْفَ يَكُونُ مُسْلِمًا دَقِيقَ التَّوَكُّلِ ثُمَّ ارْتَدَّ

فهو على ولايته الا ان يلحق بدار الحرب

فبسط وكأنته كذا في البداهة

اُسی میں ہے :

الاتصال وكالة المبحثون والقبلي السدي

لا يعقل وأما السلع والمحيرة فليسما يشترط

لصحة الوكالة بـ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مشرک

سے مدد لینا، پسہ کرتے ہیں۔ اس کو صحیح سند کے ساتھ

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

احمد، ابجد و د اور ابن ماجہ سے روایت کیا ہے (ت)

یہ کباب و قبول کھلانے والا ہے ، کہنے والے خود سے کوئی علاقہ نہیں ، تو اس کے کفر و اسلام یا بولغ یا ہی ایکباب یا قبولی کرے گاتا ہم صحت و کائنات کے لیے ہے ، ہندو پر میں ہے :

مسلمان نے کسی مرتد کو وکیل بنایا تو مرتد کی وکالت جائز

جھوٹی، اور یوں ہی کسی مسلمان کو دیل بتایا پھر وہ دیل

مرتبہ ہو گیا تو اس کی دکالت باقی رہے گی مگر وہ

۱۰۔ بے باغ و بیابان، بے ترچہ و بے کمالیت باطل ہر جہاں کی،

بدلتے ہیں اسی طرح ہے (ت)

مغزوں اور ناکھ کھینچنے کی دوا کات صمغ نہیں ہے تاہم یہ نفع

ہونا اور آزاد ہونا وکالت کے لیے مشروط نہیں

(3) - 2

تو جس کا نکاح بے اجازت معتبرہ شرعیہ اس نے پڑھایا اگر وہ خود بالغ یا بالغہ ہے تو خود اس کے ورنہ اس کے ولی مذکور کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر اس نے جائز کی جائز ہو جائے گا۔

فان الاجازة اللاحقة كالوكالة السابقة و بعد کی اجازت بھی پہلے کی وکالت کی طرح ہے، جب قد کان یصلح لہذا فکذا، لتلك۔ وکالت میں یہ صلاحیت ہے تو بعد والی اجازت بھی ایسی ہی ہے۔ (ت۔)

اور رد کر دیا تو باطل کما هو شائب عقد العضوی (جیسا کہ عقدہ عضوی کا مقام ہے۔ ت۔) اور اگر ان عورت کے انھلے حد کفر تک نہیں یا ہیں مگر یہ ان پر راضی نہیں، جب تو یہ شخص مسلمان ہے، صورت مذکورہ میں اس سے نکاح پڑھو اسے میں اصل مضائقہ نہیں، ہاں اگر کوئی مرتد یا صبی نابالغ اپنے بیٹے بیٹی، بہن بھائی، خواہ کسی ور نابالغ یا نابالغہ کا نکاح اگر چہ بزرگم و لایت پڑھائے اور ان کا مسلمان باپ یا چچا، چچا، خواہ کوئی اور ولی شرعی مرد یا عورت یہاں تک کہ وہاں سلطان اسلام یا اس کی ولایت سے کوئی عالم شرع ماذون یا لاسکاح بھی ہو تو البتہ اس صورت میں یہ نکاح باطل محض ہو گا کہ مرتد یا نابالغ صاحب ولایت نہیں تو عقدہ عضوی ہوا، اور ایسی حالت میں محدود پایا کہ شرعاً اس کا کوئی اجازت دینے والا نہیں۔

وکل عقدی صدر رخصت عضوی و لا محذورہ فصلی ہمارے عقدہ جس کو کوئی جائز کرنے والا ہو تو فهو باطل کما فی الدرر وغیرہ فی الہندیۃ وہ باطل ہوتا ہے جیسا کہ ذکر وغیرہ میں ہے، اور لا ولایۃ لخصمیکم فی الحاوی ولا للمرتد ہندیہ میں ہے کہ نابالغ کو ولایت حاصل نہیں جیسا کہ علی احد کا علی مسلم ولا علی کافر ولا علی حاوی میں ہے، اور نہ مرتد کو مسلم و کافر پر اور نہ ہی اس کو اپنے جیسے مرتد پر ولایت ہے، بدائع میں مرتد مشلہ کذا فی البدائع (ملخصاً) ایسے ہی ہے (ملخصاً) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (ت۔)

منہجہ ۲۲ رجب ۱۳۰۹ھ از کشور ضلع شورت مرسلہ مولوی محمد عبدالحق صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین زاد ہم اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً لہ ریاس مسئلہ میں کہ سبحان حاکم نے اپنی دختر عاقلہ بالغہ مسماۃ امینہ بی بی کا خطبہ یعنی منگنی نور الدین عاقلہ بالغ سے بے کسی شرط و اقرار کے کر دی، جب نکاح کے چند روز رہے نور الدین سے کہا مخطوبہ کے نام ایک مکان حنفیہ و

تو نکاح کر دوں ورنہ تین برس نہ کروں گا۔ اس نے کہا پہلے تم نکاح کر دو تو برس چھ مہینے کے بعد ہاتھ پہنچتے سے میں مکان خرید دوں گا۔ سبحان خاں راضی ہو گیا اور پانچ چھ دن بعد نکاح کر کے دوسرے دن وداع کر دی، دو تین مہینے تک دن و شب ہمبستر رہے، اب سبحان خاں نے ایجنہ کو اپنے یہاں روک رکھ اور کہتا ہے نکاح بوجہ شرط مکان فاسد ہو اعلان نکاح عورت نے دلت توکیل یا نکاح یا اس سے پہلے سو ایک سو ساٹھ روپے مہر کے کوئی شرط مکان وغیرہ کی نہ کی، نہ بعد وداع کوئی گفتگو زبان پر لائی، اور مکان بھی بھول ہے کہ پختہ و خام کی کوئی تصریح نہ ہوئی، نور الدین کا اقرار بھی معلق تھا کہ پہلے نکاح کر دو تو بعد کو خرید دوں گا، پس یہ نکاح بلا شرط ہو یا معلق یا بشرط الصبح یا بشرط الفاسد، اور اقرار نہ کر دو نور الدین معلق یا بشرط ہے اور اقرار معلق یا بشرط باطل ہے یا نہیں، بہر تقدیر شرعاً اس نکاح میں کوئی خلل اور نور الدین سے مکان دلوانا واجب ہے یا نہیں؟ بینوایان یا ناشایعاً لہذہب الخفی من الکتب المتعبرۃ المتداولۃ بین العلماء العظام والفقہ الکرام تو جروا! اجرکم اللہ تمہارے اجر و انفا۔

الجواب

نکاح مذکور صحیح و بے خلل، اور مکان فساد محض باطل و پڑ زل۔
اولاً تقریر سوال سے واضح کہ مکان و مکان کا مہر کسی کی حالت میں شرط نکاح تھا کہ بالآخر وہ بھی نہ رہی نہ شرط فی نکاح۔

ثانیاً علی التسلیم زوج پر ایجاب مال لازماً مقتضیات عقد نکاح سے ہے، نہ اس کے خلاف و مثلاً لا یفسد النکاح بکلیف بالنکاح (اس طرح سے بیع فاسد نہیں ہوتی چہ جائیکہ نکاح کو فاسد کرے)۔ اگر واقعی بطریق مہر و شرط بھی نہ صوبہ و مہر وعدہ اس قرار داد کا ذکر و اصل عقد میں آتا تاہم اصلاً خلل نہ لانا، نہ بھارت مکان سے کوئی نقصان آتا، کہ وہ بھارت ایجاباً بشرط خود متعین ہو کر بھول نہ رہتا اور یہ ایجاباً (ام مہر مثل ہوتا،

کیا حقیقۃ المولیٰ المحقق الشامی قدس سرہ
المسامی فی رد المحتار، قال فقد صرح
فی النہر بانہ فی البسوط بعد است ذکر
عباسۃ محمد لوتزد جہا علی الف و کرامتہا
او مہدی لہما ہدیۃ فلہما مہر مثلہا لا ینقص
عن الالف قال ہذا المسألة
جیسا کہ محقق شامی قدس سرہ السامی نے رد المحتار
میں اس کی تحقیق کرتے ہوئے فرمایا کہ مہر میں تصریح
ہے کہ بسوط میں امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت
نقل کی ہے کہ بعد فرمایا اگر کسی شخص نے عورت سے ہزار
اور اعزاز پر یا ہزار اور ہدیہ دینے کی شرط پر نکاح کیا تو
اس کا مہر مثل ہو گا جو ہزار سے کم نہ ہو۔ علامہ شامی نے

على وجهين ان اكر مهرا اهدى لها هدية
فلها المسمى والا فمهر المثل اذ وقت
البدائع لو شرط مع المسمى شيئا مجهولا
كان تزوجها على الف درهم وان يهدى
لها هدية فاد الوعد بالهدية يجب
تمام مهر المثل اذ وجهالة الهدية و
الاكرام توقف بعد وجودها اذ ملخصا و
تمامه فيه

فرمایا کہ اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں، اگر اس نے وعدہ
کے مطابق کوئی اعزاز یا ہدیہ دیا تو پھر مهر مقررہ ہزار
ہی ہوگا ورنہ مهر مثل ہوگا اور، بدائع میں ہے کہ اگر
مقررہ مهر کے ساتھ کوئی مجهول شے ذکر کی مثلاً یوں کہ
کہ ایک درہم اور کوئی ہدیہ دے گا، تو اگر ہدیہ کا وعدہ
پورا نہ کیا تو پورا مهر مثل واجب ہوگا اور، ہدیہ اور
اعزاز دینے کے بعد اس کی جہالت ختم ہو جائے گی
اور ملخصا، مکمل بحث رد المحتار میں ہے۔ (ت)

ثالثا بغير من باطل اسے شرط فاسد بھی ماننے تاہم پُر ظاہر کہ وقت عقد اس کا کوئی ذکر نہ ہوا وہ شرط
ایک گفست گو پیش از عقد تھی جس کا طے ہونا باعث علی التزویک تھا انکہ ماخوذ فی التزویک اور شرط مذکور قبل العقد
مبادلات مالیر میں بھی تھی بالعقد نہیں ہوتی مالیر متفقاً علی المواضعة علیہ حیث العقد (میاں بیوی
جب تک کی پر متفقہ طور پر راضی نہ ہوں گے اس وقت تک خاندان پر نکاح کے وقت ذکر شدہ مهر ہی لازم ہے لہذا
نہ کہ اشائی نکاح میں، جامع مسرئیں میں ہے

لو شرطاً مشروطاً فاسداً قبل العقد ثم عقداً
لم يبطل العقد

وأيضاً التامق بھی سہی مان لیجے کہ وہ شرط فی النکاح ہی تھی اور فاسد بھی تھی اور نفس عقد میں طرناً و ماخوذ
بھی رہی تو نکاح ان عقود میں نہیں کہ شرط فاسد سے فاسد ہو سکے بلکہ وہ شرط ہی خود فاسد ہوتی اور نکاح صحیح
و بے خل رہتا ہے اور جہالت بدل کا علاج مهر مثل ہے۔ خلاصہ میں ہے :

في شروط الطحاوي العقود ثلثة عقد
يتعلق بالجائز من الشرط وهو ذكر البذل
والفاسد من الشرط يفسد كالكاليع والابارة
والقسمة والصدم عن مال وعقد لا يتعلق
بالجائز من الشرط والفاسد من الشرط
شرح الطحاوي میں ہے کہ عقد تین قسم ہیں، ایک وہ
کہ جس میں جائز شرط موثر ہو مثلاً بدل کا ذکر اور فاسد
شرط بھی موثر ہو یعنی اس کو فاسد نہ دے جیسے عقد اجارہ
بیع، تقسیم، مال پر صلح۔ اور دوسرا وہ کہ اس میں کوئی شرط
خواہ جائز ہو یا فاسد موثر نہ ہو، جیسے نکاح، حلیہ،

رد المحتار باب المهر مطلب تزوجا علی عشرة درہم وثوب دار اجارہ الترائی العربی بیروت ۳۴۹/۲
جامع المفصلین المصل الثامن عشر فی بیع الوفاء ۱۰ اسلامی کتب خانہ کراچی ۲۳۷/۱

لا يبطئه كالنكاح والخلع والصلح عن عدم
العقد والعقود عن مال فهذه العقود تصح
بغيره كالبذل وتجاوزا لبذل المجهول
وفي نزيادات القاضى الامام فخر الدين
العقود التى تتعلق تمامها بالقبول اقسام
ثلاثة قسم يبطله الشرع الفاسد و
جهالة البذل وهى مباداة الحال كالبيع
والاجارة وقسم لا يبطله الشرع الفاسد
ولا جهالة البذل وهو معاوضة السمال
بمالين سالى كالنكاح والخلع اشمل مطلقا.

قتل عذر صلح اور حق على المال ، یہ عقود بدل کو متعین
کئے بغیر بھی صحیح ہوتے ہیں اور بدل مجہول پر بھی جائز
ہوتے ہیں ، لہذا قاضی امام فخر الدین کی نزیاد است
میں ہے کہ وہ عقود جو صرف قبول کو لینے سے مکمل
ہو جاتے ہیں ، ان کی تین قسمیں ہیں ، ایک وہ کہ جن کو
فاسد شرط اور بدل کی جهالت فاسد کر دیتی ہے ، اور
یہ مابقی عقود ہیں جیسے بیع اور اجارہ وغیرہ ، دوسری
وہ جس کو فاسد شرط اور جهالت بدل فاسد نہیں
کرتی ، جیسے وہ عقود جن میں غیر مال کے بدلے مال ہوا
مثلاً نیکاح اور صلح اشمل مطلقا ۔

بیان نکاحات میں یہی وجہ کافی وہ انہی عقدیہ مسائل کا استنباط سے ذرا اب ذکر وجہ سابقہ پر حاصل ہوا
وبالله استوفی یا مجدد صورت مستفرد میں نکاح کو فاسد جهالت کرنا صحت جهالت سے معنی ہے ، ، یا مکان تقریر
سوال سے ظاہر ہے کہ وہ بطور مہر ، ماسا ، اور مایہ ، لے ، اسے بدل سے معنی قرار دینا پر مایہ ، بلکہ نور الدین کی نظر
سے بدرخواست سبحان خان ایک وعدہ تھا جس پر رضامندی ہو کر تزویج ایک جہد مہر کسی پر واقع ہوئی اس
صورت میں وہ مکان دینا بیشک مکارم اخلاق سے ہے اور ایسا ہے وعدہ شرعا مجرب اور خلف وعدہ ناپسند
مکروہ ، تو نور الدین کو بھی چاہئے کہ بشرط دسترس (جس کی تصریح وہ اصل وعدہ میں کر چکا) ایجنہ کو ایک مکان
خرید دے ، اقرار اگرچہ تعلیق بالشرط کی صلاحیت نہیں رکھتا ۔ سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبسوط کی کتاب
الاقراء میں فرماتے ہیں ، تعلیق الاقرار بالشرط باطل (اقرار کو شرط سے معلق کرنا باطل ہے) ، ت ، خلاصہ
میں ہے ۔

التی تبطل بالشروط الفاسدة ولا يصح
تعليقها بالشروط ثلثة عشر البيع
والقسمة والاحارة (الى قوله)
وه امر ج فاسد شرط سے باطل ہو جاتے ہیں اور
ان کی کسی شرط سے تعلیق بھی صحیح نہیں ہوتی ، ایسے
امور کی تعداد تیرہ ہے ، ان میں بیع ، تقسیم ، اجارہ

مگر ہر گز یہ اقرار مصطلح فقہی نہیں،

فانہ اخبار من حق کان علیہ ہذا احوال تحقیق
ہندی اوہذا اخبار من وجہ و انشاء منجز من
وجہ کمالہج بہ کثیرون۔

کیونکہ وہ پہلے سے موجود حق سے خبر دینا ہے، میرے
تذریک بھی تحقیقی بات ہے، یا من و خبر اور من و
پرا کرنے کا انشاء ہے جیسا کہ بہت سے علماء نے
بیان کیا ہے۔ (دست)

بلکہ وعدہ ہے اور وعدے کی تحقیق بالشرط جائز بلکہ بعض علماء فرماتے ہیں وعدہ تعین پاکر واجب ہو جاتا ہے۔ اشیاء
میں ہے،

فی القنیۃ وعدان یا قنیہ فلفیۃ لا یا قنیہ
ولا یدزم الوعد الا اذا کان معقدا کما فی
کفالة البزاریۃ وسیع الوفاء کما د کسود
الزیلعیؒ
قنید میں ہے ایک شخص نے وعدہ کیا کہ میں سو گاہ تو
وہ نہ آیا، گم گھار رہے گا۔ اور وعدہ صرف وہی لازم ہوتا
ہے جو کسی شرط سے معلق ہو، جیسا کہ بزازیر کی کفالت
کی بحث میں ہے، اور بیع الوفاء بھی وعدہ کی ہی قسم ہے
یہاں تک کہ ذکر فرمایا۔ (دست)

وجہ کر دہی میں ہے،

السوا عید یا کتسا، صوراً للتحلیق تكون لازمة۔
تو شرط تعقید محقق ہوتی بحال دسترس و جوئے فامستفاد ہو سکتا ہے مگر بعد احاطہ کلمات ائمہ نظر خارج استظهار
کرتی ہے کہ یہ وجوب ہو بھی تو دیا نہ ہے قضاء و فاسے وعدہ پر جبر نہیں،

الا فی الکفالة و فی بیع الوفاء علی قول و
قد ذکرنا الوجه فیہما فیما علقنا علی
رد المحتار۔
صرف کفالت اور بیع الوفاء میں ایک قول کے مطابق
وفا لازم ہے جس کی وجہ ہم نے ان دونوں کے مقام
پر رد المحتار کے حاشیہ میں ذکر کر دی ہے (دست)

۵۴۰/۲	کتابہ حبیبیہ کوئٹہ	الفصل الخامس فی البیع	لے خلاصہ افتاویٰ
۱۱۰/۲	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی	کتاب المحظورات الباعثہ	لے الاشیاء والنظار
۳/۶	نورانی کتب خانہ پشاور	کتاب الکفالة	لے فتاویٰ بزازیر علی حاشیہ ہندیہ

امام فقیر النفس محمد الدین غازیہ میں فرماتے ہیں :

مر جعہ اجز و اسرۃ کل شہر بدرہم و سلم
ثم باعہا من غیرۃ و کان المشتري یاخذ
اجزۃ الدار من هذا المتاجر و مضی علی
ذلك نرمان و کان المشتري وعد البائع
انہ اذا رد علیہ الثمن یرد داسرۃ و یحسب
ما قبض من المتاجر من ثمن الدار فجاء
البائع بالدرہم و اراد ان یجعل الاخر
محسوباً من الثمن قالوا لیس للثمن ان
یجعل ذلك من الثمن و ما قال المشتري
لبائعہ ان وعداً فلا یلزم الوفاء بذلك
حکما فان نجز وعدہ کان حسناً و الا فلا
شیء علیہ من ملخصنا.

ایک شخص نے اپنا مکان ہر ماہ فی دوہم کرایہ پر دیا۔ پھر
اس نے وہ مکان اس کے غیر کو فروخت کر دیا اور اب
کرایہ دار سے یہ مشتری کرایہ ایک زمانہ تک وصول کرتا رہا
جبکہ مشتری نے بائع سے یہ وعدہ کر رکھا تھا کہ جب
آپ مکان کی قیمت واپس کر دیں گے تو میں مکان آپس
آپ کو دے دوں گا، اور قیمت میں سے وصول شدہ
کرایہ آپ کو منہا کر دوں گا، اب ایک مدت بعد بائع
نے اس مشتری کو مکان کی قیمت واپس کر دی اور اس
نے کرایہ کی رقم قیمت میں منہا کرنا چاہی، تو اس پر فقہاء
کرام نے فرمایا کہ ہائے کرایہ کی رقم قیمت میں شمار کر کے
منہا کرنے کا اختیار نہیں، اور مشتری نے جو یہ وعدہ
کیا تھا وہ وعدہ تنہا اس کی وفا مشتری پر لازم نہیں ہے،

ہاں اگر مشتری اپنے طور پر وعدہ کو پورا کرے تو بہتر ہے ورنہ اس پر کمالاً لازم نہیں ہے اور ملخصاً (ت)
ہندیہ میں تحریر سے اسی صورت غازیہ میں ہے :

ان انجز وعدہ کان حسناً و الا فلا یلزم
الوفاء بالمواعید
تحریر میں ہے :

اگر وہ وعدہ پورا کرے تو بہتر ہے ورنہ وعدوں
کی وفا لازم نہیں ہے (ت)

سئل فی مر جعہ له وظیفۃ فزوج عنہا
لاخو بعوض و قہرۃ القاضی لاهلیستہ و
مذہب المفروغ له للعاریخ اذا رد الیہ
نظیر المدفوع یفرغ له فہل

ایک شخص کو قاضی نے اس کی اہلیت کی بنا پر وظیفہ
مقرر کر کے ایک کام سپرد کیا تو اس نے ایک معاوضہ
کے بدلے وہ کام آگے ایک دوسرے کے سپرد کر دیا
اور قاضی نے بھی اس کو منظور کر لیا، جبکہ دوسرے

ملہ فتاویٰ قاضی خاں کتاب الاجارات فصل فی الاجارۃ الطویلۃ نوکثور لکھنؤ ۲/۲۳۳
ملہ فتاویٰ ہندیہ کتاب الاجارۃ ابواب السابغہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۴۷

لا ینذر الوفاء به شرعا اجاب لا ینرمه
 الوفاء بما شذذ اذ النذر لا ینرمه الوفاء
 به الا بشروط وهي متخلعة فی هذا ولو
 فرضنا اجتماع شرائطه فالقاضي لا یقضي
 به علی الناذر کما صرحوا به قاطبة اذ ملخصا
 فافهم ولا تعجل۔
 لایزالم نہیں جہاں مقرر ہیں، چنانچہ قاضی عہدہ کرنے والے شخص پر ایسا عہدہ کے لزوم کا فیصلہ نہیں کرے گا۔ (ت)
 قرۃ العیون میں ہے،

قال سیدی النوالد رحمہ اللہ تعالیٰ
 لا ینرم الوفاء بالوعد شرعا۔
 میرے آقا والد صاحب نے فرمایا کہ شرعا وعدہ کی
 وفاء لازم نہیں ہے۔ (ت)

اسی طرح اور کتب میں ہے و تمام تحقیق المسألة حسب ما ارانا الله تعالى فی تعلیقنا
 المذکور (اور مسئلہ کی پوری تحقیق توفیق الہی ہے) مذکورہ حاشیہ میں ہے۔ (ت) بہر حال یہاں یہاں یہاں
 قضا کی گنجائش نہیں تو نہ ایسے کہ اس پر ہمارے یہی ہوتا ہے نہ حاکم جبرتمکان دلا سکتا ہے۔ بغیر یہ
 میں ہے،

هذا اذا ذكر على سبيل انه من المهر وان
 ذكر على سبيل العدة فهو غير لازم بالكلية
 الا ان يتبرع الزوج بـ
 یہ تب ہے جب خاوند نے اس کو مهر میں سے
 قرار دیا ہو، اور اگر وعدہ کے طور پر ذکر ہو تو بالکل
 لازم نہیں، ہاں اگر بطور عطیہ دے دے تو
 درست ہے (ت)

ہاں اگر معلوم ہو کہ وہ بھی علی جہۃ المہر مشروط اور عاقدین کو عقد میں اس کی طرف لحاظ تھا تو حکم وہی ہے
 جو اوپر گرے کہ اگر مکان دے گا تو باقی مہر مسی بھی بدستور لازم ورنہ مہر مثل کہ اس مقدار مسی سے کم نہ ہو
 کما اسلفنا عن الامام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ (جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہم نے

۱۵۷-۵۸/۱	دار المعرفۃ بیروت	کتاب الوقف	سۃ فتاویٰ خیریہ
۳۰۰/۲	دار الکتب العمومیۃ الکبریٰ، مصر	کتاب العاریہ	سۃ قرۃ العیون
۳۰/۱	دار المعرفۃ بیروت	کتاب النکاح باب المہر	سۃ فتاویٰ خیریہ

پہلے نقل کر دیا ہے۔ ت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہندہ رضا مندیہ کو تھی اور جابر نے چہر کیا بخار رضا مندیہ
ہندہ اور بغیر رضا مندیہ وہیوں کے عمرو سے فرضی مہر مقرر کر کے ایجاب و قبول کرایا اور وقت ایجاب کے مسماۃ آہ وزاری اور
فرید و اوینا انکار کرتی تھی، مسماۃ کے اس انکار آہ وزاری شور و ادیا کو اذن قرار دے کر دولہا سے ایجاب و قبول
کرا کے نکاح مشہور کر کے شیرینی تقسیم کر دی، ایسا نکاح نزدیک علمائے حقانی جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز
ہو یا جائز ہو تو اولہ میں آیات اور حدیث کے تحریر فرمائیے، آمین و اوجہ و ا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں اگر ہندہ نابالغہ تھی جب تو اس کا انکار اقرار کوئی چیز نہ تھا اس کے ولی سے لہذا
یعنی تھی اور اگر بالغہ تھی تو اگرچہ اذن لینے وقت اس کا انکار بلکہ صحیح مذہب پر صرف آواز اور منہ پاد سے رد نہا ہی
رد استیذان کے لیے کافی ہو مگر اس کا اصل اس قدر کہ نکاح کرنے والے کی وکالت صحیح نہ ہوئی، بہر حال
یہ نکاح نکاح فضولی نہ کہ در صورت بلوغ ہندہ خود اس کی ورنہ اس کے ولی کی اجازت پر موقوف رہا، اگر بعد نکاح
جب خبر نکاح پہنچے تو کیا جائے گا؟ رد ہندہ سے کیا ہوگا؟ یہ بھی تحریر فرمائیے۔

في رد المحتار عن الذخيرة لعضهم قالوا ان
كان مع الصياح والصوت مهور والافهو
رأى وهو الاوجه وعليه الفتوى ثم وتمامه
فيه وفي الدر المختار لو استاذفها في معين فهدت
ثم نروجهما منه فسكتت صحف الاصله
والله تعالى اعلم۔
رد المحتار میں ذخیرہ سے منقول ہے کہ بعض نے کہا ہے
کہ اگر لڑکی کا رد ناچھ و پکار کے طور پر ہو تو یہ نکاح سے
انکار ہوگا ورنہ وہ رہا ہے اور یہی درست ہے اور
اسی پر فتویٰ ہے احمد، اور پوری بحث رد المحتار میں ہے
اور در مختار میں اگر لڑکی سے عین شخص کے ساتھ نکاح کی
اجازت طلب کی تو لڑکی نے انکار کر دیا، اس کے بعد

پھر اس کا نکاح اسی شخص سے کیا اور لڑکی خاموش رہی تو نکاح صحیح ہوگا صحیح قول میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت۔)
مسئلہ ۲۹ از پس بیت محلہ بشیر خاں متعلی مکانی مدینہ شاہ مرسل نظام الدین ۲۹ رمضان ۱۳۱۱ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نکاح قبولیت سے جائز ہے یا کوئی اور بات؟ اور قاضی کا

آیا اس عبارت منقولہ سے منگنی نکاح ہو سکتی ہے یا نہیں، اگر ہو سکتی ہے تو فہم المراد والا اس عبارت کا کیا مطلب؟

الجواب

رشادات علمائے کرام میں نظر سے واضح کہ کلمات مذکورہ فی السؤال انعقاد نکاح کے لیے اصلاً کافی نہیں، مگر وہ جبکہ آئمہ دونوں کے کلام صراحتہ اخبار ہیں کہ ہماری زبان میں عینہ ماضی مترون بلفظ ہے خاص امر واقع شدہ سے خبر دینے کے لیے ہے ذامر غیر واقع کے انشاء و ایجاد کو، پھر کلام عروہ سخن ابتدائی نہیں۔ اہل برادری کے اس باز پرس کا جواب ہے کہ ہماری طبیعت کی کیا وجہ تھی، پُر ظاہر کہ اس سوال کا جواب اخبار ہو گا نہ کہ انشاء ہے ایجاب، یوں ہی کلام عہدہ آئمہ کا سیاق بھی کہ پاں دی ہے، اور آپ کی تکلیف دہی کی یہی وجہ ہے صاف صاف اسی معنی اخبار و بیان وجہ جمع کی تاکید کر رہا ہے کما لا یخفی علی العارف یا سالیب الکلام (جیسا کہ کلام کے اسلوب کو سمجھنے والے پر مخفی نہیں ہے۔ ت) اور شک نہیں کہ وقوع نکاح سے خبر دینا انشاء کے عقد سے بالکل مبائن و غیر متوش ہے، اگر بنظر ظاہر کہنے تو حسب تصحیحات جمہور آئمہ و اختیارات عامہ متون مذہب بذیل با کہ الفاظ فتویٰ اور نظر فقہی لیجے تو امثال مقام میں بالاجماع بلا نزاع۔

کما حققنا ذلک متوفیق اللہ تعالیٰ فی رسالہ
”عہاب الانوار ان لا نکاح بمجرد الاقرار من
فتاؤنہ و لیس مقصود ہنا علی الاشارة الی
بعض عبارات الافتاء تنویر الی طریقۃ الاولی۔
جواہر الاغلاطی میں ہے،

اقرار بالنکاح باینیدی الشہود لا ینعقد ہو
المختار و قبل ینعقد والا اول هو الصحیح
وعیہ الفتویٰ یہ
مرد و عورت نے گواہوں کی موجودگی میں اقرار کیا تو
اس سے مختار قول کے مطابق نکاح منعقد نہ ہو گا
اور بعض نے کہا ہے کہ ہو جائے گا، لیکن پہلا قول
صحیح اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (ت)

اصلاح و ایضاح میں ہے،
النکاح اثبات و هذا اظہار والاظہار
اقرار اظہار کا نام ہے جبکہ نکاح اثبات کا نام ہے

غیر الاثبات ذکرہ فی التخییر وقال فی
مختارات التوازل هو المختار
اور اظہار اور اثبات دو مختلف چیزیں ہیں، اس کو
تخیر میں ذکر کیا ہے، اور مختارات التوازل میں کہا کہ
یہی مختار ہے۔ (ت)

تہذیب میں ہے، الصحيح انه لا يكون نكاحا كذا في الطهيريّة (صحیح یہی ہے کہ نكاح نہ ہوگا
جیسا کہ تہذیب میں ہے۔ ت) و نیز کردی میں ہے، لا ينعقد في المختار الصحيح (مختار اور صحیح قول
کے مطابق نكاح منعقد نہ ہوگا۔ ت)

علاوہ بریں دینہ عطا، ہبہ، یہ العاقد خود ہی نكاح میں صریح نہیں کیا یہ ہیں اور عقد دودھ دونوں کو محمل،
منگنی ہونے پر بھی عرف شائع میں کہا جاتا ہے کہ فلاں نے اپنی بیٹی فلاں کو دی، ولہذا علماء تصریح فرماتے ہیں کہ یہ
الفاظ بریت خطبہ کے جائیں تو خطبہ ہی ٹھہرے گا مجلس و عد میں صادر ہوں تو دودھ ہی قرار پائے گا۔ در مختار
میں ہے،

لفظ تزويج ونكاح صريحا وما عداهما كناية
وهو كل لفظ وصم تعيّن في الحال
كقوله وتعليق وصدقة، عطية شهود، بينة
او قرينة وفهم الشهود المقصود امر مطلقا
نكاح کی نیت سے استعمال ہوں یا اس پر قرینہ موجود ہو اور اس سے گواہ بھی مقصد کہ تہذیب میں امر مطلقا (ت)
تخاّیر میں ہے،

اذا قال لا ب لبت وهبت ايبتل مني فقال
وهبت فقال قبلت قالوا ان كان هذا القول
من الخاطب على وجه الخطبة ومن الالب
الصاع على وجه الاجابة لا على وجه العقد
جب ایک لڑکے نے لڑکی کے باپ کو کہا کہ آپ نے
اپنی لڑکی مجھے ہر کی تو باپ نے جواب میں کہا میں نے
ہر کی، اس کے بعد پٹے نے کہا میں نے قبول کی، فقہا
کرام نے فرمایا اگر منگنی کرنے والے اور باپ نے مذکورہ

سہ اصلاح والیضاح

۲۷۲/۱	خوارزمی کتب خانہ پشاور	کتاب النکاح	سہ فتاویٰ ہندیہ
۱۰۹/۲	"	"	سہ فتاویٰ بزاز علی ہاشمی ہندیہ
۱۸۶/۱	مجتبیٰ دہلی	"	سہ در مختار

لہٰذا یکن نکاح ائمہ منحصراً

الفاظ منگنی اور اس کے جواب کے طور پر استعمال کئے
اور عقد نکاح مقصود نہ ہو تو نکاح نہ ہوگا اور طوائف

شرح فتاویٰ پھر حق ہے پھر مجموعہ علامہ القروی و واقعات المتعین علامہ قدیری افندی وغیرہ میں ہے :
قال له هل اعطيتك حقاً اعطيت فان
کسی نے لڑکی کے باپ کو کہا تو نے مجھے لڑکی دتی تو
كان المجلس للوعد فوعد وان كان لعقد
باپ نے کہا دی، تو مجلس نکاح میں نکاح اور منگنی
النكاح فنكاحاً بل
کی مجلس ہو تو منگنی ہوگی۔ (دست)

سوال سے ظاہر کہ یہ مجلس منگنی ہی کی تھی اور کوئی قرینہ واضح ایسا نہ پایا گیا جو ان الفاظ کو انشاء سے عقد کے لیے
متعین کرے تو یوں ہی منگنی ہی ٹھہرے گی نہ نکاح۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم
جواب سوال دوم : نکاح عقد ہے اور منگنی وعدہ کا بیان بدیہی، تو منگنی کو نکاح ٹھہرانا پابستہ
باطل اور اجماعاً غلط، ابھی کلامت علماء سے عقد و وعدہ کا تفرق گزرا، اس کے نص میں کے نقل بدیہی پر استدلال
سے جنتک خطبا سے انعقاد نکاح نہ اس وجہ سے ہے کہ خطبہ عقد ہو بلکہ الفاظ مذکورہ خود الفاظ عقد ہی
قرار پائے ہیں یعنی جبکہ نیت و قرینہ متحقق ہو لہذا علمت ان ما عدا التعویج والنکاح کناية لفتقر اليه
(جیسا کہ آپ نے معلوم کر لیا کہ تعویج اور نکاح کے الفاظ کے علاوہ باقی کچھ میں جو کہ نیت اور قرینہ کے
محتاج ہیں، نہ، ولہذا علماء اہلیم الفاظ ایجاب کے ساتھ شمار فرماتے ہیں۔ وجہ کہ درمی میں ہے،

کتاب النکاح تسعة عشر فصلاً الاول فی الالة
کل لفظ یفید ملک المرقبة انعقد به کقولہ
وہ ہر لفظ جو رقبہ کی ملکیت کے لیے مفید ہو اسی
سے نکاح منعقد ہوگا، جیسے میں نے فرودخت کیا،
نکاح کر دیا، تجھے ملک بنایا، ہبہ کیا، صدقہ کیا،
میں رشتہ لینے آیا ہوں، میں نے اپنا نفس تجھے دیا،
لکھتے

غلامہ و قرآنہ المتعین میں ہے :

ینعقد بقولہ تروجت و نکحت و ملکک
نکاح منعقد ہو جاتا ہے ان الفاظ سے، میں نے نکاح

۵۰/۱	فوکشور لکھنؤ	المصل الاول	کتاب النکاح	سہ فتاویٰ قاضی خاں
۳۳/۱	دارالاشاعت العربیہ تنہ حار الفائنات			سہ فتاویٰ القروی
۱۰۸/۴	نورانی کتب خانہ پشاور	کتاب النکاح		سہ فتاویٰ بزاز علی ہاشمی فتاویٰ ہندیہ

ووهبت و قصدت و جنتك خاطبا و جعلت
ففسى لك و بعثت به
کرويا، تجھے مالک بنا دیا، بہہ کیا، صدق کی میں رشتہ
لینے آیا ہوں، میں نے اپنا نفس تجھے دیا، فروخت
کیا۔ (ت)

اقول و بالله التوفيق فہذا اس میں یہ ہے کہ جنتك خاطبا (میں رشتہ لینے آیا ہوں۔ تنہا کسی
خطبہ مقدمہ سے اخبار نہیں بلکہ انشاء طلب و تزویج ہے اور انشاء طلب میں حاصل امر، تو جنتك
خاطب بمعنی زوجہ ہے، و لہذا برآئہ میں ان دونوں کا ایک حکم رکھا
جیٹ قال جادہ رجل فقال زوجتی بنتك او
جنتك خاطبا او جنتك تزوجتی بنتك فقال
نزوجتك فالنکاح واقع لا مرد و لیسب
لفظ طلب ان لا یقبل
وی، قرآن الفاظ سے لازمی نکاح جو جائے گا، اب رشتہ طلب کرنے والے کو قبول نہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں
اور نہ زوجتی الفاظ مفیدہ عقد سے ہے

تو کیلا او ایجابا علی اختلاف تہ لین و تہ
اظہر عندی کما بینا فیما عرفت علی ہا مش
رد المحتار تہ اسی طرح جنتك خاطبا۔
حاشیہ پر بیان کیا ہے تو اسی طرح میں تیرے پاس رشتہ لینے آیا ہوں (ت)

بالجملہ لفظ خطبہ با صاف بیانیر بعد تحقق میت و قیام قرینہ الفاظ عقد سے ہے نہ الفاظ طلبہ با صاف لا میر
یعنی وہ الفاظ کہ شرعاً خطبہ قرار پائیں نہ کہ وہ الفاظ کہ مراۃ اخبار ہوں اور معنی انشاء سے منزلوں دور کمالا یخفی
علی ذی شعور (جیسا کہ اہل شعور پر مخفی نہیں۔ ت)
وہ نکاح میں عدم جریان مساومت اقول و بالله التوفيق اس کا انشاء خود ہی ہے کہ عادیہ نکاح

عہد انظر مع ما ذکرہ ۱۲ منہ (م)

لے خلاصہ الفتاویٰ کتاب النکاح مکتبہ جمعیۃ کانسٹی روڈ، کوئٹہ
۲/۲
۱۱/۲
۲۵ فتاویٰ بزار علی ما مش فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح فورانی کتب خانہ، پشاور

سے پہلے منگنی وغیرہ مقدمات ہو چکے ہیں تو ان کے بعد الفاظ مجلس عقد کو مساومت پر عمل نہیں کر سکتے بخلاف بیع کہ نہ وہاں ایسا مقدم، نہ اس کے لیے کوئی مجلس قرینہ قصہ عقد، فتح القدر پھر بحر الرائق پھر رد المحتار میں ہے :

النكاح لا يدرخله المساومة لانه لا يكون الا بعد
مقدمات ومراجعات فكان للتحقيق بخلاف
البيعه

تحقیق مقام یہ ہے کہ عبارت مذکورہ سوال کے معنی اگر یہ ٹھہریں کہ امثال الفاظ بعد قیام قرینہ قصہ عقد مثلاً جلسہ نکاح اور خطبہ و قرأت خطبہ وغیرہ بالکل دلالت ظاہرہ جانب عقد متصرف ہوں گے نہ کہ سوائے مساومت کہ یہاں کوئی عمل مساومت نہیں تو بیشک صحیح ہے، اور یہی معنی مقصود و مراد۔

الاتى اعدا الكلاهما فى الكفاية ولا العقد بهما
الا عند قيام القرينة كما علمت.

آپ معلوم کر چکے ہیں (ت) مگر اس بنا پر ہر منگنی یا الفاظ مذکورہ و مراد بعد از عقد نکاح نہیں ٹھہرا سکتے کما ملنا (جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں) اور اگر یہ معنی لیں کہ جو کہ الفاظ طلب و مطلب یہ ہیں وہاں کو ابھی نکاح ٹھہریں گے اگرچہ معنی مساومت و طلب و وعدہ کو محتمل اور قرینہ معینہ قصہ عقد سے جاری ہوں تو محض باطل، نہ ہرگز یہ مراد علماء و علماء صاف تصریحات فرماتے ہیں کہ احتمال مساومت و استبعاد یعنی صورت واقعہ میں معنی استیعام و طلب و وعدہ کا احتمال ہونا منع العقد نکاح ہے، فخرانہ المفتیین برمز خط فادائی امام غلیز الدین مرعنائی سے ہے،

لوقال بالفارسية دختر خویش مراد ادى فقال دام
لا ينعقد النكاح لان هذا استبعاد واستيعاد
فلا يصير وكى لا اذا اراد به التحقيق
دون الاستيعام بله

حقیقتاً مگر معلوم کرنے اور وہ دینے کے لیے ہوتے ہیں اس لیے دوسرا دلیل نہ ہے گا۔ (ت) ہندیہ میں محیط سے ہے،

اذا قال لغیرہ وخر غلیس مراده ، فقال وادم ،
 یتعقد النکاح وان لم یقل الخاطب ینیر تم
 ولو قال مراد لای فقال وادم ، لایتعقد النکاح
 عالم یقل الخاطب ینیر تم الا اذا مراد بقوله
 وادی التحقیق دون السوّم

”میں نے قبول کی“ نہ کہ نکاح منعقد نہ ہوگا۔ ہاں اگر اس صورت میں دوسرے نے ”میں نے دی“ سے مراد
 نکاح کا تحقق لیا اور خواہش اور مرضی کا اظہار مراد نہ لیا تو نکاح ہو جائے گا۔ (ت)

اسی طرح بزاز یہ بھی ہے۔ رد المحتار میں شرح علامہ عقیلی سے نقل فرمایا۔

انما توقع الانعقاد علی القول فی قولی الایم
 او الوکیل ھب ابنتک لفلان ادلا بنی اد
 اعطیہ مثلاً لانه ظاہر فی الطلب وانہ
 مستقبل لمرید بہ الحال والتحقیق فلیتم
 بہ العقد بخلاف من وجہ بیان بکذا
 بعد الخطبة ونحوہ فانہ ظاہر فی
 التحقیق والا ثبات الذی ہو معنی الایجاب
 اگر یہ کہا ہو کہ ”اے اپنی بیٹی مجھے بیاہ دے“ اور یہ کہنا مراد کرنے اور ملگنی کے بعد ہو تو یہ العاقد تحقق اور اثبات
 میں ظاہر ہیں جو کہ ایجاب کہلاتا ہے۔ (ت)

شرح غامدی سے گزرا کہ هل اعطیتنیھا دکیا تو نے بیٹی مجھے بٹا کی۔ ت۔ مجلس عقد میں سفید
 عقد ہے اور جلسہ دھ میں طلبہ وعدہ بالجلد العاقد محکمہ میں ہمارے قریب پر ہے، پھر الفاظ مذکورہ غمزدہ و بلند
 تو مساومت و تحقیق دونوں سے مہر اور خاص اخبار میں متعین ہیں تو انہیں اس عبارت سے بھی کچھ علاقہ
 نہیں کہ لای یحق (جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ملک آسام ضلع جردہٹ ڈاکخانہ کٹنگا مقام سرائے بھی مرسلہ سید محمد صفار الدین صاحب
الربیع الاول شرف ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں،

سوال اول: ایک عیدم البصر عالم و فاضل اور ایک نگہبان بھی اس کے پاس موجود تھا، اس نے نکاح پڑھایا، نکاح جائز ہے یا نہ؟

الجواب

بلاشبہ جائز ہے کہ نکاح پڑھانے میں آنکھوں کا کیا کام ہے، بلکہ جب وہ عالم ہے تو وہی انفسب و
اولیٰ، خود گواہان نکاح ہی کے بغیر نکاح اصل صحیح نہیں اگر باہنہ ہوں کچھ مضائقہ نہیں۔

کما نص علیہ حق فی المتن کا کفر و الوقایۃ جیسا کہ کفر، وقایہ، اصلاح، مختار، ہدایہ،
والاصلاح و المختار و الہدایۃ و الملتقی ملتی اور تنویر و غمیرہ متون میں اس پر تصریح
والتنویر و غیرہا۔ موجود ہے۔ (د ت)

تو نکاح پڑھانے والے کی بیانی کیا ضرور کہ وہ خود ہی نکاح کے لیے ضروری نہیں، عاقدین کا آپ ایجاب و
قبول کافی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم: اگر عیدم البصر عالم نہ ہو اور نگہبان بھی موجود نہ ہو اس صورت میں اس نے نکاح پڑھایا، آیا
جائز ہے یا نہ؟ بینوا توجروا۔

الجواب

اب بھی جائز ہے جبکہ ٹھیک پڑھائے، بے نگاہی یا بے نگاہ بانی کچھ نکاح پڑھانے میں غفل نہیں،
ہاں جاہل ہو نا محمل ہو سکتا ہے کہ جب مسائل نکاح سے آگاہ نہیں تو ممکن کہ وہ صورت کر دے جس سے نکاح
صحیح نہ ہو اور زوجین بھی بوجہ جہل اس سے غافل رہیں تو معاذ اللہ عمر بھر حرام میں مبتلا ہوں، لہذا نکاح میں
بہت احتیاط لازم، عقد کرنے والا دیندار، متقی، مسائل نکاح سے واقف ہو کہ جاہل سے نا والستہ و قورع
محفل کا، نذر شہ تھا، فاسق بددیانت پر اعتماد نہیں، جب وہ خود عمال و حرام کی پروا نہیں رکھتا تو اوروں کے لیے
احتیاط کی کیا امید، مگر الرقی و درمختار و فتح اللہ المتعین وغیرہ میں ہے

واللفظ للدرید ب اعلانہ و تقدیم خطبۃ دُر کے الفاظ میں، نکاح کا اعلان، اس سے پہلے خطبہ

وكونه في مسجد يوم الجمعة بعاقب
مسجد میں نماز جمعہ کا وقت آتا اور نکاح کرنا اہل صاحبہ

یعنی صاحب علم و عمل ہونا مستحب ہے، اور اس وقت
اقول المرشد يستظم العلم والعمل (رشد علم اور عمل دونوں کو جامع ہے۔) اس زمانہ
جہل و فساد میں اکثر وہ صورت رائج ہے کہ اگر اہل علم حاضر جلسہ ہوں تو نکاح میں سخت خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہے
یعنی دُلعن سے تہہ کے لیے صرف وکالت نکاح کی، یہ تصریح نہ کرانی کہ اسے دوسرے کو وکیل کر دینے کا بھی اختیار
ہے، اب تہہ وکیل و شرعاً صرف نکاح پڑھانے کا مجاز ہوا وہ خود نہیں پڑھاتا بلکہ قاضی کوئی اور صاحب باہر بیٹھے ہیں
اُن سے کہہ رہا ہے مجھے فلاں عورت نے اپنے نکاح کا وکیل کیا، دو گراہ گواہی دیتے ہیں، وہ تو اتنا کہہ کر الگ
ہو گیا، اب قاضی جی نے نکاح پڑھایا، یہ نکاح برگزہ ہوا کہ نہ خود عورت نے، یہ بجا و قبول کیا نہ اس کے وکیل
ما ذون نے، بلکہ ایک اجنبی شخص نے، کراول تو وکیل کا اپنی وکالت سے خبر دینا اس قاضی کو اپنی طرف سے وکیل
کرنا نہیں اور ہو بھی تو صحیح نہ سبب میں وکیل نکاح کو دوسرے کے وکیل کرنے کا بے اذن وکیل اختیار نہیں۔

فی الدرعی البحر لیس للوکیل (ای فی النکاح)
الوکیل بلا اذن اور فی وکالة غنم العیون
عن الوکالة لیس للوکیل من حدان
الوکیل غیریہ ذکرہ محمد فی الاصل انه لا يجوز
فانه قال اذا فعل اشافی بحضور الاولی لم یجوز
وهو الصحیح ثم ملخصاً۔
نکاح کے وکیل کو جائز نہیں کہ وہ بغیر اجازت اس میں
کسی دوسرے کو وکیل بنائے، یہ بکر کے حوالہ سے ذکر
میں نکاح سے غنم العیون کی وکالت کی بحث میں
دراجمہ سے منقول ہے کہ اگر ایک نے کسی کو نکاح کا
وکیل بنایا تو وکیل نے کسی دوسرے کو از خود وکیل بنایا
تو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اصل یعنی مبسوط میں ذکر
کیا کہ یہ جائز نہیں، انہوں نے فرمایا کہ پیسے کی موجودگی میں دوسرے وکیل نے کارروائی کی تو جائز نہیں ہوگی، یہی
صحیح ہے اور ملخصاً (ت)

تو یہ نکاح نکاح فضولی تھا اور اجازت زن بالضرر پر موقوف رہا، اگر غیر بر نفرت و کراہت طہر کی جیسا کہ
اکثر و خزانہ دوشیزہ سے ایسا ہی واقع ہوتا ہے، جب تو دُلعن سے کمال بھی گئی، اب وہ نکاح یکسر باطل ہو گیا
کہ آئندہ اجازت سے بھی جائز نہیں ہو سکتا۔

۱۸۵/۱	مطبع مجتبائی دہلی	کتاب النکاح	صفحہ در مختار
۱۹۲/۱	ۛ	باب اولی	صفحہ ۛ
۴۱-۱۲/۲	ادارۃ القرآن کراچی	کتاب الوکالہ	صفحہ غریبون البصائر شرح الاشیاء والنظار

فی الدر المختار لو ملئها فرددت ثم قالت
 سر صیت لم یجزل لطلانہ بالرد و لهذا
 استحسنوا التجدید عند الزفات لا عند
 الغلب اظهر النظر عند فجة السماع
 فقہاء کرام نے فرمایا کہ ایسی صورت میں رخصتی کے وقت دوبارہ نکاح کرنا بہتر ہوگا کیونکہ اپنا نکاح کی خبر پر
 غفرت کا اہل رہتا ہے (اس لیے پہلا انکار نفرت کی وجہ سے ہوا) (ت)

یہ بھی بعض نکاحوں میں مشاہدہ ہوا ہے کہ نکاح خواں نے کلمات ایجاب دہلے کے کان میں کہے کہ صریح
 میں کسی نے نہ سنے صحیح نہ سبب میں یوں نکاح نہیں ہوتا بلکہ مجلس واحد میں متاؤگراہوں کا دونوں العین و
 ایجاب و قبول سننا شرط ہے۔

فی الدر و شرط حضور شاہدین حرین
 او حر و حریت مکملین سامعین قولہما معا
 علی الاصحح
 در میں ہے کہ نکاح میں دو عاقل بالغ عزم دیا
 ایک مرد اور دو عورتیں گواہ کے طور پر مجلس میں موجود
 ہو کر نکاح کے دونوں فریقوں کا کلام سنیں یہ شرط
 ۱۶. ایگیا ہے صحیح قول کے مطابق۔ (ت)

ان باتوں کا منشا وہی جمل و نادرانی ہے اور ان کے سوا اور نیز (علاط کا اندیشہ ہے جن سے علماء ہی آگاہ
 ہوتے ہیں یا وہ نیک توفیق والے جنہیں علماء کی خدمت و صحبت اور ان سے مسائل وغیرہ کی تحقیقات کا شوق
 کامل ہے غرض جاہل کی نکاح خرافی قطعاً خلاف اولیٰ ہے جس طرح اس کی امامت یا مضاربہت کہ جو اندیشہ
 خلل و فساد دہاں ہے وہی نکاح میں بھی، کہا لای یخفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ از بوزہاٹ ملک آسام ہائی اسکول مرسلہ میاں محمد علی صاحب ۳ شعبان ۱۳۱۲ھ

ما قولکم من حکم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کا کیا فرمان ہے) اس مسئلہ میں
 کہ اگر زید نے ایک عورت سے دو گواہ حیر ملک کے سامنے نکاح کیا پھر زید نے وہ دونوں گواہ جانے کے بعد اپنے
 نکاح کو ظہر کیا اور عدت بھی نکاح ہونے پر زید کے مقرر ہے اور وہ دونوں گواہی مذکور ان ایک غیر ملک میں جا کر
 ایک عالم سے اور اپنے ملک میں جا کر قاضی کے دروہ دونوں جگہ نکاح ہونے زید کی گواہی دے گئے ہیں اور دونوں

حکم سے دو خط مع مہر و مستطک کے اور صورت گواہی اُن دونوں گواہوں کے تہید کے نکاح ہونے کا ثبوت تہید کے حکم کے ایک عالم لہذا ایک معتبر آدمی کے پاس ارسال کیا پھر ایک برس کے بعد ان دونوں گواہوں سے ایک گواہ آکر پہلے تین چار آدمی کے زور و نکاح ہونے تہید کی گواہی دی تھی بعد دس بارہ روز کے بعد ایک جماعت کے زور و انکار نکاح تہید کا کیا۔ تہید اور بی بی کے درمیان میں کوئی جھگڑا اور تنازعہ نہیں ہے، تہید بھی ہر خاص و عام کے زور و کٹنا ہے کہ وہ میری بی بی ہے اور بی بی کہتی ہے کہ تہید میرا شوہر ہے، اور حال چال بھی دونوں کے خادم اور چور و چوہنے کے پاس جاتے ہیں، اور مقرر نکاح جانیسی ہے، اذرو سے شرع شریعت کے تہید کا نکاح درست اور نافذ ہوا نہیں، اور نکاح دوبارہ کرنا لازم آئے گا یا نہ، اور صورت نکاح دوبارہ میں صد اُن دونوں کے اوپر یعنی زوجہ زوجہ کے اوپر لازم ہو گیا نہیں، مع دلیل و برہان کے جواب باصوبہ فرمائیں۔ اگر دونوں گواہ انکار نکاح کا سوچائیں تو اسی صورت میں کیا حکم ہے؟ بقیہ توحروا۔

الجواب

صورت مستفسو میں وہ دونوں زوجہ و زوج ہیں، اُن کا نکاح صحیح و ثابت ہے، دوبارہ نکاح کی اصل حاجت نہیں، اگرچہ دونوں گواہ انکار کر جائیں۔

فان الشہود مشروط بالنکاح فی الاستدلال وہ
بقا سے یہ شرط ہیں۔ (ت)

جبکہ وہ دونوں باہم مقرر نکاح ہیں، یہ اسے اپنی بی بی وہ اسے اپنا شوہر بتاتی ہے تو کسی کو اعتراض کی ہرگز گنجائش نہیں بلکہ اُن کا صرف یہ باہمی اقرار ہی ثبوت نکاح کے لیے کافی ہے اگرچہ کوئی گواہ گواہی نہ دے، نفی مرد و النکاح ہر وجہ ان النکاح مثبت ما لتصادق اذرا کھتا رہیں ہے کہ علمائے تصریح کی ہے کہ ایکنہ مرد کی تصدیق سے نکاح ثابت ہو جاتا ہے۔ ت، پھر اُن کا باہم زن و شوہر کی طرح رہنا دوسرا ثبوت نکاح ہے یہاں تک کہ جتنے لوگ اس حال سے واقف ہیں سب کو اُن کے زوجہ و زوج ہونے پر گواہی دینی جائز ہے۔

فی الہد یتہ حل لہ ان یشہد اذرا یتہ رجلا
واہوا یتہ سکنا یتہ و سببہ کل واحد منہما
الی الاحرا یتہ ساط الا زواج اہم مخصا۔ واللہ
سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم
پڑا یہ ہیں ہے جب کوئی مرد و عورت آپس میں خاوند بیری کی
طرح گھر میں رہیں اور دونوں آپس میں میاں بیوی کی طرح
بے تکلف ہوں تو دیکھنے والے کو ان کے نکاح کی شہادت
دینا جائز ہے اہم مخصا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ
اتم و احکم۔ (ت)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے بندہ سے بایں شرط نکاح کیا کہ بعد ایک ماہ کے طلاق دے دوں گا اور اس امر کو اپنے دل میں رکھا، یا یہ کہ بندہ سے بیان کیا، تو آیا یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ بیّنوا تو جروا۔

الجواب

نکاح صحیح ہے خواہ دل میں یہ قصد کیا خواہ عقد میں اس کی شرط کر لی کہ طلاق کا شرط کرنا ہی ارادۂ نکاح دائم پر دلیل ہے، ہاں اگر کوئی عقد کرے کہ میں نے تجھ سے ایک حمیدہ یا ایک برس یا سو برس کے لیے نکاح کیا تو نکاح نہ ہوگا کہ ایک وقت تک نکاح کو محدود کر دیا صورت معتد ہے اور معتد محض حرام اور رنا، درمختار میں ہے۔

معتد کے طور نکاح یا مقررۂ مدت کے لیے نکاح خواہ مدت لمسی ہو یا مدت جھول ہو تو صحیح مذہب میں یہ نکاح باطل ہے، اور اگر اس شرط پر نکاح کیا کہ ایک ماہ بعد طلاق دے دوں گا، یا اس وقت دل میں مقررۂ مدت کی نیت کی تھی تو باطل نہ ہوگا (دست)

باطل نکاح منعة وموقت وان جهلت المدة
لو طالت في الاصح وليس منه ما لو نكحها
عل ان يطلقها بعد شهر او ثوى مكثه معها
مدة معينة

رد المحتار میں ہے،

اس لیے کہ نکاح میں طلاق کی شرط دلائل سے ثابت ہے کہ یہ نکاح دائمی ہے اور یہ شرط باطل ہوگی، بجز وہاں کہ تعالیٰ اعلم دست۔

لان اشتراط القاطع يدل على العقد المؤبد
و يطل الشرط بخلافه والله تعالى اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ منکوتہ زیدہ میں کوئی ملاست مردی و زنی سے نہیں صرف ایک مخزن ہے جس سے بول آتا ہے، مگر پستان اس کے مثل زمان کے ہیں، اس صورت میں یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ اور اگر زیدہ اسے طلاق دے تو اسے مرد منکوتہ زیدہ لازم ہے یا نہیں؟ بیّنوا تو جروا۔

الجواب

صورت مسئلہ میں نکاح صحیح ہے اور نصف مہر بعد طلاق ذمہ زیدہ واجب الادا کہ منکوتہ زیدہ اگرچہ

۱۹۰/۱	مفتیان دہلی	فصل فی النکاح	کتاب النکاح	رد المحتار
۲۹۳/۲	دارالاجار التراث العربی بیروت	~	~	رد المحتار

قبل از بلوغ بوجہ انتہائی ہر دو علامت از قبیل غنٹی تھی مگر جب بعد بلوغ اس کی پستانیں مثل پستان زن ظاہر ہوئیں تو شکال زانی اور اس کا عورت ہوا مشکف ہو گیا۔ اب بدشہد یہ نکاح اپنے محل میں واقع ہوا اور حل استمتاع کو شرعاً مفید کہ شرائط صحت سب موجود ہیں اور بوافع شرعیہ بالکل مفقود، البتہ فساد خلوت و غلوت مگر تاکہ مہر کا باعث ہے اور خیار طیب کو نکاح میں دخل نہیں تاکہ زید بوجہ اس کے فسخ نکاح کر سکے اور کل مہر اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے، رہا امر حسی کا عاتیق ہونا وہ ہرگز مساقی جواز میں۔

فی تنویر الابصار من کتاب الحدیث ہود و فرج
و ذکر او من عری عن الانتہین عاب
ظہولہ شدی مامروۃ انتہی مع
التخیم فی الدر المختار من
النکاح ہو عند الفقہاء عقد یفید
مذک القعة ای حل استمتاع الرجل
من امرة لم یمنع من نکاحها ما یع شرعی
انتہی، وفيہ من باب المہر الخلوۃ
بلا ما نہ حتی کر قن ففتحین التلاحم
و قرین بالکون عظم و عقل ففتحین
غدة لا یطاق فیہ الجماع
کا لوطی تاکد لہذا انتہی
ملحوظ و فیہ من ذلک الباب
و یجب نصیہ بطلاق قد
و طی او خلوة انتہی و فی فتاوی
الامام قاضی خات و الرق

تنویر الابصار کی غنٹی کی بحث میں ہے غنٹی وہ ہے کہ
جس کا ذکر او فرج دونوں ہوں یا نصیبتین نہ ہوں،
تو اگر اس کے پستان ظاہر ہو جائیں تو عورت قرار
پائے گی، تنویر کی عبارت ختم ہوئی، بغیرضا۔ در مختار میں
نکاح کی بحث میں ہے فقہاء و کرام کے ہاں نکاح ایسا
عقد ہے جو مرد کو عورت سے جماع کا مالک بنا دیتا ہے
بیک اس سے کوئی شرعی مانع نہ ہو اور اسی کے
مہر اس میں ہے کہ جب خلوت بغیر کسی حسی مانع کے
حاصل ہو جائے تو اس کا حکم مہر کو لازم کرنے میں جماع
کی طرح ہے، خلوت میں حسی مانع جیسے رقی (درا اور تار)
فتح کے ساتھ، جس کا معنی شرمگاہ میں گوشت کا ابھر
جانا، اور جیسے قرین بسکون دار، جس کا معنی بڑی دور
عقل، روح اور رقی پر فتح، جس کا معنی خدود سے یعنی
بڑی اور خدود شرمگاہ میں اس طرح بڑھ جانے کہ جماع
کے لیے مانع بن جائے اہ مختصراً۔ در مختار کے اسی باب
میں ہے کہ نصف مہر لازم ہوگا جب خلوت یا جماع سے

۳۴۱/۲	مجتبائی دہلی	کتاب النکاح	در مختار شرح تنویر الابصار
۱۸۵/۱	"	کتاب النکاح	"
۱۹۹/۱	"	باب المہر	"
۱۹۸/۱	"	"	"

يسمى الحولا لانه يمنع الرجاء وذكر في طلاق
الاصل ان العدة يجب على المرتقاء اي
فلها نصف المهر انتهي وفيها من فصل
حيارات النكاح ومنها خيار العيب وهو حق
الفسخ بسبب العيب عندنا لا يثبت في
النكاح فلا تزد المرأة عيب ما و قال
الشافعي له ان يرد بالقرن والوقت و
يفسخ النكاح فان رد قبل الدخول
يسقط كل المهر والا لها مهر المثل
كما هو حكم الفسخ انتهى مع التلخيص .
والله تعالى اعلم .

قبل طلاق دی برادر، فتادی قاضی غاں میں ہے کہ
رتق، خلوت کے لیے مانع ہے کیونکہ یہ بھانجے کے لیے
مانع ہے، اور اصل (مستطوط) کی بحث طلاق کے بیان
میں ہے کہ رتقا عورت پر عدت واجب اور اس
کے لئے نصف مہر ہو گا اور اصل کی بحث
اختیارات نکاح میں ہے کہ خیاء عیب جس کو عیب
کے وجہ سے حق صحیح لگتے ہیں، ہمارے ہاں نکاح کے
باب میں ثابت نہیں، لہذا کسی عیب کی وجہ سے
عورت کو رد نہیں کیا جائے گا۔ اور امام شافعی نے
فرمایا کہ قرن اور رتق والے عیب کی وجہ سے مرد کو فسخ کا
اختیار ہے۔ پس اگر قبل از دخول رد یا فسخ کر دے تو
تمام مہر ساقط ہو جائے گا ورنہ پورا مہر مثل عورت کا حق ہے جیسا کہ فسخ کا حکم ہے اور، مختصراً، واللہ تعالیٰ

اعظم . (ت)
مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عورت طوائف کسی مرد شہداء کے ساتھ پردہ میں
حسب دستور عیاشیوں کے جو بغرض مقید رکھے اور نہ طاعت ہوئے اُس کے ساتھ دوسرے مرد کے پردہ میں
رکھتے ہیں ہم خانہ رہی ہو، وہ عورت شرعاً زوجہ تصور کی جائے گی یا نہیں؟ اور اگر زوجہ تصور کی جائے گی تو ایسے
ہم خانہ رہنے کے واسطے کوئی مدت مقرر ہے یا نہیں؟ اور ہے تو کس قدر مدت ہے؟ مینو قہودا۔

الجواب

صورت مسئلہ میں پردہ اُس طوائف کا صرف اُن لوگوں سے جس سے احتمال مباحثت کا ہو معتبر نہیں، ایسا پردہ
ثبوت نکاح کی دلیل نہیں ہو سکتا، البتہ اگر وہ مرد و زن مثل زوج و زوجہ رہتے، اور لوگ اُن کے حالات خانگی سے
واقف ہیں انھیں زوج و زوجہ تصور کرتے ہوں تو شرعاً زوج و زوجہ قرار پائیں گے نہ کہ زانی و زانیہ کہ مسلمان کی طرف
بدکاری کی نسبت ہے ثبوت شرعی ہرگز جائز نہیں۔ شارع نے جس قدر احتیاط اس بارے میں فرمایا دوسرے معاملہ

سہ فتاویٰ قاضی غاں	فصل فی الخلوۃ	نوکلشور کھنڈو	۱۸۱/۱
سہ " " "	فصل فی الخیارات الی متعلق بالنکاح	"	۱۸۶/۱

میں نہ آتی یہاں حسن ظن واجب اور تکذیب قاذف لازم ، قال عز اسمعوا لاجاؤا علیہ بالبدیۃ شہد الایۃ (اس پر اگر وہ چار گواہ پیش نہ کریں۔ الایۃ - ت) اور ارشاد ہوتا ہے : ولولا اذا سمعتہم قدیم الایۃ (اور کیوں نہیں تم کہتے جب تم اسے سنتے ہو ، الایۃ - ت) اگر کوئی مسلمان حر عاقل بالغ خفیہ کی طرف نسبت زنا کرے اور چار گواہوں سے ثابت نہ کر دے تو بعد طلب مقذوف کے اسے اتنی کوڑے مار سہ جاتے ہیں اور گواہی اس کی کبھی قبول نہیں ہوتی ، قال اللہ تعالیٰ : والذین یرمون الایۃ (اور وہ لوگ جو قہمت لگاتے ہیں الایۃ - ت) اسی طرح اگر تین گواہ معائنہ زنا کی گواہی دیں اور چوتھا نہ ہو تو ان گواہوں پر حد قذف لازم آتی ہے ،

فتاویٰ الہندیۃ ان شہد علی الزنا
اثن من اسبۃ ہن شہد واحد او اثنان او ثلثۃ
لا تقبل الشہادۃ و یحد الشہد حد القذف
فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ اگر چار سے کم ایک یا دو یا تین
گواہ زنا کی گواہی دیں تو ان کی شہادۃ قبول نہ ہوگی اور
گواہوں پر حد قذف ہوگی (ت)

پس ایسی صورت میں اگر گواہان معائنہ نکاح موجود نہ ہوں شرعاً حکم نکاح کا فہم دیتی ہے اور اس امر کے لیے
شرع شریف میں کوئی حد مقرر نہ فرمائی بلکہ بحالت عدم شہود معائنہ یا ریشوت اجساد و شہرت پر ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ کیا فرماتے ہیں علما سے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ ہندو کا نکاح زید کے ساتھ ہوا اور
زید شب زناقت میں بالکل منہ بھرا ہوا اور عاریہ ہو رہا اور زید نے ہندو سے نہیں کی ، بعد
معلوم ہوا کہ زید نامزد ہے اور ہندو نے زید کا عین ہونے کا بھی ایک نوٹہ تک علاج کیا لیکن صورت صحبت ظہور
میں نہ آئی ، اب ہندو اپنے والدین کے یہاں رہتی ہے اور زید سبب نامزدی کے چاہتا ہے کہ ہندو کو
جان سے مار ڈالے ، اس صورت میں نکاح ہندو کا زید سے درست بنوایا نہیں ؟ اور ہندو دوسرے شخص سے
نکاح کر سکتی ہے یا نہیں ؟ جیسا حکم شرع شریف کا ہو ویسا کیا جائے ۔ بیوا تو جروا ۔

الجواب

نکاح ہندو کا زید سے درست ہے ،

اذلیس عددہ العنۃ من شرائط صحۃ
ولو كانت کذباً لاحتیج الی
ما ذکرہ من باب العین من المرافعۃ
کیونکہ نکاح کے درست ہونے کے لیے نامزد ہونا
شرط نہیں ہے ۔ اور اگر یہ بات ہوتی تو پھر نامزدی
سلسلہ میں قاضی کے ہاں پیش کرے اور قاضی کا حکم

التَّجِيلُ وَالطَّلَبُ وَالتَّغْرِيبُ وَهَذَا
وَصَحَّحَ جَدًّا۔ دینا، عورت کا مطالبہ، اور پھر قاضی کی تفریق وغیرہ انکو
ذکر کرنے کی فقہار کو صورت پیش نہ آتی، جبکہ یہ

بات بالکل واضح ہے۔ (ت)

ہندہ کو ہرگز روا نہیں کہ بغیر حصول طلاق دوسرے شخص سے نکاح کرے، اگر کرے گی نکاح ثانی اطل محض ہوگا
اور شوہر ثانی سے قربت زنائے خالص، والیاء ذباقتہ تعالیٰ۔

وَذَلِكَ لِبَقَاءِ الْعَهْوَ كَمَا ذَكَرْنَا وَالْعَصِيَّةِ
وَنُفُوزِهَا سِوَاهُ۔ دوسرے نکاح کا عدم جواز پہلے نکاح کے تحفظ کیلئے
ہوتا ہے عسیا کہ ہم نے ذکر کیا ہے پس اس معاملہ

میں نامرد اور مرد برابر ہیں۔ (ت)

یاں صورتِ خلاص یہ ہے کہ زید و ہندہ آپسے معاملہ میں کسی ذی علم کو بیخ کریں

فَهِ الْخِيَرَةُ يَصْعَدُ التَّحْكِيمُ فِي مَسْئَلَةٍ
الْعَيْنِ لَا يَلِيسَ بِحَدٍّ وَلَا فَوْدٍ وَلَا دِيَّةٍ عَلَى
الْعَاقِلَةِ وَلَهُمْ أَنْ يَصْرِقُوا بِطَلَبِ الزَّوْجِ وَهَذَا لَمْ
تَوْفَاوِي خَيْرِيَّةٍ مِثْلَ نَامِرٍ دَكَّ مَسْئَلَةٍ فِي حَكْمِ بِنَانَا
اس لیے درست ہے کہ یہ حد، قصاص اور عاقلمریت کا
مسئلہ نہیں ہے، حکم حضرات کے لیے عورت کے

مطرح رہا ہے (ت) ہے اح (ت)

ہندہ اُس کے حضور غنیمت شوہر کا دعوے کرے اور اس بنا پر تفریق چاہے پنج کے نزدیک جب اُس کا عین
ہونا بطریق شرعیہ کہ اُن میں سے ایک طریقہ شکاً اقرار زید ہے ثابت ہو جائے تو بملاحظہ تفصیل مذکورہ فی الفقہ
سال بھر کی زید کو صلت دے اور اس تمام برس میں زین و شوہر کی جائیں، اگر کچھ دنوں کو ہندہ کہیں چلی جائیگی
دنیا سال میں معدودہ نہ ہوں گے، جب اس طرح سال کا مل کر جائے اور زید ہندہ پر قدرت نہ پائے تو
اُس وقت بطلب ہندہ زید و ہندہ میں تفریق کر دی جائے، اب بعد مدت ہندہ کو اختیار نکاح ہوگا۔

وَكُلُّ مَا ذَكَرْنَا مَقْصِدٌ فِي الدَّرِ الْمَخْتَارِ وَ
رَدِّ الْمَحَارِ وَالْمُتَاوِي الْخِيَرَةِ وَغَيْرِهَا مِنْ
الْكِتَابِ الْفَقْهِيَّةِ۔ وَاللَّهُ تَعَالَى اعْلَمُ
جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس کی تفصیل در مختار،
رد المحتار اور فتاویٰ خیرہ وغیرہ کتب میں موجود
ہے۔ (ت)

مسئلہ کیا فرماتے ہیں مہارت دین اس مسئلہ میں کہ زید مع چند ہر ایسوں کے عرو کے یہاں اُس کی
دختر کو پیام دینے گیا عرو نے اس کے ساتھ شادی دختر کو دینے پر رضا ظاہر کی اور گفتگو کرنے والوں سے

مخاطب ہو کر کہا میں نے اپنی لڑکی آپ کو دی، اس پر زید نے کہا بہتر ہم کو منظور ہے جب آپ نے میرے خطبہ کو منظور کیا اور زبان دی تو میری تسکین ہو گئی غرض بات بہرہ و وجہ قرار پا گئی اور طرفین کا اہتمام ہو گیا اب عمروؓ اُس دختر کا نکاح دوسرے شخص سے کرنا چاہتا ہے یہ اُسے جائز ہے یا نہیں اور بغیر ترک یا اعراض زید کے دوسرے شخص سے اُس دختر کا نکاح صحیح ہو گیا یا نہیں اور جبکہ عمروؓ نے کہا میں نے اپنی لڑکی آپ کو دی اور زید نے اس کے جواب میں کہا بہتر قبول و منظور ہے تو یہ صاف ایجاب و قبول ہو کر نکاح منعقد ہو گیا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

صورت مستفسرہ میں اگرچہ مخاطب منہ کا اپنے اقرار سے پھرنا اور مخاطب اول کو زبان دے کر دوسرے سے قسم ترویج کرنا شرعاً مذموم و بے جا و قابل مواخذہ ہے، قال تبارک و تعالیٰ، ان العهد کانت مسئلہ (عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ ت، اور جس طرح مخاطب منہ پر مواخذہ ہے اسی طرح وہ دوسرا مخاطب جس نے مخاطب غیر پر پیام دیا شرعاً مرتکب شناعة ہے،

وقد صحح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی حدیث میں ہے کہ تصور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھائی کے سودے پر سودے اور بھائی کی رنجش پر رنجش سے منہ فرمایا۔ (ت)

الخطبة عن خطبة اخيه
مگر با اینہم اگر مخاطب منہ اپنی لڑکی کا مخاطب اول سے نکاح نہ کرے اور غیر سے ترویج کرے یہ نکاح شرعاً صحیح و درست ہو جائے گا اور ترک و اعراض مخاطب اول کی کچھ حاجت نہیں کہ وہ گفتگو جواب تک مخاطب مخاطب منہ کے درمیان آئی اس کی طرف سے مجرد خطبہ تھی اور اس کی جانب سے محض وعدہ، نہ عقد ایجاب و قبول، پس مخاطب بہنوز مخاطب کی عصمت نکاح میں نہ داخل ہوئی جس کے سبب غیر سے اس کی ترویج ناروا ٹھہرے،

فی العقود الدریۃ مثل فیما اذا خطب وکیل
نہاید ابنہ عمر و البلاء لزیید بمحضرو
من الناس فاجابه الاب انی ذلک قائل
انہ مہرا بنتی کذا ان رضیت فبیہ
والا فلا فرضی الخاطب و دفع للاب
عقود الدریۃ میں سوال کیا گیا کہ جب زید کے وکیل نے عمروؓ کو بالذکر لڑکی کے بارے میں لوگوں کی موجودگی میں سے لے کر رنجش کی تو لڑکی کے باپ نے جواب میں کہا کہ میری لڑکی کا اتنا مہر ہے اگر آپ راضی ہیں تو بہتر ورنہ نہیں، اس پر رنجش والا راضی ہو گیا اور

لہ القرآن ۳۴/۱
باب یحرم الخطبة علی خطبة اخيه الخ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی ۱/۵۵۴

شيثاً من الحل والسه لا يفتنه فلم ترض
البنت بالخطبة وردتها فهل يسوغ لها
ذلك ولا تكون الخطبة واقعة موقع عقد
النكاح اصلاً الجواب حيث لم يجز
بينهما عقد نكاح شرعي بايجاب وقبول
شرعيين لا تكون الخطبة واقعة موقع
عقد النكاح اصلاً.

اس نے لڑکی کے باپ کو کچھ زیورے اور لڑکی کو کڑیاں پہنایا
تو لڑکی نے منگنی پر رضامندی سے انکار کر دیا و
منگنی کو نہ کر دیا تو اس صورت میں کیا لڑکی کو رد کا
اختیار ہے اور کیا یہ منگنی نكاح کے قائم مقام نہ ہوگی،
جواب، شرعی طور پر یہ قبول و ایجاب کے ساتھ نكاح
نہ ہوا اور یہ منگنی نكاح کے قائم مقام نہ ہوگی۔
(ت)

اور یہ لفظ کہ میں نے اپنی لڑکی آپ کو دی ہر چند کنایات، تزویج سے ہے مگر مجلس عقد میں عقد قرار پاتا ہے اور مجلس
وعد میں وعدہ۔

في رد المختار عن فتح القدير عن شرح
الطحاوي لو قال اعطيتنيها فقال اعطيت
ان كان المجلس للوعد فوعد وان كان للعقد
فانكح هو واقرا العلامة انصاف وفتاوى
الرحماني والسيد الطحطاوي وغيرهم ورحمهم
الله تعالى.

رد المختار میں فتح القدير کے حوالے سے طحاوی کی شرح سے
منقول ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کو کہا کہ تو نے
لڑکی مجھے دی، جواب میں اس نے کہا کہ میں نے ہی تو
اقرار کیا کہ مجلس نكاح میں ہے تو نكاح ہے اور وعدہ
(منگنی) کی مجلس ہے تو منگنی ہوگی، اس کو عدل
علائی، فاضل رحمۃ، سید طحاوی وغیرہم رحمہم اللہ
تعالیٰ نے ثابت رکھا۔ (ت)

اور پڑھا ہر کہ وہ مجلس مجلس نكاح نہ تھی اور مخاطب کا اُس وقت مع چند ہمراہیوں کے جانا بات ٹھہرانے اور وعدہ
لیے اور رضامندی حاصل کرنے ہی کے طور پر تھا تو پھر مخطوبہ کے وہ الفاظ بھی وعدہ ہی پر محمول ہوں گے
نہ عقد پر، یہاں تک کہ خود مخاطب کے کلام سے واضح و روشن کہ وہ بھی ان کلمات کو اقرار نكاح و اظہار
رضاء قبول خطبہ ہی بھی نہ ایجاب و تزویج کہ اُس نے جواب میں کہا، بہتر ہم کو منظور ہے، جب آپ نے
میرے خطبہ کو منظور کیا اور زبان دی تو میری تسکین ہو گئی اور ہر عامی جانتا ہے کہ ہماری زبان میں زبان
دیا کسی کام کے وعدہ و اقرار کو کہتے ہیں نہ کہ اس کے ایقاع و اصدار کو۔ زید نے اگر عمر سے کچھ روپے مانگے

اور اس نے دے دے تو یہ نہ کہا جائے گا کہ عکرو زبانی دے چکا، بل نہ دیے اور دیے گا وہ دکر لیا تو یہ لفظ رونا صحیح ہوگا۔ پس ثابت ہو گیا کہ مخطوب منہ کا وہ کلام محض اجابت تھا نہ کہ لفظ ایجاب و ستان بیہم (دووں میں فرق ہے۔) ایک وجہ تو عدم نکاح کی یہ ثبوتی اور یہیں سے دوسری وجہ بھی ظاہر ہے کہ جب کلام مخاطب باعلیٰ ہذا منادی کہ وہ سخن مخطوب منہ کا محصل اقدام علی العقد نہ سمجھتا بلکہ محض اقرار و وعدہ جانا تو اب اس کا یہ کہنا بھی کہ بہتر ہم کو منظور ہے "بوسبیل قبول تزویج نہ تھا بلکہ اس کی اجابت پر اپنی خوشی کا اظہار تھا تو اگر فی الواقع مخطوب منہ کے وفاق ایسی ہی ٹھہریں تاہم قبول مقررہ ہے اور جملہ اخیر کہ "آپ نے زبان دی تو میری تسکین ہو گئی" مفسر مراد ہو جس کے سبب لفظ اولیٰ مرتبہ قبول ٹھہرا کر الفاظ پر بنا اور نیت کا الفاظ نہیں کر سکتے اور اس کے سوا بعض وجہ اور بھی پیدا ہو سکتے ہیں جو عدم العقد و نکاح پر دلالت کریں۔

کمالا ینضحی علی ماہر العقیقہ و یعاز ذکرنا کفایۃ جیسا کہ مخفی نہیں ماہر فقیہ پر اور ہم نے جو ذکر کر دیا ہے وہ عالم کو وضاحت کے لیے کافی ہے۔

البیہ۔
بالمثل نہ الفاظ مخطوب الیہ ایجاب کے قابل نہ جانب مخاطب سے قبول حاصل، نہ مخطوبہ جہاں نکاح مخاطب میں داخل، نہ غیر سے تزویج ناروا و باطل۔ رہا مخطوب منہ پر گناہ، وہ بھی اسی وقت تک ہے کہ اس نے بلا وجہ یا کسی رنجش و غیو کی سبب تزویج مخاطب اول سے ہو جس کی صورت میں یہ تہت تست کوئی عذر مقبول پیدا ہوا اور اس نکاح میں اس نے حرج شرعی سمجھا اور مخاطب ثانی کو حق و دختر میں بہتر جانا تو شرعاً مطہر ہرگز اسس پر لازم نہیں کرتی کہ تو اپنی زبان پالنے کے لیے عذر شرعی گوارا یا دیدہ و دانستہ بیٹی کے حق میں برا کر نیک و بد پر کامل نظر دہرہ پر واجب و صورت اور آدمی نہ تبدیل رائے سے محفوظ و مصون، نہ کسی وقت بعض مصالح پر نہ اطلاع پالنے سے مانوں۔ یہ تو صرف اقراری تھا ہمارے حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو دربارہ قسم ہیں مگر یہ ہے کہ اگر تم کسی بات پر قسم کی جیٹو پھر خیالی میں آئے کہ اس کا خلاف شرعاً بہتر ہے تو اس بہتر ہی پر عمل کرو اور قسم کا کفارہ دے دو۔

فقد اخرج الامام احمد و مسلم و فی صحیحہ
و الترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حلف
علی یمن فرأی غیرہا خیرا منہا فلیات الی
ھو حیر و لیکفر عن یمینہ
امام احمد نے اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور امام ترمذی نے ابوسریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے کوئی قسم کھائی اور اس نے اس قسم کے خلاف کو بہتر جانا تو بہتر کو لے لے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔ (ت)

اب ندب من حلف یحذف فرأی غیرہا خیرا منہا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۸/۲

پس پدر مظلوم پر لازم ہے کہ خدا سے ڈرے اور اصلح و ادنیٰ پر نظر کرے وہ دو مصلحتوں کے زیرِ تہ صاف ہے ایسا ہے جو عدت و دفعِ مضرت، پھر اگر غلط اول میں کوئی منظور شرعی نہ ہو تو اول پر عمل کرے ورنہ ثانی پر کاربند رہے من ابسطی بیلینین و حصار اھو نہما ۱۱ حدود آزمائشوں میں مبتلا ہو تو آسان کو حصار کرے تین و اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علما اتم و احکم۔

مسئلہ طلاق کیا کرتے ہیں طلاق میں اس مسئلہ میں کہ باپ کو نکاح ہندہ بالذکر کا زید کے ساتھ جو اہل کفر سے ہے منظور نہ تھا اور نہ ہے زید کے نصیب باپ ہندہ جو صوفیہ کو کس کے فاضل پر اپنے علاقہ پر تھا برکت و گریہ ہندہ و برضا مندی مادر و نال ہندہ و کالت اور شہادت تین اقربا خاص نکاح طابریکا ہندہ کہہ رہی ہے کہ محمد کو بلا رضا مندی اپنے باپ کے یہ نکاح نہ پہلے منظور تھا نہ اب ہے ایسی حالت میں باپ ہندہ یا ہندہ کے مجبور کرنے کے واسطے منجانب زید بنجیل جواز نکاح پر بیان و شہادت گزری کہ ہندہ نے زین سے اقرار کیا تھا و بعد از سختی نہ زید عدالت یا جس طرح پر جو اپنے گھر جا کر نکاح کا قصد رکھیں ایسی صورت میں ہندہ کو جو ولایت اپنے باپ میں ہے کسی وریعت سے نہ جائے اطلاق غصب یا کس گناہ کا ہو گا و کتاب ما بعد کی نسبت جو گھر لے جا کر دھڑکا کر دے مجبور کر کے کرے کیا کنا چاہے و زید وغیرہ ترکب کس گناہ کے ہوں گے یا کچھ میں خرمن کیا جائے کہ تھا جو برضا مندی شہادت نکاح جائز ہو لیکن جب باپ ہندہ کہہ رہے تھے کہ باپ ہندہ نے اپنے گھر کو بلا رضا مندی اپنے باپ کے یہ نکاح نہ پہلے منظور تھا نہ اب ہے ایسی حالت میں زید وغیرہ کی نسبت کیا کنا چاہیے کہ بالجبر ہندہ خواہ ہندہ کو مجبور کر کیا ہے اگر مانہ ہے تو ترکب غصب یا کس گناہ کا ترکب و گناہ وکیل و معین اس کے کس گناہ کا ترکب ہے نکاح آئندہ کی نسبت جو بالجبر باپ گھر لے جا کر کرے کیا کنا چاہے اور یہاں رضاعت کا بھی شبہ ہے اگرچہ اس میں شک واقع ہے کہ ہندہ کی نانی اور ہندہ نے پہلے کنا تھا کہ ایام رضاعت میں زید کو دودھ پلایا ہے بعد بخلت کئے کو مجبور کر نہیں پلایا ہے ایسی صورت میں احتیاط و تقویٰ کا کیا مقتضی ہے کہ نکاح کرنا حائر ہو مگر احتیاط و تقویٰ مقتضی اس امر کا ہے کہ نہ کیا جائے اگر ہو گیا ہو تو ترک کیا جائے یا کیا اگر احتیاط مانع ہے تو اس احتیاط کے ہاتھ سے نہ جانے میں جس قدر باپ ہندہ کا جائز دے رہا اور نقصان امور دنیاوی اٹھا رہا ہے یا آثار و وطن پر جو جائے داخل امور دینی و ثواب ہے اور اگر اس صدمہ سے یا مقابہ میں یعنی جس وقت زید رخصت ہو گیا کوئی صل جبر یہ کرنا چاہے اس وقت جان جاتی رہے تو شہید کا اطلاق کیا جائے یا کیا و نیز متعلق اس کے یہ مسئلہ دریافت طلب ہے کہ زید وغیرہ کہتے ہیں جب بسبب عدم ثبوت رضاعت نکاح شرعاً جائز تو تجدید نکاح کو دوگر احتیاط و تقویٰ مانع ہے و باپ ہندہ کہتا ہے کہ جب احتیاط و تقویٰ مانع ہے تو ہم کیوں کریں پس ایسی صورت میں سوال یہ ہے کہ زید کا قول و قولہ بالا سے ثابت ہو گیا ہے کہ احتیاط و تقویٰ کو ایک ادنیٰ چیز سمجھنا یا کچھ نکالنا ہے دوسرے یہ کہ زید کو وہ باپ ہندہ کو احتیاط و تقویٰ سے روکنا ہے

کیا قتل ہے؟

الجواب

جواب سوال اول میں واضح ہو چکا کہ یہ نکاح اگر باذن صریح ہند نہ ہو ان بعد کو ادب صریح قوی یا فعلی سے نافذ ہو یا تو مجرد سکوت ہند اس کے نقاد کے لیے کافی نہیں، نکاح کاح ضمنی تھا اور اذن ہند پر موقوف، جب ہند نے کہا کہ مجھے یہ نکاح نہ پہلے منظور تھا ناب ہے تو یہ صاف رد و باطل ہو گیا، اب اگر ہند و پدر ہند کو مجبور کرنے کے لیے کسی جھوٹی شہادت سے نقاد نکاح ثابت کیا جلتے تو زیہ اور اس کے شوہر سب مستحق غضب الہی و عذاب شدید ہوں گے، جھوٹی گواہی دینے والے پر جہنم ہولناک وعیدیں ارشاد ہوئی ہیں ہر مسلمان جانتا ہے یہاں تک کہ قرآن عظیم میں، سے بُت پوجنے کے برابر تھا فرمایا، قال اللہ تعالیٰ،

فاجتنبوا ان تجس من الاوثان واحتنبوا قول
الہود وحنفاء اللہ غیر مشرکین ۱۰

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
عدلت شہادۃ الزور والاشراک باللہ عدلت
شہادۃ النور والاشراک باللہ ۱۱
الترمذی وابن ماجہ عن خیر بن خالد رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
الا بشکوہ یا کبریا کبر قول الزور وقال شہادۃ
الزور ۱۲ رواہ الشیخان عن انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ۔

کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ سب کبیروں سے بڑا کبیرہ
کون سا ہے بناوٹ کی بات، یہ فرمایا جھوٹی گواہی۔
(اسے شیخین نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے،

۱۰ یعنی مقام مذکور کا سوال کتاب النور میں ہے ۱۲ (م)

۱۱ القرآن ۲۲/۳۰

۱۵۰/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب فی شہادۃ الزور	۲ سنن ابی داؤد
۲۶۲/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب ما قبل فی شہادۃ الزور	۳ صحیح بخاری
۲۳/۱	۲۳	باب الکبار وکبریا	صحیح مسلم

فیر حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لن ترول قد عاشهد المرور حق یوجب اللہ
لہ الفاریہ رواہ ابن ماجہ والمحاکم وصحہ سندہ
عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
خوئی کو اسی دینے والا اپنے پاؤں بٹاے نہیں پاتا کہ
اللہ عزوجل اس کے لیے جہنم واجب کر دیتا ہے۔ (اسی
ابن ماجہ اور حاکم نے صحیح قرار دے کر ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ ت)

ایسی ناپاک کارروائی کے ساتھ کسی کی بھی کو بلا نکاح و نصت کر اگر لے جانا اگر پر اسی قصد پر جو کہ گھر لے جا کر نکاح کر لیگی
سنت شدید کبیرہ عظیمہ طعنہ ہے جس کا مرتکب کہ اشہ ظلم میں گرفتار ہے سنی عذاب الیم نار ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے،
اللعنة الله على الظالمین من لودہا کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں،

و مرتین ہیں، ایک میں سے اللہ عزوجل کچھ نہ بخشے گا۔ اور دوسرے کی اسے کچھ پرو نہیں، اور تیسرے
میں سے کچھ نہ چھوڑے گا۔ وہ جس میں سے کچھ نہ بخشے گا کفر ہے، اور وہ جس کی اسے پروا نہیں آدمی کے حقوق اللہ
میں گناہ ہیں جیسے کسی دن کارورہ یا کوئی نماز ترک کر لی کہ اللہ عزوجل چاہے گا تو اسے معاف فرما دے گا و اما
البدیوان الادی لا یترک اللہ من سینہ من یجاد یسہم القصاص لا محالة اور وہ دفتر جس میں سے
اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے اس کا بدلہ ضرور ہونا ہے روۃ الامام
احمد والحاکم وصحہ سندہ عن ام المؤمنین الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (اس کو امام احمد اور حاکم نے
صحیح قرار دے کر حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ ت)
نکاح اگرچہ جبر و کرہ سے بھی جواز ہے

فی الہندیۃ الاصل انت تصرفات المکرہ
کلھا قولا منعقد عندنا الا ان ما یحتمل
الفسخ منه کالبسیم والاجارۃ یفسخ
و ما لا یحتمل الفسخ منه کالطلاق
بنیہ میں ہے قاعدہ یہ ہے کہ جس پر جبر کیا گیا ہو اس کے
اس مارت کے تمام تصرفات ناظر العمل ہونگے ہاں
وہ تصرفات جو فسخ کا احتمال رکھتے ہوں جیسے بیع و
اجارہ کہ یہ فسخ قرار پائیں گے، اور جو فسخ کا احتمال نہیں رکھتے

لے سنن ابن ماجہ باب شہادۃ الزور
لے القرآن ۱۸/۱۱
لے مستخرج ابن خلیل مرویات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دار الفکر بیروت
۱۴۳ ص ۱۴۳
۲۴۰/۶

واعتاق والنكاح والتدبير والاستيلاء و
النذور وهو لا يركن في النكاح وهو متصاف
في رد المختار قبيل قوله وشرط حضور
شاهدين **أقول** وأما قول الهندية
عن الثانية في تعداد شروط النكاح ومنها
رضاء المرأة إذا كانت بالغة لم فقد كتمت
عن هذا مشبه ما نصه أي ادنها قولاً وعطاً صريحاً
أو دلالة ولو جبر أو كره هكذا ينبغي أن
يفسر هذا المقام۔

مثلاً طلاق، عتاق، نکاح، تدبیر، استیلاء، ام ولد بنانا، اور
نذر قریب امور لازم ہو جائیں گے، جیسا کہ کالی میں ہے
اسی کہ تمام بحث رد المختار میں ہے، ان کے قول گراہوں
کی موجودگی شرط ہے سے تحریر اپنے سے **أقول**
ہندیہ کا قول جبر کہ انھوں نے حائضہ سے نفل کیا نکاح کی
شرائط میں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ عاقد بالفسخ
عورت کی رضا الخ تو ہم نے اس کے حاشیہ پر لکھا ہے
جس کی عبارت یہ ہے یعنی اس کی اجازت قول، نفل
صریح یا دلالت سے ہو جاتی ہے اگرچہ بطور جبر ہو، اس
مقام کی فہمی تفسیر مناسب ہے۔ (ت)

مگر کسی کی بیٹی کو جبراً نکاح لے جانا پھر بالجبر نکاح کرنا ظلم اور مسلمان کو عار لائیں گے۔
قال الله تعالى لا اكراه في الدين **الحدیث**
حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
لا یحل لیسلموا ان یاخذوا خبیث بغير طیب
ففس منه **روا** اس جہان فی صحیحہ عن
ابی حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان کی لکڑی
بغیر اس کی دلی رضی کے لے لے (اس کو ابن جہان نے
صحیح میں ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا۔ ت)

جب بے مرضی لکڑی یعنی حرام ہے لڑائی یعنی کس وجہ حرام و اشد حرام ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں:

۳۵/۵	نورانی کتب خانہ پشاور	کتاب الاکراه	ابواب الاول	۱۰ فتاویٰ ہندیہ
۲۷۲/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	کتاب النکاح		۱۱ رد المختار
۲۶۹/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	کتاب النکاح	ابواب الاول	۱۲ فتاویٰ ہندیہ
				۱۳ القرآن ۲۵۲/۲

۱۴ فتاویٰ ہندیہ ۲۵۲/۲ کتاب البیوع باب ما جاز فی الغصب حدیث ۱۱۶۹، المطبعة السلفیہ بالقدس ۲۸۳

من اذى مسلما فقد اذانى ومن اذانى فقد اذى الله يله سر واد الطيراني في الاوسط عن
النسرى رضي الله تعالى عنه بسند حسن۔

جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی
اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عز و جل کو
ایذا دی۔ (اسے طبرانی نے اوسط میں سند حسن کے
ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

گواہ وکیل و معین جتنے لوگ اس واقعہ پر آگاہ ہو کر زید کی اعانت کریں گے سب اس کی مثل ظلم و حریم
استحقاق عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

قال الله تعالى ولا تعاونوا على الاثم والعدون۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، گناہ و عداوت میں
ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو (ت)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
من مشى مع ظالم لم ينج منه وهو يعلم انه ظالم
فقد خرج من الاسلام۔ سر واد الطبرانی
فی الکبیر و لقیاء فی المختار عن اوس
بن شرحبیل الاشجعی رضی اللہ عنہ۔

جو کسی ظالم کے ساتھ چلا اس کی مدد کرنے اور وہ جاننا
ہے کہ یہ ظالم ہے وہ بیشک اسلام سے نکل گیا۔
(اسے طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء نے مختار میں اوس
بن شرحبیل اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے)

ربا مسئلہ رضاعت، ہمارے مذہب میں ایک عورت کا بیان ثبوت رضاعت کے لیے کافی نہیں ضرورت
ہو کہ خود مضطرب ہو،

كما فصلت في فتاوى البقرة الواردة علينا
من المسائل في هذا الباب۔

جیسا کہ ہم نے اس بارے میں پہلے سے آنے ہوئے
مسائل کے جوابات میں اس کی تفصیل اپنے
فتاویٰ میں بیان کر دی ہے۔ (ت)

اُس سے احتیاطاً بچنا صرف تر استجاب میں ہے اور فعل غایت و وجہ مکروہ تنزیہی یعنی ملامت اولیٰ کو نہ کرے تو
بہتر، کرے تو کچھ گناہ نہیں۔ فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے،

رجاء امرأة فاختبر رجل مسلم ثقة
ایک شخص کا محبت سے نکاح ہونے کے بعد ایک فقہ

لے المعجم الاوسط حدیث ۳۶۳۲ مکتبۃ المعارف الرياض ۳۷۳/۴

الترغیب والترہیب من مکتبۃ الرقاب یوم الجمعہ مکتبۃ الابیانی مصر ۵۰۳/۱

لہ القرآن ۲/۵

لہ معجم کبیر حدیث ۶۱۹ مکتبۃ فیصلیہ مروت ۲۲۷/۱

اور امرأة انهما ارتضعا من امرأة واحدة قال
فی الکتاب احب الی ان یتنزه فی طلقها ولعطیب
نصف المهران لم یجد حد لها ولا تثبت الحرمة
بخیار الوحد عندنا ما لم یشهد به س جلات
اور جد و امرا تان ہے

سے ثابت نہیں ہوتی جب تک دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں شہادت نہ دیں حرمت ثابت نہ ہوگی۔ (د)۔
ایسے امر سے بچنے کے لیے جان دینے کی اجازت برگز ہیں جو سکتی کہ جان کا رکنا بر فرض سے اہم فرض ہے
بلکہ ہل و خیال کو چھوڑ کر ملا وطنی وغیرہ امور بھی کہ جو گناہ یا منکر ہوں یا نہ ہوں جائز نہیں ہو سکتے۔

اذلیس من قصیة الشرع انکر یبر والعقل السیم
در دشتی حقیف بار تکاب نفیس، عظیم
شریعت مطہر اور عقل سیم اس بات کی اجازت نہیں
دیتی کہ معمول چیز کو کسی عظیم اور بھاری چیز کے ارتکاب
سے ترک کیا جائے۔ (د)۔

یہاں تقریبی معنی اتنا ہے شہادت سے وہ صرف مستحب ہے، نہ فرض و واجب۔ علما فرماتے ہیں،
لیس ضمان من مان اجتناب شہادۃ من غیرہ
فی الاشہاد وغیرہ عن الغایة والتجسس
سے کہ ہمارا زمانہ شہادت سے بچاؤ کا زمانہ
نہیں ہے۔ (د)۔

زید وغیرہ کی اس درخواست سے تقویٰ کی امانت نہیں نکلتی بلکہ اس احتیاط کا غیر ضروری ہونا اور اس قدر ضرور
صحیح ہے، ہاں اس سے روکنا اگر بالجبر ہو تو ہم نگہ پکے ہیں کہ مسلمان پر جبر و اگر کسی امر مباح میں حرام و ظلم ہے
نہ کہ امر غیر مستحب میں، مگر اس پر جان نہیں دے سکتے، البتہ صورت اولیٰ میں یعنی جبکہ واقع میں نکاح باطل
ہوا اور زید مجبوری کو اپنی والدہ کو بالجبر بلا نکاح چھین لے جانا۔ یا بالجبر اس کے ساتھ
کرتی فعل ناجائز کرنا چاہے اس وقت اگر یہ اپنے ناموس کی حفاظت جائزہ کہے جو شرعاً و عقلاً و عرفاً ہر طرح اس کا
حق ہے اور ظالم اسے قتل کر دے تو یہ شہید ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
من قتل دون ماله فهو شهید و من
جو اپنا مال بچانے میں مارا جائے وہ شہید، جو

قتل دون دمه فهو شهيد ومن قتل دون دينه
فهو شهيد ومن قتل دون اهل بيته فهو شهيد
اخرجہ الاثنیۃ احمد و ابو داؤد و الترمذی
والنسائی و ابن حبان فی صحیحہم عن
سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از مسجد جامع مرسلہ مولوی احسان حسن صاحب ۷ المحرم الحرام ۱۳۱۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید و سیدہ نے باہم کلمات ایجاب و قبول نکاح کے، موجودگی دو آدمیوں
کے، کئے، لیکن ان دونوں آدمیوں کو مطلقاً سماعت اور علم نکاح زید اور سیدہ کا نہ ہوا، لہذا ان زید نکاح سے
منکر ہوا۔ اور ان دونوں شاہدوں نے بھی سماعت اور علم نکاح سے لاعلمی زید و سیدہ حاکم شرع کے ظاہر کی، تو آیا
حاکم شرع زید کو مہر دلائے گا یا نہیں، اور یہ نکاح منعقد ہوگا یا نہیں، بیسوا تو جروا۔

الجواب

نکاح میں شرط ہے کہ دونوں کو ادھاد دونوں حضرات ایجاب و قبول بدست واحد میں سنیں اور سمجھیں کہ یہ نکاح

ہو رہا ہے۔

فی الدر المختار شرط حضور شاہدین حریص
او حو و حوتین مکلفین سامعین قولہما
معاً علی الاصح فاھیں انہ نکاح علی
المذہب، جہ۔

تو مذہب اصح پر یہ نکاح منعقد نہ ہوا، زید کا انکار ہے، اگر نوبت بمبستری نہ آئی تو مہر سے کیا
علاقہ و ورنہ مہر مثل دینا ہوگا،

غان الوط فی دار الاسلام لا یحلو عن
حسد او عقرۃ کما فی الدر المختار و غیر

لہ سن النسائی کتاب المحاربة تجرد الدم

لہ در مختار کتاب النکاح

سے باب المہر

۱۶۲/۴ فور محمد کارخانہ تجارت کتب کوچی

۱۸۶/۱ مجتہائی دہلی

۲۰۳/۱

اُن کے میر سنی انتہی نہیں رکھتے وہ اس کی لطافت تک کب پہنچ سکتے ہیں۔ (ت)

یہ قول تہد کا صحیح ہے یا نہیں، بیضا تو خود

الجواب

بہتر ہونے میں کیا کلام کہ ذکر خدا و رسول صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیر محض ہے، خصوصاً تجدید ایمان کہ ویسے بھی حدیث میں اس کا حکم ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان الایمان لیصل فی جوف احدکم کما یصل فی الثوب الخفی فاشلو اللہ تعالیٰ ید الایمان فی قلوبکم رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابن عمر بسند حسن و الخ کوفی المستدرک عن عمرو بسند صحیح برہمی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

میشک ایمان تم میں کسی کے باطن میں پڑنا ہو جاتا ہے جیسے کپڑا اُنہ پڑ جاتا ہے تو اللہ عز و جل سے مانگو کہ تمہارے دلوں میں ایمان کو تازہ فرمائے۔ (اسے طبرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور فرماتے ہیں صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جدد وایما نکم اکثر وامن قول لا الہ الا اللہ رواہ الامام احمد و الخ کوفی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔

اپنے ایمان تازہ کرو لا الہ الا اللہ بکثرت کہو۔ (اس کو امام احمد اور حاکم نے ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ت)

تو اس قدر ضرور مسلم کہ اس کو کرنا چاہیے، ہاں بہت ضروری کہ فروع افراط سے خالی نہیں جہتی یا مسموم معاذ اللہ کلمۃ کفر صادر ہو جانا محتمل سہی مگر اسے منظور ٹھہر لینا سوسے ظن ہے اور بے حصول ظن حکم ضرورت نہیں کمال بخفی واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴ ریح الاول شریعت ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دختر تریہ بعم مرۃ سال و پسر عمرو بعم ترسین سال ہے اور

۱۔ فتاویٰ عزیزی حکم اعلام کلہا وصفت ایمان مکمل و متصل بروز عقد نکاح مجتہد فی دہلی ۱۲۹/۲
۲۔ مستدرک للحاکم کتاب ایمان الامر لیسوال تجدید الایمان دار الفکر بیروت ۴/۱
۳۔ مسند احمد بن حنبل ممدی از ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ۲۵۹/۶

مانع شرعی مروجہ نہیں، پس رکاوٹ واسطے نکاح کے چار ماد کی مہلت چاہتا ہے، اگر مہلت دی جائے تو شرعاً گنہ گاری ہے یا نہیں؟ بینوا تو جبروا

الجواب

کوئی گناہ نہیں جبکہ کوئی ایثار صحیح نہ ہو، اور اگر معاذ اللہ ایثار ہے اور دوسرا کفو موجود ہے تو مہلت نہ دینا چاہئے، اگر نہ مانے اُس دوسرے سے نکاح کر دیں جبکہ دختر رضا مند ہو۔

الحديث يا علي لا تؤخر نكاح الصلوة اذا احانت
والجماعة اذا حضوت والايم اذا وجدت
لها كفواً او كما قال صلى الله تعالى عليه وسلم.
والله تعالى اعلم.

اس حدیث کی بنا پر جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے
علی! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو، نماز میں جب وقت
ہو جائے، جنازہ میں جب حاضر ہو، اور غیر شادی شدہ
رذکی میں جب اس کا کفو ملے۔ یا جیسے حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از ریاست رام پور سرشت پولیس مرسلہ سید جعفر حسین صاحب محرم ۲۰ محرم ۱۲۱۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شریعتین اس مسئلہ میں زید بے ہندہ سے اس طور پر نکاح کیا
کہ دو گواہ اور ایک وکیل نے ہندہ کے پاس جا کر یہ کہا کہ بکریچے زید نے ایک ہزار روپے کے بدلے میں تم
اپنی زوجیت میں طلب کیا ہے یعنی خواست نکاح کی ہے تم بھی اس کو اپنی شوہریت میں قبول کرو اور مجھ کو وکیل
قرار دو، تو ہندہ مذکورہ نے فقط لفظ "قبول" کہا (اور اس لفظ قبول کو اس ملک کے عوام و خواص قائل تمام)
ایک باب کے بنا بر عرف کے سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں) پھر اسی طرح تینوں شخص زید کے پاس گئے اور وکیل نے
زید سے جا کر کہا کہ تم نے خالد کی بیٹی ہندہ کو مہر مذکور پر قبول کیا تو زید نے صرف لفظ "قبول" کہا (اور اس قبول کو
یہاں کے باشندے بمنزل قبول نکاح کے تصور کرتے ہیں اور ہزاروں نکاح اس طور سے ہو گئے اور کہتے
ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے کیونکہ یہ طریق یہاں کا رسم و رواج قرار پایا ہے) اب اس صورت میں فقط لفظ "قبول"
سے نکاح صحیح ہو گیا یا نہیں؟ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ نکاح صحیح ہو جائے گا کیونکہ عاقل و بالغ کا کلام سہ
کرنا نہ چاہئے ورنہ ہزاروں آدمی حرام زلہ قرار پائیں گے مسلمان کو زمانہ سے شرعاً بچا نا چاہئے اور عرف اور رواج

بھی اور شریعہ سے ایک دلیل ہے تو واقعی عرف کے نکاح کو صحیح قرار دیا جا رہے، اور بعض علماء کہتے ہیں کہ لفظ "قبول" سے نکاح صحیح نہیں ہوتا کیونکہ لفظ "قبول" مصدر ہے اور مصدر سے نکاح درست نہیں ہوتا، اب تنازع فیہ میں حکم شرع شریع ہوا ارشاد ہو۔ حوام بیچارے نہ مصدر کو جانیں نہ ماضی کو، وہ تو اپنے طرف و رواج جانتے ہیں اسی کے پیرو تابلہ رہیں، ان کا اصلاح کس طور پر ہو؟ جیسا تو جبردا

الجواب

صورت مستفسر میں صحت نکاح میں شبہ نہیں، جب ہند نے بعد سوال توکیل لفظ "قبول" کہا یہ ایجاب توکیل ہوا اور وہ شخص وکیل ماذوی ہو گیا۔

فان التوكيل يتم بمجرد الايجاب ولا يتوقف على القبول وان كان يوقف بالرد كما في الاشياء والهتديّة وغيرهما وذهبنا وان امكن ان يجعل قول الوكيل تقييداً في زوجيته يجب فضولي بناء على ما صور في الخاصة والمخالصة ان الامر في النكاح ايجاباً مقرب في عدم ذهن احسن وحكم قول المرافة قبول قبولاً وينعقد النكاح موقوف على اجازة المراجع فاذا احاط به الوكيل وقول قبول يكون تنفيذاً كمنه خلاف ما قصد وقد ان صلبهم شاهد انهم لم يجعلوا مجلس المحاطبة مع المخطوبة مجلس عقد بل استند ان يكون طلباً للوكالة وقولها قبول توكيلاً۔

تو نکاح نافذ ہو جائے، لیکن یہاں مجلس الوں کا مقصد یہ نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد صرف لڑکی سے اجازت طلب کرنا ہے تو اس مجلس میں وکالت طلب کرنا اور لڑکی کا "قبول" کہا صرف توکیل ہوگی۔ (ت)

اب کر وکیل نے غائب سے آکر وہ لفظ کے یہ جانب کیل سے ایجاب ہوا،

دائره استفہام وان كان حرفه مقدرا والاستفہام عند مرادہ لتحقيق یؤدی مودی الامر كما حققنا فی فتاویٰ والا مرکبہ سمعت ایجاب فی اسکا ولا یعدل عن هذا القول المرجحہ الی قول انہ توکیل لایب الوکیل لایستلزم التوکیل فلا یعد العقد و فیہ تصدیق والله یحب الیفرق۔

تو حقیقتاً یہ استفہام ہے اگر صرف استفہام پوشیدہ ہے اور استفہام مقام تحقیق و العقد میں امر کا معنی دیتا ہے جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں تحقیق کی ہے اور نکاح میں امر ایجاب قرار پاتا ہے اس ترجیح یافتہ قول کو چھوڑ کر ہم اس کو توکیل نہ بنائیں گے کیونکہ عورت کا وکیل کسی دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا جس کی بنا پر عقد نافذ ہوگا جبکہ اس میں تنگی ہے اور اللہ تعالیٰ تو زنی اور دست کو پسند فرمایا ہے (ت)

اور زوج کا قبولی "کہنا قبول ہوا اور نکاح صحیح و تام نافذ ہو گیا اور یہ اعتراض کہ قبول مصدر ہے اور مصدر سے نکاح درست نہیں اس ساقط ہے کہ یہ لفظ اس سوال وکیل کے جواب میں ہے کہ تم نے ہندہ کو قبول کیا اور عقل و نقل کا قاعدہ اجماعیہ ہے کہ

السؤال معاد فی الجواب کما صرح فی جواب میں سوال کا مادہ معتبر ہوتا ہے جیسا کہ اشباہ الاشباہ وغیرہا کتاب۔

ترجمہ اب میں صحت لفظ "قبول" کے تعلق یہی معنی ہیں کہ قبول کیا اور یہ ماضی ہے اور ماضی سے نکاح یقیناً درست ہے کما صرحوا بہ متون و شروحات و فتاویٰ (جیسا کہ متون، شروح اور فتاویٰ میں تصریح ہے۔ ت) معہذا یہاں اصل کار وہ الفاظ ہیں جو رضا بالانشاء پر ہے احتمال مساوی دلیل ہوں اور شک نہیں کہ لفظ "قبول" مراد اس پر ال، و لہذا اعلیٰ تصریح فرماتے ہیں اگر عورت سے کہا اے نفس کو میری زوجیت میں دے اس نے کہا بالسمع والطاعة نکاح ہو گیا،

کما فی لزائل والحلاصة والبزازیة والبحر والدر والمحیط والہمدیة وغیرہا من الاسفار الغر۔

جیسا کہ نوازل، خلاصہ، براریہ، بحر، در، محیط، ہمدیہ وغیرہ مشہور کتب میں ہے۔ (ت)

سمع و طاعت بھی مصدر ہی ہیں اور مناسط صحت وہی تقدیر ماضی ہے یا اعتبار تراضی، وہ دونوں

یہ دیکھا مل، تو حکم عدہ نکاح محض باطل، فتح القدیر میں ہے ۱

ثم علمت ان لملاحظة من جهة الشرع في
ثبوت الالعقود ولو لم يكن حكمه في نيب الرضى
عدين حكمه الى كل لفظ يقيد ذلك
بلا احتمال مساو لغير الآخر المـ

بجب نہیں یہ معلوم ہے کہ نکاح کے انعقاد اور اس کے
حکم کے لزوم میں شرعاً رضا کے پہلو کا اعتبار ہے تو
ہم نے اس حکم کو ہر ایسے لفظ میں مقید قرار دیا جو اس
چیز کا احتمال رکھتا ہو اور اس کے مخالف پہلو کا اس
میں مساویہ احتمال ہو (الذات)

رد المحتار میں ہے :

قوله او بالسمع والطاعة متعلق بمحذوف
ول عليه المذکور ای من وجہ اد قبلت
متلبسا بالسمع والطاعة لا یرک ولا یحصل
السمع والطاعة لامر الا بتقدیر العواب
ماضی مراد ابہ الا ماشاء لیتشرط العقد
یکون احد هما الماضی

ما تن کا قول "او بالسمع والطاعة" کا متعلق
محذوف ہے جس پر مذکور دل سے یعنی میں نے
نکاح کیا یا قبول کیا آپ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے
اور حکم کی اطاعت مقدر طور پر ماضی کے صیغہ کے ساتھ
عواب کے لفظ نہیں ہو سکتی جبکہ ماضی سے انشاء مراد
ہوئی ماضی کی شرط یہی ایجاب و قبول میں سے
ایک کا صیغہ ماضی ہونا تا مہر جائے۔ (ت)

بحر الرائق میں زیر قول گزرا، اما یصح بلفظ النکاح والتزویج وما وضع لعیلک العین فی الحال
(نکاح، تزویج اور تمیک عین فی الحال کیلئے مجموع الفاظ سے عقد ہو جاتا ہے۔ ت) فرمایا ۱

یرد علی المصنف الفایض عقد بہا النکاح
غیر النشئة (وعدا شئ وکثیرۃ الی ان
قال) ومنها بالسمع والطاعة
لو قال من وجب نفسك منی
وقالت بالسمع والطاعة
فهو نکاح کما فی الخلاصة

مصنف پر اعتراض ہے کہ ان ذکر الفاظ النکاح کے علاوہ دیگر الفاظ
سے بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے وہاں انہوں نے
بہت سے امور ذکر کیے جن میں سے سمع وطاعت
بھی ذکر کر کے فرمایا کہ اگر کسی مرد نے کسی عورت کو
کہا کہ تُو اپنے نفس کو مجھے بیاہ دے تو عورت نے
جواب میں "یا لسمع والطاعة" کہہ دیا تو نکاح

ومنها ما في الذخيرة لو قال ثبت حق في مذهب
بضعتك بانك فعلت نعم صحر النكاح ۱۰۱
الجواب ان العبرة في العقود للمعنى حتى في
النكاح كما صرحوا به وهذه الالفاظ تؤدى
معنى النكاح.

ہو جائے گا بیساکہ خلاصہ میں ہے، ان الفاظ سے
وہ بھی ہے جو ذخیرہ میں مذکور ہے کہ اگر مرد نے عورت
کو نکاح کے بدلے تجھ سے جو عکائی میرے لئے
ثابت ہے تو عورت نے جواب میں کہا کہ "ہاں" تو
نکاح صحیح ہو گا۔ تو جواب یہ ہے کہ عقود میں حتی کہ

نکاح میں معانی کا اعتبار ہوتا ہے جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے جبکہ یہ مذکورہ الفاظ نکاح کا معنی ادا کر رہے
ہیں۔ (ت) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اور ہندہ دونوں شخص چند شخصوں کے رو برو اس کے
مقرر ہوں کہ ہمارا نکاح آپس میں ہو گیا ہے یا زید علیہ ایک وقت میں اور ہندہ علیہ ایک وقت میں چند
اشخاص کے رو برو فرداً فرداً یہ ظاہر کریں کہ ہمارا نکاح آپس میں ہو گیا ہے اور پھر خط کتابت میں ہندہ
زید کو دہی القابہ آداب جو بی بی خادندہ کو نکلتی ہے استعمال کرے تو کیا بھلا جائے گا اور شرعاً کیا حکم
دیا جائے گا؟

الجواب

تصادق مرد و زن کہ مرد کے یہ میری منکوتہ ہے، عورت کے یہ میرا شہر ہے، عند الناس مثبت نکاح
ہے۔ مگر اگر خط اقرار کیا ہو تو عند اللہ ہرگز نفع نہ دے گا وہ زانی و زانیہ ہوں گے اور سخت عذاب جہنم کے
مستحق اور اولاد ولد الزنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶ ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ میں تجھ کو
بعد میں چار ماہ کے طلاق دے دوں گا، آیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں، یسوا تو حردا

الجواب

نکاح جائز ہے اور طلاق دینا اُس پر لازم نہیں۔ فان النکاح لا یبطل بالشروط انفا سدا
بل ہی التی تبطل (شرائط فاسدہ سے نکاح باطل نہیں ہوتا بلکہ شرائط خود باطل قرار پاتی ہیں۔ ت)
واللہ تعالیٰ اعلم

حال یہ ہے کہ حامد اور محمود دونوں میں ایسا رشتہ تھا کہ محمود اُس کے سامنے آسکتی تھی اور یہ دونوں ایک مدت تک صغر سنی میں ایک ہی جگہ رہتے رہتے تھے۔ ۱۸۹۰ء میں حامد کی بیوی کا انتقال ہو گیا اور برضا مندی قرعین (یعنی حامد اور محمود) کے والدین کے حامد کی نسبت محمود سے ہوئی اور مراسم نسبت ادا ہونے کے بعد ایک تاریخ نکاح مقرر ہوئی، لیکن اس تاریخ مقررہ پر حامد کو کہ وہ گورنمنٹ کا ملازم تھا اتفاق سے رحلت نہ ملی اور تاریخ مقررہ پر نکاح نہ ہو سکا، اس کے بعد کچھ جھگڑے ایسے درپیش ہو گئے کہ دوسری تاریخ مقرر ہونے سے پہلے حامد اپنی ملازمت سے علیحدہ ہوا، اس کے بعد جب حامد کے والدین نے تاریخ مقرر کرنا چاہی تو محمود کے والدین نے یہ مذہب پیش کیا کہ حامد اب بے نوکر ہے اس لیے ہم نکاح نہیں کرنا چاہتے، حامد اور محمود دونوں بالغ ہیں، محمود تاریخ نسبت سے حامد سے پردہ کرتی ہے، جب یہ حال محمود کو معلوم ہوا تو اس نے اپنی والدہ سے صاف صاف کہا کہ دیا کریں دوسرے امیر گھر بنا پسند نہ کروں گی خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جس سے نسبت ہوئی اس سے نکاح ہو جانا چاہئے، محمود کے باپ واقعی امیر کبیر ہیں اور حامد ایک معمولی حیثیت کا آدمی ہے، محمود کے باپ یہ کوشش کرتے ہیں کہ محمود کا کسی امیر اور مالدار سے نکاح کر دیں اور محمود کی رضا مندی پر کوئی توجہ نہ کی جائے، اس لیے محمود یہ چاہتی ہے کہ قبل اس کے کہ یہ حراس برکھما مائے وہ حامد کے ساتھ اپنا نکاح کر لے، مگر اس نکاح کا حال اُس کے والدین کو نہ معلوم ہوا اور حامد بھی یوں ہی بتا رہا تھا کہ میں نے اس سے یہ امر دریافت طلب کیا کہ محض اگر کوادون اور وکیل کی موجودگی اور علم میں قاضی صاحب نکاح پڑھا دیں اور از روئے شریعت ایجاب قبولی کا اطمینان کر لیں تو یہ نکاح خفیہ جائز ہے اور کسی طرح ناقص تو نہیں، فقط۔

الجواب

بائندہ جو بے رضائے ولی بطور خود اپنا نکاح خفیہ خواہ علانیہ کرے اس کے انعقاد و صحت کے لیے یہ شرط ہے کہ شوہر اس کا کفر ہو یعنی مذہب یا نسب یا پیشے یا مائی یا چالی ملین میں عورت سے ایسا کم نہ ہو کہ اس کے ساتھ اس کا نکاح ہونا لایا کے زن کے لیے باعث سنگ و عار و بدنامی ہو، اگر ایسا ہے تو وہ نکاح نہ ہوگا،
 فی الدر المختار و بیہقی فی غیرہ لکھ بعدہ حوازی
 اصلاً و هو المختار مفتوی لفساد الزمان
 و درختاد میں ہے کہ غیر کفر میں نکاح کے جائز نہ ہونے کا
 فتویٰ ہے کہ فساد زمان کی وجہ سے نکاح منعقد
 ہی نہ ہوگا۔ (ت)

مال میں کھات کو صرف اس قدر کفایت کہ وہ شخص اگر پیشہ ور ہو تو روزانہ کا روزانہ نکالتا ہو جو اس عورت غنیہ کے قابل کفایت روزانہ دے سکے، اور پیشہ ور نہیں تو ایک مہینہ کا نفقہ دے سکے، اور جس قدر معجل ٹھہرے اس کے اوپر قدرت بہر حال درکار ہے۔

فی الدار المختار تعتبر لكفاءة في العسر و
العسر ملا بان یقدر علی المعجل و نفقة
شهر لود غیر محض و الافان كالت یكتسب
كل یوم كفايتها لوطریق الجماع صلحاً.
دو مختار میں ہے کہ مال کے اعتبار سے عسر و عجز میں
کھنڈا اعتبار یا میں ضرور ہے کہ مرد معجل دینے اور ایک
ماہ کا نفقہ دینے پر قادر ہو جبکہ غیر کاروباری ہو ورنہ
روزانہ کا خرچہ دینے پر قدرت رکھتا ہو بشرطیکہ بڑی
جماع کی قدرت رکھتی ہو طعناً (ت)

پس اگر حامد اس قدر مال رکھتا ہے اور مذہب و نسب و حرفت و روش میں بھی محمودہ سے ویسا کم
نہیں کہ اس سے نکاح باعث عار پر محمودہ ہو، جیسا کہ صورت سوال سے یہی ظاہر ہے کہ باپ پھلے اُس سے
نکاح پر راضی تھا اب صرف نوکری نہ رہنے کا عذر کرتا ہے تو اس صورت میں بر تقدیر صدق مستغنی و مرد یا
ایک مرد و عورتوں کے سامنے حامد و محمودہ کے ایجاب قبول کر لینے سے جائز و صحیح ہو جائے گا، نفی نکاح میں
نقصان نہ ہوگا، ماں باپ کو اس کے لئے کا، مال محمودہ ر موقوفہ اہل سے نواسہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ضلع پٹنہ اور تحصیل صوابی ذاعبار یار سین روشن یستون سید عید شاہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی والدہ اور ہمشیرہ عمرو کے مکان
پر بطور مہمان داری کے آئیں و سوتی تھیں، عمرو نے زید کی والدہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے اپنی بیٹی تم کو دی ہے
جس سے اس کا منشا یہ تھا کہ زید سے اس لڑکی کا نکاح کریں گے، زید کی والدہ نے اس کے جواب میں عمرو کو
دعائیں دیں اور قبول زبان سے نہیں کیا، بعد کہ زید نے ایک چھوٹا سا زور بطور نشانی کے بنا کر عمرو کی بیٹی کے واسطے
بھیجا، اور جس وقت عمرو نے اپنی بیٹی کا تذکرہ زید کی والدہ سے کیا، اُس وقت زید کی والدہ اور زید کی ہمشیرہ اور
عمرو کی بیوی تھیں یہ تین عورتیں موجود تھیں، اور سوائے عمرو کے اور کوئی مرد گھر میں موجود نہ تھا، نہ اُس کی بیوی کا
قبول صلہ نہ تھا نہ ذکر مہر ہوا اور نہ گواہ موجود تھے، پھر عمرو کے انتقال کے بعد عمرو کے لڑکے نے اُس تاجا لفسہ کا
عقد خالہ سے کیا اور ابھی رخصت نہیں ہوئی ہے لیکن عقد مع گواہ اور ذکر مہر کے ہوا ہے تو اس صورت میں
عقد خالہ کا صحیح ہوا یا نہیں، اور زید مدعی اس بات کا ہے کہ نکاح مجھ سے صحیح ہے، بیٹو اتو خود ا۔

الجواب

زید کا دعویٰ محض غلط ہے اس سے نکاح برگز صحیح نہ ہوا۔

وان فرض ان كلاهما عمر ومعه امرشيين كانت
ايجابا وان دعاهما له قهر مقام القبول
للدلالة الرضا وان لعنه حديث للنهرس كانه
اجزته لعقد الفصولي فعلى فرض كل ذلك
لاوجه للصحة في الوجه المذكور لعدم
شاهد من المذكور۔

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ عمر و کا زید کی والدہ سے بات کرنا
ایجاب ہے اور والدہ مذکورہ کا عمر و کو دعائیں دینا
قبول کے قائم مقام ہے کہ یہ اظہار رضا مندی ہے،
اور پھر زید کا زبور بھیجنا زید کی طرف سے فضولی کے عقد
کی اجازت ہے، بایں جہہ مذکورہ صورت میں نکاح
صحیح نہیں ہے کیونکہ اس عقد کا کوئی مرد گواہ نہیں
ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے،

شرط حضور شہدین حریں او حر و حریت
مکلفین یا

نکاح معتقد ہونے کی شرط یہ ہے کہ دو مرد یا ایک مرد
اور دو عورتیں عاقل بالغ اور حر، مجلس میں حاضر ہوں (ت)

بحر الرانی میں ہے،

فلا ينعقد بحضور العبيد والصبيان
خالفه العقد صحيح ہوا،

عبدوں اور بچوں کی موجودگی سے نکاح نہ ہو گا۔ (ت)

لان الاقدام عليه فسخ للفسادات قلنا
بالحرق بينه وبين الباطل في النكاح كما هو
قصية فروع حجة۔
والله تعالى اعلم۔

اس لیے کہ اس کا یہ اقدام فاسد نکاح کے لیے فسخ
قرار پایا ہے جب ہم نکاح میں فاسد و باطل کے
فرق کا قول کریں جیسا کہ تمام فروع کا معاملہ ہے (ت)

مسئلہ ۳۲۔ مسئلہ مولوی سیّد ظہور احمد صاحب از قیتمہ شریعت ضلع گیا ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

ایک شخص کا نکاح بحضور دو شخص کے عورت کی اجازت سے ہوا اور وہ دونوں شخص چپ رہے، تو ایسی
صورت میں نکاح درست ہوا یا نہیں، اور کیل بال نکاح ایک شخص ثالث ہے اور وہ شخصین نکاح کو جانتے ہیں

لیکن ناک نہیں جانتا ہے اور عورت نے مکمل بال نکاح کو وہ شخص کے سامنے پردہ سے اپنے نکاح کی اجازت دی اور مکمل نے یوں کہا کہ فلاں عورت کو اس قدر میرے آپ کو دیا نہ نکاح کا لفظ کہا ہو اور نہ زوجیت کا۔

الجواب

زندگی کا شاہدین کو پہچانا ضرور، نہ شاہدین کا وقت عقد کچھ بولنا ضرور، نہ خاص لفظ نکاح یا زوجیت ضرور، نہ صرف فلاں عورت کہنے میں محذور، جبکہ تنہا اسی قدر سے اس کی معرفت ہو جائے، شاہدین کا منہ لفظیں ایجاب و قبول کو سننا اور اتنا سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے اور لفظ نکاح و تزویج بولنا یا کوئی اور لفظ جو تملیک عین کا طر فی الحال کے لیے وضع کیا گیا اور شاہدین کے نزدیک عاقدین اخی زوج و زوجہ کا تمیز ہو جانا خواہ محصور و رؤیت و اشارہ یا لغیبت و تسمیہ مجرودہ یا منع نسبت و غیر متمیزات میں اس قدر ضرور ہے اور شک نہیں کہ کسی مرد کو اتنے غبر پر عورت کا دیا جانا مفید معنی نکاح ہے تو صورت مستفسرہ میں اگر باقی شرائط ذکرہ مجتمع تھے نکاح درست ہو گیا و المسائل حکمہ مصوحۃ فی الدر المختار وسیرہ من معتمدات الاسفار (ان تمام مسائل کی تصریح در مختار اور دیگر معتد کتب میں موجود ہے۔ ت۔ واقعہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳ مسئلہ سید ظہور احمد مذکور الصدر ۲۰ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ
ناک کو تین مرتبہ قبول کرنا شرط ہے یا ایک بار، اور گھبراہٹ کی وجہ تین بار تین طرح کہا، کبھی یہ کہ قبول ہے، کبھی میں نے قبول کیا، کبھی قبضت۔ اس صورت میں کیا درست گویا نہیں؟ اور یہ بعض شاہدین سے ہے اور عورت سے ایجاب درست طور پر ہوا یا نہیں؟

الجواب

نکاح خواہ کسی عقد میں تین بار قبول اصلاً ضرور نہیں ایک ہی بار کافی ہے، اور تین بار تین طرح الفاظ قبول ادا ہونا کچھ مضر نہیں، ہاں اگر گھبراہٹ میں بجائے قبول بعض الفاظ رد و انکار ادا ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ پہلے لفظ قبول کہا تھا تو نکاح ہو گیا کہ بعد تمامی عقد رد و انکار مانع العقد و نہیں، اور پہلے لفظ "انکار" نکلا تو وہ ایجاب نہ ہو گیا، اب جو اس کے بعد اس نے لفظ "قبول" کہا یہ اس کی طرف سے ایجاب ہوا، اگر اسی مجلس میں اُدھر سے لفظ "قبول" متحقق ہوا منعقد ہو جائے گا ورنہ باطل ہو جائے گا اور اگر متعدد الفاظ میں لفظ رد کوئی نہ تھا ہاں ایسے الفاظ تھے کہ قبول نہ ٹھہری تو وہ خواہ پہلے ہوں یا بعد جبکہ مجلس بدلنے سے پہلے ایک لفظ بھی قبول صحیح کا ادا ہو گا نکاح ہو جائے گا لان الفور بغیر شرط و المجلس یجمع المتفرق (کیونکہ فوراً قبول کرنا شرط نہیں اور مجلس جاری متفرقات ہے۔) اور ایجاب عورت کی طرف سے ہو یا مرد کی طرف سے دونوں درست ہیں، عقد میں ایجاب و قبول کچھ متعین نہیں، عاقدین میں جس کی طرف سے الفاظ

عقد پہلے صادر ہوں گے اُن کا نام ایجاب رکھا جائے گا اُن کے جواب میں دوسرا جو کہ گا وہ قبول قرار پائے گا۔ مثلاً عورت نے مرد سے کہا میں نے تجھے اپنی زوجیت میں قبول کیا یہ ایجاب ہوا اگرچہ بلفظ قبول ہے۔ مرد نے اس کے جواب میں کہا میں نے تجھے اپنی زوجیت میں لیا یہ قبول ہوا اگرچہ بلفظ قبول نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم مسئلہ از موضع بیخو ضلع گیا مسئلہ جناب مولوی سید محمد ظہور احمد صاحب ۱۶ شوال ۱۳۲۴ھ

جناب مولانا صاحب السلام علیک، استفتایہ ہے کہ اگر وکیل بال نکاح یا شاہدین نکاح غیر مقلد وہابی ہو تو ایسے شخص کی وکالت یا شہادت درست ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور نکاح درست ہو گا یا نہیں اگر ایسے لوگ وکیل یا شاہد ہوں؟

الجواب

سید صاحب! وعلیہ السلام، وہابی وغیرہ مقلد کی مقلدیت جبکہ حد تک نہ پہنچی ہو (اور یہ غیر مقلد وہابیوں میں نادر ہے اور جیسے طائفہ رشیدیہ پیدا ہوا، مقلد وہابیوں میں بھی کثرت تفعیلوں کی طرح یہی حالت ہو گئی اُن میں غالباً کوئی نہ ہو گا جس پر حکم فقہائے کرام لازم کفر نہ ہو، اور بہت تو صریح التزام کی حد پر ہیں نسأل اللہ العالیہ وحسن العاقبہ) جب تو نکاح میں اُن کا شاہد ہونا اصلاً غلط نہیں اور اگر حد کفر پر ہو تو وکالت جب بھی جائز ہے کہ مرتد کو وکیل کر سکتے ہیں یعنی اس کی وکالت صحیح ہو جائے گی اگرچہ اُس سے میل جول اختلاط حرام ہے، ہندو میں ہے:

تجوز وکالة المرتد بان وکل مسلم مرتداً	مرد مرتد کو وکیل بنانا یا مسلمان کو وکیل بنانا وہ بعد میں
وکذا لو کان مسلماً وقت التوکیل ثم ارتد	مرتد ہو گیا تو یہ وکالت باقی رہے گی، مگر جب وہ
دھرم علی وکالتہ الا ان یلحق به دار الحرب	دار الحرب جہاں جلتے تو وکالت ختم ہو جائے گی،
فتبطل وکالتہ کذا فی البدائع	بدائع میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

وہی شہادت، عوام میں وہ شخص جن کو گواہی نکاح سے نامزد کیا جاتا ہے اگر وہ دونوں مرتد وہابی تھے مگر جلتے میں اور دوسرا ایک مرد دھرتیں مسلمان ہیں جنہوں نے معاً ایجاب و قبول سنا اور سمجھا جب تو نکاح صحیح ہو گیا لوجود الشہود وان کان من سبوا شہوداً مرتدین (گواہوں کی حاضری کی وجہ سے) اگرچہ انہوں نے مرتد گواہوں کو نفی کیا ہو۔ (ت) اور اگر صرف یہی حاضر و سامع وقایم تھے یا اور جلتے ہیں وہ بھی ایسے ہی ہیں ایک نصاب مسلمانوں سے پورا نہیں تو نکاح صحیح نہ ہو گا سبب محض ہوا لان من شرائط الصحة

الشہود ولا شہادۃ لہم تدکما فی الدار المختارہ وغیرہ ذکر نکاح صحت کے لیے گو اہی شرط ہے اور مرد شہادت دینے کا اہل نہیں ہے جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۵ عورت مرد اگر باہم ایجاب قبول کر لیں اور کسی کو اطلاع نہ ہو تو یہ نکاح ہو جائے گا۔

الجواب

بے حضور و دو گواہ نکاح فاسد ہے، حدیث میں فرمایا:
النکاح فی الثلاثی ان ینکحوا انفسہن بغیرہ
بیئۃ علیہ واللہ تعالیٰ اعلم
زنا کار ہیں جو اپنی جانوں کو نکاح میں دیتی ہیں بغیر گواہوں کے۔

۱۳ ذیقعد ۱۳۲۵ھ

مسئلہ مسئلہ محمد یوسف از جبل پور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی غیر معتقد کسی مقلد کا نکاح بوجہ شرع مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پڑھا دے تو اس کا پڑھایا ہوا نکاح جائز ہے یا حرام؟ اور جو اس نکاح سے اولاد پیدا ہو وہ حرامی تو نہ ہوگی؟ بینوا تو جو

الجواب

اگر یہ نکاح نواں شرع مطہر میں کوئی چیز نہیں، مگر کوئی مند و مشرک زوجین کو ایجاب و قبول رکھنے کے لیے کرادے اور شرابا صحت تحقق ہوں نہیں، وہ بے گناہ، مگر یہاں تک کہ بایہ سبب سے وہ بھی سمجھتے ہیں جو موفقی میں اللہ تعالیٰ عز و جل ہیں وہ یہ کہ اگر ہندو مشرک پڑھا جائے گا تو کوئی کلمہ گو اسے معظم دینی بلکہ مسلمان بھی نہ جانے گا، بخلاف ان کلمہ گویان کفر و ردول کے کہ عوام ان کو خاص مسلمان جانتے ہیں حالانکہ ان پر صد ہا وجہ سے حکم امادیت صحیحہ و تصریحات فقیہہ حکم کفر لازم ہے۔

کما فیہ فی النکوحۃ الشہادیۃ فی التہم
الاکید وغیرہما ولدی مزید۔
جیسا کہ التکررۃ الشہادیۃ اور التہم الاکید وغیرہ
رسائل میں ہم نے تفصیل بیان کر دی ہے اور میری
نظر میں مزید ماحول بھی ہیں (ت)

اور ان میں بہت تو کلمہ کلمہ ضروریات دین کے منکر اور قطعاً اجماعاً مرتد کافر ہیں اور نکاح خوانی کے لیے لوگ اُسے بلاتے ہیں جسے اپنے نزدیک صالح اور معتبر جانتے ہیں تو اگر زوجین میں سے کسی نے اُن کے کفریات پر مطلع ہو کر پھر اُن کو نیک اور صالح سمجھا تو ان پر بھی وہی حکم نقد وقت ہوگا کما صرح بہ فی الشفۃ والاشبہ وغیرہما

(جیسا کہ الشعراء اور الاشباہ وغیرہما میں تصریح کی گئی ہے۔ ت۔ ایسی صورت میں حکم فقہ اصلاً مطلق نکاح نہ ہوگا، لہذا احتیاط فرض ہے، اگر ایسا واقع ہو یا یعنی اس کی گمراہیوں پر مطلع ہو کر پھر اسے معظّم و متبرک سمجھ کر نکاح خوانی کے لیے بلایا تو بعد توبہ و تجدید اسلیم تجدید نکاح لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از نگار مرہو: ذاک خانہ بیلاؤدہ ضلع میرٹھ مسئلہ محمد ذاک علی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو لڑکیاں توام ہیں، کمر سے لے کر سر تک جڑی ہوتی ہیں، میرزا ایک ہے، اور باقی عام اعضا۔ انگ انگ علیحدہ علیحدہ، وہ اپنی مادری زبان تنگی میں اچھی طرح گفتگو کر سکتی ہیں، عمر ان کی بارہ سال ہے، یہ قصہ سکندر آباد دکن کا ہے، میں نے اس کو اخبار وطن لاہور جلد ۱۱۲ مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۰۸ء ص ۱۳ میں دیکھا ہے، لکھا ہے کہ یہ بندہ ہیں، ان کے والدین کو ان کے ذریعہ سے کافی آمدنی ہے، در صورت صحیح ہونے اور مسلمان ہونے ان کے لیے ان کی صورت نکاح کیا ہے؟ اگر کیا جائے تو وہ ہمیں ایک مرد کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں، اور کہا جائے کہ دو سے کیا جائے تو بے حیائی لازم آتی ہے اور یہ وہ نون لڑکیاں علیحدہ نہیں ہو سکتیں، حکم اس مسئلہ کا محصل مدلل ارقام فرمائیے اور روایت فقہاء بھی تحریر کیجئے۔ عینہ التوجروا

الجواب

ظاہر ہے اخباری گپ ہے۔ یہ بی بی اردو، پید ہوتے ہیں نوعہ زندہ نہیں رہتے، اگر بارہ برس سے ایسا عجیب ملک میں موجود ہوتا تو جب ہی سے تمام اخبار اس کے ذکر سے بھر جاتے، دیار و امصار میں شہرت ہوتی، مذکورہ سال کے بعد درج اخبار ہوا اور بالفرض اگر صحیح بھی ہو اور وہ دونوں مسلمان بھی ہو جائیں تو شریعت مطہرہ نے کوئی مسئلہ جواب نہ چھوڑا، بھلا یہ صورت تو بہت بعید ہے، فرض کیجئے جو عورت ابتداء سے معاذ اللہ جذام درج میں مبتلا ہو اور اس کے ساتھ ایسی کریمہ النظر کہ اسے کوئی قبول نہ کرتا نہ کہ بحالت جذام اس کے لیے کیا صورت ہوگی، اسے شریعت کیا حکم دے گی، ہاں اسے عفت و صبر کا حکم فرماتی ہے اور روزوں کی کثرت اس کا علاج بتاتی ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَقًّا
يَغْنِيهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ

جو نکاح کی طرف کوئی راہ نہ پائیں وہ بچے رہیں جب تک اللہ اپنے فضل سے انہیں بے پرواہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

یامعشر اثاب من استطاع منکوا الباءة
 فلیتر وج خانہ اخض للبصر و احصن للفرج
 ومن یولیتطع علیہ بالصوم خانہ لہ
 و یفایہ
 اے گروہ نوجوانان، تم میں جسے نکاح کی طاقت ہو
 وہ نکاح کرے کہ نکاح پریشانی نظری و بدکاری سے
 روکنے کا سب سے بہتر طریقہ ہے اور جسے نا ممکن
 ہو اس پر روزہ لازم ہیں کہ کسر شہوت نفسانی
 کر دی گئے۔

یہی حکم و علاج اس عجیب خلقت کے لیے ہوگا، اس کی نظیر وہ سوال ہے کہ جہاں عرض تسعین کی نسبت کیا کرتے
 ہیں جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہے کہ وہاں رمضان کے روزے کیسے رکھیں حالانکہ وہاں آسانی
 آبادی کا نام نہیں کہ اسی درجے عرض سے آگے لوگوں کا گزر بھی نہیں کہ ہمیشہ کی برآں ہفت باری نے وہاں
 سمندر کو دل ل کر رکھا ہے، نہ پانی رہا کہ جہاز گزرے، نہ زمین ہو گیا کہ آدمی چلیں بلکہ ستر درجے آگے سے آب و ہوا
 کا پتا نہیں، وہاں جبکہ چھ مہینے کے دن رات ہیں بلکہ قطب شمالی میں چھ مہینے فردن کا دن اور فردن کے کم
 چھ مہینے کی رات، اور قطب جنوبی میں بالعکس، اس لیے کہ اوج آبیائی شمالی اور حسیض جنوبی ہے اور اس
 کی رفتار اوج میں سست اور حسیض میں تیز ہے، بھر یہ نہاد و پس خمی ہے، مگر فی الجبہ نصف قطر آفتاب
 اور حصہ انگ رٹھ کر مقدار نمازین اور بہت سے دن پڑ پڑتے ہیں، اور آفتاب کے لیے اٹھارہ درجے کا
 انعطاف لینے کوئی مہینہ مقدار نماز میں شامل ہو کر رات بہت کم رہ جائے گی اور وہاں قرعہ غیر کسی کو کب کا طلوع و غروب
 حرکت شرقیہ فلیک سے نہیں بلکہ صفت اپنی حرکت خاصہ سے جب منطقہ سے شمالی ہوگا قطب شمالی میں طلوع کرے گا اور جب
 ایک شمالی رہے گا طلوع رہے گا پھر جب جنوبی ہوگا غروب کرے گا اور جب ایک جنوبی رہے گا غروب رہے گا اور
 اس ظہور و بطون کے لیے کوئی تعیین نہیں کہ قرآن وقت اجتماع میں ہو یا استقبال میں، ترویج میں ہو یا شکل
 بلال میں، تو سال کے بارہ وہ رات جو قمر نے پلنے ان میں مناسب انتظام اجل و شہور نامقدور، اور اگر حکم صورت
 تقدیر و اندازہ لینے بھی طرح دربارہ ایام طوال و قبالی نمازوں کے لیے ارشاد ہو تو وہی قرآن عظیم جس نے فصیح
 شہد مشکوٰۃ الشہر علیہ (جو تم میں سے ہمارے مصنف کو پاس سے تو اس کا روزہ رکھے، ت) فرمایا اسی نے
 وعل لذلین یطیقوہ فدیۃ طعام مسکین (جو روزہ کی استطاعت نہ رکھے تو مسکین کا کھانا فدیہ میں
 دے، ت) ارشاد کیا یعنی تجھیں روزے کی قدرت نہ ہو ان پر بدلہ ہے ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کا کھانا

صحیح البخاری	کتاب النکاح	قدیمی کتب خانہ کراچی	۵۸/۲
صحیح مسلم	"	"	۲۹/۱
مکمل القرآن	۱۸۵/۲	مکمل القرآن	۱۸۴/۲

ورجن کو اس کی بھی استطاعت نہ ہو وہ حصولِ استطاعت کا انتظار کریں اور اپنے رب سے انابت و استغفار
 کہ وہی قرآن کریم فرماتا ہے: **وَلَا يَكُفِّرُ اللَّهُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَلَا يَكُفِّرُ اللَّهُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَلَا يَكُفِّرُ اللَّهُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ**
 واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۸ از تیر آباد محلہ میان راستہ مدبرونی قدیم مرسلہ سید محمد الحسن صاحب ۳ ذی القعدہ ۱۳۲۶ھ
 خطہ نکات کا کھڑے ہو کر پڑھا پڑھتے یا بیٹھ کر اور جس طریقہ سے منوی ہے۔

الجواب

اگرچہ خطبہ میں مطلقاً افضل قیام ہے کہ آواز بھی دے بیٹھتی ہے اور باعثِ توجہِ ماضی بھی ہوتا ہے اور اس
 امر میں سب خطبے مشترک ہیں۔ ہاں جو خطبہ سواری پر ہوتا ہے جیسے خطبہ نافذ، وہی قیام مرکب قائم مقام قیام مرکب
 ہے مگر خطبہ نافذ بھی ثابت ہیں۔

ابن جریر عن صالح بن حرب قال سمعت
 معروضا ابن معرورا التميمي قال سمعت
 عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه و
 سعد المنقر قد دون سعد رسول الله
 صلى الله تعالى عليه وسلم بمقعدين فقال
 اوصيكم بتقوى الله واسمعوا واطيعوا من
 ولا الله تعالى امركم
 ابن جرير نے کہا کہ میں نے سنا کہ انہوں نے
 فرمایا میں نے معروڑ یا ابن معروڑی سے سنا انہوں نے
 کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا جبکہ
 آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشستگاہ کو
 میرا بیٹھنے کا شرف فرمایا ہوتا ہے کہ آپ نے فرمایا میں تمہیں
 اللہ تعالیٰ سے تعوی کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ
 کی طرف سے تمہارے امرد کے بنائے ہوئے ولی کی
 اطاعت و مطیع اختیار کرو۔ (د)

اور خطبہ نکاح نفل ہی ہے تو بیٹھ کر بھی مضائقہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۳۹ از سلون ضلع راستہ بریلی احاطہ شاہ صاحب مرسلہ مولوی محمد عمر صاحب مدرسہ اسلامیہ
 ۲۶ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ

جناب مولانا صاحب مجتہد مائتہ حاضرہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وعلی من لدیکم ،
 کیا مسلک ہے آپ کا اس مسئلہ میں کہ زید نے ثوبت بنت لور بنتہ سے قبضت دو گواہوں کے سامنے کہہ دیا
 اور دونوں ان الفاظ کے معنی نہیں سمجھتے بلکہ گواہ بھی نہیں سمجھتے، آیا اس صورت میں نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہیں؟
 سنہ القرن ۱۲۸۶/۲

مذکر اعمال بحوالہ ابن جریر حدیث ۴۲۱۹ خطبہ عمر رضی اللہ عنہ مرسلہ الرسالہ بیروت ۱۵۴/۱۶

شرح وقایہ اور فتاویٰ قاضی خاں اور فتاویٰ علیمیہ اور رد المحتار اور درمختار میں ایسا نکاح جائز رکھا ہے بلکہ درمختار میں اس پر فتویٰ ہے، اور دلیل اس کی کتبوں میں یہ بھی ہے کہ مضمون لفظ کا علم اور اس کا سمجھنا اب اور میں معتبر ہے جن میں نیت اور قصد کی ضرورت ہو اور جن امور میں جد و بزل برابر ہوں ان میں معنی سمجھنے کی ضرورت نہیں، لہذا نکاح محض بلفظ نكحت و قبضت بلا فہم معنی منعقد ہو جائیگا جیسا کہ قاضی خاں وغیرہ میں ہے،

لأن العلم بمضمون اللفظ انما يعتبر لاجل المقصد فلا يعتبر فيما يستوي فيه الحد والضرر
کیونکہ لفظ کے مضمون کا علم کسی چیز کے قصد کے لیے ضروری ہوتا ہے اور جس میں قصد اور غیر قصد ہوتا ہے وہی ہوں وہی مضمون کا علم حتم نہ ہوگا۔ اسی

میرے خیال میں یہ دلیل صحیح نہیں، عبارت قاضی خاں کی حلا یہ ہے (۱) العلم بمضمون اللفظ فيما يستوي فيه الحد والضرر لفظ کے مضمون کا علم معتبر نہ ہوگا یہاں قصد اور غیر قصد اذق، برابر ہوتا ہے مگر قابل تسلیم نہیں، بزل میں مضمون لفظ کا علم اور معنی کا سمجھنا ضروری ہے بغیر فہم معنی بزل غیر ممکن ہے اس واسطے کہ استعمال لفظ و ارادہ غیر معنی حقیقی و مجازی کا نام بزل ہے اور اس میں شرط ہے کہ قبل عقد متعاقبین آپس میں ذکر کر لیں کہ یہ عقد بطریق بزل ہے۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ میں ہے،

الهرزل ان يراد بالشئ غير ما وضع له
معنى مراد لينا، بعد قصد، سے مراد یہ کہ حقیقی معنی یا ایسا مجازی معنی مراد لیا جس کے لیے لفظ صلاحیت رکھتا ہو (ت)

نور الانوار میں ہے،

وشروط الهزل ان يكون صريحا مشروط
بالسان بان يذكر العاقدان قبل العقد
انه هزل لان في العقد ولا يثبت ذلك
مدلالة الحال

۱۵۱/	فوكشور بکھنو	الفصل الاول	کتاب النکاح	لہ فتاویٰ قاضی خاں
۲۲۴/۴	المکتبۃ المجیبیہ کوئٹہ	باب الخلع والطلاق	باب الخلع والطلاق	لہ مرقاة شرح مشکوٰۃ
ص ۳۰۲ - ۳۰۳	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی		مبحث الامور العرفیہ للائحة نوعان	لہ نور الانوار

اس صورت میں جبکہ عاقین بالکل سمجھتے ہی نہیں کہ ان الفاظ کے کیا معنی ہیں اور کس موقع میں استعمال کئے جاتے ہیں تو ہزل کیسے ہو سکتا ہے، قطع نظر اس کے ہزل میں اگرچہ بادل نفس حکم سے راہی نہیں ہوتا لیکن اس کے اسباب سے راہی رہتا ہے جیسا کہ تو راۃ افوار میں ہے،

وانه يشاقى اختيار الحكماء والرضاء به و مذاق، حکم اور اس پر رضا مندی کے منافی ہے
لايت في الرضا بالباشرة الخ لیکن کام کو سر انجام دینے کے لیے منافی نہیں ہے۔

اور یہاں عاقین جلتے ہی نہیں کہ یہ الفاظ کیسے ہیں اور ان کے کیا معنی ہیں تو رضا بالاسباب بھی مفقود ہے
لہذا اس صورت کو ہزل میں داخل کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا۔ دوسری دلیل جو زین کی یہ ہے کہ اگرچہ متعاقبین
معنی نہیں سمجھتے لیکن ان کا جمل معتبر نہ ہو گا اور نکاح منعقد ہو جائے گا،

لان الدرداء لا يلازم فلا يكون الجهل في چونکہ یہ دارالاسلام ہے لہذا احکام شرعیہ سے جاہل
احکام الشرعیۃ عذرا۔ ہونا کوئی عذر نہ بن سکے گا۔ (۱)

اس جگہ دعویٰ و دلیل میں صراحت مختلف ہے، دلیل کا غشاقیہ ہے کہ احکام شرعیہ میں جمل معتبر نہیں، یہ ضرور
قابل تسلیم ہے لیکن یہ اس امر کو مستلزم نہیں کہ زبان عربی سے جمل بھی غیر معتبر ہو احکام شرعیہ منحصر زبان عربی
نہیں، عاقین احکام نکاح کو زبان غیر عربی مثلاً اردو و فیڑیہ بات، عرب اور زبان عربی سے واقف
نہیں تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جاہل بالاحکام ہیں، جمل بالاحکام اور جمل باللسان کو متحد جان کر دونوں کو
غیر معتبر کہنا صحیح نہیں ہو سکتا، لہذا جب عاقین کو کسی طرح اس کا علم نہیں کہ ان الفاظ کے کیا معنی ہیں اور
کس موقع پر اس کا استعمال ہوتا ہے، تو ان کے تلفظ سے نکاح نہیں ہو سکتا، فصول حمادی میں ہے،
انه لا يصح عقد من العقود اذا لم يعبد جب گواہ حضرات کسی عقد کا معنی نہ سمجھیں تو عقد
معنا کا ام۔ صحیح نہ ہو گا (۱) (۲)

فتاویٰ حمادیہ میں بھی مثل اس کے لکھا ہے شمس الاسلام اور جندی سے کسی نے اس مسئلہ کو پوچھا، فرمایا،
نہ منعقد ہو گا،

لان المأثاق في هذه بمنزلة الطوطى والصبى کیونکہ اس معاملے میں عورت طوطی اور ناکھ بچے
الذی لا یعقل۔ کی طرح ہے۔ (۳)

صاحب فتاویٰ بزازیر کی بھی یہی رائے ہے، درختار کے فتوے کو رد اختیار میں لکھا ہے کہ اس میں اختلاف ہے، اب آپ کے نزدیک اگر یہ نکاح جائز ہے تو شبہہ مذکورہ بالا کا جواب مدلی طور سے ارقام فرمائیے، اور اگر ناجائز ہے تو یہ فرمائیے کہ مجزی کی دلیل بالکل شست ہے یا نہیں؟ تیسری دلیل میں نے اُن لوگوں کی نہیں دیکھی اگر آپ کی نظر سے گزری ہو تو مطلع فرمائیے یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ بہت عظیم الفرصت ہوں گے، مگر خدا نے وارث الانبیاء آپ کو کیا ہے، سائل اور کس سے اپنے شبہ رفع کرے۔ والسلام

الجواب

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ، فقیر کی رائے میں دونوں دلیلیں اعتراض سے بری اور دونوں قول اپنے اپنے محل پر صحیح ہیں، دلیل اولیٰ کی برأت قواعد صحیحہ تر، امام اجل قاسمی خاں نے فتاویٰ خانہ کرام ظہیر الدین مرغینانی کے فتاویٰ تفسیریہ، امام ربان الدین صاحب بدایہ نے کتاب التنبیہ والیزید میں اسے افادہ فرمایا اور امام حنفی علی الاطلاق نے فتح القدیر، پھر محقق زین نے بحر الرائق میں اُس پر تعمیل کی، اُس میں صورت مذکورہ کو بزل نہ کہا بلکہ ایک مقدمہ دلیل پر مسئلہ بزل سے استسناد فرمایا ہے، فقیر کلام یہ ہے کہ یہاں اگر انعقاد نکاح سے مانع ہو تو یہی کہ معنی معلوم نہیں اور ایسا ہو تو علم بمعنی شرط ہو لیکن وہ شرط نہیں کہ اس کا اشتراط ہو تو قصہ ہی کے لیے، اور یہاں قصہ یہ نہیں، دیکھو ہر لیب ثبات فقہاء میں، یہاں نکاح صحیح ہے ایسی مطلب کو تنجیس میں بایں عبارت ادا فرمایا،

لو عقد احد النکاح بلعقد لا يفهم ان كونه
نکاحا حاهل ینعقد احتلف المشایخ فیہ قال
بعضهم ینعقد لان النکاح لا یشتروط فیہ
القصد بلہ

اگر مرد و عورت نے ایسے الفاظ سے نکاح منعقد کیا
جن سے ان دونوں کو نکاح ہونے کا پتا نہ چل سکے،
کیا اس صورت میں نکاح ہو جائے گا اس بارے
میں مشایخ کا اختلاف ہے، بعض نے فسرایا کہ
نکاح منعقد ہو جائیگا کیونکہ نکاح میں قصہ شرط نہیں ہے

رہی دوسری دلیل، اس پر اعتراض اشتباہ معنی سے ناشی ہے۔ فقیر بعون القہر اسے ایسے نہج سے
بیان کرے جس سے دو کل و احکام سب کا انکشاف ہو جائے **قا قولہ** وبالله التوفیق یہاں دو چیزیں ہیں
لفظ کا مفہوم کہ لغوی شرعی عرفی حقیقی مجازی کی طرف مقسوم، اور اس کا حکم کہ غرض غایت مقصود ثمرہ وغیرہ
سے موسوم، ان دونوں پر لفظ کے معنی مضمون حتیٰ کہ موضوع لہ کا بھی اطلاق آتا ہے اگرچہ اولیٰ کے بعض

اقسام میں وضع نوعی ہے۔ امام اجل فخر الاسلام بزدوی قدس سرہ نے اصول میں فرمایا،

المهزل اللعب وهو ان يراد بالشئ عالمي وضع
له وهو ضد الجحد وهو ان يراد بالشئ
ما وضع له
بزل (مذاق) ایسے کھیل کا نام ہے جس میں کسی چیز سے
ایسی مراد لی جائے جس کے لیے وہ چیز وضع نہ کی گئی ہو
یہ چہرہ (قصد) کی ضد ہے اور چہرہ کسی چیز سے اس کے
موضوع لہ مراد لینا ہے۔ (دست)

امام جلیل عبدالعزیز بخاری اس کی شرح کشف کبیر میں فرماتے ہیں:

ليس المراد من الوضع ههنا وضع اللغة
لا غير بل وضع العقل والمتروك فان الكلام
موضوع عقلا لا فدا معنى حقيقة كانت
او مجازا والتصرف الشرعي موضوع لا فدا
حكمه فاذا اريد بالكلام غير موضوعه العقل
وهو عدم افادة معناه اصلا وامر يسد
بالتصرف غير موضوعه شرعا وهو
عدم افادته الحكم اصلا فهو المهزل و
تبين به ذكرنا الفرق بين المجاز والمهزل
فان الموضوع العقلي للكلام وهو افادة
المعنى في المجاز مراد وان لم يكن الموضوع
له لغوي مراد او في المهزل كلاهما ليس
بمراد وهو معنى ما نقل عن الشيخ ابن منصور
رحمته لله تعالى ان المهزل ما لا يراد به معنى

یہاں وضع سے خاص وضع لغوی مراد نہیں بلکہ وضع
معنی و شرعی سبب کو شامل ہے، کیونکہ عقلی طور پر
کلام کی وضع اس لیے ہے کہ اپنے معنی کافی مدد سے
چاہے معنی حقیقی ہو یا مجازی ہو اور شرعی تصرف کی
وضع اس کے حکم کے افادہ کے لیے ہے تو جب
کلام سے اس کا عقلی معنی یعنی افادہ مقصد مراد ہو
اور تصرف شرعی سے شرعی معنی یعنی حکم کا افادہ مراد
نہ ہو تو اس کو بزل کہتے ہیں۔ ہمارے بیان سے وضع
ہو گیا کہ مجاز اور بزل (مذاق) میں فرق ہے کہ مجاز
میں عقلی وضع کے لحاظ سے معنی مراد لیا جاتا ہے اگرچہ
لغوی معنی مراد نہیں ہوتا جبکہ مذاق میں دونوں معنوں
میں سے کوئی بھی مراد نہیں ہوتا، اور کشمکش
ابو منصور رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول کا یہی معنی ہے
کہ مذاق وہ ہے جس سے کوئی معنی مراد نہ لیا جائے۔

معنی بمعنی اول کا علم اصلاً ضرور نہیں ولہذا اگر عورت نے زوجت نصی صبت باللفظ اور
مرد نے قبلت کہا اور دونوں زبان عربی سے محض نا آشنا تھے مگر اتنا اجماع معلوم تھا کہ یہ الفاظ عقد نکاح

کے لیے کہے جاتے ہیں یا اتفاق علماء نکاح ہو گیا، تخانیہ میں ہے ۱

رجل تزوج امرأة بلفظة العربية او بلفظ
لا يعرف معناه او بوجت المرأة نفسها
بذلك ان علم ان هذا العقد معتقد به
النكاح يكون النكاح عند لكل

اگر کسی مرد نے عربی زبان یا کسی بھی زبان کا ایسا لفظ استعمال کر کے نکاح کیا اور یوں ہی عورت نے ایسا لفظ استعمال کیا کہ جس کا معنی اسے معلوم نہ ہو تو اگر ان دونوں کو ان الفاظ سے نکاح کے انعقاد کا علم ہو گیا تو یہ

نکاح سب کے ہاں درست ہے (ت)

یوں ہی اگر نا آشنا یا نہ عربی نے بعت اشتريت بقصد بیع و شرکاء اور جانتے تھے کہ یہ الفاظ عقد بیع کے ہیں فرد بیع ہو جائے گی اگرچہ تفسیر الفاظ سے ناواقف ہوں کہ بعد علم حکم بقصد حکم ان الفاظ کا تمام دلیل مراضاۃ ہے اور ایسی مراضاۃ ہی ان عقود میں کفیل اثبات ہے۔ ہدایہ میں ہے ۲

المعنى هو المعتبر في هذه العقود ولهذا
ينعقد بالتعاطي في النفيس والتخسيس
هو لصحيح لتحقيق المراضاة

ان عقود میں معنی کا اعتبار ہوتا ہے اور اسی لیے ہر چوٹی موٹی چیز کے لین دین کرنے سے بیع منعقد ہو جاتی ہے کیونکہ اسی صورت میں رضا ظاہر

ہو جاتی ہے (ت)

ثابت ہو کہ مسئلہ دائرہ میں معنی یعنی دوم ہی مراد ہے کہ اول بالجماع مراد نہیں کہ اس کا جمل مناذ زاع نہیں ہو سکتا، بعض اکابر نے کہ الفاظ عربی اور عاقبتین کے ہندی یا ترکی ہونے سے تصویر فرمائی وہ بحسب عادات فقہاء ہے کہ مظنہ غالبہ شے کو قائم مقام شئی کرتے ہیں،

كما لا يخفى على من مارس كلامهم العلية
وقد ذكرنا طرف منها في فتاوانا

جیسا کہ فقہاء کرام کے کلام کے فہم میں باہر پر مخفی نہیں جس کا کچھ بیان ہم نے اپنے فتاویٰ میں کیا ہے (ت)

غالب یہی ہے کہ آدمی الفاظ زبان غیر مفہوم کے مقاصد پر بھی مطلع نہیں ہوتا، لہذا امام فقیہ انتص نے وان لم يعرف ما معنى اللفظ (اگرچہ دونوں نے لفظ کا معنی نہ سمجھا۔ ت) پر قناعت نہ کی کہ اول کی طرف ذہن نہ جائے بلکہ افادہ مراد کے لیے ولو بعد ان هذا العقد معتقد به النكاح (اور دونوں نے

۱۵۱/۱	فوکشور لکھنؤ	کتاب النکاح	سکے فتاویٰ قاضی خاں
۲۳/۳	مطبع ریسفی لکھنؤ	کتاب الیومع	سکے ہدایہ
۱۵۱/۱	فوکشور لکھنؤ	کتاب النکاح	سکے فتاویٰ قاضی خاں

یہ نہ سمجھ کر اس لفظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ (ت) بڑھایا، اور امام بریق الدین نے اصل مقصود لفظ لایقہسان کو نہ نکاح (ایسا لفظ جس سے دونوں نے نکاح ہونا نہ سمجھا۔ ت) فرمایا، علامہ ابن عابدین نے فقہ الحنفی میں کلام خانیہ سے یہی اخیر فقرہ مقصودہ فعل کیا اول ترک کر دیا،

جسٹ قال قال فی الخانیۃ وان لم یعلم ان
 ھذا لفظ یعقد بہ النکاح فھذا جملة
 مسائل الخ۔

جہاں انھوں نے کہا کہ خانیہ میں فرمایا کہ اگر انھوں نے اس لفظ سے نکاح ہونا نہ سمجھا، تو یہ تمام مسائل ہیں (الذات)۔

اسی قد نے دلیل دوم سے رفع اعتراض کر دیا۔

ثم أقول پھر جس طرح علم معنی اولیٰ اصلاً ضرور نہیں معنی دوم دینا نہ مطلقاً ضرور ہے قال تعالیٰ **وَلَا تُدْرِكُهُ يَدٌ وَهِيَ بَلَدٌ** (تاکہ تمہیں ڈرسناؤں اور ان لوگوں کو جس کو یہ ڈر پہنچے۔ ت) اگرچہ یہ بلوغ حکم حکماً ہو جیسے دارالاسلام میں ہونا اور سیکھنے کا تیسرے پھر نہ جاننا اپنی تقصیر ہے، ولہذا جملہ عوارض مکتسبہ سے شمار فرماتے ہیں کہ از الہ پر قادر ہو کر باقی رکھنا گویا آپ اس کا حاصل کرنا ہے یہی نشانیہ کہ لکھ کے طلاق واقع ہے اگرچہ ایقاع کو عقل ضرور، اور نشہ اس کا مزیل مکر دانستہ اس کا ارتکاب خود اس کا قصور، اصول امام بنزوی میں ہے،

ان جہل فی دار الحرب من مسلم لم یہاجر
 یکون عذراً فی الشرائع حتی لا تلزمہ لایہ
 غیر مقصر وکذلک الخطاب فی اول مانزل
 فان من لم یبلغہ کان معدوراً خاماً اذا
 انتدوا الخطاب فی دار الاسلام فقد قص
 التبلیغ فمن جہل بعد فانما فی من قبلہ
 تقصیر فلا یعد رکس لم یطلب الماء فی المراح
 وتیمم وکان الماء موجوداً فصلی لم یجزئہ
 توبہ یس ککوتا ہی شمار ہو کر توبہ معدور نہ قرار پائے گا جیسا کہ کوئی شخص آبادی میں جہاں پانی موجود ہے تو پانی طلب یا تلاش کئے بغیر تیمم سے نماز پڑھ لے تو نماز نہ ہوگی۔ (ت)

۱۵/۴ ایچ ایم سعید چھپنی کراچی
 ۱۹/۶ مکمل القرآن
 ۲۲۵ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
 باب العوارض المکتسبہ

یہی معنی ہیں اُس قول کے کہ دارالاسلام میں جہل عذر نہیں، اور ہمیں سے واضح ہو کہ اگر ہمارے بلاد میں کوئی جاہل ساجاہل اپنی غیر مذکورہ عورت سے کہے کہ تیرا طلاق ہے عورت فوراً نکاح سے باہر ہو جائے گی اور بے شکاعت عدت اسے اختیار ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کر لے اور اس کا یہ مسئلہ نہ جانتا کہ غیر مذکورہ مطلقاً ہر طلاق سے بائن ہو جاتی ہے اسے مفید نہ ہوگا، کسی، خواندہ سنہ یا بنگال کو اگر سکھائے کہ اپنی عورت سے کہہ، ترا از رنی، ہشتم (تجہ کو زوجیت سے نکال دیا۔ ت) یا طلقک فالحق باھلث (میں نے تجھے طلاق دے دی ہے) تو آپے گھرداؤں کے پاس چل جائے۔ ت) اور وہ نہ جانے کہ یہ کلمات طلاق کے ہیں عند اللہ طلاق نہ ہوگا کہ یہ جہل بالعلم جہل باللسان سے ناشی نہ ہو، اور جہل باللسان تقصیر نہیں، خارجی سیکھنا اصطلاح عربی سیکھنا ہر شخص پر فرض نہیں، اسی سے امام محقق علی الاطلاق نے فتح میں فرمایا۔

لا بد من القصد بالخطاب بلفظ الطلاق لفظ طلاق سے خطاب کرتے ہوئے اس کے معنی کا علم
عالمنا بمعنا او النسبة الى الغاية كما يفيدہ یا غرض کی طرف نسبت جو بھیہذا سرودع نے
فروج یلہ الخ افادہ کیا الخ (ت)

یعنی علم بمعنی دوم طلاق میں بھی ضرور ہے، اگر وہ صورت پائی جائے کہ اس کے جہل میں معذور ہو جیسے جہل بالعلم وجہ جہل باللسان تو دیانہ طلاق نہ ہوگی نہ اہل حق میں۔

اداء بہ شرط الوقوع قضاء و دیانہ صحیح مالا یقہ
بہ لا قضاء و لا دیانہ کہن کرد مسائل الطلاق
و ما یقہ بہ قضاء فقط کہن سبق لسانہ لانہ
لا یقہ فیہ دیانہ اذ قمت فقولہ قضاء
و دیانہ ای معای ہو شوط لا یقہ دیانہ
ایضا کما یقہ قضاء و لو بدو نہ فافہم۔

قلت اُس کے قول "قضاء و دیانہ" کا مطلب یہ ہے کہ قضاء و دیانہ دونوں کلموں پر شرط دیانہ وقوع کے لیے بھی ہے جس طرح قضاء بغیر دیانہ کے بے شرط ہے، اسے سمجھو۔ (ت) ۱

البتہ قاضی دعوی جہل نہ مانے گا، اور حکم طلاق دے گا جب تک دلائل واضح سے اس کا عذر روشن ہو جائے۔

وہذا در مختار میں فرمایا :

تلفظ بہ (ای بالطلاق) غیر لازم بمعناہ او
غافلہ او ساہیہ او بالفاظ صحیحہ یقع قضاء
فقط بخلاف الہزل واللاعب فامہ یقع
قضاء و دیانۃ لان الشارع جعل ہزلہ
بہ جدا - فتح -

معنی معلوم نہ ہونے یا غفلت یا بھول کر یا غلط لفظ کی
صورت میں طلاق کا لفظ بولا تو صرف قضاء طلاق ہوگی
اس کے برخلاف جبکہ مذاق اور کھیل کے طور پر لفظ طلاق
برائے تو قضاء و دیانۃ دونوں طرح طلاق ہو جائیگی کیونکہ شارع
علیہ امتثلۃ الاسلام نے طلاق میں مذاق کو قصداً طلاق کا
حکم دیا ہے ، فتح - (د ت)

اس تقریر سے مستفید ہوا کہ جن اکابر نے صورت مسئلہ میں انعقاد نہ مانا وہ حکم دیانت سے اور جن ائمہ نے مانا وہ
حکم قضاء سے - لا جرم امام فقید النفس نے صاف فرمایا :

ان لم یعرفا معنی اللفظ ولم یعلموا انت هذا
لفظ تنعقد بہ النکاح فہذا جملة مسائل
الطلاق والعقاق والتدبیر والنکاح والمخلع
والکبراء عن الحقوق والسمع والتسلیم
ما لطلاق والعقاق والتدبیر واقتر فی الحکم
ذکرہ فی عناق الاصل فی باب التدبیر و اذا
عرف الجواب فی الطلاق والعقاق معنی انت
یکون النکاح کذلک لان العلم مضمون
اللفظ انما یعتبر لاجل القصد فلا یشرط فیما
یستوی فیہ الجبد والہزل بخلاف البیوع و
نحو ذلک یتلہ

اگر دونوں لفظ کا معنی نہیں جانتے اور یہ بھی معلوم نہیں
کہ اس لفظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے تو طلاق
عقاق، تدبیر، نکاح، مخلع، حقوق سے بری کرنا، بیع
اور کبراء سے تمام مسائل میں ان میں سے طلاق ،
عقاق اور تدبیر (دو پر بنانا) حکم میں شامل ہیں ، امام
محمد نے اس حکم کو اصل کے باب عقاق کی بحث تدبیر میں
ذکر کیا ہے اور جب طلاق و عقاق کا حکم معلوم ہو گیا
تو نکاح کا بھی حکم ہونا چاہیے کیونکہ لفظ کے مضمون کا
علم قصد اختیار کے لیے معتبر ہوتا ہے تو جہاں قصد و
مذاق کا حکم مساوی ہو وہاں یہ علم شرط نہیں ہوگا
بخلاف بیع جیسے امور کے (وہاں علم ذکر شرط ہے) (د ت)

ہاں مشائخ اوزجند نے اہل طبعیس کا مکرر رد کرنے کو مطلقاً عدم انعقاد اختیار فرمایا یعنی قضاء بھی حکم
دوں گے - بجز الرافق میں ہے ،

لو بقتہ لفظ الطلاق فتلفظ به غیر عا لہ
بمعنی لا وقع قضاء لا دیانۃ و قال مشایخ
اوزجند لا یقع اصلابۃ لا ملک الناس
عن اضرایع بالتلبیس کما فی البدائع کذا
فی البزاریۃ

جائے، جیسا کہ یہ نسخ میں اور یوں ہی بزاز میں ہے۔
تاہم عا لہ پھر کون ہے؟

حکى عن القاضي الامام محمود لا وزجندی
عن نقستہ امرأة طلاقا فطلقها وهو
لا یعلم بذلك قال وقعت هذه المسألة
یا وزجند فشاورت اصبی فی ذلك واتفقت
أراؤنا لا یفتی بوقوع الطلاق حیث لا
لاملك الناس عن الابطال من تنبیل
ولولقنها ان تختم نفسها به مهرها
ونفقة عداتها واختلعت لا یصح وبه یفتی
بجایا جائے، اور اگر خاوند نے بیوی کو طلاق بعوض مہر و نفقہ عدت سکھایا، تو عدت طلع کے یہ الفاظ کہ مہر
تو طلع صحیح نہ ہوگا، اسی پر فتویٰ ہے۔ (د)

وجیز امام کووری میں ہے،

لقلت المرأة بالعمیة زوجت نفسی من
فلان ولا تصرف ذلك وقال فلان قبلت و
لشهود یعلمون او لا یعلمون صح النکاح قال
فی المصاب وعلیه الفتوی وکذا الطلاق

اگر بیوی نے خاوند کو طلاق کے لفظ سکھایا ہے جبکہ خاوند
کو اس کا معنی معلوم نہیں تھا تو یہ لفظ کہنے سے
طلاق قضاء واقع ہوگی دیانۃ نہیں ہوگی، مشایخ
اوزجند نے فرمایا کہ اس صورت میں باطل طلاق نہ ہوگی
تاکہ دھوکے سے لوگوں کے اطلاق کو ضیاع سے بچایا

امام قاضی محمود اوزجندی کے بارے میں مروی ہے کہ
انہوں نے اس صورت کے بارے میں کہ بیوی نے
خاوند کو طلاق سکھائی جبکہ خاوند کو اس کا معنی معلوم
نہ تھا، خاوند نے طلاق کہہ دی، فرمایا کہ یہ مسند اوزجند
میں پیش کیا تو میں نے اپنے اصحاب سے اس کے
متعلق مشورہ کیا تو یہی متفقہ رائے یہ قرار پائی کہ
اس صورت میں طلاق ہو جانے کا فتویٰ نہیں دیا جائیگا
تاکہ دھوکے کے ذریعے لوگوں کے اطلاق کو ضیاع سے
بچایا جائے۔ (د)

کسی عورت کو عربی میں یہ کہلایا گیا زوجت نفسی
من فلان (میں نے اپنے آپ کو فلان شخص سے
بیہ دیا) جبکہ عورت کو اس عبارت کا معنی معلوم
نہ تھا، اس کے بعد اس فلان شخص نے جواب میں

وقال الامام شمس الاسلام الا وزجندی
لا لانه كالطوطی و سیاقی علیہ التعلیل
فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہے اور مسئلہ طلاق کا بھی یہی ہے، اور امام شمس الاسلام اور جندی نے فرمایا، طلاق
نہ ہوگی کیونکہ مذکورہ صورت میں مرد، طوطی کی مانند ہے، اور عتریب آسے گا۔ اس پر اجماع ہے۔ (ت)
اسی میں ہے،

لقب الطلاق بالعربیة وهو لا يعلم قال الفقيه
ابو الليث لا یقع دیانة وقال مشائخ اوزجندی
لا یقع اصلاحیة لصلالة الناصب عن
الابطال بالتبیس وکذا الوثقت الخدم
وهی لا تعلم وقیل یصح والمختار ما ذکرنا
منتظا۔

کو مسموم نہیں کہ معنی کیا ہے، تو بعض نے کہا کہ صبح صبح ہوگا جبکہ مختار وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے اور مستغنیات
رہا نکاح میں گواہوں ۵، ۱۰، ۱۵ میں ضمن، تو میں یہ سب کہہ رہے ہوں کہ اس کا سمجھنا ضرور نہیں ممکن
روم کا سمجھنا، یا نہ اختیار ہر طرح لازم ہے یہی اتنا جانتے ہوں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے یہ الفاظ ایک باب و قبول
ہیں اگرچہ تفسیر الفاظ نہ جانیں نہ اُس زبان سے آگاہ ہوں۔ درمختار میں ہے،
شرط حضور شاہدین فامین انہ نکاح
علی المذهب، بحرۃ
روا المختار میں ہے،
نکاح سمجھنے والے دو گواہوں کی حاضری شرط ہے،
یہ مذہب ہے، بحر۔ (ت)

قال فی البحر جزم فی التبیین
بانہ لو عقدا بحضور ہندیین
لہیفہما حکلا مہما لہ یجوز

تجوہی ہے کہ تبیین میں اس پر جزم کیا گیا ہے کہ اگر
دو ہندی گواہوں کی حاضری میں عربی میں نکاح فریقین
کی جن کے کلام کو وہ نہ سمجھ سکے تو نکاح جائز نہ ہوگا،

سے فتاویٰ بزاز علی حاشیہ فتاویٰ ہندیہ کتاب النکاح نورانی کتب خانہ پشاور ۱۰۹/۴
سے " مسائل الایقاع بلا قصد " " " " " ۹/۴
سے درمختار کتاب النکاح مجتہائی دہلی ۱۸۶/۱

وصححه في الجوهرة وقال في التمهيدية
واللفظ هو انه يشترط فهم انه
نكاح واخت سره في الثانية فكانت هو
المذهب لكن في الخلاصة لويحسان
العربية فعقد ايهما والشهود لا يعرفونها
الاصله انه ينعقد ووفق الرحمتي
بحمل الاشتراط على اشتراط فهم
انه عقد نكاح والقول بعدمه
على عدم اشتراط فهم
معاني الالفاظ بعد فهم ان المراد
عقد نكاح اهـ .

قلت قد كانت حجة المصنفين
الضعيف قل انت امره لاشك انه حسن
جدا اوفى وجيز الامام الكندي تزوجها
بالعربي وهما يعقلان لا الشهود
قال في المحيط الاصله انه ينعقد
وعن محمد تزوجها بحضرة هندية
ولم يمكنها انت يعبر
لم يجوز فهد انص على انه
لا يجوز في الاول ايضا اهـ .

جوہر میں اس حکم کو صحیح کہا ہے ، اور تکمیل یہ ہے کہ
ظاہر میں ہے کہ نکاح ہونا گواہوں کو کچھ شرط ہے ،
اور غائب میں اس کو مختار کہا تو یہی مدہب ہے ، لیکن
ظاہر میں ہے کہ اگر نکاح کے فریقین عربی اچھی طرح
جانتے ہیں اور انہوں نے نکاح عربی میں کیا
جس کو گواہوں نے نہ سمجھا تو اصح یہ ہے کہ نکاح ہو جائیگا
اور علامہ رحمتی نے دونوں اقوال میں یہ موافقت کی کہ
جہاں گواہوں کے فہم کو شرط کہا گیا ہے اس سے مراد
یہ ہے کہ وہ نکاح ہونے کو سمجھ لیں اور جہاں فہم کو شرط
قرار نہیں دیا گیا اس سے مراد یہ ہے کہ قبول و ایجاب
کے الفاظ کے معانی سمجھنا شرط نہیں جبکہ نکاح ہونے کا
فہم حاصل ہو چکا ہو اہـ

قلت اس بہ ضعیف پر واضح ہوا کہ یہ تطبیق
بہت اچھی ہے جبکہ اسی میں نے یہ نہیں دیکھا تھا اور
وجیز کردی میں ہے کہ مرد و عورت نے عربی میں نکاح
کیا ، وہ دونوں عربی جانتے تھے اور گواہ نہ جانتے تھے
محیط میں فرمایا کہ اصح یہ ہے کہ نکاح ہو جائے گا ،
اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ فریقین نے
عربی میں دو ہندی حضرات کی حاضری میں نکاح کیا جبکہ
یہ حضرات افس کی تعبیر پر قدرت نہیں رکھتے تو نکاح ہائز
نہ ہوگا ، امام محمد سے مروی یہ اسی بات پر نص ہے کہ
عقد نکاح ہونا کچھ سے بھی نکاح نہ ہوگا اہـ

اقول في قول محمد رضي الله تعالى

عنه لم يكنهم ان يعبروا اشارة الى ما ذكرنا
اذلا حاجة الا الى التعبير الذي يطلب
من الشهود عند اداء الشهادة وليس
عليهم ان يعيدوا الالفاظ التي تنفط بها
ولا ان يعبروا بمراء فانها او ترجمتها
بل لو شهدوا ان فلانا تزوج فلانة كفى
فهذا هو التعبير المحتاج اليه اذ يكفي
له ان يفهم انه عقد نكاح وان لم
يعرفا تفسير الكلام لفظاً ولفظاً
استراط هذا هو المحقق للمقصد الذي
شرع له الشرع شرط الشهود في هذا
العقد من غير زعن ما اثر عقود في سداد
لغاء للمقصد واشتراط فهم الالفاظ زيادة
مستغنى عنها فعليه فليكن التعويل و به
يحصد التوفيق وبالله التوفيق ثم لم يظهر
لي معنى قول البزري في الاول ايها فما
هو الا الاول .

اقول امام محمد رضي الله تعالى عنه
قول كرهوا تفسيره كرسيس في اسس بات كخرف
اشارة ہے جو ہم نے ذکر کی، کیونکہ گواہوں کو تعبیر کی
ضرورت صرف اس وقت پیش آتی ہے جب ان سے
گواہی ادا کرنے کا مطالبہ کیا جائے، تو اس وقت
گواہوں کے لیے ضروری نہیں کہ وہ نکاح کے فریقین
کے الفاظ کو دہرائیں یا ان کے الفاظ کے مترادف
الفاظ یا ان الفاظ کا ترجمہ بیان کریں بلکہ اگر اتنا ہی
بیان کر دیں کہ فلاں مرد کا فلاں عورت سے نکاح ہوا
تو کافی ہے۔ پس یہ وہ تعبیر ہے جس کی ضرورت ہے
اور اس کے لیے گواہوں کا مجلس میں اتنا سمجھنا
کافی ہے کہ نکاح ہو رہا ہے اگرچہ وہ الفاظ کی تعبیر
معانی نہ سمجھ پائیں پھر یہ کہ شریعت نے خاص اس
عقد نکاح کے لیے گواہوں کی حاضری کا جو مقصد متعین
کیا ہے اس کے لیے یہ شرط ثبت ہے، لہذا اتنی
شرط کو معتبر نہ سمجھا شرعی مقصد سے بے اعتنائی ہوگی
اور گواہوں کے لیے نکاح کے الفاظ کے معانی کو جاننے
کی شرط لگانا غیر ضروری زیادتی ہے تو اسی پر اعتماد
ہونا چاہئے جبکہ اسی سے تطبیق ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق ہے۔ پھر مجھے بزازیر کے پہلے قول کا
مفہوم بھی نہیں ملا، تو معلوم ہوا کہ ان کا بیان کردہ وہ پہلا قول ہی ہے۔ (ت)

بالجملہ حاصل حکم یہ ہے کہ اگر دو گواہ یہ نہ کہجے کہ یہ عقد نکاح ہے تو نکاح مطلقاً ہوا اگرچہ زن و مرد
خوب سمجھتے اور انشاء نکاح ہی کا قصد رکھتے ہوں، اور اگر دو گواہ اس قدر سمجھ لیں اگرچہ تعبیر الفاظ نہ جانتے
ہوں تو اگر عاقدین بھی اتنا جانتے ہوں کہ ان الفاظ سے نکاح ہو جاتا ہے تو یا ان بجماع نکاح ہو جائے گا
اگرچہ اُس زبان سے دونوں وہ اور گواہ سب نا آشنا ہوں۔ اور اگر عاقدین میں دونوں یا ایک کو معلوم نہ تھا
کہ یہ الفاظ نکاح ہیں تو جہاں احکام اسلام کا چرچا نہیں وہاں یہ جمل عذر ہے اور جہاں چرچا ہے اور وہ

انفاذ کسی غیر زبان کے نہ تھے جس سے اسے آگاہی نہ ہو تو نکاح ہو جائے گا اور یہ عذر مسخوع نہیں، اور اگر غیر زبان کے تھے اور فی الواقع اُس نے اسے عقد نہ سمجھا تو عنداً نکاح نہ ہوگا۔ رہا قاضی، اُسے نظر کامل چاہئے اگر ظاہر ہو کہ واقعی فریب کیا گیا اور دھوکا دیا گیا تو بطلان نکاح کا حکم دے ورنہ صحت کا۔

هد اما عندی وادجوان یکون هو الفقه میرے ہاں فہم یہ ہے اور امید ہے کہ یہی مضبوط فہم المتین والقول الجمع الناصع المبین ہے اور یہی جامع واضح اور خالص قول ہے (ت) زانیہ حاشہ سے نکاح جائز ہے اگرچہ تا سب نہ ہوئی ہو، ہاں اگر اپنے افعال غبیثہ پر قائم رہے اور یہ تا قدر قدرت انسداد نہ کئے تو دیوث ہے اور سخت کبیر و کامرکب، مگر یہ حکم اس کی اس بے غیرتی پر ہے نفس نکاح پر اس سے اثر نہیں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے مہرمات گنا کر فرمایا: واحلکم ماورداء ذلکم (اور ان کے سوا جو چیزیں وہ تمہیں حلال ہیں۔ ت) رہی آیہ کریمہ:

والزانية لا ینکحها الا نهران او مشرک و زانیہ عورت سے صرف زانی یا مشرک نکاح کرے حرم ذلک علی المؤمنین ہے اور مؤمنین پر حرام ہے (ت)

اس کا حکم مسخوع ہے قالہ سعید بن مسیب و جماعہ (یہ سعید بن مسیب اور ایک جماعت کا قول ہے) یا نکاح سے یہاں جماع مراد ہے کہما قالہ حماد الامام عبد اللہ بن حاسب و سعید بن جبیر و مجاہد و النعمان و عکرمہ و عبد الرحمن بن سعید بن اسلم و زید بن ہارون (جیسا کہ امت کے ماہر عالم عبد اللہ بن عباس اور سعید بن جبیر اور مجاہد، ضحاک، عکرمہ، عبد الرحمن بن زید بن اسلم، اور زید بن ہارون کا قول ہے۔ ت) والتفصیل فی فتاؤنا (اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مستول عبد الرحیم خان یکم رجب ۱۳۲۹ھ

نکاح کے وقت ولی کی بات قبول کی جائے گی یا لڑکی کے زبانی الفاظ جو وہ کہتی ہے، اور ولی کس کو بنانا چاہئے؟ نکاح میں ضروری الفاظ اور لازمی کیا کیا ہیں اور ان کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب

لڑکی بالغہ ہے تو اس کا اپنا ایجاب یا قبول ہونا چاہئے اگرچہ بواسطہ وکیل۔ اور نابالغہ ہے تو

لے القرآن ۲۴/۴

لے القرآن ۲۴/۳

۱۹/۵

آیہ اللہ العلیٰ لغنی قم ایران

سورة النور

لے تفسیر درمنثور

اُس کے ولی کا کوئی کسی کے بنانے کا نہیں ہوتا بلکہ وہ شرع مطہر نے ترتیب وار مقرر کیے ہیں سب میں پہلا ولی بیٹا ہے پھر باپ پھر دادا پھر سگا بھائی پھر سوتیلہ پھر سگا بھتیجا پھر سوتیلہ چچا پھر سوتیلہ چچے چچا کا بیٹا پھر سوتیلے کا، وعلیٰ ہذا النقیس وادار دادا کی اولاد کا جو مرد عاقل بالغ قریب تر ہو گا وہی ولی ہے اور ان میں کوئی نہ ہو تو پھر ماں ہے، اسی طرح بہ ترتیب اصحاب قرآن، پھر ذی الارحام، اور ان میں کوئی نہ ہو تو پھر حاکم اسد م۔ نکاح میں ضروری الفاظ ایکاب و قبول ہیں جن سے عقد کھا جائے نہ وہ مثلاً مرحومت سے کہ میں نے تجھے پہے نکاح میں لیا عورت کے میں نے قبول کیا یا عورت کا وکیل کے میں نے فلاں عورت بنت فلاں ابن فلاں کو دادا تک نام لے اگر صرف باپ کے نام سے پوری تیز نہ ہو جائے یا عورت سامنے بیٹھی ہے تو کسی کے نام لینے کی حاجت نہیں اس بارہ کر کے کہ اس عورت کو تیرے نکاح میں دیا مرد کے میں نے قبول کیا اور دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں مسلمان عاقل بالغ آزادان دونوں کی گفتگو کو معائنہ اور سمجھیں کہ یہ نکاح ہو رہا ہے، پس اسی قدر ضروری ہے اس کے سوا خطبہ پڑھنا سنت ہے اور کچھ پڑھنا ایک اچھی بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ریاست رام پور محلہ سیٹھ تالاب مرسلہ مولوی شفاعت رسول صاحب سلسلہ قادری بہکاتی رضوی ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ

حضرت پور کا دربارہ متد کے کیا ارشاد ہے کہ سب سے پہلے یہ ثابت ہے کہ پھر حرام کر دیا گیا، آیا اس کی حرمیت حدیث سے ثابت ہے یا اقوال صحابہ سے ؟

الجواب

متد کی حرمیت صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ امیر المؤمنین مولیٰ علیؑ رحمہ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ارشادوں سے ثابت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال شریفہ سے ثابت ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن عظیم سے ثابت ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :

والذین ہم لفرو وجہم خفطون، الا علی	جو لوگ اپنی بیوی اور لونڈیوں کے ماسوا سے اپنی
ازواجہم او ما منکک ایماہم فامہم غیر	شرمگاہوں کو محفوظ رکھتے ہیں وہ طامست سے محفوظ
علوین، فیس ابتغی وراہ ذلک ما و لذلک ہم	ہیں اور جو لوگ غیر کے متلاشی ہیں وہ حد سے
العادون علیہ واللہ تعالیٰ اعلم	متجاوز ہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از موضع میوندی بزرگ مرسلہ سید امیر عالم حسن صاحب مورخہ ۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی آشتانی ایک طوائف سے ہے
 اور اس سے فعل حرام کرتا ہے اور اس سے کئی اولاد پیدا ہو چکی ہیں اب طوائف مذکور کا یہ ارادہ ہے کہ میرا نکاح
 اس زید آشتانی سے ہو جائے تاکہ میں فعل حرام سے بچ جاؤں، اور زید کی بھی کچھ مشاپانی جاتی ہے لیکن زید کے
 گھر والے اس نکاح کے منکر ہیں اور زید پر اس بات کا دباؤ ڈالتے ہیں کہ اگر تو نے اپنا نکاح طوائف سے کیا
 تو تم کو برادری سے خارج کر دیں گے اس واسطے کہ ہمارے خاندان کو دھبہ لگانا ہے کیونکہ تم شریف ہیں، اور
 نہ اس کی اولاد کام لوگ اپنی برادری میں شادی بیاہ کر سکتے ہیں۔ یہ نکاح ٹھیک نہیں۔ اب علمائے دین فرمادیں کہ
 یہ نکاح کرنا کیسا ہے، آیا سنت میں داخل ہے یا خلاف سنت، اور زید اس نکاح کے کرنے سے دائرۃ اسلام
 اور برادری میں رہا یا نہیں؟ اور منکر اس نکاح کے کس درجہ میں تھا، کیے جائیں، اور جو اس نکاح پر اعتراض کریں
 اور ہراکھیں وہ کس درجہ میں شمار ہیں یا فقط۔ جناب اعلیٰ حضرت قبلہ کے مع آیت وحدیث، مقرر دستخط کے امیدوار
 ہیں۔ بینہ انوجروا۔

الجواب

نکاح سنت ہے مگر بی بی سے نکاح سنت نہیں، بکہ اس کے ہاں بی بی ہونے میں، تمہ کا اختلاف ہے
 پھر ایک جائز بات جس سے فتنہ و نفرت پیدا ہو اور آپس میں چوٹ پڑے، ناجائز ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، بشروا ولا تنفروا (مشموری دو اور نفرت نہ پھیلو۔ ت)، واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ از چوہدر کرکٹ یارکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادریہ صاحب ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ
 چرے فرمایند علمائے دین دریں مسائل کہ:

- (۱) اگر زید بیوہ شود دوم بار نکاح کردن لازم است یا مخیرا کہ من نکاح نمی کنم کہ سے گوید کہ جہنم رواست یا نہ، خواہ جوان باشد یا در میان سال باشد یا پیرزن بود، ہرچہ حکم شریع باشد محسور فرمایند۔
- (۲) چون پدر و زن زندگی خود دختر را بکود کے در عقد
- (۱) کوئی عورت بیوہ ہو جائے تو کیا اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ دوسرا نکاح کرے جبکہ وہ کہتی ہے میں نکاح نہیں کروں گی اور بغیر نکاح بیٹھوں گی، جوان، درمیان، عمر یا حرم رسیدہ ہو، کیا اس کو بغیر دوسرے نکاح کے بیٹھا جائز ہے جو شرعی حکم ہو تحریر فرمادیں۔
- (۲) باپ نے بیٹی کا نکاح کسی بچے سے کیا اور خاوند

نکاح آورد کہ صغیرہ ست درخانہ خود دختر نشستہ ست
محض ایجاب و قبول کردہ پدرش بمرد و دختر سال
منتقضی گردید کہ بالغہ است و کودک تا حال غورہ آیا
شعرخانہ کنوں برادران گناہ ست یا نہ یا حوالہ
آن غورہ بکنند ، این چنین کار برائے پدر مرحوم چگونہ
باشد و چگونہ ؟
اگر نہیں تو کیا گناہ ہے ، (ت)

الجواب

(۱) پیریت راجہ دجیر نکاح نہاں کرد و جوان نیراگر
بر نفس خود اطمینان دارد و انتہای رسم باطل ہنود
کی کند رقیب ہاں دیگر آراء مذمتی می رسم
کمدان حیدر حدیث ، مسمیۃ بصبی اللہ نے
عہد و بیعت فی اہلبائت حیدر فی
اگر بر خود اطمینان ندارد نکاح واجب ست
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) قاصرہ رانکا مہیکہ پدر کو دفع نہواں نمود
مگر باغیر کفر و یقین فاحش در مہرباش صبی اگر
مراہتی شدہ ز نش راسے خواہد باد سپردن لازم
ست ، واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) عورت بڑھی ہو تو اسے نکاح پر مجبور نہ کیا جائے ،
اور اگر جوان سے تو بھی اس پر ہجر نہیں بشرطیکہ وہ
اپنے نفس کو محفوظ رکھنے میں مطمئن ہو ، اور ہندوؤں کی
معاذ رحم کی پیروی میں نکاح سے انکار نہ کرتی ہو ، تو اس کو
بہر حال نکاح سے آزاد رہنے کا حق ہے جیسا
کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والی حدیث میں
پردال ہے ، اور اس کو ہم نے اطائب التہائی میں
بیان کیا ہے ، ہاں اگر جوان عورت کو اپنے نفس کے
بارے میں اطمینان نہ ہو تو پھر اس پر نکاح کرنا واجب
ہے ، (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

نہاں نکاح جو واللہ نے کیا ہے وہ لازم ہے کہ وہ
ہو یا غیر کہہ میں ، پورے مہر سے ہو یا بہت کم مہر پر ،
لڑکا اگر قریب البلوغ ہو اور وہ بیوی کی رخصتی کا مطالبہ
کرے تو رخصتی ضروری ہے ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵ از مقام گائے گھاٹ ڈاکخانہ بلدی ضلع بلیا پر سلسلہ مولوی عبدالحی صاحب ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت گنگی یہاں ایک ماہ سے آئی ہے اُس کے ساتھ
اُس کا ایک لڑکا چار پانچ برس کا ہے ، اس کے قبل یہ عورت یہاں سے وٹل میل پر ایک گاؤں سے وہاں پندرہ

جیسے سے مٹی جب وہاں آئی تو ادھر ادھر پتا لگایا گیا مگر یہ پتا نہیں لگا کر عورت کہاں کی ہے اور اس کا شوہر مر گیا ہے یا زندہ ہے اور لاپتہ ہو گیا یا طلاق دے دیا، اب اس کو ایک شخص نے نکاح کرنے کے لیے رکھا ہے، بعض یہ کہتے ہیں کہ اگر اس کا شوہر زندہ رہتا تو لڑکے کو نہ پھوٹتا، اب اس کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟
جینا تو جبردا۔

الجواب

نکاح نہیں ہو سکتا،

فان المانع معلوم والمنزىل مجهول وما ثبت بيقين لا يزول الا بيقين مثله - والله تعالى اعلم۔

زوال بھی اس جیسے یقینی امر سے ہی ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از علیہ آباد علیہ الرحمہ مسئلہ محمد یوسف ص ۱۱۱ محادی الاول ۳۳۰ھ

کی فرمائش میں ملے ہیں اس مسئلہ میں کہ ایک شخص منشی المذہب بجلت چدی میں بیان کرتا ہے کہ اُس نے ایک عساکہ کے ساتھ عقدہ سے وہ عقدہ فرمایا اب اس شخص منشی کے اندر داخل رہا یا نہیں؟ اور منشی منشی لوگوں کو نماز میں اس کی امامت یا جماعت جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کا یہ فعل شرعاً کیا قرار دیا جاسکتا ہے؟ اور ایسی حالت میں اس کی بیعت ازات جبراً ایک بزرگہ کے ہاتھ پر کی تھی قائم رہی یا نہیں؟ اور ایسے شخص کے افعال و اقوال مقبہ ہوں گے یا نہیں؟ اور جنسی منشی لوگ بعد اُس کے مرنے کے اُس شخص کی تجبیز و تکفین و نماز جنازہ پڑھنے کے شرعاً ذمہ دار ہیں یا نہیں؟

الجواب

مفتی نص قرآن عظیم و اجماع ائمہ اہلسنت بلا شبہ باطل و حرام قطعی ہے،
قال تعالیٰ، فمن ابغضی وراء ذلک عاد لیلک۔
هم العادون لک۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جو شخص (بیویوں اور لونڈی عموں) کے علاوہ غیر کی خواہش کرتا ہے وہ حد سے

متجاوز ہے۔ (ت)

شخص بد کو اس کے از کتاب اور کچری میں اعلان سے فاسق معلن ہوا اُس کی امامت ممنوع اور اس کے پیچھے

نماز پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ فتاویٰ محمدی ہے :

لو قد موافقا یا شموث علیہ
 علیہ السلام ہے،

اگر فاسق کو امام بنایا تو وہ گنہگار ہوں گے (د)،

بناد علی ان کواہۃ تقنیہ مذکواہۃ تحویم لعدم اعتناشہ باموردینہ فلا یبعد منہ الاحلال ببعض شروط الصلوۃ وقیل مایاتیہا ہو الغالب بالنظر الی فسقہ

اس بنا پر کہ فاسق کو امام بنانے کی کراہت، کراہت تحریمی ہے، کیونکہ وہ دینی امور سے بے اعتنائی کرتا ہے تو کیونکر جیسے کہ وہ نماز کی بعض شرطوں میں خلل اور ان کے منافی عمل نمازیں کر دے اس کے ظاہر حال سے یہی غالب گمان ہوتا ہے (نت)

دور جب ایک بہو اور چھڑے کے لیے اس نے حرام قلعی کا ارتکاب کیا اور میاں کو آٹا کہ کچھری میں اس کا خود اعلان کیا تو اس کے قول فعل کا کیا اعتبار رہا، بلکہ معاذ اللہ مرتے وقت اس کے سلیب ایمان کا خوف ہے، تاہم غائیہ ورد الحکمہ وغیرہا میں ہے،

ایک شخص کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ
 رضی اللہ عنہ کا مقلد تھا اس نے (شافعی
 مسلک) ایک محدث کی روک کی منگنی چاہی تو محدث
 صاحب نے حنفی مسلک چھوڑنے اور رفع یدین اور
 قرأت خلف الامام کرنے کی شرط پر رشتہ دیا جو اس
 نے قبول کر لیا اور محدث صاحب نے نکاح کے لیے نیا
 یہ واقعہ شیخ ابوبکر جوزجانی کے زمانے کا ہے جب
 آپ سے اس واقعہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے
 سوچ بچار کے بعد فرمایا، نکاح تو جائز ہے لیکن
 اس شخص کے بارے میں مجھ اندیشہ ہے کہ نکاح

۲۷۹ ✓

7-496

140/4

سنة و لمقد کتاب الحدود مطلب اذا تمحل اني تخير من فيه و اراجيا بالقرات العربی بروت

کی خاطر چھوڑ دیا۔ (ت)

بلکہ متعہ کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی سو اس کے کہ جس سے کیا وہ رخصت ہو اور رخصتہ حال سے نکاح بھی باطل ہے نہ کہ متعہ، تو یہ حرام و حرام ہو۔ تھمیر یہ وہندیہ و حدیقہ نذیر و غیرہ اکتب معتبرہ میں ہے، احکامہم احکام اللہ تدبیر (اس سے متعلق مرتبہ کے احکام ہیں۔ ت) بالحدود شرعاً سخت سزا کا مستوجب ہے مگر اگر کتاب حرام کے باعث کا فرق ہو کہ اس کی بیعت فسخ ہو جاتی یا اس کے مرنے پر مسلمان اس کی تجمیز و تکفین و نماز کے ذمہ دار نہ رہیں بلکہ بر سبب کبیرہ جنسیت سے بھی خارج نہ ہوگا اگر اسے حرام بیان کر کیا ہو، ہاں اگر حلال جانا تو جنسیت کی سنیت سے خارج ہو گیا و لا ینخرجه عن الاسلام لسانہم فیہا من المشیئة (شہدہ والی بات سے خارج از اسلام نہ ہوگا۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از موضع نذر اسما ذاکخانہ بکھر بازار ضلع بستی مرسلہ گل محمدیاں صاحب ۱۳ رجب ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ساکن ہندوستان میں اپنی سگی بھتیجی عاقل بالغ کو ایک شخص ساکن امرتسر دہلی کے حوالے کر دی چونکہ اس لڑکی کا باپ مدت سے انتقال کر گیا اور لڑکی کا چچا اس کا مرنے کا تھا وہ لڑکی جس شخص کے حوالے کر دی اس کو کہا گیا کہ تم اپنے گھر جا کر اس لڑکی سے نکاح کرو، بعد کے روز دروگر، دان معتبران کے نکاح کر لیا گیا، بعد نذیر سے یہ کہ اس کے مرنے کا دنیا میں نے جھگڑا ڈال کر کے ایک مولوی بلایا، مولوی صاحب نے یہ حکم دیا جمعہ کی نماز ادا کرنے کے پہلے نکاح جلا نہیں ہوتا ہے اس واسطے ہم لوگ یہ یقین آپ کی خدمت میں روانہ کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ سچ ہے کہ جمعہ کے روز نکاح ناجائز ہے برائے ہر بانی یہ مسئلہ لکھ کر کے روانہ فرمادیں۔

الجواب

اس شخص کا یہ کہنا محض غلط اور شرعیت پر افتراء ہے، نکاح ہر وقت جائز ہے، ہاں اگر اذان جمعہ ہو گئی تو اس کے بعد جب تک نماز نہ پڑھ لی جائے نکاح کی اجازت نہیں کہ اذان ہوتے ہی جمعہ کی طرف سنی واجب ہو جاتی ہے۔

قال تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اذا نودی للصلوة
من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ و درہ اللہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز اس کی اذان ہو تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے چل پڑو اور فرید و فرخت چھوڑ دو۔ (ت)

سے تحفہ دینا مطلب اختلاف بالشرع کفر ای روہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۳۰/۵
سبحان القرآن ۹/۹۴

پھر بھی اگر کوئی بعد ازاں نکاح کر بیگا گناہ ہو گا مگر نکاح جائز و صحیح ہو جائے گا کما فی الہدایۃ فی السیعان
الکراہۃ للہما و رد جہدیا کہ ہر ایسے بیگے یا بیگہ کے لئے اگر بہت مجاہد یعنی ترک سعی کی وجہ سے تھا و اللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از امیر شریف دکن بازار مرسلہ سید زہرا حسین صاحب مالک و غیر پر پس اعلان الحق

۱۴ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص یا چند اشخاص نے خصوصاً یہ کہہ دیا ہو کہ فلاں
شخص خواص منکر سے ہے جو خواص باحسنت و حق لکھی گئی ہو تو کیا وہ اولاد جائز ہے؟ اور وہ جدی و رشتہ
پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟ کیا ایسی اولاد کی شرافت و نجابت میں کوئی شک و شبہ ہے؟ خواص و کنیزک
میں کیا فرق ہے اور ان کی تعریف کیا ہے؟

الجواب

خواص و کنیزک میں کوئی فرق نہیں وہ عورت کہ بیک شرمی کسی کی ملک ہو اس کی کنیز ہے، پھر اگر دوسرے
کی کنیز سے اُس کی بہارت سے اس نے نکاح کیا نکاح صحیح ہوا اور باپ اگر شریف و نجیب ہے تو اولاد بھی
شریف و نجیب ہے کہ شرفا نسب باپ سے لیا جاتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ و علی المولود لہ رتبتہ ۱

ہاں ہندوستان میں دربارہ کفارت اُسے کم مانیں گے کہ یہاں کنیز کی اولاد کو کم درجہ سمجھتے ہیں اور اگر
اپنی کنیز شرمی ہے تو اُس سے نکاح باطل ہے اور بلا نکاح حلال ہے اگر کوئی محالعت شرمیہ نہ ہو، ہر حال
مولا کے جو اولاد اُس سے ہو صحیح النسب ہے اور ترکہ پوری پانے کی مستحق ہے جبکہ مولائے اقرار کیا ہو کہ یہ
میری اولاد ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از وہابی پٹنہ گنج مسجد غریب شاہ مرسلہ سید محمد عبد الکریم صاحب ۹ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر جاہل لوگوں میں رواج ہے کہ اگر کوئی شخص مرگیا
اور بعد قدرت اس عورت نے برادری کے مرد سے نکاح کر لیا یا تو اس مرد نے والے کے واثقیں نے کچھ روپیہ نکاح
کرنے والے سے نقد لے کر اس عورت کو نکاح کرنے دیا روپیہ کی تعداد دو سو سے تین سے تک لیتے ہیں، اگر ان کو یہ
کہا جاتا ہے کہ یہ روپیہ لینا جائز نہیں تو جواب دیا جاتا ہے کہ یہ تو بچان کی دسم ہے۔ اگر یہ دسم نہ ہو تو تمام عورتیں

بہرہ کسی غیر مرد کے ساتھ بھاگ جائیں گی اور کوئی عورت برادری میں نکاح نہیں کرے گی، اب سوال یہ ہے کہ تمام وجوہات سوچ کر جیسے قرآن شریف اور حدیث شریف، فقہ شریف سے ثابت ہوا ارشاد فرمائیں تاکہ اس پر عمل کیا جائے۔

الجواب

یہ روپے حرام اور رشوت ہیں ان کا دینا لینا دونوں حرام، اور ان کے کھانے والے حرام خور۔ پنچوں کی رسم سے شریعت کا حرام حلال نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ریاست رامپور مسئلہ سیّد احمد میاں صاحب برادر زادہ مولانا سید محمد عاشق صاحب علیہ الرحمۃ

۶ رمضان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خالد کا نکاح مسماۃ حیات النساء بیگم عرف رضیہ بیگم پردہ نشین بنت زید سے قرار پایا تھا، حسب قاعدہ شہود واسطے حصول اجازت ولون مسماۃ کے پاس گئے اور بعد حصول اجازت شہود نے قاضی کے دروبرجلستہ عام میں شہادت اس صورت سے ادا کی کہ سعادت النساء بیگم عرف رضیہ بیگم بنت زید نے اپنے نکاح کا اختیار عمرو کیل کو دیا، چنانچہ قاضی نے باجائز عمرو کیل پر قعدہ مہر مثل خالد کے ساتھ نکاح پڑھایا، آیا شرعاً نکاح مسماۃ مذکور کا خالد مذکور کے ساتھ صحیح ہوا یا نہیں کیونکہ شہود نے بحال مسماۃ حیات النساء بیگم عرف رضیہ بیگم بنت زید کے سعادت النساء بیگم عرف رضیہ بیگم بنت زید کے ساتھ نکاح پڑھایا، سعادت النساء بیگم عرف رضیہ بیگم بنت زید کوئی نہیں ہے اور نہ سعادت النساء کا عرف رضیہ بیگم ہے، اس صورت کی غلطی سے نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟

الجواب

یہ طریقہ نکاح مقرر اہل ہند ہے وکیل یا نکاح مجاز ترقیل نہیں، شہادت کہ ان گواہوں نے دی باطل گئی نہ اس کا کچھ اعتبار ہے، قاضی جس نے ایجاب کیا اگر اس نے ایجاب صحیح لفظوں سے کیا جن سے کم از کم دو حاضران جلسہ جامعان شرائط شہادت کے نزدیک منکوحہ تمیز ہو گئی نکاح فضولی منعقد ہو گیا کہ رضیہ کی اجازت پر موقوف رہا اور اگر اس نے بھی ایجاب میں وہی لفظ سعادت عرف رضیہ بنت زید کے تو نکاح باطل ہوا کہ ان تینوں لفظوں کی مصداق وہاں کوئی عورت نہیں عالمگیری میں ہے۔

لو حبل بنتان کبریٰ عافۃ و صغریٰ
فاطمۃ اذ اذات یزوج الکبریٰ وعقد باسم
فاطمۃ ینعقد علی الصغریٰ و لو
قال زوجت ابنتی الکبریٰ فاطمۃ

ایک شخص کی دو بیٹیاں ہیں ایک بڑی جس کا نام عائشہ اور دوسری چھوٹی جس کا نام فاطمہ ہے، اس نے بڑی کا نکاح کرتے ہوئے فاطمہ کا نام لیا تو چھوٹی کا نکاح ہو گیا، اور اگر نکاح کرتے ہوئے اس نے

لا یعتقد علی احد منہما کذا فی الظہیریۃ^۱

یوں کہا کریں نے اپنی بڑی بیٹی فاطمہ کا نکاح دیا، تو کسی بیٹی کا نکاح نہ ہوا۔ ظہیریہ میں ایسے سبب (دست)

ولو تجیر میں ہے

لا یعتقد علی احد منہما لانہ لیس لمایۃ کسبری
یہذا لا یتیم اھ و نعوک فی الصحیح عن الخانیۃ
ولا تنعم النبیۃ ہنہنا ولا معرفۃ الشہود بعد
صوفی فقط عن المراد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کسی بیٹی کا نکاح نہ ہوا کیونکہ اس کی کوئی بڑی بیٹی اس
نام کی نہیں ہے اھ اور فتح میں حانیہ سے بھی یہی مروی
سے اور یہاں نیت اور گراہوں کا فہم کار آمد نہ ہوگا جبکہ
اس نے مراد کے غلط صریح لفظ استعمال کیے ہیں،
واللہ تعالیٰ اعلم (دست)

مسئلہ ۵۱۰ از شہر میر محمد اندکوت مرسلہ عند ارکان صاحب عرف تھے ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ

- (۱) اہل تشیع و اہل تشیع میں باہم عقد ہو سکتا ہے یا نہیں یعنی لڑکا فرقہ شیعہ کا ہو اور لڑکی اہلسنت و جماعت کی ہو
ان دونوں میں باہمی نکاح مذہب اہلسنت کے عقائد کے موافق صحیح ہوگا یا نہیں؟
- (۲) اگر کچھ عرصہ کے بعد لڑکی اہل تشیع سے نکاح ہو گیا ہے یا نہیں؟

الجواب

- (۱) عوام اُن تہراتی ووافض کو اہل تشیع کہتے ہیں ان سے مناکحت حرام قطعی و باطل محض، اور قرین ذہان مالمی
ہے اگرچہ مروی تھی اور عورت اُن میں کی ہو، نہ کہ عکس کہ ارشد غضب اللہ کا موجب ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
- (۲) اگر وقت نکاح سُستی تھے پھر مرد و ماذا اللہ اُن میں کا ہو گیا تو نکاح فوراً فصیح ہو گیا خواہ عورت نے بھی
وہی مذہب اختیار کر لیا ہو یا نہیں،

لان ردة الرجول فسخ فی الحال بالاجماع ولا نکاح
لنرتد منہ احد ولو مسوندة مشیئة
کیونکہ عاوند کے ارتداد سے فوراً نکاح فصیح ہو جاتا ہے
بالاجماع، اور مرتد کا کسی سے بھی حتیٰ کہ اس جیسی

۲۷۰/۱	فوری کتب خانہ پشاور	کتاب النکاح	ابواب الاول	لے فتاویٰ ہندیہ
۱۰۳/۲	نوریہ رضویہ سکھر	کتاب النکاح		لے ولوالجیہ
۲۸۲/۱	فوری کتب خانہ پشاور	القسم السابع الحرات بالشرک		لے فتح القدر
				لے فتاویٰ ہندیہ

کما فی الدر المختار والفتاویٰ العالمیین وغیرہ۔
 مرتبہ سے بھی نکاح جائز نہیں، جیسا کہ درمستار اور
 فتاویٰ عالمگیری وغیرہا میں ہے۔ (ت)

اگر عورت شفیہ ری اور ہنوز خلوت نہ ہوئی تھی تو ابھی اور جو بچہ کی تھی تو بعد عدت جس سے پہلے نکاح کر لے، اگر
 شوہر اسلام لے بھی لے اس پر کچھ اختیار نہیں رکھتا، لان المنفسخ لا یعود (کیونکہ فسخ شدہ نکاح بحال نہیں
 ہو سکتا۔ ت) اگر عورت معاذ اللہ ان میں کی ہو گئی اور مرد کسٹنی رہا تو نکاح فسخ ہو سوا علی مدق اسوار و
 حقیقۃ الافتاد بہ فی ہذا الزمان فی قبلونا (قوادری روایت کے مطابق اور ہم نے اپنے فتاویٰ میں
 اس کی تحقیق کی ہے کہ اس زمانہ میں فتویٰ یہی ہے۔ ت) عذر مرد کو اسی سے قربت حرام ہو گئی جب تک
 اسلام نہ لائے لان السر قدۃ لیست باہل ان یطأہ مسامرا وکاہرا وادھا (کیونکہ مرتبہ عورت اس قبل
 نہیں رہی کہ کوئی بھی اس سے وطی کرے خواہ مسلمان مرد ہو یا کافر یا کوئی بھی ہمد ت) ان مسائل کی تحقیق رسالہ
 رد ارفضہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۳۰ از تلمیذہ مسئلہ جہد ارشید صاحب سوداگر سب ایجنٹ برہما لکھنؤ

کیا دیتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی عورت کا نکاح کسی ایسے شخص سے ہو جس کی ایک عورت
 اور بچے ہوں اور وہ شخص معاش کی قدر دانی رہا ہو نہ کسی پوشیدہ سے نہ نہایت کافی ہو، مرد میں کسی
 قسم کا نقص نہ ہو، عورت بوقت نکاح بالغ ہو، ہر ایک ہزار روپیہ ہو، نکاح مکان منکوحہ پر ہو جس کو عرصہ عین سال
 پانچ ماہ جو سنے ہوں شوہر نے بعد عقد پندرہ مہینے مختلف اوقات میں کئی کئی یوم قیام کیا، کیا عورت منکوحہ کو تنسیخ
 نکاح کا دعویٰ کرنے کا حق ہے؟ بیانی منکوحہ حسب ذیل ہے میری پیدائش ایک ماہ بعد انتقال والدہ ہوئی میں
 آغوشِ مادر میں پرورش پائی اور ہنوز والدہ کے پاس رہی، میری والدہ نے اس شخص کے ساتھ عقد کر دیا،
 شخص مذکور نے یہ دھوکا دیا کہ نہ میری بیوی ہے نہ بچے، میری والدہ کے انتقال کو دو ماہ کا عرصہ ہوا، میں
 والدہ کی وجہ سے مجبور تھی، اب میں خود مختار ہوں، بیان شوہر میں نے بیوی بچے ہونے کا اقرار کیا اور پھپھیا
 نہیں، اس کا علم منکوحہ اور ان کے بھلا رشتہ دار ان کو ہے جس کی بابت تحریریں شوہر کے پاس ہیں ایسی
 حالت میں منکوحہ عورت کے صوف بیان پر کہ میرے شوہر کے پاس اور بیوی بچے موجود ہیں اور شوہر نے دھوکا
 دیا، نکاح میری لاطمی میں ہوا، کیا حکم شرع شریف ہے؟

الجواب

عورت کے عذرات باطل ہیں، برسوں سکوت و معاملہ زنا شوقی کے بعد یہ مہلات پیش کرتی ہے، ماں
 کی زندگی کیا یا حبیب مجبوری تھی، نہ بی بی بچہ کی کا عذر قابلِ سماعت، نہ مجبوری مانع جواز نکاح، اس پر
 فرض ہے کہ شوہر کی اطاعت کرے، اس شیطانِ خیال سے باز آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۴ از شہر ربلی محلہ کٹر اعلیٰ حکیم وزیر علی مستور ولایت احمد صاحب ۲ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ولایت احمد کا عقد قرینی بانوجس کی عمر قریب بیس
 سال سے زائد ہے اسی کے ساتھ ہر ایک مسماۃ مذکورہ کی اجازت لینے کے لیے ذکیل صاحب گئے اور نہ
 گواہی گئے اور نہ مسماۃ مذکورہ سے اجازت باقاعدہ طور پر لی گئی صحت مسماۃ کے والد کی اجازت سے عقد
 پڑھا دیا گیا ایسی صورت میں عقد ہوا یا نہیں، اور مسماۃ مذکورہ ولایت احمد کی زوجیت میں رہتی ہے اور قریب
 ایک ماہ کے حمل بھی ہے حالانکہ والدہ مسماۃ سے کہا گیا کہ مسماۃ سے اجازت لینا چاہیے انہوں نے جواب دیا ہمارے
 یہاں ضلع بدایوں میں یہی قاعدہ ہے۔

الجواب

بافتہ کا عقد کہ بے اس کے اذن کے ہوا لہذا کی اجازت پر موقوف رہتا ہے، اگر جائز کر دے جائز
 ہو جاتا ہے، رد کرے باطل ہو جاتا ہے، رخصت ہو کر شوہر کے یہاں جانا بھی اجازت ہے اذکان ینومر مسروق
 بالسد (جبکہ پہلے بالفذ کی طرف سے اس کو رد کیا گیا ہو۔ ت) خصوصاً یہاں تو کل موجود ہے لہذا عقد نافذ
 ہو چکا اب اعتراض کی گنجائش نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۵ از ریاست رام پور محذریات صدارت الی مرشد اکرم اذنی صاحب عرف چند امیاں
 ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ زید میں کہ زید کا نکاح اپنی برادری میں ایک عورت سے بایں صورت
 ہوا کہ گواہان نے مسماۃ مذکورہ کا نام ہندہ عرف غلطہ بنت عمرو جلسہ نکاح میں لے کر ادا سے شہادت کی اس سے
 عورت مذکورہ کی تعریف تعین کیا مسماۃ زید جلسہ ہو گئی اور کوئی شبہ و اشتراک نزد زید و قرابت داران زید
 جو موجود تھے باقی نہیں رہا اور اب بجا قبول ہو کر نکاح ہو گیا اور گواہان نکاح عورت مذکورہ کے قریبی رشتہ دار
 تھے جن کی گودوں میں عورت مذکورہ نے پرورش پائی ہے اب والدہ مسماۃ کہتی ہیں کہ نکاح صحیح منعقد نہیں ہوا
 اس لیے کہ نام عورت کا جلسہ نکاح میں غلط لیا گیا ہے اس کا نام کلثوم ہے، چنانچہ مہر میں اس کا نام کلثوم
 کندہ ہے حالانکہ سوائے مہر کے ہر جگہ اس کا نام ہندہ ہے حتیٰ کہ خواد جو مقررہ گورنمنٹ ہے اس کی وصول نامی
 کی رسیدوں میں بھی یہی نام ہندہ لکھا جاتا ہے اور نیز گورنمنٹ چٹھی میں بھی یہی نام درج ہوتا ہے اور جو راض
 گورنمنٹ میں قبل اس سے دی گئی ہیں ان میں بھی یہی نام تحریر ہے اور عمرو کے انتقال کے بعد جو درخواست
 باستحقاق وراثت دی گئی ہیں ان میں بھی یہی نام ہے غرض کہ عورت مذکورہ کے دونوں نام ہیں، ایسی حالت
 میں یہ نام غلط قرار دے کر نکاح کو غیر صحیح شرعاً مانا جائے گا یا یہ کہ عورت کے نام دونوں اور چونکہ ان دونوں

میں سے ہندہ پر نسبت کھٹوم کے نیاہ مشہور ہے اس لیے اس سے کافی طریق سے تعریف و تہنیت عورت مذکورہ کی بوقت نکاح سمجھی گئی، اس بنیاد پر نکاح صحیح شرعی منعقد ہو گیا۔ امید کہ جواب صاف صاف مرحمت فرمائیے۔ بینوا توجروا

الجواب

اگر ہندہ انس عورت کا نام ہے (نہ جس طرح عورتوں کو ہندہ سنی مردوں کو زیدہ عورت سے تعبیر کرتے ہیں) اور اس نام اور صرف ذکر پر بے ذکرہ سے حاضرین میں دو گراہان صالح شہادت نکاح مسلمہ نے اسے پہچان یا تو نکاح صحیح ہو گیا اس کے دس نام اور بھی ہونا کچھ مضر نہیں لان المقصود التعریف لا تکثیر الحروف (کیونکہ مقصود پہچان ہے الفاظ کی کثرت مقصد نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۵۶ از چھ گناؤں ضلع پٹنہ کمال مرسلہ سید عبد الغفر صاحب ۱۰ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ معتقد معتبر ایک گواہ مذکر سے بالذکر عورت کا نکاح درست ہو گیا یا نہیں یعنی ایک گواہ سے نکاح درست ہو گیا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

نکاح ایک گواہ سے نہیں ہو سکتا جب تک دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں عاقل بالغ مسلم نہ ہوں، واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۵۷ از گراہ پانی ناگر پڑ۔ پہلی جہت مستور شہادت صاحب ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے بھائی مریم علی کی بی بی ہندہ سے بعد انقضائے حیض و عادت نکاح کی درخواست کی اس نے انکار کیا اور نہایت ناخوشی ظاہر کی تو زید کے رشتہ داران نے عزیز ہندہ کو لینا چاہا ہندہ نے رونا شروع کیا اہ کہہ کہ میں ہرگز رضامند نہیں تم جبر کرتے ہو اس وجہ سے کہ میرا کوئی عزیز ہندہ وہاں موجود نہیں، اُن لوگوں نے کہا کہ رونا بھی اذن میں شامل، نکاح پڑھا کر مٹھائی تقسیم کر دی، بعد ایک ماہ کے ہندہ اپنے والدین کے یہاں کسی جیلہ سے چلی آئی اور جانے سے انکار ہے کہ میں نے انہیں نہیں دیا فرضی نکاح پڑھایا میں ہرگز نہیں جاؤں گی۔ تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

اگر اس نکاح کے بعد ہندہ نے زید کے ساتھ خلوت و صحبت بلا جبر و اکراہ کی تو نکاح جب نافذ نہ تھا اب نافذ ہو گیا، اور اگر خلوت نہ کرنے دی یا وہ بھی بالجبر ہوئی تو ہندہ کی ناراضی سے وہ نکاح باطل محض ہو گیا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۸ از مرتب میراں پور مستور سید عاشق حسین ولد محمد حسین ۱۲ شعبان ۱۳۳۸ھ
علمائے دین و نائب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ وقت بچان کے کوئل کس کو

کا ہونا چاہئے، اور شاہد کسی طرف کے ہوں، اور ایک دینار شرف سسٹانی کس قدر وسیع کا ہوتا ہے اور کئے درجوں پر منقسم ہے اور تعداد کیا گیا ہے؟

الجواب

وکیل کسی طرف کا ضرور نہیں، اور دونوں طرف سے ہو سکتے ہیں، خواہ ایک طرف سے ہو، جدھر سے چاہیں۔ اور شاہد وہ دو مرد یا ایک مرد و عورت عاقل بالغ آزاد مسلم ہیں کہ ایجاب و قبول معاشین اور نکاح ہونا سمجھیں، وہ کسی کی طرف نہیں ہوتے، یہ جو رسم ہے کہ دو گواہ معین کرتے ہیں بے اصل ہے جتنے حاضرین جلسہ اُس صفت کے ہیں سب خود ہی شاہد ہیں کوئی انہیں مقرر کرے یا نہ کرے۔ دینار شرفی سادے چار ماشر بھر سونے کا تھا اور سلاطین کے دینار کوئی معین نہیں مختلف تھے۔ دینار شرفی دس درم تھا کہ یہاں کے دو روپے پونے تیرہ آنے اور کچھ کوڑیاں ہوا، غالباً نکاح کے درجوں سے سال کی مراد ہر کے درجے ہیں۔ حد کا اقل درجہ وہی دس درم بھر پانڈی ہے اور اکثر کے لیے حد نہیں جتنا بندے اور ہر حضرت مولانا بڑا چار سو مثقال چاندی تھا کہ یہاں کے ایک سو ساٹھ روپے بھر جوتی، اور ہر اکثر ازواج مطہرات پانچ سو درم کہ یہاں کے ایک سو پالیس روپے ہوتے اور ہر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و عنہن جیسے اسی دورہ وائیں ہیں چار ہزار درم کہ گیارہ سو بیس روپے ہوتے یا چار ہزار دینار کہ گیارہ ہزار دو سو روپے ہوتے۔

مسئلہ از فقہ حنفیہ فی کتاب النکاح علی تحصیل دار مسئلہ محمد صادق ۱۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ہندو بازاری عورت ہے اور وہ ریہ کے پاس بلا نکاح مدت تک رہی، زید نے بلا علم و اطلاع ہندو کے قاضی کے سہ ماہ میں پانچ ہندو کے ساتھ نکاح درج کر دیا، اس کے بعد ہندو کی ماں وہیں لیے کی غرض سے آئی تو اُس وقت ریہ نے ہندو سے کہا تو نہیں جاسکتی تیرے ساتھ میرا نکاح ہوگی تب ہندو کی ماں نے ہندو سے کہا کہ ہمارا زیور اور کپڑا ہم کو دے دے تو مجھ سے جیلہ کو رہی ہے تیرا نکاح ہوگی ہے۔ اس پر ہندو نے جواب دیا کہ زیور اور کپڑا ان دونوں کی اگر تہمتی ہو کہ نکاح ہوگی، تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا اگرچہ واقعی نکاح نہیں ہوا، اُس کے کچھ حصہ بعد ہندو زید کے پاس سے دار ہو گئی تب زید نے کچھری فوجداری میں عورت کے بھٹکے بے کا دعویٰ کیا حارث ہو گیا، اس کے بعد طلب زوجہ کا دار القضا میں دعویٰ کیا، قاضی صاحب نے بعد لینے ثبوت و تردید کے دعویٰ ڈگری کیا جس کو آٹھ برس کا عرصہ ہوا تو آیا یہ نکاح درست ہوا یا نہیں جبکہ واقعی عورت سے اجازت نہیں لی گئی اور وہ دوسرے کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور یہ عورت بعد مغربی عرصہ دس بارہ سال سے ریہ کے ساتھ تراہ کر رہی ہے۔

الجواب

زید کا بے اٹھ سہ ہندو سیما پر میں اُس کے ساتھ اپنا نکاح ہونا درج کر دینا نکاح نہیں، نہ ہندو کا کہنا کہ اگر تم کہتی ہو کہ نکاح ہو گیا تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا کسی طرح جو نکاح میں آ سکتا ہے تو ہندو ضرور بے سکاخی تھی۔ وہی دارالقضا کی ڈگری، اس کی تفصیل معلوم ہونی ضرور، دعویٰ کہ اس میں بڑا سترائے شریعہ پر صحیح تھا یا نہیں، ثبوت کیا گزرا اور وہ قوانین شریعہ پر صحیح تھا یا نہیں، حکم کس نے دیا، اور وہ قاضی عند الشرع تھا یا نہیں، اگر ان میں سے ایک بات بھی کم ہے ہندو بدستور بے سکاخی سے زید کو اُس پر کوئی دعویٰ نہیں پہنچتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(اس کے بعد پھر وہیں سے سوال آیا جو مع جواب منقول ہے)

یہ واقعہ حیدرآباد کن کا ہے وہاں حکومت کی طرف سے عدالت قضا قائم ہے جس میں طلاق، خلع، نکاح، ترکہ، طہر، طلب زوجه کے مقدمات حسب قانون شرع شریف دائر ہوتے اور فیصلہ ہوتے ہیں مگر قاضی صاحب جنہوں نے اس مقدمہ کو فیصلہ کیا ہے غیر مندرجہ تھے یعنی دائرہ شریعت کی بڑی لباس کوٹ پتلون کے ساتھ ہی اس کے سفارش رشوت سے قطعی اعتبار رکھتے تھے اور اگر وہاں جیسے فی زمانہ حالت ہے اور ناگہ صاحب بھی بہت معمول طور پر پڑھے ہوئے ہیں لہذا اس صورت واقعہ پر مسئلہ بالا کیا جواب ہوگا؟ جینو اتوجروا

الجواب

جبکہ قاضی مخائب سلطنت اسد فیصل قضا پر مقرر ہے، اگر اُس نے یہاں دعویٰ بروجہ شریعتی ہوا اور ثبوت بروجہ شریعتی گزرا اور قاضی نے ثبوت نکاح کا حکم دیا تو نکاح ثابت ہو گیا ہندو بغیر موت یا طلاق دوسری بگ نکاح نہیں کر سکتی،

کما فی الہدایۃ و تنویر الابصار و غیر ہماکتب معتقدات الاسفار و رجحہ المحقق علی الاطلاق فی فتح القدر و قد قال بعبود المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم شاہد الکریم و اللہ تعالیٰ اعلم۔

جیسا کہ ہدایہ، تنویر الابصار و غیر ہماکتب معتقدہ میں ہے اور فتح میں محقق علی الہدایۃ نے اس کو ترجیح دی ہے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ تجھے تیرے گواہوں نے بیاہ دیا ہے۔ (ات) واللہ تعالیٰ اعلم

مستحکم از ریاست جاوہر، لال اعلیٰ مسئولہ نماز علی خاں اہل کار حساب ۲ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو کی بیگم ولدیت پریدہ سے مکر وقت نکاح بکر قائم کر کے

۴۹/۲ طبع مجتہبی دہلی

۱۵۶/۳ نور بدیع سکر

باب الخمرات

فتح القدر

ایجاب و قبول ہوا ہے تو ایسا نکاح درست ہوا یا نہیں؟ نیز اس کا اصل باپ یعنی زید زندہ موجود ہے بروقت نکاح نہ اس سے اجازت لی گئی نہ اسے اطلاع دی، صورت مسئلہ میں اگر نکاح نہیں ہوا تو کیا ہندو اپنی منشا کے موافق اپنے گھرمیں نکاح ٹائی کر سکتی ہے؟ ایام عدت کی قید ہے یا نہیں؟ ہندو بالغ ہے۔ بینا و بھردا

الجواب

اگر ہندو اس جلسہ نکاح میں حاضر نہ تھی اور اس کی طرف اشارہ کر کے نہ کہا گیا کہ اس ہندو بنت بکر کا نکاح تیرے ساتھ کیا بلکہ ہندو کی غیبت میں یہ الفاظ کہے گئے تو ہندو کا نکاح نہ ہوا نہ اسے طلاق کی حاجت نہ عدت کی ضرورت، جس سے چلے ہے اپنا نکاح کر سکتی ہے کہ نکاح تو ہندو بنت بکر کا ہوا اور یہ ہندو بنت بکر نہیں، ہاں اگر تجربے سے پرورش یا متبغی کیا تھا اور وہ عرف میں ہندو بنت تو کہی جاتی ہے اور اس لئے اس کی طرف ذہن ہوتا ہے تو نکاح ہو گیا اب بغیر طلاق ہندو کو مخلص نہیں۔ درختار میں ہے:

غلط و کیہا بال نکاح فی اسمہا بغیر حضور ہا
لڑکی کی غیر موجودگی میں اس کے وکیل نے لڑکی کے باپ
کا نام غلط کہہ دیا تو نکاح صحیح نہ ہوگا (د)

عائگیری میں ہے

قال امرأته حمرة بنت صبيح فافى وامرأته
حمرة بنت حفص ولا يثقله لا تطلق امرأته
فان كان صبيح خروج امرأته و كانت
تنسب اليه وهي في حمرة فقال ذلك وهو
يعلم نسب امرأته او لا يعلم طنقت امرأته
اگر اس نے طلاق دیتے وقت اپنی بیوی کا نام حمرة
بنت صبيح کو طلاق کہا جبکہ اس کی بیوی کا نام حمرة بنت
حفص ہے تو طلاق کے وقت اس شخص نے کوئی نیت
نہ کی تو اس کی بیوی کو طلاق نہ ہوگی، اور اگر اس کی بیوی
حمرة بنت حفص کے دو سرے خاوند کا نام صبيح تھا اور یہ حمرة

اپنی ماں کے ساتھ صبيح کی پرورش میں رہی اس وجہ سے حمرة صبيح کی طرف منسوب ہوتی ہے اور خاوند کو حمرة کے اس
نسب کا علم ہے یا نہیں، دونوں صورتوں میں اس کی بیوی حمرة کو طلاق ہو جائیگی۔ (د) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از میر محمد صدق بازار محلہ سوئی گجہ مرسلہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی تعلیم یافتہ مدرسہ منظر اسلام بریلی
اکام مسجد سوئی گجہ ۲ شوال ۱۳۲۹ھ

چسے فرمائیے دریں مسئلہ کہ در حکم ہندو علماء فتویٰ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندوستان کے

دادند کہ بعد منگنی دختر دیگڑ جائے نکاح کردن سے تواند
حقیر ناجائز پندارد چرا کہ ایجاب و قبول از جانبین
ثبوت شود از جانب بیکه گویند گزشتہ دو گز جانب دختر
گویند شے یا دے چکا یا سنگائی کو چکا آیس الفاظ
برائے وضع عقدست اگر ایں طور گویند کہ ویں گے
تو خیر، جناب مولایم عجیب افسوس کہ دیوبندی خدایم
دین او خراب و مسلمان را نیز بیخ کنی کردند اگر ایں فتوی
نقطہ باشد از ایشان ہزاراں نقطہ زمانہ در عالم
منتشر شدہ تبارک ایں عمل بفرماید۔

نقطہ ہوتران کی وجہ سے دنیا میں ہزاروں نقطہ زمانہ پھیلے ہوئے ہیں اس لیے اس عمل کا تدارک فرمادیں۔ (ت)

الجواب

وہیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، "سنگائی کو چکا" کا لفظ
نئی عبارت ہے کہ سنگائی "نسبت اور وحدۃ نکاح کو
لگاتے ہیں نہ کہ سنگائی۔ لڑکی والوں کا دے یا یا دسم چکا
کنا مجلس وعدہ میں وحدہ پر محمول ہوگا نہ کہ عقد نکاح پر
امام طحاوی کی شرح، فتح درمختار اور رد المحتار میں ہے
کہ اگر مرد نے کسی کو کہا تو نے مجھے لڑکی دی تو اس نے
جواب میں کہا کہ میں نے دی، تو اگر یہ مجلس وعدہ اور
منگنی ہو تو مردہ اور منگنی ہے اور اگر مجلس عقد ہے
تو نکاح ہے، پھر مستورہ صورت میں نکاح کیسے
ہو سکتا ہے جبکہ نکاح کے لیے دو گواہوں کی موجودگی
بایں طور شرط ہے کہ وہ اس کو نکاح سمجھیں۔ تو یہ اور دتر

کتاب النکاح

لہ فتح القدیر

لہ درمختار شرح تنویر ابصار

مکتبہ فوریہ رضویہ سکھر
مطبع مجتبیٰ دہلی

۱۰۳/۲
۱۸۶/۱

اگر ہزار حاضر باشند ہیچ کس نکاح نہ فہم کہ منگنی نزد
ایشان چیز سے از مقدمات نکاح ست نہ نکاح ۔
واللہ تعالیٰ اعلم ۔
میں سے نکاح میں دہ گراہوں کا ہونا جو یہ بھی کہ یہ
نکاح سے شر ط قرار دیا گیا ، یہ مذہب ہے بکر ۔ اور
یہاں مذکورہ صورت میں مجلس میں ہزار بھی ہوں تو
کوئی بھی اس کو نکاح نہ سمجھیں گے کیونکہ منگنی کو حق نکاح نہیں بلکہ اس کے مقدمات میں سے سمجھے ہیں واللہ تعالیٰ
اعلم ۔ (ت)

مسئلہ سہم از چوہاں ضلع لاہور مسئلہ ضیاء الدین انچارج اصطلح گورنمنٹی ۔ شرال ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے حسب ہدایت والدہ خود جس نے اس کی ہدایت
کرتی کہ اپنی فلاں دختر کا ناطہ اپنے فلاں برادر حقیقی کو دینا تب سے راضی ہو گیا چنانچہ اپنے والد کی موجودگی اور چند
مسلمانوں کی مجلس میں اپنے برادر حقیقی کو مخاطب کر کے کہا میں نے اپنی فلاں نام والی دختر بالذکا ناطہ تمہارے
فلاں بالغ کو مسہ دیا ۔ والد نے سنے تبوں کر دیا ، آیا ہر دو طرفوں کے ایکاب و قبول سے یہ نکاح معتقد ہو گیا یا نہیں ؟
اگر ہو گیا تو اب والد دختر اس دختر کا اور جگہ نکاح کر سکتا ہے بغیر طلاق کے ، اور ولی اور گراہان و نکاح خواہ
نکاح ثانی کے واسطے حکم شرعی کیا ہے ، میرا توجروا

الجواب

ناتا دینا عرف میں منگنی کرنے کو کہتے ہیں اور منگنی نکاح نہیں ، اس صورت میں جب تک عقد نکاح
نہ ہو وہ ابہ دختر دوسری جگہ اس کا نکاح کر سکتا ہے ، اور نکاح خواہ وغیرہ پر کوئی الزام نہیں ۔ اور اگر کہیں کے
عرف میں نانا کرنا نکاح کو دینے کو بھی کہتے ہیں تو وہاں دیکھا جائے گا کہ وہ مجلس جس میں یہ الفاظ ادا ہوئے
عقد نکاح کے لیے تھی یا منگنی کے لیے ، اگر منگنی کے لیے تھی تو وہی حکم ہے کہ نکاح نہ ہوا ، اور والد دختر کو اختیار ہے
اور اگر نکاح کے لیے تھی اور حاضرین میں سے کم از کم دو شخصوں نے کہ اس نکاح کے گواہ ہو سکتے ہوں وہ ایجاب و
قبول سے اور جگہ کہ یہ نکاح ہو رہا ہے تو نکاح ہو گیا اب دوسری جگہ اس کا نکاح نہیں ہو سکتا ، والد دختر اور
نکاح خواہ اور گراہان نکاح ثانی ہیں جن کو معلوم تھا کہ اس کا نکاح پہلے ہو چکا ہے سب جملہ سے حرام ہوں گے
دور مختار میں ہے ،

ہل اعطیتینہا ان المجلس للنکاح فنکاح و
ان للوعد فوعدت واللہ تعالیٰ اعلم
اگر ایک نے دوسرے کو کہا کیا تو نے مجھے دی ، دوسرے نے
جواب میں دی کہا ۔ تو اگر یہ مجلس نکاح ہو تو نکاح ہو گا
اور اگر مجلس وعدہ ہے تو منگنی ہو گی واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۶۳ از دہلی بہار گنج مسجد غریب شاہ مسئلہ سید عبدالکریم صاحب قادری رضوی ۹ شوال ۱۳۳۹ھ
 مجتہد مت جناب قبلہ حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم دامت برکاتہم۔
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شریف زادہ نے ایک عورت کو جو قوم کی چاری تھی مسلمان باقاعدہ
 کیا اور اس سے نکاح کیا اور اپنے مکان میں لے گیا، جب اہل برادری کو معلوم ہوا کہ اس نے خاندان قادریہ اور
 سادات کے بٹا لگا دیا کہ چاری کو مسلمان کر کے نکاح پڑھ لیا اور پردہ میں بٹھالیا، وہ عورت دو سال سے بیوہ تھی
 تمام اہل برادری اور تمام مسلمانوں اور ہندوؤں نے اس عورت کو بے پردہ کیا اور بے عزتی کی اور غیر محرموں نے
 مار پیٹ بھی کی اور اسے تھانہ میں پہنچا دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس عورت کو مسئلہ کے ساتھ ایسا کرنے کی اللہ
 رسول جل و تعالیٰ نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجازت دیتے ہیں یا نہیں، اور جو لوگ اس میں شریک ہوئے وہ
 کس گناہ کے مرتکب ہیں یا جس نے مسلمان کر کے اسے اپنے نکاح میں لایا وہ گناہ گار ہے اور اس سے
 ترک معاملات کرنا برادری سے خارج کرنا اس کا حق پانی بند کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ عورت کفو
 میں کب آسکتی ہے؟ مینواتوجروا

الجواب

مسلمان کرنا باعث اعظم ہے اور اس سے نکاح کر کے پردہ میں بٹھانا بھی کا بخر ہے اور اس بنا پر
 اسے برادری سے خارج کرنا ظلم ہے۔ اور اس عورت سے ساتھ بریادتی اور مار پیٹ اور بے پردہ کر دینا
 کی گئی سب حرام اور سخت حرام اور ظلم شدید تھا، ایسا کرنے والے حق العبد میں گرفتار ہیں اور اللہ و رسول
 اُن سے ناراض و بیزار ہیں بل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ باغ مرد کے لیے کفارت کچھ شرط نہیں، واللہ
 تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۶۴ از رامہ تحصیل گوجر جاں ضلع راولپنڈی ڈاکانہ جاتی مسئلہ محمد نجی ۲۴ شوال ۱۳۳۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مدعی کے تین شہادہات دیتے ہیں کہ والد دختر نابالغ نے
 سفر سے ایک خط اپنے بھائی کو لکھا کہ میری دختر نابالغہ فرحان بی بی کا نام آیا نکاح جس جگہ تعھاری مرضی ہو کر دو
 ہم لوگ اُس کا عقد کے سامعین ہیں، بعد اُس وکیل والد کے ایک لڑکے نابالغ مستحق گھر کو جس کا کوئی عصبہ
 زندہ نہیں ہے گناہ نکاح کے طور پر کر دیا تھا اور لڑکے معلوم کی طرف سے اُس کے ماموں نے اُس کے لیے قبول
 کر لیا ہے اور ہم نے یہ نکاح ہی سمجھا ہے، یہ تقریر شاہدین مدعی کی بتا رہے ہیں، اب والد دختر معلوم کا
 سفر سے بالکل منکوح ہے اور گواہ اُس کے بھی منکر ہیں تقریر بالواسطہ، یا کہتے ہیں کہ ناما ہوا ہے نہ نکاح
 حالانکہ وکیل فوت ہو گیا ہے اور کاغذ بھی تم ہو گیا ہے، قیمت کاغذ دی جاتے گی۔ مینواتوجروا۔

الجواب

بات صاف لکھتے ایجاب کس نے کیا۔ قبول کس نے کیا، ایجاب کے کیا لفظ تھے، قبولی کے کیا لفظ تھے، لڑکی کا چچا جس کو اس کے باپ نے وکیل کیا تھا اس نے خود پڑھایا تھا یا کسی سے پڑھوایا تھا یا کسی نے بطور خود پڑھا دیا تھا اور وہ وکیل والد اس جلسے میں موجود تھا یا نہ تھا، اور جب والد لڑکے کا موجود تھا تو لڑکے کی طرف سے ماموں نے کیوں قبول کیا، والد پسر کے کہنے سے یا بطور خود، اور والد پسر نے اس پر کیا کہا، اور جب وہ الفاظ کنایہ تھے تو ان لوگوں نے کس قرینہ سے نکاح ہوتا سمجھا اور دختر کا والد کس بات سے منکر ہے اُس وکیل کرنے سے یا نکاح ہونے سے، اور وہ خط ڈاک میں آیا تھا یا آدمی کے ہاتھ، اور یہ جو دمعی کے تین گواہ ہیں ان کے سامنے پڑھا گیا یا ان کے سامنے والد دختر نے لکھا تھا۔ اور یہ گواہ فقہ پر مبنی گاہیں یا کیسے، ان سب باتوں کے مفصل جواب آئے پر جواب ہو سکے گا۔ قیمت کاغذ کی نسبت پہلے آپ کو تکہ دیا گیا کہ یہاں فتویٰ اللہ کے لیے دیا جاتا ہے بچا نہیں جاتا، آئندہ کبھی یہ لفظ نہ لکھتے۔ فقط۔

مشہد علم ازراہ تحصیل موصیٰ راہ پندہ ڈاک کا نہ جاتی مرسلہ محمد جی صاحب ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ
 باپ نے برادر کو خط لکھا کہ میری دختر نابالغہ کا نامہ یا نکاح جہاں تمہاری مرضی ہو کر دو، مکتوب الیہ نے
 باجارت باپ کے ایک بزرگ اس ہندہ نکاح لایا۔ ایسی بات لفظ میں حضرت معلوم فلاں لڑکے کو میں نے
 دی ہے اور نابالغ لڑکے کی جانب سے قبول اس کے ماموں نے کیا ہے، اور تین گواہ کہتے ہیں کہ وہ خط ہم نے
 خود سننا ہے کہ باپ نے برادر کو اجازت نکاح دختر نابالغہ معلوم دی ہے اور ہم نے مجلس میں ذکر نکاح کا سننا ہے
 اور نکاح کے وقت باپ سفر میں تھا اور خط بھی تم ہو گیا ہے اور بعد نکاح چند روز بعد مکتوب الیہ فوت ہو گیا۔ اب
 باپ سفر سے آیا ہے وہ کہتا ہے میں نے برادر کو کوئی اجازت نہیں دی اور اس کے گواہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بات
 بالکل نہیں ہوئی لیکن یہ گواہ باپ کے بہت فاسق ہیں اور تین گواہ جو بالا ذکر ہیں وہ فاسق نہیں ہیں۔

الجواب

جبکہ باپ اُس خط کے لکھنے سے منکر ہے تو اُسے کسی شہادت کی حاجت نہیں، شہادت اُس کی ہونا چاہیے
 تھی کہ ہمارے سامنے اس نے یہ خط لکھا ہے، اس پر کوئی شہادت نہیں، گواہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے خط سنا
 یہ شہادت کچھ معتبر نہیں، لہذا اجازت دینا ثابت نہیں، باپ کے انکار سے وہ نکاح باطل ہو گیا جبکہ وہ
 صحت سے کہہ دے کہ وہ خط میں نے نہ لکھا تھا نہ میں نے بھائی کو اجازت دی تھی لان الخط یشبہ الخط
 ولا حجة الا بالبیئۃ او الاقرار او النکول (کیونکہ خط، خط کے مشابہ ہوتا ہے، گواہی، اقرار اور
 قسم سے انکار کے علاوہ کوئی حجتہ نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از بتا رس محمد پیر کندہ مرسلہ جناب مولانا مولوی عبد الحمید صاحب پانی پتی زید کرم
۲۶ شعبان ۱۳۳۸ھ

علائے دین ان مسائل میں کیا فرماتے ہیں،

(۱) نابالغ لڑکے اور لڑکی سے ایجاب و قبول کرانے سے نکاح صحیح ہوتا ہے یا نہیں،
(۲) یہاں دستور ہے کہ نکاح خواں نابالغ کے باپ یا کسی اور ولی سے اجازت لے کر دو گراہوں کے
ساتھ نابالغ دھن کے پاس آتے ہیں اور اس کو پہلے کلمہ شہادت و امانت پڑھا کر کہتے ہیں کہ تمہارا نکاح
بعض عیسے ہر کے فلاں لڑکے کسی فلاں سے ہوتا ہے تم نے قبول کیا گواہوں قبول کیا، اسی طرح تین بار
کہلاتے ہیں، اس کے بعد نابالغ دو لڑکے پاس آتے ہیں اور وہی سب کلمات پڑھا کر کہتے ہیں کہ فلاں کی
لڑکی مستافہ فلاں بعض عیسے ہر کے تمہارے نکاح میں آتی ہے تم نے قبول کیا، گواہوں قبول کیا۔ اسی
طرح تین بار کہتے ہیں۔ غرض دونوں جانب قبولیت ہوتی ہے ایجاب کا پتا نہیں، شرعاً یہ نکاح صحیح
ہو جاتا ہے اور اس مجلس میں بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دھن یا دو لڑکا نابالغان کے وہ سبب یا اور
ولی موجود نہیں رہتے بلکہ وہ اپنے اور کاموں میں مشغول رہتے ہیں اس طریقہ میں شرعاً جو خرابی اور نقص ہو
اس کی تصریح فرمائیں، اور شرعاً جو عیب اس میں مسنون کا سوا رشا و فرمائیں۔

(۳) اگر ولی خیر مسنون پڑھے یا صرف ایجاب و قبول رہنے پر تو یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

(۴) نکاح خواں کو اجرت لینا اور دینا کیسا ہے؟

(۵) اگر اجرت نکاح اپنے مصروف میں نہ دے بلکہ مسجد کے تیل اور چٹائی میں صرف کرے تو جائز ہے

یا نہیں؟

(۶) نوشہ کے سر پر چڑھی رکھے کے واسطے اس کے پھر بچا یا بہنوئی کو بٹاتے ہیں، جب تک یہ نہیں آتے
دوسرا چڑھی نہیں رکھ سکتا، جب یہ آتے ہیں تو بغیر دس پانچ روپے لیے نہیں رکھتے، جب کم ہوتا ہے تو لینے
پر انکار اور زیادتی پر اصرار کرتے ہیں، جب سبب مرضی پالیتے ہیں تو رکھ دیتے ہیں، اور بعض پھر بچا یا داماد قبول
لینے کے رکھ دیتے ہیں اس کے بعد جو بلا لے لیا، اور بعض کچھ اصرار کر کے اور زیادہ لیتے ہیں آیا شرعاً یہ لینا دینا
کیسا ہے؟ اور اس کو ضروری حق سمجھنا اور اس پر استہام و اصرار کرنا کیسا ہے؟

(۷) شرعاً ولیمہ کی تعریف کیا ہے اور اس کی مدت کتنی روز تک ہے؟

(الف) پہلے دعوت کرنا پھر بارات اور رخصتی کر کے دھن لانا یہ ولیمہ ہے یا نہیں؟

(ب) نابالغ کی رخصتی کے بعد چونکہ زفاف نہیں ہوتا تو بعد دھن لانے کے دعوت کرنا ولیمہ مسنون ہے

یا نہیں

(ج) اگر ولیمہ بارادہ سنت نہ کرے بلکہ خیال نام آوری و برادری سے سرخ روئی مقصود ہو اور یہ کہتا رہے کہ چنانکہ دس دفعہ بھائی لوگ کے یہاں کھا آئے ہیں لہذا برادری کو کھانا ضرور ہے چاہے ہمارے پاس ہو یا نہ ہو یہ دعوت کیسی ہے اور مستطیع غیر مستطیع دونوں کا حکم فرمائیے۔

الجواب

(۱) تا بلوغ لڑکے اور لڑکی جن کا تعظیم کلام سمجھا جائے اور وہ الفاظ و معنی کا قصد کر سکیں ان کا ایجاب و قبول خود ہو یا دوسرے کی تلقین سے صحیح ہے، پھر اگر باجائزت ولی سے نافذ بھی ہے ورنہ اجائزت ولی پر قوت جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اس کا جواب جواب سوال اول میں آگیا اور ان عقود میں جو کلام پہلے ہے وہ ایجاب ہے اگرچہ بلفظ قبول ہو، درج بعد کو ہو وہ قبول، اور جب باذن ولی ہو تو ولی کا دیاں موجود ہونا ضرور نہیں، اور بلاذن ہو تو اس کی اجائزت پر موقوف رہے گا، اور سنون طریقہ یہ ہے کہ ادلیا، خود ایجاب و قبول کریں یا ان کی اجائزت سے ان کے وکیل نمایاںوں سے کہوانے کی کوئی حاجت نہیں۔

(۳) کوئی عرج نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) جب جائز ہے تو مسجد میں دینا اور بہتر ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) یہ ایک مختصر رسم ہے، اسے ضروری سمجھنا جائز، اور اگر اصرار حدیث ناگواری تک ہو تو حرام، ورنہ آپس کے معاملات میں جن پر شرع سے منع وارد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) شب رفات کی صبح کو اجاب کی دعوت کرنا ولیمہ ہے، رخصت سے پہلے دعوت کی جائے ولیمہ نہیں، یونہی بعد رخصت قبل زفاف اور ریا و ناموری کے قصد سے جو کچھ ہو حرام ہے، اور جہاں اسے قرض سمجھتے ہیں وہاں قرض تارنے کی نیت میں عرج نہیں اگرچہ ابتداء پر نیت محمود نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از سلطان پرو بک اسٹیٹ مسٹر مرثیہ خان پی سارجنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس آف

۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید قاضی ہے مگر وکالت کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے، بینو تو مجردا

الجواب

وکالت کا پیشہ جس طرح آج کل رائج ہے شرعاً حرام ہے، ایسے شخص کو قاضی کرنے کی اجازت نہیں اللہ اعلم

مسئلہ از سلطان پور (ادوم) محلہ پرتاب گنج مرستہ حافظ عبد الحمید و عبد الغنی صاحبان ۳۱ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ
 زید نے پسر کو جسے اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح موجودگی خود کیا اور ہندہ کوئی بار اپنی سسرال بھی گئی پھر خا صمت کی وجہ
 سے رخصتی تین سال سے بدکردی۔ ہندہ اپنے والد زید کی وجہ سے مجبور ہے، اب زید نے ایک دعویٰ فتح نکاح کا
 اپنی لڑکی کے نام سے دائر کیا ہے کہ میرا نکاح بامنفی کی حالت میں ہوا۔ زید کا بیان ہے کہ لڑکی کا نکاح میری علم موجودگی
 میں ہوا ہے کیونکہ میں شادی کا سامان دیتا کر کے کسی ضرورت سے ہفتہ عشرہ کے لیے کسی دوسرے شہر کو چلا گیا تھا
 بی بی نے میری بے اجازت نکاح کر دیا اس پر کچھری میں زید نیز اہل محلہ نے صلف اٹھایا حالانکہ دعویٰ اس بنا پر خارج
 ہو گیا کہ ترکہ کے دکانے اس بات کو ثابت کر دیا کہ زید خود موجود تھا اور زید کی اجازت سے قاضی نے نکاح پر طعنا
 لہذا زید و معین زید کا شرعاً کیا حکم ہے؟ اور ایسے چھوٹے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا؟

الجواب

حدیث میں ہے: شاهد الزور لا تبول قد صاۃ حتی یوجب اللہ لہ النار
 جو ناگوارہ وہاں سے اپنے پاؤں نہٹائے نہیں پاتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم واجب کر دیتا ہے۔
 گواہوں کا قویہ حال ہے، اور زید پرانے سہ کے بارے میں اس کے کسی ان کو جھوٹی شہادت پر باعث ہوا
 پھر انہوں نے عورت کو شہر سے جدا کرنا اور منکوحہ کو غیر منکوحہ ٹھہرا دیا یا یہ دوسرا بیڑ ہے۔ غرض یہ سب لوگ
 فاسق ملعون ہیں ان کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور پڑھ لی ہو تو پھیرنی واجب۔ واللہ
 تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مستور سید ایوب علی صاحب ساکی بریلی محلہ بہاری پور کسگران

چوتھیں وہابیہ سے میل جول اور باہمی شادی بیاہ رکھا ہو اور یہ جانتے ہوئے کہ یہ وہابی ہے اس کے یہاں
 شادی بیاہ کر سکتے ہیں جبکہ یہ معلوم ہے کہ وہابیہ سے اس کا میل جول ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

وہابیہ سے میل جول رکھنے والا ضرور وہابی ہے کہ وہابیہ کو گمراہ بددین نہیں جانتا تو خود گمراہ بددین ہے
 اور اس کے ساتھ مناکحت ہو ہی نہیں سکتی، اور اگر ان کو گمراہ بددین جانتا اور کہتا ہے پھر بھی ان سے میل جول
 رکھتا ہے تو سخت فاسق جیباک ہے اس کی مناکحت سے احتراز چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از موضع میرنگی پور ڈاکخانہ ہر پور ضلع سیما پور مستور محمد حسین صاحب علیہ السلام ۱۲۳۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے شادی کا پیام دیا اور اس
 میں یہ اظہار کیا کہ لڑکا نہ لڑکے کا ہے وہ لڑکا قصہ ہر گام پور کا نکلا۔ مزید یہی نوشتہ کے تعین غم میں اختلاف رہا۔
 لڑکی تو کہتی ہے کہ میرا نکاح عبد الرحمن بن کلہ کے ساتھ ہر گام پور کا نکلا اور قاضی کا بھی یہی قول ہے مگر گواہ لعل محمد بن منوں
 بتلاتے ہیں اور وکیل لعل محمد بن کلہ کا مدعی ہے کہ وہ لڑکا جو نوشہرہ بن کر آیا تھا وہ دراصل ہر گام پور کا تھا اور اس کا
 نام لعل محمد بن منوں تھا، اس صورت میں نکاح کس کے ساتھ ہوا اور اس میں شرعی حکم کیا ہے؟ مینو، توجرو

الجواب

راجہ یوں ہے کہ عورت یا اس کے ولی سے اذن لے کر دوطرف سے خطاب کرتے ہیں کہ فلاں کی فلاں لڑکی اتنے
 ہر پہ تیرے نکاح میں دی، وہ کہتا ہے میں نے قبول کی۔ اس صورت میں جس سے خطاب کیا گیا اور اس سے قبول
 کیا اُسی کے ساتھ نکاح ہوا، کہیں کا رہنے والا ہو اور اس کا کچھ بھی نام ہو۔ پھر اگر بالفرض عورت یا تانا بانہ کے
 ولی نے اُسی کے لیے اجازت دی تھی جب تو یہ نکاح نافذ ہو گیا اگر کوئی مانع شرعی نہ ہو ورنہ فضولی کا نکاح ہوا عورت
 یا اس کے ولی کی اجازت پر موقوف رہا، اگر جائز کیا جائے جائز ہو گیا، رد کیا جائے باطل ہو گیا، یہ تو نکاح ہونے نہ ہونے
 کا حکم ہے، رہا یہ کہ نکاح ہوا اور مرد نے دہن کیا کہ میرے ساتھ اس کا نکاح ہوا اس عورت کے وکیل اور گواہوں
 کے بیان میں اختلاف ہوا، کسی نے کسی کے ساتھ نکاح ہونا بیان کیا دوسرے نے کسی کے ساتھ، اگر دو گواہ شرعی
 عادل قابل قبول دہی مدعی کے مطابق گواہی دے دیں گے دہنی و دہری کر دیا جائے گا عورت و وکیل کچھ کہیں
 و اللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از نوشہرہ تحصیل جا پور ضلع ڈیرہ غازی خان مستور عبدالغفور صاحب علیہ السلام ۱۲۳۹ھ
 ایک شخص کہتا ہے کہ میری اپنی عورت کے ساتھ تن بخشی ہے، آیا شرعاً تن بخشی کوئی چیز معتبر ہے یا
 نکاح؟ مینو، توجرو

الجواب

تن بخشی پر قناعت حریج نہا ہے اگر اسے حلال جانے تو کافر،
 انما كان ذلك من خصائصه صلى الله تعالى عليه وسلم، قال تعالى حائصة لك من دون
 المؤمنين. والله تعالى اعلم۔
 یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص میں سے ہے،
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ خالص آپ کے لیے ہے
 مؤمنین کے لیے نہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

دوسرا مسئلہ
ایک شخص نے دعائے خیر جلس میں کہہ دی کہ میں نے لڑکی اپنی اس شخص مشافہہ زید کو دی، بعد وہ یعنی باپ لڑکی کا مرگیا اس کے وارثان نے اس لڑکی کا عقد نکاح دوسرے شخص کو کر دیا، آیا دعاء خیر جائز ہے یا وارثان کا نکاح جائز ہے

الجواب

دعائے خیر سے اگر وہ بکھا جاتا ہے تو وارثوں نے جو یہ نکاح کیا جائز ہے۔ اور اگر اسی وقت نکاح کر دینا مقصود ہوتا ہے اور زید نے اسی مجلس میں قبول کیا اور دو گراہوں نے مناسبتاً اور نکاح ہونا سمجھا تو نکاح بگمہ

تھا، دوسرا نکاح باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۹ از رآمر تحصیل جوہر مان صلح راولپنڈی ڈاکٹر ناجی مسئولہ تاج محمد صاحب ۱۵ محرم ۱۳۳۹ھ
(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین زید کے بارے میں تین افراد شہادت دیتے ہیں کہ مدعی علیہ نے والد لڑکے کو بولا ہے کہ میں نے اپنی دختر نامہ الف غلامی تمہارے ملائے لڑکے کو دے دی ہے اس نے قبول لڑکے معلوم کیے
کر لی ہے اور اس مجلس میں نہ ذکر نکاح کا نہ پڑا خطبہ پڑھا گیا، نہ ذکر مہر کا ہوا، اس کے علاوہ مدعی علیہ بھی کہتا ہے کہ میں نے ارادہ ناطہ کا کیا ہے نہ نکاح کا، اب یہ نکاح ہو گیا یا خطبہ یا ناطہ؟
(۲) قرینہ نکاح کا خطبہ اور ذکر مہر پر دو سوہیں ملے یا فہر مشہود نکاح کا فقط کافی ہو گا یا نیت ولی دختر پر ہے؟

الجواب

(۱) خطبہ پڑھا جانا یا ذکر مہر ہونا کچھ شرط نکاح نہیں، وہ مجلس اگر عقد کے لیے متعی عقد ہو گیا اور اگر مجلس وعدہ متعی اور حاضرین نے اسے وعدہ ہی سمجھا تو وعدہ پڑا نکاح نہ ہوا،
در مختار میں ہے کہ اگر یہ مجلس وعدہ (منگنی) کیلئے
فی الدر المختار ان المجلس للوعد فوعد
بے منگنی ہے اور مجلس نکاح ہے تو نکاح ہو گا۔
واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نکاح بالفاظ صریحہ میں نیت شرط نہیں، الفاظ ایجاب و قبول ہونا اور دو شاہدوں کا سمجھنا کہ یہ نکاح ہو رہا ہے کافی ہے، ذکر مہر ضرور نہ قرینہ اور خطبہ اگرچہ ضروری نہیں مگر قرینہ نکاح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

لہا کفو۔

ہو جائے، اور غیر شادی شدہ لڑکی کے نکاح میں جب
اس کا کفو مل جائے۔ (ت)

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ شیخ سلامت اللہ قصیدہ محمد عمر پور ضلع شاہجہان پور پاپو فروش، ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی کی کتنی عمر تک نکاح ناجائز ہوتا ہے اور کتنی عمر ہو
تو جائز ہوتا ہے؟

الجواب

نکاح سی عمر میں ناجائز نہیں، اگر اسی وقت کے پیدا ہوئے بچے کا نکاح اس کا ولی کرے گا نکاح
ہو جائے گا، ہاں پیٹ کے بچے کا نکاح نہیں ہو سکتا۔
اذلا ولاية على الجنين لاحد كما في
غیر لیون۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عمر العیون میں ہے (ت)

مسئلہ مسئلہ عبد العزیز صاحب از شہر محلہ کشکو تیان ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو لڑکیاں تمام اس صورت سے پیدا ہوئیں کہ دونوں کے
کوٹھوں کی ڈھانچیں بھرنی بھرنی تھیں اور وہ لڑکی کاٹ دی گئی تھیں کہ جان کا فوت تھا، اب دونوں جوان
ہوئیں ان کی شادی کس طرح کی جا سکتی ہے؟ جینا تو جروا۔

الجواب

جھوٹ اور بے اصل بات قائم کر کے شریعت کو تکلیف دینی سخت بیہودگی ہوتی ہے، کیا سائل کو
لڑکیوں کو پیش کر سکتا ہے۔

مسئلہ از موضع دیورنیا ضلع بریلی مسئلہ عنایت حسین صاحب ۲۹ رجب ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ مضمون نکاح خوانی جائز ہے یا نہیں، واجد علی حال
کی لڑکی تمام اس کام کو معلوم ہے، بالوضہ ہر موجد بل مبلغ دو سو روپیہ سکے انگریزی کے جو کاست فلاں اور بشہاد
فلاں فلاں علاوہ نان نفقہ کے سچ عقد نکاح تیار ہے کے دی گئی تم کو قبول ہے، قبول کیا میں نے۔

الجواب

جائز ہے، جبکہ واجد علی غافل معروف ہو یعنی حاضرین سے دو گواہ پہنائیں کہ فلاں شخص ہے ورنہ اس کے
لے السنن الکبریٰ للبیہقی باب اعتبار الکفارة دار صادر بیروت ۱۳۳۳ھ
سے غزینیون، البصائر للحموی، علی الاشبہ والنظائر ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۶۰۳/۲

باپ دادا کا بھی نام لیا جائے، اور برکاتِ فلاں و شہادتِ فلاں اور علاوہ ثانی و فقہ کے کہنا ایک زائد بات ہے جس کی حاجت نہیں، اور وہی گنتی کی جگہ دی میں نے کہے، اور وہ کہے جو تباغہ کا ولی یا ولی کا وکیل یا تباغہ کا وکیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مستولہ جناب مولوی افزار الحق صاحب تحصیل چوئیاں ضلع لاہور بروز یک شعبہ
بتاریخ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ہندو کے باپ کے چچا کا بیٹا جو ہندو مذکور کا ولی تھا وہ چچا بنایا میں رہتا تھا اور اس کی والدہ نے اس مقام سے سات کوس کے فاصلہ پر ولی مذکور کی عدم موجودگی میں ہندو کا نکاح پڑھا دیا اب جب ولی مذکور نے اپنی ناراضگی کی ہرگز تو نکاح والدہ کی اجازت سے جو ہندو تھا وہ کس واسطے باطل ٹھہرا، حالانکہ درمختار کی اختیار کی اجازت کے بعد نکاح تھا کہ

واختار فی الملتقى ما لم ينظر الكفو المخاطب
جوابہ واحتد الباقی ونقل ابن الکمال
ان الفتوى عليه
ولی ذبحہ نکاح جائز ہو گا جب کفو والا رسم شدہ
ولی اقرب کے جواب کا انتظار نہ کیے یہاں تک کہ حق رہے اس پر
باقی کے احکام کیا ہیں، ابھی الکمال نے نقل کیا کہ

فتویٰ اسی پر ہے (ت)

اور صاحب بزاز نے اس قول کو اقرب الی الفقہ کہا ہے اور رد المحتار میں ذخیرہ سے ہے کہ:
هو الاصح وفي البحر من المجتبی والبسط
انه الاصح وفي النهاية واختار اكثر المشائخ
وصححه ابن الفضل استہی۔
یہی اصح ہے اور بحر میں مجتبیٰ اور مبسوط سے منقول
ہے کہ یہی اصح ہے۔ اور نہایت میں ہے کہ اکثر
مشائخ نے اس کو اپنا پایا ہے اور ابن الفضل نے اس
کی تصحیح کی ہے۔ انتہی (ت)

اسی عبارتوں سے جب معلوم ہوتا ہے کہ ولی حسب اقرب کی غیبت میں ولی بعید کو نکاح پڑھانے کا اختیار ہے تو دادہ کا نکاح کیا ہوا کس واسطے باطل کیا گیا فقط۔

(۲) مجلس خطبہ میں ناکح نے خود بروگوان کے ہندو کے باپ عمرو کو کہا کہ قونے اپنی لڑکی بکر کے لڑکے

۱۹۴/۱	مطبوع مجتبیٰ دہلی	باب اولی	سلسلہ درمختار
۳۱۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	۲	سلسلہ رد المحتار

زید کو دی اس نے کہا "دی" پھر بڑھ کر کہا کہ تو نے عمر کو لڑکی ہندہ اپنے لڑکے زید کے واسطے قبول کی، اس نے کہا "قبول کی" یا حضرت اسے ایجاب اور قبول سے ہندہ کا نکاح مجھوایا کہ نکاح کا وعدہ ہوا؟

الجواب

(۱) فی الواقع اقوال اس میں مختلف ہیں اور بعض بھی مختلف ہیں اور اصح ایہ ہے جو در مختار میں ہے مگر در مختار کا یہ مطلب نہیں کہ سات کو کس کے فاصلہ پر حالہ منتظر الکفو والحاظ مصادق آجائے تفقہ فقط کتاب سے عبارت دیکھ لینے اور لفظی ترجمہ سمجھ لینے کا نام نہیں بلکہ مقصد شرع کا احکام اور احوال بلاد و عباد پر نظر رکھنا تفقہ ہے، اسی در مختار میں ہے:

من لو یکن عالماً اهل نہما نہ فهو جاہل۔ جو اپنے زمانہ والوں کے حالات نہیں جانتا وہ جاہل ہے (دست) ہمارے بلاد میں نکاح ابکار کی حالت معلوم ہے مہینوں پیام سلام بہتے ہیں اگر بیٹی والوں کی مرضی بھی ہو تو جلد قبول کر دینے کو عیب جانتے ہیں یہ ان کے یہاں مثل دائرہ سائے کہ بیٹی کا معاملہ کچھ بازار کا سودا نہیں ابھی جو تیاں ٹوٹیں نہ چادریں پھٹیں ابھی سے اقبال کر دیا جائے اور ایسا تو کوئی بھی کفو خاطر نہیں کہ ولی اقربہ سات کو کس پر مٹیا ہے اور وہ اس سے اجازت لینے تک کا انتظار نہ کرے ہاں یہ وہی کرے گا جسے معلوم ہو گا کہ ولی اقربہ کی طرف سے نہ ہو، ایسی تھیں معتد کریم ولایت قرعہ کا ابطال اور حکم شرع کا نقص ہے بلکہ عند الاضافہ یہ روایت مضبوطی بہا نور روایت مسامتہ ہے ہی تنگ تر ہے ریل نے مسامتہ قہر کو گھنے ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت کر دیا، کون سا غائب ہے کہ اتنی دیر کا انتظار نہ کرے گا و بقیۃ التعمید فی فتاویٰ الفقیر (باقی تفصیل اس فقیر کے فتاویٰ میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر وہ مجلس وعدہ کی تھی اور وعدہ ہی مفہوم مجھوایا تو وعدہ ہی ہوا نہ کہ نکاح، ورنہ نکاح۔

قال من اعطیت نیک قال نعم ان المجلس للوعد فوعد وان للعقد فمعد در مختار وغیرہ۔ یہ بات مجلس وعدہ میں وعدہ اور مجلس نکاح میں نکاح ہوگی، در مختار وغیرہ (دست)

اس کی بناء ہاں کے رد اجماع و متفہم عرف پر ہے کما اشارنا الیہ (جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ لال محمد خٹا از چھپوئے ضلع اناہہ بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۱ ربیع الاول شریعت ۱۳۳۳ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا پھر اُسی مرد نے اُسی عورت کے ساتھ بحالت کل نکاح کیا۔ بعد نکاح اس کے ساتھ مباشرت کی، اسی صورت میں نکاح رہا یا نہیں؟ بینوا تو بڑا۔

الجواب

اگر وہ عورت بے شوہر تھی یا شوہر مر گیا یا طلاق سے دی تھی اور یہ عمل شوہر کا شرعاً نہیں قرار پا سکتا تھا یعنی اس کی موت اور طلاق سے دوسرے کے بعد پھر پیدا ہوا تو ان سب صورتوں میں نکاح صحیح ہو گیا، پھر اگر وہ عمل اسی زانی کا تھا تو اسے بعد نکاح پاس جا بھی جائز تھا اور دوسرے کا تھا تو نہیں، بہر حال اس مباشرت سے نکاح میں کمی غلط نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ضلع چھپرہ سارن ڈاک خانہ مدائی بارغ بازار موضع چکدرہ مسئلہ شہ حبیب احمد صاحب بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۱ ربیع الاول شریعت ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ یہ نے خالہ کو مع دو شاہد کے وکیل معین چند اشخاص کے مقابلہ اجازت دی کہ وہ اس کے پاس سے دس ہزار روپیہ اور دو دینار شرف پر کو دو روپہ وکیل معین وقت ایجاب بچانے دس ہزار روپیہ کے دس ہزار درہم کا الفاظ زبان پر لایا۔ شاہد نے روکا کہ درہم چھوڑو روپیہ کہو، وکیل معین نے یہ کہا کہ درہم روپے کو کہتے ہیں اور دینار شرف، یہاں پر درہم و دینار دونوں جمع ہے، لہذا اہل زبان کے نزدیک مستقل روپیہ و شرفی ہے۔ اس پر شاہد ان و اہل مجلس تمام ساکت ہوئے اور وکیل معین نے بایں الفاظ ایجاب و قبول کرایا کہ ثبت غلط بعض ہر دولہ ہزار درہم مستحق رائج الوقت اور دو دینار شرف تھے ری زوجیت میں دیا تم نے قبول کیا، تین مرتبہ ایجاب و قبول کرا کے زبان سے کہہ دیا کہ تم کو کبھی بیشی کرنے کی عہدہ حق نہیں ہے، درہم سے دس ہزار روپیہ میری مراد ہے اور مستحق کی دوسری قید ہے جو اس وقت کا روپیہ ہے جو رائج ہے، اگر اس کے خلاف وکیل معین کرے گا تو اس کے نزدیک نکاح باطل ہوگا۔ اب فریق ثانی دوسرے روز معوضہ درہم مجلس اس کے و فریق اول میں یہ قہر ہے کہ کتاب دیکھی جاتی ہے کہ لغت میں درہم کے معنی چسپہ ہے لہذا دوسرے روپیہ سے بھی کم نکاح ہوا، اور کوئی جملہ فریقین یہ کہتا ہے کہ نکاح باطل ہوا۔ بیان فرمائیے اجر و ثواب پاسیے، فقط۔

الجواب

نکاح صحیح ہو گیا اور دس ہزار روپیہ اور دو دینار ہر ہوا۔ درہم چسپہ کو نہیں کہتے روپیہ ہی کو کہتے ہیں ان

اگر اسے مطلق رکھتا تو درجہ شرعی کا احتمال ہوتا جس کا وزن میں ماشے ایک رتی $\frac{1}{2}$ رتی کا ہے اب کہ اس سے سب سے
راجح الوقت کہہ دیا احتمال قطع ہو گیا اور یقیناً یہی روپیہ مرد اور باجو سوا گیا رہ ماشے کا ہے واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۹۰ مقام سیدری علاقہ راجہ ضلع بریلی تحصیل آنولہ تھانہ سرونی روز چہار شنبہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ
مسئلہ ۹۱ خاں صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس باب میں کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کو خواد باہر کی پھرنے ال
یا طوائف سے نکاح کر لے تو وہ جائز یا ناجائز؟ اور بعد نکاح کے بے پردہ عورت باہر جاوے تو نکاح رہا یا
نہیں؟ یا اس فعل پر اس کو طلاق دے دے اور جہاد کرے تو پھر کوئی حق اس کا ذمہ زوج کے رہا یا نہیں؟
اور نکاح میں ایجاب و قبول باہم کر لے اور گواہ وکیل نہ ہو تو نکاح جائز یا ناجائز؟ اگر بعد نکاح کے اس عورت کا
فصل ناجائز عرصہ ایک یا دو یوم کے معلوم ہو تو زوج اس کو طلاق دے دے اور جہاد کرے تو طلاق ہر دو کے
یا نہیں؟ اور بروقت نکاح بعد جہاد کم از کم کتنی ہونی چاہیے؟

الجواب

نکاح نہ بے پردہ و بازاری سے بھی جائز ہے اور عورت کے بے پردہ نکلنے سے نکاح نہیں جاتا اور بعد
طلاق ضرورتاً لازم ہوتا ہے اور نہ ایک کائنات بچہ عورت کا کوئی حق مرد پر نہیں رہتا۔ نکاح میں وکیل کی
ضرورت نہیں، نہ ایسے دو شخصوں کی ضرورت ہے جن کو وہ سے ما مرد یا بے ہاں یہ ضرور ہے کہ دو مرد عاقل
بالغ یا ایک مرد و عورت عاقل بالغ (اور مسلمان عورت کے نکاح میں ان دونوں تینوں کا مسلمان ہونا بھی شرط
ہے) متضایجاب و قبول سنیں اور گیس کہ یہ نکاح برہنہ ہے، وہی لوگ شرعاً گواہ ہیں اگرچہ وہ لوگ گواہی کے لیے
نامزد نہ کیے جائیں، بغیر اس کے نکاح نہیں ہو سکتا۔ طلاق اسی دن دیں، خواہ جب دیں واقع ہو جائے گی۔
مہر کم از کم دس درہم بھر چاندی ہے یعنی دو تو لے ساڑھے سات ماشے بھر، یا یہاں کے روپے سے
دو روپے پوتے تیرہ آنے اور ایک پیسہ کے پانچویں حصے کے برابر۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۹۱ مسئلہ مولوی محمد اسماعیل صاحب محمد آبادی امام رسالہ پبلش بریلی چھاپنی ۷ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

- (۱) ماہ محرم الحرام و صفر الخضر میں نکاح کرنا منع ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیوں؟
- (۲) زید کی لڑکی (لے پاک) برعجب کا نکاح زید کے گئے بھائی بکر سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

- (۱) نکاح کسی مہینے میں منع نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) جائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۲ بروز شنبہ ۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ

ایک عورت کا مرد فوت ہو گیا ہے مگر اس کی عدت پوری نہیں ہوئی اس کا نکاح پڑھنا جائز ہے؟ اگر کوئی پیش امام یا قاضی عدت کے اندر نکاح پڑھا دے تو وہ نکاح ہو گا یا نہیں؟ اور اس نکاح پڑھانے والے کے نکاح میں کچھ فساد ہو گا یا نہیں؟ یا اس کا نکاح پڑھانے والے پیش امام کے لیے کچھ گناہ آتا ہے یا نہیں؟ اور اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ صورت دیگر یعنی پیش امام نے ایک عورت کا نکاح عدت کے اندر پڑھا دیا اور پھر دوسرے روز اس نے دو مسلمان کے مدبر و اقرار کیا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی خدا کے لیے معاف کرو۔ انہوں نے اس کو کہا کہ پیش امام صاحب آپ کا خود نکاح باطل ہو گیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ اچھا میں نکاح دوبارہ چوری سے پڑھاؤں گا مگر راستہ خدا مجھ کو اب معاف کر دے کہ اسی اندر کر دیں گا۔ مگر پھر اس کو کسی دوسرے مولوی صاحب نے کہہ دیا کہ تم کہہ دو کہ مجھ کو خبر نہ تھی میں نے بے خبری میں نکاح پڑھا دیا۔ تو اس کے لیے شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ تو ایسے نکاح پڑھانے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ اور جس نے اس کو ایسا جھوٹ کہنا سکھایا کہ تم کہہ دو کہ مجھ کو خبر نہ تھی، تو اس سکھانے والے کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور جو لوگ اس مجلس نکاح میں حاضر تھے، ان کا نکاح درست ہے یا کچھ ملل ہوا؟ اور ایسے نکاح پڑھانے والے کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے نکاح پڑھانے والے کو کچھ گناہ آتا ہے یا نہیں؟

الجواب

عدت میں نکاح تو نکاح، نکاح کا پیغام دینا حرام ہے۔ جس نے دانستہ عدت میں نکاح پڑھا دیا اگر حرام جان کر پڑھا یا سخت فاسق اور زنا کا دلال ہوا مگر اس کا اپنا نکاح نہ گیا، اور اگر عدت میں نکاح کو حاصل بنا تو خود اس کا نکاح جائز رہا اور وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ بہر حال اس کو امام بنانا جائز نہیں جب تک توہم نہ کرے یہی حال شریک ہونے والوں کا ہے، جو نہ جانتا تھا کہ نکاح پس از عدت ہو رہا ہے اس پر کچھ الزام نہیں، اور جو دانستہ شریک ہوا اگر حرام جان کر تو سخت گناہ گوار ہوا، اور حلالی جانا تو اسلام بھی گیا، اور جس شخص نے امام کو جھوٹ بولنے کی تعلیم دی وہ سخت گناہ گوار ہوا، اس پر تو بہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۳ مستوفی قراچہ ٹیکہ دار از مقام پبلی بحیث چندوی لکھنؤ پارہ روز شنبہ ۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرح متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی، دو تین روز کے بعد دوسرے شخص نے نکاح کر لیا، ابھی عدت گزری نہیں ہے، آیا اس کا نکاح ہوا یا نہیں؟ اگر نکاح نہیں ہوا تو تیس برس تک اس نے حرام کیا اور حرام کا ترکیب ہوا، اب ہم برادری والے اس پر مجرم نہ ڈالنا چاہتے ہیں؟ شریعت اس میں کیا حکم لگاتی ہے اور ہم لوگ کوئی سی اس کو سزا دیں، جو حکم شریعت کرے اس کو ہم سزا دیں؟

آپ اس کو برادری سے علیحدہ کر دیں یا کچھ لوگوں کو کھانا کھلا دیں، اس کا حکم حضور جلیلہ روائہ فرما دیجئے گیونکہ یہاں پر جگہ اڑا ہوا ہے فقط۔

الجواب

وہ نکاح نہیں ہوا، حرام محض ہوا، اُن مرد و عورت پر فرض ہے کہ فوراً جداسہجائیں، نہ ہوں تو برادری والے ان دونوں کو قطعاً برادری سے خارج کر دیں۔ اُن سے بول چال، میل جول، نشست و برخاست سب یک نخت ترک کر دیں، اس کے سوا یہاں کیا سزا ہو سکتی ہے، اور پھر کھانا ڈالنا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹۴ مسئلہ عبداللطیف خاں دکاندار علی بحیث محلہ ڈوری لائی بروز یکشنبہ ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت بیوہ جس کا ایک لڑکا تھا اس نے اپنا نکاح زید سے کیا اور لڑکا عورت بیوہ یعنی اب زہد زید اپنے بھرا بی لے کر آئی تھی اس کا نام بکر ہے، زہد زید فوت ہو گئی اور کوئی اولاد زید سے نہیں ہوئی اور نہ کوئی اولاد زید کی تھی بجز مذکورہ نے اپنا نکاح کسی عورت کے ساتھ کیا جب بکر سے کوئی اولاد نہیں ہوئی بکر نے اپنی زوجہ کو نکال دیا اور طلاق دے دی، بعد انقضائے مدت حدت کے زید نے اُس کے ساتھ نکاح کیا، آیا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے، وہ اس کی بیوہ نہیں، کہ بکر اس کا بیٹا نہیں۔ اس کی زوجہ کا بیٹا ہے۔

قال تعالیٰ وحلائل ابناکم الذین من اصلاکم
وقل تعالیٰ واحل لکم عاوداء ذلکم۔ واللہ
تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے حقیقی بیٹے کی بیوی بننے والیوں سے (نکاح) حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان مذکورہ محرمات کے علاوہ باقی عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

بتاریخ ۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

مسئلہ ۹۵ از شایعہاں پور بروز شنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ما توکم فی ذہ الصورة ایسا العلماء الکرام، اول ہندہ کی نسبت اس کی رضا و رغبت سے زید کے ساتھ ہوتی پھر ہندہ کی والدہ نے اس کا نکاح بکر کے ساتھ ہندہ کو اطلاع دئے بغیر کر دیا، اور ہندہ سے یہ کہہ دیا کہ اگر تجھ سے کوئی نکاح کے متعلق دریافت کرے تو یہ کہہ دینا میری ماں کو اختیار ہے۔ جب ہندہ کو اپنے

نکاح کی اطلاع جوتی جو بچہ کے ساتھ کیا گیا تھا تو اس نے اس کو قبول نہیں کیا اور اپنی رضامندی سے اپنا نکاح رید کے ساتھ چڑھوایا (اور اس لڑکی کے سوائے ماں اور بہنوں کے اور کوئی نہ تھا) اور عمر لڑکی کی سترہ سال کی تھی، یعنی بالغ تھی، سوال یہ ہے ان صورتوں میں ہندو کا نکاح بچہ کے ساتھ صحیح ہوا یا زید کے ساتھ؟ فقط

الجواب

اگر صورت واقعہ یہ ہے کہ ہندو وقت نکاح بچہ بالغہ تھی اور ماں نے بے اس کی اجازت کے اس کا نکاح کیا، جس کی خبر پا کر اس نے قبول نہ کیا اور اپنا نکاح رید سے کر لیا تو نکاح بچہ باطل ہو گیا، اور اگر ہندو کے کوئی مرد دادا پردادا کی اولاد کا کرولی نکاح ہو سکے، نہیں، یا زید جس سے ہندو بالغہ نے دھماکے خود نکاح کر لیا ہندو کا کفر ہے یعنی مذہب، نسب، چل چل، پیٹے وغیرہ کسی بات میں ایسا کم نہیں کہ ہندو کا اس سے نکاح دلی ہندو کے لیے باعث ننگ و حار ہوتا اگر وہ کفر نہیں تو ولی نے پیشی ارتکاز اسے ایسا جان کر اس سے نکاح ہندو کی حریج اجازت دے دی تو ان صورتوں میں زید کا ہندو سے نکاح صحیح اور نہ ہو گیا، اور اگر زید مذکور کفر نہیں اور ہندو کے ولی نے پیشی ارتکاح اسے غیر کفر جان کر حریج اجازت نہ دی تو ہندو کا نکاح زید سے بھی باطل محض ہوا و المسائل کلبہ منصوبہ علیہا فی الدرر وغیرہ من الاسفار والفض (یہ تمام مسائل دروغ و کتب میں صراحتہ مذکور ہیں) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ڈاک خانہ سندھ لکھنؤ صلیع ہرودتی مرسلمہ محمد عبد الولیل صاحب بروز شنبہ ۶ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ احمدی فرقہ شیعی مذہب ہے، اور دوسرا فرقہ شیعہ امامیہ طریقہ رکھتا ہے، کیا ان دو اشخاص کے باہم عقد نکاح شرعاً جائز ہے؟ اور یہ کہ ان سے پیدا شدہ اولاد ثابت النسب ہے یا نہیں؟

الجواب

نکاح اصلاً نہ ہو گا و السألة فی الهندیة وغیرہ وقد فصلناہ غیر مرة فی فتاوانا (یہ مسئلہ ہندو وغیرہ میں ہے ہم نے کئی بار اسے اپنے فتاویٰ میں فصل بیان کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم)

مسئلہ از گونا ریاست گوالیار مقصود علی گڑھ اور بروز شنبہ بتاریخ ۶ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ

بمختصر واقعات طریقت و عالمان حکایت شریعت، پیشوائے دین احمدی درجہ سائے احکامات محمدی مدظلہ بعد آداب نیاز دست بستہ گزارش ہے کہ میں عقد تزویج سلطان احمد خاں میں عرصہ ایک سال کا ہوا آئی اس کا بھائی سیماں خاں، ماہ تک میرے والدین کے پاس رہا، اس کی بد چلتی داد پاشی سے میرے والدین نے اس سے

کہا کہ چلی اپنا سنبھالو، کاش میں ایسا چلی تمہارا خیال کرتا اپنی عورت کو تمہارے سامنے آنے کی اجازت نہ دیتا۔
 اس نے کہا میں ابھی جاؤں، والدہ نے کہا جاؤ سلام۔ وہ چلا گیا۔ میری والدہ کو والدہ نے یہ حکم دیا کہ آج سے تم
 جس وقت اس کا منہ دیکھو گی نکاح سے خارج سمجھا، میرا شوہر اس کو لایا، میری والدہ نے پردہ کیا۔ میرے
 شوہر نے مجھ سے کہا کہ میرے بھائی کو تمہارے والدین نے علیحدہ کیا میں آج سے تم کو علیحدہ کرتا ہوں، تمہارا
 بچہ سے کچھ واسطہ نہیں۔ میں روتی ہوئی اندر آئی وہ چلے گئے صبح کو کیر خان کو شوہر کے پاس بھیجا، بلایا تو کہا میں
 چھوڑ چکا اب کیا واسطہ، اب اگر کعبہ بھی اس طرف ہو تو سر نہ جھکاؤں گا۔ گواہوں کے زور پر کہہ دیا۔ اُس
 دن سے قریب چھ ماہ کے منقضی ہوئے بالکل میں متروکہ پڑی رہی، اب اس کی ہمشیر نے اگر اول یہ تجویز کیا کسی
 صورت سے گھر میں لائے، پھر کہا طلاق کا قصور ہو گیا ہے اس کی تجویز اچھی طرح کر لیں گے کہ ہم اپنے دوسرے
 بھائی سے نکاح کر اگر طلاق دلا کر پھر تیسرا نکاح پڑھا لیوں گے، کسی کو کچھ معلوم نہ ہو گا، یہ میں نے منظور نہیں کیا
 اور نوکس زر مہر کا دیا، تو اب دعویٰ رخصت کا کرتا ہے، لہذا دست بستہ طبعی ہوں کہ میرا عقد سلطان احمد
 سے قائم رہا یا ساقط ہوا، زر مہر مہر مہر کی میں مقدار ہوں یا نہیں؟ آیام عدت میرے ختم ہو چکے یا باقی ہیں؟
 میں شوہر سابقہ سے اب تعلق ازدواج سابقہ کار کھوں تو جائز ہے یا نہیں؟ عہد اللہ جو اب با صواب آگاہ ہیں
 بخشی جائے کہ جس سے دین محمدی کے احکام میں کئی قصور اس عاصد سے نہ سرزد ہو، اس کا اجر حضور اللہ تعالیٰ
 دے گا، یہ ریاست ہندوستانی ہے کوئی اس قدر دیانت میں رکھ نہ پڑے کہ حکم دے دے ویراج کا برتاؤ ہے۔

الجواب

بیان مذکور اگر واقعی ہے تو عورت پر بائن طلاق ہو گئی اور نکاح سے نکل گئی اور تین طلاقیں نہ ہوں گی کہ
 حلالہ کی حاجت ہو جس کے واسطے سلیمان خاں سے نکاح ہو کر طلاق لی جائے، زن و شوہر کی اگر ایک مکان
 تھا میں ایک جاتی ہو چکی ہے تو کل مہر واجب الادا ہو گیا اور عورت پر روز طلاق سے تین حیض کی عدت لازم
 ہوتی، تین حیض اگر شروع ہو کر ختم ہو گئے تو عدت سے نکل گئی ورنہ ابھی نہیں، اور اگر ابھی صرف نکاح ہوا ہے
 اور ایک مکان میں زن و شوہر کی تنہائی نہ ہوئی تو نصف مہر ساقط ہو گیا اور نصف واجب الادا، اور عدت
 اصلاً نہیں۔ اس طلاق کے بعد عورت اگر چاہے تو سلطان احمد خاں سے دوبارہ نکاح ہو سکتا تھا مگر وہ
 کلمہ جو اس نے کہا کہ اگر ادھر کعبہ بھی ہو تو سر نہ جھکاؤں گا اسے علماء نے کلمہ کفر کھا ہے، لہذا اگر وہ اب
 توبہ کرے اور تجدید اسلام، تو اس کا اُس سے نکاح ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از جناب شیخ ابوبکر حاجی آدمی حاجی یعقوب سلیمان ضلع بلا سہوریہ ۱۰ جمادی الاول ۱۳۲۴ھ
 ما توکم ایہا العلماء۔ المحققون رحمکم اللہ تعالیٰ اندری مسئلہ کہ اگر زنیہ ایک جماعت کثیرہ کے زور پر

جگر سے اس کی دختر کو مانگا اور کہا کہ میں آپ کی دختر کو اپنے پسر کے واسطے مانگتے والا آیا ہوں اور جگر نے بھی بیعت و طاعت قبول کر لیا اور کپڑے و زیورات زید نے حاضر کیے اور بعد قبول و تقسیم شیرینی وغیرہ کے دختر کا بھیجنا بھجانا بھی خطیب کے یہاں برابر ہوتا رہا، وریں میں کسی عقد شکر رنجی کے باعث جگر دختر موصوفہ کو دوسرے کے ساتھ نکاح کرنے پر آمادہ ہے پس سائل سوال کرتا ہے کہ صورت مذکورۃ الصدقین القاری نکاح ہوا کہ نہیں، کیا صورت بالا میں جگر دختر موصوفہ کو کسی دوسرے کے نکاح میں دے سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا باذلیل و توہر و ابالاجر الجہل۔

الجواب

جبکہ وہ جلد تنگی کا تھا نہ کہ نکاح کا، تو صرف اتنے الفاظ سے کہ سوال میں مذکور چوٹے نکاح منعقد نہ ہوا، اُسے دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از نظام علی خاں ولد امام علی خاں پرگنہ سہسراں ضلع بڑایوں بھوانی پور غردہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ

ایک شخص ہمارے یہاں بھوانی پور حرد میں پیش امام تھا اس کی بیوی انتقال کر گئی اور اس کی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا ہے جو کہ اس کی سوتیلی ماں تھی یعنی اس کی بیوی کی سگی ماں نہ تھی، اب اس کی بابت ہم کو فتویٰ کی ضرورت ہے حضور کو تکلیف دیتے ہیں کہ اس مسئلہ پر صیغہ طے سے جو کر سکیں، کچھ نکاح درست ہے کہ نادرست ہے؟ وہ کون آیت کلام یاں میں ہے کہ جس سے ناجائز ہے اور وہ کون آیت ہے کہ جس سے جائز ہے اور کون کرن پڑھیں ہیں اور کون کون رکوع میں ہیں؟

الجواب

زوجہ کی سوتیلی ماں سے نکاح جائز ہے کہ سوتیلی ماں ماں نہیں ہوتی۔

قال اللہ تعالیٰ ان امہتہم الا الف و ولدہم
وقال تعالیٰ و احصلکم ما وولدکم
واللہ تعالیٰ اعلم۔

ان کے ماں کو جنم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا،
ان کے ماں کو جنم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا،
واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ غشی محمد حسین صاحب جے پوری از شاہجہان پور ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ

بتوسط کنور بگندر پال سنگھ بی اے، ایل ایل بی، ڈپٹی کلکٹر
کیا فرماتے ہیں اس میں کہ نیکہ کی نانی دو بہنیں ہیں، اصلی نانی کی لڑکی تو نیکہ کی اصلی خالہ ہوئی اُس سے
تو نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن نانی کی دوسری بہن کی لڑکی سے جو نیکہ کی رشتہ میں خالہ ہے نیکہ کا نکاح ہو سکتا
ہے یا نہیں؟

الجواب

ماں کی خالہ کی بیٹی سے نکاح جائز ہے، قال تعالیٰ و احل لکم ما دراء ذلکم (اللہ تعالیٰ نے فرمایا،
(ان کے ماسواقتصار سے لیے حلال قرار دی گئی ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از گلیا فرست بارغ کوٹھی ایسری پرشاد سنگھ رئیس جیہا
۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اپنے حقیقی سارھو (ساندھو) کی
لڑکی سے عقد و مناکحت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

سارھو (ساندھو) کی لڑکی اگر سالی کے بطن سے نہیں تو اس سے سوان مطلقاً جائز ہے جبکہ کوئی
مانع شرعی نہ ہو، اور اگر سالی سے ہے یعنی اپنی زوجہ کی بھانجی، تو جب تک زوجہ اس کے نکاح میں ہے اس کی
بھانجی سے نکاح حرام ہے، ہاں عورت کو طلاق دے دے اور عدت گزار جائے یا عورت مر جائے اس کی بھانجی
سے نکاح جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۲ مسئلہ مروری عزیز الحسن صاحب قادری رضوی برکاتی چھپو نذ صلیع امادہ بتاریخ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نیکہ نے بھانجی بن لاختی کیا، اور
اودھوی دونوں سے ہیں، پس از روئے شرع اقدس یہ اودھویں لادریو یاں جائز قرار پائیں گی یا نہیں؟ اور
پانے ترکہ نیکہ کی مستحق ہوں گی یا نہیں؟ بیسوا توجہ دہا۔

الجواب

اگر دونوں سے ایک ساتھ نکاح کیا دونوں حرام، اور اگر آگے پیچھے کیا تو پہلی کا نکاح بے خلل دوسری کا

حرام، پھر جب دوسری سے قربت کی پہلی سے قربت بھی حرام ہوگئی جب تک اسے جدا کر کے عدت نہ گزر جائے، اولادیں برائے حال ولد الحرام ہیں جیسے وہ نطفہ جو حالت حیض میں مٹھا اور ولد الزنا نہیں۔ زید کا ترکہ ان سب اولاد کو ملے گا۔ ہاں دونوں سے مناسکاح کیا تو وہ دونوں زوجہ ورنہ کچھ ترکہ نہ پاسے گی۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ دونوں سے نکاح کیا ہو، اور اگر زوجہ نکاح میں ہے اور سالی سے رہا تو زوجہ سے قربت بھی حرام نہ ہوگی نہ اس کی اولاد ولد الحرام ہوگی، سالی سے جو بچے ہوں گے ولد الزنا ہوں گے اور زید کا ترکہ نہ پائیں گے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئلہ میاں محمد غوث صاحب ضلع الٹک ڈاکھانہ خود بتاریخ ۵ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ،

لا تشکک المرأة علی عمتها والمرأة علی
حالتها نسائی وعیہ۔ جینا ترجمہ
نسائی وغیرہ میں ہے پھر بھی اور خالہ کی موجودگی میں ان
کی بھتیجی اور بھانجی سے نکاح نہ کیا جائے۔ (ت)
جواب: صریحاً نص سے پایا جاتا ہے احلکم ما وراء ذلکم الا یہ (ان مذکورہ محرمات کے نام، حلال
ہیں۔ ت) تو اصل ثابت ہوگئی، اور حدیث میں کلامی لا ینسخ کلام اللہ وکلام اللہ ینسخ کلامی سے
(میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا اور اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے۔ ت) تو تطبیق کی
کچھ حاجت نہ رہی، جب نام نہ شہرت نہ ہو تو نہ ہی سب پر جاری کیا

الجواب

لا تشکک المرأة علی عمتها ولا علی
حالتها نسائی
پھر بھی اور خالہ کی موجودگی میں ان کی بھتیجی اور بھانجی
سے نکاح نہ کیا جائے۔ (ت)
حدیث صحیح مشہور ہے، مع ہذا وہ مخالف قرآن نہیں بلکہ آیہ کریمہ وان تجمعوا بین الاخیث (حرام ہے

عس یعنی اگر ایک ساتھ نکاح کیا ہو یا آگے پیچھے مگر سب اولاد بعد جمع ہوئی ہو ورنہ وہ اولاد دوسری کے نکاح
اور قربت سے پہلے ہوئی ولد الحرام نہیں ۱۲ مصطفیٰ رضا قادری خیر لہ

۶۶۶/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب لا تشکک المرأة علی عمتها	۲۳/۲	۶۶۶/۲
۶۰۳/۲	دار الفکر بیروت	ترجمہ جبرون بن واقد الحو	۲۳/۲	۶۰۳/۲
۴۵۳/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب تحريم النکاح بین المرأة	۲۳/۲	۴۵۳/۱

مسئلہ مرسلہ عنایت اللہ علی صاحب موضع سسوزہ ضلع رام پور ۹ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی نابالغ کے والدین نے اپنی برادری میں ایک لڑکے نابالغ سے نسبت یعنی منگی کر دی کچھ عرصہ کے بعد لڑکی کا باپ فوت ہو گیا اس کی ماں نے بوجہ تنگی معاش بیکار نکاح اس لڑکے نابالغ کے باپ کو بلا کر رخصت کر دیا جس کے ساتھ نسبت ہو چکی ہے، اس نے اپنے مکان پر لے جا کر نکاح اپنے پسر نابالغ کے ساتھ پڑھوایا، اب کچھ عرصہ کے بعد اس کی ماں لڑکی کو رخصت کر لائی اور دوسری جگہ نکاح کر لیا جس کو اب پانچ یا چھ سال ہو چکے ہیں، اب وہ شخص جس سے پہلے نکاح ہوا تھا و عیال رہے کہ میرے ساتھ رخصت کرانی جاوے میری منکوحہ ہے۔ ماں لڑکی کی پہلے نکاح سے انکار کرتی ہے اور لڑکی بھی پہلے نکاح سے بے خبری بیان کرتی ہے، رخصت کرنے کا اور اس کی منگی کا ماں اقرار کرتی ہے جس سے اس وقت اجازت نکاح قرینہ سے پائی جاتی ہے اگر کہ بے انکار کرتی ہے، لہذا ایسی صورت میں بوجہ شرع شریف جو حکم صادر ہو فرمائیے کہ نکاح اولیٰ کا صحیح رہا یا دوسرے کا، کیونکہ مجھ کو دینی صرف رخصت کر دینا اجازت نکاح ولی کی جانب سے کسی فضولی کو نکاح کرنے کے لیے کافی ہے، دوسرے یہ کہ یہ وہ نکاح یعنی نابالغی میں ہوا تھا اور دوسرا نکاح بالغ ہونے پر، اس پر عورت بھی راضی ہے۔

الجواب

جس نابالغ کا کوئی حصہ یعنی اس سے دو یا دو لڑکی اولاد لا کر یہ مرد و عورتوں کے نکاح کا ولی ہے اس کے ہوتے ماں کو بھی اختیار نہیں وہ نکاح کہ لڑکے کے باپ نے پڑھوایا اجازت ولی پر موقوف تھا، حصہ ہوا تو وہ ورثہ ماں اگر ولی کی اجازت ہو گئی تھی اور لڑکا اس کا کفو تھی یعنی مذہب یا نسب یا پیشہ یا پالی چلے میں کسی بات میں ایسا کم نہ تھا کہ اسی سے نکاح ولی کے لیے باعث تنگ و عار ہو تو نکاح چھٹی صحیح ہو گیا اور دوسرا باطل ہے، ورنہ دوسرا صحیح ہو گیا اور پہلا باطل ہے لان اب بات اذا طرد علی موقوف ابطد (کیونکہ قطعی حکم جب موقوف حکم پر آجائے تو وہ موقوف کو باطل کر دیتا ہے۔ ت) و اللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۵۹ مرسلہ عبد السلام صاحب پوسٹ ماسٹر ڈاک خانہ دوسرا راج پور ۹ رجب المرجب ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین صورتوں کے مندرجہ ذیل میں،

(۱) لڑکی کے برس کی عمر میں بالغ شمار ہوتی ہے اگر ماں نے بھڑا سے خود کسی کے ساتھ نکاح کرے تو وہ شرعاً درست ہے یا نہیں،

(۲) زید نابالغ العمر اس سال جو ہندہ اور حامد کے حقیقی تایا کا لڑکا ہے وہ برلاست بکر کے جو زید کا چاچا پشت کے خاندان سے چچا ہوتا ہے ہندہ بکر اسالی اور حقیقی برادر ہندہ سے حامد بکر اسالی کے ولایت کا بمقابلہ ہندہ حامد کے حقیقی نانی کے مدعی ہے۔ شرعاً زید کا یہ دعویٰ صحیح ہے یا نہیں یعنی ہندہ اور حامد کی ولایت اس صورت

حقیقی نانی کو پہنچتی ہے یا رید نابالغ تیار اور بھائی کو یا حکم کو جو پادریشت کے خاصلہ سے چھپا ہوتا ہے،
الجواب

(۱) لڑکی حکم ازکم نو برس میں اور زیادہ سے زیادہ چند برس کی عمر میں بالغ ہوتی ہے اس پنج میں حسب آثار طوغ ظاہر ہوں بالغہ ہے ورنہ چند سال پورے ہونے پر حکم طوغ دے دیا جائے گا اگرچہ آثار طوغ کچھ نہ ظاہر ہوں، بالغہ ہے ان دنوں ولی خود اپنا نکاح کر سکتی ہے مگر کفر میں، یعنی جس سے نکاح کرے وہ مذہب یا نسب یا پیشہ یا پال چلن میں اس سے ایسا کم رہے جو کہ اس کے ساتھ نکاح ہونا اس کے ولی کیلئے باعث شگ و عار ہو۔ اگر غیر کفر سے رضائے خود نکاح کرے گی اور ولی رکھتی ہے اور اس نے پیش از نکاح غیر کفر جان کر بالغہ یا اجازت نہ دی تو نکاح اصلاً نہ ہوگا۔ ہاں اگر کوئی ولی نہیں رکھتی یا ولی نے پیش از نکاح شوہر کو غیر کفر جان کر بالغہ یا اجازت دی تو اس سے بھی نکاح صحیح ہو جائے گا۔

(۲) خالہ کی جب عمر پندرہ سال کامل ہے تو حد شرعاً بالغ ہے اور اپنے نفس کا خود ولی ہے کسی ولی کا محتاج نہیں اور تبندہ کہ اٹھارہ سال عمر رکھتی ہے اس پر ولایت جبر کی کسی کو نہیں کہ خود بالغ ہے اور ولایت غیر مجبرہ اس کے بھائی کو ہے اس کے بھوتے نانی یا بھوکوئی چیر نہیں، اور رید نابالغ کو دوسرے کا ولی بنانا حرام ہے نابالغ کسی کا ولی نہیں ہوتا۔

مسئلہ مرسلہ جناب ولی محمد صاحب جنتاب مدد سرشتہ تعلیم ریاست جکڑاند و میری بازار کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مصیاتی شرع متین اس مسئلہ میں کہ تبندہ ایک کسی لڑکی کا نکاح اس کے ادا نے ایک نہایت ہی کس لڑکے زید سے کر دیا، تبندہ اس وقت بالکل بالغ ہے مگر زید نابالغ، حکم ازکم پانچ برس اس کی جو غفلت کو درکار ہیں، تبندہ اور زید میں زن و شوہر کا تعلق ہونا کیا سمجھتے بلکہ تبندہ کی آج تک اپنے سیکہ سے رخصتی ہی نہیں ہوئی ہے، زید کے یہاں زید کے والد کی حین حیات سے جس کا انتقال یہاں تک ہو گیا اور جو مشتبہ مگر اب تک نامعلوم کسی نہ کسی وجہ سے اس سانچہ کی جبر زید کے چچا تک کو نہ دی گئی تھی ایک پردیسی فوجوان ملازم چلا آتا ہے زید کے والد مشتبہ جوان مارگ کے بعد اس ملازم نے زید کے مکان میں وہ روح حاصل کیا کہ ہر سیاہ و سفید وہی کرتا ہے ورنہ اس کے چوبیس گھنٹہ اس مکان میں رہنے سے جہاں کوئی دوسرا بالغ مرد بطور کن خادان کے نہیں رہتا ہے زید کے خادان کو ایک زمانہ عداوت کی نظر سے دیکھتا ہے اور درپردہ مورد اہتمام ہے۔ زید کے چچا نے سانچہ مذکور بالا سے متعجب ہو کر اس ملازم کے گزشتہ چال چلن کی نسبت جو تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ابتداء سے یہ ایک آورہ چل شخص ہے حتیٰ کہ اس کے والدین نے بھی اس کو مکان سے نکال دیا تھا اس کے بعد وہ عرصہ تک ناکوں میں باجدارہ لگتا بجاتا رہا۔ اس تحقیق کے بعد متاثر ہو کر زید کے چچا نے جو زید کا جائزہ طور سے سرپرست سے زید کے والد سے درخواست کی کہ اس

ملازم کو مکان سے علیحدہ کر دیا جائے، مگر زید کی والدہ نے یہ جواب دیا کہ ہرگز نہیں ہو سکتا چاہے کچھ بھی ہو، نہ ملازم حجر سے نہ میں ملازم سے جدا ہو سکتی ہوں۔ ان تمام وقوعات سے ہندہ بخوبی واقف ہے، وہ سسرال جانے سے خود کی عصمت دہری اور آبروریزی کے خوف کے علاوہ اپنی جان معرض خطرہ میں سمجھتی ہے اس لیے سسرال ہرگز نہیں جانا چاہتی بلکہ اپنے حاندان کے حفظ آبرو کے لحاظ سے تفریق کے بعد دوسرا نکاح کر لینا چاہتی ہے، اس صورت میں ہندہ کے لیے کیا حکم ہے؟ بیٹو اتوجروا

الجواب

ہندہ کا باپ اگر نہیں اور دادا نے نکاح کر دیا اور ہندہ وقت نکاح نابالغ تھی گواہ بالفسہ یا بالغہ کسی اُس سے اذن لینے کو نکاح کیا یا بے اس کی اجازت کے نکاح کیا مگر بعد وصول خبر اس نے اجازت دی یا دادا آپ اذن لینے آیا تھا اور ہندہ نے سکوت کیا، تو ان سب صورتوں میں نکاح منہائے ہندہ لازم ہو گیا، اس کا نسخ ناممکن ہے، تفریق ہو تو موت یا طلاق سے، اور نابالغ کی طلاق باطل ہے، نہ اُس کی طرف سے اُس کا کوئی ولی طلاق دے سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مشتعلہ کیا جراتے ہیں علامتے ہیں مضائقہ شرع میں اس مسئلہ میں کہ بارہ برس پڑھنے کو زید کا نکاح ہندہ سے ہو لیکن ہندہ نے وقت نکاح لڑ بڑا ہے یا نہیں کیا تھا؟ درکار کی طرہ سنو، اختیار کیا، ایک دوسری صورت جو عروس کے پاس موجود تھی وکیل سے یہ کہہ دیا تھا کہ ہندہ منظور کرتی ہے۔ ہندہ کا بیان ہے کہ اُس وقت میں بالکل نالذہن تھی نہ میرے دل میں اقرار تھا نہ انکار کا خیال بلکہ دوسرے خیالات رنج و غم و غمی زندگی شروع ہونے کے ترددات میں مبتلا تھی، دریافت طلب یہ ہے کہ آیا یہ نکاح شرعاً درست تھا یا نہیں، تو زید و ہندہ کو مواخذہ حق سے بچنے کے لیے کیا کرنا چاہئے؟ بیٹو اتوجروا اختیار عرض ہے کہ جواب جلد مرحمت ہو کہ ہندہ مواخذہ حق کے خیال سے نہایت حائف و ترسان ہے، فقط

الجواب

ہندہ سے اذن لینے کو آیا تھا وہ سب سے قریب تر ہندہ کا ولی یا اُس ولی کا بھیجا ہوا یا کوئی تھا؟ ہندہ کی رخصت ہوئی یا نہیں؟ قبل رخصت ہندہ کے کسی قول یا فعل سے اس نکاح کی خبر اُس کے اظہار رغبت یا نفرت ہوا یا نہیں؟ ان تمام باتوں کی تفصیل پر جواب دیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جوابات امور مستفسرہ

ہندہ کے والد کے چچا زاد بھائی یعنی ہندہ کے رشتہ کے تایا اذن لینے گئے تھے، یہ یاد نہیں کہ اس وقت کس نے

حکم رکھتا ہے؟

الجواب

حالی پھولوں کا سہرا جائز ہے اور یہ باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں سب ناجائز و حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۳) ولیمہ شریف کا کھانا کھلنا شریعت مطہرہ کے کس حکم میں داخل ہے، اس کا تارک کیا ہے، نیز جس شہر کے لوگوں میں سے کوئی بھی بعد نکاح ولیمہ نہ کرتا ہو بلکہ پہلے نکاح کے اول روز جس طرح کہ رواج ہے کھلا دیتا ہو تو ان سب لوگوں کے لیے شریعت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم شریف کیا ہے؟

الجواب

ولیمہ بعد نکاح سنت ہے اس میں عینہ امر محبی وارد ہے، عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اذ لکم ولو یثاق ولیمہ کر اگرچہ ایک ہی ذنب یا اگرچہ ایک ذنب۔ دونوں معنی محمل ہیں اور اول اظہر تا رکاب سنت میں ہرگز شبہ نہیں ہے، تارک اگر گوارہ ہو گا اگر اسے حق جانے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از صلیح خزاری باخ، ذاک خانہ چتر پور، مقام چتر پور، مسئلہ محمد عبد الرب صاحب
روز پشنبہ ۲۲ رجب ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے ان و مقتدای شریعتین رحمہما اللہ تعالیٰ اجمعین اس مسئلہ میں کہ زید کی بی بی نے بھارت شیرجہ ارگی اپنے بیٹے عمرو کے رشتہ رشتہ سے نکاح کیا۔ بعد نکاح زید کی بی بی سے تین لڑکے مسلمان محمد سعید و محمد ناصل و محمد سلیم تولد ہوئے تو اب جرک لڑکی سے محمد سلیم جو بڑا حقیقی عمرو کا ہے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بزرگوار بدرجہ جارات کتب مقبرہ حنفیہ ارشاد ہو۔

الجواب

جرک لڑکی زوجہ زید کی اکل بچہلی سب اولاد کی حقیقی بیٹی ہے اور باجم مناقحت محمد ام قسطنطین۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ مسئلہ جناب عبد الستار بن اسماعیل صاحب از شہر گودلی، علاقہ کاشیا وار، یک شنبہ
۹ شعبان ۱۳۳۳ھ

بعض لوگ اپنی لڑکیاں اس ملک میں بڑا بعد ہزار روپیہ لے کر کھنڈیا غیر کفو سے نکاح کر دیتے ہیں اس میں بعض وقت عمر کا بھی خیال نہیں رکھتے، یعنی جو شخص زائد رقم دے اس سے نکاح کر دیتے ہیں، آیا ایسی رقم کالینا و ادین کے حق میں مباح ہے یا نہیں اگرچہ والدین غریب ہوں اور اس طرح پر رقم لے کر غیر کھنڈیا

بڑی عرواے کے ساتھ نکاح کر دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

مال کے سبب اپنی اولاد کا نکاح غیر کفو سے اس کے حق میں بد خواہی ہے، اور یہ روپیہ رشوت میں داخل ہے فتاویٰ خیر میں اس جزئیہ پر بحث فرمائی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئد عابد خاں معرفت نشی خدائش صاحب ٹھیکیدار صدر بازار بریلی دو شنبہ - اشعبان ۱۳۳۴ھ
کی فرماتے ہیں علمائے دین و شریعتیں اس بارے میں کہ زید بکر کا چچا زاد بھائی ہے اور رضاعی بھی، زید کے صرف ایک حقیقی چھوٹا بھائی ہے اور بکر کے ایک چھوٹا بھائی اور ایک بہن جو کہ حقیقی ہیں، اور بکر کی بہن دونوں بھائیوں سے چھوٹی ہے، تو زید کے چھوٹے بھائی کا نکاح بکر کی چھوٹی بہن سے جائز ہے یا نہیں؟ چونکہ زید اور بکر آپس میں رضاعی بھائی ہیں۔

الجواب

بکر نے اگر زید کی ماں کا دودھ پیا ہے تو زید اور اس کا بھائی بکر کے بھائی ہوئے ذکر خواہ بکر کے، اور اگر زید نے بکر کی ماں کا دودھ پیا ہے تو زید خواہ بکر کا بھائی ہو جائے کہ بھائی۔ بہر حال زید کے بھائی اور بکر کی بہن میں نکاح جائز ہے لقولہم تعلقت احبہم رضاعاً، فقہاء کے قول کے مطابق بھائی کی رضاعی بہن حلال ہے۔ ت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئد عابد خاں محرم تھار دوسرے علاقہ ریاست ہے پورکھن جوتانہ ۱۲ اشعبان ۱۳۳۴ھ
کیا نابالغ لڑکی برصا مندی خود اور خلاف مرضی ولی جائز کے اپنا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟
(۱) بالغ نابالغ لڑکی برصا مندی خود اور خلاف مرضی ولی جائز کے اپنا نکاح غیر کفو میں کرے تو وہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور اگر ولی نے قبل از نکاح غیر کفو میں نکاح کرے سے منع کر دیا ہو اور پھر بھی کسی طرح پرشیدہ یا زبردستی کسی غیر کفو کے ساتھ لڑکی نے نکاح کر لیا ہو تو اس کے ولی کو اس نکاح کے منسوخ کا اختیار ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) ہرگز نہیں، ہاں ولی کے اذن سے کر سکتی ہے جبکہ کچھ وال ہو یا بطور شوکرے اور ولی بعد از طلاق اسے جائز کرے تو جائز ہو جائے گا، شوکرے کو باطل ہو جائے گا۔ در مختار میں ہے،
نابالغ کے صحت نکاح کیسے ولی ضرر ہے، اقوال
الولی شیط صحتہ نکاح صغیرہ اقوال
باب اولی
لے در مختار

الوجه تقدير النفاذ فان الموقوف من الصبي
غير انه امراد بالصحة النفاذ على التبادر -
والله تعالى اعلم

اس کو درست کرنے کے لیے لفظ "نفاذ" مقدر ہے
کیونکہ ولی کے بغیر نکاح موقوف ہوتا ہے جو کہ صحیح نکاح
ہے مگر یہاں صحت سے مراد نفاذ ہے کیونکہ یہی مقبدر
ہے (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) شرع میں غیر کفو وہ ہے کہ نسب یا مذہب یا پیشے یا چال چلی میں ایسا کم ہو کہ اس کے ساتھ عورت کا
نکاح اولیائے زن کے لیے باعث تنگدھار ہو ایسے شخص سے اگر بالفہ بطور خود نکاح کرنے کی نکاح ہو گا ہی نہیں
اگرچہ ندولی نے منع کیا پھر اس کے خلاف مرضی ہو، یہ نکاح اُس صورت میں جائز ہو سکے گا کہ ولی نے پیش از نکاح اس
غیر کفو بمعنی مذکور کی حالت مذکورہ پر مطلع ہو کر دیدہ و دانستہ مراعاتِ بالفہ کر اس کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت
دے دی ہو، ان میں سے ایک شرط بھی کم ہو تو بالفہ کا کیا ہوا وہ نکاح باطل محض ہو گا اور ولی کو اس کے فسخ کرنے یا
اس کا فسخ چاہنے کی کیا حاجت کہ فسخ تو جب ہو کہ نکاح ہو لیا ہو، یہ تو ہر سے ہو رہی نہیں۔ درختار میں ہے،
يفسخ في غير. لکن بعد ۴ جوازہ اصلاً بل
غیر کفو میں اصل نکاح کے ناجائز ہونے کا فتوے دیا
جائے گا۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

ہاں عوام کے عادیہ میں مذکور ہے کہ اسے کہتے ہیں جو اپنا سر قمر نہ ہو مثلاً سیدہ شیخ یا شیخ اور سلطان یا
پٹھان اور مغل، ایسا غیر کفو اگر اس شریعی پیر پر جو باوجود ہے اون دن بد بنا راضی ولی اُس سے نکاح
کر لینا جائز ہے اور ولی کو اس پر کوئی حق اعتراض نہیں۔ درختار میں ہے،

لفظ نکاح حصة مكنته بلامرضى و لیس -
عائد بالفہ عورت کا نکاح ولی کی رضا کے بغیر بھی
تائید ہوتا ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ آٹھ چھاؤنی انجن گودام جی آئی پی دیو سے باوجود نیا زحان اسٹورس کلرک روز چار شنبہ
۳ رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ

جناب مولوی احمد رضا خان صاحب کو بعد سلام سنت اسلام و محبت مشام آن کہ معلوم ہو کہ حضور کو میں
تکلیف دیتا ہوں کہ اس مسئلہ میں علماء کیا فرماتے ہیں میرے ایک عزیز کا عقد ایک مسماۃ کے ساتھ ہوا اور اس
مسماۃ کے والدین نے لڑکی کی زینت ۵ ماہ کے بعد کی مگر اس و دیان میں ایک نقص مسماۃ کے بعد ۳ ماہ کے
خفیہ ظاہر ہوا ہے کہ مسماۃ کو سید کرڑہ و برص کہتے ہیں وہ ہے، اور اس مسماۃ کے والدین سے دریافت

کہنے پر بظاہر کیا ہے کہ کچھ شک کا داغ ہے، اولیٰ نکاح کے ظاہر نہ کیا۔ اگر مستأقر کو رخصت کر کے نہ لایا جائے
اپنے گھر پر تو وہ مہر کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور لڑکا اپنا خرچہ اس کے والدین سے لے سکتا ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب

نکاح صحیح و تام ہو گیا، دو باتوں سے ایک فرض ہے یا بطلانی کے ساتھ رکھنا یا اچھی طرح چھوڑ دینا۔ اگر قبل طلاق
طلاق دی جائے گی آدمی مہر ساقط ہو جائے گا نصف واجب اودا ہو گا۔ شادی میں جراثیم دیا، خرچ کر دیا، اس کا
تاوان کسی پر نہیں۔ ہاں جو زیور یا کپڑے چرھاوے میں دے رہی ہیں اور عورت کو ان کا مالک کر دینے کی وہاں رسم نہ ہو
یہ تمسک نہ بھی جاتی ہو نہ تمسک کی ہو تو ان اشیاء کے واپس لینے کا شور ہو کر اختیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۱۵ از جہانگیر پریس انجمن محمدیہ سلف یکشنبہ ۱۹ شوال ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص جنسی الذہب نے اپنا نکاح قاضی شافعی انداز
یا الجہدیت غیر مقلد سے بوجہ قاعدہ احناف پڑھوایا، پس اس کا نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ اور بصورت نا جائز ہونے
نکاح حسب خیال مقلد مطلق البین تہیہ نکاح کی ضرورت ہے۔ مینہ اتوجروا

الجواب

اگر کوئی واقعی شافعی الذہب سے تو شافعیہ مثل مدارے اہلسنت ہیں اس میں تو کوئی حرج ہی نہیں
جبکہ اس نے نکاح ایسے طور پر نہ پڑھایا ہو نہ وہ مذہب نئی میں پڑھا ہو اور غیر تہدین صرف تارک تعلقہ نہیں بلکہ
ای کا مذہب بہت عقائد کفریہ پر مشتمل ہے جس کی قدرے تفصیل الکوکبۃ الشہابیہ میں ہے۔ نکاح پڑھانا
ایک تو بطور رسم ہوتا ہے جیسے نکاح خواں قاضی مقرر ہوتے ہیں یوں پڑھوایا اور اس نے جنسی مذہب کے
طور پر صحیح پڑھایا تو تجدید نکاح کی حاجت نہیں۔ اور ایک نکاح پڑھانا بطور تعلیم ہوتا ہے کہ اس کو معلم اور
متبرک سمجھ کر اس سے پڑھواتے ہیں، اگر یوں پڑھوایا اور اس کو غیر مقلد نہ جانتا تھا کہ وہ تابعیہ میں قیۃ بکثرت ہے تو
یوں بھی تجدید نکاح کی ضرورت نہیں جبکہ اس نے صحیح طور پر پڑھایا ہو، اور اگر غیر مقلد جان کر اسے معلم و تبرک سمجھاؤ
اس سے نکاح پڑھوایا تو نہ فقط تجدید نکاح بلکہ تجدید اسلام کی بھی حاجت ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۱۶ از راجہ تاج محمد راجہ محمد راجہ متصل مسجد مومنان عبد الصمد لازم مینہ باجہ دو شنبہ شوال المعظم ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں غیر مقلد شافعی ہیں یا نہیں؟ اور ہندو بانہ
نوماہ سے بیوہ سہاوردہ بچے بھی رکھتی ہے اپنے والدین کی بلا مضامندی و عدم موجودگی کے رضامندی و رغبت
خود بلا خوف و ترغیب کے رید جنسی سے خود قاضی کے مکان پر جا کر بھلا ہی چند آدمی نکاح پڑھوایا۔ پھول و شیرینی و
نئے کپڑے وغیرہ پہنے نہیں گئے، دو گواہ اور ایک وکیل اور قاضی نے ایجاب قبول ارکان نکاح پورے طور پر ادا کر دیے

کیا یہ نکاح ناجائز ہے؟ اور بعد نکاح زید ہندو نے مثل زنی و شوہر کے ہمبستری کی اور صرف تین دن ہندو زید کے پاس رہی اور اب ہندو نکاح سے منکر ہے اور اپنے بچاؤ کے لیے کہتی ہے کہ غیر مقلد ہوں، اور شافعی مذہب میں بصیر و لی کے نکاح ناجائز ہے اس کے برخلاف قاضی و دو گواہ و وکیل عطفیہ نکاح ہونا بیان کرتے ہیں، قاضی علفیہ یہ مایا کرتا ہے کہ ہندو نے نکاح کے پیشتر اس کے دریافت کرنے پر کہا تھا کہ میں سنت جماعت یعنی حنفی ہوں، اس کا یقین ہونے پر قاضی نے نکاح پڑھایا، کیا ہندو کا کہنا نکاح کے ناجائز کے لیے صحیح ہے؟ بیوقوف ہو!

الجواب

غیر مقلد شافعی نہیں بلکہ اہل بدعت و اہل اہل تار ہیں۔ خطاوی علی الدراختار میں ہے،
 فمن كان خارجاً من هؤلاء الاربعة في هذا بواج خارجاً حسب من خارج ہے اس دور میں
 النماز فہو من اهل البدعة والنفارۃ توبہ بدعتی اور جہنمی ہے (ت)
 ہندو نے جس سے نکاح کیا اگر وہ ہندو کا کفو ہے یہی مذہب نسب چال چلن پیشہ کسی بات میں ایسا کم نہیں کہ اس سے ہندو کا نکاح اولیا سے ہندو کے لیے باعث تنگ و عار ہو تو بیشک نکاح صحیح و لازم ہو گیا، ہندو کے انکار سے اب مسئلہ نہیں سکتا اگرچہ ہندو واقع میں شافعیہ برقی۔ خصوصاً دور مختار میں ہے،
 اذا سئل ما قول الشافعی فی کذا و حبر ان من حنفی سے سوال کیا جائے کہ امام شافعی رحمانہ تعالیٰ
 يقول قال ابو حنیفۃ کذا و الله تعالیٰ کا اس سلسلے میں تو صاحب توبہ پاپ ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بتائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۰۰ فریضہ پر تائب گروہ مانگ پر غلو و جسام چار شنبہ ۲۲ شوال ۱۳۳۴ھ
 زید محض غریب آدمی ہے جائداد وغیرہ کچھ نہیں رکھتا صرف پیشہ طبابت وغیرہ سے کام چلتا ہے اپنی لڑائی کی شادی کرنا چاہتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مہر سوا لاکھ روپے سے کم نہ ہوگا، عمر و جس کو لڑائی منسوب ہے وہ اس سے بھی زیادہ غریب ہے، غربت کی وجہ سے مہر اس قدر دین منظور نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ میں محض غریب آدمی ہوں سوا لاکھ روپیہ میں نے کبھی دیکھا بھی نہیں ہے، اسی قدر مہر میں ہرگز قبول نہ کروں گا، غرضیکہ دریافت طلب یہ امر ہے کہ زیادتی اگرچہ غیر مستحسن ہے لیکن حیثیت کا کچھ لحاظ رکھنا ضروری ہے یا نہیں؟ شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حیثیت رواج کا کچھ لحاظ کیا ہے ایسی صورت میں کہ عمر و کی حیثیت سے کہیں زیادہ ہے نکاح سوا لاکھ مہر پر کیسا ہوگا اور اگر ہو گیا تو حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ اگر مہر ادا کرنے کی نیت نہ ہوئی تو زنا ہوگا اور لڑکے حرامی، اس کے خلاف ہوگا یا نہیں؟ اور نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ فقہ

الجواب

حیثیت کا لحاظ رکھنا مناسب ہے مگر نکاح ہر طرح ہو جائے گا اگرچہ نان مشینہ کے محتاج پر تمام خزانہ دنیا کے برابر مہر بانڈھا جائے مگر نکاح میں اصل نہیں وہ نہ انہی مہر کے ساتھ بھی نکاح صحیح ہے مہر مثل لازم ہو گا اور جب رقم معین کر دی اگرچہ کسی قدر کثیر قودہ ضرور ذکر پر لازم ہوگی قصان اگرچہ پادشاہت بہت اقلیم ہو اس کی حیثیت محدود ہے قودہ کی وسعت محدود نہیں اگر محتاج محض ہو۔ حدیث میں فرمایا: **الرجال غاد ودانشہ** (مال صبح و شام آنے جانیرالی چیز ہے۔) تہ کہ جس روٹی نصیب نہ تھی آنکھوں دیکھتے والی ملک ہو گئے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ طرفین اُسے دین گھیں اور شوہر نہایت ادا رکھے۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض مفلس تھے، نکاح کیا، مہر کثیر کی درخواست کی گئی، قبول فرمائی اور فرمایا، **علی اللہ وعلی رسولہ** (اللہ اور اس کے رسول پر بھروسہ ہے یعنی وہ عطا فرمادیں گے۔) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خود قرآن عظیم فرماتا ہے:

ولو انهم رضىوا عما اتهم الله برسوله وقالوا حسبنا الله سيؤتينا الله من فضله ورسوله امانا في الله راغبون فيه
اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اللہ ورسول کے فیہ
پر، اور کہتے اللہ ہمیں کافی ہے اب ہمیں دیتے ہیں
اللہ ورسول اپنے فضل سے، بیشک ہم اللہ ہی کی
طرف روتے نیاز لاتے ہیں۔

ایسی حالت میں کوئی الزام بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ حدیث صحیحہ و معتبرہ ہے ساتھ کیا گیا ہے تو حسب و حسبہ
صادق حدیث صحیح اللہ عزوجل اس دین کا ضامن ہے، امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار
خطبہ میں مغلالات فی الیہود یعنی حیثیت سے زیادہ مہر بانڈھنے پر انکار شدہ یہ فرمایا، حاضرین میں سے ایک بلی بی
اٹھیں آیہ کریمہ **ان یقیم احدہن قنطرا** (تم ان عورتوں کو ڈھیر مال دیتے ہو۔) متا ملاوت کی جس میں سونے
کا ڈھیر عورت کے مہر میں مقرر کرنا جائز فرمایا گیا فوراً امیر المؤمنین نے انکار سے رجوع فرمائی درجہاں تواضع فرمایا
اللہم کل احد افقہ من عمر حق المحدث رات اے اللہ اتم سے ہر ایک زیادہ فقیہ ہے حتیٰ کہ پردہ دار
مورتیں بھی۔ (متا)

ہاں یہ ناجائز ہے کہ مہر بانڈھے اور ادا کی نیت نہ ہو اگرچہ اس کی حیثیت سے کہتا ہی کم ہو، اسی کو حدیث میں

لہ القرآن ۵۹/۹

لہ القرآن ۲۰/۴

فرمایا ہے کہ وہ حشر میں رانی و زانیہ اٹھائے جائیں گے۔ یہ اس حدیث میں بھی نہیں کہ وہ شرعاً زانیہ ہیں اور اولاد
خواہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۲ سوال ۱۲۳۲

چهارشنبه

مسئلہ ازیر کی حلقہ ذخیرہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید و عمر و آپس میں حقیقی بھائی ہیں زید
کے لڑکے نے زوجہ عمر و کی چھاتی اتھا لیکہ سورہی تھی اور چار پانچ ماہ کی فوطا بھی تھی یعنی پہلا حل تھا اپنے
منہ میں لے لی، زوجہ عمر و کا بیان ہے کہ جس وقت میری آنکھ کھلی تو میں نے لڑکے کو دیکھا کہ میری چھاتی اپنے منہ
میں لیے ہوئے اس طرح منہ چلا رہا ہے جیسے بچے دودھ پیتے ہیں مجھ کو نہیں معلوم کہ میرے اس وقت دودھ
تھا یا نہیں یا مجھ کو کوئی اثر دودھ کا معلوم ہوا یا نہیں میں نے لڑکے کو فوراً اپنی چھاتی سے علیحدہ کر دیا اس واقعہ کو
عرصہ قریباً سترہ اشعارہ سال کا ہوا اس صورت میں از دو سے شرع زید کے لڑکے مذکور کا عمر و کی کسی لڑکی کے ساتھ
نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور نیز یہ کہ یہ مدت قلیل حل کی عورت عاقل کے اتر آنے دودھ کی ہے یا نہیں؟
زوجہ عمر و کی عمر اس وقت چار سال اور زید کے لڑکے کی عمر ایک سال کی تھی۔ بنوا توجروا

الجواب

جب تک دودھ کا کوئی قطرہ جوف میں جانا معلوم و ثابت نہ ہو، حرمت ثابت نہ ہوگی، درمختار میں ہے:
یثبت به ان علو وصوله بجوفه من د
انقه لا غیر فلو اتقم الحلمة ولم یدخل
اللبن فی حلقه املا لم یحرم لان فی المانع
شکا ولو الحیة۔
نہ ہوا کہ دودھ کا دودھ کا حلق یا ناک کے ذریعہ
پیٹ میں پہنچنے کا علم ہو، اس کے بغیر نہیں، اور اگر
بچے نے پستان کا سر منہ میں ڈالا اور یہ معلوم نہ ہو سکا
کہ بچے کے حلق سے دودھ اتر آیا نہیں تو حرمت ثابت
نہ ہوگی کیونکہ نکاح سے مانع میں شک پایا گیا، ولو الحیة (د)
دودھ اتر آنے کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں، عورت کے مزاج کی قوت اور خون کی کثرت پر ہے، کبھی
بعد ولادت بھی نہیں اترتا اور کبھی کنواری کے اتر آتا ہے۔ درمختار میں ہے:
الرضاع المص من شدی ادمیة ولو بکرا
عورت خواہ بکرہ ہو کے پستان کو چوسنا رضاع
کہلاتا ہے (د)

یہ معاملہ عہد کے حلال حرام اور اولاد کے مٹانی اور حرامی ہونے کا ہے، عورت پر فرض ہے کہ جو بات واقعی ہو
 لی ہرگز دے اخفا نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲۲۱ھ مستور محمد اسحاق صاحب پر مکان قادری بخش دھندار محلہ شاگرد پیشہ ریاست جادوہ

ملک مالوہ چار شنبہ ۲۹ شوال ۱۲۲۲ھ

مخدوم و مکرم جناب مولانا مفتی احمد رضا خان صاحب دام مجید، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، التماس
 ہے کہ میں حضور عالی کرام اور ذیل کے لیے تکلیف دیتا ہوں امید ہے کہ معاف فرمادیں گے۔ مسماۃ ہندہ کا نکاح بھرم
 عجی رہ سال سو تیسے والد کی اجازت سے زید کے ہمراہ ہوا، بعد نکاح ہندہ چندیم زید کے گھر رہ کر والدین کے
 گھر چلی آئی اور وہاں سے بغیر اجازت زید ہندہ والدین کے ہمراہ چالیس گیسو دور جا کر سکونت اختیار کی اور قریباً
 ایک سال ہندہ کو اپنے والدین کے گھر رہتے ہوئے ہو گیا زید نے اب آن کر نصرت زہر کا دعویٰ کیا چونکہ اب
 ہندہ تیرہویں سال میں ہے اور اپنا باغد ہونا کہتی ہے اور بوقت نکاح پانچ سو تیس نکاح فسخ کرنا چاہتی ہے کہ میں
 ما باغد تھی اور میرا نکاح سو تیسے والد کی اجازت سے ہوا میں فسخ کراؤں گی ایسی صورت میں شرع شریف کیا حکم
 دیتی ہے!

الجواب

سائل کو چند امور کا جواب دینا چاہیے،

- (۱) ہندہ کا کوئی ولی ہے یا نہیں؟ مثلاً جو ان بھائی یا چچا یا چچا کا بیٹا یا دادا یا پردادا کی اولاد میں کوئی مرد؟
- (۲) اگر ہے تو وہ وقت پر موجود تھا یا نہ تھا، اگر تھا تو بغیر نکاح منہ کر کچھ بات کی یا نہیں؟ اور اگر کی تو کیا کہا؟
- (۳) ہندہ کس مہینے اور وقت میں باغد ہوئی، کیا گھنٹہ منٹ تھا؟
- (۴) وہ کب سے دعویٰ فسخ کرتی ہے، اس کو کتنے دن ہوئے، اس مہینے تاریخ وقت میں اس دعویٰ کا لفظ
 منہ سے نکلا،

- (۵) جس سے نکاح ہوا وہ مذہب، نسل، چال چلن، پیشہ میں موافق ہے یا کم و بیش ہے تو کیا اور کس قدر؟
 - (۶) ہندہ کا نکاح یا نصرت اس کی ماں کی مرضی سے ہوئی یا بلا مرضی؟
- ان سوالوں کا جواب آنے پر جواب دیا جائے گا۔

جواب سوالات

- (۱) ہندہ کا کوئی ولی مرد جیسا ارشاد ہوا زندہ نہیں۔ ازواج میں ماں ہندہ کی حیات ہے۔

- (۲) اس وقت کوئی زندہ نہ تھا۔
- (۳) ہندہ یکم شوال ۱۳۳۲ھ روز شنبہ کو یافہ ہوئی بوقت ظہر قریب ڈھائی بجے کے، گھڑی زمخمی کر منٹ دیکھے جاتے۔
- (۴) یافہ ہونے کے دن یعنی یکم شوال ۱۳۳۲ھ روز شنبہ تین بجے دھوسے کا لفظ منہ سے نکلا۔
- (۵) زید مذہب میں اہل سنت حنفی مسلمان ہے۔ نسب اچھا ہے۔ پٹھان، اور چال چلی اور پیشہ میں بھی موافق۔
- (۶) ہندہ کا نکاح سوتیلے والد کی اجازت سے ہوا، نیز رخصت۔ حالانکہ ان کی مرضی زمخمی مگر خاندانہ کے کہنے سے اور زبردستی ہے۔

الجواب

اگر یہ بیانات واقعی ہیں اور ہندہ کی ماں نے کہ صورت مذکورہ میں وہی ولی شرعی ہے اس کے نکاح کی اجازت نہ دی، یہ بعد کو جائز کرنے کا کوئی لفظ کہا، نہ کوئی فعل ایسا کیا کہ دلیل اجازت ہو تو یہ نکاح نکاح فضولی ہوا اور والدہ ہندہ کی اجازت پر موقوف تھا، اگر قبل بلوغ ہندہ اس کی والدہ نے اس نکاح سے ناراضی اور اس پر انکار ظاہر کر دیا تو جبھی وہ نکاح باطل ہوگا، اب ہندہ کو طلب فسح کی حاجت نہیں، اور اگر والدہ ہندہ اب تک سہکتی رہی مگر نہ کیا تھا اگرچہ ناراضی نہ رہے کہ یہ صورت ہی وہ نکاح موقوف، یہ خود اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا جب اس نے اس پر ناراضی ظاہر کی باطل ہو گیا، اور کسی دوسرے کی ہندہ کو حاجت نہیں، اور اگر والدہ ہندہ قبل بلوغ ہندہ اسے قویاً یا فعلاً جائز کر چکی تھی اور وہ جائز کرنا شوہر کے جبر و اکراہ شرعی سے تھا جب بھی ظاہر یہی حکم ہے کہ وہ اجازت اجازت نہ ہوئی، اور اگر بخاطر شوہر تھا اگرچہ خود ناراض تھی تو اجازت یقیناً صحیح ہو گئی و نکاح نافذ ہو گیا، اب ہندہ کو صرف خیار بلوغ رہا اس لیے کہ حسب بیان سائل شوہر ہندہ ہندہ کا کھوسا ہے، اس صورت میں ہندہ کو بائع ہوتے ہی خوار و خوئی مسح کرنا تھا اس نے یا بعد ہونے کے آدم سے گھٹے بعد دھوی کیا تو یہ دھوی نامسحور ہے اور نکاح لازم ہو چکا، اب ہندہ کے لیے اس میں کوئی چارہ کار نہیں و بعد غایۃ بعد انہما لم تقدم بالکاح الا بعد البسوخ حین اذعت الصخر (یہ انتہائی بعید ہے کہ کسی لڑکی کو بائع ہونے کے بعد دھوی فسح کے وقت ہی نکاح کا علم ہوا ہو، ت، واثقہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۲ مستولہ عبدالعزیز صاحب جمہار النجیری کو کوثر راجپوتانہ تھاپورہ چہار شنبہ ۱۹ ذوالقعدہ ۱۳۳۲ھ قاضی شہر کے علاوہ اگر کوئی دوسرا شخص پابند شریعت شریف کے مطابق نکاح پڑھا دے یا دیگر مسلمان نکاح پڑھا دے اور اس کا اندراج دبیر قاضی شہر میں نہ ہو تو کیا وہ ناجائز ہے، اس کا جواب بھی دیجئے، فقط۔

الجواب

یہ نکاح خواں قاضی نہ شرعاً ضروری نہ اُن کے جسٹس کی شرعاً حاجت، ہاں اندراج میں مصلحت ہے باقی جس سے چاہیں رخصت آئیں کوئی روک نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۹ از کوہ شہد و لیرنگل لاج مسئلہ کفایت حسین صاحب روز یک شنبہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ مخزن علوم، معدنی فنون، علمائے دین شرع متین، جناب مولوی صاحب قبلہ دام ظلکم یہ مسئلہ حضور کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے کہ خالہ زاد دُجھائی ہیں، ایک کی بی بی دوسرے دُجھائی کے رُکے سے یعنی اپنے بھتیجے سے فعل ناجائز کرتی تھی سامنے شوہر کے، جبکہ شوہر فوت ہو گیا تو اسی بھتیجے کے ساتھ عقد کر لیا تو وہ عقد جائز ہے یا ناجائز ہے؟

الجواب

شوہر کے بھتیجے سے بعد وفات شوہر و انقضائے مدت نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۱۷۰ از کاشیا واڑ مقام آرتیاں مسئلہ امین احمد صاحب پنج شنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ ایک شخص نے نکاح کیا، اس کا ارادہ یہ ہے کہ تھوڑی یا زیادہ مدت بعد اس کو طلاق دے دے گا، یہ نکاح ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر نکاح میں کسی مدت کی قید نہ لگائے صرف دل میں ارادہ ہو کہ سال بھر یا ایک مہینے یا ایک ہی دن کے بعد طلاق دے دوں گا تو نکاح میں کوئی حرج نہیں، ہاں بلاوجہ بے سبب محض طلاق دینا منہ سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
مسئلہ ۱۷۱ حاجی ستیہ رام صاحب مقام امام گنج ڈاک خانہ سندھ رنج ضلع ریتور تحصیل
۲ صفر ۱۳۴۳ھ

کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک راکھ قریہ مظلمہ مرہ سادہ بہ الف بھر صغیر نابالغہ ۱۱ یا ۱۲ سال کی اس کے چچا حقیقی کی عین موجودگی میں قہراً جو جبراً اہل قریہ بطبع رشوت ایک عمر رسیدہ شخص سے قریہ الف کا عقد و نکاح کر دیا اور چچا حقیقی قریہ کا بیخیاں قہراً منع کرنے سے قاصر رہا اور راکھ قریہ سے بھی جبراً اذن لیا اور راکھ قبل سے انکار کرتی تھی اور بوقت اذن بھی انکار کرتی رہی لہذا آج تک انکار کرتی ہے بعد عقد نکاح چھ ماہ کے درمیان کئی بار مصنوعی شوہر کے مکان پر آمد و رفت کیا لیکن جبراً، لہذا ایک وقت کچھ کہہ کر مسئلہ پر آمادہ ہو گئی تھی اس وجہ سے وارثان مظلمہ مدد خستی کرا کے اس کے نام کے مکان مقیم کیا ہے عرصہ چار سال سے زیادہ ہوا اور اس وقت عمر راکھ الف کی قریباً ۱۶ یا ۱۷ سال کی ہے اور ایک سال سے بالغ کامل ہے اب

شخص عاقد و عقدہ بندہ و ارشاد الہی مستعد شرع ہے اور نصحتی چاہتا ہے، لڑکی جانے سے انکار کرتی ہے، احتمال ہے نصحتی کرنے سے لڑکی جان بھلا کر ہو، اس لیے دست بستہ عرض ہے کہ یہ ولایت و اذن تہنہ کا صحیح ہوا یا نہیں اور عقد و نکاح صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں، اور ایسے عاقد و عقدہ بندہ و عقدہ پڑھانے والوں پر کچھ حد شرع ہو سکتا ہے یا نہیں، امید کہ فی سبیل اللہ قیمر مظلوم پر رحم فرمایا جائے، اور اسی سبب اموروں کی بشرط توفیق رفیق تحقیقی حقیقی خلاصہ بیان قابل اطمینان، جواب با صواب صاف صاف مفصل بعبارت اردو مدلل بدلائل شرعیہ احمدیہ حنفیہ مرتب بہرہ و منتظر تحریر صحیح عنایت فرما کر ممنون و مشکور فرمایا جائے، اور کا ذخیرہ ثواب عظیم میں داخل ہو جائیے، اور مجھ کو معصیت سے نجات دلائیے۔ بینوا تو جبر و

الجواب

حقیقت کا علم اللہ عزوجل کو ہے، اگر یہ بیان واقعی ہے کہ الف اس وقت نابالغ تھی اور اس کے چچا نے اس وقت اجازت دی نہ اس سے پہلے، نہ خبر نکاح سن کر کوئی قول و فعل دلیل اجازت اس سے صادر ہوا اور الف کی رخصت اور چند بار شوہر کے یہاں جانا یہ بھی اس کی بلا اجازت کے ہے، اور اس وقت تک اس نے کوئی کلمہ اس نکاح کے رد کا بھی نہیں کہا، نہ الف کے سن کر کوئی اور چچا کی تو اس سبب شرط کے ساتھ وہ نکاح الف کے باندہ ہونے تک چچا کی اجازت پر موقوف تھا اور بعد جبر الف حد الف کی اجازت پر موقوف ہوا، اب اگر یہ بیانی واقعی ہے کہ بعد بلوغ الف سے کوئی قول و فعل مثبت اجازت صادر نہ ہوا بلکہ اسے اس نکاح پر انکار ہے تو ناراضی ظاہر کرتے ہی وہ نکاح کے موقوف تھا رد ہو گیا، الف کو اختیار ہے کہ بعد عقدت جس سے چاہے نکاح کر لے اگر عنوت صحیحہ واقع ہو چکی ہو جیسا کہ عبارت سوال سے ظاہر ہے، اور اگر حالی جانا آنا تھا اور ایک مکان میں تنہا تھوڑی دیر کے لیے بھی نہ بچھوئے تو عقدت کی بھی حاجت نہیں، اور عاقدہ ایسا کہ اپنے تعارف میں و یا تو شرائط مذکورہ کے ساتھ مرکب حرام تھا اگر نکاح موقوف میں قبل اجازت و طہی حرام ہے اور وہ طہی کہ الف کی نابالغی میں واقع ہوئی دلیل اجازت نہیں ہو سکتی اگرچہ اس کی اجازت سے ہے، عقد پڑھانے والا اگر اس بدعتی میں شریک تھا تو وہ بھی گناہگار ہے ورنہ عقد موقوف فی نفسہ مجرم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۲۔ مسئلہ حاجی ولد میان صاحب از ضلع گونڈا ریاست بلرام پور بازار چوک ۸ صفر ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اسی مسئلہ میں کہ مثلاً زید نے ہندو سے جو زنا سے حاملہ تھی دیدہ و دانستہ حالت حل میں نکاح کیا، بعد اس کے چند آدمیوں نے مجبور کر کے ایک جلسہ میں تین طلاقیں دلوادیں، یہ نکاح اور طلاق جائز و درست تھا یا نہیں؟ برقعہ بدیر اقول وضع حمل کے بعد جدید نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں، بینوا تو جبر و

الجواب

جو عورت معاوانہ زنا سے طلاق ہو اس سے نکاح صحیح ہے خواہ اس زانی سے ہو یا اس کے غیر سے۔ فرق اتنا ہے کہ زانی جس کا محل ہے وہ اس سے قربت بھی کر سکتا ہے اور غیر زانی اگر نکاح کے تو تاؤ غلبہ کل قربت نہیں کر سکتا لہذا یسقی عائشہ ذریعہ عیوہ در حد حاکم و صحیح مسکاح۔ تاکہ دوسرے کی کہنتی کو اپنے پانی سے سیراب نہ کرے۔
حلی من رنما تنویر الابصار۔ در مختار۔ رنما سے طلاق کا نکاح صحیح ہے۔ تنویر الابصار۔

عدت زنی شوہر وار پر ہوتی ہے، جب شوہر مرے یا طلاق دے اور ذات زوج کا محل زوج ہی کا ٹھہرتا ہے قارحے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، الولد للفراش و للعاهر الحجر (بچے کا نسب فراش والے کے لیے ہے زانی کو محرومی ہے۔ ت۔) آئیہ کریم میں اولات الاحوال سے یہی مراد ہے حد کلام میں خاص صورت طلاق رثا رہوتی ہے اور اس کی تفصیل فرمائی گئی ہے،

یا ایہا النبی اذا طلقتم الباء فطلقوهن
اعدتهن واحصوا العدة لکن
اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں کو طلاق دیتے وقت ان کی عدت کا پاس کرو اور عدت کا شمار کرو (ت۔)

حدیث مذکور بطلان نکاح حلی من زنا پر ہرگز دلیل نہیں بلکہ اگر دلیل ہے تو صحت نکاح پر کہ فرمایا فسرق بینہما معہذا لکن ہے کہ وہ نسبی رثا ہی ہو جس سے عورت رکن کے قبل نہیں، غرض صورت مستفسر میں عورت کا نکاح بیشک صحیح تھا اب اگر شخص اس سے قربت کر چکا اس کے بعد طلاق دی، یا قربت نہ کی تھی تو ایک لفظ میں تین طلاقیں دیں، مثلاً یہ کہ تو تین طلاق سے مطلق ہے، تو ان دونوں صورتوں میں طلاق مغلط ہو گئی اور بغیر طلاق اس سے نکاح نہیں کر سکتا، اور اگر پہلے قربت نہ کی تھی اور متفرق مغفلوں میں تین طلاقیں دیں مثلاً تجھ پر طلاق ہے طلاق ہے تو طلاق بائن ہوئی مغلط نہ ہوئی بے طلاق اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۳ مسئلہ مسئلہ الف حان صاحب رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کو رد اچھوتا نہ ۲۳ صفر ۱۳۲۵ھ
(۱) یہ کہ جو گان کا عقد مابین ایام عدت سہواً ہو جائے تو یہ درست ہے کہ نہیں یا بعد کر جانے ایام مذکورہ

۱۸۹/۱	مطبع مجتہدی دہلی	فصل فی المهرات	لے در مختار شریع تنویر الابصار
۱۸۹/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الولد للفراش	لے صلیح مسلم
			لے القرآن ۱/۶۵

نکاح کیا جائے تو اس میں کسی کی اجازت و رکار ہوگی، صورت خود اپنے اختیار سے نکاح پڑھ سکتی ہے یہ اس کے رشتہ دار یا کسی اور شخص موجودہ کی اجازت و رکار ہوگی۔

(۲) ایسی عورت جس کا خاوند مر جائے اس کا نکاح اس کے جیٹے سے ہو سکتا ہے یا نہیں اور وہ کیسی حالت میں ہو کر کس وقت کن شرائط پر۔

الجواب

(۱) عقد میں نکاح باطل و حرام محض ہے سہواً پر خواہ قصداً رج، بعد عدت اگر عورت نابالغ ہے تو جائز نہ لی مطلقاً و رکار ہے، اور اگر بالغ ہے تو دو صورتیں ہیں جس سے نکاح کیا جاسکتا ہے اگر وہ اس کا کفو ہے یعنی مذہب نسب چال چلن پیشہ کسی بات میں ایسا کم نہیں کہ اس سے اس کا نکاح اس کے اوپر کے لیے باعش نکاح و عار جو حسب تو یہ خود اختیار رکھتی ہے اجازت ولی کی حاجت نہیں، اور اگر غیر کفو ہے اور عورت کا کوئی ولی شرعی نہیں جب بھی اسے اپنے نفس کا اختیار ہے، اور اگر ولی شرعی ہے شغل بیٹا یا باپ یا دادا پر دادا کی اولاد کا کوئی مرد بترتیب فرائض تو سب تک وہ پیش از نکاح اسے غیر کفو جان کر اس نکاح کی اجازت عراضاً نہ دے گا عورت کے کئے نکاح نہ ہو سکے گا باطل محض ہوگا،

یعنی فی غیر انکھ بعد وجوازہ، صد یہ یغنی الفساد الزمانی و مختار۔
کافتری دیا جائے گا، و در مختار (ت)

(۲) بعد عدت جیٹے سے نکاح جائز ہے جبکہ کوئی مانع مثل رضا عورت یا مع محارم نہ ہو اور نکاح کی وہی شرطیں ہیں جو ابتدائی نکاح میں ہوتی ہیں کوئی نئی شرط نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۵ از جہانسپور سکاٹی، مرسلہ جناب حاکم و مرن حاجی یعقوب صاحبان ۱۶ شعبان ۱۲۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں بعض علماء کہتے ہیں اگر جلیسہ منکفیہ، یجاب و قیوہ و تو بگو کات ہوگا اور شرط نکاح پائی گئی تو وہی جلیسہ نکاح ہوگا جیسا کہ در مختار و مایۃ الاطوار میں ہے، اور بعض مولوی کہتے ہیں وہ جلیسہ نکاح نہ ہوگا ہے در مختار میں ہے، کذا لا ناہتزوجک لاجلک خلیف (یوں ہی کہہ کر کہیں تھے کہ نکاح کرنا چاہتا ہوں یا میں تجھے نکاح کا پیغام دینے آیا ہوں۔ ت) فایۃ الاطوار میں ہے، اس سے نہ دیکھ کر کہیں چکانا نکاح میں رائج نہیں ہے ۱۳۴ھ

۱۹۱	۱	طبائع معنیان دوز	باب الولی	سلفہ در مختار
۱۸۵	۱		کتاب النکاح	سلفہ در مختار
۲	۱۷	زکشتہ کھ	•	سلفہ فایۃ الاطوار ترجمہ در مختار

اور الفاظ ایجاب و قبول و شواہد اس جلسہ منگنی میں غیر معتبر ہوگا، کوئی فرقی ہی پر ہے اور بر تقدیر قول بعض مولوی صاحب اس عبارت خلاصہ کے کیا مہتے ہوں گے۔

الجواب

عبارت خلاصہ کو اس مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں وہ اس امر میں ہے کہ ایجاب اگر نامتبعین کے لیے واقع ہوا تو وہ نکاح صحیح نہیں اور متبعین کے لیے واقع ہوا تو صحیح، اور اس مسئلہ میں حکم یہ ہے کہ ان الفاظ کو دیکھا جائے اگر وہ ایجاب و قبول کے لیے متعین ہیں تو نکاح ہو جائے گا اگرچہ جلسہ منگنی کا ہو اور اگر حطبہ و عقد میں متردد ہیں تو جلسہ کا اعتبار رہے گا، جلسہ منگنی کا ہے تو منگنی ٹھہرائیں گے اور نکاح کا ہے تو نکاح۔ در مختار میں ہے :

وكداهل اعطيتنم بادن المجلس للنكاح
فنكاح وان سوعدهوعدتہ واللہ تعالیٰ
یوں ہی کہا گیا کہ نے اپنی لڑکی مجھے دی "نکاح کی مجلس
میں نکاح اور وعدہ کی مجلس میں وعدہ ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم (د)

مسئلہ ۱۳۶۸ مسئلہ محمد اقبال و نور محمد صاحبان امام مسجد تحصیل ڈاکٹر ضلع سیالکوٹ ۹ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ مفصلہ دہل میں، ایک لڑکے کی ایک جگہ منگنی ہوئی تھی نکاح سے
پیشتر کچھ عرصہ کے بعد لڑکے اور لڑکی کے والدین نے دوسری سیاحتی امر کی وجہ سے نامرافقت پیدا ہو گئی جس سے
لڑکی والے نکاح دینے سے منکر ہو گئے لڑکے کے والد نے کسی طرح لڑکی کو درختا کر چوری بوقت رات لڑکی کے پیچھے سے

عہ عبارت خلاصہ کی یہ ہے :

ابو لصفیة اذا قال زوجت بنی فلامه من ابن
فلان بكذا او قل فلامت قبلت
لابنی ولم یسم الابن ان كان له ابنان
او اكثر لا یحون وان كانت له
ابن واحد صحیح (د)

نابالہ کے باپ نے جب کہا میں نے اپنی بیٹی طائی فلان
کے بیٹے کو اتنے نہر میں دی، اس کے جواب میں
دوسرے نے کہا میں نے اپنے بیٹے کے لیے قبول کی اور
بیٹے کا نام ذکر نہ کیا، تو اگر اس کے بیٹے زیادہ ہوں تو
نکاح نہ ہوگا، اور اگر ایک ہی بیٹا ہو تو نکاح صحیح
ہوگا۔ (د)

۵/۱

۵/۲

مطبع مجتہدی دہلی

مکتبہ جمعیۃ کونسل

کتاب النکاح

سہ در مختار

مکتبہ خلاصہ السیاحی

نکال لیا اور فرار کر کے لے آیا۔ لڑکی چونکہ بالغ ہے اُس نے خود بخود شہر گھر اتر آئے جا کر باوجود لڑکی کے والدین کی تارضامندی اور عدم موجودگی کے اپنے لڑکے سے نکاح کر لیا۔ اس سے طرفین میں بہت سا فساد برپا ہو گیا جس کی فزیت کچھ یوں تک پہنچی۔ یہ امر دینی مصلحت کے برخلاف ہوتا ہے۔ امید ہو سکتی ہے کہ ایسی دست درازی آئندہ بھی ایسی کارروائیوں اور قتلوں کی بانی ہو، جس کا انسداد واجب امر ہے۔ کیا ایسے رشتہ انداز آدمیوں کے یہ شریعت میں کوئی سزا مقرر ہے؟ منہل حال سے آگاہی فرمائیں، فقط۔

الجواب

بلاشبہ ایسے لوگ مضبوط وقتہ پر از اور آریز فتنہ انگیز مستحق عذاب شدید و وبال مدید ہیں۔ معاذ اللہ اگر ایسی جراتیں روا رکھی جائیں تو ننگ و ناموس کو بہت صدمہ پہنچے گا، کم سے کم اس میں شامت یہ ہے کہ بلا وجہ شرعی ایذاً مسلم ہے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 من اذى مسلماً فقد اذانى ومن اذانى فقد اذى الله
 جس نے کسی مسلمان کو ناقی ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔

یہ نکاح جس سے ہوا اگر دُخرت ہا کم نہیں ایسی سبب یا سبب یا چاہ میں یا پیشہ میں ایسا کم ہے کہ اس سے نکاح ہونا اولیائے زن کے لیے باعین ننگ و عار ہے جب قویہ نکاح کو زن بالفساد نے بے رضائے دل خود کیا سرے سے ہوا ہی نہیں باطل محض ہے۔ درختار میں ہے،
 ویعتق فی غیر الکفو بعد رجوعہ ۱۰ اصلہ
 فساد زن کی وجہ سے غیر کفو میں نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے گا۔

اور اگر کفو ہے تو والدین کو ناراض کر کے عورت کا بطور خود نکاح کر لینا خصوصاً وہ بھی اس طور پر جا کر عورت کے لیے سخت محرومی و ناراضی الہی کا باعث ہے، اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تو اب بھی نکاح نہ ہوا کہ ان کے نزدیک بغیر ولی کے نکاح باطل ہے، یہ کیا تھوڑی شامت ہے کہ ایک امام برحق کے نزدیک عورت بے نکاحی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۴ برقی زوجی عقد مرسدہ عظیم اللہ صاحب ۴ شعبان ۱۳۲۵ء
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندو کا نکاح زید کے ساتھ بکھر
 کرایا گیا حالانکہ زید کی عشاء ہرگز نہ تھی جس کے چند شاہد موجود ہیں۔ بوقت ایجاب قبول کرنے کے زید نے ہون
 مثل عورات کے کہا اور زہمت نہ ہونے پائی کہ زید اپنے مکان کو چلو گیا، اور اس سے قبل بھی تاریخ مقرر پر
 زید اپنے گھر سے فرار ہو گیا تھا تو اس صورت میں نکاح زید کا ہندو کے ساتھ ہوا یا نہیں؟ مہر سے مزین فرمایا جائے

الجواب

نکاح ہو گیا اگرچہ قبول میں صحت "ہوں" جبراً کہا ہو،
 فان لا کراه ان تحقق لم یعمل فیما یستوی
 فیہ الجبد والہزل کالنکاح والطلاق و
 العتاق فکیف مالیس باکرا۱۱۔
 جبر و اکراہ اگر پایا گیا تو ان امور میں موثر (عذر) نہیں
 بنے گا جن میں قصد و مذاق مساوی ہے مثلاً نکاح،
 طلاق اور عتاق اور اگر ان امور میں جبر نہ ہو پھر کیا

کہا جائے۔ (د)

مسئلہ ۱۳۵ محمد رحیم بخش عبد الحمید صاحبان از قصبہ فتراگر ضلع گوڑا کاٹوہ ۱۱ شعبان ۱۳۲۵ء
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت کو نکاح کیا، جس کا نام زینت (یعنی سنگائی) ہندو سے
 ہوئی تھی اور زید ہندو کے مکان پر کسی وجہ سے رہتا تھا یا پرانی رشتہ داری کی وجہ سے رہتا تھا۔ ہندو کی بھوپھی نے ہندو
 کو گردیا ہوا تھا یعنی ہندو کی بھوپھی لا دلہ یا بانجھ تھی، ہندو کے گھر میں سوائے ہندو کے زید سے کوئی پردہ نہیں
 کرتا تھا، ہندو کی بھوپھی نے زید کے ساتھ اس قدر محبت بڑھائی جو کہ شفقت ماوری سے زیادہ تر نظر آتی تھی،
 آخر کار زید سے سوال ہم بستی کا کیا، چونکہ اُس زمانے میں زید بالکل بے خبر تھا یعنی خدا اور رسول اور نماز و روزہ سے
 بالکل بے خبر تھا، عرض دونوں کے باہم ناجائز وہ بستی کئی سال تک رہی، یہاں تک کہ زید اور ہندو کے والدین
 نے شادی کر دی، چونکہ میاں بیوی میں کمال درجہ اُفت اور محبت ہوئی اور ہندو کی بھوپھی سے کچھ تعلق نہ رہا۔ اب
 چونکہ شادی کو تقریباً اٹھارہ سال گزر گئے اور میں بچے بھی ہو گئے، آج تک زید کو اس بات کا خیال تک نہ آیا
 اب زید ایک بزرگ سے شرف بیعت ہو کر خدا اور رسول کی اطاعت میں مگر بستہ ہے اور اسی طرح ہندو بھی
 پابند شرع ہے اور وہ بھی شرف بیعت ہو چکی ہے باوجود زید کو ہمیشہ کتب احادیث و فقہ سے کام رہتا ہے لیکن
 یہ مسئلہ آج تک اُس کی نظر سے نہیں گزرا اور نہ کسی سے ذکر سنا نہ اس بات کا خیال تھا، اب زید کتاب کسیر ہدایت
 کا مطالعہ کر رہا تھا اس میں باب النکاح پر نظر پڑی، اُس میں یہ عبارت لکھی پائی کہ بھوپھی بیتی یک جان نکاح میں
 حرام ہیں۔ جب سے زید نے یہ عبارت پڑھی دیوانہ اور پاگل سا ہو گیا ہے کیونکہ نہ عورت یعنی بیوی کو چھوڑنے کا یا رہا

اور خدا و رسول کے حکم کے برخلاف ہو کر سنے کی طاقت ہے۔ اس رچوڑنا چاہیے یا طلاق دینا ہے تو اس کے والدین یہ دریافت کریں گے کہ ہماری نڈکی کی کیا خطا ہے، اور جُدائی بھی نہایت شاق گزرے گی، مبادا کوئی اور آفت پیدا ہو۔ زید کی بیکڑاریوں کی آج تک کسی کو خبر نہ ہوئی اب یہ رُسوائی کیونکر لی جاوے۔ اب تمام کیفیت رید و ہندو کی آنجناب میں ظاہر کر دی، امید دار ہوں کہ آپ حکم شریعت سے جلائی محافہ و مروت کے حکم فرماویں، اور اگر اس گناہ کا کفارہ ہو سکتا ہو تو وہ بھی بتا دیں۔ اور اگر زید و ہندہ میں جُدائی کرانے کا حکم ہو تو تین لڑکیاں جو پیدا ہو چکی ہیں ان کو کیا کیا جائے اور مہر ہندہ کا مبلغ مائیکس بندھا ہے وہ ادا کرنا سہو کیا نہیں؟ حالانکہ ہندہ نے شب عرس کو اپنا مہر معاف کر دیا تھا۔

الجواب

وہو انذی یقبل التوبۃ عن عبادہ و یعفو عن لیساتہ
 ۱۔ ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور گناہوں سے
 دیگر فرماتا ہے۔

والحمد للہ رب العالمین، چونکہ ہوا اس سے توبہ کرے استغفار کرے باقی جو تہمات و بارہ منکوحہ پیش آئے محض بے معنی ہیں، کسی عورت سے زنا کرنا اس کی مجتہبی بھانجی کو حرام نہیں کرتا، نہ ان کے نکاح میں کوئی خلل آتا ہے۔ خلاصہ درج ذیل ہے:

وطن اخت امراۃ لا تحرم علیہ امراۃ
 سالی سے زنا کرنے کی وجہ سے بیوی حرام نہیں ہوگی (مت)
 انجسیر ہدایت میں جو لکھا اس کا یہ مطلب ہے کہ چھوٹی مجتہبی دونوں ایک شخص کے نکاح میں ہونا یہ حرام ہے
 مثلاً مجتہبی نکاح میں ہے تو جب تک وہ نکاح میں رہے یا اگر اسے طلاق دے دے تو طلاق کی عدت جب تک نہ گزرے اس وقت تک اس کی چھوٹی سے نکاح حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۲۵ مسئلہ سید عبد اللہ صاحب ڈاک خانہ چیم گاؤں پٹو، بنگال ۱۵ شعبان ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مرد گواہ کے مقابل بانہ نو مسلم عورت کو کوئی نکاح کیا تو درست ہے یا نہیں؟ از روئے مہربانی جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوویں اور مجھ کو سرفراز فرماویں۔

الجواب

نکاح کے لیے دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں گواہ ہونا لازم ہے، صرف ایک مرد کے سامنے ایجاب و

سہ القرآن ۲۵/۴۲

ملہ در مختار کتاب النکاح فصل فی المحرمات مجتہبی دہلی ۱۸۸

قبول کر لینے سے نکاح نہیں ہو سکتا، وہ جو تعالیٰ اعظم
منزلت علیہ مسئلہ ہر اکو از موضع کون پورہ ڈاکیٹ سیران ڈویژن ضلع سارن چھپرا ۵ شعبان ۱۳۳۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں

برادر	بمشیرہ	مسماۃ زیتون دختر بمشیرہ
سجاد میاں	مسماۃ مولود	غفار پسر برادر
عمر تحفینا ۲۱	عمر تحفینا ۱۳ یا ۱۴ برس	غنی خاں موجودگی اولاد ہیں
یا ۲۲ برس	دوبھائی نہیں	

شادی گولاوٹ یعنی بدین شرط پر میاں سجاد مذکور نے اپنا نکاح مسماۃ زیتون مذکور دختر غنی خاں سے کیا اور عہدہ
مذکور اپنے بمشیرہ مسماۃ مولود کا نکاح ساتھ غفار پسر غنی خاں سے کیا اور تاریخ شادی روانگی و آمد بارات
کا بعد نکاح مذکورین کے تاریخ دوسرا مقرر تھا کہ اس درمیان میں جب تین روز سجاد کئے سے بارات چلنے
کو باقی تھا تب ہی مسماۃ زیتون اپنے باپ کے گھر سے باہر نکل گئی تب بعد عہدہ عہدہ مذکور کی بارات بھی سجاد کئے
نہیں آئی، اب درمیان اس گھرانے اور اس گھرانے کے نکاح و رنجار نجی تطویل کلاسی پیش ہو گیا، سجاد کا مقولہ
ہے کہ جب زیتون میرے گھر میں نہیں آئی تھی تب الحال بوجہ نقص شرط نکاح بدین کے رہی اس خاندان کی بدچلتی
و غیرہ ظاہر ہو جانے سے ہرگز ہم اپنا شیزہ مولود کو اس سے نہیں مانے دیا نہ اب آنے دیں گے
اور نکاح مذکورین بوجہ شرط نسکی و عہدہ نسکی کے باطل ہو گیا، خدا نخواستہ مسماۃ مولود کی جان کو کوئی نقصان
پہنچ جاوے تو عجب نہیں ہے، عرض ہے صاف صاف فتویٰ اس کا حضور ارقام فرمادیں، والسلام!
سجاد میاں برادر مولودی بمشیرہ ان لوگ کے والدین فوت کر گئے

الجواب

نکاح میں کوئی شرط بدل کی نہ تھی اور ہوتی بھی تو نکاح شرط فاسد سے فاسد نہ ہوتا اور یہ بھی نہ سہی
تو شرط نکاح زیتون تھا وہ ہو گیا، بہر حال مولود عہدہ خاں کی منکوحہ ہے اور سجاد کو اس کے روکنے کا کوئی حق
نہیں، سجاد اپنی منکوحہ زیتون کو نکاح کر کے اپنے قبضہ میں رکھے اور در رکھا چاہے تو طلاق دے، مولود کے
نکاح پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعظم
مسئلہ از بدایوں مولوی محمد کوثر مولوی انوار حسین صدر اعلیٰ مکانی بخش والا مرسلہ حبیب اللہ صاحب
۱۲ شوال ۱۳۳۵ھ

مسماۃ ہندہ دختر مسماۃ خالدہ بیوہ ہے، اس کے دو بیٹے نابالغ ہیں، زید پدر شوہر متوفی ہندہ کا

بچوں کو کھانے کو دیتا ہے مگر غیر کافی، ہندو و خالہ اپنی محنت کو بکے بشمول زید بسر کرتے ہیں، زید پر چاہتا ہے کہ ہندو اس کے دوسرے لڑکے سے جس کی بیوی و اولاد موجود ہے عقد نکاح باندھنے پر رضامند ہو جائے مگر ہندو و خالہ رضامند نہیں، دیگر اعضاء ہندو عقد نکاح کو برا خیال کرتے ہیں، اور اگر ہندو کی جوانی پر خیال کر کے اسے عقد کی ٹیٹے ہیں تو ایسے شخص سے جس سے ہندو و خالہ کو اطمینان نہیں ہوگا اب خالہ ایک شخص ثالث سے جس سے ہندو بھی رضامند ہے اور ایک عہدہ رہتے ہیں اس طرح عقد کرنا چاہتی ہے کہ وہ ایک شخص عزیز قیسرے آدمی کے جس سے عقد کرنا چاہتی ہے واقعہ ہوں اور جو واقعہ ہو تاکہ ہندو بڑے خیال و افعال سے بچی رہے اور اولاد کی بابت نزاع پیدا نہ ہو تو اس طرح عقد ہو سکتا ہے یا نہیں، بنیال مزید احتیاط شخص ثالث جس سے عقد نکاح پر رضامند ہے ہندو کو خطبہ نکاح پڑھ کر ایجاب و قبول ہندو سے کر سکتا ہے یا عقد نکاح باندھنے کے واسطے شخص غیر کی ضرورت ہے؟

الجواب

نکاح پڑھانے کے لیے دوسرے شخص کی حاجت نہیں صرف مرد و زن ہوں اور ایک مرد و دو عورتیں عاقل بالغ مسلم کہ عقاد دونوں مرد و زن کا ایجاب و قبول سنیں اور کھیں کہ یہ نکاح جو رہا ہے، مگر ہندو اگر ولی نہیں رکھتی یعنی دادا پردادا کی اولاد میں کوئی مرد عاقل بالغ جب تو اسے اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کر لے اور اگر شخص جس سے نکاح کیا جاتا ہے ہندو کا سر ہے یا کسی اور سے نسب پورا ہو یا نہ ہو، ت میں ایسا کم ہیں کہ اس سے نکاح ہونا ولی ہندو کے لیے باعث تنگد و عار ہے جب بھی ہندو مختار ہے، اور اگر کفر نہیں تو جب تک ولی پیش از نکاح اسے غیر کفو جان کر مبرا حق جازت نکاح نہ دے گا نکاح ہر گاہ ہی نہیں، مگر ہزار اعلان کیا جائے علیہ الفتویٰ در مختار وغیرہ (فتویٰ اسی پر ہے۔ ت، واللہ تعالیٰ اعلم)

مسئلہ از بہاری و بریلی مسئلہ جناب مولوی ذاب سلطان احمد خان صاحب مورخہ ۲۱ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ عرض در خدمت والیان شریعت محمدی و حامیان دین متین احمدی علمائے مقلدین مذہب حنفی یہ ہے کہ ایک شخص میرا نام میں نے اپنی دختر عاقلہ بالغہ کا نکاح عبدالقادر حسن نامی کے ساتھ کر دیا۔ نکاح کا ایجاب قبول ایک تین شخص نے کرایا، بستی کے سب لوگ حاضر تھے مگر قاضی صاحب جلسہ میں موجود نہ تھے تو یہ نکاح جو غیر قاضی سے پڑھا جائز ہو یا نہیں، اور ان دونوں قاضیوں کو کیا اختیارات ہیں اور اگر کسی شخص نے کسی خاص وجہ سے قاضی کو شادی میں دعوت نہیں دی تو اس پر کیا الزام آتا ہے، اور قاضی کا حق نکاح خونی اس کو دیا چاہے یا نہیں جبکہ غیر قاضی سے پڑھوایا، نیز ایسا وافیاً اجرکم اللہ اجر الکافیا۔

الجواب

قاضی کوئی شرط نکاح نہیں، آدمی جس سے چاہے پڑھو اسے، چاہے مرد و زن دو گروہوں کے سامنے

خود ایجاب و قبول کر لیں اس نام کے قاضی کے لیے شرعاً کچھ اختیارات نہیں، نہ وہ اجرت کا مستحق، جبکہ نکاح دوسرے نے پڑھایا، نہ قاضی کو دعوت نہ دینے میں کوئی الزام۔ یہ نکاح حوالی کے قاضی اسواء سمیتوہ انتہ و اناءم ما انزل اللہ بہا من سلطنت (یہ اپنے بنائے نام ہیں، شرعی طور ان پر کوئی دلیل نہیں۔ مت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳ از بیٹری صلیع بریلی، مسند حکیم ریاض الدین صاحب رضوی ۲۳ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت پرہ جو کہ اُس کے چھوٹے بھائی کی زوجہ تھی اُس سے نکاح کیا اور اُس کے ساتھ میں ایک دختر بائعہ تھی اُس دختر کا نکاح اُس کے سوتیلے باپ جو اُس کا پنے تیا تھا اُس نے اپنی ولایت سے نابالغہ کا نکاح ایک لڑکے کے ساتھ کر دیا لیکن لڑکی نکاح سے تاہنوز اپنے شوہر کے یہاں نہیں گئی اب نا کہیں بائعہ جو ہے تو مانگا اپنی منکوحہ کو اپنے گھر لاتا ہے اور منکوحہ اُس کے گھر جانے سے انکار کر رہی ہے اور کہتی ہے کہ تیرا چال چلن ٹھیک نہیں ہے میں تجھ سے نکاح توڑ دوں گی، تو اس صورت میں لڑکی اپنا نکاح فسخ کر سکتی ہے یا لڑکے کو مجاز ہے کہ زبردستی اُسے لے جائے اور ولایت اس کے سوتیلے باپ کی دست ہے یا نہیں؟

الجواب

سوتیلے باپ جو مالک ولایت نہیں، مالک بی ونا سبب ولایت ہے اگر اس سے مقدم اور کوئی ولی نہ تھا اور یہ لڑکا جس سے اُس نے اس لڑکی کا نکاح کیا مذہب نسب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم نہ تھا کہ اُس سے اس لڑکی کا نکاح باعث تنگ و عار ہو تو نکاح ہو گیا، مگر اس لڑکی کو اختیار تھا کہ بالغ ہوتے ہی فوراً اُس نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کرے، جب تو اسے فسخ کرنے کا اختیار ہے، اور اگر ذرا دیر لگائی تو اب نکاح لازم ہو گیا اختیار فسخ نہ رہا، اور اگر وقت نکاح ہی اُس لڑکے میں ابوہ ذکرہ میں کوئی کمی تھی جس کے سبب اُس لڑکی کا نکاح باعث تنگ و عار ہو، تب نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں فسخ کی کیا حاجت! واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴ از دلیل مخفی پرگنہ جہان آباد ضلع پٹی جیت، مسند عشی صاحب ضلعہ اترپشدر ۱۳۳۵ھ

۲۳ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

وقت نکاح جو ایجاب و قبول کرائے جاتے ہیں اس میں اکثر اشخاص ایک دوسرے کے خلاف اعتراض کرتے ہیں، (۱) زید کی لڑکی کہ ہم اس کا تم کو معلوم ہے، اور بالفعل اس نام کی اور کوئی لڑکی اس گھر میں موجود نہیں ہے بعض مہر شرعی اس قدر روپے اور اس قدر دینار شرعی سداغائی سنگہ رائج الوقت سوائے نان نفقہ کے بیچ نکاح

تھارے کے آئی اور دی میں نے، قبول کی تم نے۔

(۲) باقی عبارت سب وہی ہے صرف بجائے لفظ "سوائے" کے علاوہ استعمال کرتے ہیں
 (۳) میں سب عبارت وہی ہے صرف بجائے "سوائے" یا "علاوہ" کے لفظ "مع" استعمال کرتے ہیں۔
 (۴) بعض شخص صرف یہ کہتے ہیں کہ یہ نکاح تھارے کے آئی اور دی میں نے، اور بعض صرف لفظ "آئی" کہتے ہیں اور بعض شخص صرف لفظ "دی" کہتے ہیں، اس میں کون سا لفظ استعمال کرنا چاہیے۔ اب اعتراض اس لفظ پر ہے کہ جب لفظ سوائے مان نفقہ کہا گیا تو مان نفقہ دُلہا کے ذریعہ نہ ہوا بلکہ صرف روپیہ مہر کا عائد ہوا جیسے کوئی شخص کہے کہ فلاں فلاں شے فلاں شخص کو دی گئی سوائے پگڑی کے یعنی پگڑی نہیں دی گئی، اسی طرح لڑکی بالعرض اس قدر مہر کے نکاح میں دی گئی سوائے مان نفقہ کے یعنی اس لڑکی کا مان نفقہ دُلہا کے نکاح میں نہیں آیا، یہی اعتراض لفظ علاوہ کے کہنے سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور جب لفظ مع مان نفقہ کہا جاتا ہے تو مقترض لوگ رجوع کرنے میں تردد مہر کی طرف، اور کہتے ہیں کہ بالعرض اس قدر مہر شرعی مع مان نفقہ کے کہنے سے مان نفقہ مہر میں شامل ہو گیا، یعنی جب وقت مان نفقہ پائے تو وہ مہر مجرا دیا جائے اور تعین مہر کا روپیہ اس مان نفقہ کے حساب سے جب سب پا چکے تو پھر عورت نہ مان نفقہ پاسنے کی سستی رہی اور نہ زور مہر کی، گویا وہ بے مان نفقہ اور مہر کے نکاح میں رہی، اپنے کھائے پینے کا انتظام عورت خود کرے، معزز بن جائے کہ ہر روز کھانا سوائے عشاء مع کے استعمال کے نکاح درست ہو گا اور مان نفقہ بذریعہ عائد ہے گایا سیں، اور کون سے لفظ استعمال سے مان نفقہ عائد ہو گا اور کون سے نہیں؟

الجواب

یہ سب اودام بھی ہیں اور ان کی بحث فضول بھی، اودام قیوں ہیں کہ جو رقم ذکر کی جاتی صرف مہر کے لیے مقصود ہوتی ہے، اور علاوہ اور سوا اور مع یہ سب مہر کی صعوبتیں ہوتی ہیں یعنی وہ مہر کہ مان نفقہ سے علاوہ یا ان کے سوا یا ان کے ساتھ ہے علاوہ اور سوا کے یہ معنی کہ اس کا وجوب ان کے وجوب پر راندہ ہے اور مع کے یہ معنی کہ یہ اور وہ وجوب میں شریک ہیں یہی مراد ہوتی ہے اور یہی مفہوم، اور ان سے بحث فضول، یوں کہ مان و نفقہ و مہر ایسی چیز نہیں کہ اگر ہا تصدق کی نفی بھی کی جائے تو منتفی ہو جائیں یا نکاح میں کچھ خلل آئے، نکاح شرط خاصہ سے باطل نہیں ہوتا بلکہ وہ خود شرطیں ہی باطل ہو جاتی ہیں، اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ مہر کچھ نہ ہو گا جب بھی مہر شرط لازم ہو گا مہر مثل دینا آئے گا، اور اگر اس شرط پر نکاح کیا جائے کہ مان نفقہ کچھ واجب نہ ہو گا جب بھی اپنی صورت و وجوب میں ضرور واجب ہو گا کہ قبل وجوب استطاق مہل ہے۔ حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہا بال اتقو ریشتراطون بشرط لیست فی کتاب اللہ من اشتراط شرط ایس فی کتاب اللہ ایسی قوم کا کیا حال ہوا جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی اجازت کتاب اللہ میں کسی طرح نہیں، ایسی شرطیں

فہرہ وان کانت عاۃ شریط مشروط اللہ
 حق وادنیٰ
 سو بھی ہوں تو وہ مردود ہوں گی، اللہ تعالیٰ کی طرف
 سے جائز شرط زیادہ ثابت مضبوط ہے (دش)

بائیں اگر ایسی عبارت چاہیں جس میں یہ ادا نام پیدا نہ ہوں تو یوں کہیں بعض اسے مہر کے کو نام و نفقہ کا
 وجوب اس کے علاوہ ہے تیرے نکاح میں دی اور آئی سے دی بہتر ہے کہ یہ انشاء میں صریح ہے۔ واللہ
 تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از مقام ہنگی گھاٹ محلہ نشان پورہ ضلع وردھا مرسلہ محمد اسماعیل صاحب مرزہ ۲۵ ذی القعدہ ۱۳۲۵ھ
 جناب مولانا صاحب مدظلہ السلام علیکم، صدر ذیل میں شرع شریف کا کیا حکم ہے تحریر فرمائیں، اللہ
 آپ کو اجر نیک عطا کرے۔ زید نے عمر کی لڑکی سے نکاح کیا، نکاح کے وقت کسی قسم کی شرط وغیرہ تھی۔ لڑکی
 رخصت ہو کر گھر آئی، چند روز کے بعد لڑکی کا والد لڑکی کو اپنے مکان میں لے گیا اور اب یہ اس سے اس بات کا طالب ہے
 کہ وہ ایک شامپ اس مضمون کا تحریر کر دے کہ میں لڑکی کو اپنے وطن میں نہیں لے جاؤں گا یہیں اس کے والدین
 کے پاس اس شہر میں رکھوں گا۔ اگر زید اس شامپ نہ لکھے گا تو لڑکی کی طرف سے میرا جواب ہے کہ اب میں لڑکی
 کو رخصت نہ کروں گا۔ دریافت طلب امور یہ ہیں کہ کیا عمر کا یعنی لڑکی کے باپ کا یہ عذر معقول ہے اور وہ ایسی
 حالت میں لڑکی کو روک سکتا ہے؟

الجواب

اگر مہر کی یا بعض پیشگی دینا قرار نہ پایا تھا یا فرار پایا تھا اور وہ ادا ہو گیا تو لڑکی کے باپ کا یہ عذر بجا ہے
 اور وہ اسے نہیں روک سکتا۔

قال اللہ تعالیٰ واسکنوہن من حیث سکنتن
 من وجدکم یت واللہ تعالیٰ اعلم۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیویوں کو اپنے ساتھ سکونت دو
 گنجائش کے مطابق۔ (دش) واللہ تعالیٰ اعلم

ہاں اگر کوئی صورت خاص ہو کہ سفر بہت طویل ہے اور وہاں تنہائی میں لڑکی کو ضرر رسائی کا ظن غالب
 ہے تو اس کے ثبوت پر بے بند و بست کافی۔ وہاں لے جانے کی اجازت نہ دیں گے۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تضاروہن لتصیقوا
 علیہن، وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 مت پہنچاؤ۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الولاء
 قیدی کتب خانہ کراچی ۳۷۷/۱

سنة القرآن ۶/۶۵

سنة الفضا

وسلو لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام علیہ و اللہ
 تعالیٰ اعلم۔ (دینا دت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۹۔ مسئلہ شیخ فضل احمد صاحب درزی بازار کٹرہ متصل کارخانہ میزکری یعقوب خان روضہ ۶ المحرم الحرام ۱۳۹۶ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتوائے متین دینی مسئلہ کہ ایک عورت کے شوہر نے اپنی زوجہ کو طلاق دی مدت
 گزر نے نہ پائی تھی کہ عورت نے دوسرے شخص کے پاس جا کر کہا کہ تم میرے ساتھ نکاح کر لو ورنہ میں حرام کرنے پر تیار ہوں
 اس نے یہ خیال کر کے کہ عورت حرام کرنے سے خراب ہو جائیگی اور اس عورت کو بھجایا کہ تیری مدت گزر جائے بعد نکاح کرینا
 مگر عورت نے کسی طرح نہ مانا لہذا اس شخص نے مجوز اس عورت سے نکاح کر لیا تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ دیگر یہ
 کہ عرصہ آٹھ ماہ سے یہ عورت اُسی شخص کے پاس ہے جس کے ساتھ دوبارہ نکاح کیا۔ بایں وجہ شفقت و محبت دونوں
 میں جدا ہونا عدالت سے زیادہ ہو گئی کہ قصوری دیر کے واسطے بھی نکاح سے ادھل ہونا ایک کا دوسرے کو ناگوار خاطر ہوتا ہے۔
 لہذا دوسرا نکاح اگر اس عورت کے ساتھ ناجائز ہو تو کس صہرت سے جائز ہو اور خود بھی زوج و زوجہ پریشان ہیں کہ کیونکر
 نکاح ہو اور اکثر اوقات ہم بستر بھی ہوئے ہیں۔ بینوا تو جردا

الجواب

وہ نکاح نہ تھا زنا کے خواص و کسب و کسب پر فرض ہے کہ اگر نہ ہو جائے تو اسے چھوڑ دے، پھر
 اگر پہلے کی طلاق کے بعد ابھی تین حیض نہ آئے ہوں تو انتظار فرض ہے یہاں تک کہ تین حیض شروع ہو کر ختم ہو جائیں،
 اور اگر ختم ہو گئے ہیں اور یہ دوسرا اس سے نکاح چاہتا ہے تو چھوڑنے کے بعد فوراً کر سکتا ہے، اور اگر عورت کسی
 تیسرے سے نکاح چاہے تو یہ دوسرا جس دن چھوڑے اس کے بعد تین حیض شروع ہو کر ختم ہونا لازم ہے، اس سے
 پہلے تیسرے سے نکاح نہیں کر سکتی۔ دریں ہے،

استطاعة اذا تزوجت في عدة نفسها لثاني
 ففرق بينهما وان اختلف عندنا ويكفون ما تراه من الحيض
 محتسبا منهما جميعا واذا انقضت العدة الاولى
 ولو تكمل ثمانية فعليهما تمام العدة الثانية۔
 مطلقہ عورت نے اگر عورت میں کسی دوسرے سے نکاح کیا
 اور اس دوسرے نے اس سے جماع کر لیا، تو دونوں
 میں تفریق کی جائے گی اور دونوں عتیں مستد اخل
 ہو جائیں گی، اور آئے والا حیض دونوں کا مشترک ہوگا
 اور جب پہلی عت پوری ہو جائے اور دوسری عت پوری نہ ہو تو دوسری کو تمام کرے۔ (دت)

سلسلہ المعجم الوسيط حدیث ۵۱۸۹ مکتبۃ المعارف الرياض ۹۱/۶
 سلسلہ در شرح مقرر باب العدة احمد کمال انکائند دار سعادت بیروت ۲۰۳/۱

خانیہ و حجر و دانتھار میں ہے :

اذا تمت عدة الاول حل للثاني ان يتزوجها
لا نظيرة ما لم تتم عدة الثالث بشروط
حيض من حين التفريق
والله تعالى اعلم

جب پہلی عدت پوری ہو جائے تو دوسرے غزوہ
کو اس سے نکاح حلال ہوگا۔ تفریق کے بعد جب
تک دوسری عدت کے تین حیض ممکن نہ ہو جائیں اس
وقت تک کسی غبر کے لیے حلال نہ ہوگی۔ (دست)

منہجہ ۱۵۱ از موضع بھون بھونی بسو لاند ملک افریقہ مرسلہ جناب حاجی سکیل میاں ابن حاجی امیر میاں
صدیقی حنفی فتوری

(۱) زید سوال کرتا ہے کہ خدا نے مرد کو حکم دیا دو تین تین چار چار اور عورت کو کیوں نہیں ملا کہ تم دو دو
تین تین چار چار مرد کرو۔

(۲) ایک شخص زانی عورت کافر کو اسلام قبول کر کے نکاح کیا اب وہ عورت حاملہ ہے مگر کسی مرد سے
جس کے ساتھ نکاح ہوا ہے۔ آیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ اگرچہ حاملہ اسی سے ہو جب بھی
نکاح جائز نہیں اور شاہد و حاشہ بن کا نوٹ بتاتا ہے۔ مجموعہ حنفی جلد ثانی ص ۱۲۹

در بلاد و کافی آورد و اسف طرستہ۔ بیار و۔
آہ بر آن عورت عدت لازم نشود خواه اسلام
در دار حرب آورده باشد خواه نیا آورده باشد
و این قول امام اعظم مسترحم رحمہ اللہ علیہ و نزدیک
امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ عدت
لازم شود و باتفاق علماء بر کینز کہ در تاخت مجربند
عدت لازم نیست فاما استبرار لازم مست و اگر
حریر کہ در دار اسلام آورده است و حاملہ تا آن زمان
کہ فرزندانہ ناید نکاح نہ کند و اگر روایت از
امام آنست کہ نکاح درست است اگر حاملہ باشد
فاما نزدیک بآن عورت شوہر نہ کند تا آن زمان کہ

آن در آنست کہ اگر کوئی عربی عورت دایہ اسلام
آجائے تو اس پر عدت لازم نہیں خواہ دار الحرب میں
مسلمان ہوئی یا نہ ہوئی یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ علیہ کا
قول ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اس
پر عدت لازم ہے اور جنگ میں گرفتار شدہ لاندی
پر عدت لازم نہیں ہے یہ سب کا اتفاق ہے اس
پر صحت استبرار لازم ہے۔ اگر کوئی حاملہ عورت دار الحرب
سے دار اسلام آئی تو وہ بچہ کی پیدائش سے قبل نکاح نہیں
کر سکتی۔ امام صاحب نے ایک دوسری روایت میں
فرمایا کہ نکاح کر سکتی ہے لیکن بچے کی پیدائش سے
قبل اس سے نکاح جائز نہیں ہے جس طرح زنانہ

فرزند زنا یا چنانچہ عورت راز راز نا محل ماندہ است
 خواستگار اور واسست و نزدیک کردی روانیست تا
 اکی زمان کہ فرزند زنا یا دگر کیے از میان زن و شوہر
 مرتد شد فرقت میان ایشان واقع شود فاما طلاق
 واقع نشود ای قول امام اعظم و امام ابو یوسف رحمہما اللہ
 تھائے و نزدیک امام محمد اگر مرد مرتد شدہ است فرقت
 واقع شدہ است بے طلاق پس اگر مرد مرتد شدہ است
 و با زنی نزدیک کردہ باشد تمام مہر بر او لازم شود اگر
 نزدیک نہ کردہ است چیزے از مہر لازم نشود و نفقہ
 نیز لازم نشود اگر غور خانہ مرد بیرون آمدہ باشد و اگر
 طرد از خانہ مرد بیرون نیامدہ باشد نفقہ بر مرد لازم شود۔

حادثہ سے نکاح جائز مگر بچہ کی پیدائش سے قبل اس سے
 جماع جائز نہیں ہے۔ اگر خاوند بیوی میں سے کوئی ایک
 مرتد ہو جائے تو دونوں کی فرقت ہوگی لیکن طلاق نہ ہوگا
 یہ قول امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ
 تھائے کا ہے، اور امام محمد رحمہ اللہ تنہا کے نزدیک
 اگر عورت خاوند مرتد ہو جائے تو فرقت ہو جائے گی طلاق
 نہ ہوگی۔ تو خاوند کے مرتد ہونے کے بعد اگر اس نے
 بیوی سے جماع کیا تو مکمل مہر لازم ہوگا اور مرتد ہونے
 کے بعد جماع نہ کیا تو مہر اور نفقہ لازم نہ ہوگا بشرطیکہ
 عورت خود اس کے گھر سے علیحدہ ہو چکی ہو اور اگر وہ اسی
 کے گھر میں ہو تو نفقہ مرد پر لازم ہوگا۔ دست

الجواب

(۱) اللہ عزوجل فرماتا ہے: **وَلَا يَحِلُّ لَكَ نِكَاحُ مَا يَحِلُّ لَكَ**۔ اے نبیؐ، جو بے حیاتی کا حکم نہیں فرماتا۔
 ایک عورت پر دو مردوں کا اجتماع صریح بے حیاتی ہے، جسے افسانہ تراویں میں بھی جو سب سے
 تعبیر تہ ہے یعنی خنزیر، وہی روارکھتا ہے۔ حرم زنا کی حکمت نسب کا حفظ رکھنا ہے ورنہ پتہ نہ چلے کہ بچہ
 کس کا ہے۔ اگر عورت سے دو مردوں کا نکاح جائز ہو تو وہی قباحت کہ زنا میں تھی یہاں بھی عامہ ہو، معلوم
 نہ ہو سکے کہ بچہ کس کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جسے رنا کا حل ہو والی عیاذ باللہ تھائے اور وہ شوہر وار نہ ہو اس سے زانی وغیر زانی ہر شخص کا نکاح
 جائز ہے فرق اتنا ہے کہ غیر زانی کو اس کے پاس جانے کی اجازت نہیں جب تک وضع حمل نہ ہوئے اور جس کا
 حمل ہے وہ نکاح کرے تو اسے قربت بھی جائز، اور مختار میں ہے،

مہر نکاح جبیں منہ نہادان حرم
 و ہوا و دوا عیہ حق تضع لہا

زنا سے حادثہ کا نکاح صحیح ہے اگرچہ اس سے ولی در اس سے
 متعلقہ اور حرام ہیں جب تک وہ بچے کو جنم نہ دے۔

لے مجموعہ غنائی

جلد القرآن ۲۸/۷

يسقى ماءً خادع غيراً اذا الشعر يبيت منه و
لو تكلم الزنى حل له و طوفه اتعاقب

تاکا اس کا پانی غیر کی کھیتی کو سیراب نہ کرنے پر اس لیے
کہ جماع سے حاملہ کے بچے کو بال اُگتے ہیں، اور اس سے
خود زانی نے نکاح کیا تو اس کو جماع بھی جائز ہے (ت)

زید کا قول محض غلط ہے اور اس کا کہنا اگرچہ حاملہ اُسی مرد سے ہے جب بھی نکاح جائز نہیں شریعت پر
افتر ہے بلکہ صحیح و مفتی یہ ہے کہ اگرچہ حل دوسرے کا ہر جب بھی نکاح جائز ہے اور اس کا کہنا کہ شاید وہ حاضران
محفل کے ٹوٹ جاتے ہیں افتر پر افتر ہے، مجبور خانی سے جو عبارت اُس نے فعل کی ہے صراحتاً اُس کے خلاف ہے
اگر عورت رازنا محل مادہ است خواستی لو
رواست و نزدیکی کردن روانیست تا آنکہ نزاید۔
جائز اور جماع جائز نہیں جب تک بچے کو جنم
نہ دے دے۔ (ت)

اور وہ جو اسی سے نقل کیا کہ

جو یہ کہ در بار الاسلام آمه است و حامله تا نزاید
نکاح نہ کنند

جہن عورت اگر دار الاسلام آجائے اگر حاملہ ہو تو
بچے کی پیدائش تک وہ نکاح نہ کرے (ت)
یہ اس میں ہے کہ جہن کا دین حاملہ عورت دار الاسلام نہیں ہوگی نہ کہ حل زنا میں۔ واللہ

تعالیٰ اعلم

مسئلہ از درہما، ڈاک خانہ چیتگانہ محلہ میڈنگ ضلع اکیاب مرسلہ محمد علی شاہ ۱۳۳۹ھ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی الفتوی
قاضی خان و ان ترک الجمعة ثلاث
مرات بصیر فاسقا کذا ذکر فی بعض
المواضع و بہ اخذ شخص الاثمۃ
لہرحسہ رحمہ اللہ تعالیٰ و ذکر فی بعض
المواضع انہ یبطل العدالۃ انتقم و
ان ترک الصلوۃ بالجماعۃ ولم یتعظم
ذلک کما یفعل بہ العوام بطلت عدالتہ

حضرات علمائے کرام اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، آپ
کا کیا حکم ہے کہ قادی قاضی خاں میں ہے کہ اگر کسی نے
تین بجے ترک کر دئے تو وہ فاسق ہوگا، یوں ہی بعض
مقالات پر مذکور ہے جس کو شمس الاثرہ سرسری رحمہ اللہ
تعالیٰ نے لیا ہے، اور بعض مقامات پر انھوں نے
ذکر کیا کہ اس کی عدالت ختم ہو جائے گی اور اگر
کسی نے نماز یا جماعت کو اجمیت نہ دیتے ہوئے
ترک کیا جیسا کہ عوام کرتے ہیں تو اس کی عدالت باطل

۱۸۹/۱

مجتبائی دہلی

فصل فی المحرمات

کتاب النکاح

جلد درجہ ثانی
جلد مجبور خانی

چند

وان تركها متاولا بان كان يضلل الامام او
يفسق لا يبطئ عدالتہ ولا يقبل شہادۃ
من كان معي وفي ذلك ثبت انتهى وفي الدر المختار
لا تقبل شہادۃ الا بتاويل بدعة الامام
او عدم مراعاتہ آہ
اور در مختار میں ہے کہ ایسے شخص کی شہادت مقبول نہ ہوگی الا یہ کہ وہ تاویل اور عذر مثلاً امام کے بڑھتی ہوئے یا شرعی
امور کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے جماعت کو ترک کرے (ت)

جب ان لوگوں کی عدالت باطل ہوگئی تو بوقت نکاح و طلاق شہود بنانے سے نکاح و طلاق صحیح ہوگا یا
نہیں، چونکہ در مختار میں ہے، شہود عادل عند الش فحی (امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عادل
گواہ ہوں۔ ت) شہود عادل شرط ہے۔ اور رجعت کرنے کے بارہ میں امام تعالیٰ فرماتا ہے، واشہدوا
ذوی عدل منکم (دو عادل گواہ بناؤ۔ ت) اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، لا نکاح
الا بولی وث ہدی عدل شہادی کے بغیر نکاح نہیں اور دو عادل گواہوں کے بغیر بھی۔ ت، اس عبارت
مرقومہ اور بعض کتابوں سے معلوم ہے، سب کا اسق کو (یعنی شہود ہاں مقتہ نہیں، جب معتبر نہیں ہے
تو نایض تجدید نکاح کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب

بلاشبہ عذر شرعی ترک جمہ اور ترک جماعت کی عادت موجب فسق و مستط عدالت و وجہ رد شہادت ہے
مگر نکاح میں جو شہدین کی شرط ہے یہ وقت ادائے شہادت نہیں کہ عدالت کی حاجت ہو بلکہ وقت تکمیل شہادت
ہے اور اس میں عدالت کچھ ضرور نہیں، جنفی مدہب میں تصریح ہے کہ شہدین نکاح اگر فاسق بھی ہوں حرج نہیں۔
در مختار میں ہے، ولو فاسقین او محدو دین فی کذا (اگرچہ دو گواہ فاسق ہوں یا کفر کی حد گئے گئے ہوں۔ ت)

۵۲۲/۳	فوکشور کھنڈ	کتاب الشہادات	لہ فتاویٰ قاضی خاں
۸۲/۱	مطبع مجتبائی دہلی	باب الامارۃ	لہ در مختار
۲۶۲/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	کتاب النکاح	لہ رد، مختار مع در مختار
			لہ القرآن ۲/۶۵
۱۲۵/۴	داہاد در بیروت	نکاح الاہلشہادین عادلین	لہ السنن الکبریٰ للبیہقی
۱۸۴/۱	مطبع مجتبائی دہلی	کتاب النکاح	لہ در مختار

اور عبارت تو اس سے پہلے صاف ہے ہمارے مزاج ہی میں مشہور ہے، اگر اس قاعدہ اکثر یہ پر کر اصل مزاج میں مذکور قریب ہے قریب کے دو قول لیے جائیں جو کہ ایک شراب و عاتک کا، دوسرا شیعہ والا ہے، تو اگرچہ شیعہ کے قول کا بطلان ظاہر ہے کہ ظاہر روایت میں بغیر تراویح اولیاء بھی نکاح درست ہے باوجود ثبوت اعتراض لکھنوی، اور بروایت نوادرنا درست ہے لفساد الزمان خلویکین معتقد (اس کی وجہ زمانے کا فساد ہے لہذا اصلاً منوع نہ ہوا)۔ مگر شراب و عاتک سے اگر اعلیٰ قوم کی عورت نے بغیر تراویح اولیاء کے نکاح کر لیا تو ظاہر روایت ہی کی رو سے تو تفریق کی جائے گی جیسا کہ کل متون و شروح و فتاویٰ میں مذکور ہے، پس اس کے بطلان کی وجہ کیا ہے، سر وہی حقیقی مذہب کا ہے یا کہ غیر، اور کس طبقہ کا ہے، اور اس کی عبارت کا صاف مطلب کیا ہے، حکم خراسان کے اکثر حصص میں اکثر علماء کے اخلاف اس کے قائل ہیں کہ سید راوی کا نکاح ہر شخص شریف و ذلیل کے ساتھ درست ہے ولی رضی ہو یا حفا، اور فقہ کی کل کتابوں سے اصل ص کو کے صرف دو وجہ رتوں پر مقرر ہیں، ایک آیت سورہ احزاب کے اول رکوع میں،

لننبی اونی بالمؤمنین من انفسہم وازواجہ
 بھی ان کے لیے قریب تر ہیں اور آپ کی ازواج پاک
 مومنین کی ہیں (۱۱۸)

کہ تحريم ازواج مطہرات کی رسول اللہ و ازواج کی بیانات و احکامات و حالات کی طرف متعدی نہیں، جیسا کہ ہر گز و خازن و احمدی و روح البیان وغیرہ میں ہے۔

اور دوسری عبارت، قال اللہ و علی الخ یعنی سے نقل ہوئی ان کو جواب دیا گیا ہے کہ ظاہر روایت نوادر سے یہ عبارت مخالف نہیں کیونکہ ظاہر روایت میں بھی درست ہے مع اعتراض ولی، اور نوادر میں جو نا درست ہے تو وہ بوجہ فساد زمانہ ہے دلائل قاضیوں و تصادم (ظاہر اور نوادر روایات میں تضاد و تضاد نہیں ہے۔ تہا) اس کے متعلق بھی حضور علیہ السلام نے کچھ تحریر فرماتیں۔

الجواب

بملاحظہ شریف مولانا السبل المکرم ذی الجہد والفضل و المکرم مولانا مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب دامت معایرہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عبارت بنایہ صفحہ ۱۰۲ بہت صاف ہے، اور پرک روایت سے موازنہ کر کے اس روایت کا مطلب واضح ہوتا ہے، امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ قاضی غفرلہ سے دو روایتیں ذکر کیں، اولیٰ،

لا بد من اعتدال الكفالة ولا يقطر الا من ارضى
اس کا اعتبار ضروری ہے صرف ولی اور خود رکن کی رضا سے
اولی واسمہ اقلہ

یہ ہمارے مدرسہ کے موافق ہے حتیٰ کہ رویت حسن مفتی بہا کے بھی کہ اس میں بھی اگر بالفرض رضائے ولی قبل نکاح عام
بعد الکفالة غیر کفو سے نکاح کرے گی صحیح و نافذ ہوگا اور حتیٰ احترام میں بھی نہ رہے گا۔ (دوسری،
وعدہ فی الرحمہ شریب الثواب، دھو حہ ٹنڈ
میں تقریق کر دی جائے گی۔) (ت)

یہ فرق بیہما۔
یہ طلق ہے وہ استثنائے تراویح میں یہاں نہیں یہاں بھی وہ استثناء ہو تو دونوں روایتیں ایک ہو جائیں، لاجرم اس کے
اطلاق کا یہاں صل کہی نکاح سے تھا طلعہ لازم تراویح میں نہ ولی سے بھی ساقط نہ ہوگا۔ اور گوسب کی رضا سے
ایسا نکاح ہو قاضی میرزا عظیم تقریق کر دے گا، جیسے ہمارے یہاں بہت مسوسہ بشہوت سے برائے رن اولیا۔
نکاح کرے بفرق بیہما (دونوں میں تقریق کر دی جائے گی۔) یہی حکم رد افق نے دربارہ عطیات دیا کہ
دوسرے سے اگرچہ قرشی ہو طویہ کا نکاح اگرچہ برضائے کل ہو منع ہے، ان دونوں قولوں کو امام سرمدی فرماتے ہیں،
باطلان (دونوں باطل ہیں) اور وہ بیشک باطل ہیں، اگر بالفرض رضائے ولی حائک سے نکاح کرے لا یغفر
بینہما (دونوں میں تقریق نہیں کرے گا۔) یا باذن قرشی و طویہ سے نکاح کرے اگرچہ رضائے ولی
یا غیر قرشی سے برضائے ولی لا یمنع (منع نہیں کیا جائے گا۔) امام سرمدی ابو العباس احمد قاضی مصر
مترقی ششہ صاحب غایہ شرح ہدایہ جلد ثلث کے خفیہ سے ہیں، اُس وقت تو فقیر نے قیاس سے گزارش کیا تھا
کہ الخطیبة للتزویج (مثنیٰ نکاح کے لیے۔) ہوگا، اب کتاب کا ورق کہ جناب نے بھیجا دیکھ کر تعجب کرتا ہوں
کہ بیشک لام ہی ہے، کتاب نے اس کتاب کو نسخ نہ کیا صیح کیا ہے اسی لیے میں نے نہ خریدی، خطبہ کا غیر نکاح
ہونا ایسا روشن ہے جیسے صبح کا غیر شمس ہو یا، حاشایہ احتیاط فی الفروج نہیں بلکہ احتیاط فی الفروج ہے کہ مثنیٰ
ہوتے ہی منکر بنالیں ولا یقولہ جاہل فضلاء من فضل (کوئی جاہل بھی یہ بات نہ کہے گا چہ جائیکہ
کوئی فاضل کہے۔) کس قدر کثرت وافر سے نصوں میں گئے جو خطبہ و تزویج کی مباحث ثابت کریں گے

۱۵۱ احت ۳ نہ ہار لی دسیل

ولیس یصح فی الاحیاء شئی

(ان کی مروجہ بھی اگر کسی دلیل کی محتاج ہو تو پھر دنیا میں کوئی چیز ثابت نہیں قرار پائے گی۔) (ت)

۱۰۲/۶

مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ

فصل فی الکفالة

سہ البنا یہ شرح ہدایہ

سہ البنا یہ شرح ہدایہ

حدیث تحریر ان خطبہ علی خطبہ احیہ (بہائی کی منگنی پر حرام ہے۔ ت) سے اس کی تائید جمل شہید، ورنہ حدیث یہ جو ہر سومر علی سومر احیہ (بہائی کے لگاتے ہوئے بھاؤ پر بھاؤ لگانا حرام ہے۔ ت) سے نفس سوم کو عقد بیع کر لیں گے۔ بتائیہ کی پہلی عبارت وایبغی ان تعطب المعتدۃ ش لان بخطبہ المتزوج ونکاح المعتدۃ لا یجوز (عقدہ والی عورت کو منگنی کا پیغام دینا مناسب نہیں، شرع میں ہے، کیونکہ منگنی نکاح کے لیے ہوتی ہے جبکہ عقدہ والی کو نکاح جائز نہیں۔ ت) تو ظاہر ہے کہ نکاح معتدہ کو نہ لایبغی "کہا جاتا اس کی تحریم تو حرمت میں گزری، یہاں کاتب نے "لان" چھوڑ دیا ہے مگر نے دو مکملے بیان فرمائے ایک خطبہ صریحاً اسے منع فرمایا، شارح اس کی دلیل بتاتے ہیں کہ خطبہ تو بفرض تزویج ہی ہے اور تزویج معتدہ حرام، دوسرا خطبہ بالکنیہ، اسے جائز فرمایا کہ لا باس بالتعریض فی الخطبۃ (عقدہ والی کو کنیہ کے طور پر منگنی کے پیغام میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔ ت) یعنی خطبہ ہو مگر الفاظ صریحہ میں بلکہ کنیہ تو حرج نہیں، کیا کوئی مسلم بلکہ کوئی مائل اس کے یہ معنی لے سکتا ہے کہ معتدہ سے نکاح بالکنیہ جائز ہے

ما شئ لہ! دوسری عبارت ۱
ی لا یجوز ان یقول صریحاً اسید ان نکحک
او اخطبک لان الخطبۃ للمتزوج۔ ذکر

یعنی صراحتاً یہ کہنا کہ میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں
باس تجھے یا نکاح دیتا ہوں نا جانے کہ کیونکہ منگنی نکاح
لے لیے ہوتی ہے یا نہ ہم نے ذکر کیا (ت)
جس میں کاتب نے "ای" کا "ان" اور للمتزوج کا التزوج لکھا ہے اس میں ان صاحبوں کو غائبانہ دھوکا لگا کہ اخطب
کو مصوب پڑھا اور انکح پر معطوف اور اسید کے تحت میں داخل مانا کہ یہ کہنا جائز نہیں کہ میں تجھ سے خطبہ
کرنا چاہتا ہوں یوں کہ لیا خطبہ تزویج ہے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ اخطب مرفوع حکاتی اور اس کا معطف "اسید"
پر ہے یعنی یہ کہنا جائز نہیں کہ میں تجھ سے نکاح کیا چاہتا ہوں نہ یہ کہنا جائز کہ میں تجھے خطبہ کرتا یعنی پیغام نکاح
دیتا ہوں، پھر اس کے صریح ہونے کی وجہ فرماتے ہیں کہ خطبہ تزویج ہی کے لیے ہوتا ہے تو "خطبک" کے معنی
بعینہ وہی ہوتے کہ "اسید ان انکحک" آیت کریمہ مثل اہمات تحریم ابدی عام کے لیے ہے، یہ بیشک ازواج مطہرات
سے خاص ہے ورنہ ختنین کریمین سے تزویج بنات کو بات نہ ہوگی اس سے یہ لازم سمجھنا کہ غیر ازواج مطہرات

۲۵۴/۱	تذیبی کتب خانہ کراچی	باب تحریم الخطبۃ علی خطبۃ اخیرہ	صفحہ ۱۴
۲/۲	~ ~ ~	باب تحریم البیوع علی بیع اخیرہ الخ	صفحہ ۱۵
۲۳۴/۲	مکتبہ امدادیہ محلہ المکریمہ	فصل فی الحداد	صفحہ ۱۶ و ۱۷

میں مل مطلق ہے سخت جمل ہے کہیں تحریم مطلق کی نفی کہاں مل مطلق کا اثبات یعنی سائبہ کلید کا تفتیش موجبہ کلید، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ واقعہ تیسرے العلم

ولا قوة الا بالله۔ واللہ تعالیٰ اعظم
مسئلہ ۱۵۰۔ از موقع میں ضلع پٹنہ۔ مرسلہ جناب سید مظفر حسین صاحب۔ مؤرخہ ۲۲ جمادی الاول ۱۳۳۸ھ۔
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی باغداد کی ہندہ کی نسبت عمرو سے مقرر کی اور
تجو کو دیں بانسکاج اور نکاح مقرر کر کے خط لکھ بھیجا کہ ہندہ کا نکاح عمرو سے اکیس ہزار روپیہ دین ضروری کہ وہ ان
تمام باتوں کی اطلاع ہندہ کو ہے اگرچہ اجازت ہندہ سے موافق دستور سند و نشانی نہیں مانگا گیا اور ہندہ کی کسی
حرکات و سکنت سے عدم رضامندی اور ناراضگی بھی ظہور میں نہ آئی تھے۔ اکیس ہزار روپیہ ضروری کہ ہندہ
کا نکاح جو کہ زید کے پاس خط لکھ بھیجا کہ فلاں، بیخ عمرو سے ہندہ کا نکاح اکیس ہزار روپیہ کر دیا آپ لڑائی کو خیر
کر دیجئے، زید نے اپنی لڑکی کو اطلاع دلوایا تو لڑکی نے قبول کر لیا، نکاح ایسی صورت میں قبول ہوا اور تجدید کی
ضرورت تو نہیں ہے، مینو اتوجروا

الاجواب

اجواب
 علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگر صحت واقعہ یہ ہے تو صحیح و تمام نافع و لازم ہوگی اگر کوئی مانع
 شرعی مثل فساد مذہب وغیرہ۔ دیکھو کہ کجاست یہ بات۔ اگرچہ حقیقتہً کالوکالہ اسباقہ کما فی
 تفسیر و غیرہ (دیکھو کہ بعد کی اجازت پہل و کلمت کی لاسات عیسائی و غیرہ میں ہے۔ تعالیٰ و اللہ تعالیٰ
 اعلم۔

باب المحرمات (محرمات کا بیان)

مسئلہ ۱۹ رجب ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے اپنے ابن الابن زید کو دودھ پلایا، اب زید کا نکاح اپنی نواسی بیٹے بنت سلمیٰ سے کیا جائے یا نہیں؟ کیا یہ نکاح حرام ہے یا حلال؟

الجواب

ہرگز جائز نہیں کہ جب زید نے اپنی وادی کا دودھ پیا تو وہ اس کی ماں ہوئی، اور جب وہ اس کی ماں ہوئی تو اس کی ساری اولاد خواہ اس دودھ سے پہلے پیدا ہوئی ہو یا بعد، سب اس کے بھائی بہن ہوتے، اور جب وہ سب بہن بھائی ہیں تو ان کی بیٹیاں اس کی بھتیجیاں بھانجیاں ہیں، بس یہی بھی کہ سب بنت ہندہ کی دختر ہے زید کی بھانجی ہے اور زید اس کا ماموں، اور ماموں بھانجی کا نکاح کہیں حلال نہیں، فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

یُحْرَمُ عَلَى الرَّضِيعِ نَوَادِنُ الرِّضَاعِ وَأَصُولُهُمَا
وَفُرْعَاهُمَا حَتَّىٰ أَنْ الرِّضِيعَةُ لَوْ وَلِدَتْ قَبْلَ هَذَا
الرِّضَاعِ أَوْ بَعْدَهُ أَوْ رَضِعَتْ رَضِيعَهَا فَالْكُلُّ
حَقُّ الرِّضِيعِ وَأَخَوَاتُهُ وَأَوْلَادُهُمْ أَوْلَادُ أَخَوَاتِهِ
وَأَخَوَاتُهُ أَهْلُ مَخْصَرَةٍ۔
دودھ پینے والے بچے پر رضاعی ماں باپ اور ان کے
اصول و فروع حرام ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ اگر دودھ پلانے
سے قبل یا بعد اس نے کوئی بچہ جانا ہو یا کسی کو دودھ
پلایا ہو تو وہ سب اس کے بھائی بہن ہوں گے اور ان
کی اولاد اس کے بھتیجے اور بھتیجیاں اور بھانجے اور بھانجیاں
ہوں گی (مختصرات)

زید کی موجودگی میں بچہ پھنسی ہوئی تھی، زید اپنے روزگار کی وجہ سے دوسرے شہر میں رہتا تھا، مگر اپنی سہیلی نصیب کو دوسرے ایک کچھ خرچ نہ بھیجا، چنانچہ نصیبین علاقہ بچہ کے گھر میں آگئی، اس کے ایک لڑکا بھی زید کے نصیبین کو بچہ کے یہاں پرے پڑے پچھلے عرصہ دس برس کا گزرا، اب بچہ چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کرے، زید نے طلاق نہیں دی ہے مگر ہاں زید کی مرضی ہے کہ مستحق کچھ دے تو طلاق دے دوں۔ بچہ در صورت طلاق نہ دینے زید کے نصیبین سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

یہ جو عام میں مشہور ہے کہ عورت بے اذن شوہر گھر سے نکل جائے تو نکاح سے نکل جائے محض غلط ہے۔

قال تعالى:

واللاقی تغافون لشوزهن فغفوهن، الآية۔
تغافون تغفون، ومن النشور الخروج ملاحت۔
جو عورتوں کی مافرونی کا احساس کرتے ہوں ان کی نصیبت
کرو، الآية۔ یہاں تغافون بمعنی تغفون اور نشور

سے مراد اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا ہے (ت)۔

معادۃ اگر ایسا ہو تو نکاح کی گرو زمان ناقصات العقل والدی کے ہاتھ میں جو جائے، جو عورت چاہے
بے ارادہ شوہر سہل طور پر قید، عہدہ زادی حاصل کرے حال طلاق و قبل نے نکاح کی گرو مرد کے ہاتھ
میں رکھی ہے۔ قال عز وجل،

بید، عقدۃ الکاتر یعنی الزوج فی قول عن
وسعید بن المسیب وسعید بن جبیر
وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔
اسی (خاندن) کے ہاتھ میں نکاح کی گرو ہے،
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سعید بن مسیب
اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم نے خاندن مراد لیا ہے (ت)۔

اسی طرح عیاذ اللہ عورت کے فسق و فجور سے بھی نکاح نہیں جاتا، قال اللہ تعالیٰ،

واللاقی یأتین الفاحشة من نسا ککم
سماھن مع ذلک لسادھم، قال جل و
علا والحدین یرمونہ انہ واجھلہم الآية
الحی قولہ تبارک وتعالیٰ ویدرؤ عنہا
تھادی بیویوں میں سے جو فحش کاری کی مرتکب ہو۔
اس میں اس کے باوجود ان کو بیویاں فرمایا گیا ہے۔
اللہ جل و علا نے فرمایا، وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر
تحت نکلتے ہیں الآية، اس عورت سے حد کو ساقط

اعذ بآیۃ

کرو، آیۃ تک۔ (ت)

پس جبکہ زید نے ہنوز طلاق نہ دی نصیبیں بدستور اس کے نکاح میں باقی ہے اور اگر خواہ کسی کو، ہرگز اس سے نکاح حلال نہیں اگر کر بھی لیا، تاہم جیسے اب تک وہ دونوں جملے زنا رہے یوں ہی اس نکاح بے معنی کے بعد بھی زانی و زانیہ رہیں گے اور یہ جھوٹا نام نکاح کا کچھ مفید نہ ہوگا۔ قال تعالیٰ: وَالْمَحْصَنَاتُ مِنَ الْمَسَاءِ (شادی شدہ پاکیزہ عورتیں۔ ت) پس چارہ کاری یہی ہے کہ بکر و نصیبیں فوراً جدا ہو جائیں اور اللہ عزوجل کے غضب سے ڈر کر اپنے بکیر و گناہوں سے توبہ کریں پھر نصیبیں زید کے پاس نہ رہنا چاہیے تو اسے اختیار ہے کہ زید کو طلاق کے بدلے مال دے کر خواہ بغیر مال دے طلاق حاصل کرے۔ قال المولیٰ سبحانہ و تعالیٰ:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يَفْقَهُوا حَدَّ اللَّهِ فَلَا حَنْصَاحَ عَلَيْهِمَا فِي افْتِدَاتٍ بِهِ

اگر تمہیں ڈر ہے کہ عدل کے طور پر وہ دونوں حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے تو (خلع کے طور پر عورت کی طرف سے) قدر میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ت)

جب زید طلاق دے دے تو اب تین حیض کامل گزرنے کے بعد نصیبیں کو حلال ہوگا کہ بکر خواہ غیر بکر جس سے چاہے نکاح کرے، قال سبحنہ و تعالیٰ:

وَالْمُطَلَّاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِالْأَرْبَعِ أَشْهُارٍ

طلاق شدہ عورتیں چار مہینے تک پابند رکھیں۔ (ت)

بکر و نصیبیں اگر اس حکم الہی پر گردن رکھیں نہیں، اور اگر نہ مانیں اور اسی حالت پر رہیں یا بے طلاق حاصل کیے آپس میں نکاح کر لیں تو ایمان والے مرد اور ایمان والی بیبیاں انہیں یک نخت چھوڑ دیں، نہ اپنے پاس بیٹھنے دیں نہ خود ان کے پاس بیٹھیں۔ قال عزوجل:

وَأَمَّا بَيْنِيكُمْ فَلَاحِقَاقٌ بَعْدَ الَّذِي لَمْ يَكُنْ مَعَكُمْ

اور کبھی شیطان تجھے بھولی میں ڈال دے تو بامعنی کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ (ت)

مشاکلہ کیا فرماتے ہیں علامتے دین اس مسئلہ میں کہ عالم حیات زوجہ میں حقیقی سانی یا رشتہ کی سالی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بیّنہ او جہرہ

الجواب

تا حیات زوجہ جب تک اسے طلاق ہو کر عدت نہ گزر جائے اس کی بہن سے جو اس کے باپ کے نطفے

سۃ القرآن ۲۲/۶

سۃ القرآن ۲۳/۴

سۃ القرآن ۲۵/۶

سۃ القرآن ۲۲/۶

سۃ القرآن ۲۲۵/۶

یاہی کے پیٹ سے یا ذود و شریک ہے نکاح حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وان تجمعوا بین الاختین (منع ہے کہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کر دیتے اور ان کے سوا زوجہ کی رشتہ کی بہنیں مثلاً چچا، ماموں، خال، بھوپھی کی بیٹیاں اس کے شوہر پر ہر وقت طویل ہیں کل ذلک مہر و مہر بہ فی کتب الفقہ (ان تمام مسائل کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بھتیجی ہو اور بھانج ہو سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

مینو اقوجروا۔

الجواب

دونوں سے درست ہے، قال اللہ تعالیٰ: واحل لکم ما وراہ ذلکم (اور مذکورہ محرمات کے علاوہ تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ ازکفتمو محلہ علی کج

مرسلہ حافظہ عبد اللہ صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و محققان شرع متین جواب اس مسئلہ کا کہ ایک شخص نے اپنی سالی کی لڑکی کو واسطہ اپنے لڑکے کے نکاح کے پرورش کیا۔ تغیر ربوبی سے لڑکا انتقال کر لیا، بعدہ خود پرورش کنندہ کی بی بی فوت ہو گئی، اب پرورش کنندہ نے اپنی شادی اس لڑکے پرورش کردہ تہہ سے کر لی۔ یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟ مینو اقوجروا

الجواب

قلعہ جائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: واحل لکم ما وراہ ذلکم (اور مذکورہ محرمات کے علاوہ تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ ت) ظاہر ہے کہ بیٹے کے لیے نیت نکاح ہونے سے وہ بیٹے کی منکوحہ نہ ہو گئی جو حلائل اپنا شکم الذین منہن، احل لکم (تمہارے صلیبی بیٹوں کے لیے حلال شدہ عورتیں تم پر حرام ہیں۔ ت) میں داخل ہو سکے، حلائل جمع حلیہ ہے یعنی وہ عورتیں تم پر حرام ہیں جو بدیعہ نکاح تمہارے صلیبی بیٹوں کے لیے حلال ہو چکی ہیں، یہاں نہ لڑکی بیٹے سے نکاح ہوا نہ یہ عورت اس کے لیے حلال ہوئی باپ پر کیونکہ حرام ہو سکتی ہے، اور اگر پرورش کے خیال سے ایسا کہا جائے تو بھی محض غلط، قرآن حکیم نے یوں فرمایا ہے:

وہب شکمہا لک فی حجورکم من نساءکم الکی تمہاری گود کی پائیاں تمہاری ان عورتوں کی بیٹیاں ہیں
وہبتم بہن و بنت لہ تکونوا دخلتم بہمت تم ہم بستر ہو چکے اگر تم نے ان عورتوں سے ہم بستر

ہلا جناح علیکم السلام
 نہ کی جو قرآن کے ساتھ نکاح میں تم پر کچھ گناہ نہیں۔
 دیکھو قرآن مجید تصریح فرماتا ہے کہ اپنی منکوحہ کی دختر اپنی گود لکھ لینی بھی حلال ہے جب تک منکوحہ سے غلویت
 نہ کی جو خفیہ رکھتا ہے کہ منکوحہ کو چھوڑ کر یا اس کے مرے پر اس سے نکاح کر لے تو سال کی بیٹی پرورش کرنے سے کیوں
 حرام ہونے لگی۔ یہ محض ہندوانہ خیالات میں، واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۱۶۱ ۲۱ رجب ۱۳۰۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی دختر کا نکاح عمرو کے ساتھ کر دیا، عمرو نے طلاق
 نہیں دی، زید نے کچھ روپیہ بکر سے لے کر نکاح بکر کے ساتھ کر دیا، اور بکر نے بھی طلاق نہیں دی، زید نے اور شخص ثالث
 کے ساتھ کچھ روپیہ لے کر نکاح کر دیا، اس صورت میں یہ نکاح جائز ہو گئے یا نہیں؟ بیزا تو جرد

الجواب

یہ نکاح نہ ہوئے محض زنا ہوئے، قال اللہ تعالیٰ: وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ (شادی شدہ عورتیں
 حرام ہیں۔) عورت اب جس کے پاس ہے اس پر قطعی فرض ہے کہ عورت کو اپنے پاس سے الگ کر دے اور نکاح
 دے، اور عورت پر فرض قطعی ہے کہ اس سے جدا ہو جائے اپنے خاندان عمرو کے پاس آئے اور یہ روپیہ زید نے بکر اور
 اس شخص ثالث سے یا بالکل حرام قطعی و نہایت حرام ہے، روپیہ پر دوس سے زید روپیہ جس جس سے لیا ہے اسے
 واپس کرے، زید اور وہ شخص ثالث اور وہ عورت تینوں میں سے ہر شخص ای احکام کی تعمیل نہ کرے مسلمان اسے اپنی
 صحبت سے نکال دیں اور اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا ترک کریں۔ قال اللہ تعالیٰ:

وَاتَّقِ الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَظَنُّونٌ ۚ
 وَمَعَ الْقَوَارِعِ اعْلَمِينَ ۖ
 وَاَقِمِ صَلَاتَكَ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَعَنَ الْفَاسِقِينَ
 جب کبھی شیطان تجھے بھول میں ڈالے تو یاد آنے پر ظلم
 مع القوارع اعلمین لکے واللہ تعالیٰ اعلم لوگوں کے پاس مت بیٹھو۔ (دست)
 مسئلہ ۱۶۲ ۲۴ جمادی الآخرہ ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا ایک بیٹا ہے اور ہندہ کی ایک بیٹی، زید کا بیٹا ہندہ سے
 نکاح کیا چاہتا ہے اور زید ہندہ کی بیٹی سے، اس صورت میں یہ دونوں نکاح ہو سکتے ہیں یا نہیں، کتاب اللہ سے
 فرمائیے۔ بیزا تو جرد

الجواب

یہ دونوں نکاح حلال ہیں، قال اللہ تعالیٰ: وَاحِلْ لَكُمْ مَا وَرَدَ لَكُمْ (محرمات مذکورہ کے ماسوا تمہارے لئے

لے القرآن ۲۲/۴ لے القرآن ۲۳/۴
 لے القرآن ۲۴/۴ لے القرآن ۲۵/۴

حلال کی گئی ہیں۔ ت) ظاہر ہے کہ پسر زید کے لیے جندہ اگر ہوگی تو باپ کی ساس ہوگی وذلک ادا تقدم نکاح زید (اور یہ جب تک کہ زید کا نکاح پہلے ہوا ہو۔ ت) اور باپ کی ساس حلال ہے جبکہ وہ اپنی تالی نہ ہو۔

فی رد المحتار دقا الخیر المصلی لا تحرم اہ۔ رد المحتار میں ہے کہ خیر الدین رثی نے فرمایا کہ باپ کی ساس وجہ الاہت ہے۔ ساس حلال ہے۔ (ت)

اور زید کے لیے جندہ کی بیٹی اگر ہوگی تو بہو یعنی زوجہ پسر کی بیٹی ہوگی دھذا ادا سبق نکاح اہت شریک (یہ جب تک کہ زید کے بیٹے کا نکاح پہلے ہوا ہو۔ ت) اور بہو کی بیٹی حلال ہے جبکہ وہ اپنی پوتی نہ ہو۔

فی رد المحتار ماہانت سوجہ ابنتہ فحلال ہے۔ رد المحتار میں ہے بیٹے کی بیوی کی بیٹی حلال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۳ از اوجہین مرسلہ میر غلام علی صاحب اسسٹنٹ ۲۹ جب ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی سالی حقیقی سے صحبت کی اور زید نے سالی کے ساتھ نکاح، تو زید و عہد کی اولیں عورتوں پر طلاق عائد ہوتی ہے یا نہیں، کیونکہ قرآن مجید و فرقان حمید میں ان تجمعو میں الاختین الا صاقد سلف (منع ہے کہ تم دو بیسوں کو نکاح میں لیں کہ وہ عورت جو ہو گزرا۔ ت) وارد ہے نہ مسئلہ یہ کہ شہرہ ربہ جو منہ انتشار یح بحوالہ کتب میان فرمائیں۔

الجواب

بہو جو دی زوجہ سالی سے نکاح حرام ہے اور اس پر فرض ہے کہ اُسے ہاتھ نہ لگائے اور فوراً چھوڑ دے اور زنا تو ہر حال حرام ہی ہے مگر سالی سے نکاح یا زنا کرنے سے زوجہ مطلقہ نہیں ہوتی۔ نہ آیت کا یہ مطلب ہے کہ نہ سال سے زنا کے سبب زوجہ سے نکاح حرام ہو۔ رد مختار میں ہے ۱

فی الحلاۃ وہی اخت امراتہ لا تحرم علیہ غلامہ میں ہے کہ سالی سے زنا کی وجہ سے چری امراتہ تک۔ حرام نہ ہوگی۔ (ت)

نہ سالی کے ساتھ فقط نکاح کرنے سے جماع زوجہ منوع ہو جائے جب تک سالی سے جماع واقع نہ ہو گا اگر بعد نکاح سالی سے جماع کر لیا تو اب زوجہ سے جماع حرام ہو گیا یا نہ تک کہ سالی کو چھوڑ دے اور اس کی عدت گزر جائے اُس وقت زوجہ سے جماع جائز ہو گا، یوں ہی اگر بے نکاح سالی سے جماع کیا مگر دیدہ و دانستہ

۲۳/۱	دار المعرفۃ بیروت	فصل فی الحرامات	سلہ فتاویٰ خیریہ
۲۶۹/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	-	سے رد المختار
۱۸۸/۱	مطبع مجتبائی دہلی	-	سے رد مختار

زنا نہ کیا بلکہ مشہور اور دھوکے سے جماع واقع ہو تو بھی زوجہ سے جماع حرام ہو گیا جب تک اس جماع شبہہ کے سبب سال پر جو عدت لازم آئی ہے ختم نہ ہو جائے۔

فی مرد المحتاس فی مسئلۃ نکاح المرأة علی ختیها لما فی باطل ولہ وطن الاولی الا ان یتأی شایعۃ فتحرر الاولی الی القصاص عدۃ الثانیۃ کما لو وطن حت امرأته بشبهة حیث تحرر امرأته مالم یسقط عدۃ ذات المشبهة عن المحرر۔

رد المحتار میں ہیں کی موجودگی میں سال سے نکاح کے مسئلہ میں فرمایا کہ دوسرا نکاح باطل ہے اور جب تک دوسری سے وطن نہ کی ہو پہلی سے جماع جائز ہے۔ اگر دوسری سے وطن کر لی ہو تو پہلی سے جماع اس وقت تک حرام ہے جب تک دوسری کی عدت نہ گزر جائے۔

جس طرح شبہہ کی بناء پر بیوی کی بھی سے جماع ہو جائے تو بیوی سے جماع حرام ہو جاتا ہے تا وقتیکہ شبہہ والی کی عدت پوری نہ ہو جائے، یہ خبر سے منقول ہے۔ (د ت) واللہ بسفہ و تعالیٰ اعلم و ملکہ اتم و احکم۔

مسئلہ ازہار و عذرہ مطہرہ مسئلہ صحت سیدہ ظہیرہ ریمان صاحب قبلہ پنجم شوال ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علما سے دین و مفتیان شرع حین کہ زید نے اپنی دختر بندہ نابالغہ کا عقد ولایت اپنے ہمراہ بکر کو دیا کہ جس کو عرصہ ایک سال کا ہو گا۔ اگر بکر پیش از اس عقد نکاح نکلتا، بکرانی بکر کو ہمراہ کر دیا زوجہ زید نے ہمراہی اپنے داماد بکر کے مع ایک خادمہ سرکاری پر کیا شب کو سرائے میں بکر سے بارادہ فاسدہ و نیت خراب اپنی خوشدامن کی چار پائی پر آکر زبردستی کہا کہ میں پاؤں دباؤں، ہر چند منع کیا لیکن زبردستی پاؤں دبائے شروع کر دیے اور شکم پر ہاتھ پھر کر قریب تھا کہ کمر بند کھول ڈالے اور اپنا ازار بند کھول لیا تھا، نہایت مشکل و زبردستی سے بکر کو چار پائی سے علیحدہ کیا گیا، دوبارہ پھر قریب تھیں یکے شب کے بکر نے آکر چار پائی پر بیٹھ کر ارادہ دست درازی کا کیا زوجہ زید کی آنکھ کھل گئی اور وہ چیخ کر غل مچانے لگی کہ جس سے گاڑی بان اور خادمہ نے چونک کر چسپہ رخ سے دیکھا تو بکر تھا عذر بہ تراژگاہ کرنے لگا کہ میں گناہ مارنے آیا تھا یہ بات زوجہ زید یقین اور غوب مضبوطی سے از دوائے مباہلہ قسم شرعی کہتی ہے کہ بکر نے اول مرتبہ میرے مشکم پر ہاتھ پھر کر میرے ازار بند کھولنے کی نیت سے دست درازی کی تھی اور اپنا ازار بند کھول رکھی تھا اور اس وقت بکر کے دست پٹا میں دھڑکتی تھی اگر میں ناراض ہو کر زبردستی بکر کو چار پائی علیحدہ نہ کرتی تو بیشک میری عصمت بکر خراب کر دیتا اور اسی ارادہ سے دوبارہ پھر بکر آکر میری چار پائی پر بیٹھ اگر گاڑی بان و خادمہ پھر اسے کرتہ آتے اور نہ دیکھتے

تو خبر ہرگز اپنے ارادہ سے باز نہ آتا۔ نزدیک بوجہ دریافت اس حالت کے اپنی دختر ہندہ کے عقد میں شک پڑ گیا اور کہا کہ میں اب رخصت نہ کروں گا۔ تو اب جس حالت میں دونوں ولی اصلی یعنی والدین ہندہ زید مع زوجہ بکر سے باعث اس حرکت کے ناراض ہیں تو نکاح ہندہ کا بکر سے باقی رہ گیا یا ٹوٹ گیا، اور اگر ٹوٹ گیا تو عقد ثانی اس کا خواہ بکر سے یا اور بکر سے ہو سکتا ہے یا نہیں، کیونکہ زید یعنی ہندہ نابالغہ ہے اور ولی یعنی والدین اس کے بکر سے ناراض ہیں تو ایسی حالت میں مسئلہ شریعت کیا ہے اور اب معاملہ ہندہ و بکر کیا ہونا چاہئے اور زوجہ زید حرام ہے جس سے یہ حرکت بکر نے کی۔ فقط، بینوا و جردا

الجواب

اس میں شک نہیں کہ اپنی مسکرتہ کی ماں کے جسم کو بظہر شہوت کسی جگہ ہاتھ لگانے سے گونکاح زائل نہیں ہوتا مگر عورت ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے، اور اس شخص پر واجب ہوتا ہے کہ اسے چھوڑ دے، لیکن اس قدر ضرور ہے کہ مس بے لبت شہوت ہو یعنی ہاتھ لگانے کے وقت ہی متاع فحشاء یعنی عضو تناسل کا قائم ہونا، پیدا ہونا یا پھلنے سے منعوظ تھا تو ایسی حالت میں زائد ہو جائے ورنہ اگر جس وقت مس کیا منعوظ نہ تھا جب مس ختم ہو چکا اس کے بعد پیدا ہوا یا منعوظ پھلنے سے منعظ اور مس کرنے میں کچھ زیادہ نہ ہوا بدستور رہا تو عورت نہ ہوگی۔

فی الدر المختار العبرة بالشهوة عند المس والنظر لا بعدهم وحدثها في تحريك التهديد وزيادته به يفتي وفي رد المحتار قوله زادته اي زيادة التحريك ان كان موجودا قبلهما قوله به يفتي قال في الفتاوى وفتح عليه ما لو استشرى وطلب امرأته فوجد بين فخذيه بنته خطا لا تحرمها مالها من الزنا الانتشار يفتي قبح میں کہا اور اس پر تفریع بیان کی کہ کسی کو انتشار ہوا، اپنی بیوی کی طلب کی تو بیوی کی بچکانے (بیوی کے پھلے خاوند سے) بیٹی کی رافوں کو غلطی اور خطا سے استعمال کیا تو اس لڑکی کی ماں (بیوی) اس پر حرام

نہ ہوگی کیونکہ اس وقت افشائے زنا نہ ہوگا (بلکہ وہی انتشار موجود رہا جو پہلے ہی کے لیے ہوا تھا)۔ اسی طرح یہ بھی ضرور ہے کہ مس پر ہنہ عجم پر ہو یا کسی ایسے باریک کپڑے پر سے کہ عورت کے جسم کی حرارت اس کے ہاتھ کو پہنچنے سے مانع نہ ہو جیسے اس زمانہ میں جالی یا تزییب کی کڑیاں، ورنہ اگر ایسا سنگین کپڑا بدل گیا تھا کہ جسم زن کی گرمی ہاتھ کو محسوس نہ ہونے لگے تو حرمت نہیں اگرچہ مس بہرہ شہوت واقع ہوا ہو۔

فی الدر المختار واصل ممسوسة بشهوة
ولو بشر علی الرأس بعدئذ لا یستعمل المحرم آرقاً
فی رد المحتار فلو کان مانعاً لا تحت المحرمۃ
کذا فی اکثر الکتاب وکذا الموجامعہا بخرقۃ
علی ذکرہ۔
در مختار میں ہے شہوت کے ساتھ مس شدہ عورت
خواہ یہ مس عورت کے سر کے بالوں کا کسی ایسے پردہ
اور کپڑے کے حائل ہونے کے باوجود ہو جو بدن کی
حرارت پہنچنے کے لیے مانع نہ ہو، تو بھی اس حرمت کے
اصول حرام ہو جائیں گے۔ رد المحتار میں ہے کہ اگر وہ

کپڑا بدن کی حرارت کے لیے مانع ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ اکثر کتب میں ایسے ہی ہے، ادویوں ہی اگر کسی
عورت سے جماع کے وقت ذکر پر مونا کپڑا پیٹ لیا (جس سے آپس میں دونوں کے بدن کی حرارت نہ محسوس ہو سکے
اور حرمت کے باقی تمام بدن پر مونا کپڑا ابو کہ کوئی حصہ بدن پر ہنہ مس نہ ہو) (دست)

نیر ایک شرط حرمت یہ ہے نہ یہ سخت رائی طرف ہو دی نہ ہو، اگر رال ہوگی حرمت نہ ہوتی۔
فی الدر المختار ہذا اذ المحرم یقول فلو انزل
مع من اد نظر فلا حرمة بہ ینفق
ابن کمالؒ
در مختار میں ہے کہ حرمت تب ثابت ہوگی جب اس
انتشار میں ازال نہ ہو اہو، اور اگر مس یا نظر کے
وقت شہوت سے ازال ہو جائے تو حرمت ثابت
نہ ہوگی، اسی پر فتویٰ ہے، ابن کمال۔ دست۔

غرض مس یا نظر کے سبب حرمت مصاہرت ثابت ہونے میں یہ شرطیں ہیں، زہد زہد کا بیان
جس قدر سوال میں مذکور اس سے کچھ نہیں گھٹتا کہ صورت واقعہ میں یہ متحقق تھیں یا نہیں، تبین بچے شب
کے واقعہ میں جو کہ صرف اس کی چار پائی پر آکر بیٹھنا اور دست درازی کا ارادہ کرنا بیان کرتی ہے مجھدارادہ
کوئی چیز نہیں، اور واقعہ اول شب میں بھی کچھ نہیں کہتی کہ جو کہ پاؤں دبانا کپڑے پر سے تھا یا برہنہ پاؤں پر

۱۸۸/۱	مطبع مجتہبائی دہلی	فصل فی المحرمات	سے در مختار
۲۸۰/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	" " "	سے رد المحتار
۱۸۸/۱	مطبع مجتہبائی دہلی	" " "	سے در مختار

اور شک پر ہاتھ پھرنا بھی کچھ خواہی خواہی اس میں نص نہیں کہ برہنہ پیٹ پر ہاتھ پھیرا نہ یہ معلوم کہ اس وقت زود چڑ تیرہ کی گرتی کیسے پڑنے کی تھی، تو اس کے فقط اتنے بیان پر حکم حرمت نہیں ہو سکتا جب تک صاف صاف تمام شرائط کا متحقق ہونا نہ ظاہر ہو۔ لہذا فقیر اس مسئلہ کے جواب میں صرف اس قدر حکم دے سکتا ہے کہ اگر بڑے زود چڑ تیرہ کے پاؤں یا پیٹ خواہ کسی جسم پر برہنہ یا حامل نرم کے ساتھ جلوس شہوت ہاتھ دھکیا کہ اس برکت کی حالت ہی میں اسے غور نظر پیدا ہوا یا پہلے سے تھا تو اسی حالت میں بڑھ گیا اور انزال واقع نہ ہوا تو بیشک ہنزدہ ہمیشہ ہمیشہ بکر پر حرام ہوگئی کہ کسی کسی طریقہ سے اسے ہاتھ نہیں دھکا سکتا، اور اگر ان شرائط میں کچھ کی تھی تو ہنزدہ مستور اس کے لیے حلال ہے، پھر جس حالت میں حکم حرمت دیا جائے گا اس کا بھی یہ حاصل ہوگا کہ نکاح بافضل ٹوٹ گیا، یہ محض غلط ہے بلکہ اس وقت حکم صرف اس قدر ہوگا کہ ہنزدہ بکر پر حرام ابدی ہوگئی، بکر پر فرض کہ اسے چھوڑ دے، اگر چھوڑا گا سخت گناہ ہوگا اور ہنزدہ کے حق میں بھی گرفتار ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ،

فاما ان المعروف او قسریہ باحسان، و اذا
قد فاته الامساك بالمعروف لزمه التصریح
باحسان۔

مترجم: جب برکت وہ ترک نہ کرے یا حاکم شرع عرفی نہ دے گا، جب تک باقی ہے۔ دوسری جگہ ہنزدہ کا نکاح جائز
عن نظرہما فان الدرخص المتركة بالسراج
وحقق الشامي انها تكون من المرأة يضادون
لا فرق بينهما وبين الفسخ، وقد تقر بان حرمة
المصاهرة تفقد السكاح وان في السكاح العاقل لكل
صههما مباحة ولو تغير محصر من صاحبه دخل
بها ولا وانظر ان غير البالغة هل لها او لوليها
فسخ نکاحها الفاسد تحصرنا احث
المعصية اذ ينظر بلوغها اذ لا معصية منها
قبله و نظائر الاول فليحس (۱۶۱)

بالغ ہونے کا اشتکار کیا جائے گا اس بنا پر کہ اس سے قبل گناہ متصور نہیں، اور ظاہر پہلا احتمال ہے، اس کو واضح کرنا چاہئے۔ (ت)

نہیں، بلکہ حد متارکہ یا تفریق مابین شرع پر بندہ کو اختیار ہو گا کہ جو جس سے چاہے نکاح کر دے۔
 فی الدار المختار بحرمۃ المصاهرة لا یسقط
 النکاح حتی لا یحل لہا التزوج یا حوالا بعد
 امتارکۃ و انقضاء العدة والوطء بہا لا یكون
 سراً، و فی رد المحتار ای وان مضی علیہ
 سنون کما فی البزازیة وجہاً لہا و
 الا بعد تعریق القاضی او بعد المتارکۃ الخ۔
 تفریق یا متارکہ کے بعد ہی وہ نکاح کر سکے گی، مدت، و انہ سنہ و تہا لے اہل و عیال جہدہ اتم و اکمل
 مستحکمہ ارادہ مطلقہ مرسلہ جہاد سید امیر حیدر صاحب قبلہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۲۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بندہ نے اپنی دختر نامہ لفظ کا نکاح برلایت خود و شوئے خود
 بجز سے کیا، جہدہ بوجہ اتھاقی یا بکی یہ خیال ہو کہ یہ نکاح کسی شکل سے توڑا چاہیے کہ دوسری بگ نکاح ہو سکے، بندہ
 سفر کوئی، ہمراہی میں بجز اور ایک خادمہ کہ ایک نامہ لفظ جہاد سید امیر حیدر صاحب قبلہ نے فرمایا ہے کہ بندہ نے نکاح کر لیا ہے
 کہا، مگر جو بچا بندہ لے اپنے سر سے رکھ لیا۔ چار پائی پر سہارہ ادیبے فرس پر سادہ بکر و چھری سوئے، ۱۲ بجے
 شب کے خادمہ صبح چھ کوئی پیشاب کوئی، بجز غافل سوتا تھا، بندہ نے باؤ از سحت پکارا کہ بجلہ ہو شیار ہو بچے خود معلوم
 ہوتا ہے، بجز پاس گیا اور فرس پر بیٹھنے کا ارادہ کیا کہ میری چار پائی پر بیٹھ جاؤ، وہ ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اسٹن
 میں خادمہ آگئی تو بجز سے برہنہ نکھار کہا اب تو جا کر سو رہا، بجز اپنی جگہ پر سو رہا، ۲ بجے شب کے بجز حلقہ پینے اٹھا مکان
 میں کتا جاتا معلوم ہوا، حلقہ گاڑی بان کو دے کر اندر آگیا، ادھر اٹھا، چار پائی کو غلو کر لی، بندہ نے خادمہ کو کتا بٹائی
 کو پکارا، بجز نے فزا کہا میں نہیں کتا، رنے آیا ہوں کہ کتا نہ رہا اب نہ کرے۔ سب سو رہے، صبح کو بندہ نے خادمہ سے
 کہا بجز نے میرے ساتھ بڑھتی کا ارادہ کیا، کہا کب؟ کہا جب تو پیشاب کوئی تھی، کہا بچے ایسی کیا دیر ہوئی تھی، وہ رقم نے
 جیسی کیوں نہ کہا میں بجز سے پرچھتی ہوں، اُسے سحت قسم دے دی، پھر ہفتہ بھر ساتھ رہے کچھ ظاہر نہ ہوا، مکان
 پر آکر بندہ نے بستان باندھا، خادمہ اور گاڑی بان معتمد علی بیان کرتے ہیں اور بجز بھی اپنی بے قصوری کی حد ب
 قسمیں کھاتا ہے، آیا تنہا بیان بندہ قابل وثوق ہے اور نکاح بجز قائم رہا یا کیا؟ جینو اتوجرو؟

اور اگر ناکاح حمل ہے (جس میں کچھ شرعاً مجہول النسب ٹھہرتا ہے) تو زانی و غیر زانی جس سے چاہے بے وضع حمل نکاح کر سکتی ہے کہ زنا کے پانی کی ٹھہری میں املا حرامت و حوت نہیں، مگر فرق اتنا ہے کہ اگر وہ زانی ہی سے نکاح کر لیا جس کا حمل رہا تھا تو اسے صحبت کرنی بھی جائز ہو جائے گی اور غیر سے نکاح ہوا تو جب تک وضع حمل نہ ہو لے وہ ہاتھ نہیں نکاسکتا۔

فی الدائم اختار صحیح نکاح جبلی من زنا کاحیل میں
عیدک وان حرم وطنها و دواعیه حق تضرع
ولو نکحها الزانی حل له و طوہ اتفاقاً
منعوضاً - والله یستخیر و تمالی اعلم بالصواب
در مختار میں ہے : زنا سے حاملہ کے ساتھ نکاح جائز
ہے نہ کہ غیر زنا کی حاملہ سے جب کہ اس کی درمستقلہ امر بچے کی پیدائش
تک حرام ہیں، اور اس سے خود زانی نے نکاح کیا ہو
تو وہ بھی بالاتفاق جائز ہے اور منعوضاً (ت)

مسئلہ الاول ۲۷ ربيع الاول شریعت ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید و ہندہ بیوہ میں نا جائز طور کی ملاقات تھی، زید اس سے ارادۂ نکاح رکھتا تھا، ہندہ کی بیٹی سسرہ تبا لہ کہ جس کی عمر نو برس کی ہے اس کے چچا نے اپنی بیٹی کا ہر کر کے زید سے نکاح کر لیا مگر ہنوز رخصت واقع نہ ہوئی، اب زید کو معلوم ہوا کہ یہ اُسی ہندہ کی بیٹی ہے جس سے قبل اس نکاح کے زید کا ماہا تر تعلیق رہ چکا ہے، اس حالت میں اس نکاح کی سبب کیا حکم ہے؟ اور زید بعد اس نکاح کے ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں، بیضا تو جروا

الجواب

اگر یہ بیان واقعی ہے کہ زید اس نکاح سے پہلے ہندہ کو نا جائز طور پر ہاتھ لگا چکا تھا تو اس کا یہ نکاح کہ ہندہ کی بیٹی سے کیا گیا محض نا جائز و حرام ہوا، اس پر فرض ہے کہ فوراً اس سے دست بردار ہو، اور بعد اس کے وہ ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

فان نکاح لمسات وان کان یجوز الامہات
لکن اذا کان صحیحاً وکلا یصح النکاح مع
بنت مہسوسۃ لمحرمۃ المصاہرۃ۔
بیٹی سے نکاح کی وجہ سے ماں اگرچہ حرام ہو جاتی مگر
اس وقت جب بیٹی سے صحیح نکاح ہو، اور مستصاہرہ
کی بنا پر شہرت کے ساتھ مس شدہ عورت کی بیٹی سے
نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ (ت)

در مختار میں ہے :

حریم بالمصاہرۃ بنت من وجہ الموطوءۃ و
مرزوجہ و جداتها مطلقا بمجرد العقد
الصحيح

رد المحتار میں ہے :

احتوان عن النكاح الفاسد فإنه لا يوجب
بمجرمة حرمة المصاهرة بل بالوطء او ما يقع
مقامه من الس بشهوة والبطر بشهوة الخ
والله سبحانه وتعالى اعلم

مسئلہ ۱۶۸ از موضع درجہ نگہ ڈاکٹر اردو سٹریٹ بازار مقام موٹی پور سہیلہ پلازہ علی صاحبہا ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت مریدہ از دوائے شرع پر حرام ہے یا حلال ؟ اور
از دوائے مطہرات حضرت خدیجہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مریدہ ہیں یا نہیں ؟ اس
نکاح کی حرمت و حلالیت جو کچھ ہو جو حدیث و فقہ صاحب تحریریں۔ چوتھو

الجواب

پیر کو اپنی مریدہ سے نکاح قطعا حلال ہے اسے منوع ہانا کتاب و سنت و اجماع امت و قیاس

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مریدہ کو اپنے پیر کے سامنے بے پردہ آنا جائز ہے۔ غضب قویہ ہے کہ
اس نے ان کے بعض جاہل حیا کے مقصود اس مجرم نے مسند کو کہ مریدہ بیٹی ہے دستاویز بنا لیتے ہیں اور تمام
عورتوں کو جو ان کی مریدی کے جالی میں پھنسی ہوتی ہیں حکم قطعی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے بے پردہ و حجاب آیا کرو
بلکہ تہائیوں میں انھیں لے کر بیٹھتے ہیں، حالانکہ یہ باتیں حرام قطعی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
زیادہ کوئی پیر نہیں وہ خود اپنے سامنے عورتوں کو بے باک بنا دیتے، اور کبھی حضور پر نورؐ نے ناچم
عورت کو ہاتھ دلا گیا، جو بیبیاں کہ حاضر خدمت ہو کر بیعت چاہتیں آپ ان سے (باقی بر صفحہ آئندہ)

چاروں داخل شرع سے محض باطل و بے اصل ہے، قرآن عظیم سے یوں کہ کوئی عز و جل نے حرام عورتیں نکال کر فرمایا،
 و احسن لکم ما در ذلک ان کے سوا سب عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔ لاجرم ہر بی بی بھی کہ ان محرمات میں ذکر
 نہ فرمائی اس محکمہ حلت میں داخل رہی، سنت سے یوں کہ نبی سے زیادہ پیرو مرشد کرنا ہے، خصوصاً ہمارے حضور
 پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہ وسلم کے حضور تو تمام جہان کے پیروں میں پھر حضور و الاصلوات
 تعالیٰ و سلامہ علیہ نے اپنی امتی سیویں ہی سے نکاح فرمایا جن میں حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ و حضرت
 ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اعلیٰ درجہ کی مریدہ اور اعلیٰ درجہ کی بیبیاں ہیں، با تفاق علماء
 ثابت کہ جب اللہ عز و جل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت عامہ کو ظاہر فرمایا، سب سے پہلے
 حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شرف ارادت سے مشرف ہوئیں، بعض جاہلوں کی کج فہمیوں
 نہ آتے تو یہ مانیں گے کہ حضرت اشجین صدیقہ اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے سب سے افضل و اکمل مرید تھے، اولیاء کرام فرماتے ہیں:

تا جہاں مست نہ پہنچے حلقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوری کائنات میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 پیر سے برد نہ پاگو ابو بکر صدیق مرید ہے۔ جیسا نہ کوئی پیر ہے اور نہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ جیسا کوئی مرید ہے۔ (مت)

وہ جاہلانہ خیال کہ پری مریدی کا رشتہ بعینہ مثل رشتہ نسب کے ہے اگر سچا ہوتا تو مریدہ اپنی بی بی ہوتی، مریدوں کی
 بیبیاں پوتیاں ہوتیں۔ تو نہی ختمین عثمان غنی و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نکاح بنات مطہرات حضور سید عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیونکر ہو سکتا، اس تقدیر پر صاحبزادیاں نہیں ہوتیں، مگر جمل و سفہ ہست کے
 مفاسد اس سے بھی زائد ہیں۔ اجماع سے یوں کہ آج تک تمام عالم میں کوئی عالم اس نکاح کی حرمت کا قائل نہ ہوا

(بقیہ حاشیہ گذشتہ) زبانی بیعت لیتے اور فرماتے تھوڑی بیعت ہو گئی، کبھی ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت نہ لی شیطان
 کے ٹکڑے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اور بعض جاہل مردوں کا طبعیات بتلیس نے یوں دروغ بیا اور ان کے ذہن میں
 یہ سمجھا کہ جب ہمارے حالات ہمارے مرشد پر پوشیدہ نہیں تو پھر ہم کیوں اپنی عورتوں کا پیر جی سے پردہ کرائیں،
 پس بے غل و غش پہرہا حب بکالت موجودگی و عدم موجودگی صاحبہ خانہ کے زمانے میں جاسے اور وہیں آرام
 کرتے ہیں۔ یہ راقم آثم کا چشم دید تھا جو بیان میں آیا کہ الیہا و بائسہ تعالیٰ۔ (مولوی نواب) سلطان احمد خاں بریلوی

فقہائے جملہ اسباب کی کتابیں موجود، کسی نے مرید کو عمرات سے دگنا قیاس سے نیوں کو رشتہ استاذی و شاگردی بھی تو مثل رشتہ پیری و مریدی ہے، پیر و استاذ دونوں بجائے باپ کے مانے جاتے ہیں، خود حدیث میں فرمایا،

ایمانا لکم بمنزلة الولد اعلمکم۔ رواہ احمد
و ابو داؤد و النسائی و ابن حبان عن ابی ہریرۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم۔
میں تمہارے لیے بمنزلہ والد ہوں تمہیں تعلیم دیتا ہوں۔
اس کو احمد، ابو داؤد، نسائی اور ابن حبان نے
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بذریعہ ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ روایت کیا ہے (ت)

بلکہ پیری و مریدی بھی خود ایک استاذی و شاگردی ہے، اگر یہ خیال باطل ٹھیک ہوتا تو اپنی شاگردی سے بھی نکاح حرام ہوتا و طہرت کو علم سکھانا نکاح جاتے رہتے کا باعث ہوتا کہ اب وہ اس کی بیٹی ہوگی حالانکہ قرآن و حدیث سے زوجہ کو شاگرد کرنا اور اپنی شاگردی سے نکاح میں لانا دونوں باتیں ثابت۔ قال اللہ تعالیٰ،

یا ایہا الذین امنوا اتقوا انفسکم و اہلیکم
فاسما علیہ
اسے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھروں کو
دوزخ سے بچاؤ۔

ظاہر ہے کہ گھر والوں کو دوزخ سے ہی، غیر سائل سکھائے معصوم ہی دوزخ سے مل اور عمل بے علم میسر نہیں،
تو قرآن مجید صاف حکم فرماتا ہے کہ اپنی عورتوں کو علم دین سکھاؤ اور اس پر عمل کی ہدایت کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ما من کانت لہ امۃ فعذاہا فاحسن غذاہا
ثم ادبھا فاحسن تادیبھا و علیہا فاحسن
تعلیمھا ثم اعتقہا و تزوجہا فہذا اجران
رواہ الاثنیۃ احمد و البخاری و مسلم و الترمذی
و النسائی و ابن ماجۃ عن ابی موسیٰ الاشعری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
یعنی جو کوئی کنیز رکھتا ہے اسے کھانے اور اچھا کھلائے
پھر ادب سکھائے اور بہتر سکھائے اور علم پڑھائے
اور خوب پڑھائے، پھر اسے آزاد کر کے اپنے نکاح
میں لائے وہ شخص دو ہزار ثواب پائے (اس کو احمد
بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ
نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا۔ ت)

۳/۱ سنن ابو داؤد باب کرایمۃ استقبال القبلۃ عند قضاء الحاجۃ آفتاب عالم پریس لاہور

۶/۶۶ ۶/۶۶

۲۰/۱ ۲۰/۱ باب تعلیم الرجل امۃ و اہلہ قیدی کتب خانہ کراچی

جاہلوں کی جہالت کہ مرید سے نکاح ناجائز بتائیں اور زن و شوہروں کو بے تکلف مرید بنائیں، وہ دونوں اگر باپ بیٹی تھے یہ دونوں گئے بہن بھائی ہوئے، اس نکاح کو منوع جاننے والا شریعت مطہرہ پر کھٹا ہوا فتنہ اُکرتا اور صواب خدا کو حرام ٹھہراتا ہے اس پر قہر فرض ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشنے، آمین! واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۶۹ شعبان معظم ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فی زمانہ جو عقیدہ مروّجہ شیعہ رکھتے ہیں علی الخصوص شیعہ کھنڈ کے اُن کی دختر سے نکاح سُستی کا دوست ہے یا نہیں اور اولاد اس کی سُستی ترکہ پدہری کی ہے یا نہیں؟ یدنوا تو جبر و

الجواب

آج کل عام روافض تبرائی خذہم اللہ تعالیٰ عقائد کفریہ رکھتے ہیں اُن میں کوئی کم ایسا نکلے گا جو قرآن مجید میں سے کچھ گھٹ جائنا نہ آتا اور حضرت امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ و باقی ائمہ اطہار کرم اللہ تعالیٰ وجہہم کو حضرات علیہ انبیائے سابقین علی نبینا الکریم وعلیہم افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے افضل نہ جانتا ہو، اور یہ دونوں عقیدے کفر خالص ہیں مجتہد کٹر نے اپنے مذہبی فتوے میں ان دونوں طعن عقیدہ کی صاف تصریح کی جو اُن میں خود یہ اعتقاد (بالفرض) نہ بھی رکھتا ہوتا ہم اس سے یہ امید نہیں کہ مجتہد کا فتویٰ دیکھ کر اُسے کافر جانتا ورنہ خود بھی اُس پر اعتقاد نہ لے آئے اور ایسے عقیدے والے کو اُس کے عقیدہ پر مطلع ہو کر جو کافر نہ جانے خود کافر ہے من شک فی کفر وعداہہ فقد کفر (جس نے ان کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ کافر ہے۔ ت) تو آج کل تبرائی رافضیوں میں کسی ایسے شخص کا ملنا جسے ضعیف طور پر بھی مسلمان کہہ سکیں شاید ایسا ہی دشوار ہوگا جیسے حبشیوں زنگیوں میں چمپی رنگت کا آدمی یا سپید رنگ کا کوا، ایسے رافضیوں کا حکم بالکل مثل حکم مرتدین ہے حکما صریحاً فی الظہیریۃ والہندیۃ والحدیثۃ النندیۃ وغیرہا من الکتب الفقہیۃ ایسا کہ خمیسیر، ہندیہ اور حدیثۃ الندیہ وغیرہ کتب فقہ میں اس کی تصریح ہے۔ ت) پس دختر رافضیان جو ایسے ہی عقاید کفریہ رکھتی ہو اس سے سُستی یا غیر سُستی کسی کا نکاح نہیں ہو سکتا کہ مرتد اصلاً محل نکاح نہیں کما نص علیہ فی الدر المختار والعالمگیری وجماعۃ مصنف

۳۵۶/۱	مطبوعہ مجتہبی دہلی	باب المرتد	سُتہ در مختار
۲۶۴/۲	نورانی کتب خانہ پشاور	باب فی احکام المرتدین	سُتہ فی وی بندہ
۲۸۲/۱	"	القسم السابع الموات بالشرک	سُتہ " "

(جیسا کہ درج ہے، عالمگیر اور عام کتب میں اس پر نص ہے۔) اس سے جو اولاد ہوگی قطعاً ولد الزنا ہوگی اور
 ترکہ پدری سے مطلقاً محروم کہ ولد الزنا کے لیے شرعاً کوئی باپ ہی نہیں،
 قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، زانی
 للعاهر العاجزۃ کے لیے محرومی ہے (مت۔)

اور اگر دختر مذکورہ خود ایسے عقائد نہیں رکھتی بلکہ مسلمان ہے تو مسلمان کا نکاح اس سے ہو سکتا ہے اولاد صحیح النسب
 ہوگی اور ترکہ پدری کی سستی۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلیہ السلام
 مشکلمہ ۱۳ شعبان المعظم ۱۳۱۱ھ

یہی فرماتے ہیں علامہ نے دین اس مسئلہ میں کہ شیخان مروجہ کی اولاد حرامی ہے یا حلالی، اگر حرامی ہے تو
 عند اللہ حرامی عورت کا نکاح مستی مرد سے ہو جائے گا یا نہیں؟ اور اس کی اولاد بطنی میں کچھ نقصان واقع ہوگا
 یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

ان میں مرد یا عورت جس کا عقیدہ کفر یہ ہو اولاد حرامی ہے،
 اولاد نکاح لیسرت و لا لیسرتہ احدہما حتر
 مثله فی الکسرتہ آد حکما نص علیہ الاممہ
 جو سنا آئی کہ ان جیسے مرتد سے بھی، جیسا کہ اس پر
 ائمہ بزرگوار نے تصریح کی ہے (مت۔)

ہاں اگر نہی و شہرہ دونوں عقاید کفریہ سے پاک ہیں تو اولاد حلالی ہے، اور حرامی عورت رافضیہ کا نکاح مستی سے ہو سکتا
 ہے جبکہ وہ خود عقیدہ کفریہ نہ رکھتی ہو، اس صورت میں اس کی اولاد بطنی میں کوئی نقصان نہیں، اور اگر وہ خود بھی اپنے
 ماں باپ کی مثل کوئی عقیدہ کفریہ رکھتی ہے تو خود بھی نطفہ حرام ہے اور اس کی اولاد بھی حرامی، خواہ رافضی سے ہو یا
 مستی سے۔ اور اس سے کسی کا نکاح اصلاً ممکن نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ایک شخص کا چل ایک عورت کو رہا اور بعد معلوم ہونے محل کے وہ عورت چاہتی ہے کہ راز فاش نہ ہو
 مابین محل عقد درست ہوگا یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

درست ہے اگرچہ غیر رانی سے ہو مگر وظی و دوا می اسے روا نہیں جب تک وضع نہ ہو، اور جو زانی سے

۳۶۶/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الولد للفراش الخ	نہ صبح مسلم
۳۸۲/۱	فرانی کتب خانہ پشاور	القسم السابغ المحرمات بالشکر	نہ فتاویٰ ہندیہ

نکاح کرے تو یہ بھی روا، ہاں تاقت وضع اصل نکاح ناروا کسی صورت میں ہے کہ محل زنا سے نہ ہو نہ کسی قدر اختیار وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ازیننی مال کھیل کھینا تھا نہ مجھ کو موضع جوڑ مرسلہ سکندر شاہ ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ زید نے ہندہ کے ساتھ نکاح کیا، ہندہ ہندہ اس کے گھر میں موجود ہے کہ ہندہ کی دوسری بہن سے بھی زید نے نکاح کر لیا اور دونوں عورتیں اس کے گھر میں موجود ہیں کسی کو طلاق نہیں دی ہے وہ دونوں بہنیں زید پر حلال ہیں یا حرام؟ دونوں بہنیں ایک بطن سے ہیں اور باپ ہر ایک کا جدا گانہ تھا۔ ہندہ اقربہ روا

الجواب

صورت مذکورہ میں زید کا اپنی سالی سے نکاح حرام،

قال الله تعالى وان تجمعوا بین الاختین

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، منع ہے کہ نکاح میں دو بہنوں کو

جمع کرو۔ (ت)

اُس پر فرض ہے کہ فوراً اسے چھوڑ دے، پھر اگر ابھی سالی سے صحبت نہیں کی جب تو ہندہ اس کیلئے حلال ہے اور اگر اس سے صحبت کر لی تو اب اپنی منکر بہن کے پاس بھی جائز حرام ہو گیا۔ جب تک سالی کو چھوڑ کر اس کی عدت نہ گزر جائے، جب اسے چھوڑے گا اور اس کی عدت گزر جائے گی اس وقت ہندہ کو ہاتھ لگانا جائز ہوگا۔ ہندہ یہ ہیں ہے

اگر دو بہنوں سے علیحدہ علیحدہ نکاح کیا تو دوسری کا نکاح فاسد ہے اور اس پر مفارقت لازم ہے اور اگر قاضی کو یہ معلوم ہو تو وہ دونوں میں تفریق کر دے، اگر دوسری کو دخول سے قبل علیحدہ کر دیا تو نکاح کا کوئی حکم نہ ثابت ہوگا، اور اگر اس کو دخول کے بعد جدا کیا تو پھر اس کو مہر دینا ہوگا مہر مثل اور مقررہ سے جو کم ہو وہ واجب ہوگا اور اس پر عدت ہوگی اور نسب ثابت ہو سکے گا، اور پہلی سے اس وقت تک علیحدگی اختیار کر

ان تزوجہما فی عقدین فنکاح الاخیرۃ فاسد ویجب علیہ ان یفارقہا ولو علم القاضی بذلك یفرق بینہما فان فاسقہا قبل الدخول لا یشیت شی من الاحکام وان یراقہا بعد الدخول فلہا المہر ویجب لاقول من المسین ومن مہر المثل وعلیہا العدة ویثبت النسب ویعتزل عن امراته حتى تسقط عدها اختہا کذا فی

محیط البحر حصیۃ والہ تعالیٰ اعلم وعلہ السلام
 جبکہ دوسری ہیں کی عدت مگر بائے محیط ستر ہی میں
 (یہی ہے۔ ت)

اتم و الحکم
 مسئلہ

۱۹ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ

جس عورت کا شوہر مفقود و انجیر ہو اور مرد و عورت ہر دو خفی مذہب کے ہیں تو عدت دوسرے شخص سے نکاح
 کرنے کا کس قدر مدت تک انتظار کرے؟ غلط مذہب تنصیر کے اس میں کیا حکم دیتے ہیں؟

الجواب

اسی مدت کہ مرد کی عمر سے ستر برس گزر جائیں یعنی اگر اب تک زندہ ہو تو ستر برس کا ہو، مثلاً تین سال
 کی عمر میں مفقود ہو تو عورت چالیس برس انتظار کرے، اس مدت گزرنے پر قاضی اس کی موت کا حکم کرے،
 بعد حکم عورت چار مہینے دس دن مدت بیٹھے، عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کرے۔ فتح القدر میں ہے،
 عندی الاحسن مبعون لقولہ علیہ الصلوۃ
 والسلام اخی رامتی ما بین التین الی السبعین
 فکانت المنتہی غالباً
 بواہر اطلاق میں ہے، ابہ احسن واقفیت یہی احتیاط اور قیاس کی زیادہ موافق ہے۔ ت، اسی میں ہے،
 وعلیہ الفتویٰ (اسی پر فتویٰ ہے۔ ت) دو مختاریں ہیں،
 واقعات المفتیین میں ہے کہ قید کی طرف منسوب کرتے
 ہوئے آفندی نے کہا کہ موت کا حکم قاضی کے ذریعہ
 ہو گا کیونکہ احتمالی معاملہ ہے تو جب تک قاضی کا فیصلہ
 نہ مل جائے اس وقت تک محض مدت کا گزارنا بھت
 (زیادہ گا۔ ت)

فی واقعات المفتیین بقدر روی آفندی معصیاً
 للقیۃ ابہ اما یہ حکم موتہ بقضاء لانہ امر
 محتمل فالجہ یفهم الیہ القضاء لایکون
 حجة۔

۶۷۷-۷۸/۱	فوری کتب خانہ پشاور	القسم الرابع المجلات بالجمع	کتاب النکاح	۱۷ فتاویٰ ہندیہ
۶۷۴/۵	فوری رضویہ سکھ	کتاب المفقود		فتح القدر
۱۲۲	قلی نسخہ			بواہر اطلاق
				۷۷
۳۶۹/۱	مطبع مجتبائی دہلی			۷۷ در مختار

تقریر میں ہے :

بعد ۵۱ حکم بموتہ قمتی عرسہ للموت ۵۱
(ملخصاً)

رواالتاریخ ہے ۱۱۱ عداۃ الوفاۃ (یعنی وفات والی عدت مراد ہے۔ ت) بہت بسن ویدہ مرد و عورتوں سے نکاح کرتے ہیں وہاں ایسی صورتیں واقع ہوتی ہیں کہ مرد شتر بری کا اور عورت جوان ہو، مثلاً پچاس پچیس برس کی عمر میں پندرہ برس کی عورت سے نکاح کیا اور مفتوحہ ہو گیا تو جب اُس کی عمر سے شتر برس گزریں گے عدت تیس پینتیس برس کی ہوگی، اس عمر کی عورت میٹک نکاح کے قابل ہے اور نہ ہو تو حکم شرع کے لیے سب سے ذکر اپنی خواہش نفس کے لیے، قرآن عظیم صاف فرما رہا ہے : **وَالْمَحْضَنُ مِنَ الْمَاءِ** (شادی شدہ عورتوں میں سے۔ ت) پھر اس کے خلاف کی طرف راہ کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از کلمۃ امام باج میں نمبر ۴۱ مسجد مرسلہ حافظہ عزیز الرحمن صاحب ۲۹ جادی الآخرہ ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بعد چار مرنے کے چچی سے نکاح درست ہے یا نہیں ؟ اگر درست ہے تو کیا دلیل ہے ؟ بینہ توجہ رہا

الجواب

درست ہے، دلیل اس کی قول اللہ عزوجل **وَأَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ** (محرمات کے علاوہ عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ ت) ہے کہ حرام عورتوں کو شمار فرما کر ارشاد ہوا ان کے سوا عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔ حرام عورتوں میں جی کو نہ شمار فرمایا نہ شرع میں کہیں اس کی تحریم آئی تو ضرور وہ حلال عورتوں میں سے ہے، واللہ تعالیٰ اعلم و ملکہ اتم و احکم۔

مسئلہ از ائمہ و ضلع بہرہ و کج گجرات کلان مرسلہ سید غلام سرور ۲ جب ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء شریعت محمدی علیہ السلام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا نام مسیٰ عبد اللہ ہے اس کی ہمشیرہ کا نام فورن تھا۔ مسماۃ فورن ۵۵ : ح مسیٰ ہدایت اللہ کے سب سے بڑا، مسیٰ ہدایت اللہ کے لفظ

۳۶۹/۱	مطبع مجتہائی دہلی	کتاب المفقود	لے در مختار شرح تقریر - بصار
۳۳۲/۳	دارالایمان التراث العربی بیروت	-	لے در مختار
			لے القرآن ۲۴/۴
			لے القرآن ۲۴/۴

شکم مسماۃ نورن سے دو فرزند پیدا ہوئے، مسماۃ نورن مری، بڑے فرزند کا بھی انتقال ہو گیا، چھوٹا فرزند زندہ ہے،
 مسی عبد اللہ مذکور کے دو دختر ہیں بعد مرنے اپنی بہن مسماۃ نورن کے اپنی بڑی دختر کا نکاح ہدایت اللہ موصوف سے
 کر دی، دوسری دختر جو چھوٹی مسی عبد اللہ کی ہے، ہدایت اللہ کے فرزند سے نکاح پر مجاہد یا ہاتا ہے، اول تو ہدایت اللہ
 کا عبد اللہ سالہ ہوا اور فرزند کا ماموں ہوا عبد اللہ کا ہدایت اللہ بہنوئی ہوا اور لڑکا کا ہدایت اللہ کا عبد اللہ کا بھانجا ہوا،
 جب عبد اللہ کی دختر نکاح میں آئی فرزند کی سوتیلی والدہ بنی، سوتیلی ماں کی بہن حقیقی خالہ بنی اور ہدایت اللہ کا عبد اللہ
 سسر ہوا، یہ یا عبد اللہ نان ہوا، نکاح جائز ہے یا نہیں، مع ثمر نام کتاب جلدت عربی ترجمہ اردو ملاحظہ تحریر
 فرمائیے، اس کا اجراء آپ کو عطا کرے گا۔ جینو، آجروا

الجواب

فرزند ہدایت اللہ کا نکاح دختر عبد اللہ سے جائز ہے، عبد اللہ اس کا ماموں ہے نانا نہیں، سوتیلی ماں
 کا باپ نہ اپنا نانا، سوتیلی ماں کی بہن اپنی خالہ، سوتیلی ماں کی حقیقی ماں یا بہن یا بیٹی سب سے نکاح جائز ہے
 اگرچہ اپنے باپ کی ساس یا سالی یا دختر زن ہے۔ رد المحتار میں ہے، لا تحرم ام نروجة الاب ولا بنتها
 (باپ کی منکوحہ کی لڑکی حرام نہیں جوتیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از الد آباد محدوۃ ہے پور مکان صوبہ دھاک صاحب مدرستہ مولوی عبید اللہ صاحب

۱۲ شعبان ۱۳۱۲ھ

گرامی خدمت سامی منزلت، جامع الکملات الطلیعہ والعلیہ، حاوی الفنون الاصلیہ والفرعیہ، مخدوم
 معظم، مطاع فخم، نیاز کیشاں جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم از نیاز مند عبید اللہ سلام مسنون
 خوش و حضور مشنوں در قطعہ استغناء بلاغ خدمت والا میں دو باتوں کے لیے بکمال ادب گزارش کر کے
 توجہ وجہ کا اُمیدوار ہوں، ایک یہ کہ یہ دونوں مسئلے معرکہ الاراء ہورہے ہیں فتویٰ بکمال تحقیق و تدقیق ممبرین مدلی
 خوب بسط و تفصیل سے لکھے جاتیں۔ دوم یہ کہ ان کی ضرورت اشد ہے دوسرے فتوؤں پر انھیں کو مقدم فرمایا جائے
 صورت سوال یہ ہے، کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید سے مسماۃ ہندہ
 زوجہ اولیٰ کو اپنے گھر سے نکال دیا اور دوسری عورت سے نکاح کیا، چند شخصوں نے سبب نکال دینے کا زید
 سے پوچھا، زید نے کہا میں نے اس کی ماں سے نہ کیا تھا اب معلوم ہوا کہ وہ مجھ پر حرام ہے اس لیے اس کو
 نکال دیا۔ بعدہ زوجہ ثانیہ کو طلاق دے کر زوجہ اولیٰ کو اپنے مکان میں لاکر رکھا اور اقرار نہ کرنا سے انکار کیا
 قاضی مدہ کے سامنے شہادت اقرار نہ کرنا کی پیش جوتی تو صورت مذکورہ میں اس شہادت اقرار نہ کرنا سے حرمت

معاہرت شرعاً ثابت ہوگی یا نہیں، اور ہندو زید پر حرام ہوگئی یا کیا، ایک عالم صاحب نے فرمایا کہ اقرار زنا پر شہادت معتبر نہیں ہے، اس شہادت سے زنا ثابت نہیں ہوتا تو حرمت معاہرت کیسے ثابت ہوگی، تحریر میں جلدی فرمائی جائے کہ اس مسئلہ میں بہت سے علماء مختلف ہیں۔

سوالی دوم: اگر اقرار یہ کیا ہو کہ میں نے اُس کی ماں سے قبل اس کے نکاح کے زنا کیا تھا، تو کیا حکم ہے، بیوا تو جروا۔

الجواب

بلاشبہ صورت مستفسرہ میں حکم شرع میں حرمت معاہرت ثابت ہوگئی، ہندو زید پر حرام ابدی بھی جائیگی فان البینۃ کا سمھا مبینۃ (بینہ اپنے نام کی طرح واضح کرنے والا ہے۔ ت) جب شہادت شرعیہ سے زید کا اقرار بالزنا ثابت ہوا تو اس کے زہ کی طرف کیا سبیل کہ ثابت بشہادت ہندو ثابت بشہادہ ہے، اس گواہی سے ثبوت زنا نہ ہوتا مطلقاً ابطال شہادت یا تکذیب شہود یا رد مشہود پر کی بنا پر نہیں کہ اُس سے نفس اقرار بھی ثابت نہ مانتے۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدر پر پھر علامہ زین مصری بحر الرائق میں فرماتے ہیں،

ان شہد رجلاں ورجل وامرأتان علی
اقرار المقذوف بالزنا یدرؤس لحد
الحد وعن الثلثة ای لرجل وامرأتین
لان الثابت بالبینۃ کالثابت بالمعاینۃ
فکانا سمعنا اقرارا بالزنا ثابتاً

زنا سے متہم شخص کے اقرار زنا پر دو مردوں یا ایک مرد و دو عورتوں نے شہادت دی تو اس سے فقہائے تہمت لگانے والے اور گواہ ایک مرد اور دو عورتوں سے حد قذف کو ساقط قرار دیا ہے کیونکہ گواہی سے ثابت شدہ چیز ایسے ہے جیسے دیکھی ہوئی ہو، تو گواہوں کی بیان سے ثابت شدہ زنا کا اقرار ایسے ہے جیسے ہم نے خود سنا ہے (ت) ثابت ہو کہ شہادت اقرار اگرچہ مثبت زنا ہونے کی اصطلاحاً حجت نہ رکھے کہ اثبات زنا میں شہادت زنا و شہادت دو مرد زنا مسموع نہیں مگر مثبت اقرار بیشک ہے کہ اس کے لیے نصاب کامل ہے۔ نیز تحریر میں ہے،

لو شہد سجدات انہ سرف و احمران
انہ اقرب لوزن فانہ لایحد قال
فب الظہیریۃ و لایحد الشہود
دو مردوں نے گواہی دی کہ اس نے زنا کیا ہے اور دوسرے دو نے گواہی دی کہ اس نے زنا کا اقرار کیا ہے تو ایسی صورت میں اس کو زنا کی حد نہیں

ایسا وان شہد ثلثہ بالزنا و شہد سابع
على لاقرار بالزنا فعلى الثلثة الحد
لان شہدة الواحد على الاقرار لا تعتبر
فبقی کلام الثلثة قد فاء
لگائی جائیگی۔ اور ظہیر یہ میں کہا کہ گواہوں کو بھی حد
نہ ہوگی، اور اگر تین مردوں نے زنا کی شہادت دی اور چوتھے
زنا کے اقرار پر شہادت دی، تو تین پر حد نقد ہوگی
کیونکہ اقرار کے ایک گواہ کی شہادت معتبر نہیں، تو تین
گواہوں کی بات تمت ہو جائیگی (ت)

دیکھو شہادت واحد و شہادت ربین میں تفرق فرمایا کہ قول باطل و بیکار اور ثانی معتبر و مثبت اقرار حالانکہ
اثبات زنا سے دونوں برکنار بلکہ اس شہادت سے ثبوت زنا نہ ہونے کی اور دو وجہیں ہیں،
اولاً وہ اقرار جو ان سے ثابت ہو، یہ وہی مجلس قضا تھا اور دار القضا سے باہر کا اقرار مثبت زنا نہیں ہوتا۔
شرح نقایہ علامہ شمس قسستانی میں ہے،

الاقرار لو یعتبر عند غیر الامام حتی لو
شہد و ابدلک لہ تفعل
قاضی یا حاکم کی موجودگی کے بغیر اقرار معتبر نہیں حتی کہ
اگر کوہ مجلس سے باہر کے اقرار کی شہادت دیں تو
مقبول نہ ہوگی۔ (ت)

ثانیاً مشہور حدیث کے تحت شہادت کی کیا حالت

فانہا انما تنقام على المنکر كما في الدر وغيره
ولا تجامع الاقرار الا في بضع صور مذکور
في الاستباه لیست هذه منها۔
شہادت تو منکر کے خلاف ہوتی ہے جیسا کہ در وغیرہ
میں ہے، استبہاء میں مذکور چند صورتوں کے علاوہ
شہادت، اقرار کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی، اور یہ
صورت ان چند میں سے نہیں ہے۔ (ت)

و منکر ہے تو اقرار سابق سے رجوع کر چکا اور اقرار بالزنا بعد رجوع مثبت زنا نہیں رہتا۔ سمحۃ الفقہاء و
بدائع و تبیین الحقائق اور معین الحکام و جامع الرموز و بحر الرائق وغیرہ ذوی الاحکام و رد المحتار وغیرہ میں ہے،
واللفظ للعلامة الشربلانی عن الامام ملث
العبد الکاشانی لو قر بالزنا اس بعد صراحت
فی غیر مجلس القاضی و شہد الشہود عطف
ملک العلماء امام کاشانی سے منقول کے بارے میں
علامہ شربلانی کے الفاظ یہ ہیں کہ اگر اپنے زنا پر
مجلس قضا سے باہر چار مرتبہ اقرار کرے اور اس

اقرارہ لاتقبل شہادتہم لانہ امت کان
مقرافا لشہادۃ لقولات الحکم للاقرار
لا لشہادۃ وان کان متکرا خلا مکار منہ
مراجع وراجع عن اقرار فی الحدود
المخالصۃ حق اللہ تعالیٰ صحیحہ

اقرار پر گواہ شہادت دی تو قبول نہ ہوگی۔ کیونکہ اگر
وہ شخص اقراری ہے تو حکم اس کے اقرار پر ہوگا اور
گواہی کی وجہ سے نہ ہوگا اس لیے شہادت لغو ہوگی
اور اگر وہ مجلس خصام میں منکر ہو جائے تو اس کا یہ انکار
اپنے اقرار سے رجوع ہوگا۔ اور حدود جو کہ خالص
اللہ تعالیٰ کا حق ہیں ان میں رجوع صحیح ہے۔ (ت)

علماء کی یہ تعلیلیں جیسے کہ ثبوت زنا کی نفی فرماتی ہیں یونہی ثبوت اقرار کی تقریر فرما رہی ہیں تو اتنا ضرور
ماننا پڑے گا کہ شہادت مذکورہ سے زید کا اقرار ضرور ثابت ہو گیا، اب یہ دیکھنا رہا کہ اثبات مصاہرت کو خالص
ثبوت زنا درکار ہے یا ثبوت اقرار ہی کافی، برقعہ پر ثانی اس اقرار پر اصرار بھی ضرور یا بعد اقرار رجوع
نامسموع، کلمات علماء باعلیٰ نادر منادی کہ یہاں ثبوت زنا کی اصل حاجت نہیں، مجرد اقرار وہ بھی ایک بار
بس ہے۔ یہاں تک کہ اگر نزل و مزاج ہی میں کہہ دیا کہ اس شخص نے اپنی ساس کے ساتھ جماع کیا حرمت
مصاہرت ثابت کر دیں گے پھر ہزار بار کہہ کرے میں جتنے بھڑکے گا تھا ہرگز نہ سُنیں گے، محیط ہمسندیہ
خلاصہ و مجرد الفروع و جامع الفروع و غیرہ معتدات لایا میں ہے،

والنظم للدر فی الاخلاصۃ قبل لم ما فعلت بامر
امراتک فقال جامعہا تبثت الحرمة ولا یصلی
انہ کذب ولوطہ نہ لا اہ۔
ثابت ہو جائے گی، اور اب اگر یہ کہے کہ میں نے تو مذاق میں بھڑک بولا تھا تو بھی نہیں مانا جائے گا (ت)
خلاصہ و مجرد الفروع و غیرہ میں ہے،

والاصح ان یس بشرط فی الاقرار بحرمۃ
المصاہرۃ۔
حرمۃ مصاہرت سے متعلق اقرار میں اصرار
شرط نہیں ہے (ت)

یونہی اگر عورت سے بشرط و شیزگی نکاح کیا وقت ارادۃ جماع غیر دوشیزہ پایا، عورت نے کہا تیرے
لہ بدائع الصنائع کتاب الحدود ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵۰/۷
غنیۃ ذوی الاحکام حاشیہ درذخیر باب صدقات مطبۃ احمد کمال انکانتہ بیروت ۷۲/۷
لہ درمختار فصل فی النکاح مجتبائی دہلی ۱۸۸/۱
سکے خلاصۃ الفتاویٰ الفصل الثالث فی حرمة المصاہرۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱۰/۷

یعنی بطلان صل و فسخ و عصمت و اخذ بالتاکرک میں مصدق ہوگا لہذا حرمت غیر مستندہ ثابت کر کے نصف مسمیٰ مکمل علی التقریریں لازم کر دیں گے۔ سحر الراقی و رد القاری میں ہے :

اد اقرب جماع اصھا قبل المتزوج لا یصدق فی حقہا فیجب کمال المهر والمسمی ان کان بعد الدخول ونصفه ان کان قبلہ کما فی التحنیش ہے

قبل یہ استدلال کیا تو نصف مہر واجب ہوگا ، جیسا کہ تحنیش میں ہے ۔ (دست)

اور یہ کوئی نئی بات نہیں کہ اقرار و اصرار میں جہت مقبول اور من جہت مردود ہو اقرار جہت قاصدہ ہے ہمیشہ اس کی یہی مشق ہوتی ہے کہ جہاں تک مقرر اس کا ضرر ہے ، خود اور جتنا دوسرے پر الزام ہے نبوذ ، و ہذا اگر کسی کی کنیر سے نکاح کیا اس نے پیش از دخول اس کے پسر کا بوسہ لیا شوہر کہتا ہے بوسہ شہوت تھا حرمت ثابت ہوگئی مگر حق استعاذہ میں مسرع نہ ہوگا نصف مہر دینا آئے گا جبکہ مرنی شہوت کمینز و قصد افساد کو دہانا ہو ۔ ہنریہ میں ہے :

تزوج باہمة رجل ثم انت دھقت امن نردجھا قبل الدخول بها فادعی الزوج انها قبلتہ بشهوة وکذبہ المولی فانہا تبین من نروجھ لا قهر الزوج انها قبلت بشهوة و یلزمہ نصف المهر یتکذیب المولی ایاہا انها قبلتہ بشهوة ولا یقبل قول الامة فی دلمک لوقلت قبلتہ لشهوة کذا فی المحيط علیہ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم

کہ میں نے شہوت سے بوسہ لیا ہے ۔ یونہی محیط میں ہے ۔ (دست) واللہ سبحنہ وتعالی اعلم مشعلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کے مرنے پر سالی سے نکاح کیا

اور پہلی عورت سے ایک دختر تھی اب یہ شخص مر گیا اور سانی منگو کہ بے اولاد نے دوسرے سے نکاح کیا اور مر گئی اب وہ جو دختر اس شخص کی ہے جس نے اپنی سانی سے نکاح کیا تھا اور مر گیا تھا سانی کے دوسرے شوہر کو جائز ہے یا نہیں؟
 بینوا توجروا۔

الجواب

جائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ہندو نے زینب کا دودھ پیا ہندو کے بیٹے کو زینب کی دختر جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

جائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کے دھوکے میں سو ستاپنی ہم شیر و یا خوشدامن کا ہاتھ اڑوئے شہوت کے پکڑا، اس کے نکاح میں کچھ خلل ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

ہم شیر کا ہاتھ پکڑنے سے نکاح میں کچھ خلل نہ آیا اور خوشدامن کا ہاتھ پکڑنے سے نکاح فاسد ہو گیا اگر اس سے شہوت پیدا ہوئی یا پہلے سے تھی، بینوا توجروا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 مسئلہ کیا فرماتے ہیں علما سے دین و مفتیان شیعہ متین ایسی صورت میں کہ یہ سنے اپنی دختر زینب کا بکر کے ساتھ نکاح کیا اور بعد نکاح قبل رخصت بکر کو بلا تحقیق زبانی باتوں پر نامرد ٹھہرا کر بے طلاق دلو اسے بحالت حیث بکر کے زینب کا نکاح حلالہ کے ساتھ کر دیا اور اس سے اولاد پیدا ہوئی پس ایسی صورت میں یہ نکاح ثانی جائز ہو یا ناجائز؟ بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں قطع نظر اس سے کہ تعزیری وجہ حنت کے لیے جو امور شرعاً درکار ہیں ان میں سے یہاں ایک بھی نہ پایا گیا، راستاً بکر کا ایسا عین ہونا ہی ثابت نہیں جس کی بنا پر زینب کو افتیہ بر محاصرو و مطالبہ تفریق حاصل ہو اس لیے کہ ممکن تھا کہ وہ بالخصوص اس عورت سے نزدیکی پر قادر ہوتا جس صورت میں کہ زینب کی رخصت ہی نہ ہوئے تھی اُس کے حق میں بکر کا نام نہ ہونا کیسے ثابت ہوا۔

عالمگیریہ میں ہے جو شخص عیبہ سے جماع کی طاقت رکھتا ہو باکرہ سے نہیں، یا بعض عورتوں سے جماع کی طاقت رکھتا ہو اور دیگر بعض سے نہیں اور اس کی گزدری مرض کی وجہ سے یا پیدائشی یا بڑھاپے یا جاودہ کی وجہ سے ہو

فی ایف سنگیریۃ ان کان یصل الی الخشب
 دونت الابکار او الی بعض النساء
 دونت البعض و ذلک لمرض یہ
 ولضعف فحلف او لکبر سنہ او سحر

فہو عنین فی حق من لا یصل الیہا کذا فی
النہیۃ^(۱) جس سے نکاح کی طاقت نہ دکھتا ہو۔ نہایت میں یوں ہے۔

پس بلاشبہ نکاح ثانی زینب کا محض ناجائز و باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از آثارہ مسئلہ مولوی دھیمی صاحب نائب ناظر کلکٹری آمادہ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سبیل و سبیل دو رضاعی بہنیں ہیں، یعنی سے زید نے نکاح کیا اب سبیل
سے اس کے پسر عمرو بن حلیلہ کا نکاح ہو سکتا ہے یا وہ عمرو کی سوتیلی خالہ یعنی سوتیلی ماں کی رضاعی بہن سمجھ کر حرام
مانی جائے گی؟ بیسوا تو جبروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں عمرو سبیل کا نکاح جائز ہے کہ باپ کی سال جبکہ اپنی حقیقی یا رضاعی ماں کی سبیل یا
سوتیلی یا مادری یا رضاعی بہن نہ ہو حلال ہے عواہر نسبی جو نولہ رضاعی۔ قال اللہ تعالیٰ،

و حلالکم مما دسوا و لکنہم محرمات مذکورہ کے سوا تم کے لیے حلال نہ ہیں۔

سوتیلی ماں کہ حرام ہے اس کے معنی حقیقی یا رضاعی ماں کی سوتیلی بہن نہ کہ سوتیلی ماں کی حقیقی یا رضاعی بہن۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے نکاح میں ایک عورت عروہ تھی دوسرا نکاح اُس
نے ایک کینز سے کیا، یہ نکاح صحیح ہو یا نہیں، اور کینز کا ہمراہ اس کے ذمہ کس قدر لازم ہو گا؟ اُس کینز سے اُس کی
اولاد بھی ہوئی، اب زید نے انتقال کیا تو کینز اور اُس کی اولاد ترکہ پائیں گے یا نہیں؟ بیسوا تو جبروا

الجواب

زین عروہ پر نوٹہ سے نکاح کرنا فاسد ہے،

فی الدر المختار وصحہ نکاح عروہ علی امۃ و
لا یصح عکسہ انتہی ملخصاً۔
در مختار میں ہے (نوٹہ پر عروہ عورت سے نکاح صحیح ہے
اور اس کا عکس یعنی عروہ پر نوٹہ سے نکاح صحیح
نہیں ہے انتہی ملخصاً (ت)

۵۲۲/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب الثانی عشر فی العنین	ملہ فتاویٰ ہندیہ
			۲۳/۳
۱۸۹/۱	طبع مجتبائی دہلی	فصل فی النحر	۲۵ در مختار

اور زن مکوہ بیکاح فاسد متنی ارث نہیں،

فی الدار المختار من باب نکاح الکافر واجمعوا
انهم لا يتوارثون لان الارث ای ثبت بالنصب
على خلاف القياس فی النکاح الصحيح مطلقا
فیقتصر علیه ابن ملائک، وفیه من کتاب الفرائض
ولستحق الاثرث باحد ثلثة برحمہ و نکاح صحیحہم
فلا توارث بفساد ولا باطل اجماعا

در مختار کے باب نکاح کافر میں ہے کہ اگر کرام کا اجماع
ہے کہ یہ آپس میں وارث نہ بنیں گے کیونکہ وراثت کا
ثبوت نص میں قیاس کے خلاف ہے اور یہ صرف صحیح
نکاح میں ہے اور اسی میں منحصر ہے گا، ابن ملک۔
اور اسی در مختار کے کتاب الفرائض میں ہے کہ وراثت
کا استحقاق تین وجہ سے ہوتا ہے۔ رشتہ رحم اور صحیح

نکاح کی بناء پر نکاح فاسد یا باطل سے باجماع استحقاق وراثت نہیں اہدات

ہاں اگر دلی وقوع ہوگئی تو ہر کسی و ہر مثل سے جو کم ہوگا لازم آئے گا مثلاً اگر عقد پانچ سو روپے مہر پر بندھا ہے
اور ہر مثل سو روپے ہے تو ہر مثل اور دوسرے عکس ہر کسی یعنی جو عقد میں بندھا ہے واجب الادا ہوگا اور جو عقد
میں کچھ نہ بندھا یا بندھا معلوم نہیں ہو سکتا تو ہر مثل جس قدر ہو قرار پائے گا۔

فلا حد فیہ ہے اگر مقررہ ہو تو فاسد نکاح سے
مہر مثل اور مقررہ سے جو کم ہو وہ واجب ہوگا۔ در مختار
میں ہے کہ فاسد نکاح میں ہر مثل دلی سے واجب بنتا
ہے دلی کے بغیر مثل واجب نہیں ہوتا اور ہر مثل مقررہ مہر یا دلی
ہیں کیا جائیگا اگر مقررہ مہر مثل کم ہو اور اگر مقررہ نہ ہو
مقررہ معلوم نہ ہو تو اس صورت میں ہر مثل لازم ہوگا جتنا
بھی ہو اور مختصات

فی الخلاصة الواجب فی النکاح الفاسد الاقل
من المسمى ومن مہر المثل کا حد
تسمیة، فی الدار المختار ووجب مہر المثل
فی نکاح فاسد با لوطی لا یغیرہ ولہ یزد مہر
المثل عن المسمى ولو کان دون المسمى لزم
مہر المثل ولو لم یسم او جهل لزم بالفا
ما یلزم انتهى مع التلخیص۔

اور اولاد کے نکاح فاسد میں وقت دلی سے چھ مہینے بعد پیدا ہوتی ہاں بمار ثابت النسب دستی الارث ہے،

فی الدار المختار وثبت النسب احتیاطا بلا دعویٰ
در مختار میں ہے کہ نکاح فاسد میں بغیر دعویٰ احتیاطاً نسب

۲۰۸/۱	مطبوعہ عجبائی دہلی	باب نکاح الکافر	سکہ در مختار
۳۵۲/۲	-	کتاب الفرائض	سکہ "
۳۱/۲	مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ	المختصر الثالث عشر فی النکاح الفاسد	سکہ خلاصۃ الفتویٰ
۲۰۱/۱	مطبوعہ عجبائی دہلی	باب المہر	سکہ در مختار

وقتہ مدتہ وہی سنتہ اشہر من الاولی و الا
 لایثبت و ہذا قول محمد وبہ یعق و قسالا
 ابتداء المدۃ من وقت العقد کالصحیح و
 مرجعہ فی النہر ، نہ احتوط واللہ تعالیٰ اعلم
 ثابت ہوگی جبکہ مدت کا اعتبار ہوگا جو کہ وظی سے چھ ماہ
 تک ہے ورنہ نہیں، یہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے
 اور اسی پر فتویٰ ہے، اور امام اعظم و امام ابو یوسف
 رحمہما اللہ تعالیٰ کے قول پر مدت کا اعتبار وقت نکاح
 سے چھ ماہ ہے جیسا کہ صحیح نکاح میں ہوتا ہے، تاہم اس کو ترجیح دی گئی ہے کیونکہ اس میں زیادہ احتیاط ہے (ت)
 واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ چوتھے فرمایند علامتے دین دین مسئلہ کیا فرماتے ہیں علامتے دین اس مسئلہ میں۔ ت، کہ ہتھہ زوجہ
 جو کسی قریب خانگی میں بہت سی مستورات کے ہمراہ ایک مقام پر جہاں دروازہ پر پردہ لگا تھا موجود تھی اور اس
 جلسہ میں روضہ زید بھی تھی زوجہ جو بیکر دوپٹہ یا چادر نہ جو زیدہ کا اتفاق سے اوٹ سے تھی، وقت شب تھا، روشنی کافی جیسا کہ
 تقریبات میں قاعدہ ہے موجود تھی، دین اشارہ دیا آیا اور ہتھہ زیدہ جو بیکر مذکورہ بالا اپنا منہ جو کھڑا تھا باہر پردہ کے
 لاکھ کر زیدہ مذکورہ نے اس کا بوسہ رخسار پر لیا، ہتھہ نے دیگر حودات نے اس کا بوسہ زیدہ سے کیا، اس وقت زیدہ نے
 زور و جملہ اور پانچ سات ذکر عادل کے یہ حل کیا کہ میں نے اپنی زوجہ کے دھوکا میں بوسہ لیا تھا اور اس کے لئے زوجہ بیکر
 یعنی ہتھہ مذکورہ میری زوجہ کا چادر اوٹ سے تھی اس دھوکا اور مشہد سے بوسہ لیا تھا ہرگز دانستہ یہ فعل نہیں کیا پس
 اب ہتھہ مذکورہ کی لاکھ کا نکاح بیکہ سے ہوا نہ نہ شرعاً قریب کے تھے نہ ہے یا نا دست؟ اس امر پر
 حکم فرما کر دستخط خاص سے جواب تحریر فرمایا جائے خداوند باجور ہوں گے۔

الجواب

مسئلہ مستفسر میں اگر ثابت ہے کہ زیدہ نے زوجہ بیکر کا بوسہ بنظر شہوت لیا تو اس عورت کی سب اولاد ہمیشہ
 کے لیے زیدہ پر حرام ہوگئی کسی طرح اس کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا، اور اگر نادانستہ نکاح کر لیا ہے تو فریقین کے
 واجب ہے کہ اسے فسخ کر دیں ورنہ سخت گناہ ہوں گے، اور اگر شوہر فسخ پر راضی نہ ہو تو عورت بذات خود فسخ کر سکتی ہے
 کہ نص عبیدہ فی رد المحتار (جیسا کہ رد المحتار وغیرہ میں اس پر نص ہے۔ ت)، بلکہ امام محقق علی الاطلاق
 کمال متہ والدین محمد بن النعمان قدس سرہ العزیز نے فتح القدیر شرح دار آئین میں تحریر فرمائی ہے کہ جس طرح بیوں کا بوسہ
 لینا خواہی تو اسی بنظر شہوت قرار پائے گا یہاں تک کہ اگر وہ شخص ادعا کرے کہ یہ فعل مجھ سے بنظر شہوت نہ ہوا تو ہرگز
 قبول نہ کریں گے، اور حکم حرمت ابدی دیں گے۔ ا، بوسہ رخسار کا ہونا چاہئے کہ یہ بھی شہوت ہی طہرے گا اور

بوسہ لینے والے کا انکار مسوم نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے۔
 وفي الفتح يتوأى الحاق الخدين بالفسخ
 اس طور پر صورت مستفسرہ میں مطلقاً حکم حرمت ہے اور اگر زید انکار بشہوت کرے مسوم نہیں۔ حافضہ

تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۱۸۵ از عجیب آباد ضلع تجپور محلہ فواب پور مسئلہ نیاز اللہ خاں ۵ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا مدت تک، اور پھر
 اسی کی زندگی میں اُس کی بیٹی سے بھی حرام کیا یہاں تک کہ دس برس تک اُسے گھر میں ڈال کر پردہ میں رکھ کر حرام
 کرتا رہا، اب زنا سے توبہ کر کے نکاح کرنا چاہتا ہے، آیا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

کسی وقت کسی حال اس سے نکاح نہیں ہو سکتا کہ ماں کے ساتھ حلال خواہ حرام کسی طرح صحبت کرنے
 بلکہ صرف بشہوت یا تہ نگانے یا بوسہ لینے سے جی بھیشہ ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے اور بیٹی کے ساتھ ان معاملات سے
 ماں۔ درمختار میں ہے :

حرر ايضا بالصهيبة اصل مؤنية، اذ بالنساء
 الوطء الحرام واصل مسوسة بنهوسة و
 المنظوران فرجها و حد و فرجها من اخصها
 والله تعالى اعلم۔
 مؤنیہ کی اصل بھی مصاروقہ کے طور پر حرام ہوگی، زنا سے
 مرد و عورت کی سب، وراثت کے ساتھ مس شدہ
 عورت اور عرس کی فرج داخل پرشہوت سے نظر پڑی ہو
 کی اصل اور ان کی فرج حرام ہوں گی اور مصلحتات
 واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۶ از ماہ نگار مسئلہ نیاز محمد خاں ۱۲ رجب ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل مندرجہ ذیل میں :

- (۱) استاد کی بیٹی سے نکاح جائز ہے یا نہیں،
- (۲) شاگرداناث سے استاد کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟
- (۳) بھتیجے کا نکاح چچا کی بی بی سے درحالیکہ محارم سے نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

ان سب سے نکاح جائز ہے جبکہ محارم سے نہ ہوں۔ قال اللہ تعالیٰ، و احل لکم ما وراء ذلك (عمرات)
مذکورہ کے ماسوا تمہارے لیے حلال ہیں۔ ت، واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ از آئودہ مکان قاضی مظفر علی صاحب دہلوی نویسنہ منصفی مرسلہ شیخ دیدار بخش صاحب

۲۲ صفر ۱۳۱۲ھ

ہندہ کا نکاح نو برس کی عمر میں ہوا تھا، اس کا شوہر جو بالغ تھا تین ماہ بعد نکاح کے غنی تال کو چلا گیا وہاں
اس نے اپنا نکاح کیا اور زوجہ ثانیہ سے اولاد ہوئی، ہندہ شوہر سے تان و نفقہ کی طالب ہوئی، اس نے کچھ التفات
نہ کی، تب خواہاں طلاق ہوئی، طلاق بھی نہ دی، ایک عرصہ کے بعد زوجہ ثانیہ اور اولاد کو بھی چھوڑ کر کہیں چلا گیا، پانچ
چار سال سے مفقود الخبر ہے، ہندہ اب اپنا دوسرا نکاح کیا چاہتی ہے اس معاملہ میں بنظر حالات جو مسئلہ شرعی ہو
فرمائیے، اب عمر ہندہ پچیس سال کی ہے۔ بیٹو اقربوا

الجواب

ہرگز یوں نکاح نہیں کر سکتے۔ قال اللہ تعالیٰ، و المصحنات من النساء (شادی شدہ عورتیں حرام
ہیں۔ ت) اس پر لازم ہے کہ عہد ازدواج کے یہاں تک کہ اس کے شوہر کی موت کو ستر برس گزر جائیں، اس کے
بعد اس کی موت کا حکم کیا جائے فی جو اہل الاحلال علی یحکم صوبہ بعد سبعین سنہ و علیہ الفتویٰ (جواب احمد علی
میں ہے) اگر مشہدہ کی عمر کے ستر سال پورے ہونے کے بعد اس کی موت کا حکم کیا جائے گا۔ اسی پر فترتی ہے۔ ت)
ادعائے ضرورت و عذر جو بانی حرام کو حلال نہیں کر سکتا، بہت کمبے لڑکیاں کر بیوہ ہو جاتی ہیں یا تباہ و رسوم ہندو
عمر بھنم نکاح نہیں لیتیں، اس وقت ضرورت و جوانی کدھر جاتی ہے، ہزاروں وہ ہیں جن کے شوہر زندہ موجود
ہیں مگر ان کی طرف سے قطعی برگشتہ و زوگڑاں، وہ اپنی عمر کی نگر کاٹتی ہیں! یہ جو بعض کا رقص ہے کہ چار سال گزرنے
پر عورت کو نکاح بائنی کا اختیار امام مالک کے مذہب میں حاصل ہو جاتا ہے محض جہل، اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے مذہب سے ناواقفیت سے ان کا مذہب یہ ہے کہ عورت حاکم شرع کے حضور مستعید شدہ ہو وہ بعد ثبوت مفقودی روز
مراصر سے چار سال کی مدت دے، اس کے گزرنے پر قاضی قهریٰ کہنے اب عورت مدت پوری کر کے نکاح کر سکتی ہے

سۃ القرآن ۲/۳۳

سۃ القرآن ۲/۳۳

سۃ جواہر الاساطیل

مسائل معقودہ

قلی نسخہ

ص ۱۲۲

پیش از حکم قاضی شروع اگر بتیس برس گزر گئے تو وہ معتبر نہیں صوحہ علماء المالکیۃ فی کتبہم، مالکی علیہ نے اپنی کتب میں اس کی تصریح کی ہے۔ ت) اس مسئلہ کی تفصیل جلیل فتاویٰ اس کے فقیر کتاب المعقودہ میں ہے ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۸۰ نمبر اولیٰ عبد الوحید غلام صدیق صاحب بہاری ۱۰ ربیع الآخر ۱۳۱۸ھ حضرت مولانا اسرار گندھ فی الدارین تسلیم ایک شیعہ عورت سے شتی نے نکاح کیا آیا درست ہو گیا یا نہیں، بعد فتوے مرتب فرما کر روانہ کیجئے ضرورت شدید سب، میری خاص رائے عدم مناکحت پر ہے، متکثرین ضروریات دین کافر ہیں اور کفر کے سبب نکاح مسلمان سبک درست ہے۔ والسلام !

الجواب

شیعہ تین قسم ہیں :

اول غالی کہ متکثر ضروریات دین ہوں، مثلاً قرآن مجید کو ناقص بتائیں، یا ضعیفاتی کہیں یا امیر المومنین مولانا علی رحمہ اللہ وجہ حواء دیگر ائمہ اطاہر کو انبیاء سے ناقص بقیم عظیم الصلوٰۃ والتسلیم خواہ کسی ایک نبی سے افضل یا نہیں یا رب العزت جل و علا پر بیعت لیتی حکم دے کر پشیمان ہونا، پچھا کر بدل دینا، یا پہلے مصیحت کا علم نہ ہونا بعد کو مطلع ہو کر تبدیل کرنا مانیں، یا حضور مقرر سید المرسلین علیہ السلام تعالیٰ علیہ وسلم پر تبلیغ دین متین میں تغیر کی تہمت رکھیں الخ وغیرہ من انقضیات ر، اس کے مدد دہر کمریت ت، یہ لوگ یقیناً قطعاً اجماعاً کافر مطلق ہیں اور ان کے احکام مثل مرتد، فتاویٰ ظہیریہ و فتاویٰ ہندیہ و حدیقہ ندیہ وغیرہ میں ہے، احکام مہم احکام المرتدین (ان کے احکام مرتدین والے ہیں۔ ت) آج کل کے اکثر بلکہ تمام رفاض تبرائی اسی قسم کے ہیں کہ وہ عقیدہ کفر سے سابقہ میں ان کے عالم جاہلی مرتد و عورت سبب شریک ہیں انما مشاء اللہ (مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ ت) جو عورت ایسے عقیدہ کی مرتد ہے کہ اس کا نکاح نہ کسی مسلم سے ہو سکتا ہے نہ کافر سے نہ مرتد سے نہ اس کے ہم مذہب سے، جس سے نکاح ہو گا زنی کے محض ہو گا اور اولاد و ولد الزنا۔

دو مرتد تبرائی کہ عقاید کفریہ اجماعیہ سے اجتناب اور صرف مسیحیت صغیریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ارتکاب کرتا ہو، ان میں سے متکثر ان خرافات شیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور انھیں بُرا کہنے والے فقہائے کرام کے نزدیک کافر و مرتد ہیں نص علیہ فی الخلاصۃ و لہندیۃ و غدیہما (خلاصہ اور ہندیہ وغیرہ میں اس پر نص ہے۔ ت) مگر مسلک محقق قول متکثرین ہے کہ یہ بدعتی ناری حسی غلبہ انار میں مگر کافر نہیں، ایسی عورت سے نکاح اگرچہ

۲۶۳/۲	نورانی کتب خانہ پشاور	باب فی احکام المرتدین	سہ فتاویٰ ہندیہ
۳۸۱/۴	مکتبہ حبیبیہ کوٹلہ	کتاب الفاظ الکفر	سہ خلاصۃ الفتاویٰ

صحیح ہے مگر سخت کراہت شدیدہ سے منکوحہ ہے۔

لعن فی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیونکہ حدیث شریف میں حضور صلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ان سے نکاح مذکور (ت)

صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے اپنے نافر کو لعنت کی حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چڑھا دیا کہ ملعونہ نافر ہمارے ساتھ رہے، پھر کسی نے اس نافر کو چھو آ، حالانکہ نافر فی نفسہ مستحق لعنت نہیں، حضرات شیعین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر لعنت کرنے والے بلاشبہ لعنت الہی کے مورد ہیں۔

اولئک ینعہم اللہ ویعہم اللہ عنہم لا ینوبتکم یدو لوگ ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے اور سب لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ (ت)

امادیہ صحیحہ کثیرہ اس معنی پر ناطق ہیں تو ایک ملعونہ سے صحبت رکھنا کیونکر شرع مطہر ہو گا اگر اللہ العزیز صلیہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو امراضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خیر سے یاد کرتا ہو خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کما استحقاق جانتا ہو صرف امیر المؤمنین مولیٰ علی کو حضرات شیعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے افضل مانتا ہو انھیں کفر سے کچھ علائقہ نہیں بد مذہب خواریں ایسی عورت سے بااقتفاق نکاح جائز ہے ہاں کراہت سے خالی نہیں کہ مبتدع ہے اگرچہ بکے درجہ کی رحمت ہے غصہ تھا اگر اس کی محبت میں اپنے مذہب پر اثر پڑنے کا احتمال ہو تو کراہت شدیدہ ہو جائے گی اور علین صاحب تو اس مذہب پر بد جو عزم - وہ مذہب سبوح و تعالیٰ اعظم

مسئلہ از احمد آباد مگر ات دکن محلہ کا کو پور متصل پر گلپان مرسلہ عبد الحکیم صاحب ولہ عبد الغنی صاحب ۱۳ جمادی الآخرہ ۱۳۱۴ھ

ما تو کم رحمہ اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا ابھی وہ عورت زندہ سلامت اُس مرد کے نکاح میں موجود ہے اب وہی مرد اس عورت کے بھائی کی فراسی سے نکاح کرنا چاہتا ہے کیا یہ جمع کرنا درمیانی عورت اور اس کی بھتیجی کی بیٹی کے حلال ہے یا حرام؟ بیٹو ابیانا شافیا تو جرو اجر دافیا۔

الجواب

حرام ہے، اصل ای مسألتی میں یہ ہے کہ جو دو عورتیں آپس میں محرم ہوں یعنی ان میں سے جس کو مرد فرض کیا جائے دوسری اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو ایسی دو عورتوں کو جمع کرنا جائز نہیں، یہاں ایسا ہی ہے کہ

شہ کفر النعال حدیث ۳۲۴۹۸ و ۳۲۵۴۲ موسمۃ الرسالۃ بیروت ۵۲۹/۱ و ۵۲۲

شہ صحیح مسلم باب النبی عن لعن الدواب قدیمی کتب خانہ کراچی ۳۲۳/۲

شہ القرآن ۱۵۹/۲

اگر منکوحہ اولیٰ کو مرد فرض کرتے ہیں تو وہ دوسری اس کے بھتیجے کی بیٹی، اور جس طرح بھتیجی حرام ہے یونہی بھتیجی کی بیٹی، اور اگر اس دوسری کو مرد فرض کرتے ہیں تو وہ پہلی اس کی ماں کی چھوٹی سہیلی اور جس طرح اپنی چھوٹی سہیلی حرام ہے یونہی ماں کی۔ بحر الرائق میں ہے :

الاصل ان کل امرأتین لو كانت احدا بعد ذکر
اولاخری انشی لہما جزاء کوان یتردج الانشی
فانہ یحرمہ الجمع بینہما بالقیاس علی حرمۃ
الجمع بین الاختیینؑ

قاعدہ یہ ہے کہ ایسی دو عورتیں جن میں سے ایک کو مرد
فرض کیا جائے تو دوسری کا آپس میں نکاح جائز نہ ہو کیونکہ
ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنے کی حرمت دوہنوں
کو جمع کرنے کی حرمت پر قیاس ہے۔ دت

تغایہ اور اس کی شرح جامع الرموز میں ہے :
وحرم علی الصماء اصلہ وقرعہ وفروع اصلہ
القرب من الاخوات کلاب و امہ اولادہا
وبنائتہن ومنات الاخوة وان بعدت وصلیبہ
اصلہ ابعد من حلاتہ وحالاتہ لاب و امہ
اولادہما وعماتہما واعمات احدہما و
ان عللت وخالاتہما وخالات احدہما و
ان عللتؑ واللہ تعالیٰ اعلم

مرد کی اصل اور اس کی بیٹی اولاد اور اس کے ماں باپ کی
اولاد یعنی بہنیں صرف باپ کی طرف سے یا صرف ماں کی
طرف سے یا دونوں کی طرف سے ہوں، اور ان بھائیوں
اور بہنوں کی اولاد خواہ نیچے تک ہو، اور اوپر واسے
ماں باپ یعنی دادا دادی اور نانا نانی اور نیکس کی بیٹی اولاد کی
پرچہ۔ ان تمام ماں باپ دونوں کی طرف سے یا
ایک کی طرف سے ہوں، اور ماں باپ کی حقیقی چھوٹی سہیلی
اور خالاتیں ہوں یا صرف ماں یا باپ کی طرف سے ہوں، خواہ اوپر تک ہوں، سب اس پر حرام ہیں۔ دت واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۲ از ضلع صاحب گج گیا موضع کرا ڈاکا مخدوم پور مرحلہ شیخ نجم الدین حیدر صاحب ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندو سے نکاح کیا اس زوجہ سے
دو بیٹے حسن و حسین پیدا ہوئے، بعد وفات ہندو کے زید نے شخص سے نکاح کیا اس زوجہ سے چند اولاد پیدا ہوئی
اور شخص نے اپنی بیٹی زبیرہ کے ساتھ حسین کے بیٹے کو جو دو دو چلایا۔ پس اس صورت میں بکر کا نکاح حسن کی
بیٹی زبیرہ سے موافق شرع محمدی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جیوا تو جروا۔

سہ بحر الرائق فصل فی النکاح
سہ جامع الرموز شرح نغایہ کتاب النکاح

ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
مکتبہ اسلامیہ گنبد قاہوس ایران ۱/۲۲۵ تا ۲۵۰

۱۵/۲

الجواب

تقریر سوال سے ظاہر ہے کہ زبیہ دختر زید ہے اور یہ شیرخصہ کو بکرنے پر زید ہی سے تھا، اگر صورتہ واقعہ
یہی ہے تو تجر و زاہدہ میں نکاح حرام محض ہے کہ اس قصید پر بکر اپنے دادا زید کا بیٹا ہو اور اس کا بیٹا حسن اس کا
سوتیل بھائی اور حسن کی بیٹی زاہدہ بکر کی سوتیلی بھینجی، اور بھینجی اگرچہ سوتیلی ہو چچی پر حرام قطعی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

یحرم من الرضاۃ ما یحرم من نودۃ. رواۃ
ابن جراحۃ الا ابن ماجہ عن ام المومنین
رضی اللہ تعالیٰ عنہا.
وضاحت سے سبب و شے حرام ہر حالت میں جو پدرش
(سبب) سے حرام ہیں۔ اس کو ابن ماجہ کے بغیر
محمد بن نے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت
کیا ہے۔ (د)

عالمگیری میں ہے :

یحرم عن الرضیم ابواء من الرضاۃ واصولہما
وفروعہما من النسب والرضاۃ جیما حق
ان الرضاۃ قولہ من هذا الرجل، غیہ
قبل هذا الرضاۃ او بعدہ او رضعت وصیحا
او ولد الرجل من غیر هذا المرأۃ قبل هذا
الارضاع او بعدہ او رضعت امرأة من
لبسہ رضیما فکل اخوة الرضیم و اخواتہ
واولادہم ولاد اخوتہ و اخواتہ کذا فی
التہذیب۔

بچے کے بہن بھائی ہوں گے۔ اور ان کی اولاد اس بچے کے بھتیجے اور بھینجے ہوں گے۔

تہذیب میں یوں ہے۔ (د)

تفسیر نیشاپوری میں ہے :

۴۶۶/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	کتاب الرضاۃ	لے صحیح مسلم
۳۳۳/۱	لورائی کتب خانہ پشاور	-	سٹو فٹاؤی ہنیر

بنات الاخوة من الرضاع كل אחی ولد لها ابن
 المحل الذی منه للابن احوطاً والی عمرک اس غرض کے بیٹے کی غرض ہوں جس سے اس عورت کو دودھ آ رہا ہو قطعاً
 ہاں اگر قصہ کے یہ دودھ تیرے سے نہ ہوتا تو بکر کی رضاعت زائدہ کو اس پر حرام نہ کرتی۔

لان المحسن وبکواح لولدت کافی امر ولا اصب
 فلم یکن احسن الاعمہ وبتت الغم یحل
 عالم یوجد ما یمنع المحل - والله سبحانه
 وتعالی اعلم۔

کیونکہ حسن اور بکر اس صورت میں ماں میں اور نہ ہی
 باپ میں شریک تھے، تو حسن بکر کے لیے صرف چچا ہوا
 اور چچا کی لڑکی اگر کوئی اور مانع نہ ہو تو محال ہوتی ہے (بتت)

والله سبحانه وتعالی اعلم

مسئلہ از شہر کتہ مسئلہ امیر حمید صاحب ۹ ربیع ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ متعہ کی حرمت کس آیت و حدیث سے اہل سنت کے یہاں
 ثابت ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

والذین هم لغزوهم خصمون ۵۰
 الذواجم اوصا ملکات ايمانهم فاسمهم غیر ملومین
 فمن ابتغى وراء ذلك فاولئك هم العادون ۵۱

وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کو بچائے ہوئے ہیں مگر
 اپنی بی بیوں یا اپنی کمینہ زوں پر کہ ان پر کچھ حاکمات
 نہیں تو جو اس کے سوا کوئی اور راہ طلب کرے تو
 وہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے۔

ظاہر ہے کہ زین متعہ نہ اس کی بی بی ہے نہ کمینہ شرمی، تو یہ وہی قیسری راہ ہے جو خدا کی باندھی ہوئی حد سے جدا اور
 حرام و گناہ ہے، وہ تبارک و تعالیٰ کے مردوں سے فرماتا ہے:

محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان ۵۲
 نکاح کرو بی بی بنا کر قید میں رکھنے کو نہ پانی کھانے اور
 نہ آشنا بنانے کو۔

عورتوں سے فرماتا ہے، محصنات غیر مسافحت ولا متخذات اخدان ۵۳ قید میں آئیاں نہ مستی نکالتیاں نہ یار بناتیاں۔

۵/۸ منصف البابی مصر

۵/۵ القرآن

۵/۶-۲۳ القرآن

۲۵/۴ القرآن

ظاہر ہے کہ متدبھی مستی نکالنے پانی گرنے کا حلیہ ہے، نہ قید میں رکھے بلکہ بنانے کا۔ صحیح مسلم شریف میں حدیث حضرت سبیر بن جبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یا ایہا الناس انی کنت اذنت لک فی الاستمتاع من النساء وان الله عز وجل قد حرّم ذلك انی یومر ابقا مة۔
اسے دیکھو! میں نے پہلے تمہیں اجازت دی تھی عورتوں کے ساتھ متناہگ کرنے کی، اور اب بیشک اللہ عزوجل نے اسے حرام کر دیا قیامت تک۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے ہے،

ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم نے

عن متعة النساء یوم خیر وعین لحوم الحمر الانسیة۔
بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن عورتوں سے متناہگ سے کا گوشت حرام فرما دیا۔

جامع ترمذی شریف میں حضرت جابر بن جاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے،

قال انما کانت متعة فی اول الاسلام کلاب الرجم یقدم البتة لیس له معرة فیه ویرید ان یقتدر ما یرى انه یقیم فتحفظ له متاعه و تملط له شانه حتى اذا ارادت الآية الاعلیٰ اسود اجهم او ما ملکت ایمانهم قال ابن عباس کل فخرج سواهما فهو حر ارجو۔
متناہگ ابتدائے اسلام میں تھا مرد کسی شہر میں جاتا جہاں کسی سے مان پہچان نہ ہو، اسے کسی عورت سے اُسے دنوں کے لیے عقد کر لیتا جتنے دفعہ اس کے خیال میں وہاں ٹھہرنا ہوتا، وہ عورت اس کے اسباب کی حفاظت اُس کے کاموں کی درستگی کرتی، جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی کہ سب سے اپنی شرمگاہیں محفوظ رکھو سوائے بیویوں، کنیزوں کے، اس دن سے ان دو کے سوا ہر فرج ہے ذہ حرام ہو گئی۔

حاری کتاب الفسخ میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی غزوہ تبوک میں ہم نے کچھ عورتوں سے متناہگ کیا،

محمد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم	باب نکاح المتعة الخ	رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے
صحیح مسلم	باب النہی عن نکاح المتعة	حدی کتب غنۃ کراچی ۲۵۱/۱
صحیح بخاری	باب ما جاء فی نکاح المتعة	نور محمد کا رخاۂ تجارت کتب کراچی ۱۸۱/۱

فَطَرِ الْبَيْتِ وَقَالَ مِنْ هَؤُلَاءِ النُّسُوةِ قُلْنَا
يَا رَسُولَ اللَّهِ نُسُوةٌ تَمْتَعُنَا مِنْهُنَّ • قَالَ
فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْهَاتُهُ ، وَتَمَعَرَتْ وَجْهُهُ وَقَامَ
جِبَّ حَظِيبٍ ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَاتَمَنَّى عَلَيْهِ ثُمَّ بَقِيَ
عَنِ الْمُتَعَةِ ۖ

انھیں دیکھا اور فرمایا یہ عورتیں کون ہیں ؟ ہم نے عرض کی
یا رسول اللہ ! ان سے ہم نے متعہ کیا ہے ۔ یہ سن کر
حنوراً قہر سے صلی اللہ علیہ وسلم نے غضب مندرمایا
یہاں تک کہ دونوں رخسار مبارک سرخ ہو گئے اور
چہرہ انور کا رنگ بدل گیا ، خطبہ فرمایا اللہ تعالیٰ کی
حسد و شائبہ بیان کی پھر متعہ کا حرام ہونا بیان فرمایا صلی
تعالیٰ علیہ وسلم ۔ اللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹۴ از حکم بنکال شہر چانگہ ، کاکس بارہ درہم مولوی عبدالحجید صاحب ۳ رمضان مبارک ۵ ۱۳۲۰
چرمی فریاد علی سہ ویں اندر یکہ نکاح کر دیں رو بہ براد
حقیقی صغیر و جازست یا نہ ؟ عیناً توجروا
کیا دہاتے ہیں عاتے دیں اس مسئلہ میں کہ چھٹے
سنگ بھائی کی بیوی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں ؟
جینوا توجروا ۔

الجواب

پ ۔ ہاں ، اتفاق بعد از فراق و بعد از مدق برادر
اصغریا شد یا اکبر ۔ قال اللہ عزوجل ، وَاَحِلَّ لَكُمْ
مَادُونَ ذَا لِكُمْ ۖ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ
نہایت پرستہ بھائی کے طلاق دینے یا فوریہ کی سبب
ہاں کے بعد با اتفاق جائز ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
محرمات نہ کرو گے سوا تمہارے لیے حلال ہیں ۔ واللہ
تعالیٰ اعلم (ت)

ہبۃ النساء فی تحقیق المصاہرۃ بالزنا

(زنا سے حرمت مصاہرہ کے ثبوت میں تحقیق جلیل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 مسئلہ ۱۹۵ از بہار محلہ محلہ پر مسئلہ سید محمد عبدالسبحان صاحب حنفی و دم شرعیٰ مکرم ۱۳۱۵ھ
 و ہار دوم از ملک بہنگار خلیفہ و حاکمہ ڈاکخانہ امیر آباد موضع پیرکانڈب مسئلہ محمد زینت علی صاحب ۱۳۱۵ھ
 حضرت اقدس قبلہ و کعبہ دامت برکاتہم و آداب و تسلیم عرض ہے ایک بات کا جھگڑا بہار شریف میں
 حضرات حنفیہ سلم اللہ وہ با بیہ فہم ائمہ کے درمیان پیدا ہوا ہے، اس کا جواب جلد تر روانہ فرمائیے۔ زید نے
 اپنی ساس سے زنا کیا اور اس کی بی بی کو اس کا علم تھا تو اب زید پر وہ بی بی حرام ہوئی یا نہیں؟ اور اگر
 حرام ہوئی تو ضرورت طلاق دینے کی ہے یا نہیں؟ دوسرے وہ بی بی باوجود علم کے اپنے شوہر زید کے ساتھ
 رہی اور زید بھی وطی حسب دستور کرتا رہا اور بی بی سے اولاد بھی ہوئی تو وہ اولاد بعد فوت زید یا بی بی زید کے ترکہ کی
 مستحق ہیں یا نہیں؟ بیسوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 الحمد للہ الذی خلق من الطین بشرا تمام قرطیس اس ذات کے لیے جس نے مٹی سے بشر کو

و جعل له نسباً وصهراً وافضل الصلوة
والسلام علی سید الانام و آلہ الکرام وصحبہ
العظام علی الدوام۔

زوجہ زیدہ اس پر حرام ہوگئی اگرچہ اسے اس واقعہ شنیعہ کا علم بھی نہ ہوتا اقول وباللہ التوفیق اس
کی دلیل علیل قول مولیٰ عزوجل و تبارک و تعالیٰ ہے،

وہا یشکوکہ التی فی حجبہ من نسائکم التی
دخلتم بہن فان لہن کونوا دخلتم بہن فلا
جناح علیکم فیہ

اس آیت کریمہ میں زینہ و عولہ کی بیٹی حرام فرمائی اور جس طرح وسعت التی فی حجبہ یعنی اس کی گود میں
پلنا بالاباح شریعت میں نہیں مثلاً زیدہ کسی بچہ کی سال والی عورت سے نکاح کرے اور اس کے پہلے شوہر سے
اس کی ایک بیٹی چارہ سالہ جو جسے گود میں پانا درکنار زیدہ نے آج سے پہلے بھی دیکھا بھی نہ ہو تو کیا یہ کہ حلال
ہو سکتا ہے کہ اس لڑکی سے بھی نکاح کرے اور ملار و دختر دونوں کو تصرف میں لانے کا لہذا اللہ یہ ہرگز شریعت
محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں کیا۔ نہ کہ اس سے منع کیا کہ اس کا زوجہ دیکھ کر بھی
بالاعتق شریعت میں، کیا پہلے و سلفے ماں بیٹی دونوں بس کی کنیز تھیں ہوں اسے حلال ہے کہ دونوں سے جماع
کیا کرے ملار و دختر دونوں ایک کے چنگ پر، عیاذ اللہ، یہ شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے کس درجہ بعید ہے، حالانکہ ہرگز کنیز یا غلامہ میں داخل نہ ان کی بیٹیوں پر یا بیٹیکو صادق، غالباً
ان مومن کو حلال بتاتے ہوئے غیر مقلد صاحب بھی شرم کریں، تو ثابت ہوا کہ نکاح جس طرح حکم محمد آریست
فان لہن کونوا دخلتم بہن تحریم دختر کے لیے کافی نہیں یہ نہی شریعت و ضروری بھی نہیں یعنی نہ وہ علت ہے نہ جواز علت،
اب آیت کریمہ میں نہ رہا مگر التی دخلتم بہن یعنی ان عورتوں کی بیٹیاں جن کے ساتھ تم نے صحبت کی، معلوم ہوا
صحف اسی قدر علت تحریم ہے اور یہ قطعاً مزنیہ میں بھی ثابت کہ وہ ایک عورت ہے جس کے ساتھ اس نے صحبت
کی، لاجرم حکم آیت اس کی بیٹی اس پر حرام ہوگئی، نظیر اس کی اسی بیان محرمات میں قولہ مرشاناہ ہے و حلالہ
بناتکم الذین من اصلا بکم ہے حرام کی گئیں تم پر تمہارے ان بیٹیوں کی جو روئیں جو تمہاری پشت سے
ہیں کہ جس طرح الدین من اصلا بکم یعنی بیٹے کا اس کی پشت سے ہونا اقراچ متینی کے لیے ہے نہ فراچ نیز

ابی بن کعب و حضرت عمر بن حصین و حضرت جابر بن عبد اللہ و حضرت مفضلہ بنت عبد اللہ بن مسعود
محبوبہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین و جماعہ کثیرہ تابعین مثل حضرات امام حسن بصری و
افضل التابعین سعید بن السقیب و امام اہل ابراہیم عقی و امام عاصم بن علی و امام طاووس و امام مطہر بن ابی رباح
و امام مجاہد و امام سلیمان بن یسار و امام حماد اور اکابر مجتہدین مثل امام عبد الرحمن بن زائلی و امام احمد بن حنبل و
امام اسحاق بن راہویہ اور ایک روایت میں امام مالک بن انس کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اقول معجزانکار معنی دلی میں حقیقت سے یا مجاز متعارف قائل قائلکم (شاعر نے کہا) سے

مذکرین علی طہور سادہم والناکحین ببطی دجلۃ البقرا

(یہ لوگوں کو ٹھکر کی حالت میں چھوڑنے والے (جملہ کے کنارے ٹھکانے سے دلی کرتے ہیں۔ ت)

وقال آخر (ایک دوسرے شاعر نے کہا) سے

کب کرتحب لذیذ المحکا و تدریب من صولة الناکح

(ناکرہ کی طرح کہ وہ جماع کی لذت کو پسند کرتی ہے اور غاوند کے حملہ سے فرار کرتی ہے۔ ت)

تو کہہ لا تشکھوا ما مکح اباؤکم (اپنے باپوں کی مکح عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ ت) میں لا اقل مثل تو ضرور
اور امر فرج میں احتیاط واجب تو با سب تجویز ہی جائز، لکن اصل دن میں عورت ہے، تو جب تک حل ثابت
نہ ہو عورت ہی پر حکم ہوگا پھر مصاہرت مصاہرت میں فرق نہیں تو نفس جماع ہی اگر چہ پر دوہرام بلا نکاح بوجہ عفت
تحریم رہے گا،

واعلم ان رجعت الی کل تھم و دیت ان نظریہ
الدلیل علی هذا الوجه احسن مما قبلہ
او لا یورد علیہ ما افادہ فی النکتہ بل هو اھم
صدی من الکلام الاول ایضا کما یرشدک
الیہ ما ذکرہ ظہر علی ہامشہ و بآلہ
التوفیق۔

ہو سکتا ہے کہ جب آپ فقہاء کرام کے کلام کی طرف
رجوع کریں تو آپ سمجھ جائیں کہ دوسرے قول کے مقابلہ
میں دلیل کی یہ تقریر زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس پر نتج کا
بیان کردہ اعتراض نہ ہوگا، بلکہ میرے نزدیک یہ پہلے
کلام سے بھی اصح ہے جیسا کہ اس کے حاشیہ پر
یہاں میرا ذکر کردہ بیان تیری رہنمائی کرے گا، اللہ
تعالیٰ سے ہی توفیق ہے۔ (ت)

مخالف کے پاس اس کی حلت پر کوئی دلیل نہیں مگر حدیث لا یحرم الحرام الا بالحلل حرام حلل کو حرام

نہیں کرتا۔ مگر حدیث کس طرح مخالفت کی دلیل ہو چکے تحت ضعیف و ساقط و ناقابل احتجاج ہے، جیسے بائبل کے متعلق شافعییت میں اہتمام شدید رکھتے ہیں اسے حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کر کے تصنیف کو دی کہانی التیسیر شرح الجامع الصغیر (جیسا کہ جامع صغیر کی شرح تیسیر میں ہے۔ ت)

اقول دلیل ضعف کو یہی کافی کہ ام المومنین خود قابل حرمیت کما تقدّم (جیسا کہ گزارشات) ت اگر اس باب میں خود ارشاد اقدس حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو میں قرضت کے کیا منے تھے لایعزم امام محمد نے فرمایا نہ وہ ارشاد اقدس نبیہ عام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے نہ اثر ام المومنین، بلکہ عراق کے کسی قاضی کا قول ہے کما فی الفتاویٰ (جیسا کہ فتح میں ہے۔ ت) روایت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں عثمان بن عبد الرحمن وقتی ہے جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل عمرو بن سعد کا پوتا ہے۔ امام بخاری نے فرمایا ترکوا محدثین نے اسے متروک کر دیا۔ امام ابو داؤد نے فرمایا ایسے بشریٰ کوئی چیز نہیں۔ امام علی بن مدینی نے سخت ضعیف بتایا۔ نسائی و دارقطنی نے کہا متروک ہے۔ حتیٰ کہ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا یکدنش جھوٹ ہوتا ہے۔

اقول یہی عثمان حدیث ام المومنین صدیقہ کا بھی راوی ہے۔ روایت ابن حبان کتاب الضعفاء میں یوں ہے،

حدثنا الحسن بن سفيان نا اسحق	بھی حدیث بیان کی حسن بن سیدان نے، انہوں نے
عن بهلول نا عبد الله بن نافع	اسحاق بن ہرول سے، انہوں نے عبد اللہ بن نافع
نا العفيرة بن اسمعيل بن ايوب بن سلمة	سے، انہوں نے مغیرہ بن اسمعیل بن ایوب بن سلمہ
عن عثمان بن عبد الرحمن عن	سے، انہوں نے عثمان بن عبد الرحمن سے، انہوں نے

۵۰۴/۲	کتبہ امام شافعی ریاض سودیہ	۵۵۳۱	حرف لا	سنہ التیسیر شرح الجامع الصغیر
۱۲۸/۳	کتبہ نویری رضویہ مسک	۵۵۳۱	فصل فی بیان الحرمات	سنہ فتح القدر
۲۷۰ ص	کتبہ اثریہ مسک	۵۵۳۱	باب العین	سنہ کتاب الضعفاء الصغیر مع تاریخ الصغیر
۴۲/۳	دار المعرفہ بیروت	۵۵۳۱	حرف العین	میزان الاعتدال
۱۲۸/۳	کتبہ نویری رضویہ مسک	۵۵۳۱	فصل فی بیان الحرمات	سنہ فتح القدر
۴۳/۳	دار المعرفہ بیروت	۵۵۳۱	حرف العین	میزان الاعتدال
•	•	•	•	•

امام ابن شہاب الزہری سے، انہوں نے مردہ سے، انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے، انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا گیا کہ کوئی شخص کسی عورت سے ہر امرکاری کرے تو کیا وہ اس عورت کی مٹی یا لہجہ نکال کر سکتا ہے، تو آپ نے فرمایا حرام، حلال کو حرام نہیں بناتا، حلال نکاح ہی حرام بناتا ہے۔ (ت)

ابن شہاب الزہری عن عمروہ عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الرجل يتبع المرأة حراماً ما يتكلم ابنتها او يتسمع الابنة حراماً ما يتكلم امها فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحرم لحرām الحلال انما یحرم ما کان نکاح حلال۔ ابن حبان نے اسے روایت کر کے کہا،

عثمان بن عبد الرحمن وہی وقاصی ہے ثقات سے موضوع ضعیفیں روایت کر دیتا ہے اس سے سند لا حاصل نہیں۔

عثمان بن عبد الرحمن هو الوقاصی یروی عن الثقات الاشیاء الموضوعات لا یجوز الاحتجاج بہ۔

ہاں سنن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقولان،

ہیں حدیث بیان کی گئی بن معل بن منصور نے انہوں نے اسحق بن محمد قروی سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر انہوں نے نافع انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا حرام، حلال کو حرام نہیں بناتا (ت)

حدثنای یحییٰ بن معل بن منصور ثنا اسحاق بن محمد القروی ثنا عبد اللہ بن عمر عن نافع عن بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا یحرم الحرام الحلال۔

اگرچہ اس میں اسحق بن ابی فروہ مشکلم فیہ ہیں۔ امام عبد الحق نے احکام میں حدیث کو ذکر کر کے فرمایا، فی اسنادہ اسحاق بن ابی فروہ وہو متروک لکے اس کے سند میں اسحاق بن ابی فروہ ہے اور وہ متروک ہے، فقہ عنہ اسحاق بن الفتح (اسے فتح میں تصحیح محقق نے اسے نقل کی ہے۔ ت) امام ابو الغریغ نے

دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۳۶/۴

ص ۱۴۶

۱۲۸/۳

ایک ایم سینڈی کینی کراچی
مکتبہ نوریہ ضویہ سکھر

حدیث ۱۰۳۱

باب لا یحرم الحرام الحلال
فصل فی بیان الحرمات

بجو الہ ابن حبان

لے لعل، القناریہ

سنن ابن ماجہ

کے فتح القیر

بن ابی فروة۔

سے روایت عدول نہیں۔

امام ترمذی نے ابواب الفرائض باب ما جاء فی ابطال میراث القاتل میں حدیث،
القاتل لا یرث لکھنوی اسحق بن عبد اللہ عن
الزہری عن حمید بن عبد الرحمن عن
ابی ہریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کر کے
فرمایا ہذا حدیث لا یصح و اسحق بن عبد اللہ
ابی فروة قد ترکہ بعض اهل العلم منهم
احمد بن حنبلؒ

ابو الفرج نے کوفہ میں حدیث،

الصبيحة تمنع الرزق (صبح کو سونا رزق کی برکت،
کے لیے مافع ہے) والی حدیث کو اسماعیل بن
عیاش انھوں نے ابن ابی فروة انھوں نے کھن بن یوسف
انھوں نے محمد بن عثمان بن عفان انھوں نے اپنے
والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے کہا یہ
صحیح نہیں کیونکہ ابن ابی فروة متروک ہے (ملاحظہ دت)

امام حاتم الحافظ نے لکھی میں اس پر تقریر فرمائی اور تعلیقات میں بھی اس جرح پر جرح کی، غرض یہ
بالاتفاق متروک ہے مگر یہ قدیم ہے ۳۱۷ میں انتقال کیا قالہ ابن ابی فدیق (یہ ابن ابی فدیق نے کہا
ہے۔) یا ۳۱۷ میں کہا قالہ ابن سعد وغیرہ واحد و هذا هو الصحيح کہا فی تہذیب

۱۹۳/۱	دار المعرفۃ بیروت	ترجمہ ۷۹۸	حرف الالف	میزان الاعتدال
۲۲۱/۱	حیدرآباد، دکن	ترجمہ ۳۴۹		تہذیب التہذیب
۳۲/۲	ایمپن کتب خانہ رشیدیہ دہلی		باب ما جاء فی ابطال میراث القاتل	جامع الترمذی
"	"	"	"	"
"	"	"	"	"
۶۸/۳	دار الفکر بیروت	ترجمہ ۳۴۹	کتاب النوم	موضوعات ابن جریر
۶۸/۳	"	"	"	"
۲۴۲/۱	دارۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن	ترجمہ ۳۴۹	حرف الالف	تہذیب التہذیب
"	"	"	"	"
"	"	"	"	"

التہذیب (جیسا کہ اس کو ابن سعد و بیہق سے حضرات نے بیان کیا ہے یہی صحیح ہے جیسا کہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ تہذیب بن معلی نے کہ طبعاً دیر عشرہ سے بڑا اسے کہاں پایا

دوم اس کے بھائی کے پوتے اسحق بن محمد بن اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی فروہ یہ تبع تابعین سے بھی نہیں ان کے تلامذہ سے ہیں، رجال بخاری و ترمذی و ابن ماجہ سے، امام بخاری کے استاذ ہیں، ۳۲۶ھ میں انتقال کیا، یہ ہرگز متروک نہیں۔ امام بخاری نے خود جامع صحیح میں ان سے روایت کی تو وہ ان کی نسبت تو کہہ کر مکر فرماتے، ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا، اور ابوحاتم و غیرہ نے صدوق کہا، البتہ کلام سے خالی یہ بھی نہیں۔ امام تہذیب نے کہا ثقہ نہیں۔ امام دارقطنی نے کہا ضعیف ہیں۔ احمد محمد بن امام بخاری پر ان سے روایت کرنے میں مقرر نہیں۔ امام ابوحاتم نے کہا مضطرب الحدیث ہیں انہیں جاننے کے بعد بار بار پوچھا کہ جیسا کوئی سکھا دیتا ویسے ہی روایت کرنے لگتے۔ عقیل نے کہا امام مالک سے بکثرت وہ حدیثیں روایت کیں جن پر ان کا کوئی فتہ نہیں۔ امام ابوداؤد نے سلف ضعیف کہا۔ امام الشان نے فرمایا انہیں ہا کر حفظ خراب ہو گیا تھا۔ امام حافظ عبد العظیم متدری کی ترغیب میں ہے،

اسحق بن محمد بن اسماعیل بن ابی فروہ، الفردی صدوق ہے۔
اس سے کہہ کر نے پکی صحیح میں روایت کیا ہے ابوداؤد
ابوحاتم و غیرہ نے کہا یہ صدوق ہے، اس کو ابن حبان
نے ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے، ابوداؤد و ابونعیم
کو کز و رہتا ہے، اور نسائی نے کہا یہ ثقہ نہیں ہے۔

میزان الاعتدال میں ہے،

هو صدوق في الجنة، صاحب حديث، قال
ابوحاتم صدوق ذهب بصروا
فربما لقن وكتبه صحيحه، وقال مرة
مضطرب، وقال العقيلي جاء
عن مالك باحاديث كثيرة لا يتابع
عليه، وذكر ابن حبان في

وہ مجموعی طور پر صدوق ہے اور صاحب حدیث ہے۔
ابوحاتم نے کہا کہ یہ صدوق ہے اور اس کی نظر ضائع
ہو گئی تھی اور بعض اوقات دوسرے کی بات مان لیتا
تھا اور اس کی کتب حدیث صحیح ہیں، اور انہوں نے
کبھی اس کو مضطرب قرار دیا ہے۔ اور عقیل نے کہا کہ
اس نے امام مالک سے کثیر روایات ذکر کیں لیکن ان کی

الثقات وقال الغب في ليس بشقة، وقال الدارقطني
لا يتردد، وقال ايضا ضعيف قدر روى عنه البخاري
ويؤيد حوته من حد، وكذا ذكره ابو داود ووهناه
جداً

تائيد زهری، اور اس کو ابن جبان نے ثقہ لوگوں میں شمار
کیا ہے۔ اور نسائی نے کہا کہ ثقہ نہیں ہے، اور دارقطنی
نے کہا کہ یہ متروک نہیں، اور ضعیف بھی کہا ہے۔ اور بخاری
نے اسی سے روایت کیا ہے اس وجہ سے امام بخاری

پر عمل بھی ہوا ہے، ابو داؤد نے یوں ہی کہا اور اس کو مست کزور قرار دیا۔ (ت)

تقریب میں ہے، صدوق، کف غساء حفظہ (صدوق سی) اس کا حفظ کزور ہو گیا تھا۔ (ت)
تہذیب التہذیب میں ہے، قال البخاری مات سنة ۲۳۶ (امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
وہ ۲۳۶ھ میں فوت ہوا۔ (ت) پر ظاہر کہ اس حدیث کے راوی سی اسحق بن محمد فروی متکلم فیہ میں ذکر وہ اسحق بن عبد اللہ
فروی متروک۔ ہر حال ایک موضع کلام تو اس کی سند میں یہ ہے۔

ثانیاً اقول دوسرا محل کلام اسحق مذکور کے شیخ عبد اللہ میں ہے اثر محمد بن کا ان میں کلام معروف ہے
امام ترمذی نے باب فیمن یستفیظ بطلا ولا یزید کو احتلام (باب جو نید سے بیدار ہو کر کچرے پر رطوبت پائے مگر
احتلام یا نہ ہو۔ (ت) میں ایک حدیث ان سے روایت کر کے فرمایا:

عبد اللہ ضعفه یحیی بن سعید عن انس
حفظه فی الحدیث

ہذا نہ کرنا ایک باب سید قطان نے نقصان حافظہ
کی رو سے حدیث میں ضعیف بتایا۔

اُسی کے باب الوضوء باب ما جاء فی الوقت الاول من الغسل (الرباب الطهارة، باب اول وقت کی
فضیلت کے بیان میں۔ (ت) میں ہے،

عبد اللہ بن عمر العسری لیس هو بالقوی
عند اهل الحديث

عبد اللہ بن عمر المعمری محدثین کے نزدیک چندان
قوی نہیں۔

امام نسائی نے کہا قوی نہیں۔ امام علی بن مدینی نے کہا ضعیف ہیں۔ ابن جبان نے کہا،

كان ممن غلب عليه الصلاح والعبادة حتى
صالح وعبادت نے ان پر یہاں تک غلبہ کیا کہ حفظ

سہ میران الاعتدال	عرفت الاصل ترجمہ ۷۵	دار المعرفہ بیروت	۱/ ۹۹
سکے تقریب التہذیب	ترجمہ ۳۸۱	دار الکتب العلمیہ بیروت	۱/ ۸۴
سکے تہذیب التہذیب	ترجمہ ۴۶۶	دار المعرفہ بیروت	۱/ ۲۳۸
سکے جامع الترمذی	باب فیمن یستفیظ ویری بطلا الخ	امینی کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی	۱۶/ ۱
سکے " "	باب ما جاء فی الوقت الاول الخ	" " "	۱/ ۲۴

عمل عن حفظ الاخبار و جودة الحفظ الآثار
 علما فحش خطوفا استحق التوثيق۔
 احادیث سے غافل ہوئے حدیثیں خوب یاد نہ رہیں
 جب خطا بخیرت واقع ہوئی ترک کے مستحق ہو گئے۔
 امام احمد دیکھنے سے ان کی توثیق کے اقوال بھی ہیں مگر قبولِ ثبوت یہ قرار پایا کہ حافظہ نشان نے تقریب میں ذرا بڑا،
 ضعیف عائد (مگر درعاید ہے۔ ت)

ثالثا قول اس حدیث سے جواب کو وہی یہ کہ یہ مسئلہ زن منکر کا کافی ظہار میں جماع حرام تھا
 پھر اس نے مظاہرہ کی دختر حلال کو کبیر نکح حرام کر دیا۔

رابعا یہ حدیث جس طرح ابن ماجہ نے روایت کی کہ اگر کچھ قابل ذکر ہے تو یہی، اگر اس کے ضعیف سند
 سے قطع نظر بھی کی جائے تو اس میں کوئی قصہ سوال اس حدیث متروک و ساقط کی طرح نہیں صرف اتنا بیان ہے
 کہ حرام حلال کو حرام نہیں کرتا، یہ اپنے ظاہر پر تو یقیناً صحیح نہیں، کیا اگر قلیل پانی یا مخلاب میں شراب یا میثاب
 ڈال دیں تو اسے حرام نہ کر دیں گے!

اقول کیا کوئی اگر زنا سے تنبیہ ہو تو اسے نماز و قرأت قرآن و دخول مسجد و طواف کعبہ حلال تھے حرم
 نہ ہو جائیں گے، کیا اگر کوئی غلام کسی مظلوم کی بکری کا گھلا گھمٹ کر مار ڈالے تو اس کا یہ فعل کہ اگر اپنے مال کے ساتھ
 ہوتا جب بھی بوجہ مضامعت، یا بوجہ زنا، یا بوجہ غلبہ، اس حلال جانور کو حرام نہ کر دے گا
 کیا اگر کوئی شخص اپنی عورت کو ایک ہفتہ میں تین طلاقیں دے خصوصاً ایام حیض میں تو اس فعل حرام و حرام سے
 وہ رقی حلال اس پر حرام نہ ہو جائے گی! حدیث صورتیں ہیں جن میں حرام حلال کو حرام کر دیتا ہے، تو یہ اطلاق
 کبیر نکح راہ ہو سکتا ہے، اگرچہ تاویل سے چارہ نہیں کہ حرام میں حیثیت جو حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔

اقول یعنی بول و شراب نے جو آب و مخلاب کو حرام کیا نہ بوجہ اپنی حرمت کے بلکہ اس جہت سے کہ
 یہ نجس تھے اس سے مل کر اسے بھی نجس کر دیا، اب اس کی نجاست، حاجت حرمت ہوئی، اور اگر کوئی شے ظاہر
 حرام کسی حلال میں ایسی مل جائے کہ تمیز ممکن ہو تو ہم تسلیم نہیں کرتے کہ وہ حلال خود حرام ہو گیا بلکہ حلال اپنی حرمت پر
 باقی ہے اور مخلوط کا تناول اس لیے ناجائز کہ بوجہ اختلاط اس کا تناول تناول حرام سے خالی نہیں ہو سکتا یہاں تک
 کہ اگر جدا ہو سکے اور تجد اگر نہیں تو حلال پر دستور اپنی حرمت پر ہو گا لایحظی (جیسا کہ مخفی نہیں رہتا) یونہی زنا نے
 نماز وغیرہ کو اس حیثیت سے حرام نہ کیا کہ وہ نجس ہے کہ خصوصیت بنا کر اس میں کیا دخل، بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ

فرجِ مستثنیٰ میں ایلیحِ مستثنیٰ ہے و قدس عنہ ذلك البواقی (باقی کو اسی پر قیاس کرو۔ مت) اب ہم اسے تسلیم کرتے ہیں اور حدیثِ ہم پر وارو نہیں، یہاں بھی عورت سے زنا کرنے نے دخترِ زن کو اس بنا پر حرام نہ کیا کہ وہ زنا ہے کہ خصوصیتِ زنا کو اس میں بھی دخل نہیں بلکہ اسی حیثیت سے حرام کیا کہ وہ وطنی و ادھالی ہے تو حاکم بھی صادق آیا اور دخترِ موطرہ کی حرمت لیا تو اس حدیثِ ضعیف میں بھی مخالف کے لیے حجت نہیں و لہذا الحمد، محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں یہاں بعض اس ویت اپنے سبب کی مؤیدات ذکر فرمائیں: الحمد

قال ماجد یا رسول اللہ انی نریت بامرأة فی
فی بجدہلیۃ فانکم ابستہم قد لا اری
ذکک و لا یصح ان تکلم امرأة تطلم من
انتہا عن ما قطعہ علیہ صہباہ

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے زنا نہ
جاہلیت میں ایک عورت سے زنا کیا تھا اس کی بیٹی
سے نکاح کر لوں۔ فرمایا: میری رائے نہیں اور
نہ ایسا نکاح جائز ہے کہ تو بیٹی کی اس چیز پر مطلع
ہو جس چیز پر اس کی ماں کی مطلع تھا۔

اقول نیز اس کے مؤید سے وہ حدیث کہ غایہ سمعانیہ میں حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ
عنها سے روایت کی حضورِ ستیہ المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
من نظر الی فرج امرأة بشہود حرمت علیہ
امہ و بنتہا۔

جو کسی عورت کی عورت سے دیکھے اس پر
اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو جائیں۔

دوسری حدیث میں ہے،
ملعون من نظر الی فرج امرأة و بنتہا۔
ملعون ہے جو کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کی
فرج دیکھے۔

عبد الرزاق نے اپنے مصنف میں حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی
من نظر الی فرج امرأة و بنتہا لعنہما اللہ الیہ
یوم القیامۃ۔

جو کسی عورت اور اس کی دختر دونوں کی فرج دیکھے
اللہ تعالیٰ روز قیامت اُس پر نظرِ رحمت نہ کرے۔

۱۲۹/۳	فرید رضویہ سکھر	فصل فی بیان المحرمات	ملہ فتح اشقر
۴۱/۲	مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ	فصل فی نکاح المحرمات	ملہ البنایہ شرح الہدایہ
"	"	"	ملہ " " " "
۵۱۴/۱۶	موسستہ الرسالہ بیروت	حدیث ۲۵۷۰۵	ملہ کنز العمال بحوالہ مصنف عبد الرزاق

نیز مصنف میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے،

قَالَ لِيْ يَزْنِيْ بَاہِ اِمْرَاۡتِہٖ قَالَ حَرَمَہَا لِيْ عَنِ اٰنِیْ اٰنِیْ سَاسَ سَے زَنَّا كَرْنِے دَآلَے كِی لَسَبْتِ فَرَاہَا كَہ
عَلَيْہِ سَلَامٌ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ اِس پر سَاسِ اَدْر عَدَّتِ دُو فَوْنِ حَرَامِ ہُو گُنَہِیْنِ ۔

اس حرمت کے پیدا ہونے سے مرد و زن کو جدا ہو جانا اور اس نکاح فاسد شدہ کا فسخ کر دینا فرض ہو جاتا ہے مگر خود بچہ و نکاح زائل نہیں ہو جاتا، یہاں تک کہ شوہر جب تک متارکہ نہ کرے اور بعد متارکہ عدت نہ گزرے عورت کو روا نہیں کہ دوسرے سے نکاح کرے، اور قبل متارکہ شوہر کا اس سے وطی کرنا حرام ہوتا ہے مگر رہا نہیں کہ نکاح باقی ہے، و لہٰذا اُس وطی سے جو اولاد پیدا ہو صحیح النسب ہے ایسے نکاح کے ازالہ کو جو الفاظ کے جاتیں طلاق نہیں بلکہ متارکہ کہلاتے ہیں اگرچہ بلفظ طلاق ہوں یہاں تک کہ ان سے عدہ طلاق کم نہیں ہوتا۔ درمختار میں ہے:

بِحَرَمَةِ الْمَصَاهِرِ لَا يَرْقَعُ لِمَكَاحٍ حَقٌّ يَجْعَلُ
لَهَا سُرُوجًا بَاخِرًا اِلَّا بَعْدَ احْتِرَاقِ نَقَصِ
الْعَدَةِ وَالْوَطْنِ مَهَا لَا يَكُونُ زَنًّا۔
ترجمہ مصاہرہ سے نکاح ختم نہیں ہوتا لہٰذا دوسرے
شخص سے نکاح نہیں کر سکتی جب تک حناوند
متارکہ نہ کرے اور عدت نہ گزرے۔ اس دوران
اگر خاوند سے وطی کی تو وہ زنا نہیں، حنا۔ عدت

ردالمحتار میں ہے،

قَالَ فِي الدَّخِيْرَةِ ذَكَرَ مُحَمَّدٌ فِي مَكَاحِ الْاَصْلِ
اَنَّ النِّكَاحَ لَا يَرْقَعُ بِحَرَمَةِ الْمَصَاهِرَةِ وَ
الرِّضَاعِ مَلِيْفٌ حَقٌّ لَوْ طَئَهَا النِّزْوَةَ قَبْلَ
التَّفْرِيقِ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْحَدُّ اِشْتِبَاهَ
عَلَيْہِ اَوْ لَمْ يَشْتَبِهْ۔
ذخیرہ میں ہے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے اصل یعنی
جسوط کی بحث نکاح میں ذکر فرمایا کہ حرمت مصاہرت اور رضیت
رضاعت کی بنا پر نکاح ختم نہیں ہوتا بلکہ فاسد ہوتا ہے
لہٰذا اگر خاوند نے تفريق سے قبل وطی کر لی تو اس پر
زنا کی حد نہیں ہوگی، اس کو کوئی اشتباہ ہو یا نہ ہو۔

اسی میں ہے،

قَالَ فِي الْحَدَوِيِّ وَالْوَطْنِ فِيْہَا لَا يَكُونُ سُرْنًا۔
حدوی میں ہے کہ اس مدت میں وطی کو زنا نہ کہا جائیگا

۱۔ کنز العمال کوالمصنف عبد الرزاق حدیث ۴۵۶۹۹ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۶/۵۱۶

۲۔ درمختار کتاب النکاح فصل فی المحرمات مطبع مجتہباتی دہلی ۱۸۸/۱

۳۔ ردالمحتار ۴ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۳/۲

لأنه مختلف فيه، وعينه مهر المثل بوطئها
بعد الحرمة ولاحد عليه ويثبت النسب له

کیونکہ یہ بات مختلف فیہ ہے جبکہ بیوی کے حرام ہونے
کے بعد وطی کرنے سے مہر مثل لازم ہوگا اور بچہ ہو
تو اس کا نسب ثابت ہوگا اور اس پر جہد نہ ہوگی (دست)

اسی میں ہے :

في الزانية المتاركة في نفس بعد الدخول
لا تكون الا بالنقل كحيت سبيلك او تركتك
ومجرد انكار النكاح لا يكون متاركة اما
لو نكر وقال ايضا ادھبی وتزوجی کان متاركة
والطلاق فيه متاركة لكن لا ينقص به
عدد الطلاق له

بزار یہ میں ہے کہ فاسد نکاح میں دخول کے بعد
متارکہ صرف زانی ہو سکتا ہے، مثلاً یہ کہ میں نے
تجھے نکاح سے آزاد کیا یا یوں کہ میں نے تجھے
چھڑ دیا، اور صرف سابقہ نکاح سے انکار کو متارکہ
نہ کہا جائے گا، بل اگر انکار کے ساتھ یہ بھی کہے
کہ جان نکاح کر، تو متارکہ ہو جائے گا، اور اس

موقع پر طلاق دینے سے متارکہ ہو جائے گا لیکن اس سے مد و طلاق کم نہ ہوگا۔ (دست)

اور یہیں سے ظاہر ہوگا کہ اس حالت میں اگر شوہر نے نہ چھڑا اور نہ ناجائز طور پر ہندہ سے وطی کرتا رہا اور
اولاد ہوئی تو وہ اولاد اپنے ماں۔ پ۔ دونوں کی وراثت سے، ماں کی وراثت نہ ہو کہ اولاد نہ بھی اپنی ماں
کی میراث پاتی ہے کما نصوا علیہ والمسألة فی الدرد وعیدہ (جیسا کہ فقہاء کرام نے اس پر نص کی ہے
اور یہ مسئلہ ذکر وغیرہ میں ہے۔ دست) اور باپ کی وراثت یوں کہ ابھی منقول ہو چکا کہ ایسی حالت کی اولاد
ولد الزنا نہیں صحیح النسب ہے، ہاں زن و شو ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔ واللہ سبحانہ و
تعالیٰ اعلم وعلیہ جل مجدہ اتمہ و احکم۔

مسئلہ ۹۶ از ریاست رامپور مرسلہ جناب نوشہ میاں صاحب ۲۰ محرم ۱۳۱۶ھ

جناب کا یہ فتویٰ جس کی نقل حاضر کی جاتی ہے علامہ رامپور کے حضور بغرض مہر پیش ہوا جناب معنی
محمد طیف اللہ صاحب نے فرمایا یہ نقل ہے اور اس میں جو لکھا ہے کہ جو عورت ایسے عقیدہ کی ہو وہ مرتدہ
ہے اس کا نکاح نہ کسی مسلمان سے ہو سکتا ہے نہ کافر سے نہ مرتد سے نہ اس کے ہم مذہب سے۔ بل
اس میں تامل ہے اس کے ہم مذہب سے نہ ہونے کی سند کیا ہے، قولی صاحب (یعنی جناب) اس کی

سند کہ کفر فرمادیں تو مجھے مہر کرنے میں عذر نہیں لہذا نقل فتویٰ مرسل خدمت ہے۔ یہ فتویٰ جناب کا تحریر فرمایا ہوا ہے یا نہیں، اگر ہے تو اس علم کی سند کیا ہے، بیڑا تو جبروا

الجواب

فی الواقع یہ فتویٰ فقیر ہی کا لکھا ہوا ہے اور دربارہ مرتد و مرتدہ حکم شرعی یہی ہے کہ ان کا نکاح نہ کسی مسلم و مسلمہ سے ہو سکتا ہے نہ کافر و کافرو سے، نہ مرتد و مرتدہ ان کے ہم مذہب خواہ مخالفت مذہب سے، غرض تمام جہاں میں کہیں نہیں ہو سکتا۔ بیسوط امام شمس الامین سرخسی پھر فتاویٰ ہندیہ میں ہے: لا یجوز للمرتدان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولو کافرة، صلیۃ و کذب لا یجوز نکاح المردۃ مع احدیہ

مرتد شخص کو مرتدہ، مسلمان یا اصلی کافرو عورت سے نکاح جائز نہیں، یوں ہی مرتدہ عورت کسی مسلمان مرد کے لیے حلال نہیں۔ رت،

فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

لا یجوز نکاح المرتدۃ لاحد والمجوسۃ لاحد للمسلوہ تحل لکل کافر الا المرتدۃ

مرتدہ کا نکاح کسی کے ساتھ جائز نہیں، مجوسہ مسلمان کو حلال نہیں وہ ہر اصلی کافر کے لیے حلال ہے اور مرتدہ کے لیے حلال نہیں۔ (دست)

اسی میں ہے:

اسیض ان تزوج مہیضۃ بشہود و ولی ان کا سا یظہر است، نکفر او احدہما کا تا بمرۃ المرتدین لم یصح نکاحہما اہ مختصرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

منافی نے اگر منافقہ عورت سے اس کے ولی اور گواہوں کی موجودگی میں نکاح کیا اور اپنے گم کو ان قول یا ان میں سے ایک سے نکاح کر لیا تو ان کا حکم بھی مرتدوں والا ہوگا اور ان کا نکاح صحیح نہ ہوگا اہ مختصرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (دست)

مسئلہ اگر نکاح چھ فتویٰ جو منافی مرتد سید محمد یوسف علی صاحب شعبان ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیعہ و خیرہ بد مذہبوں کے ساتھ شادی کرنا کیسا ہے؟ بیڑا تو جبروا۔

۴۸۲/۱ نورانی کتب خانہ لپشاور
۱۶۷/۱ نوکشتہ نکتہ
کتاب النکاح القسم اسباب المحرمات بالشک
باب المحرمات
۱۶۷/۱
۱۶۷/۱
۱۶۷/۱
۱۶۷/۱

الجواب

جو ان میں کوئی عقیدہ کفر رکھتا ہے جیسے تمنا کل کے عام رافضی، اس کے ساتھ تو کسی کا نکاح ہو ہی نہیں سکتا
یہاں تک کہ خود اس کے ہم مذہب کا بھی، اور جو بد مذہب عقاید کفر سے بچا ہو اس کے ساتھ نکاح اگرچہ باطنی معنی
درست کہ کر لیں تو درست ہو جائے گا زمانہ ہوگا مگر بد مذہبوں کے ساتھ ایسا بڑا علاقہ پیدا کرنے سے دور بھاگنا
لازم و رویت وہ عظیم رشتہ ہے کہ خواہی یا ہم افس و محبت و الفت پیدا کرتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ،

ومن آیتہ ان نختلکم من انفسکم انوا احبا
لشکم لیہ وجعل بینکم مودة ورحمة فان
فی ذلک لآیت لقوم یعلمون

اور بد مذہب سے دوستی پیدا ہونی اس کی محبت دل میں آتی دین کو محبت نقصان دیتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

المرء مع من احب آدمی کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

الرجل مع دین حلیہ فلینظر احدکم من
یخالل بک رواہ ابو داؤد والترمذی عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حسن۔

انہی آیات و احادیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ بد مذہب عورت کو نکاح میں لانے وقت پر خیال کر لینا کہ ہم میں پر
غالب ہیں اُس کی بد مذہبی نہیں کیا نقصان دے گی بلکہ اسے سنی کریں گے محض حماقت ہے یہ رشتہ تو دوستی میل ثلث
میل محبت ہر سید اکرتا ہے اور محبت میں آدمی اندھا بہرا ہو جاتا ہے، حدیث میں فرمایا،
جئت الشی یحییٰ و یصلیٰ، رواہ احمد و النجاشی شئی کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے، اس کو احمد،

ملہ القرآن ۳۱/۳۰

۳۳۲/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب المزمع من	ملہ صحیح مسلم
۳۰۸/۶	آفتاب عالم پریس، لاہور	باب من یؤمن بیک یا لیس	سنن ابو داؤد
۴۵۰/۴	دار الفکر بیروت	حدیث ابو الدرداء	ملہ مسند احمد بن حنبل

فی الترمذی و النوادید عن ابی الدرداء و ابی
عسا کر نسید حسن عن عبد اللہ بن انیس
والحرطی فی الاعتلال عن ابی ہریرۃ الاسدی
مرضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

بھاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو داؤد نے ابو داؤد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور ابن عساکر نے انس کو
عبد اللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور غزالی نے
احمد بن ابی ہریرۃ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے
روایت کیا ہے (ت)

دل پیٹتے، خیال بدلتے کچھ دیر نہیں گئی اللہ عزوجل اپنے حفظ و امان ہی میں، کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لہ القلوب بین اصبعین من اصابع اللہ یقلبها
کیف یشاء۔ رواہ احمد و الترمذی و الحاکم
عن انس بن مالک مرضی اللہ تعالیٰ عنہ
و مرجانہ و رجال مسلم۔

دل اللہ تعالیٰ کے خاص تصرف میں جس طرح
چاہتا ہے ان کو پھرتا ہے۔ اس کو حکم ہے، احمد
اور ترمذی نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا ہے۔ اور اس سند کے راوی رجال
تمام مسلم ہیں۔ (ت)

اور اپنی بیٹی دینا تو سخت قہر قائل رہے، روایتیں موجب و مکمل ہیں۔ دل اللہ تعالیٰ، الرجال قوا صوف
علی النساء (مرد، عورتوں کے متعلق ہیں۔ ت) پھر انہیں شوہر کی محبت بھی مال سے باپ سے تمام دنیا سے
زیادہ ہوتی ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان للزوج من المرأة لشجة ما هو لشيء
سواہ ابن ماجہ و الحاکم عن محمد بن
عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خاندان کے لیے بیوی کو خاص محبت ہوتی ہے جو کسی دوسرے
سے نہیں، انس کو ابن ماجہ اور حاکم نے محمد بن عبد اللہ
بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)
پھر وہ نرم دل بھی زائد ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
اے انجشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نرم و نازک عورتوں کو
پاس سے نہ کر۔ (ت)

رویداد یا بجشہ مالتوا ویرت

۶۸/۲	دارال فکر بیروت	مروی از عبد اللہ ابن عمر	سنہ ۱۸۰ھ ابن جنبل
			سنہ القرآن ۳۲/۲
۶۲/۲	دارال فکر بیروت	کتاب معرفۃ الصحابہ	سنہ مستدرک للحاکم
۹۱۵/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب الحاریض منہ و منہ عن الکرب	سنہ صحیح ابی ہریر

ناقصاً استلّٰ للدين بھي قد امد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كما في الصحيحين يرد رسول الله
بمخلافته تعالى عليه وسلم کا ہوا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے۔ (ت)
 پھر یہ سب اس صورت میں ہے جہاں شوہر کا کفو عورت نہ ہوتا مانع صحت نہ ہو ورنہ نکاح محض باطل ہوگا
 کہ قصداً فی حد و نسا جیسے ہم نے اسے اپنے فتاویٰ میں مفصل بیان کیا ہے۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۱۹۸۔ محلہ لودی کڑہ مرسلہ سید شاہ محمد کمال صاحب ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۶ھ
 حضرت مولانا صاحب قلم! اگر کسی مرد نے اپنی رضاعی ساس اور رضاعی سالی کے ساتھ ایک دفعہ
 یا دو دفعہ رانک یا ہوسہو یا عمدہ تو اس حالت میں بی بی کا نکاح باقی رہے گا یا نہیں؟ اور اگر نکاح نہیں رہا تو پھر
 اس بی بی سے کسی طرح نکاح یا وہی بی بی اپنے شوہر پر پھر محال ہو سکتی ہے یا نہیں؟ مگر قبل اس عمل کے اُس مرد
 کو اس مسئلے سے واقفیت تھی۔ مینواتوجروا

الجواب

سالی اگرچہ حائض نسبتی حقیقی ہو اُس سے محاذائے زنا اگرچہ بار یا عورت کو اسد عوام نہیں رہتا۔
 فی الدر المختار فی الخلاصة وظی احت امراتہ در مختار میں ہے کہ غلامہ میں ہے کہ سالی سے وطی
لا تحرم علیہ امراتہ وہی کو اس میں کفری (ت)
 ہاں اگر سالی سے شہرہ اور دھوکے میں وطی ہو جائے تو جب تک سالی اس وطی بالمشبہہ کی عدت سے
 نہ نکلے مرد اپنی منکوحہ کو ہاتھ نہیں لگا سکتا کیلا ینظر الجمع بین المصہرم عدۃ (ناکہ عدت میں دو محرم حائض
 ایک کے لیے جمع نہ ہوں۔ ت) یہ حرمت اُسٹنہ ہی دونوں کے لیے ہوگی بعد اتمام عدت عورت بدتور محال ہو جائیگی
 فی رد المحتار قولہ لا تحرم ای لا تثبت حرمة رد المحتار میں ہے اس کے قول "حرام نہیں" کا مطلب
 المصہرۃ لا یعنی لا تحرم حرمة مؤبدۃ مصاہرت کی حرمت ابدی نہیں ہے ورنہ سالی کے
 والا محرم الی القصد عدۃ الموطوءۃ لولیشیرۃ ساتھ شہرہ میں وطی سے اس کی یہی عدت پوری
 قال فی البحر لو وظی اخت امراتہ بشبهة نہ حریم ہونے تک حرام رہتی ہے۔ بحر میں کہا ہے کہ اگر سالی
 علیہ امراتہ مالم تنقض عدۃ ذات الشبهة سے شہرہ کی بنا پر وطی ہو جائے تو یہی حرام رہتی ہے
جب تک شہرہ والی وطی کی عدت نہ گزر جائے۔ (ت)

۲۸۸/۱	مجتبائی دہلی	فصل فی المحرمات	سے در مختار
۲۸۱/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	۔ ۔ ۔	سے رد المحتار

اور اس انچہ رضائی جو معنی زوجہ کی رضائی مان یا رضائی نانی دادی عیاذ باللہ اس سے نہ جگہ دوائی و دلی بھی یعنی
 بشہوت اس کے کسی جزو بدن کو چھو جانا اگرچہ ایسے حامل کے ساتھ کہ اس کے جسم کی گرمی اسے محسوس ہوئے سے مسیح
 نہ کرے یا بشہوت اس کی فرج داخل پر نظر پڑنا یا جگہ دوائی و دلی یعنی ان سے انزال واقع نہ ہو اگرچہ
 وہ زنا یا دوائی زنا والستہ ہو یا بھولی کر یا دھوکے سے یا کسی کے جبر و اکراہ سے بہر حال زوجہ کو حرام ابدی اور نکاح
 کو فاسد کر دیتا ہے، عورت کو فزا چھوڑ دینا اور اس نکاح فاسد شدہ کو فسخ کرنا واجب ہو جاتا ہے اب زوجہ
 کبھی اس کے لیے حلال نہ ہوگی نہ کبھی اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ یہی مذہب ہمارے قیام اور امام احمد اور
 امام مالک فی الحدیث و روایتیں (دور روایتوں میں سے ایک روایت میں۔ ت) اور ابی بصیر مثل امیر مومنین
 عمر فاروق اعظم و حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت عبداللہ بن عباس فی الاصل و عنہ (ان سے صحیح روایت
 میں ت) اور حضرت ام المومنین صدیقہ و ابی بن کعب و عاب بن عبد اللہ و عمران بن حصین اور جہیز بن جہیز مثل
 امام حسن بصری و امام شعبی و امام ابراہیم حنفی و امام طاہر کس و امام عطاء بن رباح و امام جہیز و امام سعید بن المسیب
 و امام سلیمان بن یسار و امام حماد بن ابی سلیمان وغیرہم ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے۔

کما ذکر فی الفقہ و عیوہ فی الدر المختار حرم، صد
 مزینہ و موسوسہ بشہود و شہرہ برہان
 بعد ثل لا ینتم الحرۃ و السخوہ الی فرجہ الذہد
 و فروعہن مطلقا اذ الی نزل فلو نزل مع مس
 او نظر فلا حرمة ولا فرقی فیما ذکی بین عمد و
 نسیان و غطاء و اکراہ آئمہ متقطعا، و فی
 مرد المختار قال فی البہار دی حرمة
 المصاحرة الحرمت الاسبع حرمة المرأة
 علی اصول، الترافی و فروعہ لبأ و رضا و حرمة
 اصولہا و فروعہا علی الترافی نسباً و رضاعاً
 کما فی النوطی الحلال فیہ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 فروغ نسبی رضائی اور عورت پر مرد کے اصول و فروغ نسبی رضائی جیسا کہ دلی حلال میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۱۸۸/۱	محبوبی دلی	فصل فی المحرمات	سہ در مختار
۲۵۹/۲	دلاریا دار الترت العرفی بیروت	۵	سہ در المختار

ازالة العارب حرا الكبر ثم عن كلاب النار

(معزز خواتین کو ہنرم کے کتوں کے نکال دیتے ہوئے انھیں سوائی سنبھالنا)

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علما کے دین و عاصیان شرع متین اس بارہ میں کہ ایک عورت سستی خفیہ جس کا باپ بھی سستی خفیہ ہے اس کا نکاح ایک غیر مقلد و ایابی سے کر دینا جائز ہے یا منوع؟ اس میں شرعاً گناہ ہو گا یا نہیں؟ بیوا تو حرام

مستفتی محمد ضیل اللہ خاں ریاست رامپور دولت خانہ حکیم اجل خاں صاحب
الجواب از دفتر تحفہ خفیہ پختہ محلہ لودی کڑہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ونصلي على رسوله الكريم

نکاح مذکور منوع و ناجائز و گناہ ہے، نیز معتقدین زمان کے بہت عقاید کفریہ و ضلالتیہ کتاب جامع الشواہد فی تخریج روایہ میں عن المساجد میں ان کی تصدیق سے نقل کیے اور ان کا گمراہ و بد مذہب ہونا ہر وجہ احسن ثابت کیا اور حدیث ذکر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بد مذہبوں کی فسیت فرمایا:
ولا تقوا کلوا هم ولا تشابھوهم یعنی ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ اور پانی نہ پیو

ولات کھو گئے۔ اور بیاہ مشاوی نہ کرو۔

اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر سے نقل کیا ہے کہ،
ہر کربا بہ عقیدان اُنس و دوستی پیدا کند نور ایمان و
صلوات اُن ازوے برگزیدہ
اُس سے نور ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ (ت)
اور خطاوی حاشیہ در مختار سے نقل کیا،

من كان خارجا من هذه المذاهب الاربعة
في ذلك الزمان فهو من اهل البدعة والنار۔
جو اس زمانے میں ان چاروں مذہب سے خارج
ہو وہ بدعتی اور دوزخی ہے۔
کثرت سے علمائے مشاہیر کی اس پر مہر ہے، بالکلہ اگر غیر مقلد عقیدہ کفر یہ رکھتا ہو تو اس سے نکاح محض
باطل و زنا ہے کہ مسلمان عدت کا کافر سے نکاح اصلاً صحیح نہیں اور اگر عقیدہ کفر یہ نہ بھی رکھتا ہو تو بد مذہب ہے
مناکحت بکلم آیت و حدیث منع ہے، حدیث اور گزری، اور آیت یہ ہے قال الله تعالى
ولا تكونوا الى الذين ظلموا و اقمسكم النار۔
نہ میل کرو ظالموں کی طرف کہ تمہیں چھوئے گی آگ
دوزخ کی۔

تاکلم بدوہ نے اپنے فرسہ درم نکاح مسندی و مشرقیہ طبع لطائف میں اسی آیت سے استدلال
کیا ہے و الله اعلم بالصواب و ائمه المرجع والمآب۔
المسافر الوائز لمقتضی سیدہ و مولانا امیر المؤمنین سیدنا الصديق العتيق المتقي عبد الوجيد
غلام صديق المنفى الغرورسي العظيم آبادی حاضریہ ذوالایادی۔

فتوئے علمائے پٹنہ

(۱) اصحاب من اجاب (جو جواب دیا گیا ہے درست ہے۔ ت)

حافظ محمد فتح الدین پنجابی (صدر مجلس اہلسنت پٹنہ، مقیم مرشد آباد)

۱۵۳/۱۵۳ ترجمہ احمد بن عمران دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۳۹/۱
کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۶۸ موسستہ الرسالہ بیروت ۵۲۹/۱۱
۲ تفسیر عزیزی پارہ ۲۹ آیت و ذوالوقت من فیہ ہنوں کے تحت افغانی دارالکتب لالی کنواں ہلی ص ۵۶
۳ خطاوی علی الدر المختار کتاب النبیاح دار المعرفۃ بیروت ۱۵۳/۲

۱۱۳/۱۱

(۲) هذا هو الحق الصريح وما سواه باطل قبيح (یہ جواب حق صریح ہے اور اس کے سوا باطل قبیح ہے۔ ت)

محمد امین علی (مرحوم) سابق بیڈ مولوی مارل اسکول پٹنہ

فتوائے علیائے بہار

(۱) مبطل و محض او مصليا اما بعد ما قاله العلامة وافادة الفہامہ حق صریح و محقق صحیح جدید بالاعتقاد و حقیق بالاستناد و دورہ غلط اعتقاد و لا ینکرہ الا اهل الفہم و العناد و البغی و الفساد۔

بطل، تحقیر اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود کے بعد، جو کچھ حضرت علامہ نے فرمایا اسے کہا وہ واضح حق، ثابت و صحیح، لائق اعتقاد و استناد ہے اور اس کا خلاف مشکل ہے، اور سوائے گمراہ بہشت دھرم، باغی اور فساد کی کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ (ت)

کتبہ خیریم الطالبہ البر الامنیہ محمد عبدالواحد خان رامپوری بہاری عفا عنہ

(۲) من كان من مروة محمد بن عبد الوهاب من يتهمون عامة امة موحدة بالمشرك والكفر على مرعهم الفاسد وفهمهم الكاسد فهم من الزندقة والملاحدة و لا يجوز به المنكحة والمخالطة و كذلك من كان من اهل المقلدين من يركن الى الجسسية والمشبہية و لم افصة في السوء۔

تو نہ مستند نہ درست ہے و غم فاسد اور فہم کاسد کی بنا پر شرک و کفر کے ساتھ ستم کرنے والے محمد بن عبد الوہاب کے گروہ سے تعلق رکھنے والا شخص زندیق و ملحد ہے اس کے ساتھ نکاح اور میل جول ناجائز ہے اور یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جو غیر مقلدین میں سے اور مجسمیہ، مشبہیہ اور روافض کی طرف میل دے رکھتا ہو۔ (ت)

حرر محمد یوسف بہاری

(۳) اصاب من اجاب حزی الله المحقق المدقق وحامی السنة وما حق البدعة مولانا منتظم التحفة خیر

مجیب نے درست جواب دیا۔ محقق، مدقق، سنت کے حامی، بدعت کو مٹانے والے، ہمارے سردار اور تحفہ حنیفہ کے منتظم کو اللہ تعالیٰ

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم . نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم .

الحمد لله الذي لم ير تقص الطيبات الا
للطيبين الاحياء وترك الحيثيين للحيثيات
الاقتدار والصلوة والسلام على من امر بالاتباع
عن كلاب النار وعلى آله وصحبه الشاهدين
سيموفهم على رؤوس المبتدئين العباد .

فی الواقع صورت مستفسرہ میں وہ نکاح یا تو شرعاً محض باطل و زنا ہے یا منہجاً و گناہ . سنا ہے کہ سنی صاحب معارف
سُنی و سنیہ ، برادر ابن سنت ہی سے خطاب سے اور انھیں کہ حکم شرع سے اطلاع دی مقصود کہ ایک ذرا
بہ نگاہ غور و ملاحظہ فرمائیں ، اگر دلیل شرعی سے یہ احکام ظاہر ہو جاتیں تو سنی بھائیوں سے توقع کہ نہ صرف زبانی قبول
بلکہ ہمیشہ اسی پر عمل فرمائیں گے اور اپنی کریم عزیزہ بنات و اغوات کو بلاک و ابتلا اور دین و ناموس میں گرفتاری بلا سے
بچائیں گے و بابت الترفیق . و لابی جو یہاں قضی جو جہد سبب عقاید کفریہ رکھتا ہے جیسے ختم نبوت حضور پر نور حامی النبیین
جیسے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار ، قرآن مجید پر نفی ، خلیفہ راشد کے ۱۲ ائمہ سے نکاح با جماع مسلمین بالقطع
و یقین باطل محض و زنا سے صرف سبب اگرچہ صورت صورت سوال کی جس ہو مبنی سنی و ایسی عورت کو نکاح میں
لانا چاہیے کہ وہ عیان اسلام میں جو عقاید کفریہ رکھیں ان کا مکمل مشل مرتبہ ہے کہما حقق فی المقالة المسفرة عن
احکام البدعة الکفرية (جیسا کہ پہلے اپنے رسالہ المقالة المسفرة عن احکام البدعة و الکفرية میں تحقیق
کی ہے . ت) تمیزیہ و ہندیہ و حدیثہ نذیرہ و غیرہ میں ہے ، احکام مشل احکام الصر تدین (ان کے حکام
مرتدین والے ہیں . ت) اور مرتد مرد و خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت و مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصل کسی
سے نہیں ہو سکتا . حاتیہ و ہندیہ و غیرہ میں ہے ،

والله لا تجد الايجوس للصر تدین ان يتزوج مرتدة
ولا مسلمة ولا كافرة اصلية وكذلك لا يجوز
نکاح الصر تدین مع احد کذا فی المبسوط .

دوسری کے الفاظ یہ ہیں مرتد کے لیے کسی عورت ، مسلمانہ
کافہ یا مرتدہ سے نکاح جائز نہیں ، اور نہ ہی مرتدہ
عورت کا کسی بھی شخص سے نکاح جائز نہیں ، جیسا کہ

مبسوط میں ہے . (ت)

لے حدیث نذیرہ الاستغاث بالشریعة کفر
مکہ فتاویٰ ہندیہ القسم السابع المحرمات بالشک کتاب النکاح نورانی کتب خانہ پشاور
۲۰۵/۱ ۲۸۲/۱

اور اگر ایسے عقائد خود نہیں رکھتا مگر کبرائے وہابیہ یا مجتہدین روافض خذلہم اللہ تعالیٰ کہ وہ عقاید رکھتے ہیں انھیں امام و پیشوا یا مسلمان ہی مانتا ہے تو بھی یقیناً اجماعاً خود کافر ہے کہ جس طرح ضروریات دین کا انکار کفر ہے یونہی ان کے منکر کافر جاننا بھی کفر ہے۔ چیز امام گردی و درمختار و شفا کے امام قاضی عیاض وغیرہ میں ہے :
و لفظ شفا، محصور الجمیع العلماء ان من شک فی کفر و عذابہ فقد کفر۔ جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے۔

اور اگر اس سے بھی خالی ہے ایسے عقائد والوں کو اگرچہ اس کے پیشوایان طائفہ ہوں صاف صاف کافر مانتا ہے (اگرچہ مذہبوں سے اس کی توقع بہت ہی ضعیف اور تجربہ اس کے خلاف پرستہ بد قوی ہے، تو اب تفسیر اور کفریات لڑ میر کا آئے گا کہ ان طوائف ضلالت کے عقائد باطلہ میں بکثرت ہیں جن کا شافی و ادنیٰ بیان فقیر کے رسالہ لکوکۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ (۱۲/۱) میں ہے اور فقہ رکافی رسالہ سن السیوف الہندیۃ علی کفریات بابا الہندیۃ (۱۳/۱) میں مذکور۔ اور اگر کچھ نہ ہو تو تعلید ائمہ کو مشرک اور مقلدین کو مشرک کہنا حضرات کا مشہور و معروف عقیدہ ضلالت ہے یونہی معاملات انبیاء و اولیاء و امراء و احیاء کے متعلق صد ہا باتوں میں ادنیٰ و ادنیٰ بات ممنوع یا مکروہ بلکہ مبہمات و مستحبات پر جا بجا حکم شرک لگا دین خاص اصل اماصول و ہدایت سے جس نے ان کے نہ بھرے پٹے ہیں، کیا یہ احمد مخفی و مستور رہیں، کیا ان کے کتبوں و زبانوں رسالوں بیانون میں کچھ ہی کے ساتھ مذکور ہیں، کیا ہر سنی عالم و عالمی اس سے آگاہ نہیں کہ وہ اپنے آپ کو محمد اور مسلمانوں کو معاذ اللہ مشرک کہتے ہیں آج سے نہیں شروع سے ان کا خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہی ہے کہ جو وہابی نہ ہو سب مشرک۔ رد المحتار میں اسی گروہ وہابیہ کے بیان میں ہے :

اعتقدوا انہم هم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون۔ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ وہی مسلمان ہیں اور جو عقیدہ میں ان کے خلاف ہو وہ مشرک ہے (ت)

فقیر نے رسالہ انہی الاکید عن الصلاة وراء عدی التفتید (۱۳/۵) میں واضح کیا کہ خاص مسئلہ تعلید میں ان کے مذہب پر گیارہ سو برس کے ائمہ دین و علمائے کاظمین و اولیائے عسافین رضی اللہ تعالیٰ عنہم انھیں معاذ اللہ سب مشرکین قرار پاتے ہیں خصوصاً وہ جاحل ائمہ کرام و سادات اسلام و علمائے اعلام جو تعلید شخصی پر سخت شدید تاکید فرماتے اور اس کے خلاف کو منکر و شنیع و باطل و فطیح

۱۔ کتاب الشفا القسم الرابع الباب الاول دار سعادت بیروت ۲/۲۰۸

رد مختار کتاب الجہاد باب المرتد مجتہائی دہلی ۱/۳۵۶

رد المحتار باب البغاة دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۱۱

بتاتے رہے جیسے امام حجة الاسلام محمد بن علی و امام برہان الدین صاحب ہدایہ و امام احمد برکھروز جانی
 و امام کبیر اسی و امام ابن مکی و امام اصل دار الحرمین و صاحبان ملامت و الفتن و جامع الرموز و کبیر لکھنؤ
 شہر لکھنؤ و تصویر لکھنؤ و درمیان و فتاویٰ خدیوہ و غیر العیون و جوہر الغلطی و طبع و سر اجید و مصنف و جوہر العسبر و
 تہار جانیہ و مجمع و کشف و عالمگیری و مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی و جناب شیخ مجدد العتباتی و غیر ہم ہزاروں
 اکابر کے ایمان کا فرقہ کہیں پتا ہی نہیں رہتا اور مسلمان تو نہ سے مشرک بنتے ہیں یہ حضرات مشرک گر ٹھہرتے ہیں والہیاد
 باللہ سبحانہ تعالیٰ اور جمہور ائمہ کرام فقہائے اعلام کا مذہب صحیح و معتبر و معنی پر یہی ہے کہ جو کسی ایک مسلمان کو بھی کافر
 اعتقاد کرے خود کافر ہے۔ ذخیرہ و برازیہ و فتاویٰ و فتاویٰ قاضی خاں و جامع الفصولین و غیر ائمہ الفتنین و
 جامع الرموز و شرح حقایق پر جندی و شرح و ہبانیہ و شہر الفاتی و در مختار و مجمع الاسر و احکام علی الدرر و حدائق ندیر و
 عالمگیری و در المختار و غیر ائمہ کتب میں اس کی تصریحات واضح ہیں کتب کثیرہ میں اسے فرمایا المختار للفتاویٰ
 (فتویٰ کے لئے مختارات) شرح تفسیر میں دیا، یہ بے شک اسی پر فتویٰ یا جائے کہ یہ افتاء تصبیحات اُس قول اطلاق
 کے مقابل ہیں کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والا مطلقاً کافر اگرچہ بعض بطور دشنام کے نہ اذراہ اعتقاد۔ جامع الفصولین
 میں ہے ۱

کسی نے فرمایا کہ "اسے کافر" تو امام غزالی نے
 فرمایا وہ کافر ہو یا اور ان کے علاوہ دیگر مشائخ نے فرمایا
 وہ کافر نہ ہوگا۔ اور یہی مسئلہ بخاری میں پیش آیا تو بخاری
 کے بعض ائمہ نے فرمایا وہ کافر ہوگا۔ جب یہ جواب ملے
 پہنچا تو جن لوگوں نے امام غزالی کے خلاف فتویٰ دیا تھا
 انہوں نے رجوع کر کے غزالی کے قول سے اتفاق کر لیا
 اور ابواللیث اور بخاری کے بعض ائمہ کے نزدیک کافر
 نہ کہنا مناسب ہے جبکہ اس قسم کے مسائل میں فتویٰ
 یہ ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والے نے اگر گالی مراد
 لی ہو اور کفر مراد نہ لیا تو کافر نہ ہوگا، اور اگر اس نے

قال لغيره يا كافر قال العقيد "عش البذلخ
 كفر لقل وقال غيره من مشايخ سلع
 لا يكفر فتفقت هذه المسألة بيننا
 و اجاب بعض ائمة بخاری اسے کفر فرجہ
 الجواب انی بطل فممن افقت بخلات
 الفقيه الاعمش مرجع ال قوله وينبغي ان
 لا يكفر على قول ابي الليث وبعض
 ائمة بخاری والمختار للفتاویٰ فی جمہر
 هذه المسائل ان قائل هذه المقالات
 لو اراد الشتم ولا يعتقد كافر لا يكفر ولو

پھر یہ بھی ان کے صرف ایک مسئلہ ترک تہفید کی دوسرے سے باقی مسائل متعلقہ انبیاء و اولیاء وغیرہم میں ان کے شرک کی ادھی اڑائیں دیکھتے۔ فقیر نے رسالہ اكمال الطاعة علیٰ مشرک سبوی بالامور العامة میں کلام الہی کی ساتھ آیتوں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عین توحید ثبوت سے ثابت کیا ہے کہ ان کے مذہب نامذہب پر نہ صرف اُمت پر جو بگڑا نبیائے کرام و ملائکہ عظام وغیرہ حضور پر نور سید عالم علیہ علیہم افضل الصلوة والسلام حتیٰ کہ خود رب العزّة جل و علائک کوئی بھی شرک سے محفوظ نہیں ولا حول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔ پھر ایسے مذہب ناپاک کے کفریات واضح ہوئے ہیں کہ ان مسلمان تامل کر سکتا ہے، پھر یہ عقاید باطلہ و مقالات زائفہ جب ان حضرات کے اصول مذہب ہیں تو کسی دہانی صاحب کا ان سے خالی ہونا کیونکر معقول، یہ ایسا بڑا جس طرح کچھ روافض کو کہا جائے تبرا و تفصیل سے پاک ہیں اور بالغرض تسلیم بھی کر لیں کہ کوئی دہانی صاحب کسی جگہ کسی مسعود سے ان تمام عقائد مردودہ و اقوال مطرودہ سے تحاشی بھی کرے یا بغرض غلط فی الواقع ان سے خالی ہوں تو یہ کیونکر متصور کہ ان کے اگلے پچھلے چھوٹے بڑے مصنف مؤلف و اعظم مکتب نجدی و جوبی شگالی بھوپالی وغیرہم جن کے کلام میں ان ابا طیل کی تصریحات ہیں یہ صاحب ان سب کے کفر یا اقل درجہ لروم کفر کا اقرار کریں کیا دنیا میں کوئی دہانی ایسا بھلے گا کہ اپنے اگلے پچھلوں پیشواؤں سے کہے کہ لا، کہ کفر کا مقصد ہے جتنے احکام باطلہ سے کتاب التوحید تفریق، ایمان و صراط مستقیم و توحید الہیہ و تصاویر و تصاویر و توحید الہیہ وغیرہم میں مسلمانوں پر حکم شرک لگایا جو معاذ اللہ اور رسول و انبیاء و ملائکہ سب تک پہنچاؤں سب کو کفر کہہ دے حاشی اللہ ہرگز نہیں، بلکہ قطعاً انھیں اچھا جانتے امام و پیشوا صلوات اللہ علیہم ائمہ کے کلمات و اقوال کو با معنی و مقبول سمجھتے اور ان پر رضا رکھتے ہیں اور خود کفریات بکنا یا کفریات پر راضی ہونا بڑا نہ جاننا ان کے لیے معنی صحیح ماننا سب کا ایک ہی حکم ہے، اعلام بقواطع الاسلام میں ہمارے علمائے اعلام سے ان امور کے بیان میں جو بالاتفاق کفر ہیں نقل فرمایا،

من تلفظ بلفظ کفر یکفر و کذا کل صنف
 یمنعک علیہ او استحسنہ او مرضی بہ
 یکفر بہ
 جس نے کفر یہ کلمہ بولا اس کو کافر قرار دیا جائے گا
 جو منعی جس نے اس کلمہ کفر پر منعی کی یا اس کی تحسین
 کی اور اس پر راضی ہوا اس کو بھی کافر قرار
 دیا جائیگا۔ (ت)

بحوالہ میں ہے :

من حسن كلام اهل الاهواء قول معنوی
ادكلام له معنی صحیح ان كان ذلك كفرا
من لغائل كفرا المعصن علیہ

تو دنیا کے پرشے پر کوئی وہابی ایسا نہ ہوگا جس پر فقہائے کرام کے ارشادات سے کفر لازم نہ ہو اور نکاح کا
جواز عدم جواز نہیں مگر ایک مسئلہ فقہی، تو یہاں حکم فقہی ہی ہوگا کہ ان سے مناکحت اصلاً جائز نہیں خواہ
مرد وہابی ہو یا عورت وہابیہ اور مرد سنٹی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں
اور ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اُسے کافر نہیں
کہتے مگر یہ صرف برائے احتیاط ہے اور بارہ تکفیر حتی الامکان احتیاط اسی میں ہے کہ سکوت کیجئے، مگر وہی
احتیاط جو وہاں مانع تکفیر نہ ہوئی تھی یہاں مانع نکاح ہوگی کہ جب جمہور فقہائے کرام کے حکم سے ان پر
کفر لازم تو اس سے مناکحت نہ سب قریباں احتیاط اسی میں ہے کہ اس سے دور رہیں اور مسلمانوں کو
بازہ کیجیں، فقہ انصاف کسی سستی صحیح العقیدہ معتقدہ فقہ سے نرم کا قلب سلیم گوار کرے گا کہ اس کی کوئی
عزیزہ کو یہ ایسی بات میں مبتلا ہوئے فقہائے فہم و عہد کا ذمہ نہ سناں، تکلف سے سکوت زبان کے لیے احتیاط
تھی ورنہ اس نکاح سے احتراز نہ ملے ورنہ اسے ایسا و سہیہ نہ رہی تھا کہ وہ بھی اس باب میں احتیاط کیجئے اور فرج
بارے میں بے احتیاطی، انصاف کیجئے تو بغیر اقل حکم اسی قدر سے منع ہو گیا کہ نفس الامری کوئی وہابی ان
خرافات سے خالی نہ کیلے گا اور احکام فقہیہ میں واقعات ہی کا لحاظ ہوتا ہے نہ احتمالات طبع و اقلہ کا۔

بل صرحوا ان احکام العقۃ تجری علی العالیہ
من دون نظر الی النادر۔
بدانصوں نے تصریح کی ہے کہ فقہی احکام کا مدار غالب
اور بیشہ ہیں، نادر اور پیش نظر نہیں ہوتے۔

اور اگر اس سے تہاد ذکر کے کوئی وہابی ایسا فرض کیجے جو خود بھی ان تمام کفریات سے خالی ہو اور ان کے
قائلین جملہ وہابیہ سابقین و لاحقین سب کو گمراہ و بد مذہب ماننا بلکہ بالفرض قائلان کفریات ماننا اور لازم
الکفر ہی جانتا ہو اُس کی وہابیت صرف اس قدر ہو کہ باوصف عامیت تقلید ضروری نہ جانے اور بے صدا حثیت
احتماد پروردی مجتہدین چھوڑ کر خود قرآن و حدیث سے اخذ احکام روامانے تو اس قدر میں شک نہیں کہ یہ فرضی
شخص بھی آریہ کو یہ طریقہ حاصلواہل الذکر ان کنتم لا تعلمون (اگر نہیں جانتے تو اہل ذکر و علم) سے پوچھو۔

سہ بحوالہ
باب احکام المذہب
ایک ایم سعید کمپنی کراچی
۱۲۲/۵

سہ القرآن ۲۳/۱۶

اور اجماع قطعی تمام ائمہ سلف و خلف کا مخالف ہے یہ اگر بطور فقہاء لازم کفر سے بچ بھی گیا تو خارق اجماع و قطع غیر سبیل المؤمنین و کراہ و بدین ہونے میں کلام نہیں ہو سکتا جس طرح متکلمین کے نزدیک دو قسم پیشین کافر با یقین کے سوا باقی جمیع اقسام کے وہاں یہ اب اگر عورت مستنہ بالغا اپنا نکاح کسی ایسے شخص سے کرے اور اس کا ولی پیش از نکاح اس شخص کی بد مذہبی پر آگاہ ہو کر صراحتاً اس سے نکاح کیے جانے کی رضا منہی ظاہر نہ کرے خواہ یوں کہ اسے اس کی بد مذہبی پر اطلاع ہی نہ ہو یا نکاح سے پہلے اس قصہ کی خبر نہ ہوتی یا بد مذہب جانا اور اس ارادہ پر مطلع بھی ہو اگر سکوت کیا صاف رضا کا مظہر نہ ہو، یا عورت نا، لغو برادر ولی مروج اب وجد کے سوا یا اب دیدہ ایسے جو اس سے پہلے اپنی ولایت سے کوئی ترویج کسی غیر کفر سے کر چکے ہوں یا وقت ترویج نئے میں ہوں ان سب صورتوں میں یہ بھی نکاح باطل و زنا کے خالص ہو گا کہ بد مذہب کسی سفید بنت کسبی کا کہو نہیں ہو سکتا اور غیر کفر کے ساتھ ترویج میں یہی احکام مذکور ہیں، درمختار میں ہے،

الکفارة تختاری تعریب والجمع دیابہ ای
تقویٰ خمس فی حق کفر الصالحۃ صحیح
تفسیر میں ہے،
عنی اور غمی لوگوں کے کہ میں دیانت اور تقویٰ کا اعتبار
ہے تو خاص تقویٰ تکمیل عورت کا کفر نہ ہوگا، نہ ہوتی،

الصدق فاسق من حیث الاعتقاد و هو اشد
من الصدق من حیث العلل
تنبیہ الالبصار و شرح علانی میں ہے،

لزم النکاح لغير كفوا ان الزوج ابدا وجد المؤمن
منهم سواء الاختیار و ان عرف لا یصح
النکاح اتفاق و کذا الوسکون بحدس و اب
الزوج غیرهما لا یصح النکاح من غیر
کفو اصلاً
اگر آپ یا دادا نے نکاح کیا تو غیر کفر میں بھی یہ نکاح لازم
ہو گا بشرطیکہ باپ اور دادا نے اس سے قبل اختیار
کو غلط استعمال نہ کیا ہو، اور اگر وہ غلط اختیار استعمال
کر چکا ہو تو بالاتفاق یہ نکاح صحیح نہ ہوگا، اور اگر باپ یا
دادا نے نہیں، ہوں تب بھی بات اتفاق نکاح صحیح نہ ہوگا
(تجربہ) اور نکاح والد اور دادا نے نہ کیا تو غیر کفر میں نکاح صحیح نہ ہوگا۔ دست،

۱۹۵/۱	مطبوع مجتہبائی دہلی	باب الکفارة	سے درمختار
ص ۵۱۴	سبیل اکیڈمی لاہور	فصل فی الامارة	سے غنیۃ المستملی شرح مینہ المصلی
۱۹۲/۱	مطبوع مجتہبائی دہلی	باب الولی	سے درمختار شرح تنویر الالبصار

انہی میں ہے،

لنكح نكاح حرة مكافئة بلا رضی ولی ولیعقی فی غیر النكح وبعد حیواناً اصله وهو المختار للعقوى لفساد الزمان فلا تحل مطلقاً غلثاً فكحت غیر كفوبلا رضی ولی بعد معرفت ایاہ فیلحفظ۔

رد المحتار میں ہے،

لا ینزل ان تصیر بعد الرضا بل السكوت منه لا یكون رضی وقوله بلا رضی یصدق بنفسی الرضی بعد المعرفة وبعد مهاد بوجود الرضی مع عدم المعرفة ففی هذا الصور الثلاثة لا تحل ولا تحل فی الصورة الرابعة وهي رضی الولی بعد النكح مع علمه بانہ كذا۔

عاقلاً بالغہ نے ولی کی رضا کے بغیر نکاح کیا تو نکاح نافذ ہوگا اور غیر کفو میں عدم جواز کا فتویٰ دیا جائیگا اور یہی فتویٰ کیلئے مختار ہے کیونکہ زمانہ میں فساد آگیا ہے، تو مطلقہ تلاش بھی اگر ولی کی رضا کے بغیر غیر کفو میں نکاح کرے تو پہلے خداوند کے لیے حلال نہ ہوگی جبکہ ولی کو یہ معلوم ہو کہ وہ غیر کفو ہے یا دیکھتا

ولی کو اپنی عدم رضامندی کے اظہار کے لیے تصریح مردی نہیں ہے بلکہ اس بارے میں اس کا خاموش رہنا ہی عدم رضا ہے، اس کے قول "بغیر رضا" کا مصداق کفو حیر کو کے علم کے بعد اور اسی طرح علم کے بغیر رضا کی نفی اور غیر کفو کا ثبوت پر رضامندی، ان تین صورتوں میں حلال نہ ہوگی، صرف یہ تین صورتیں ہیں۔ سب اور وہ ہے کہ ولی کو غیر کفو کا علم ہو اور اس کے باوجود وہ نکاح پر رضی ہو، مع تمام اختصاراً (ت)

اس تقریر میں سے اس شبہ کا ایک جواب حاصل ہوا جو یہاں بعض اذہان میں گزرتا ہے کہ جب اہل کتاب سے مناکحت جائز ہے تو جنت میں ان سے غمی گئے قرآن سے، غیر مقلد مسلم ہے پھر کلام مسلم و مسلمہ میں کیا توقف، اہل کتاب سے مناکحت کے کیا معنی، آیا یہ کہ زنی مسلم کا کتابی کافر کے ساتھ نکاح حاشش نہ یہ قطعاً اجماعاً اجنبی حرام اور لاکھ رہا سے بدتر زنا ہے یا یہ کہ مسلمان مرد کا کتابیہ کافر کو اپنے نکاح میں لانا، اس کے جواز و عدم جواز سے ہم ان شاء اللہ تعالیٰ عن قریب بحث کریں گے یہاں اسی قدر کافی ہے کہ مسئلہ ازہ میں حدیث سنید اور مرد و عورت کے نکاح سے بحث ہے، عورت کا مرد پر قیاس کیونکر صحیح، آخر وہ کیا فرق تھا جس کے لیے شرع مطہر نے کتابی سے مسلم کا نکاح زمانہ اور مسلم کا کتابیہ سے صحیح بنا، اگر مسلمان مرد کسی کافر کو اپنے تصرف میں لاسکے تو کیا ضرور ہے

کہ سنیہ عورت بھی بد مذہب کے تعویف میں جاسکے، عورت کے لیے کفارت مرد باجماع ملحوظ جس کی بنا پر حکام مذکورہ مستغفران ہوئے اور مرد باغ کے حق میں کفارت زن کا کچھ اعتبار نہیں کہ نہ امارت فراموش و جبہ غلیظ مستغفرش نہیں ہوتی،

فی الدر المختار الکفارة معتبرة من جانب الرجل لان الشريعة تابی ان تكون فرائضه لا تعتبر من جانبها لان الزوج مستغفرش فلا تعيظه دناءة لعراشہ ملخص
در مختار میں ہے کہ کفو مرد کی طرف سے معتبر ہے کیونکہ شرعین عورت، حقیر مرد کی بیوی بننے سے نکاری ہوتی ہے اور عورت کی طرف سے مرد کیسے کفو ہونا معتبر نہیں ہے کیونکہ خداوند تو بیوی بنا لیتا ہے خواہ عورت ادنیٰ ہو وہ اس وجہ سے عار نہیں پاتا، طہارت

و ابی تو بد مذہب گمراہ ہے اگر کوئی زن شریعہ بے رغبت سے بیاد سے تو ناجائز و باطل ہو گیا، نہیں، ضرور جائز ہے نکاح کئے یا ولی غیر اب و جد اپنی صفیرہ کو کسی ایسے سے بیاد سے تو ناجائز و باطل ہو گیا، نہیں، ضرور باطل ہے پھر یہ سستی صالح کیا ان سے بھی گیا گمراہ اور نکاح مسلم و مسلمہ میں کیوں بطلان کا حکم ہوا، ہذا اول الذکر الی ما کہ جبہ (اس کو محض ذکر و لوہ میں اپنی بحث کی طرف لٹا چکے تھے) یہ عورتیں بطلان نکاح پر جو عدم کفارت کی تھیں اور اگر ان کے سوا ائمہ صریح ہوں، ان کے کلمات مانع صحت نہیں تھے اتنا سمجھ لیجئے کہ عرف فقہ میں بزاز و معنی پرستمل، ایک یعنی صحت اور عقد میں یہی زیادہ متعاضد، یہ عقد جائز ہے یعنی صحیح شرعاً راست مثل افادہ ملک متو یا ملک یمین یا ملک منافع ہے اگرچہ کون و گناہ ہو جیسے بیع وقت اذان بعد، دوسرے یعنی صلت اور افعال میں یہی زیادہ مرقوع، یہ کام جائز ہے یعنی حلال ہے حرام نہیں، گناہ نہیں، مانع شہادیہ نہیں۔

بکر الرائق کتاب الطهارة بیان میا میں ہے،
المشائخ تارة يطبقون الجواز بمعنى الحل وتارة بمعنى الصحة وهي لازمة للاول من غير عكس والعالب اعادة الاول في الاعمال والثاني في العقود
مشائخ لفظ "جواز" کو کبھی حلال لکھتے معنی میں اور کبھی صحیح لکھتے معنی میں استعمال کرتے ہیں جبکہ صحیح ہونا حلال ہونے کو لازم ہے، غالب طور پر افعال میں حلال لکھتے اور عقود میں صحیح لکھتے معنی میں استعمال ہوتا ہے (ت)

اسی طرح علامہ سید احمد صہری نے حاشیہ در میں نقل کیا اور مقرر رکھا۔ در مختار میں ہے ۱

۱۹۴/۱	مطبع مجتہبانی دہلی	باب الکفارة	سنہ در مختار
۶۶/	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	کتاب الطهارة	سنہ بکر الرائق

یحوز، دفع الحدث بعد ذکر الو (مذکور چیز کے ساتھ حدث کو ختم کرنا جائز ہے)۔ ت۔ اس پر رد المحتار میں کہا:

يجوز اي يصح وان لم يجل في نحو الماء
المعصوب وهو اولها من اعادة الحمل
وان كان الغالب اعادة الاول في العقود و
الثاني في الافعال^۱

رد مختار کتاب الاشرار میں ہے،

صحیح بیع غیر الخمر ما مر و معاده صححة
بیع الحثیثة والایفون قدت وقد مسئل
ابن نجیم عن بیع الحثیثة هل یحوز
فکتب لایحوز فیحمل علی ان مراده بعدم
الجواز عدم الحدث^۲

بالجواز کے یہ دونوں ملاق متنازع دواغ ہیں اور ان کے سوا اور اہل فقاہت بھی ہیں جن کی تفصیل سے

عہ فقد یطلق بمعنى النكاح كما قال في كفاية
تقویر امره بتزويجه امرأة فزوجها امرأة
جاءت انك قد لا في الكلام ثمه في النكاح
لا في الحوز افادة السادة
الثلاثة المحشون ح ط ش
اور کسی جواز کا اطلاق نفاذ پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ تنزیہ
کے کفایت کے باب میں ہے، اگر کسی نے دوسرے
کو کہا کہ کسی عورت سے میرا نکاح کر دے تو اس نے
لنڈی سے نکاح کر دیا تو جائز ہے یعنی نافذ ہے کیونکہ
یہاں نفاذ میں بات ہو رہی ہے جواز میں بحث نہیں
(باقی اگلے صفحہ پر)

۳۵/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	کتاب الطهارة	سہ در مختار
۱۲۲/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	-	سہ رد المحتار
۲۶۰/۴	مطبع مجتبیٰ دہلی	کتاب الاشرار	سہ در مختار
۱۹۵/۱	-	باب الکفایة	سہ
۲۲۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	-	سہ رد المحتار

یہاں بحث نہیں، اب اس صورت خاصہ میں جواز یعنی صحت ضرور ہے یعنی نکاح کر دیں تو ہر جائزے کا اور حل یعنی

(بقیہ ماضیہ صفحہ ۲۸۶)

وهو احصر من وجه من الصحة
والاحل جميعا فقد ينفذ عقد ولا
يصح ولا يحل كالبيع عند
اذان الجمعة التي احل
مجهول وقد يصح ويحل ولا
ينفذ كبيع فضولي مستجمعا شرائط
الصحة والحل قال في رد المحتار
ظاهر ان الموقوف من
قسم الصحيح وهو احد طريقين
للمشائخ وهو الحق الخ وقد يظن
معنى الزوم قال في من الهدى
القبض شرط الزوم كما في الهبة
قال الشامي قال في العناية هو محال
لرواية العامة قال محمد لا يجوز
الزوم الا مقبوضا وفي السعدية انه
عليه الصلوة والسلام قال لا تجوز
الهبة الا مقبوضة والقض ليس
بشرط الجوار في الهبة فليكن هنا كذا
او حاصله ان يفسر هنا ايضا الجواز
(باقی برصمہ آئندہ)

اس فائدے کو تین بزرگوار محشی حضرات ———
یعنی جناب طحاوی اور شامی نے بیان کیا، اور یہ معنی پہلے
دو معنی یعنی صحیح اور حلال ہونے سے حاصل ہے کیونکہ کسی عقد
صحیح اور حلال نہ ہونے کے باوجود نافذ ہوتا ہے
جیسے جمعہ کی اذان کے بعد بیع مجهول مدت کے احوال
پر ہو، اور کبھی عقد حلال اور صحیح ہوتا ہے لیکن نافذ نہیں
ہوتا، جیسا کہ فضولی کی وہ بیع جو حلال اور صحیح ہونے
کی شرائط کی جامع ہو۔ رد المحتار میں کہا کہ موقوف بیع
صحیح کی قسم ہے اور یہ مشائخ کے استعمال کے دو طریقوں
سے ہے اور یہی حق ہے الخ اور جواز یعنی لازم بھی
استعمال ہوتا ہے، رد مختار کے مسئلہ رہن میں ہے
کہ قبضہ لازم کے لیے شرط ہے جیسا کہ پہلے میں ہوتا ہے
۱۰۰، اس پر علامہ شامی نے کہا کہ غایہ میں کہا ہے کہ
یہ عام روایت کے خلاف ہے، امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ رہن قبضہ کے بغیر صحیح نہیں ۱۰۰ اور سعدیہ
میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ
بہر قبضہ کے بغیر جائز نہیں، جبکہ ہر جگہ کے لیے قبضہ
شرط نہیں ہے، مناسبتہ کہ یہاں بھی یونہی ہر س کا حاصل ہے کہ یہاں بھی
معاہدہ میں بھی امام محمد کے قول میں جواز کی تفسیر لزوم کے ساتھ کی جائے
تو کہ صحت کے ساتھ جیسا کہ فقہائے ائمہ میں کیا معنی لایا جائے گا یعنی یہی

داراجیاء التراث العربی بیروت ۲/۲
مطبع مجتہدانی دہلی ۲/۲۶۵

سلفہ رد المحتار کتاب البیوع
سلفہ رد مختار کتاب الزمان

عدم حرمت و طہی بھی حاصل یعنی اس میں جماع زنا نہ ہوگا و طہی حرام نہ کہلائے گا،
 و ذلک کقولہ عن وجہ واحد لکم مساورہ
 اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تھا کہ لکم مساورہ
 ذلکم مع ان فیہن من یکرہ نکاحہن تحریما
 کی گئی ہیں محرمات کے سوا حالانکہ غیر محرمات میں
 کانت سبۃ کما میں فی فعلہ انت الحلال
 وہ عورتیں بھی شامل ہیں جن سے نکاح مکروہ تحریمی ہے
 یہذا المعنی لاینافی الاثم فی الاقدام علی
 جیسا کہ کتابہ عورت کے بارے میں آئندہ بیان ہوگا
 فعل نکاح فافہم واحفظ کیلا تزل واللفظ
 تو معلوم ہو کہ اس معنی میں حلال، نکاح کرنے کے اقدام
 پر گناہ کے منافی نہیں ہے، اس کو سمجھا دیا اور کھڑا کر غلط فہمی نہ ہو اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہی ہے۔ (د)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

باللزام لا بالصحة کما فعلوا فی النہیۃ آثم
 باللزم ہر (یعنی قبضہ کے بغیر بن جائز تھے لازم نہیں)
 محققا و فی مہایات غیر العیون لوجاز
 احتملہا۔ اور غرض العیون کے حیایات میں ہے
 ای لزوم تاجیدہ لزم ان یضرب المقرص
 لوجاز یعنی مہلت لازم ہوگی تو لازم ہے کہ قرص خواہ
 عن مطالبة قبل الاجب وہ جبرسی
 کہ وہ پوری کرنے سے قبل مطاہرت منع کیا جائے
 المتبرج آثم وهو اخص مطلقا من الصحة
 جبکہ قرص کی نیکی کرنے والے پر جبر نہیں ہو سکتا اور
 والنفاذ فقد یضرب الشفت ویسقط ولا لزوم
 اور جواز یعنی لزوم، نفاذ اور صحت کے معنی سے خاص
 کتزویعہ العم من کفو ابہر الثمل ولا لزوم
 مطلق ہے کیونکہ کبھی چیز صحیح اور نافذ ہوتی ہے اور
 لموقوف فهو نہی ولا لعارض لانه واجب
 لازم نہیں ہوتی، جیسا کہ چچا زاد کا مہر مثل کے ساتھ
 الفسخ ومن وجہ من الحلال فقد یلزم
 کفو میں لڑکی کا نکاح کرنا صحیح اور نافذ ہے مگر لازم
 ولا یحل کالبیاعات المکروہۃ، واللہ تعالیٰ
 نہیں کیونکہ یہ موقوف ہے اور موقوف چیز لازم نہیں ہوتی
 اعلم ۱۲ منہ غفرلہ (د)
 اور یہ ظاہر ہے، اور عارضہ بھی لازم نہیں کیونکہ وہ
 واجب الفسخ ہے جواز یعنی لزم جواز یعنی ممکن خاص میں وجہ ہے، کیونکہ کبھی چیز لازم ہوتی ہے مگر حلال نہیں ہوتی
 جیسا کہ مکروہ بیع کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ غفرلہ (د)

عبارات در مختار وغیرہ نجویہ منا کحة المعتولة لان لا تکفر احد من اهل القبلة و ان وقم الزامهم
فی السباحة (معتزل سے نکاح جائز ہے ہم اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے اگرچہ بحث کے طور پر ان پر کفر کا الزام
گاہت ہے۔ ت) کے یہی معنی ہیں، پر ظاہر کہ نکاح عقد ہے اور ابھی بکر الراتی و قطاوی و رد المحتار سے گزرا کہ
عقد میں عاصب و مشائخ جواز یعنی صحت ہے مگر وہ عدم جواز یعنی عاصمت و اثم کے منافی ہیں۔ فتح تقدیر وغنیہ و
بکر الراتی وغیرہ میں ہے:

یراد بعدم من يجوز عدم الحل ای عدم الحل عدم جواز سے عدم حل مراد لیا جاتا ہے یعنی اس کا کرنا محال
ان يفعل وهو یبانی فی الصحة یعنی نہیں اور یہ صحیح کے منافی نہیں۔ (ت)

رد المحتار فعل بھی عدم عاصمت شرعی یعنی بدعتوں سے سنیہ و ت کا نکاح کر دینا و ادبیاح ہوجیس
میں کچھ گناہ و مخالفت احکام شرع نہ ہو ہرگز نہیں، ارشاد مشائخ کرام الصالحۃ میں اهل السنة و
اہل الاعتزال لا تحوشوا کے یعنی معنی ہیں یعنی شیوخ اور معتزلیوں میں مساکت مباح نہیں۔ فتاویٰ خد صہ
میں فرمایا:

السؤال فی مجموع النوازل یہ مسئلہ مجموع النوازل امام فقہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ
تلمیذ امام متقی الحنفی والسنن عارف السنیہ۔ نجران بن عبد المسبی میں ہے

اسی میں فرمایا، کذا اجاب الامام المستغنی امام رستغنی نے ایسا ہی جواب ارشاد فرمایا۔
رد المحتار میں نمایہ امام سنناتی سے ہے انھوں نے اپنے شیخ سے نقل کیا وہ فرماتے تھے:

الریستغنی امام معتزل فی القول والعمل یعنی رستغنی امام معتزل ہیں قول و فعل میں، اگر ردہ قیامت
ولو أخذنا يوم القيمة للعمل بروایت ناخذہ ان کہ روایت پر عمل میں ہم سے گرفت ہوئی تو ہم ان کا
دامن پکڑیں گے کہ ہم نے ان کے ارشاد پر عمل کیا۔

۱۸۹/۱	مطبوع مجتہائی دہلی	فصل فی المحرمات	سہ در مختار
۳۰۳/۱	مکتبہ فورید رضویہ سکھر	باب الامامة	سہ فتح تقدیر
۱۰۲/۳	ایچ ایم سعید کینی کراچی	فصل فی المحرمات	سہ بکر الراتی
۶/۲	مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ	کتاب النکاح جنس آخر فی الاجازۃ	سہ خلاصۃ الصادی
"	"	"	سہ " " " " " " " "
"	"	"	سہ رد المحتار

وجیز امام کروری میں ہے،

سمعت عن ائمة خواصنا انه يتزوج من
المعتزلي ولا يزوج منهم كما يتزوج من
الكتابي ولا يزوج منهم ولعله اخذ هذا
استفصیل من كلام ابی حفص السفکوری
میں نے بعض ائمہ خواصم سے سنا کہ معتزلی کی بیٹی تو
بیہ سنے اور اپنی بیٹی ان کے نکاح میں نہ دے،
جس طرح یہودی نصرانی کی بیٹی بیہ سنے اور اپنی
بیٹی ان کے نکاح میں نہیں دیتا اور ممکن ہے کہ
ان امام نے یہ تفصیل امام ابو حفص سفکوری کے قول سے اخذ کی۔

یہ دوسرا جواب ہے اس شبہہ کا کہ مبتدعین کتابوں سے بھی گزریے ثرا قول وباللہ
التوفیق (پھر میں کتابوں اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔ ت۔ اگر نظر تحقیق کو رغصت جوں
دیچے تو بد مذہب سے شنیہ کی تزویج ممنوع ہونے پر شرع مطہر سے دلیل کثیرہ قائم ہیں مثلاً،
دلیل اول : قال عز وجل واما ينسبنك
النسب من بعد الذکری مع القوم
الظالمین
اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آئے پڑاؤں
کے پاس نہ بیٹھ۔

بد مذہب سے زیادہ مذہم کون ہے اور نکاح کی صحبت اور ت ر کون سی صحبت، جب ہر وقت
کاساتہ ہے اور وہ بد مذہب تو ظہور اس سے نا دیدنی دیکھے گی ناشنیہ فی شنے گ اور انکار پر قدرت
نہ ہوگی اور اپنے اختیار سے ایسی جگہ جانا حرام ہے جہاں منکر ہو اور انکار نہ ہو سکے نہ کہ ظہر بھر کے لیے پلنے
یا اپنی قاصرہ مقسورہ عاجز و مقہورہ کے واسطے اس نصیرہ شنیہ کا سامان پیدا کرنا۔
دلیل دوم : قال تبارک و تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)،

ومن آیتہ ان خلقکم من انفسکم ازواجاً
لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودة ورحمة
اللہ کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہیں میں سے
تمہارے جڑ سے بنائے کہ ان سے مل کر چین پاؤ
اور تمہارے آپس میں دوستی و مہر رکھی۔

اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لے فتاویٰ ہزاریہ علی ہاشم فتاویٰ ہندیہ کتابہ النکاح نورانی کتب خانہ پشاور ۱۱۲/۲

لے القرآن ۶۸/۶

لے القرآن ۲۱/۳۰

ان المزوج من المرأة لشعبة ما هي لشعبي
سواء ابن ماجه والحاكم عن محمد بن عبدالله
بن جحش رضي الله تعالى عنه -
عورت کے دل میں شوہر کے لیے جو راہ ہے کسی کے لیے
نہیں (اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے محمد بن عبد اللہ بن
جعش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت۔

آیت گواہ ہے کہ زن و شوقی و عظیم رشتہ ہے کہ خواہی تو اسی باجم النس و محبت و الفت و رافت پیدا
کرتا ہے، اور حدیث شاہد ہے کہ عورت کے دل میں جو بات شوہر کی ہوتی ہے کسی کی نہیں ہوتی، اور بد مذہب
کہ محبت ہم قاتل ہے۔ اللہ عز و جل فرماتا ہے،

ومن يتولىهم منك فانه منكم ثم میں جو ان سے دوستی رکھے گا وہ ان میں سے ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

المراء مع من احبب۔ سواء الاثمة احمد و
السنة الا ابن ماجه عن النس و
الشيخان عن ابن مسعود و احمد و مسلم
عن جابر و ابو داود عن ابی ذر
و الترمذی عن صفوان و
عسال و فی الباب عن علی و ابی هريرة
و ابی موسی و غیرہم مرعی اللہ تعالیٰ
عنہم۔
آدھی کا شتر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا
ہے (اس کو امام احمد اور ابن ماجہ کے ماسوا صحاح
شرح کے اثر نے روایت کیا ہے حضرت انس
سے اور بخاری و مسلم نے ابی مسعود سے، احمد و مسلم
نے جابر سے، ابو داود نے ابی ذر سے، اور ترمذی
نے صفوان بن یساک سے، اور اس باب میں علی،
ابو ہریرہ، ابو موسیٰ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی
روایت ہے۔ ت۔)

ولیل سوم و قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)،
لا تلتقوا بایديکم الی التھکة
اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بد مذہبی ہدک
حقیقی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)، ولا تلتقوا بھوی فیضک عن حبیب اللہ (اور خواہش کے
سہ المستد رک علیکم کتاب معرفۃ الصحابہ و اور الفکر یہود ۹۲/۴
سنن ابن ماجہ ابواب الجنائز باب ماجاء فی البکار علی الیت ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۵
۵ القرآن ۵/۵

۵ سنن ابوداؤد کتاب الادب آفتاب عالم پریس لاہور ۳۲۳/۴
۵ القرآن ۲/۱۹۵ ۵ القرآن ۲۶/۳۸

چہچہ نہ جانا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی۔ (ت) اور محبت خصوصاً بدکار پر جانا احادیث و تجارب صحیحہ سے ثابت۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ندامثل الجلیس الصالح و جلیس السوء
کحاصل المسک و نافخہ الکیر فحاصل المسک
امان یحذیک و امان بقتاع منہ و امان
تجد منہ سیر یہ طیمتہ و نافخہ الکیں امان
یہرق ثیابک و امان تجد منہ سیر یہا
خبیثہ۔ ^۱ رواہ الشیخان عن ابی موسیٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اچھے اور بُرے ہم نشین کی کہادت ایسی ہے جیسے
ایک کے پاس مُشک ہے اور دوسرا دھونکنی چھونکتا
وہ مُشک والا یا تجھے مفت دے گا یا تُو اس سے
مول لے گا، اور کہ نہیں تو خوشبو ضرور آئے گی، اور
دھونکنی والا تیرے کپڑے جلادے گا یا تجھے اس سے
بدبو آئے گی۔ (اسے شیخین (امام بخاری و مسلم)
نے ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و ابن کثیر و ابن
عساکر و ابن ابی شیبہ و ابن کثیر و ابن کثیر و ابن کثیر
نے روایت کیا۔ (ت)

دوسری حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

مثل جلیس السوء کمثل صاحب الکیر
لیریبک من سوادہ اصابت من دخانہ
سواء ابوداؤد و الصانی عن ابن کثیر
تعالیٰ عنہ۔

برا ہم نشین و دھونکنی والے کی مانند ہے تجھے اس کی
سیاہی نہ پہنچے تو دھواں تو پہنچے گا۔ (اس کو
ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و ابن کثیر و ابن کثیر
نے روایت کیا۔ (ت)

تیسری حدیث صریحہ میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

ایاکم و یاہم لایستولکم و لایغتو نکم
سواء مسند۔

تمراہوئی سے دور بھاگو، انھیں اپنے سے دور کرو،
کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں، کہیں وہ تمہیں فتنے
میں نہ ڈال دیں۔ (اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ (ت)

چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اعتبروا بالصاحب یا لصاحب۔ رواہ ابن عدی

مصاحب کو مصاحب پر قیاس کرو (اس کو ابن کثیر

۸۳۰/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب المسک	صحیح بخاری
۳۰۸/۲	آفتاب عالم پریس لاہور	باب من یومران یحالیس	سنن ابوداؤد
۱۰/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء	صحیح مسلم
۸۹/۱۱	مکتبۃ التراث الاسلامی حلب	حدیث ۳۰۷۳	کنز العمال بحوالہ عبد اللہ ابن مسعود

عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه حسن الشوهد -
 نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور اس کے شواہد کی بنا پر اس حدیث کو انھوں نے متفق قرار دیا۔ (ت)

پانچویں حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 ایالہ وقرین السوء فانک بہ تعصفت - رواۃ
 ابن عساکر عن انس بن مالک مرخص اللہ تعالیٰ عنہ -
 برے ہم نشین سے دور بھاگ کر تو اسی کے ساتھ مشہور ہوگا اس کو ابن عساکر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں :
 ماشئ اذل علی الشئ ولا الذ خان علی النار من الصاحب علی صاحب ذکوة التیسیر
 کوئی چیز دوسری پر اور نہ دھواں آگ پر اس سے زیادہ دلالت کرتا ہے جس قدر ایک ہم نشین دوسرے پر اس کو تیسیر میں ذکر کیا گیا۔ (ت)

مقلد کہتے ہیں گوش زد وہ اثر سے دارو نہ کہ عمر بھر کاں بھرے جانا۔ پھر اس کے ساتھ دو کسر امویہ شہر کا اس پر حاکم ہونا۔ تجربین کہتے ہیں الناس علی ذنوب کثرت لوگ اپنے عکرائوں کے دیں پر بستہ ہیں۔ (ت)
 تیسرا مؤید عورت میں مادہ بول والصالی لثرت، وہ بہت نرم دلیں جلد اثر پذیر ہیں یہاں تک کہ اہل تجربہ میں روم کی ناک مشہور ہیں خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں : صاویدک یا انجشۃ بالقوا اسکت (اسے انجشہ آ آجینوں کو پی کر رکھو۔) چوتھا مؤید، ان کا ناقصات العقل والذہن ہونا، یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا کفافی الصحیحین (حبیب کہ صحیحین میں ہے۔ ت) پانچواں مؤید، شوہر کی محبت، جس کا بیان آیت و حدیث سے گزر اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

حبک الشئ یعمی ویصم - رواۃ احمد والبخاری
 محبت اندھا بہرا کر دیتی ہے (اسے احمد و بخاری)

۲۳/۹	مکتبۃ التراث الاسلامی حلب	حدیث ۲۳۸۴	سہ کثرۃ النعمان بحوالہ ابن عساکر
۲۰۲/۱	مکتبۃ امام شافعی الریاض السعودیہ		سہ التیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث ما قبل کے تحت
ص ۳۳	دار الکتب العلمیۃ بیروت	حدیث ۱۲۳۹۱	سہ المعتمد الحسنہ حرف النون
۹۰۰/۲	قدیمی کتب خانہ کراچی		سہ صحیح بخاری باب المعاریض مندوۃ عن الکذب
۳۲۳/۲	آفتاب عالم پریس لاہور		سہ سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی الزوی

فی التامیخ و ابوداؤد عن ابی الدرداء
بن عساکر بسند حسن عن عبد اللہ بن
نیس و لخرانطی فی الاعتلال عن ابی ہریرۃ
الاسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اور فرماتے ہیں صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
الرجل عن دین خلیفہ فینظر احدکم من
یخالل فی سوانہ ابوداؤد و الترمذی عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن

نے اپنی تاریخ میں اور ابوداؤد نے ابودرداء سے
اور ابن عساکر نے سند حسن کے ساتھ عبد بن نیس
سے اور خرانطی نے اعتلال میں ابورزہ اسلمی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

آدمی اپنے محبوب کے دین پر ہوتا ہے تو دیکھ بھال کر
کسی سے دوستی کر دے اسے ابوداؤد اور ترمذی
نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابورہیرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مسلمانو! اللہ عزوجل عافیت بخشنے دل پلٹے خیال بدلے کیا کچھ دیر لگتی ہے قلب کو قلب کہتے ہی اس لیے
ہیں کہ وہ منقلب ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
مثل القلب مثل الریشۃ تقبھا السریح
بطلاۃ۔ مرواۃ ابن ماجۃ عن موسیٰ
الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
دل کی حالت اُس پر کی طرح ہے کہ میدان میں پڑا ہوا
درختیں اُسے دے رہی ہوں۔ (سکس کو
ابن ماجہ نے ابورسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت کیا ہے۔)

ذکر عورتوں کا سازم و نازک دل اور اس پر یہ صحبت و سماع متصل تھو واسطہ حاکمی محکمی کا اور اُس کے ساتھ محرو
محبت کا غضب بجزیر باتوں و احوال کا یہ تراز و فور اور مانع کہ عقل و دین تھے اُن میں نقصان و قصور تو اس
تزویک میں قطعاً یقیناً عورت کی گمراہی و تبدیلہ بہب کا مظنہ قویہ ہے لہذا یہ خود اپنے ہاتھوں ہلاکت میں پڑنا ہے
کہ بعض قطعی قرآن منوع و ناروا ہے شرع مطہر جس چیز کو حرام فرماتی ہے اس کے مقدمہ و داعی کو بھی حرام
بتاتی ہے مقدمۃ الحرام حرام (حرام کا پیش غیر بھی حرام ہوتا ہے۔) مقدمہ مسئلہ ہے،
قال اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا):

ولا تقربوا الزانی اے کانت فاحشۃ و زنا کے پاس نہ جاؤ بیشک وہ بے حیاتی ہے اور

ماء سبیلا۔

بہت بُری راہ۔

جس طرح زنا حرام ہوا زنا کے پاس جانا بھی حرام ہوا اور یہ خیال کر ممکن ہے اثر نہ ہو محض نافہمی اور عقل و نقل دونوں سے بگڑا گئی ہے داعی کے لیے منفی بالذم ہونا ضروری نہیں آخر بوس و کنار و مس و نظر و داعی و ملی داعی ہی ہونے کے باعث حرام مجسے مگر ہر مستلزم و منفی دائم نہیں۔

ولیل چہارم : قال المولیٰ تبرک و تعافی (مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا)،

الرجال قومون علی الماء بما فضل اللہ
بعضہم علی بعض لہ
مرد حاکم و مستط ہیں عورتوں پر بسبب اُس فضیلت
کے جو اللہ نے ایک کو دوسرے پر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اعظم الناس حقاً علی المرأة من وجہہا۔

مراواہ الحاکم و صححہ عن ام المومنین

الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

عورت پر سب سے بڑھ کر حق اُس کے شوہر کا ہے

(اسے حاکم نے روایت کیا اور ام المومنین حضرت

مائتہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی

تصحیح کی۔ ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لو کنت امرأة احد ان یسجد لاحد لامریت

النساء ان یسجدن لاشی واجہن لما جعل

اللہ لہم علیہن من الحق . ولو کانت من

قدمہ الی مفرق رأسہ قرحة تنجس بالقیح

و لصدید ثم استقبلتہ علیہا ما ادمت

حقہ . رواہ ابو داؤد و الحاکم یسند صحیحہ

عن قیس بن سعد عن عبادۃ و احمد

اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ غیر خدا کو سجدہ کرے تو ابستہ

عورتوں کو حکم کرتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ بسبب

اُس حق کے کہ اللہ عزوجل نے اُن کے لیے ان پر

دکھا ہے۔ اور اگر شوہر کی پڑی سے مانگ تک

سارا جسم پھوڑا ہو جس سے پیپ اور گندہ پانی

بوش مارتا ہو عورت اگر اپنی زبان سے اسے چاہے کہ

صاف کرے تو خاوند کا حق ادا نہ کیا (اس کو ابو داؤد

کے القرآن ۳۲/۴

کے القرآن ۳۲/۱۴

۱۵۰/۴ دار الفکر بیروت

۲۹۱/۱ کتاب عالم پریس لاہور

۱۸۶/۲ دار الفکر بیروت

۱۵۹/۳

۳۷ مستدرک للحاکم کتاب البر والصلة

۷۷ سنن ابی داؤد باب فی حق الزوج علی المرأة

المستدرک للحاکم کتاب النکاح

۷۷ مسند احمد بن حنبل مروی از مسند انس بن مالک

والترمذی عن انس بن مالك وفعل السجود
احمد وابن ماجه وابن حبان عن عبد الله
بن ابی اوفی والترمذی وابن ماجه عن
ابی هريرة واحمد عن معاذ بن جبل و
ابن حاکم عن بريدة الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ
عہم اجمعین۔

الفرغی شوہر عورت کے لیے سخت واجب التعظیم
میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من ذکر صاحب بدعة فقد اعدن علی ہدم
الاسلام۔ مرواۃ ابن عدی وابن عساکر عن
ام المومنین الصدیقة والحسن من
سفیان فی مسنده وابونعیم فی المحلیۃ
عن معاذ بن جبل والسیحزی فی کلامہ
عن ابن عمر وکابن عدی عن ابن عباس
والطبرانی فی البکیر وابونعیم فی المحلیۃ
عن عبد اللہ بن یسار والبیہقی فی شعب
الایمان عن ابراہیم بن میسرۃ الناسی، لمکی
الثقة مرسلًا فالصواب انت الحدیث
حسن بھر قہ۔

جس نے کسی بد مذہب کی توقیر کی اس نے اسلام
کے ڈھانے میں مدد کی اس کو ابن عدی اور ابن عساکر
نے ام المومنین عائشہ صدیقہ اور حسن بن سفیان
نے اپنی مسند میں اور ابونعیم نے علیہ میں معاذ بن
جبل سے اور بکر بن نافع نے ابن عمر سے اور
ابن عدی نے ابن عباس سے اور طبرانی نے کبیر
میں اور ابونعیم نے علیہ میں عبد اللہ بن یسار اور بیہقی
نے شعب الایمان میں ابراہیم بن میسرۃ تابعی کی
سے مرسل طور پر روایت کیا ہے۔ اور
یہ بھی ہے کہ اپنے طرق پر یہ حدیث حسن
ہے۔ (ت)

علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ جہد مع فاسق بھی شرعاً واجب الایمان ہے اور اس کی
تعظیم ناجائز۔ علامہ حسن شرنبلالی مراقی العادج میں فرماتے ہیں،

الفاسق اذا لم تجب اہانتہ شرعاً
ذو یعظم۔
فاسق عالم کی شرعاً توہین ضروری ہے اس لئے
اس کی تعظیم ذکی جائز۔ (ت)

۶۱/۷	دارالکتب العلمیہ بیروت	حدیث نمبر ۹۴۶۴	سند شعب الایمان
ص ۱۶۵	نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی	فصل فی بیان الاتقی بالامانہ	سند مراقی الفلاح

امام علامہ فخر الدین زبیری تبیین الحقانی، پھر علامہ سید ابوالسود ازہری فتح المبین، پھر علامہ سید احمد مہری جاشیہ و مختار میں فرماتے ہیں،

قد وجب علیہم الاہانتہ شوعلیہ ابن پراسس کی اہانت ضروری ہے (ت)

علامہ محقق سید المنہ والہین نقارانی مقاصد و شرح مقاصد میں فرماتے ہیں،

حکم المستدع البغض والعداۃ والاعراض عنہ بد مذہب کے لیے حکم شرعی یہ ہے کہ اس سے بغض و عداوت رکھیں، دُور گردانی کریں۔ اس کی تزییل و تحقیر والاہانتہ و لطمہ و النعن

بجالاتیں، اُس سے لعن و طعن کے ساتھ پیش آئیں۔

لاحرم ثابت ہوا کہ بد مذہب کو سستیہ کا شوہر بنانا گناہ و ناجائز ہے۔

دلیل پنجم، قد العلی الاعلیٰ جبل وعلا (اللہ بلند و اعلیٰ ہے فرمایا:) والفیاسید ہالہدی الباب سے ان دونوں نے زینحہ کے سید و سردار یعنی شوہر کو پایا دروازے کے پاس۔ رد المحتار باب الکفارة میں ہے: لنکاح مرقی للمرأة والنرجع مائت کساح سے عورت کنیز پر جاتی ہے اور شوہر مالک۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تقولوا للمنافق یا سید و یا سید منافق کہ ۱۰۰ بار "کہہ کر نہ پکارو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہو تو بیشک تم نے اپنے رب عزوجل کو تارض کیا۔ (اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ بریدہ بن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

حاکم نے صحیح مستدرک میں باخارہ تصحیح اور بیہقی نے شعب الایمان میں ان لغظوں سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا:

۲۴۲/۱	دار المعرفہ بیروت	باب الامانۃ	سید طحطاوی علی الدر المختار
۲۵۰/۲	دار المعارف النعمانیہ لاہور	المبحث الثامن حکم المؤمن	سید شرح مقاصد
			۲۵/۱۲
۳۱۶/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الکفارة	سید رد المحتار
۳۲۲/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	کتاب الادب	سید سنن ابی داؤد

ابو نعیم حدید میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:
 اهل البدع شرا لخلق و الخليفة يله
 بد مذہب لوگ سب آدمیوں بدتر اور سب جانوروں
 سے بدتر ہیں۔

علامہ ساوی نے تفسیر میں فرمایا:
 الخلق انس و الخليفة سہا شمر
 خلق سے مراد لوگ اور خليفة سے مراد جانور ہیں۔
 بحر محدث میں ان کی مساکحت سے مخالفت فرمائی۔ عقیل و ابن جہان حضرت انس بن مالک رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا تعالوہم ، ولا تشاربوہم ، ولا تؤاکلوہم بد مذہبوں کے پاس نہ بیٹھو ، ان کے ساتھ پانی
 ولا تساکجوہم نہ پیو ، نہ کھانا کھاؤ ، ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔
 دلیل، مفتاح کتابیہ سے نکاح کا جواز عدم مخالفت و عدم گناہ صرف کتابیہ ذمیر میں ہے جو مطیع اسلام ہو کر
 وار اسلام میں مسلمانوں کے زیر حکومت رہتی ہو و وہ بھی خالی اندکراہت نہیں بلکہ بے ضرورت مکروہ ہے۔
 فتح القدیر وغیرہ میں فرمایا،

الاول ان لا یحصل فلا یأکل ولا یشراب بد مذہب سے کہ ملاحدت ان سے نکاح نہ کرے
 الا لضرورة۔ اور نہ بوجہ کھانے۔ ات۔

مگر کتابیہ حربیہ سے نکاح یعنی مذکورہ جائز نہیں بلکہ عند تحقیق منزع و گناہ ہے، علمائے کرام و جہر مخالفت
 اندیشہ فتنہ قرار دیتے ہیں کہ ممکن کہ اس سے ایسا قلوب قلب پیدا ہو جس کے باعث آدمی دار حرب میں
 وطن کر لے نیز بچے پر اندیشہ ہے کہ کفار کی عادتیں سیکھے نیز احتمال ہے کہ عورت بحالت حمل قید کی جائے تو بچہ
 غلام بنے۔ غیظ میں ہے،

یکون تزوج الکتابیۃ العربیۃ لان الافسان
 لایامس ان یکون ینہما ولد فیئت علی طلائع
 اهل الحرب ویتخلق باخلا قہم فسل
 حربیہ کتابیہ عورت سے نکاح مکروہ ہے کیونکہ انسان
 اس بات سے غرض نہیں سکتا کہ اس بچہ پیدا ہو تو وہ اہل حرب
 میں پرورش پائے گا اور ان کے طریقے و ریتے کا اور پھر مسلمان بن جائے

سہ علیہ الاولیاء ترجمہ ابو مسعود موصول دار الکتاب العربی بیروت ۲۹۱/۸
 ۲۸۳/۱ مکتبہ امام شافعی الریاض سعودیہ
 ۲۶/۱ دار الکتب العلمیہ بیروت
 ۱۳۵/۳ نوربہ رضویہ سکھر
 ۱۵۳ حدیث ماقبل
 فصل فی بیان المحرمات

يستطيع المسلم قلعه عن تلك العادة لي

ان کی عادات چھڑنے پر قادر نہ ہو گا۔ (ت)

فتح المومنین میں عن مرسیۃ احمد حوی سے ہے

عم مالو كانت حربية ولكن مكروهة بالاجماع
لانه ما يما يختار الصغار في دار الحرب ولانه
فيه تعريض ولد للرق فربما تحل وتسبى
معه فيصير ولده مرققا وان كانت مسلما
ومر بما يتحلّى الولد باخلاق الكفار
قيد ہو جائے تو بچہ بھی ماں کی وجہ سے قیدی ہو کر غلام بن جائے اگرچہ وہ مسلمان ہے نیز وہ بچہ دار الحرب میں
کفار کی عادات کو اپنا سکتا ہے۔ (ت)

محقق علی الاطلاق نے فتح القدير میں بعد عبارت مذکورہ فرمایا

وتكره الكتابة المحربية اجماعا لا لصاحب باب
الفتنة من امكن التعلق المستدعي للمقام
معها في دار الحرب وتعر في اوسد غلب
التعلق باخلاق اهل الكفر وعلى المرق
بان تسبي وهي جلي فيولد مرققا وان
كان مسلما

حربیہ کتابہ بالا جماع کر وہ ہے کیونکہ اس سے فتنے
کا دروازہ کھلنے کا اندیشہ ہے وہ یہ کہ بوی سے تعلق
مسلمان و کافر در حرب میں رہنے پر آمادہ کر سکتا ہے
اور بچے کو کفار کی عادات کا عادی بنانے کا راستہ ہے
نیز بچے کی غلامی کے لیے راستہ ہوا کہ اس کی
کشش ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ بوی حاکم ہو کر

مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو جائے تو بچہ بھی ماں کی وجہ سے غلام بنے اگرچہ وہ مسلمان ہو گا۔ (ت)

وہ المختار میں ہے

قوله والادلى ان لا يفعد يعيد كراهية
التنزيه في غير المحربية وما بعده يفيد
كراهية التحريم في المحربية

اس کے قول کو بہتر ہے مذکور سے یہ فائدہ ملتا
ہے کہ کتابہ غیر حربیہ سے نکاح کر وہ تنزیہ ہے جبکہ اس کا
بعد میں حربیہ کے بار میں مکروہ تحریمی نے کافائدہ دیتا ہے

۱۰۳/۳	ایک ایم سعید کہنی کرچی	فصل فی الحرمات	بحوالہ المحیط
۲۰/۲	"	"	فتح المصن
۱۳۵/۲	نور بدھویہ مسک	"	فتح القدير
۲۸۹/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	رد المختار

اہل انصاف ملاحظہ کریں کہ جو اندیشے ترک کرنا ہم نے وہاں مرد اور اودہ کے لیے پیدا کئے وہ زائد ہیں یا یہ جو یہاں عورت و اولاد کے لیے ہیں، وہاں مرد کا معاملہ ہے یہاں عورت کا، وہ حاکم ہوتا ہے یہ محکوم، وہ مشعل ہوتا ہے یہ متکونہ، وہ موثر ہوتا ہے یہ متاثر، وہ عقل و دین میں کامل ہوتا ہے یہ ناقصہ، وہ اگر دار الحرب میں متوطن ہو گیا تو گھر گار ہو ا دین نگیار گراسی کی صحبت میں ملے نہ ہو گئی تو دین ہی رحمت ہوا۔ پھر بعد شعور اپنے باپ کی تربیت میں رہتا ہے وہاں باپ مسلم ہے یہاں بد مذہب، وہاں کافروں کی عادتیں ہی سیکھنے کا احتمال ہے یہاں خود مذہب کے بدل جانے کا قوی خطرہ، وہاں اگر علوم بنا تو ایک دنیوی ذلت ہے آخرت میں ہزاروں غلام کرداروں کا زاد سے اعز و اعلیٰ برہنگی یہاں اگر راضی وہاں ہی رہ گیا تو اخروی ذلت و ذی صیحت ہے، وہاں غلامی ایک احتمال ہی احتمال تھی اور یہاں یہ بد بجا می مظنون قوی، تو وہاں وہ اندیشے اگر کراہت تشریح لگاتے یہاں یہ ظنون کراہت تحریر تک پہنچ جاتے۔ ہم اوپر اگر ارشاد کر چکے ہیں کہ شرعاً جو چیز حرام ہے اس کے مقدمات و دوائی بھی حرام ہوتے ہیں، وہ جب کہ وہاں ان کے سبب کراہت تحریر نہیں تو یہاں ان کے باعث کھلی تحریم رکھی ہے۔ یہ تیسرا جواب ہے اس مسئلہ کا کہ یہ ان سے بھی گزرے، صحیح بذریعہ شریعہ میں اگرچہ وہ جنت میں جس کی بدعت حد کفر کا نہ پہنچی آخرت میں کھارے سے بھرا ہے گا، ان کا عذاب ابدی ہے اور اس کا منقطع اور بعد موت دنیوی احکام میں بھی سخت ہوگی مگر اس کے جیتے جی اس کے ساتھ رہا وہاں قادیانی کے نزدیک ہے اشد سے اور اس کی وجہ ہر ذی عقل پر روشن کافر ذمی سے ہرگز نہ ادریشہ نہیں جو اس دشمن دین مدعی اسلام و خیر خواہی مسلمین سے ہے وہ کلمہ دشمن ہے اور یہ بار آستین، اس کی بات کسی جاہل سے جاہل کے دل پر نہ چنے گی کہ سب جانتے ہیں یہ مردود کافر ہے خدا اور رسول کا حکم یک منکر ہے، اور یہ جب فرق و حدیث ہی کے چیلے سے ہر کلمے کا حضور اسرار و الطہر ہے الیہذا باللہ رب العالمین۔ اقام حجہ او سوا محمد کہ محمد عزالی قدس سرہ العالی اجماع العلوم شریف میں فرماتے ہیں،

ان کات البدعة بحیث یکفر بها فامروہ شد من الذم لا یمہ لا یقصر بجزیة ولا یسامح لعقد دمة و ان کان مما لا یکفر به فامروہ بینه و بیعت اللہ اخف من امو الکافر لا محالة و لکن الامور فی الانکاس علیہ اشد منه علی الکافر لانت مشوا الکافر غیر متعد

وہ بدعت جو مسلمان کو کفر میں مبتلا کر دے تو ایسا کافر بدعتی و اراک اسلام میں ذمی کافر سے بدتر ہے کیونکہ وہ جزیرہ کا پابند نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ عقد دمر کی پرو کرتا ہے اور اگر بدعت ایسی ہو جس کی وجہ سے بدعتی کو کافر نہیں کہا جاسکتا تو ایسے بدعتی کا معاملہ کافر کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں فرد و جمیع ہے لیکن اس کی تردید کا معاملہ کافر کے مقابلہ میں زیادہ اہم ہے کیونکہ کافر کا شر مسلمانوں کے لیے اتنا نقصان

فان المسیئین اعتقدوا کفرًا فلا یتفتنون الی
 قوله اذ لا یدعی لاسلامه و اعتقاد الحق
 اما المبتدع السدی یدعی الی ابدیة و یزعم
 ان ما یدعی الیه حق فهو سبب لغوایة
 الخلق فشرع متعدد فالاستصحاب فی اظهار
 بغضه و معاداته و الا لنفصاح عنه و تحقیق
 و لتشییم علیه یدعی و تدعی اناس عنه اشد
 اس کا رد کرنا اور لوگوں کو اس سے منع کرنا زیادہ باعثِ اجماع و ثواب ہے۔ (د)

یہ چوتھا جواب ہے اُس شبہ کا الحمد للہ آفتاب حق بے حجاب صحابہ تعالیٰ سر اور دلائل و اھل حق سے ذمہ داری
 بلکہ ہر پندہ سبب کے ساتھ سستی کی تردید کا باطل معنی یا اقل درجہ ممنوع و مکناہ ہونا ظاہر ہو گیا، ہاں ہمارے بعض
 بھائیوں کا بعض معنی و پارہ کے فریب سے دھوکا یا کیر غدر باقی ہے کہ یہ احکام تو ان کے لیے ہیں جو مذہبِ اہلسنت
 سے خارج ہیں اور وہابی ایسے نہیں فلاں فلاں وہابی تو سُستی ہیں، اُس کا جواب اسی قدر بس ہے کہ عزیز
 بھائیو! دین حق کے فدائیو! یہودیہ، مسیحیہ، صوفیہ، و غیرہ، ہاں صاحبِ جوہا میں کہیں وہاں
 نہ خوب خدا نہ خلق کی حیا، مگر پیار سے سستی باقم نے یہ کیڑ کر باور کیا کہ بعض وہابی اہلسنت ہیں، عسکریہ
 کیا یہ اس کہنے سے کچھ زیادہ عجیب تر ہے کہ فلاں رات دن ہے یا فلاں نذرانی نہیں ہے۔ جب سنت و ہدایت
 سے صاف مباین ہے تو اس کا اجتماع کیونکر ممکن ہے۔ ہاں یوں کہتے تو ایک بات تھی کہ فلاں فلاں لوگ جو وہابی
 کہلاتے ہیں وہابی ہیں اہلسنت ہیں۔ بہت اچھا، چشم مارو شن دلی ماشاؤ، خدا ایسا ہی کرے، اگر
 واقع اس کے مطابق ہے تو ہمارا کیا ضرر، اور اس فتوے پر اس سے کیا اثر، فتویٰ میں زید و عمر کسی کی تعیین
 نہ تھی، مسئل نے وہابی کی نسبت سوال کیا عجیب نے وہابی کے باب میں جواب دیا فلاں اگر وہابی نہیں سُستی
 ہے اس سوال و جواب دونوں سے بری ہے۔ فتویٰ کی صحت میں کیا شک پروری ہے۔ پھر عزیز بھائیو،
 یہ تشرلی جواب اس کے تسلیم اور عا پر مبنی ہے، ابھی امتحانِ کارِ حلال و حلالی ہے، زبان سے کہہ دینا کہ
 ہم وہابی نہیں گنتی کے لفظ میں کچھ ہماری نہیں،

انکم احب الناس انفسکم کو ان یقولوا انکم

وہم لا یفتنونہ

چھڑوئے جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وحبیبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا وکیل ہے کوئی حرکت اور کوئی قوت اللہ تعالیٰ عظیم و بلند کی مشیت کے بغیر نہیں ہے۔

بہت اچھا جو صاحب مشتبہ الحال و ہایت سے انکار فرمائیں اور ذیل پر ملاحظہ فرماتے جائیں صراحت کھٹے کھرے کا پردہ کھل جائے گا چلن میں

(۱) مذہب و ہادیہ ضلالت و گمراہی ہے۔

(۲) پیشروایہ و ہادیہ مثل ابن عبد الوہاب نجدی و اسماعیل دہلوی و نذیر حسین دہلوی و صدیق حسن بھوپالی اور دیگر جیسے آردی سالی پنجابی شنگائی سب گمراہ بدین ہیں۔

(۳) تقویۃ الایمان و صراط المستقیم و رسالہ یکروزہ و تہذیب العینین تصانیف اسماعیل اور ان کے سراد دہلوی و بھوپالی وغیرہ ہادیہ کی جنسی تمسید میں صریح صراحت ہے کہ ہر ایک کی حالت کفر پر مشتمل ہیں۔

(۴) تعلیقہ اندر فرض قطعی ہے بے حصول منصب اجتہاد اُس سے روگردانی بدین کا کام ہے، غیر مقلدین مذکرین اور ان کے اتباع و اذتاب کرہند و ستاق میں نامقلد کا بیڑا اٹھائے ہیں محض سفیان نامشخص ہیں ان کا تارک تعلیقہ ہونا اور دوسرے جاہلوں اور اپنے سے جاہلوں کو ترک تعلیقہ کا اٹھانا صریح گمراہی و گمراہی ہے۔

(۵) مذہب اربابہ اہلسنت سب رشد و ہایت میں جو ان میں سے جس کی پیروی کرے اور مگر کسی کا پیرو رہے، کبھی کسی مسئلہ میں اُس کے خلاف نہ پلے، وہ ضرور صراط مستقیم پر ہے، اُس پر شرعاً کوئی لازم نہیں ان میں سے ہر مذہب انسان کے لیے نجات کو کافی ہے تعلیقہ شخصی کو شرک یا حرام ماننے والے گمراہ ضالین قبیح غیر سبیل الرشید ہیں۔

(۶) متعلقات انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مثل استحانت و مذا و علم و تعرف بوطائے خدا وغیرہ مسائل متعلقہ امرات و احیاء نجدی و دہلوی اور اُن کے اذتاب نے جو احکام شرک مقرر کئے اور

عام مسلمین پر بلا وجہ ایسے ناپاک حکم جڑے یہ اُن مگر اہل کی خباثت مذہب اور اس کے سبب انھیں
استحقاق مذاب و غضب ہے۔

(۷) زندہ کو کسی چیز کی تحسین و تقیح میں کچھ دخل نہیں، امر محمود جب واقع ہو محو ہے اگرچہ قرونِ ثلاثہ میں ہوا اور
مذموم جب صادر ہو مذموم ہے اگرچہ ازمنہ سابقہ میں ہو۔ بدعت مذکور صرف وہ ہے جو سنتِ ثابتہ کے رد
خلافت پر پیدا کی گئی ہو، جواز کے واسطے صرف اتنا کافی ہے کہ خدا و رسول نے منع نہ فرمایا، کسی چیز کی
ممانعت قرآن و حدیث میں نہ ہو تو اسے منع کرنے والا خود حاکم و شارع بننا چاہتا ہے۔

(۸) علامہ حرمین طہیین نے جتنے فتاویٰ و رسائل مثل الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ وغیرہ رد و دایہ
میں تالیف فرمائے سب حق و ہدایت میں اور ان کا خلافت باطل و ضلالت۔

حضرات! یہ جنت سنت کے آٹھ باب ہادی حق و صواب میں، جو صاحبِ یلہ پھر بھاریلہ جیلہ انکار
بکشد وہ پیشانی ان پر دستخط فرمائیں تو ہم ضرور مان لیں گے کہ وہ ہرگز دہائی نہیں، ورنہ ہر ذی عقل پر روشن ہو جائیگا
کہ منکر صاحبوں کا وہابیت سے انکار راجح ہی جیلہ تھا، اسے پر جہا اور اسم سے رضا، اس کے کیا مننے مٹا
منکر می ہون و در رنگبستان زینت

(منکر ہونا اور مستحق کے رنگ میں مینا۔ ت)

واللہ یجہدی من یشاء انی صراط مستقیم (اللہ تعالیٰ مجھے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ ت)
الحمد لله کہ یہ مختصر بیان تصدیق منظر حق و حقیق ادا اعلیٰ عشرۃ اخیرۃ ماہ مبارک ربیع الاول شریف سے چند
جلسوں میں ہر ماہ سے تمام اور بجا طائر تاریخ انشاء لہا ما یحجزوا کما تم عن کلاب النار نام ہوا، و
صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین و الحمد لله رب العالمین۔
منتہی سلم غزوہ مجادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ زید سنی الذہب ہے اور ہندوہ و بدعتی مذہب رکھتی ہے
اور ہا ہم کسی طریقہ پر عقد بھی ہو گیا ہے ایسی حالت میں شرعاً ہم بستی یعنی مجامعت جائز ہے اور ایسی حالت میں
جو اولاد ہو گی وہ نطفہ صحیح ہو گا یا نہیں؟ فتوہ موجود

الجواب

آج کل کے روافض تبرائی علی العموم کافر مرتد ہیں شاید شاذ و نادر اُن میں کوئی مسلمان کل کے

وان سفلیٰ

تقریر میں ہے ،

حکم اصلہ و فرعہ و فرع اصلہ القریب

شرح وقایہ میں ہے ،

و بنات الاخوة و الاخوات و ان سفلیٰ فیہ صوم
جسیم ہذا

اصلاح میں ہے ،

حرر علی السوء اصلہ و فرعہ و اختہ و
فرعہا و فرع اختہ

اور میں ہے ،

و اختہ و بنتہا و اب سفلیٰ
فتح تقریر میں ہے ،تداعل فی سائر الاغ و الاخت باہن و ان
سفلیٰ

اختیار شرح مختار و غزائۃ النفس میں ہے ،

و بنات الاغ و بنات الاخوات و ان سفلیٰ
فہن محرمات بنص الکتاب نکاحا

کی اولاد نیچے تک حرام ہے (ت)

مرد پر اس کے اصول و فروع اور اصل قریب (بائپاں)
کے فروع حرام ہیں (ت)

بہنیاں اور بھانجیاں نیچے تک سب حرام ہیں (ت)

مرد پر اس کے اصول و فروع اور اسکی بہن اور بھائیوں
کی اولاد حرام ہے (ت)

بہن اور اس کی بیٹیاں نیچے تک حرام ہیں (ت)

بہنیاں اور بھانجیوں میں ان کی بیٹیاں بھی نیچے تک
داخل ہیں (ت)بہنیاں اور بھانجیاں نیچے تک محرمات ہیں جن سے
نکاح ، وطی اور اس کے دواغی کی ابدی حرمتمؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۲۲۹/۱
نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۵۲
مجتبائی دہلی ۱۱/۲احمد کامل الکاترہ دار السعادت بیروت ۲۲۹-۲۰/۱
نور رضویہ سکھر ۱۱۸/۲سلف ملحق الا بکر باب المحرمات
سلف النقایۃ مختصر الوقایۃ کتاب النکاح
سلف شرح وقایہ المحرمات من النساء
سلف اصلاحسلف درر الحکام کتاب النکاح
سلف فتح القدر فصل فی بیان المحرمات

ووطاً و دوا علیہ علی التابید^۱ کتاب اللہ کی نص سے ثابت ہے۔ (ت)

فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ میں ہے،
وہیات الاخوات وان سفلت^۲ بھانجیاں نیچے تک (ت)

محیط سرحدی و عاوی عالمگیری میں ہے،
وکنہ اسات الادم والاخت وان سفلت^۳ یونہی بھتیجیاں اور بھانجیاں نیچے تک (ت)

انوار امام ریختہ اور پہلی شافعی میں ہے،
المحرمات علی التابید بالنسب الامہات و
ان عدت والہت وان سفلت وہیات الاخوة
والاخوات وان سفلت^۴ ایسی طور پر اہل حرمت مائیں اور پر تک، بیٹیاں
نیچے تک، بھتیجیاں اور بھانجیاں نیچے تک ہیں۔
(ت)

اس جاہل احمق نکاح کرنے والے پر فرض ہے کہ فوراً نور، اس کی اپنی سگی بیٹی سے جدا ہو جائے اور اس
اجہل اصل عالم ظالم پر لازم کہ از سر نو کرا اسلام لے آئے اس ناپاک ملعون قوتے سے توبہ کرے اپنی عورت
سے نکاح از سر نو کرے۔ اعلام بقواعد الاسلام^۵ میں ہے ۱

ومن ذلک (ای من الکفر) من یسجد
محرمات بالاجماع کالخمی واللواط ولوط
مملوکہ الخ۔
وہ فریادے، ان پر اس میں سے کسی ایسی چیز کو حلال
بنائیں جس کی حرمت پر اجماع ہے مثلاً شراب،
لواطت خواہ اپنے ملک سے ہو، الخ (ت)

خلاصہ ہندیہ میں ہے ۱
من اعتقد النہر مرحلاً لا ۱ علی القلب یکفر۔
جو شخص حرام کو حلال یا عدل کو حرام کرنے پر عقیدہ رکھے
وہ کافر ہے (ت)

الشیخ اس زمانہ پر حق کے برقعہ و شر سے تیری پناہ۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
لہ الاختیار لتبیل الاختیار اصل فی لجات
سے فتاویٰ قاضی خاں باب فی المحرمات
سے فتاویٰ ہندیہ فی یاں المحرمات
سے انوار الاعمال الابرار

سے الاعلام بقواعد الاسلام طعن بسبل النجاة
سے فتاویٰ ہندیہ احکام المرتدین
مکتبہ حقیقہ دار الشفقت استنبول ترک ص ۲۵۳
نورانی کتب خانہ پشاور ۲۴۲/۲

مسئلہ ۲۰۲ از نواب گنج ضلع بریلی مکان تحصیلہ انظر اہ سلام صاحب مرسلہ حضرت سید نور عام میاں صاحب دار فہری
۵ رجب ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع شریف اساطین فرقہ اہل سنت و جماعت قلعین ملت جنفیر اس باب
میں کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کی زندگی میں اس کی خواہر حقیقی عینی سے نکاح کیا و بعد نکاح خواہر زن مگر قبل
طوت صحیحہ یا اس سے غلط صحیحہ کے بعد پہلی بی بی کو طلاق دے دی ان دونوں صورتوں میں یہ نکاح عند الشرع
درست و جائز ہوا یا نہیں، یتوا تو حردا

الجواب

جب ایک بہن نکاح میں ہو دوسری سے نکاح حرام قطعی ہے،
قال اللہ تعالیٰ وان تجتمعوا بینہن الاختیاریہ
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حرام ہے دونوں بہنوں کو جمع کرنا۔
تو یہ نکاح ضرور حرام و ناجائز ہوا اور پہلی زوجہ کو اس نکاح فاسد کے بعد پیش از غلط خواہ بعد طوت طلاق دے دینا اس
حرام کو حلال اس فاسد کے صحیح اس ناجائز کو جائز نہیں کر سکتا، علماء تصریح فرماتے ہیں کہ اگر اولاً زوجہ کو طلاق دے اور
پھر اس کی عدت گزار دی ہو کہ اس کی بہن سے نکاح کو سہ یہ نکاح حرام ہوگا تو یہاں کہ پہلے اس کی خواہر سے نکاح
کر لیا بعد طلاق وہی کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔ درج ذیل ہیں سب

مجمع البصیر بین المحارم نکاحاً وعدۃ ولومہ وہ عورتیں جو آپس میں محرم ہوں ان کو نکاح اور عدت گزار
طلاق بائن ہے
طلاق بائن کی عدت مومن میں جمع کرنا حرام ہے۔
شخص مذکور پر فرض ہے کہ فوراً فوراً اس دوسری کو چھوڑ دے پھر اگر پہلی کی عدت گزار چکی ہے تو اسے اختیار
ہوگا کہ اس دوسری کو چھوڑ کر ابھی نکاح اس سے نکاح کرے ورنہ اتنا انتظار کرے کہ اس پہلی کی عدت گزار جائے
اس کے بعد اس دوسری سے نکاح صحیح ہو جو شرعی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰۳ ۵ رجب ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ معاذ اللہ سانس سے زنا کے باعث جب منکوحہ حرام ہو جائے
تو اس سے پردہ بھی فرض ہوتا ہے یا وہ مثل محارم کے ہو جاتی ہے کہ دیکھنا، چھونا، تنہا مکان میں رہنا جائز
ہے۔ یتوا تو حردا

الجواب

مذہب اصح یہی ہے کہ حرمت مصاہرت اگرچہ معاذ اللہ زنا سے ناشی ہوئی ہو عورت کو مثل می رم کے کر دیتی ہے تو نظر و مس پر شہوت تو قطعاً حرام ہو گئے اور بلا شہوت میں حرج نہیں جبکہ اپنے یا عورت کے لیے حدود شہوت کا اندیشہ نہ ہو، بحالت اندیشہ بلا شہوت یہی دیکھا چھوڑنا حرام ہو گا بجز اگر شک بھی ہو کہ شاید مجھے یا عورت کو شہوت پیدا ہو، نہ ہو جب یہی حکم حرمت ہے، اور تنہا ایک مکان میں جانے کی تو اصل اجازت نہیں کہ یہ خواہی تو اسی منظر شہوت ہے خصوصاً منکوحہ میں جو ایک زمانے تک اس کے نکاح میں رہ چکی اور باہم حجاب و تکلف مرفوع رہا تھا تو عذرا نفاق جبکہ منکوحہ سے معاذ اللہ حرمت مصاہرت پیدا ہو اُسے مثل اجنبیہ تصور کرنے ہی میں احتیاط ہے و بالذات العصۃ، درمختار میں ہے :

ينظر لرجل من محرمه حتى لا يحل له نكاحها
ابن المنجب اولسب ولو بزنا الى الراس والوجه
والصدر والساق والعقدان من شہوتہ
وشہوتہ وان لم يامن او شاہی لا يحل النظر
والنس، كشف الحقائق لا سلف س د
الاجتناب اللہ ملقطاً۔
محرمة عورت ہے جس سے امدی طور پر نکاح حرام
ہو، نسب کی وجہ سے محرم ہو یا کسی سبب کی وجہ سے
وہ سبب زنا ہی کیوں نہ ہو۔ شہوت کا خدشہ ہو تو
ایسی محرم عورتوں کے سر، چہرہ، سینہ، ہڈی اور
دودھ کے اردے کے لیے جائز ہے، اور اگر مرد یا عورت
کو شہوت کا خدشہ ہو یا کوئی ان میں سے حالت شہوت

میں ہو تو پھر محرم کو چھو نہ اور دیکھا جائز نہیں، كشف الحقائق ابن سلطان الاجتناب اللہ ملقطاً (ت)
روا المختار میں ہے :

قوله ولو بزنا الى ولو كان عند رجل نكاحها له
بسبب زنا لا باصولها او فر وعها قال الربيعي
وقيل انها كالاجنبية والاول اصح اعتباراً
للاحقية لان محرمه عليه على التاميد
اس کا قول "اگرچہ زنا سے ہو" یعنی اس سے نکاح
حلال نہ ہونے کی وجہ اس کے اصول یا فروع سے
زنا ہو۔ زیلعی نے کہا کہ ایسی عورت کا چھونے دیکھنے
میں اجنبی عورت جیسا حکم ہے جبکہ پہلا قول اصح ہے
کیونکہ اس کے بعد ہی ہم دیکھنے کی حقیقت کا اکتفا رہا گا۔ (ت)

اُسی میں ہے :

قوله او شك معناه استقوله الامر من
اس کا قول "او شك" اس کا معنی یہ ہے کہ شہوت

۲۳۱/۲

مجتبائی دہلی

فصل فی النظر والنس

لے درمختار

۲۳۵/۵

دار احیاء التراث العربی بیروت

دار احیاء التراث العربی

لے درمختار

تاتار خانیہ

عدم شہوت و دونوں کا احتمالی مساوی ہونا تاتار خانیہ (ت)

در مختار میں ہے :

محرم عورتوں سے غلط مباح ہے مگر رضائی بہن اور
جوان سانس سے جائز نہیں۔ (ت)

والخطوة بالمحرم مباحة الا لاخت رضاعا
والصغيرة الشابة

روا مختار میں ہے :

فقیر لورقا فی الصدر الشہید کے استحسان میں ہے کہ
رضائی بھائی کو رضائی بہن کے ساتھ تخلیہ مناسب
نہیں کیونکہ تخلیہ جمار کا موجب ہوتا ہے ، غالب یہی
ہے اور علامہ بیرونی نے مفید بات کی ہے کہ یہاں
یہ بھی کامعنی واجب ہے ۔ روا المختار کا بیان ختم ہوا
قلت (میں کہتا ہوں کہ ۔ ت) جب رضائی بہن
کے متعلق غالب امر یہ ہے تو اس صورت کے بارے
میں کیا بیان ہے جو مدت بھراس کی بیوی رہی ہو اور
یہ مرد و عورت دونوں ایک دوسرے سے لطف اندوز

قال فی الفتیة فی استحسان انفا فی الصدر
الشہید ینبغی للاخت من الرضاع ان لا یخلو
یاختہ من الرضاع لان الغالب هناك الوقوع
فی الجماع ، و افاد اعلام البیرونی ان
ینبغی معناه الوجوب ہذا ما فی رد المحتار
قلت ہذا ما کان الغالب فذلک فی الاخت
رضاعا فہذا حدیث فی التی کانت تحتہ من مائتہ
وقد ذق کل عیلة صاحب ، نسب ، ثم عدو
والحقیقۃ ۔ والله سبحانہ و تعالی اعلم ۔

ہوئے رہے ہوں ۔ ہم اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت کی دعا کرتے ہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲ ازاد ہر مطہرہ مدرسہ درگاہ سیلے مدرسہ مولوی رحمت اللہ صاحب ، ۱۰ رجب المرجب ، ۱۳۱۰ھ
قریب نے ہندو کے ساتھ طہرہ پندہ بری کا ہر اگر نکاح کیا ، لڑکا بھی پیدا ہوا پھر زید چلا گیا اور اب تک اس کی خبر
نہی ، نہ نان نفقہ دیا ، چند بار اس کو واسطے دینے طلاق کے تحریر کیا ، جواب نہ دیا ، اب ہندو دوسرا عقد کرنا
چاہتی ہے بخیال عدالت زمانہ نہ معلوم کیا امر نا مناسب آئندہ پیش آئے ، اس وقت بجز نہ امت اہل دنیا و
الزام شرع کچھ سود نہ ہوگا ، پس یہ اذرو سے شریعت جائز ہے یا نہیں ؟ بینوا تو جردا

۲۳۵/۵	دار احیاء التراث العربی بیروت	فصل فی الطہر و المس	سہ روا المختار
۲۴۱/۲	مجتبائی دہلی	" " "	سہ در مختار
۲۴۱/۵	دار احیاء التراث العربی بیروت	" " "	سہ روا المختار

الجواب

- جب تک موت یا طلاق نہ ہو حرام ہے،
 قال اللہ تعالیٰ والمحصنات من النساء
 چارہ کار نالاش ہے ورنہ عیر، ورنہ نکاح خود کیا حرام نہ ہو گا تو وہم آئندہ سے بچنے کے لیے قصداً
 حرام کاری کے کیا منے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 ۲۰۵ حکمہ از بنگلہ خلع سلٹ ڈاک خانہ کمال گنج موضع پھول ٹولی مرسلہ مولوی عبد الغنی صاحب ۱۹ سوال، ۱۳۰
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین، ان مسائل میں،
 (۱) سید سید شیخ شیخ پٹھان پٹھان، آیا ان قوموں میں بڑے بھائی کی لڑکی اور چھوٹے بھائی کا لڑکا اس صورت
 میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟
 (۲) زید و غزوہ حقیقی چچا زاد بھائی ہیں اب زید غزوہ کی دختر کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے جائز ہے یا نہیں؟
 اور غیر حقیقی میں کیا حکم ہے؟
 (۳) آپس میں بھائی اور بہنوں سوا سب سے نسبی اور رضاعی کے نکاح جائز ہے یا نہیں؟
 (۴) زید کا دادا غیر حقیقی ہے بے نسب یا غیر حقیقی دادا کی خزانہ کا لڑکا چاہتا ہے جائز ہے یا نہیں؟
 بیوقوف تو جو دہا۔

الجواب

ان سب صورتوں میں یعنی اپنے حقیقی چچا کی بیٹی یا چچا زاد بھائی کی بیٹی یا غیر حقیقی دادا کی اگرچہ وہ حقیقی دادا کا
 حقیقی بھائی ہو، اور رشتے کی بہن جہاں میں ایک نہ باپ میں شریک نہ باہم علاقہ رضاعت جیسے ماموں خالہ پھوپھو کہ
 بیٹیاں یہ سب عورتیں شرعاً حلال ہیں جبکہ کوئی مانع نکاح مثل رضاعت و مصاہرت قائم نہ ہو۔
 قال اللہ تعالیٰ واحصل لکم ما وراء ذالکم
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا، عورتوں کے علاوہ عورتیں تمہارے
 لیے حلال ہیں۔ (ت)

نقارہ میں ہے:

حریم اصلہ و فرعہ و فرع اصلہ التقریب مرد پر اس کے اصول و فروع اور اصل قریب (ماں باپ)

وصلیۃ اہلہ للبعیدؑ

کے فروغ (سن بھائی) اور اصل بعید (دادا اور دادا پر والے) باپوں کے صلہ رشتے حرام ہیں۔ (ت)

در مختار میں ہے،

حلال بنت عمہ وعمتہ وخالہ وخالتہ لقولہ تعالیٰ
واحل لکم ما وراء ذلکم اذ قلتم ویدخل
فیہم اہلہم ایہ وجدہ وان علا وامہ وحدثہ
وان عدت وعباتہم و اہلہم وحالاتہم
کما دخلن فی قولہ تعالیٰ وعنتکم وخالتکم
کما فی التبیین - واللہ تعالیٰ اعلم۔

چچا، چھوچی، ماموں اور خالہ کی لڑکیوں حلال ہیں کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محرمات کے ماسوا سب عورتیں
تمہارے لیے حلال ہیں۔ قلت (میں کہتا ہوں کہ)
ابن میں ماں، باپ، دادا اور دادی کے چچوں اور ان
کے ماموں، خالوں اور چھوچھو کی بیٹیاں بھی حلال
ہونے میں داخل ہیں، جیسا کہ تبیین میں ہے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۰۹۔ مسئلہ بروی عبدالحکیم صاحب

۶ محرم ۱۴۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نیک کی دو بہنیں اور ایک بیٹی ہے اور
اُن کا نکاح بھی ہو گیا ہے، اب آیا یہ بیٹی نیک کی دونوں بہنوں کے شوہر سے پردہ کرنا واجب ہے یا نہیں؟
اور بعد مرنے ایک ہمیشہ کے اُس کے شوہر سے نیک کی لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس سے بھی پردہ اس
حالت میں ہے یا نہیں؟ اور جس میں کا شوہر زندہ ہے اُس سے بھی نکاح درست ہے یا نہیں؟ بینو ابالدلیل
توجد اباجر مجزیل۔

الجواب

چھوچی یا خالہ یا بہن اور اسی طرح عنتی عورات کی محارم ہیں ان کی زندگی میں ان کے شوہروں سے
عورت کا نکاح اگرچہ حرام،

۱۔ اصلہ قولہ عن وجہ وان تجمعو اہلہم الاختین
وفی الحدیث لا تنکح المرأة علی عمتہ ولا علی
اور اس کا اصل۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد "حرام ہے
دو بہنوں کو جمع کرنا" اور حدیث میں ہے کہ چھوچی اور

سنہ مختصر الوقایۃ فی مسائل الہدایۃ کتاب النکاح
سنہ در مختار فصل فی المحرمات
سنہ الفقہ القرآن الکریم ۲۳/۴
فور محمد کاغذ تجارت کتب کراچی
مطبع مجتہدانی دہلی
ص ۵۲
۱۸۴/۱

خالہ کے ہوتے ہوئے ان کی بھتیجی اور بھانجی سے نکاح
ذکیا جائے (ت)

مگر وہ عورت کے محارم نہیں ہو جاتے کہ ان سے نکاح صرف اُس حالت تک حرام جب تک اُس کی بھوپھی یا خالہ نہ
ہوں یا کوئی محرم عورت ان کے نکاح میں ہے بعد ازاں بکثرت یا طلاق اُن کے شوہروں سے عورت کا نکاح حلال
ہے اور محرم وہ بنت ہے جس سے کبھی کسی حال میں نکاح نہ ہو سکے اس کی حرمت ایسا ہو جیسے باپ، بیٹا، بھائی، بھتیجا،
بھانجیا وغیرہم، اور جو محرم نہیں وہ اجنبی ہے اس سے پردہ کا ویسا ہی حکم ہے جیسے اجنبی سے، خواہ فی الحال
اس سے نکاح ہو سکتا ہو یا نہیں۔ اگر حرمت فی الحال عدم پردہ کے لیے کافی ہو تو چاہیے کہ زن شوہر و رکاتام جہاں
میں سے کسی سے پردہ نہ ہو کہ جب تک وہ اپنے شوہر کے عقد عصمت میں ہے کسی کو اس سے نکاح روا نہیں۔
قال اللہ تعالیٰ والذی عصمت من النساء ذلک وہ عورتیں حرام ہیں۔ ت۔ اسی طرح جس مرد کے نکاح میں
چار عورتیں موجود ہوں چاہے کہ اس سے کسی عورت شوہر دار خواہ بے شوہر کا پردہ نہ ہو کہ جب تک ان چار میں سے
کسی سے بذریعہ موت یا طلاق جدائی نہ ہو پانچواں نکاح اسے حلال نہیں، عرض یہ سب ہندی ہوسیں اور چاہلانہ
رہیں ہیں، شرعاً مطہر میں پھر چھا اور خالہ اور بھوئی اور جیٹھ اور دیور اور چچا، چھوپگی، خالہ، ماموں کے بیٹوں اور
رہ چلنے اجنبی سب کا ایک حکم ہے۔ عورتوں سے پردہ واجب و لازم ہے کہ اسے خلی سے طبعی حجاب ہوتا ہے نہ لے
جد بخت پڑ سکتی ہے نہ وہ بے تکلف ٹھہریں آسکتا ہے خلاف ان کے۔ و لہذا حدیث میں ہے حضور سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی یا رسول اللہ! ارایت الحمویا رسول اللہ! جلیطہ دیور کا حکم رشاد ہو،
فرمایا، الحموی موت یہ قومت ہیں۔ والیاد بانہ تعالیٰ۔ اس بیان سے تمام مراتب سوال کا جواب
منکشف ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از عثمان پر رذاک خالہ کو طبعی ضلع بارہ بکلی مرسلہ محمد حسن یا رخاں صاحب

۲۷ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی شفی المذہب کو اپنی دختر طبعی تبرائی و قیون حضرت

۴۵۳/۱ صحیح مسلم باب تزویج الجمع بین المرأة وعتها الو

۴۶۶/۱ صحیح بخاری باب ذیئک المرأة علی عتھا

۲۴/۴ سنن القرآن الکریم

۱۳۹/۲ سنن مسند امام احمد بن حنبل حدیث عقبہ بن عامر الجنبی رضی اللہ عنہ ولز الفکر بیروت

مدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عقد نکاح میں دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے اور کوئی کسٹی مادی وجود ماحول نہ سمجھنے کے بھی ایسا کرے تو اس کی بابت شرعاً کیا حکم ہے؟ جو اب مختصر مدخل مرحمت فرمایا جائے، جینا تو پروا

الجواب

معاذ اللہ! افضی قاذف باجماع مسلمین کافر ملعون ہے یہاں تک کہ جو اسے کافر نہ جانے خود کافر ہے۔
روالمختار میں ہے۔

لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة
رحمها الله تعالى عنها
حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہت
لگائے و لگے کے کفر میں کوئی شک نہیں (الذات)

اسی کے باب البخاۃ میں ہے۔

لان ذلك تكذيب صريح القرآن
کیونکہ تصریح قرآن کی تکذیب ہے۔ (ت)

جو شخص اپنی دختر یا خواہر ایسے کے نکاح میں دے وہ یقیناً دیوث ہے، وہ اپنی بہن بیٹی کو صریحاً نکاح کے لیے
دینے والا ہے، حدیث ارشاد فرماتی ہے کہ اس پر جنت حرام ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس پر نظر رحمت نہ فرمائے گا۔
احمد والسنائی والحاکم عن ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما یسجد حسن عن سبوح حسن
تعالیٰ عنہ وسلم، ثلثة لا ینظر الله الیہم یوم
القیامة العاق لوالدیہ والمرأة العتق جلة
المقشبة بالرجال والدیوث
والا اور دیوث۔

در روی لحاکم والبیہقی فی الشعب بسند صحیح
عنه عن السبوح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ثلثة لا یدخلون الجنة العاق لوالدیہ
(حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں بسند صحیح روایت
کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
تین شخص جنت میں نہ جائیں گے، ۱۔ باپ کا نافرمان اور

۲۹۲/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب المرتد	۱۔ روالمختار
۲۱۰/۳	"	باب البخاۃ	۲۔
۱۳۴/۲	دار الفکر بیروت	مردی از مسند عبد اللہ بن عمر	۳۔ مسند احمد بن حنبل
۳۵۴/۱	فرز محمد کا رضا تجارت کتب کراچی	کتاب الزکوۃ	سنن النسائی

والدیوث ورجلة النساء

الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن عمار بن
یاسر رضى الله تعالى عنهما ، ثلثة لا یدخلون
الحنة ابدا الذیوث والرجلة من النساء
وممن الخمریة

دیوث اور مرد وضع عورت۔

(طبرانی نے کبیر میں سند حسن کے ساتھ حضرت عمار
بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ تین
تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے : دیوث اور مرد
وضع کی عورت اور شرابی۔)

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۱۱/۱۱۲ مکملہ از موضع مذکور بواسطت ذاب نثار احمد خاں صاحب بریلوی ، تاریخ الاول شریف ، ۱۳۱۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں :

(۱) زید باوجود ظلم ہونے کے حقیقی دو بہنوں کو اپنے عقد میں لیا اور دونوں کے ساتھ اوقات بسر
کرتا ہے ، اہل اسلام اس حرکت سے مانع ہوئے لیکن زید نے کچھ خیالی نہ کیا ، نہ دونوں میں سے کسی کو
جدا کیا ، مسلمانوں نے مجبور ہو کر زید سے اجتناب اختیار کیا مگر بعض اشخاص نے زید کا ساتھ دیا تو از روئے
شرع شریف مسلمانوں کا یہ اجتناب حق ہے یا نہیں ؟ اور زید و نیز اس کے ہمراہیوں کے یہاں غرور و نوش
اور سلام علیک جائز ہے یا نہیں ؟ اور زید کی عورت یا نہ ہے اولی یا ثانیہ ؟ یا دونوں ناجائز ہیں ؟
جواب مدلل مرحمت فرمائیے ، بیہ تو جردا۔

(۲) سستی کو اپنی دختر شیشی کے نکاح میں دینا جائز ہے یا نہیں ؟ اگر ناجائز ہے اور کوئی سستی باوجود
ناجائز سمجھنے کے ایسا کرے تو اس کی بابت شرعاً کیا حکم ہے اور جو کہ سستی و شیعہ کی قرابت زمانہ سلف سے
اس وقت تک جاری ہے اس کا کیا باعث ہے آیا اس وقت میں علمائے دین نے اس طرف کچھ
توجہ نہیں فرمائی یا اس وقت کے شیعہ سے اس وقت کے شیعہ میں کچھ فرق ہے ؟ اس کی وجہ مدلل زیر قلم
فرمائیے کہ سائل کی حلق و معترضین کا اعتراض دفع ہو جواب مختصر و مدلل مرحمت فرمایا جائے ، بیہ تو جردا۔

الجواب

(۱) اولی و ثانیہ کھنہ سے واضح ہو کہ دونوں سے معاف نکاح نہ کیا تھا اس صورت میں ثانیہ سے نکاح

۴۲/	دار الفکر بیروت	کتاب الایمان ثلثة لا یدخلون الجنة	المستدرک للحاکم
۴۱۲/۴	دار الکتب العلمیہ بیروت	باب فی الغیرة والمذاہر	شعب الایمان
۳۲۶/۴	دار الکتب بیروت	باب فیمین ورضی لابلہ بالحنث	مجمع الزوائد

حرام ہوا لقولہ تعالیٰ ، وان تجمعوا بین الاختین (حرام ہے دو بہنوں کو بچ کر ناست) اور جب تک اسے ہاتھ نہ لگایا تھا زوجہ حلال تھی اسے ہاتھ نہ لگاتے ہی وہ بھی حرام ہو گئی ، اب جب تک اس دوسری کو چھو کر اس کی عدت نہ گزر جائے زوجہ کو بھی ہاتھ نہ لگانے کی اجازت نہیں۔ زید پر فرض ہے کہ اسے ترک کر دے۔ جب اس کی عدت نہ گزر جائے گی اس وقت زوجہ اس کے لیے حلال ہوگی۔

فی رد المحتار الثالث فی باطل ولد وطء الاولی
الان یطأ ثانیة فتحریم الاولی الی انقضاء
عدۃ الثانیة کما لو طأ تحت امرأۃ بشبهة
حیث تحریم امرأۃ ما لم تنقض عدۃ ذات
الشبهة ح عن البیہقی
رد المحتار میں ہے ، دوسرا نکاح باطل ہے ، اس کو پہل سے وطی جائز ہے ، لیکن اگر دوسری سے وطی کر لی تو پہلی دوسری کی عدت گزر جانے تک حرام ہوگی جیسا کہ اگر مشبہ کے طور پر ہی کی بہن سے وطی ہو جائے تو پوری اس وقت تک حرام رہتی ہے جب تک مشبہ والی کی عدت نہ گزر جائے ، چکی بحالہ تحریر۔ (ت)

مسئلہ نزل کا یہ اجتناب حق ہے ، قال اللہ تعالیٰ ،
فلا تقعد بعد الذکر مع القوم الظالمین
زید سے جب تک تائب نہ ہو ، نہ اس سے رخصت ہو جائے اور نہ نکاح کر لیا جائے۔
در مختار میں ہے کہ فاسق کو سلام کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ وہ اعلیٰ فسق کرتا ہو ، اور رد مختار میں ہے فصول
علائی سے مروی ہے کہ جھوٹے اور مذاق کو کہنے والے
بڑے سے ، فحشیات بولنے والے ، لوگوں کو گالی گلوچ
کرنے والے ، اجنبی عورتوں کو دیکھنے والے ، اعلانیہ
مستی کرنے والے ، لگانے والے اور کبوتر بازی کرنے والے
کو اس وقت تک سلام نہ کیا جائے جب تک اس کی توبہ کامل نہ ہو جائے۔

سۃ القرآن الکریم ۲۳/۴

رد المحتار باب المحرمات دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۸۶/۲

سۃ القرآن الکریم ۶۸/۶

مکملہ در مختار فصل البیہ فی البیہ مطبع مجتبیائی دہلی ۲۵۱/۲

رد المحتار کتاب المحرمات والاباحۃ فصل فی البیہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۶۴/۵

اور اس کے ساتھ کھانے پینے سے بھی اتر رہا ہے۔ سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لما وقعت بنو اسرائيل في المعاصي نهتهم
عماؤهم فلم ينهوا عماؤهم في معاصيهم
واكلوهم وشاربوهم فغضب الله قلوب
بعضهم ببعض فلعنهم على لسان داود و
عيسى بن مريمؑ، الحدیث۔

جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑے ان کے مولوی مانع
آئے انہوں نے نہ مانا، اب وہ مولوی ان کے پاس
بیٹھے، ساتھ کھانا کھا یا پانی پیا تو اللہ تعالیٰ نے
ان میں ایک کے دل دوسرے پر مارے اور ان سب
کو ملعون کر دیا داؤد اور عیسیٰ بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام
کی زبان پر (الحدیث)

ریکا ساتھ دینے والے اگر خاص اس گناہ میں اس کے مدد و معاون ہوئے جب تو ظاہر کردہ بھی زید کے مثل بلکہ
اس سے بدتر ہیں، قال اللہ تعالیٰ، لا تعاونوا علی الاثم والعدوان (گناہ اور دشمنی پر ایک دوسرے سے
تعاون نہ کرو۔ ت۔ حدیث میں ہے،

من مشى مع طالع لم یعینہ و هو یعلم انه ظالم
فقد خرج من الاسلام و اء طبرانی
کبیر و الضیاء فی المختار عن اوس بن شرحبیل
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جو کسی ظالم کے ساتھ مدد دینے کو چلے اور وہ جانتا ہو
کہ یہ ظالم ہے وہ اسلام سے نکل جائے (اس کو
طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء سے مختار میں اوس بن شرحبیل
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

اور اگر اسی قدر ہو کہ زید سے باوصف اس حرکت کے راضی ہیں جب بھی مدد ملے حدیث مذکور بنی اسرائیل شریک
گناہ و مستحق ترین و تذلیل ہیں، حدیث میں ہے،

الدنوب شؤم من غیر فاعله (القولہ) و انت
مرصی بہ شارک۔ رواک فی مسند الفریزدوس عن
النس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یعنی گناہ کرتا ایک ہے اور اس کا وبال اور وہ پر
بھی پڑتا ہے کہ جو اس پر راضی ہو وہ بھی شریک گناہ ہے۔
(اس کو مسند فردوس میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

واللہ تعالیٰ اعلم

سنن جامع ترمذی ابواب التفسیر سورۃ المائدہ
ملک القرآن ۲/۵

ملک النجم اکبیر حدیث اوس بن شرحبیل حدیث ۶۱۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲۷/۱
ملک الفردوس بما قرأ الخطاب حدیث ۳۱۶۹ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۴۹/۲

(۲) آج کل کے عام رافضی منکرانِ ضروریاتِ دین اور باجائز امت کے اصرار میں کماحقہ ہفت و سادہ فی المقالة المسفرة عن احکام البدعة المنکرة (جیسا کہ اس کی تحقیق ہم نے اپنے فتاویٰ میں اور اپنے رسالہ المقالة المسفرة عن احکام البدعة المنکرة میں کر دی ہے۔ ت) علاوہ اور کھربات کے دو کھرتوان کے عام مجاہل مرد عورت سب کو شامل ہیں، مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ایسے سابقین علیہم لقنوة والتسلیم سے افضل ماننا، اور جو کسی غیر نبی سے افضل کہے کافر ہے، اور قرآن عظیم سے معاذ اللہ صحابہ کرام وغیرہم البتہ کا چند پارے یا سورتیں آیتیں گھسا، کچھ الفاظ تغیر تبدیل کر دینا اور جو قرآن عظیم کے ایک حرف ایک نقطے کی نسبت ایسا گمان کرے کافر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ انا نحن نزلت الذکر وانا لنعلم لفظون (ہم نے ذکر نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ ت) ان کے مجتہد عال نے یہ عقائد باطلہ اور دیگر حقیقہ کفریہ صاف صاف نکال کر اپنی نہر کر دی ان میں جو کوئی خود ان عقائد کا معتقد نہ بھی ہو تو مجتہد کو کافر ہرگز نہ کہے گا بلکہ عتاب قبلہ و کفر ہی مانے گا اور جو منکر ضروریات دین کو معظم دینی جانے یا کافر ہی نہ کہے کافر ہے۔ بڑا زیہ و درختار وغیرہ میں ہے، من شک فی کفر وعداہ فقد کفر (جس نے اس کے کفر اور عذاب میں شک کیا وہ کافر ہے۔ ت) لہذا جزم کیا جاتا ہے کہ آج کل رافضیوں میں کوئی مسلمان نہ ایسا ہی مشکل ہے جیسے کدوں میں سپید رنگ، ایسا ہی کے ساتھ مسامتہ و حرمتی و زنا سے خالص ہے جو اپنی بہن بیٹی ان کو دسہ دیوٹ ہے، اس عقیدہ باطل کے ذریعہ سے جو نام اس کی بہن بیٹی کو ملے، اسے یہیں ان میں جکے نام یہ ہیں، زانیہ، فاجر، قبیحہ، فاحشہ، دوستی، زانیہ، بدکار۔ جو اسے پسند کرتا ہو اس کبیرہ فاحشہ پر اقدام کرے ورنہ اللہ عزوجل کے غضب سے ڈرے اور اگر بالفرض کوئی رافضی ایسا ملے جسے مسلمان کہہ سکیں تو حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر صرف تبرائی عتاب سے کرام کے نزدیک مطلقاً کفر ہے کما نص علیہ فی الخلاصة و الفتاویٰ والدرر وغیرہ من الاسفار الغر (جیسا کہ خلاصہ، فتح، ذر وغیرہ مشہور کتب میں اس پر تصریح ہے۔ ت) تو فقہاء کے طور پر ہر تبرائی کے ساتھ مناکحت میں وہی احکام ہوں گے اور بغرض فطرت اس سے بھی محفوظ ہے تو آخر گمراہ مدین ہونے میں تو شبہہ نہیں اور ایسے کو جی وینا خرغا گناہ و ممنوع ہے،

کما یبائن فی رسالۃ مفردة فی هذا الباب جیسا کہ ہم نے اس کو علیہ ایک رسالہ میں بیان کیا ہے
سمینا ہا ان لہ اعداء یجبر الکوثر منہم جو اس موضوع سے متعلق ہے جس کا نام ہم نے
کلاب لہار۔ ازادۃ العاد بکرم الکرام عن کلاب النار رکھا ہے (ت)

انہ معتقدین صلیحین سے ہرگز یہ اثر ثابت نہیں اور اگر نادراں شاید کہیں وقوع ہوا ہو تو اس کا عتاب اس کے فرض پر اطلاع نہ پانا اور رافضی کے دین میں تقید ہونا و احتیال ذلک من الاعداد (اور اس قسم کے

دیگر عذرت، ہوگا اس وقت اور پہلے کے ردِ افہام میں اتنا فرق بھی ہے کہ اولیٰ اتنی آرزوی نہ تھی عام طور پر انکارِ ضروریاتِ دین کی جرأت و تمادٰی نہ تھی راضی تو اب پیدا ہوئے زمانہ کاری و عوامِ بخاری تو ان سے بھی ہزاروں برس پہلے رائج ہے، کیا علمائے دین نے اس طرف کچھ توجہ نہ فرمائی یا اس وقت کے زمانہ و احوالِ حرام سے اُس وقت کے زمانہ و حرام کو کچھ فرق ہے، حاشا علمائے دین زہرِ قرن و طبیعتِ زمانہ میں متغیر فرماتے آئے، ماننا ماننا عوام کا فعل ہے اور بہت کرنا نہ کرنا عذر و جمل کے اختیار۔ یہی حال گراہوں سے میل جول کا ہے کہ علمائے اہل حق صیہود و تابعین و ائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین قرنا فقرنا منع فرماتے آئے، رسائلِ ردِ مذہب و خصوصاً فتاویٰ جدیدہ فقیر مسیہ پر فتاویٰ الحرمین بروحہ من ذوقہ المیس "ملاحظہ ہوں، پھر اگر عوامِ زمانہ میں یا دنیا پرست مولوی ضلالت کی طرف بھٹائیں تو اس کا کیا علاج اور علمائے اہل حق پر کیا الزام، والی اللہ المشتکی مصنف صحیفہ الاسلام (ہر گویا کے مصنف اسلام کی شکایت ائمہ تھانے ہی کے دربار میں ہے۔ ت) و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم، واللہ سببخذہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۳ ۸ ربیع الآخر ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو کے شوہر نے طلاق بائن دی، درمیانِ عدت کے ہندو نے نکاح ٹائی کر لیا، بعد اس کے مائیس بائن کے شوہر نے ہندو کو باہر چلا گیا اور کچھ خبر گیری نہ ہوئی اب کچھ کم ایک سال کے بعد تحریکِ ورثہ ہندو و نیز بخواہش خود ہندو کو اپنے پاس بلانا چاہتا ہے لیکن اب ہندو ورثہ ہندو اس کے یہاں بھیجے پر رضامند نہیں اور نیز یہ بھی کہتے ہیں کہ نکاح درمیانِ عدت کے جائز نہیں تھا اب نکاح ٹالٹ کسی شخص دیگر سے کرنا چاہتی ہے آیا یہ نکاح باطل ہے یا نہیں؟ مینو اتوجردا۔

الجواب

اگر اس دوسرے شخص کو وقتِ نکاح معلوم تھا کہ عورت ہنوز عدت میں ہے یہ جان کر اُس سے نکاح کر لیا جب تو وہ زمانے میں تھا عدت کی کوجاحت نہیں نہ طلاق کی صورت بلکہ ابھی جس سے چاہے نکاح کرے جبکہ شوہر اول کی عدت گزر چکی ہو، اور اگر اُسے عورت کا عدت میں ہونا معلوم نہ تھا تو طلاق کی اب حاجت نہیں مگر منکرِ ضرور ہے یعنی شوہر کا عورت سے کہنا کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا یا عورت کا اس سے کہہ دینا کہ میں تجھ سے جدا ہو گئی، اس کے بعد عدت بیٹھے عدت کے بعد جس سے چاہے نکاح کرے۔ درمیان میں ہے۔

واعذہ لوتزوج امرأۃ العیور علیٰ ذلک و دخل
بہا و بہ یصح بہ
دوسرے کی منکوحہ عورت سے بیٹھے عدت کے بعد نہ ہوگی۔ اسی پر مبنی ہے (ت)

رد المحتار میں ہے،

اما نکاح منکوحۃ الفیو ومعتدۃ فالدخول
فیہ لا یوجب العدة ان عدوا سہا النخیل
اُسی میں ہے،

فمن بعد النکاح یصح من کل ممکنا لمحصور
لا خرافۃ والفرق بین التارکۃ والفسیخۃ
بعید کذا فی البحر
ان مرد عورت میں ہر ایک کی طرف اس نکاح کا فسخ باطلاق و دوسرے
کی موجودگی میں متارکہ سے صحیح ہو جاتا ہے کیونکہ متارکہ
اور فسخ میں یہاں فرق بعید ہے، جیسا کہ نگہبند میں
ہے۔ (ت)

اُسی میں علامہ خیر الدین ربی سے ہے، والحق عدم الفرق ولذا اجزم بہ المقدس (فرق
نہ ہونا ہی تھا ہے، اسی لیے مقدس نے اس پر جزم کیا ہے۔ ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم
مسئلہ از شہر کہنہ لاؤٹے میاں صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ زید کی حقیقی بہن کی رضاعی بہن زید
کے نکاح میں آ سکتی ہے یا نہیں، تیز آواز پر

الجواب

حقیقی بہن کی رضاعی بہن ہونا خود یہ رشتہ موجب حرمت نہیں جبکہ اس کے ساتھ کوئی وجہ حرمت
نہ پائی جاتے، مثلاً اگر حقیقی بہن کی رضاعی بہن یوں ہے کہ اُس نے اس کی ماں یا باپ کا دودھ
پیا ہے تو وہ خود اس کی بھی رضاعی بہن ہوئی اور اس پر حرام ہے اور اگر یوں ہے کہ زید کی بہن نے اُس لڑکی
کی ماں کا دودھ پیا یا دونوں نے قیسری عورت کا دودھ پیا جس سے زید کو کوئی علاقہ نہیں تو اس صورت میں
وہ لڑکی زید پر حرام نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از مقام بیادریہ ایچ بی بی ملک مالوہ مرسلہ محمد عاشق علی صاحب اہلکار نظامت

۲۹ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سائلہ اپنی حیات میں بچہ اپشس اولاد چاہتی ہے کہ میرا

۳۵۰/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب المہر	رد المحتار
۳۵۲/۲	"	"	رد المحتار

شوہر میری ہمیشہ حقیقی بیوہ کے ساتھ اپنا عقد کر ليوے اور شوہر اس کا رضامند ہے جو کچھ کہ حکم شرع شریف سے ہو
آگئی غشی جائے۔

الجواب

جب زوجہ مر جائے یا اسے طلاق دے اور عدت گزار جائے تو اس وقت زوجہ کی بہن سے نکاح جائز
ہوتا ہے بغیر اس کے حرام قطعی اور مثلاً زنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَإِنْ تَجِدُوا فِيكُمْ آيَاتَ الْاِخْتِلَافِ**
(حرام ہے جمع کرنا دو بہنوں کو۔ ت) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **لَا تَعْرِضْنَ عَنِّي بَنَاتُكَ وَلَا اخَوَاتُكَ**
اللہ تعالیٰ اعلم اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو (اے میری ازواج!) مجھ
پر مت پیش کر۔ (ت)

مسئلہ ۲۱۶ ۱۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا نکاح سالی کی لڑکی سے بعد فوت بی بی کے درست
ہے یا نہیں؟ دینا تو جہودا۔

الجواب

زوجہ کا انتقال ہوتے ہی فوراً اس کی جگہ بی بی سے خاں پارے۔

لعدم الجمع نکاحاً ولاعدة اذلاعدة اهل
الرجل كما حققه في العقود الدرية۔
زوجہ عدم اجتماع کے نکاح اور عدت میں کیونکہ مرد پر
عدت نہیں ہوتی جیسا کہ عقود الدریہ میں تحقیق فرمائی۔

واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۱۷ ثناء اللہ صاحب متصل سرائے غام ۵ جادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح کیا بعد
نکاح کے چھ مہینے کے واسطے سفر کر گیا داماد کو اور اپنی بیوی کو مع لڑکی کے مکان پر چھوڑ گیا، بعد واپس آنے سفر کے
دیکھا کہ بیوی منکوحہ اپنی کو حاملہ پایا، بعد تحقیقات کے معلوم ہوا کہ حاملہ داماد سے ہوئی تھی، آیا لڑکی اس کی
داماد کے نکاح سے علیحدہ ہو گئی یا نہیں؟ اور طلاق کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور شوہر اس لڑکی کا بندہ داماد رہا
یا نہیں؟ اور وجہ اس کی بعد وصح عمل کے اس کی رہی یا نہیں؟ اور داماد کے نکاح میں اس کی زوجہ

ہو سکتی ہے یا نہیں؟ جینو اتو جردا۔

الجواب

چھ مہینے بلکہ دو سال سے ایک ہی کم کے بعد واپس آ کر عورت کو حاضر پانے سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ عمل دوسرے کا ہے، اور بدگمانی قطعی حرام ہے، اور تحقیقات اگر بذریعہ شہود ہے یعنی لوگوں نے گواہی دی کہ اس کی زوجہ نے داماد سے زنا کیا تو یہ قریب بہ ناممکن ہے، شہادت کے لیے عدالت درکار ہے، جو یہاں گویا عفا ہے، پھر ثبوت زنا کے لیے چار مرد عادل کا مشاہدہ ضرور کہ انہوں نے اپنی آنکھ سے اُس کا اذام اُس کے بدن میں سُرمہ دانی میں سلائی کی طرح دیکھا، یہ کہاں متصور! لوگ محض قرائن و قیاسات پر اُٹھ اڑتے ہیں، اسی پر اعتبار حلال نہیں، اور وہ سب شرعاً ناشی انشی کوڑے کے سختی جوتے ہیں۔

يعظكم الله ان تعودوا العثله ابدان كنتم الله تعالى انھیں غاصق فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے
مؤمنین؟ کہ ایمان رکھتے ہو تو پھر ایسی بات زبان سے نہ نکالو۔

تحقیقات کا تو یہ حال ہے یہ تو تحت زنا رکھنے کا حکم تھا، ہاں ثبوت مصاہرت کے لیے دو گواہ بھی کافی ہیں، اگرچہ صرف مس پر شہوت کی گواہی دیں، اور اگر کوئی گواہ نہ ہو تو عدالت اور داماد اپنے حال سے خوب آگاہ ہیں اور اُن کا رب اُن سے زیادہ اُن کا حال جانتا ہے، گروا قس اُس نے شہوت اُس عورت کے بدن کو صرف ہاتھ ہی لگایا تو جب بھی اس کی منکوحہ ہمیشہ کے لیے اُس پر حرام ہو گئی، وہ اُس کی بیٹی ہو گئی اور سانس تو اُس کی ماں تھی ہی، اب وہ دونوں ماں بیٹیاں اس پر ابد الا بد تک حرام ہیں، کسی طرح کبھی اُن سے نکاح نہیں ہو سکتا، اُس پر فرض ہے کہ اپنی زوجہ کو چھوڑ دے اور اُس کا ہر ادا کر دے۔ زوجہ زیدہ بدستور نکاح میں ہے زنا کے سبب اس کے نکاح میں خلل نہ آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۸ ۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے نکاح ثانی کیا، اس کے ایک لڑکی شوہر اول سے ہے، اب اُس کا نکاح شوہر ثانی کے بھائی سے کرنا چاہتی ہے جو اس لڑکی کا سوتیلے چچا ہے، یہ نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جینو اتو جردا۔

الجواب

ماں کا شوہر ثانی نہ اپنا باپ ہے نہ اس کا بھائی اپنا چچا نہ سگما نہ سوتیلہ۔ سوتیلہ چچا وہ ہے کہ اپنے

باپ کا سوتیلہ بھائی ہو، نہ وہ کہ سوتیلے باپ کا بھائی ہو، یہ نکاح حلال ہے۔ قال تعالیٰ واحسد لکم
ما وراہ ذلکم (محرمات کے ماسوا عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ مت۔) واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۰ وجوب المرحب ۱۴۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فقہاء شرع متین اس امر میں کہ زید کے پردہ مادر سے خسر اور خوشدامن
کو بوجہ ناروانا راضی پیدا ہوئی، ہذا زید کی زوجہ کو خسر و خوشدامن نے طلب کیا، زید اور پردہ مادر زید نے کہا
کہ ناراضی فیما بین کی دور ہو جائے تو زوجہ کو بھیجیں گے، اس پر بکر کے مکان سے کہ وہاں بتقریب دنیاوی زوجہ
زید کی گئی تھی زہر دستی جا کے خسر کے بھیجے ہوئے آدمی اور خوشدامن زوجہ کو لے گئے اب جب زید نے چاہا کہ میری
زوجہ میرے گھر آئے تو خسر اور خوشدامن مجیب ہوئے کہ زید نے طلاق دے دی اور تجھ نے گواہی بنا سنے، اور
ازادہ دوسرے شخص سے نکاح کرنے کا خسر و خوشدامن رکھتے ہیں پس یہ نکاح ثانی بدوین طلاق زوج اول کے جائز
ہو گیا ناجائز اور وطی زوج ثانی سے حرام ہوگی یا حلال؟ جینوا تو جروا۔

الجواب

جبکہ صورت واقعہ یہ ہے تو نکاح ثانی محض باطل ہوگا اور زوج ثانی سے وطی زنا ہوگی، جتنے لوگ اس سخت
شدید کبیرہ تکمیر میں اس حال سے نااہل ہو کر نہ مل سکیں سب خستہ گرد و مستحق عذاب ہوں گے اور ان میں پہلے
عذاب و دوزخ کا استحقاق جھوٹے گواہوں کو ہوگا جن کی ناپاک گواہی ایسے ناپاک فاحشہ بات کی تمہید ہوگی۔ رسول اللہ
ﷺ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس منا من خیب امرأة علی نذر جہا۔ رواہ
الامام احمد وابن حبان والبیہار والحاکم و
قال صحیحہ واقروہ عن بیریة و ابو داؤد والحاکم
بسند صحیحہ عن ابی ہریرة و ابو یعلیٰ بسند
جید والطبرانی فی الاوسط عن ابن عباس و
فی الصغیر ونحوہ فی الاوسط عن ابی ہریرة رضی اللہ
تعالیٰ عنہم۔

جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے
گروہ سے نہیں (اسے امام احمد، ابن حبان، بیہار اور
حاکم نے صحیح کہہ کر اور دوسروں نے ثابت مان کر اس
بیریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے احمد ابو داؤد اور حاکم بشیخ
ابو ہریرہ سے اور ابو یعلیٰ نے سند بخیر سے اور طبرانی نے اوسط
میں ابن عباس سے اور طبرانی صغیر میں اوسط کی مثل بخیر سے
بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے۔ مت۔)

سہ القرآن اکرم ۲۴/۲

سے سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب فین خیب امرأة علی نذر جہا آفتاب عالم پریس لاہور ۲۹۶/۱

جب کسی کی عورت کو شوہر سے بگاڑ دیتے پر یہ حکم ہے تو معاذ اللہ عورت کو شوہر سے توڑ کر دوسرے کے نکاح میں کر دینا کیسا ارشد و انجست ظلم ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 عدلت شهادة الزور بالاشراك بالله، عدلت
 شهادة الزور بالاشراك بالله، عدلت شهادة
 الزور بالاشراك بالله، ثم قروا فاجتنبوا الرجس
 من الاوثان واجتنبوا قول الزور۔ رواه ابو حازم
 والترمذي وابن ماجه عن خزيمة بن خازم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 (تین بار اسے فرما کر حضور نے یہ آیت اُس کی سند
 میں پڑھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بچو ناپاکی سے کہ وہ بت
 ہیں اور بچو جھوٹی گواہی سے۔ (اس کو ابو داؤد، ترمذی
 اور ابن ماجہ نے عزیم بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 روایت کیا ہے۔ ت)

نیز حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 لمن تزول قدما شاهد الزور حقی یوجب الله
 له النار۔ رواه ابن ماجه وانطرا في الكبير
 والمحاکم و صحیح سندہ عن عیسیٰ بن عیسیٰ
 تعالیٰ عنہما۔
 (اُسے ظہر کی سے یہ بتیں اور ابن ماجہ اور حاکم نے سند
 کو صحیح قرار دے کر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 روایت کیا ہے۔ ت)

جب مطلق جھوٹی شہادت کا یہ وبال ہے جس میں پیسہ و دھیس مال پر جھوٹی گواہی بھی داخل تو شہادت کذب سے
 کسی کے ناموس کو براؤ کر دینا کس قدر سخت موجب غضب الہی ہو گا و ایذا دہاں اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت
 دے۔ آمین! واللہ تعالیٰ اعلم

منہ ۲۲ مکملہ از ہدایوں مولوی نولہ مستولہ شیخ نذر اللہ صاحب ۳۰ شوال ۱۴۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ذیہ ایک مسجد کا امام سب سے ایک عورت اُس کے نکاح میں تھی
 بعد ازاں اُس کی حقیقی بہن سے نکاح کر لیا اب وہ دونوں سبکی منیں اُس کے پاس ہیں، جب اُس سے کہا جاتا ہے

سنن ابی داؤد	باب فی شہادۃ الزور	آفتاب عالم پریس لاہور	۵۱/۲ - ۱۵۰
سنن ابن ماجہ	"	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱۴۳/۱
۵	"	"	"

تو کہتا ہے یہ امام شافعی کے مذہب میں جائز ہے۔ اس صورت میں اسے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جیوا تو جودا۔

الجواب

دو بہنوں کا ایک شخص کے نکاح میں ہونا حرام قطعی ہے، اس کی حرمت ایسی نہیں کہ کسی امام نے اپنے اجتہاد سے نکالی ہو جس میں دوسرے امام کو خلاف کی گنجائش ہو۔ اس کی حرمت کسی حدیث احادیث سے ہے کہ جسے وہ حدیث نہ پہنچے یا اس کی صحت اسے ثابت نہ ہوئی وہ انکار کر سکے بلکہ اس کی حرمت قرآن عظیم نے خاص اپنی فقہ، ضیح صریح سے ارشاد فرمائی ہے کہ ۱

حرمت علیکم امھانکم ومنتکم و اخواتکم
والی قولہ عزوجل وان تجمعوا بین
الاحتین ۲۰ لایۃ
حرام کی گئیں تم پر تمھاری مائیں اور تمھاری بیٹیاں اور
تمھاری بہنیں، (افندہ عزوجل کے اس قول تک)
اور یہ کہ اکٹھی کرو دو بہنیں۔ (الایۃ

دیکھو جس طرح آدمی پر اس کی ماں بہن بیٹی حرام ہے اسی طرح دو بہنوں کو جمع کرنا اس پر حرام ہے۔ زید نے امام شافعی پر سخت جھوٹ افراکی اور اب تک تو وہ اس ناپاک فعل سے فقط حرام کا دوسرے کبیرہ و مستحق مذہب نار تھا اب اسے مسلمانوں کے اماموں میں انتہا فہم و کبر و سستی کا نمونہ بنا کر رہا ہے اور اس کا کام سرحد کفر تک پہنچا، اس کا معاملہ بہت سخت ہو گیا اسے امام بنانا حرام ہے اس کے پیچھے نماز محض باطل ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ جب تک وہ اپنے اس ناپاک فعل سے باز نہ آئے اس دوسری کو الگ کر کے جدا نہ کرے اپنے اس گھٹیا قول سے توبہ نہ کرے نئے سرے سے تجدید اسلام نہ کرے جب تک اس کے پاس نہ چھٹیں اس سے میل جول نہ کریں ورنہ خوف کریں کہ اس کی آگ انھیں بھی نہ چھوٹ سکے۔ قال اللہ تعالیٰ ۱

وانتھو فتنۃ لاتصیبہن الدین طمھوا منکم
خاصۃ ۲۱ واللہ تعالیٰ اعلم
ایسے فتنہ سے بچو جو صرف ظالموں تک محدود نہ رہے گا
(ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲ مولوی عبدالحکیم صاحب ساکن امرتسر کٹرہ جیکھاں زیل بریلی ۵ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے دو زوجہ تھیں، زودہ اولی سے ایک بیٹا عمرو اور ثانیہ سے تین بیٹے بکر، خالد، ولید ہوئے۔ عمرو کا بیٹا سعید ہوا، سعید کی دختر لیلیٰ تھی، لیلیٰ کی دختر سلیٰ ہے، یہ سلیٰ

مسئلہ ۲۲۲ از پورن پور ضلع پٹنہ ۱۴ صفر ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں، زید اپنی عورت چھوڑ کر مر گیا، عورت بڑھ اندر ایام عدت کے عرصہ سے مرتکب زنا کی ہوئی حاملہ، حمل زنا کا قرار پا گیا، عدت کے ایام اب گزر گئے، عمرو مستدعی نکاح کا اسی عورت سے ہے، اب نکاح جائز ہے اور وطی کرنا قبل استبراء کے بھی جائز ہے یا نہیں اور کفارہ ذمہ زانی و زانیہ کے عامہ ہوتا ہے یا نہیں؟ جواب سے مشرف فرما کر داخل اجر و حسنات ہوں۔
بتیہ اتوجروا۔

الجواب

جبکہ وفات شوہر کی عدت گزری تو اب عورت کو نکاح جائز ہو گیا اور وضع حمل کا انتظار زانی خواہ غیر زانی کسی کو ضرور نہیں کہ حمل حواشائے عدت وفات میں حادث ہو اس سے عدت موت کہ چار مہینے دس دن ہے نہیں بدلتی۔ رد المحتار میں ہے،

فی النہار ان المعتدة لو سالت فی عدتها ذکرہ انکر حق ان عدتها و حمل و لم یفصل و الذی ذکرہ محمد ان هذا فی سدة مصد احاقی عدا الوفاة فلا تغیر بالحمل و هو الصحیح کذا فی البدائع

تہر میں ہے کہ اگر عدت کے دوران معتدہ کو حمل ہو جائے تو توختی لے کر اس کی عدت میں تغیر نہیں ہوتا یعنی بچے کی پیدائش تک ہوگی، اس کی تفصیل بیان مذکور کی عدت میں یہ حکم ہے، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو ذکر فرمایا وہ یہ ہے کہ مذکورہ حکم طلاق کی عدت کا ہے لیکن عدت وفات ہو تو اس کا حکم تبدیل نہ ہوگا، یہی صحیح ہے جیسا کہ بدائع میں ہے۔ (ت)
فرق اتنا ہے کہ خود عمرو جس کے زنا سے یہ حمل رہا ہے وہ اب اگر نکاح کرے تو اسے فی الحال وطی جائز ہے اور دوسرے شخص سے نکاح ہو تو نکاح صحیح ہے مگر اسے تا وضع حمل زنا عورت کو ہاتھ لگانا ناجائز ہوگا۔ رد المحتار میں ہے،

صبر نکاح حلی من زنا وان حرم و طوھا و دواعیہ حق تضع لو نکحھا الزانی فی حل لہ و طوھا اتفاقاً

زنا سے حاملہ عورت سے نکاح جائز ہے اگر اس سے وطی اور اس کے داعیہ بچے کی پیدائش تک حرام ہے لیکن اگر زانیہ حاملہ سے خود اس کا زانیہ نکاح کرے تو اس کو وطی بالاتفاق سلال ہے۔ (ت)

۶۰۳/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب العدة	سے رد المحتار
۱۸۹/۱	مطبع مجتبائی دہلی	فصل فی المحرمات	سے رد المحتار

ثانی وزانیہ پر جو حد شرع ملہرتے لازم فرمائی ہے وہ یہاں کہیں، مگر قویہ فرض ہے اور اللہ عزوجل کا عذاب سخت ہے والیہذا اللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 ۲۲۳ مسئلہ از اکبر آباد مرسلہ محمد عبدالرزاق صاحب پانی پتی اڈیٹر رسالہ مجدد اسلام اگرہ
 ۹ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ :

- (۱) ایک شخص نے اپنے لڑکے کی شادی اپنے حقیقی بھائی کی بیٹی سے کر دی یا تیا یا چچا زاد دو بھائیوں نے آپس میں اپنے لڑکے اور دوسرے بھائی کی بیٹی سے نکاح کر دیا تو از روئے شرع شریف یہ نکاح جائز ہو یا نہیں اور چچا زاد بہن تیا یا زاد بھائی پر اور تیا یا زاد بھائی کی دختر چچا زاد بھائی کے پسر پر حلال ہے یا نہیں ؟
- (۲) اگر جائز اور حلال ہے تو جو شخص اس علم کو نہ مانے اور یہ کہے کہ گویہ مسئلہ شرع شریف کا سہلکین ہم اس پر عمل نہیں کرتے کہ چاری برادری اور باپ داداؤں سے کبھی ایسا نہیں ہوا تو ایسے لوگوں سے مناجلہ اور برادرانہ برتاؤ رکھنا کیسا ہے اور نیز ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں ؟
- (۳) اگر کوئی گروہ ایسے نکاح کرنے والے کا حق پانی میل جول برادرانہ بند کر دیں اور اس نکاح کو نکاح نامہ یا قومی تصدیق کر کے قرآن سے مل جل رہا چاہتے یا نہیں ؟
- (۴) اگر ایسے لوگوں کی مخالفت سے ماں باپ ناراض ہوں تو باطاعت والدین کی مخالفت شرع شریف پر واجبہ ان سے میل جول رکھنا چاہئے یا اطاعت شریف مقدم رکھے گو والدین ناراض ہو جائیں ؟
- بیتوا لہو حر و ا۔

الجواب

دو بھائی حقیقی ہوں خواہ عم زادہ، اُن میں ہر ایک کی اولاد دوسرے کی اولاد پر قطعاً یقیناً باجماع اُمت جائز و حلال ہے، چچا ناموں خالہ پھوپھی کی اولاد کو بہن بھائی کہنا ایک مجازی بات ہے جسے ہرگز آیہ کہ یہ محرم کے کلمات احوات کو یا بنت الاخر و بنت الاخت (تمھاری بہنیں یا تمھاری بیٹیاں اور بھانجیاں۔ مت) کسی اسلامی مذہب میں شامل نہیں بلکہ نص قطعی قرآن عظیم گواہ ہے کہ یہ عورتیں ہرگز بہنوں میں داخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

یا ایہا النسبی انا احللت لک اذواجک النفی
 ایت احو مرھنت و ما صکت یسینت
 صتا احاء اللہ علیک و بنت عمتک
 اسے نبی! عیشک ہم نے حلال کیں تمھارے لیے تمھاری
 زوجات بہن کے مرہم نے دے اور تمھاری کیزیں جو
 اللہ نے تمھیں غنیمت میں دیں اور تمھارے چچا کی

و بَنتُ عَمَّتِكَ وَ بَنتُ خَالَكَ وَ بَنتُ خَالَتِكَ
بیٹیاں اور چھ پھوپھیوں کی بیٹیاں اور بھانجیوں کی بیٹیاں
اور خالوں کی بیٹیاں۔ آیت

ہاں ہنود و عہود نے انھیں حقیقی بہن بھائی کی طرح سمجھا ہے جیسے متبنی کو بزرگم باطل بیٹا اور اس کی زوجہ کو حقیقی بہن کے مثل جانتے ہیں، مشرکان عرب اس پچھلے مسئلے میں مشرکان ہند کے ہم خیال تھے جس پر اُن سُنھانے نکاح حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر طعی و اعتراض کئے اور قرآن عظیم نے اُن کے شیطان خیالی اُن کے مُنہ پر مار دئے۔ قال اللہ تعالیٰ،

فَمَا تَقْصِي فَرِيدَ عَهْدٍهَا وَ طَرَاذُ وَ جَنَکْهَا لَکِیْلًا
یَکُونُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرْجٌ فِی زَوَاجِ اَدْعِیَانِهِمْ
اِذَا اقْتَصَوْا مَهْلَکَ وَ طَرَاذُ
جب زینب نے اس سے اپنی حاجت پوری کر لی تو اس کو کم نے آپ سے بیاہ دیا کہ مومنین کو اپنے منہ بولے بیٹوں کی مدخل مطلقہ بیویوں سے نکاح کے بارے

حرج نہ ہو۔ (ت)

مگر عہد و عہد خیال و خاندان کی بیٹیوں کو مشرکین عرب بھی بہن نہ جانتے تھے ان سے مناکحت اُن میں بھی رائج تھی اور مسلمانوں میں بھی ہمیشہ رائج تھی اور اب تمام ممالک اسلامیہ میں شائع و ذائع ہے اُس کی سب سے اعلیٰ نظیر حضرت امام حسن مثنیٰ و حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہے کون نہیں جانتا کہ حضرت امام حسن مثنیٰ حضرت امام حسن مجتبیٰ کے صاحبزادے ہیں اور حضرت عاملہ صغریٰ حضرت امام حسین شہید کربلا کے صاحبزادی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، پھر یہ اُن کے نکاح میں تھیں، حضرت امام عبد اللہ محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہی دونوں پاک مبارک والدین سے پیدا ہوئے انھیں محض اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ دنیا میں پہلے شخص تھے جن کے ماں باپ دونوں حضرت بول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا علی ابیہا الکریم و علیہا وسلم کی اولاد امجاد ہیں۔ باپ حضرت خاتونِ جنت کے پوتے اور ماں اُن کی پوتی۔ صحیح بخاری شریف میں ہے۔

لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
تَعَالَى عَنْهُمْ ضَرَبَتْ امْرَأَتُهُ الْقُبَّةَ عَلَى قَبْرِهِ
سَنَةً يَوْمَئِذٍ
جب حسن بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم فوت ہوئے تو ان کی بیوی نے ایک سال تک ان کی قبر پر حیر لگایا۔ (ت)

سۃ القرآن الکریم ۱/۲۲

سۃ ۲۴/۲۳

سۃ صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما یکره من اتخاذ المساجد علی القیود قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۴۶

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے،

(مرآۃ) فاطمة بنت المحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وہی ابنتہ علیہ السلام۔
 بیوی سے مراد فاطمہ بنت حسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہے جو ان کی چچا زاد ہیں۔ (ت)

یہ نیا مسئلہ خاص مشرکین ہند کی گھڑت ہے وہ بھی ہندوستان کے بعض شہروں کے لیے بعض دیگر مثل دکن کے مکان کو شہید وہ بھی حلال مانتے ہیں۔ ہندو ہندو کو تو آسان ہے کہ ان کا امام بوائے نفس و شیطان ہے، عجیب اس سے جو دعویٰ اسلام رکھے قرآن عظیم کو اپنا امام بنائے اور پھر خلافت قرآن مسائل شیطان مانے والی اذات اللہ رب العالمین۔ غالباً یہ ایسے ہی لوگوں کے ناپاک ادبام ہو سکے ہیں جن کے باپ دادا ہندو تھے اسلام سے تھوڑا زمانہ گزرا ہو اور یہ بہ جاہل بے شعور اور محبت اہل علم سے دور، دل میں وہی خیالات بے مبنی جتنے ہوئے ہیں اور بدوٹ ہونے کے باعث گویا طبیعت ثانیہ ہو گئے ہیں اب کہ حکم قرآن عظیم معلوم ہو، طبیعت گھن کر اس سے چڑھی ہوئی ہے اس کے انتقال سے مانع آتی ہے جیسے کوئی پرانا پنجابی برہمناری خوبی قسمت سے مشرف بہ اسلام ہو جائے اور اس کے سامنے نوجوان گنتی کا نفیس عمدہ فریب تازہ سرخ بریاں خوشبو خوشنمازم چکنا چٹنا سلونا گوشت پیش کیا جائے تو عادت قدیر کے باعث یکایک اس کی ہمت اس لذیذ نوالے کے لیے یاری نہ دے گی، ٹکدے دیکھتے ہی آنکھ بند ہو جائے گی، اگر فی الواقع ان لوگوں کے انکار کا صرف اسی قدر حشاشہ دہا ہے جس سے ان کے دل میں یہ نیکار کاغذ حلال ہیں ان میں کوئی قباحت نہیں، اوہ ہندو کہ انھیں حرام سمجھتے ہیں یہ ان کا شنیع و قبیح زلم ہے یا ایں ہمہ اس عادت قدیر کے سبب اس سے جھگڑتے ہیں جب تو کفر نہیں مگر یہ خیال ناپاک رسوم کفر کا نتیجہ ہے ان پر فرض ہے کہ اسے دل سے دور کریں اور پورے پورے اسلام میں داخل ہوں ورنہ عذاب الہی کے منتظر رہیں۔ اللہ عسند و جل فرماتا ہے،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً
 وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ يَكُونُ عَدُوًّا
 فَانٍ لَكُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمْ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا
 إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا
 أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلُلٍ مِنَ الْغَمَامِ
 وَالسَّحَابِ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَالْحَبْلُ الَّذِي

اسے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل
 ہو اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا
 حریک دشمن ہے پھر اگر بغیر بھٹس کر دو بعد اس کے کہ
 تمہارے پاس آچکیں روشنی آیتیں تو جان رکھو کہ
 زبردست حکمت والا ہے یہ لوگ کس انتظار میں ہیں مگر
 یہی کہ آئے ان پر اللہ کا عذاب بادل کی گھٹاؤں میں

اور فرشتے اور سوچنے والی اور اللہ ہی کی طرف
پھرے ہیں سب کام۔

جلالین شریف میں ہے :

نزل فی عبد اللہ بن سلام و اصحابہ شاعظوا
السبت و کرہوا الاہل بعد الاسلام ادخلوا فی
اسلام الاسلام کافۃ ای جمیع شرائعہ (ملخصاً)
کافۃ نازل ہوئی یعنی داخل ہو جاؤ مسلم میں، مسلم سے مراد اسلام بھی یہ کہ پوری شریعت اسلام کو پناؤ (مخلصاً)۔ (ت)
یعنی جب علامتے یہود و مشرک باسلام ہوئے حادثہ غدیر کے باعث اونٹ کے گوشت سے کراہت کی
کہ یہود کے یاں اونٹ حرام تھا اور تعظیم مشنہ کا حکم کیا کہ یہود میں بغض معظم تھا اس پر حق سبب و تعالے نے
یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی کہ اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو اس کے سب احکام مانو ورنہ
عذاب الہی کے منتظر رہو و لیما ذبائتم تعالیٰ اگر یہ لوگ نہ مانیں تو مسلمانوں کو چاہئے ان سے میل جول نہ کریں خوا
جن سفہانے وہ پاک گلہ لگا کہ اگر یہ مسئلہ شریعت کا ہے مگر ہم الخ اور جنہوں نے ایسے نکاح کرنے والے کو براہی
سے خاص کر دیا وہ سخت ناپسندیدہ اور شرمناک ہے محمد میں مسلمانوں کو ان سے احتراز ضرور ہے، قال اللہ تعالیٰ،
ولا تزکوا لی للحدین علموا حسنوا سائر۔ ان میں کی ترسیل نہ کرو کہ نہیں چھوئے، ورنہ کی آگ۔
ان کے پیچھے نماز ممنوع ہے کہ وہ اس قصب و تشدد کے باعث فاسق معین ہوئے اور فاسق معین کے
پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اسے امام بنانا گناہ، کہ نفس علیہ فی العیۃ و غیرہ و حققنا فی النہی
الاکید (جیسا کہ اس پر غنیہ و غیرہ میں نہیں کی ہے اور ہم نے اس کی تحقیق اپنے رسالہ انسوی الاکید میں کی ہے)۔

عن مصدر من قولہ تعالیٰ و یوم لا یشبئون
لا تأتیہم والمعنی تعظیم السبت ۱۱ منہ غفرلہ (م)
یہ مصدر ہے، اسی سے اللہ تعالیٰ کا قول یوم
لا یشبئون لا تأتیہم روز ہفتہ کے علاوہ دنوں میں
پھیلیاں آنکے پاس آئیں اور اس سے مراد روز ہفتہ کی تعظیم ہے (ت)

کی صورت میں حتیٰ الوسع کوشش کرے کہ والدین راضی رہیں اور ان کی مخالفت سے بھی نجات ملے ورنہ ظاہری مخالفت اس قدر کہ مجبوریہ عصیت ہو مجبوراً نہ محض والدین کے دکھانے تک بچا لے،

28

28

فان ائذا هما من اشد الکناہ و لیست
مخالفتہم علی ما وصف فی السوء والتناعۃ
مثل العقوق ومن ابتلی سلیتین اختار ہما
وقسدا کان سیدنا عبد اللہ بن عمر و بن
العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما حامل لواء صغیرین
مع ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طاعة له من
دون قبل مع علیہ ان الحق مع امیر المؤمنین
علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ وکان یعتمد برعت
ذلک بان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم امرہ بطاعة بیہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم۔

اور اگر معاذ اللہ اس انکار کو بریہ ہو کہ اس نکاح کو واقع میں حرام جانتے اور حکم شرع کو باطل مانتے
مسئلہ کفار کو صحیح و حسن سمجھتے ہیں جب تو صریح کفار مرتد ہیں اُن سے میل جول قطعی حرام۔ اب اس صورت میں
اُن کی عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں ان سے ہیستری زنا ہوگی اولاد ہوگی تو ولد الزنا ہوگی اُن کے بچے نماز
باطل محض، ان سے میل جول میں والدین کی اطاعت ناجائز، ان سے مخالفت و جدائی لازم، اگرچہ ماں باپ ناراض ہوں،
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا طاعة لاحد فی معصیۃ اللہ تعالیٰ۔ (رواہ النسخی)
و مسلم و ابوداؤد و النسائی عن امیر المؤمنین
علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔
اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔ (اس کو
بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت امیر المؤمنین علی
کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا۔ ت)

۱۔ مستند امام احمد بن حنبل بقیہ حدیث الحکم بن عروہ البخاری رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۵/۶۶
فتاویٰ بخاری ۴/۱۰۷، مسلم ۲/۱۲۵، سنن ابی داؤد ۱/۲۵۳، سنن النسائی ۴/۸۶ اس کے الفاظیوں میں،
لا طاعة فی معصیۃ اللہ انما طاعة فی العہد و نذر احمد سعیدی

غز العیون میں ہے :

اتفق مشائخنا ان من رمى امر الكفار حسنا
فقد كفر حتى قالوا في رجل قال ترك الكلاب عند
اكل الطوف وحسن من المجرم او ترك
المضاحقة عند هم حال النحيض حس فهو
كافر۔

ہمارے مشائخ کا اسی بات پر اتفاق ہے کہ گھار کے
شمار کو پسند کرنے والا کافر ہے، حتیٰ کہ انھوں نے
فرمایا کہ جو شخص جو سیوں کے شمار لکھنا کھاتے وقت
بات چیت کے ترک کو اچھا کہے یا حالت عیص میں بیوی
کے ساتھ ایک بستر میں لیٹنے کے ترک کو جو سیوں کی وجہ
سے اچھا کہے وہ کافر ہے (ت)

اور اس لحاظ سے کہ جس نے وہ الفاظ انکار کے احتیاطی تجدید اسلام و تہذیب نکاح کر لئے۔
جامع العیون میں ہے :

قال رحمه الله حكم الشرع كذا فقد خصمه من برم
کارمی کہم بشرع نے قیل کہی وقیل لا۔

جس نے اپنے مقابل کو کہا کہ حکم شرعیوں ہے اور مقابل
کے میں مہر و جہریم پر عمل پیرا ہوں شرع پر نہیں، تو بعض
نے فرمایا وہ کافر ہو گیا اور بعض نے فرمایا نہ ہوا۔ (ت)

در مختار میں ہے :

في شرح الوهبانية للشرنبلاني ما يكون كسرا
اتفاقا بين اهل العلم والنكاح واولاده اولاد
ثمنا وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة
وتحديد النكاح كـ والله سبحانه وتعالى اعلم
وعليه جل محمده اتم واحكم۔

شرع و جہانیہ ترمبندی میں ہے کہ متفق علیہ کفر سے
عمل اور نکاح باطل ہو جاتا ہے، حالت کفر کی اولاد
اولاد زنا ہوگی، اور جس کے کفر ہونے میں اختلاف ہو
اس میں توبہ و استغفار اور تجدید نکاح کا حکم
دیا جائے گا۔۔۔ واللہ سبحہ و تعالیٰ اعلم، اور اس
جل مجدہ کا علم اتم و اکمل ہے (ت)

مسئلہ ۲۲۷ از ملک بحالہ ضلع فیروز اکھار بنگالہ موضع مختار گاتی مرسلہ صلح الدین صاحب ۱۲ شوال المکرم ۱۳۲۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حقیقی بھانجا کی بیٹی سے نکاح جائز

۲۹۵/۱	ادلۃ القرآن کراچی	کتاب السیر والردۃ	سہ غز العیون مع الاشیاء والنظار
۳۱۰/۴	اسلامی کتب خانہ کراچی	فصل فی تنفیذ الوصیۃ	جامع العیون
۳۵۹/۱	مجتبائی دہلی	باب المرتۃ	در مختار

ہے یا نہیں، بادلِ غایت جو۔ جیز اتوجروا

الجواب

حرام قطعی ہے وہ خود اس کی بیٹی ہے۔

قال الله تعالى و بنت الاخت و هن مثلن ساتھ
من نظہا و من انتہا و من بنتہا و من سفن
و الله تعالی اعلم۔

مسئلہ ۲۲۸

اللہ تعالیٰ سے فرمایا، اور بھانجیاں جبکہ یہ لفظ بھی نجی
کی بیٹیوں، پوتیوں اور نواسیروں کو نیچے تک شامل
ہے۔ (دت) واللہ تعالیٰ اعلم

علمائے دین و حامی شرع متین کیا فرماتے ہیں اس
مسئلہ میں کہ مرد اہل سنت و جماعت ہو اور عورت
اہل تشیعہ میں سے، ان دونوں کا نکاح اہل سنت
جماعت کے طریقہ پر ہوا اور ابھی خلوت میجر بلکہ
رقعتی بھی نہ ہوئی، جیسا کہ ہندوستان کا طریقہ ہے،
حکم بھی رضا بھی نہ ہو، تو ایسا نکاح صحیح ہے
یا نہیں، بیان کرو اور پاؤ۔ (دت)

چہ سے فرمایند علمائے دین و حامی شرع متین دینی
مسئلہ کہ اگر مرد سے از طریق اہل سنت و جماعت
نے از طریق اہل تشیعہ و یا ہم مرد و زن حیضہ نکاح
موجود بطریق اہل سنت و جماعت خواندہ باشد و
ہنوز خلوت میجر بلکہ دم رخصت مرد و ہندوستان
نہ شدہ باشد و حالاً با ہم رضا من نہ، چہ مسئلہ
دارد، آیا نکاح صحیح ست یا نہ، جیز اتوجروا۔

الجواب

اگر وہ عورت خود دل سے عقائد کفریہ سے توبہ کر چکی ہے
اور بری ہو چکی ہے تو نکاح صحیح ہے اور نکاح کے
بعد عدم رضا مندی کا کوئی اعتبار نہیں، ایسی عورت
کو حکماً شوہر کے سپرد کیا جائے گا، اور اگر وہ عورت
موجودہ عام رد افضی جیسے کفریہ عقیدے رکھتی ہو تو
اس سے نکاح باطل ہے۔ سستی، رافضی اور مجوسی
کسی کے لیے بھی وہ جائز و حلال نہیں، کیونکہ اہل جنوی
میں سے جن کو کافر قرار دیا گیا، ہر وہ مرتد کی طرح ہیں

آں زن اگر بسلا مت قلب خود از حق نہ مکفرہ بری ست
نکاح صحیح شدہ و بعد نکاح عدم رضا منے اور اعتبار
نے و حکماً سپرد شوہر کردہ شود و اگر در رنگ عام
رد افضی زمانہ عقیدہ مکفرہ دارد نکاح با و باطل
محض ست نہ سستی را رسد نہ رافضی نہ مجوسی
نہ مجوسی هیچ کس را لان الکفر من اهل
الہوی کا لمرتدا حکمہ و المرتدۃ
دینکھا مسلم و لا کافر اصل و لا مرتد

عشہا کہ لہو اعیہ آرسے اگر وقت نکاح از
کفر بری بود تا آنکہ نکاح صحیح شد و حالاً ارتکاب او
کنہ تا از جالہ نکاح بدر آید ایں جلتہ و مکیدہ
فاسدہ الشش ہم پر دسے زن زندہ و حکم بقاے
نکاح و وجوب تسلیم نفس کنہ کما هو المختار الان
للفتوی علی ما حقت فی فت دلنا۔ و اللہ
تعالی اعلم۔

باقی رکھا جائے اور اس کو خاوند کے سپرد کرنا ضروری ہے جیسا کہ آج کل فتنی میں مختاری بھی ہے جس کی تحقیق ہم
اپنے فتاویٰ میں کر دی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

میں ۲۲۹ مسئلہ مسئلہ جناب مولوی بشیر احمد صاحب علی گڑھی حدیث لولہ در منظر اسلام بریلی ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں :

(۱) سوتیلی خالہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں ؟
(۲) کوئی شخص اگر ساسر : سالی سے شنائی اور صاحب کرب تو ذرت : اس کے نکاح سے باہر ہو جاتی
ہے اور اس کی حدت ہے یا نہیں ؟ نیز اقربوا

(۳) ایسی دو عورتوں کا ایک وقت میں نکاح میں لانا اگر ایک کو مرد اور ایک کو عورت قرار دیا جائے تو
صورت محرمات میں آجائیں تو درست ہے یا نہیں ؟ نیز اقربوا

الجواب

(۱) خالہ سگی ہر یا سوتیلی، شل ماں کے حرام قطعی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ، و خالنتکم (اور تمہاری
خالائیں۔ ت) در مختار میں ہے، الاشقاء و غیرہ (سوتیلی وغیرہ۔ ت) ہاں منکوحہ پدر کہ اس کی ماں
نہیں اُس کی سگی بہن بھی مکمل ہے جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ قال تعالیٰ، و احسن لکم ماوراء ذلکم
(تمہارے لیے ان عورات کے ماسوا مکمل کی گئی ہیں۔ ت) مگر وہ اس کی خالہ نہیں کہ جس کی بہن ہے وہ اس
کی ماں نہیں ہے مگر مجازاً اور ادعا سے مجاز ہے قرینہ فروغ و نامسوحہ اور بقرض غلط اگر سوتیلی ماں کی بہن

بھی سوتیلی خاندان ہو تو ماں کی سوتیلی بہن یقیناً سوتیلی خالہ ہے بلکہ وہی اطلاق اکثر اور فقہاء اطرہ تو بعض علماء غیر مقلدین سے تحسین حرام و تفصیل عوام کے دونوں الزام نہ فروع نہیں ہو سکتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) سالی سے زنا عورت کو حرام نہیں کرتا، سانس کو برہوت ہاتھ لگانے ہی سے عورت ہمیشہ کو حرام ہو جاتی ہے کہ کسی طرح اس کے لیے حلال نہیں ہو سکتی مگر نکاح نہیں جاتا بلکہ متار کہ ضرور ہے مثلاً عورت سے کہہ دے میں نے تجھے چھوڑا یا ترک کر دیا، متار کہ کے بعد عدت واجب ہوگی جبکہ عورت سے خلوت کو چکا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) دو عورتیں کہ ان میں جس کو مرد فرض کریں دوسری اس پر ہمیشہ حرام ہو ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں خواہ ایک وقت میں خواہ مختلف اوقات میں، جیسے ماں بیٹی کہ بعد فرض ماں بیٹا یا باپ بیٹی ہوں گی اور اگر ایک کو مرد فرض کیے سے دوسری اس پر حرام ابدی ہو مگر دوسری کو مرد ٹھہرانے سے وہ پہلی حرام نہ ہو تو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کر سکتے ہیں جیسے ساس بہو کہ ساس مرد ہو تو وہ خسر اور بہو ہیں، بہو خسر پر ہمیشہ حرام ہے اور اگر بہو مرد ہو تو اب سانس سے کوئی رشتہ نہیں وہ اس کے لیے حلال ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۲ از تحصیل ستہ گنج ذاک: نامہ ضلع فیض آبادی بخش صاحب کاریگر

بادی دین شریعتین جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام مجدہم، بعد سلام علیکم دست بستہ کے التماس ہے آپ کی ذات مجھے کمالات ہم ماحیوں کے لیے باعث افتخار ہے اور ہر مشکل مسئلہ میں آپ سے عقدہ کشائی ہو کر کار ثواب میں داخل ہو کر کاردینک کے پابند ہو سکتے ہیں۔

(۱) ایک عورت بیوہ نے اپنی لڑکی نابالغ کو لڑکے کی زوجیت میں دیا، بعد تھوڑی مدت میں وہ لڑکی نابالغ مر گئی، بعد تھوڑی مدت کے اس عورت نے جو بیوہ پہلے سے تھی اب اس نے اپنے داماد سے نکاح کر لیا ہے اور اس نکاح سے اب ایک بچہ موجود ہے، آیا یہ نکاح درست ہے یا حرام ہے؟

(۲) ایک شخص نے ایک عورت بیوہ سے نکاح کر لیا، اس عورت بیوہ کا جو پہلا خاوند تھا اس سے ایک لڑکا تھا جو اب عورت کے دوسرے نکاح کرنے پر ہمراہ آیا تھا وہ لڑکا جوان ہو کر مر گیا اور اس کی ماں بھی مر گئی۔ اب اس جوان لڑکے کی بیوی بیوہ ہے اور اب اس لڑکے کا باپ یعنی اب سوتیلہ ہے اور یہ سوتیلہ باپ اس سوتیلے لڑکے کی بیوی کو یعنی اب اپنی سوتیلی بہو کو یعنی اب سوتیلے بیٹے کی بیوی بیوہ کو نکاح میں لایا چاہتا ہے اور حرام بھی کیا ہے اور اسی وجہ سے وہ بیوہ ہو جا رہی ہے اور اس کا عمل قریناً چار ماہ کا ہے اور اسی قدر عرصہ اس کے خاوند کو مرے ہوئے گزرا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعد مرنے اپنے سوتیلے بیٹے کے وہ شخص اپنی

سو تیلی ہو کے ساتھ فعل کرتا رہا اب یہ نہیں معلوم کہ کل بیٹے کا ہے یا باپ کا، البتہ قرین قیاس یہ ہے کہ سو تیلے بیٹے کا یعنی اُس کے شوہر کا ہے کیونکہ اُس کے شوہر کو مرے ہوئے بھی عرصہ چار ماہ کا گزرا ہے، آیا بعد وضع حمل کے نکاح ہونا یعنی سو تیلے بیٹے کی بیوہ بیوی سے خسر سو تیلے کا جائز ہے یا ناجائز یہ والسلام۔ دوسرے مسئلہ کا اصل قصہ مختصر یہ ہے کہ سو تیلے بیٹے کی بیوہ بیوی کو سو تیلے خسر اپنے نکاح میں لاسکتا ہے یا نہیں، بیٹرا تو جہودا

الجواب

(۱) ساس پر دالہ مطلقاً حرام ہے اگرچہ اُس کی مٹی کی رخصت بھی نہ ہوئی ہو اور قبل رخصت مر گئی ہو۔ قال اللہ تعالیٰ: واماہات نسائکم (اور تمہاری بیویوں کی باتیں تم پر حرام ہیں) یہ نکاح حرام محض ہوا، وہ بچہ ولد الحرام ہو، اُن دونوں پر کہ حقیقتہً ماں بیٹے ہیں فرض ہے کہ فوراً جدا ہو جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جبکہ یہ بھی احتمال ہے کہ اُس بیوہ کا یہ حمل اپنے شوہر کا ہو، فوجب تک وضع حمل نہ ہو اس سے نکاح قطعی حرام ہے، بعد وضع حمل نکاح کر سکتا ہے لقولہ تعالیٰ: واماہات نسائکم الدین من اصلاہکم (اور تمہارے ایسی بیویوں کی بیویاں حرام ہیں۔ ت) مع قولہ تعالیٰ واحل لکم ما وراہ ذلک (اللہ تعالیٰ کے اُس قول کے پیش نظر، اور تمہارے لیے ان کے پاس احوال کی گئی ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳ مستولہ مولوی صاحب اسلام آباد صاحب محکمہ پبلیکیشن

سو تیلے ماں کو اگر باپ تین طلاقیں دے دے لاکا اپنی سوسیل ماں سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؛ مدلل تحریر ہو، والسلام۔ بیٹرا تو جہودا

الجواب

اللہ لا الہ الا اللہ، سو تیلے ماں حقیقی ماں کے برابر حرام قطعی ہے۔ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں ماں کی حرمت سے پہلے سو تیلے ماں کی حرمت بیان فرمائی ہے، اذ قال اللہ تعالیٰ (جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ت): ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم الا قولہ تعالیٰ انہ کان نکاح کر دو اُن عورتوں سے جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے، بیشک وہ بے حیائی اور خد اکو دشمن اور فاحشہ و مقنا و ساء صیلا

واللہ تعالیٰ اعلم

نہایت بُری راہ ہے۔ (ت)

مسئلہ ۳۴ از شہر مستولہ مولوی حافظ امیر اللہ صاحب ۳ اذی القعدہ ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عدت میں نکاح طہوا دیتا ہے اور یہ تو قص کو حشر

۱۵ القرآن الکریم ۲۲/۴

۱۵ القرآن الکریم ۲۲/۴

۱۵ القرآن الکریم ۲۳/۴

۱۵ القرآن الکریم ۲۴/۴

جاء سے پہنچے پر عمل کرتا ہے، صحیح ہے یا غلط، اور اس شخص کا کیا حکم ہے، جیز اتو جودا۔

الجواب

عدت میں نکاح حرام قطعی ہے بلکہ نکاح تو بڑی چیز ہے، قرآن عظیم نے عدت میں نکاح سے صریح پیام کو بھی حرام فرمایا، نکاح بعد عدت کر لینے کے وعدہ کو بھی حرام فرمایا صرف اس کی اجازت دی ہے کہ دل میں خیال رکھو یا کوئی پہلو و ارباب ایسی کہ جس سے بعد عدت ارادۃ نکاح کا اشارہ نکلتا ہو، صاف صاف یہ ذکر نہ ہو، پس بعد عدت تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں، یہاں تک کہنا بھی حرام ہے، تو وہ نکاح کر لینا کیونکر حلال ہوگا، پھر پہلو و ارباب بھی عدت و نفرت والی سے کہنا جائز ہے، عدت طلاق والی سے باجماع امت وہ بھی جائز نہیں۔ قال اللہ عز و جل (اللہ عز و جل نے فرمایا۔ ت۔) :

وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ عَنْكَ وَيَدْرُونَ أَرْوَاجَاتِهِمْ
بِأَنْفُسِهِمْ أَرْبَعَةَ شُهُورٍ وَعَشْرًا إِذَا بَلَغَتِ
أَجْمَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ فِي مَا فَعَلْتَ فِي أَنْفُسِهِنَّ
بِالْمَعْرُوفِ وَاللَّهُ يَمَّا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ وَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَضْتُمْ بِهِ مِنْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْتُمْتُمْ
فِي أَنْفُسِكُمْ عِلْمَ اللَّهِ، نَكْمٌ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَكِنْ
لَا تَوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا أَلَا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا
وَلَا تَهْرَمُوا، عَقْدَةُ النِّكَاحِ حَقٌّ يَنْبَغِي الْكِتَابِ
، جَلَدٌ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ
فَاحْذَرُوهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

فتح القدر میں ہے :

قوله لا بأس بالتعريض في الخطبة أراد المتوفى
عليها نكاحا إذا التعريض لا يجوز في المطلقة
بالإجماع

خاص وفات کی عدت والی عورت سے کنیز کے طور پر یا
نکاح میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ طلاق کی عدت والی
سے بلا جراح کنیز بھی جائز نہیں (دست)

اگر کوئی شخص عدت میں نکاح بٹھا دیا کرتا اور اسے حرام و زنا جانتا تو اتنا ہوتا کہ وہ سخت مرتکب کہا اور زانیہ کا دل ہل جاتا مگر وہ جو اسے جائز جانتا اور قرآن عظیم میں تحریم کر کے یہ تو بھس کو فقط منع جماع پر عمل کرتا ہے وہ ضرور منکر قرآن مجید ہے اور اس پر یقیناً کفر لازم ہے اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور اپنے اس قولِ ناپاک کو جھٹلے اور نئے سرے سے اسلام لائے، اس کے بعد اپنی عدت سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۳۶ مسئلہ از سلون شریف ضلع رائے بریلی املاہ شاہ صاحب مدرسہ مولوی محمد عمر صاحب مدرسہ اسلامیہ

۲۲ محرم الحرام ۱۳۲۸ھ
جناب مولانا صاحب مجدد مائتہ حاضرہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: زن فاحشہ رندی وغیرہ سے نکاح جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو بعد توبہ یا بغیر توبہ بھی؟ اگر بعد توبہ جائز ہے تو توبہ کی قید کیوں ہے؟ کتابیہ سے تو بلا توبہ جائز ہو اور اس سے بلا توبہ جائز نہ ہو، مقل سلیم خلاف حکم کرتی ہے، اور اگر ناجائز ہے تو کیوں؟ والسلام امینو، توحیداً۔

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: زن فاحشہ سے نکاح جائز ہے اگرچہ تائب نہ ہوئی ہو، ہاں گراہنے افعالِ خبیثہ پر قائم رہے، اور یہ نہ قدرتِ اللہ کے ذریعہ سے اور نہ کبیرہ کا مرتکب، مگر یہ حکم اُس کی اس بے غیرتی پر ہے، نفس نکاح پر اس سے اثر نہیں، حق سبحانہ و تعالیٰ نے محرمات گنا کر فرمایا، واحد لکھ ماوراء ذلک (اور تمہارے لیے محرمات کے ماسواہ اسرار کی گئی ہیں۔ ت) رہی یہ کرمیدہ والراية لا یسکھھا الا ذاب او مشرک وحسره زانیہ سے صرف زانیہ مرد یا مشرک نکاح کرے اہدیہ ذلک علی المؤمنین۔

اس میں چار تاویلیں ماثور ہیں، ان میں سے اول کی دو فقیر کے نزدیک اصح و احسن ہیں۔
تاویل اول: نکاح سے عقد ہی مراد ہے، پہلے زانیہ سے نکاح حرام تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ یہ قول سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے اور بعدی نے اسے ایک جماعت کی طرف منسوب کیا۔
امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تصحیح کی، کتاب الام میں فرماتے ہیں:
اختلف هل التفسیر فی هذه الآية اختلافاً اہل التفسیر نے اس آیت کریمہ میں واضح اختلاف کیا ہے

مبیان فقہی عامہ و لیکن نسخت بقولہ تعالیٰ
وانکھوا الایامی لہ وقد رویناہ عن سعید
بن السیبت وھو کما قال وعلیہ دلائل من
الکتاب والسنة فلا عبرة بما خالفہ
بحصولہ ، نقلہ فی حنایۃ القاضیؒ

بعض نے کہا کہ یہ عام ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے قول
وانکھوا الایامی الخ کے نازل ہونے پر منسوخ ہو گیا
ہے۔ اور اس قول کو ہم نے سعید بن سیب سے
روایت کیا ہے اور وہ ان کے قول کے مطابق درست
ہے اور اس پر قرآن و حدیث سے دلائل ہیں، تو
اس کے خلاف قول کا اعتبار نہ ہوگا، اس کا خلاصہ ختم ہوا، جس کو حنایۃ القاضی میں نقل کیا ہے۔ (ت)

تفسیرات احمدیہ میں ہے :

ھذا ھو الذی اختارہ الفقہ ابو اللیث و
قال ان الایۃ منسوخة او معناھا الزانی
لا ینکح الاثرانیۃ او مشہاھاؒ

اقول الذی رايت من لفظ الفقہ
فی بستانہ قال سعید بن جبیر والضحاك
معناھا الزانی لا یزنی الاثرانیۃ متددہ ہكنا
سراوی عن عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما
وقد قیل ان لایۃ منسوخة لأن رجلا سأل
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فقال اب امراؤك لا ترج ید لامرئ
فقال طلقہ ، فقال اب احبہا
قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فامسكھاؒ
فقولہ معناھا الزانی لا ینکح
صوابہ لا یزنی وجزمہ بام
الفقہ جسرہ بالنسخ غیر ظاہر

اسی کو فقہ ابو اللیث نے مختار قرار دیا ہے اور کہا
کہ یہ آیت منسوخ ہے یا اس کا معنی یہ ہے کہ زانی
زانیہ یا اس جیسی عورتوں سے نکاح کرے (ت)
اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) میں نے جو کہ
فقہ مذکور کی کتاب "بستان" دیکھی ہے وہ یہ ہے
کہ جب کسی نے "ضحاك" نے فرمایا کہ اس آیت کا
معنی یہ ہے کہ زانی صرف اپنے جیسی زانیہ سے زنا کرتا
ہے، اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی
طرح مروی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ آیت کو منسوخ ہے
کیونکہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
ذکر کیا کہ میری بیوی کسی چھوٹے والے کے ہاتھ کو رد
نہیں کرتی، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
اس کو طلاق دے۔ تو اس شخص نے کہا کہ مجھے اس
سے محبت ہے، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
فرمایا، تو پھر طلاق نہ دے۔ اور اس کا قول کہ

سہ غنایۃ القاضی حاشیہ تفسیر البیضاوی ویرایہ مائل

دار صادر بیروت

۳۵۴/۶

تفسیرات احمدیہ

مطبوعہ کرمیہ ممبئی

ص ۵۴۵

بستان العارفین علی ہاشم تفسیر العارفین الباب الحادی والسبعون ترویج الزانیۃ دار الزہراء للطباعة والنشر ص ۱۲

من کلام الفقیہ - واللہ تعالیٰ اعلم۔
 ابراہیم اللیث نے کہا اس کا معنی "لایتنکو" درست نہیں
 مگر میرے حوالے کے مطابق صحیح یہ ہے کہ انھوں نے معنی "لایتنی" بتایا ہے، اور انھوں نے بطور اعتماد کہا کہ ابراہیم
 نے لیس کو محض رد قرار دیا، یہ بات ابراہیم اللیث کے کلام سے ظاہر نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (د)
 رغائب الفرقان میں ہے،

قيل انه صار منسوخا اما بالاجماع وهو قول
 سعيد بن المسيب، وحيث بان الاجماع
 لا ينسخ ولا يفسخ به، واما عموم قوله
 تعالى "وانكحوا الايامى فانكحوا
 لكم" وهو قول المجامع وضعف بان ذلك
 انعام مشروط بعد الموانع السببية
 والنسبية، وليكن هذا النامع ايضا من
 جملة ما اقول ما نسب الى المجامع
 فهو ع

بعض نے کہا کہ منسوخ ہے یا اجماع کے ساتھ یہ قول
 سعید بن مسیب کا ہے یہ موقف کمزور ہے کیونکہ اجماع
 نہ منسوخ ہوتا اور نہ نسخ ہوتا ہے۔ یا منسوخ ہے
 اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وانکحوا الايامى فانکحوا
 ما طاب لکم" کے ساتھ، اور یہ جماعتی کا قول ہے۔
 اور یہ بھی ضعیف قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس آیت میں
 بیان کردہ اباحت، بسبی یا نسبی، نفع کے نہ ہونے کے ساتھ
 مشروط ہے اور زنا بھی ان حوالے میں سے ایک نفع ہے
 اقول حرمان کی طرف منسوب ہے تو وہ اس سے
 آگے جہالت دستیاب نہیں ہو سکتی۔ (د)

مسئلہ ۳۳ از قریب آباد ڈاک خانہ خوش پور ریاست بہاولپور مرسلہ مولوی نور احمد صاحب سندھری
 دو از دہم محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

شرعاً قبل متارکہ و تفریق بین المحارم غیرہ خولہ سے کسی دوسرے کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور
 قاضی شرفا کوں ہے، بوقت ضرورت فسخ و تفریق اس حکم ریاست بہاولپور اسلامیر میں جو تحت قبضہ
 نصاریٰ ہے کون حق فسخ و تفریق بالاد رکھتا ہے؟ علما کا ہے یا گرد اور قاضیان سرکار کا یا محض حکام کا؟ اور
 حکام بعض صاحب اسلام ہیں بعض اہل ہندو، ان میں کوئی اقیانہ ہے یا سب اس کا حق رکھتے ہیں اس

عہ افسوس کہ یہ فتویٰ اسی قدر منقول ملا، آگے دستیاب نہ ہو سکا، جتنا ملا اُتار چھاپ دیا۔ باقی اگر کبھی آئندہ
 کہیں مل سکا تو وہ بھی ابن شامہ اللہ تعالیٰ علیہ یا بطور تبرک چھاپ دیا جائے گا یا کسی حصہ آئندہ میں۔ (مرتب)

ریاست اسلامی میں دو عورت ایک شخص سے یکے بعد دیگرے نکاح کر چکی ہیں اور بکھر شرعی وان تو زوجہ علی التعلقب صبح الاول و بطل التانی (آپس میں دو محترم عورتوں سے اگر یکے بعد دیگرے نکاح کیا تو پہلا صحیح ہوا دوسرا باطل ہے۔ ت) متارکہ یا تفریق ثانیہ کی ضرورت ہے لیکن متارکہ میں کر، تفریق لازمی ہے، دریافت طلب یہ ہے کہ اب کیا کیا جائے، بیڑا تو جروا۔

الجواب

اسلامی ریاست میں مسلمان حاکم کو دہائی، رافضی، قادیانی، نیچری و امثالہم سے نہ ہونا تب شرع ہے مگر یہاں نہ قاضی کی حاجت نہ متارکہ شوہر کی ضرورت کہ نکاح راستا فاسد واقع ہوا، عورت تنہا افس کے فیخ کا اختیار رکھتی ہے، شوہر سے کہہ دے میں نے اس حرام کو چھوڑا پھر اگر مجھ سے نہ چھوٹی تو ابھی ورنہ بعد عدت جس سے چاہے نکاح کر لے۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے،

یثبت لكل واحد منهما فسخه ولو بغير محصور
من صاحبه دخل بها او لا في الاصح خروجها
عن المعصية فلا ينافي وجوبه بل يجب على
القاضي التفریق بينهما۔
مرد و عورت دونوں کو فیخ کا حق ہے اگرچہ دونوں میں
ایک غیر حاضر ہو، دخول ہو چکا ہو یا نہیں، اصح قول
یہی ہے۔ تاکہ گناہ سے علیحدگی ہو جائے تو یہ متارکہ قاضی
کی طرف سے ہے۔ نہ کہ فی نہیں بلکہ قاضی پر انگ کرنا ان
دونوں کو واجب ہے۔ (ت)

رد المحتار میں ہے،

قوله في الاصح وقيل بعد الدخول ليس لاحد
فسخه الا بحضرة الآخر، قوله يجب على
القاضي ان لم يتفرقا۔
اس کا قول فی الاصح اور بعض نے کہا کہ دخول
کے بعد ایک کی تفریق دوسرے کی موجودگی کے بغیر
جائز نہیں، اور اس کا قول کہ قاضی پر واجب ہے
یعنی اس وقت جب دونوں نے آپس میں تفریق نہ کی ہو۔

اسی میں ہے،

فسخ هذا النكاح من كل منهما بمحصر الاخر
اتفاقا والفرق بين المتاركة والفسخ بعید
اس نکاح کا فیخ دونوں ایک دوسرے کی موجودگی میں
کریں، یہ متفقہ مسئلہ ہے، اور یہاں متارکہ اور

کذا فی البحر

فج کافرق بعید ہے۔ کھر میں ایسے ہی ہے۔ (د)

اسی میں تحریر ہے۔

الحق عدم الفرق ولذا جزم به المقدسی

حق یہی ہے کہ دونوں میں فرق نہیں ہے، اسی لیے مقدسی نے اس پر نظم الکفر کی شرح میں حرج کیا ہے (ت)

فی شرح نظم الکفر

بحر الرائق میں ہے،

من جملہ فی باب المهر الثاني انها تكون

ہم نے باب المهر میں ثانی کو ترجیح دی ہے یہ ضرورت کو بھی حق ہے، اسی لیے مسکین نے اس کی صورت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ عورت کہہ سکتی ہے کہ میں نے تجھ سے علیحدگی کر لی ہے۔ (د)

من المرأة ايضا ولد، ذکر مسکین من صورها

من تقول له تركتك۔

اس مسئلہ کی تمام تحقیق ہمارے فتاویٰ میں ہے اور یہاں اس کی حاجت نہیں کہ عورت کے فسخ کو متارکہ کہیں یا نہیں، اسے فسخ کا اختیار بلاشبہ بالاتفاق ہے دفعاً للعصیۃ وگناہ کو حرج کرنے کیلئے۔ (ت)

مسئلہ ۲۲ از میں پوری عمل بقدر آہ مسئلہ ۲۱ صاحب ص ۱۳۲

ہندہ بیوہ نے زید سے تعلق ناجائز پیدا کیا، اور سنا ہے کہ چند محل بھی ساقط ہوئے اور ہندہ نے اپنی دختر کا کہ وہ بھی صغر سنی میں بیوہ ہو گئی تھی زید کے ساتھ جس سے خود تعلق ناجائز کہتی تھی بلا رضا مندی دختر خود بکسر عقد کر دیا تو یہ نکاح درست ہوا یا نہیں اور اب اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ بلا طلاق ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بیّنہ اتر جروا۔

الجواب

اگر صورت واقع یہ ہے یہ نکاح حرام محض ہے۔ زید پر فرض ہے کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ زید کے چھوڑنے کے بعد عدت کے دن پورے کر کے جس سے چاہے نکاح کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳ از بچے پورا چوتھا نہ چاند پول بازار متصل دکان گوشت رام فوڈ گرافر مسئلہ حافظ رحیم بخش صاحب خواہی ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

حرمت مصاہرت کے لیے عورت کا مشتہاء برنا ضروری ہے،

۳۵۲/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب المهر	سہ و سہ رد المحتار
۱۳۶/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب العدة	سہ بحر الرائق

هذا اذا كانت حية مشتملة اما غيرها يعفى
 البيت وصغيرة لم تشته (حلا) تحت الحرمه
 بها اصلا ، در مختار

حرمت مصاہر و تبہ بزرگی جب عورت زندہ اور شہوت والی
 ہو، لیکن اگر مردہ ہو یا عنقریب غیر شہوت والی ہو تو حرمت
 مصاہر و ہرگز ثابت نہ ہوگی، در مختار۔ (ت)

اور مشتملہ لحم سے کو نوسال کی لڑکی ہو سکتی ہے تو عبارت ذیل بھی :

او یرد انتشاء ای ان تكون متشقة قبله حتى
 قیل من انتشرت التہ و طلب امراته لو طیها
 فادلجها بین فحذی بنتها لا تحرم علیها امها
 صا لم یزد اد انتشاء ، و وجود الشهوة من
 احد هما یکفی بئہ

یا انتشار زیادہ ہو جائے، یعنی اگر تناسل پہلے منتشر تھا
 اس پر مہاں تک کہ گی کہ اگر اس نے ۲۰ تناسل کے
 انتشار کے بعد بیوی کو طلب کیا ہو یا طلب کرتے ہوئے
 غلطی سے بیوی کی بیٹی کی ران پر مل دیا تو اس لڑکی کو
 ماں حرام نہ ہوگی جب تک لڑکی کو چھوتے ہوئے انتشار

زیادہ نہ ہوا ہو، اور چھوتے وقت مرد یا عورت میں سے ایک کا شہوت میں ہونا حرمت کے لیے کافی ہے۔ (ت)

ہو شرع چلی کے منہ ۹ کے متعلقہ حاشیہ پر درج ہے نوسال یا اس سے زائد کی لڑکی کے واسطے معلوم ہوتی ہے : آنکہ
 وہ سال کی لڑکی پر بھی یہ مسئلہ عائد ہو سکتا ہے یعنی حرمت مصاہر ثابت ہو جائے گی یا کیا :

الجواب

ثبوت حرمت مصاہر کے لیے مشتملہ ہونا ضروری ہے جیسا کہ در مختار وغیرہ عامہ کتب میں تصریح ہے اور
 وجود لشهوة من احد هما یکفی (دونوں میں سے ایک کا شہوت سے ہونا کافی)۔ ت، کے یہ معنی نہیں کہ صرف یہ
 مشتملی اور دختر غیر مشتملہ یا عورت مشتملہ ہو اور لڑکا غیر مشتملی تو حرمت ثابت ہو جائے یہ کسی کا بھی قول نہیں
 بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ مشتملی ہو اور وہ مشتملہ اور بالفعل شہوت ایک کی طرف سے ہو مثلاً اس کے سوتے میں
 مس لشهوة کیا کہ اسے اطلاع بھی نہ ہوئی تو حرمت ہو گئی کہ وجود من احد ہما کافی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

منہ ۱۰۰ از ماہر ڈاک خانہ نمبر ۱۶ بجائی عرسلہ حاجی محمد سلیمان ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۴۰ھ

زید کا نکاح زید کی بھتیجی کی دختر سے حلال ہے یا حرام یعنی زید و بھتیجی دونوں بھائی ایک باپ مادر کی
 پشت سے ہیں، اب زید کا نکاح بھوک کی نواسی سے حلال ہے یا نہیں، جیسا خدا و رسول کا حکم ہو قرآن مجید

حدیث، فقہ سے حکم صادر فرمائیں، بھتیجی کی لڑکی سے اور بھانجی کی لڑکی سے اور بھتیجی کی بیٹی اور بھانجی کی لڑکی سے نکاح درست ہے اور بھتیجی و بھانجی سے تو حرام ہے مگر ان کی اولاد آل سے جائز ہے یا حرام ہے؟

الجواب

حرام قطعی ہے، یہ سب اس کی بیٹیاں ہیں، جیسے بھتیجی بھانجی دیکھ لیں، یہ ان کی اور بھتیجیوں اور بھانجیوں کی اولاد، اور اولاد اولاد کہتے ہی دور سلسلہ جائے سب حرام ہیں، بنات پوتیوں نوایسوں دور تک کے سلسلے سب کو شامل ہے جس طرح فرمایا گیا، حرمت علیکم اہل بیتکم و مناتکم تم پر ہم کی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں۔ اور ماؤں میں دادی نانی پر دادی، پر مانی جتنی اوپر ہوں سب داخل ہیں، اور بیٹیوں میں پوتی، نواسی، پر پوتی، پر نواسی جتنی ہوں نیچے سب داخل ہیں، یوں ہی فرمایا، و بنات الاخر و منات الاخر تم پر ہم کی گئیں بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں۔ ان میں بھی بھائی بہن کی پوتی، نواسی، پر پوتی، پر نواسی جتنی دور ہوں سب داخل ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴ از ضلع بہرائچ محلہ نانڑہ پورہ بکھان سیدہ منصب علی صاحب عرضی نوٹس مرسلہ سیدہ نصیر الدین صاحب

۲۴ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ

تریدہ سبب الہی مت سنہ ایک عورت شیوہ کے مطابق مذہب شیوہ چڑھایا اور نکاح بطریق اہلسنت نہیں کیا اور حقہ الطہرہ دیا، سب اپنے مذہب پر قائم رہے، ایسی حالت میں جو اولاد ہوئی وہ جائز یا ناجائز؟ بیٹو اتوجروا۔

الجواب

آج کل تہرانی رافضی علی العموم مرتدین ہیں اور مرتد مرد خواہ عورت سے دنیا بھر میں کسی کا نکاح نہیں ہو سکتا، جو کچھ اولاد ہوگی ولد الحلال نہیں ہو سکتی، عالمگیری میں فتاویٰ طہیریہ سے ہے،

يجب اكفاس الرواحض في قولهم رجعة الاموات الى الدنيا الى ان قالوا احكامهم احكام المتدينين و اخفيروں کے اس قول پر کہ فوت شدہ لوگ دنیا میں پھر واپس آئیں گے، ان کی تکفیر واجب ہے اور یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا ان کے احکام مرتدین کے لیے ہیں (ت)

اسی میں مبسوط سے ہے ۱

لہ القرآن الحکیم ۲۴/۴

سہ " " ۲۴/۴

لايجوز للمرأة ان يتزوج مرقدة ولا مصلية
ولا كاهنة اصلية، وكذلك لايجوز نكاح المرقدة
مرقدة کسی مرتدہ عورت، یا مسلمان یا اصل کا فر عورت سے
نکاح کرنا جائز نہیں اور یوں ہی مرتدہ عورت کا بھی کسی
ایک سے نکاح جائز نہیں۔ (ت)

اس کے بعد صیغہ نکان کی بحث کی کچھ حاجت نہیں، سنہیوں کے طور پر نکاح ہوتا تو کب ہو سکتا، واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۲۲ از میران پور تہ تحصیل تہ ضلع شاہجہان پور متصل چوک مرسلہ قسطنطنیہ صاحب نائب
۲۴ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

حاضر عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں، نیز یہ بھی تحریر فرمائیے کہ بوسہ آویزوں کے علاوہ کیا حال ہے،

الجواب

عورت جسے عدل سے حمل ہو دوسرے سے اس کا نکاح ناجائز ہے جب تک بچہ پیدا نہ ہوئے، اور
اگر بچہ شوہر عورت اور حمل زنا کا ہے تو اس سے عدل ہو سکتا ہے پھر اگر وہ بی نکاح کرے جس کا یہ حمل ہے تو وہ
پاس بھی جا سکتا ہے، اور اگر دوسرا شخص نکاح کرے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہوئے تو نہیں لگا سکتا۔ کسائی
الدر المختار وغیرہ جیسا کہ درج ہے۔ (ت) بوزہ نابالغ کے حکم میں ہے اس کا نکاح ولی کی اجازت
سے ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم و لا حول ولا قوۃ الا باللہ

مسئلہ ۲۲۳ زید نہایت بد میں صحابہ و معتودا مجرب ہے اور یہ عدلی عورت کو زنا وقت کرنا دشوار ہے اور زید کے
باپ نے اس عورت کو نظر بد سے دیکھا اور زنا کیا اس صورت میں وہ عورت اپنا نکاح کرنا چاہتی ہے تاکہ اپنی گوارا وقت
کرے اور اس حرام سے بچے، اس صورت میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ بیوقوف و جروا

الجواب

معاذ اللہ اگر یہ زنا ثابت ہو اور اس کا ثابت ہونا بہت دشوار ہے تو عورت اپنے شوہر پر ضرور ہمیشہ
حرام ہوگئی مگر نکاح سے نہ نکلی جب تک شوہر اپنی زبان سے اسے چھوڑنے کا کوئی لفظ نہ کہے۔ درختار میں ہے،

بعضہ المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل
لها التزوج الا بعد الطاركة والنقصا، العدة و
حرم مصاهرة سے نکاح ختم نہیں ہوتا اور عورت دوسرے
کو اس وقت تک حلال نہ ہوگی جب تک متارکہ اور اس
کی عدت پوری نہ ہو جائے۔ اس دوران ولی کو زنا نہیں قرار
دیا جائے گا۔ (ت)

۲۸۲/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	فصل فی المحرمات بالشکر	سے فتاویٰ ہندیہ
۱۸۸/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	باب فی المحرمات	سے درختار

اُسی میں ہے،

تجب اعدة بعد الوطء لا الخلوۃ بالطلاق
لا للموت من وقت التعریف او متاركة
الزوج وان لم تعلم المرأة بالمتاركة
في الاصل اه قال الشامي خص الشارح
المتاركة بالزوج كما فعل الزيد
لا لا ظاهرا ولا مضمنا انها لا تكون
من المرأة لصلامه ان فسخ هذا
النكاح يفسخ من كل منهما بمحض
الاخوة اتفاقا والفرق بين المتاركة و
الفسخ بعيد كذا في البحر
وفرق في التهربان المتاركة في معنى الطلاق
فيخص به الزوج اما الفسخ فمخرج
العقد فلا يخص به وان كانت
في معنى المتاركة واردة الخیر الرسل
بان الطلاق لا يتحقق في الفاسد
فكيف يقال ان المتاركة في معنى
الطلاق فالحق عدم الفرق
ولذا جزم به المقدسي في شرح
نظم الکتب الخ وتمامه فيما علقناه
على البحث اه ذكر فيه استناد
الرسل بما ليس له بل عليه كما

نکاح فاسد میں وقت تفریق یا متارکہ عورت پر طلع سے طلاق
والی عدت ہوگی محض نفوت سے یہ عدت واجب ہوگی
اور وہی خاوند کی موت سے مست کی
عدت ہوگی۔ عورت کو متارکہ کا علم نہ بھی ہو تب بھی خاوند کو
متارکہ سے تہ لازم ہوگا لہذا شیعی نے کہا کہ شارح نے
متارکہ کو خاوند کے ساتھ مختص کیا جیسا کہ کلام زہبی نے
کیا ہے کیونکہ ظاہر کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ متارکہ
کا حق عورت کو نہیں ہے حالانکہ اسس نکاح کا فسخ
مرد اور عورت دونوں کو ایک دوسرے کی موجودگی میں
بالاتفاق جائز ہے لہذا متارکہ اور فسخ میں فرق بعید ہے۔
تجربہ میں یوں ہی ہے جبکہ تہر میں فرق بتایا گیا ہے کہ
مرد و عورت دونوں کو اس لیے طلاق کی طرح خاوند
ہی متارکہ کر سکتا ہے، اور فسخ نکاح کو کالعدم قرار
دینے کا نام ہے اس لیے یہ خاوند سے مختص نہ ہوگا۔
اگرچہ متارکہ کا معنی پایا جاتا ہے۔ اسس کو خیر الدین علی
نے ذکر دیا اور کہا کہ فاسد نکاح میں طلاق کی ضرورت
نہیں ہوتی تو وہاں متارکہ، طلاق کے معنی میں کیسے
کہا جاسکتا ہے، لہذا حق یہی ہے کہ متارکہ اور فسخ
میں کوئی فرق نہیں، اسی لیے مقدسی نے نظم الکفر کی
شرح میں اس پر جزم کا اظہار کیا ہے۔ اور یہ تھا بحث
جو پر ہارسے حاشیہ میں ہے اور وہاں شامی نے

بينه في منحة الخلق وبالحمله فلا يشمت
 من كلامهم الا اختصاص الزوج
 بالتاركة ثم لا يشترط خلافه
 اصلا ، اقول وقول النهران
 المتاركة في معنف الطلاق
 معناه ان المتاركة في الفاسد
 في معنف الطلاق في الصحيح
 فلا يسه ما ذكر الرمل و
 ابيد الشام و اما الاستشكال
 بقولهم كما في الدرر ثبت لكل
 واحد منهما فسخه ولو بقدر محصور
 من صاحبه دخل بها الا في
 الاصله خروجاً عن المعصية فلا ينافي
 وجوبه بل يجب على القاصي
 التفرقة بينهما فاقول يترأى
 بوالله تعالى اعلم ان
 هذا فيما اذا وقع فاسدا كما اذا
 انكحها بلا شهود او بعد ما
 امها وذلك لانه لم يثبت له
 اليد الشرعية عليها اصلا وكانت
 كل منهما فسخه انزاله للمعصية
 وما ذكرناه هنا من
 تخصيص التاركة بالزوج فهو

خیر اندیش رملی کی جو دلیل ذکر کی وہ ان کے حق میں نہیں بلکہ
 ان کے خلاف ہے، جیسا کہ انھوں نے منحة الخلق میں
 اس کو ذکر کیا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ فقہاء کرام کے
 کلام سے متارکہ کا فائدہ کے ساتھ خاص ہونا ہی ثابت
 ہوتا ہے۔ اور اس کے خلاف کی بڑھک محسوس نہیں
 ہوتی۔ اقول تہر کے قول میں متارکہ، طلاق کے معنی
 میں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے فاسد نکاح میں متارکہ
 طلاق کے قائم مقام ہے صحیح قول میں، لہذا رملی کا اعتراض
 بے جا ہے اس کی تائید علامہ شامی نے کی ہے۔ بانی
 زیادہ اشکال جو فقہاء کی اس عبارت سے پیدا ہوتا ہے
 جس کو در میں اختیار کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کو
 فسخ کا اختیار ہے اگرچہ ایک دوسرے کی غیر حاضری میں
 - و تراجم ابیہ - تاکہ گناہ سے اجتناب ہو سکے
 اور یہ آپس کا متارکہ قاصی پر تفرق کے وجوب کے منافی
 نہیں ہے بلکہ قاضی دونوں میں تفرق کا حکم دے گا اور
 فاقول والله تعالیٰ اعلم بلکہ جو معلوم ہوتا ہے کہ
 یہ کہ مرد اور عورت دونوں کو بہر صورت فسخ کا اختیار اس
 صورت میں ہے جبکہ نکاح ابتدائی فاسد منعقد ہوا ہو
 جیسے غیر گواہوں کے نکاح یا منکوحہ کی ماں کو پہلے شہوت
 سے چھو چکا ہو، کیونکہ اس صورت میں خاوند کا بیوی پر
 شرعی حق ثابت ہی نہیں تھا اس لیے دونوں کو ایک دوسرے
 سے متارکہ کا حق ہے تاکہ گناہ کا ازالہ ہو جائے اور
 فقہاء کرام نے جو یہ کہا کہ متارکہ خاوند کا ہی حق ہے وہ

الجواب

سوتیلی ماں ماں نہیں، قال اللہ تعالیٰ، اِنَّ اُمَّهَتَهُمْ اِلَّا اُمَّهَاتُ وَلَوْلَا فِیْہِمْ (تمہاری مائیں ہی ہیں جنہوں نے تمہیں جنم دیا ہے۔ ت) اس کی سگی بہن سے نکاح جائز ہے۔ قال تعالیٰ، وَاَحِلُّ لَکُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِکُمْ (عورات کے علاوہ عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں۔ ت) واللہ اعلم

۲۳۶ھ ازراچہور مرسلہ فاروقی صاحب ایڈیٹر اخبار دبیر سکندری ۱۶ جمادی الآخرہ ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ نادرۃ الوقوع میں کہ زید اپنے بیٹے عمرو کی زوجہ سہدہ سے فعل حرام کا ترکہ کر لیا، کیا اس سے سہدہ کے نکاح باقی ہے یا نہیں؟ اور اگر عورت خود اقرار کرے کہ زید جو میرے شوہر کا باپ ہے وہ مجھ سے بالجبر وکلی کیا ہے اور زید منکر ہے تو کیا حکم؟ اور اگر زید و سہدہ دونوں اقرار کریں وقوع وکلی کا جب کیا حکم؟ پھر اگر وقوع وکلی کو شہادات سے ثابت کیا جائے تو شہادوں کی شہادت کی صورت کیسی ہوتی چاہئے؟

بیتنا وجود -

الجواب

اس فعل سے عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے مگر نکاح زائل نہیں ہوتا، نہ طہارت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے جب تک شوہر زندہ نہ ہو۔ مگر اگر کسی نے مجھے چھوڑا اور عدت گزارے اس کے بعد نکاح دوسرے سے کر سکے گی۔ درمختار میں ہے:

یحرمة المصاهرة لا یرفع النکاح حق لا یحل
لہا التزوج باخرا لا بعد التارکة وانقضاء
العدۃ ۱۰

عورت کا بطن کوئی چیز نہیں جب تک شوہر اس کی تصدیق نہ کرے۔ درمختار میں ہے:

لان المحرمۃ لیست الیہا قالوا وہ یدفع فی
جمیع الوجہ ذانیۃ ۱۰

۱۸۸/۱	طبع مجتبائی دہلی	باب فی المحرمات	۲/۵۱	سہ القرآن الکریم
۲۱۴/۱	" " "	باب الرضاخ	۲۴/۲	سہ " "
				سہ درمختار
				سہ " "

اور اگر پھر شہر بھی اقرار کرے جب بھی شہر پر رجعت نہیں۔

لَا تَدْرِي مَا فِي السَّائِلَةِ مِنْ ثَبَاتٍ بِشَهَادَةِ وَاحِدٍ
لَا مَسِيحٍ وَهِيَ عَلَى فِعْلِ نَفْسِهِ وَشَهَادَةِ الْمَرْءِ
عَلَى فِعْلِ نَفْسِهِ لَا تَقْبَلُ كَمَا لَمْ يَصُورْ عَلَيْهِ قَاطِبَةً .

ہاں اگر شہر کے قلب میں اس کا صدق واقع ہو تو اس پر واجب ہے کہ عورت کو اپنے اوپر حرام جانے اور متذکرہ
کو دے دے ورنہ پھر ہتھیار میں ہے

فَالْوَقْعُ عِنْدَهُ صَدَقَهُ وَجِبَاقَبُولُهُ
تو اگر اس کے دل میں اس کا صدق واقع ہو تو اسے
قبول کرنا اس پر واجب ہے۔ (ت)

یا دوشادہ مدنی کی گواہی سے یہ امر ثابت ہو اگرچہ اسی قدر کہ اس کے باپ نے اسے بشہوت مس کیا یا بشہوت
بوسہ کیا کہ حرمت کو اسی قدر کس ہے۔ تنویر الابصار میں ہے،

تَقْبَلُ الشَّهَادَةَ عَلَى النِّسْبِ وَالتَّقْبِيلِ عَنْ
مَشْهُودَةٍ فِي الْمُخْتَارِ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ

مسئلہ از ہدیل استیثس و ذوالخانہ صلیع ہرگلی مرسلہ حقاہاں صاحب ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنے خاص دادا کی پر تنی اور جو کہ اپنے خاص دادا کی بھانجی
کی لڑکی ہوتی ہے اور ایک دشتہ سے اپنی چھری چچی ہوتی ہیں اُن سے عقد کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

پر دادا کی پر تنی، دادا کی بھانجی کی بیٹی، چھری خواہ حقیقی چچی، اس میں کوئی دشتہ مانعت نکاح
کا نہیں، اس سے نکاح جائز ہے جبکہ رضاعت وغیرہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از صلیع پورینہ ڈاکخانہ فارس گنجی از دکان نجفی شاہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی خوش اہن سے قصداً
و علی کی اب اس کی بی بی کا نکاح اُس کے ساتھ قائم رہا یا نہیں یا پھر اُس کے ساتھ دوبارہ نکاح کرے

یا نہیں؟ بینوا تو جردا۔

الجواب

جس نے اپنی منکوحہ کی حقیقی ماں سے وطی کی یا اسے قصداً خواہ کسی طرح بشہوت ہاتھ لگایا اس کی عورت اس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی، کبھی نہ اسے رکھ سکتا ہے نہ کسی حال میں اس سے دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اس پر فرض ہے کہ عورت کو فوراً چھوڑ دے تاکہ وہ اس کے نکاح سے باہر ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۹ از موضع چنگا ڈاک خانہ درو ضلع بریلی مسئلہ بدایت اللہ صاحب پارچہ فروش ۱۲ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ مریم دمسماۃ سکینہ کی والدہ ایک ہے لیکن باپ دونوں کے علیحدہ علیحدہ ہیں، اب مسماۃ مریم کی ایک دختر ہے جس کا نکاح مسماۃ مریم نے بچہ کے ساتھ کر دیا ہے، اب بچہ اپنی زوجہ کی حالت کو جس کا نام سکینہ ہے نکاح میں لانا چاہتا ہے، نزدیک اللہ و رسول کے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جردا۔

الجواب

سکینہ سے اس کا نکاح حرام ہے، ہاں جب اس کی یہ عورت مر جائے یا یہ اس کو طلاق دے دے اور عدت گزر جائے اس وقت سکینہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۰ از موضع لان پور ڈاک خانہ موہن پور ضلع بنگال مسئلہ میر الدین احمد کرلوی لال پوری ۱۲ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اخت علاتی کی لڑکی کی لڑکی کے ساتھ نکاح حلالی سے یا حرام؟ بینوا تو جردا۔

الجواب

اختی علاتی بہن کی بڑی سے نکاح حرام قطعی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۱ از موضع میوندی ڈاک خانہ شاہی ضلع بریلی مسئلہ سید امیر عالم حسن صاحب ۱۶ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنا نکاح کسی عورت سے کیا اور اس عورت کی ایک دختر بھی پہلے شوہر کی اس کے ساتھ تھی، بعد چھ مدت کے اس عورت کا انتقال ہو گیا، اب زید یہ چاہتا ہے کہ میں اس لڑکی کے ساتھ اپنا نکاح کر لوں تو یہ نکاح کرنا درست ہے یا نہیں اگرچہ بی بی گھر میں ہو یا نہ ہو اور اگر ایسا کر لیا ہو تو کیا حکم شریعت ہے ایسے لوگوں کے لیے؟ بینوا تو جردا۔

الجواب

اگر اس عورت سے خلوت نہ ہوئی تھی تو اُس کے بعد اُس کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے ورنہ حرام، اور اگر کر لیا تو جُدا کر دینا اور جُدا ہو جانا فرض قطعی۔ قال اللہ تعالیٰ: وریا نیکو لستی فی جھورکم من نسا نکم الف دخلتم بہن فان لم تکنوا دحلتم بہن فلا جناح علیکم ولہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تمہاری مدخلہ بیویوں کی وہ بیٹیاں جو تمہارے پاس زیر پرورش ہیں، اور اگر بیویوں سے دخول نہ کیا ہو تو تمہیں جناحت نہیں۔ دت، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۲ از موضع سوئی ڈاک خانہ امیرا خلیفہ علی بیعت مدرسہ محمد نور صاحب ۱۷ شوال ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سنی عبد الرزاق نے ایک مسماۃ محمودہ عرفہ لورجہاں کے ساتھ نکاح کیا اور اُس کے بعد اس کی بی بی جو ایک ماں سے پیدا ہوئی تھی مگر باپ دونوں کا وہیں اس کا نام مسماۃ نجین ہے نکاح کر لیا، عرصہ تقریباً پندرہ سے زائد ہو گیا۔ مسلمانوں نے یہاں کے اس کو بہت برا سمجھا اور اُس سے کہا کہ ایک عورت کو دووں میں سے طلاق دے دو، مگر نہیں سمجھا۔ اس پر مسلمانوں نے اپنا ترک کر دیا تو وہ مجبور ہو گیا، مسماۃ لورجہاں زوجہ اولیٰ سخت بیمار ہو گئی کہ سس کے پاس دوں کا ٹیٹ دسوا رہی تھی۔ اُس نے خواہش کی میری طلاق ہو جائے تو افضل ہے، اور مسماۃ لورجہاں اب عرصہ ایک ہفتہ سے کسی جگہ طاعت شوہر گھر سے چلی گئی ہے اور سنو ز مفقود الخیر ہے، اب عبد الرزاق و لورجہاں مفقود الخیر کی خواہش یہ تھی کہ ہم میں باہمی طلاق ہو جائے اور مسماۃ نجین سے نکاح ہو جاوے تو مناسب ہو، ایسی صورت میں مسماۃ لورجہاں کو طلاق دے سکتا ہے یا نہیں اور نجین سے دوبارہ نکاح پڑھا سکتا ہے یا نہیں، جینو التوجروا۔

الجواب

لورجہاں کو طلاق دینے کے بعد اُس کی عدت گزر جائے یعنی اُسے تین حیض آکر ختم ہو جائیں اُس کے بعد نجین سے نکاح کر سکتا ہے ورنہ حرام حرام حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۳ از ہجرتہ محلہ بنیہ پارہ مدرسہ دارالعلوم مدرسہ میر احسان علی صاحب درس ۵ ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جس نے اپنی عورت کو طلاق دے دیا ایک ہفتہ ہو طلاق دے کر، اور جس شخص سے اب نکاح ہو گا وہ عورت اُسی شخص کے گھر سے ہے مگر وہ شخص باہر رہتا ہے

اور مکان کے نہیں جاتا، کتا ہے کہ جب تک نکاح نہ ہوگا اندر نہ جاؤں گا اور عورت کی دایہ وغیرہ سے حسبِ پنج
کرایا گیا کہ محل تو نہیں ہے، معلوم ہوا کہ محل نہیں ہے اس صورت میں اگر نکاح کر دیا جائے تو گناہ تو نہیں
ہو سکتا؛ جلد ہی اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ شیطان ہر وقت بسکتا ہے، اس صورت میں جلد نکاح کرنا جاوے
اس پر کیا حکم ہے؛ صرف گناہ کا خیال کر کے ایسا ہو کر عدت کے اندر نکاح کر دیا جائے محل نہیں ہے، جینا تو جودا

الجواب

عدت کے اندر نکاح حرام حرام حرام۔ نکاح تو نکاح، نکاح کا پیام دینا حرام۔ اگر نکاح ہوا اور قرابت
ہو نہ لڑنا ہوگا، اس سے زیادہ یہاں شیطان کا بسکنا اور کیا ہے جسے خود چاہ رہے ہو، عورت کو ایامِ عدت
شوہر سے کے مکان پر چڑے کرنے پر فرض ہیں وہاں سے نکلنا حرام ہے، اب کہ نکل آئی ہے، فرض ہے کہ فوراً
شوہر کے یہاں چلی جائے اور وہیں عدت کے دن پورے کرے، اگر یہاں سے وہاں تک تین دن کی راہ نہ ہو، ورنہ الطینان
کی جگہ رہے، اس شخص کے یہاں جب تک ہرگز نہ رہے جس سے انحراف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۵۵ از مقام نائبہ چھٹا ڈاک خانہ دروۃ تحصیل کچھارہ مرسلہ عبداللہ صاحب غیب نبیہ

۱۰ ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین، اس مسئلہ میں کہ برہنہ کی یہ حقیقت یہ ایک اب دونوں کے حبس ہیں
ایک خیاطہ دوسرا بابت، اب حرم کی ایک دختر ہے جس کا نام غافلہ ہے اور غافلہ کا نکاح زید کے ساتھ ہو گیا ہے
اب زید اپنی زوجہ کی حقیقی خالہ کو نکاح میں لاکر دونوں سے ہمبستر ہو رہا ہے اس صورت میں اللہ و رسول کا کیا
حکم ہے جو عمل و صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کیا دونوں نکاح جائز ہیں، جینا تو جودا۔

الجواب

حرام حرام حرام قطعی حرام، اس پر فرض ہے کہ اپنی زوجہ کی خالہ کو چھوڑ دے اور جب تک اس کی
عدت گزیرے زوجہ کو ہاتھ لگانا بھی اس پر حرام ہے جب اس کی خالہ عدت سے نکل جائے اس وقت اسے اپنی
زوجہ کے پاس جانا حلال ہوگا، اللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۵ از سلطان پور ملک اودھ مرسلہ عبداللہ صاحب غرض نریس کچھری دیوانی ۸ ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی تین شادیاں ہوئیں، زوجہ اول سے ایک لڑکی پیدا
ہوئی اور اس کی شادی زید کے حقیقی بھتیجے کے ساتھ ہوئی اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو زید کی حقیقی نواسی
ہوئی، اور زید کی تیسری شادی جو ہوئی اس سے تین لڑکیاں ہیں اب زید اس اپنے لڑکے یعنی زید کی شادی اپنے
حقیقی بھتیجے کی لڑکی کے ساتھ کیا چاہتا ہے پس ایسی حالت میں جائز ہے یا ناجائز؟ جینا تو جودا۔

الجواب

حرام حرام حرام، وہ صرف اس کے بھائی کی پوتی نہیں جو اس کے بیٹے کو حلال بنو اور اس کی نواسی بھی ہے تو اس کے بیٹے کی بھانجی ہے اگرچہ بیٹا اور درجہ سے ہے اور نواسی اور سے تھی بہر حال بھانجی ہے اور بھانجی حرام قال اللہ تعالیٰ: **وَبَنَاتِ الْأَخْتِ** اور تمہاری بھانجیاں حرام ہیں۔ (ت) **وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ**

مسئلہ ۲۵۶ از شہر آگرہ کھوگل نانی منڈی مسئلہ جنم بخش صاحب مالک کا رخا نہ جنم شو میکلری ۱۶ صفر ۱۳۳۲ھ

یہ فرماتے ہیں غنائے دین اس مسئلہ میں کہ زید جو پابند مذہب اہل سنت و جماعت تھا اس نے اپنا عقد نکاح سماء ہندہ کے ساتھ کیا جو مذہب اہل شیعہ رکھتی تھی، زید نے اپنے بیٹے محمد کا نکاح جو بطن ہندہ سے پیدا ہوا تھا بحالت نابالغی جو کہ لڑکی علیحدہ نابالغہ کے ساتھ کر دیا اور جو نابالغی و نکاح علیحدہ کی وداہ نہیں ہوئی علیحدہ نجیب الظہین اہلسنت والجماعت ہے۔ زید بقضائے الہی فوت ہو گیا، زید کی یزد ہندہ نیز اس کی تمام اولاد ہر طریقہ سے پابند اہل شیعہ ہے، محمد اب باطل ہو کر چاہتا ہے کہ اپنی زوجہ کو رخصت کر کے لے جائے، علیحدہ بھی اب چونکہ نابالغہ ہے وہ اپنے عقد میں ایک غیر مذہب کے آدمی شیعہ کو منظور نہیں کرتی اور اس کے ساتھ جہان نہیں چاہتی نیز والدین علیحدہ بھی اب وداہ سے انکاری ہیں، اندر میں صورت یہ نکاح علیحدہ کا جو بحالت نابالغی ایک شیعہ کے ساتھ ہوا تھا اور جسے شرع شریف ناظر باطل، و علیہ ایہ عقد نکاح کسی دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا تو جرد۔

الجواب

آج کل جو لوگ شیعہ کہلاتے ہیں یعنی تہرائی رافضی اُن کے ساتھ نکاح باطل محض ہے، اگر علیحدہ اور اُس کے اوپر سب رافضی ہیں تو ائمہ و رسول رافضی نہیں، علیحدہ کو وام ہے کہ اپنے آپ کو اُس کی زوجیت میں لے لے۔ فتاویٰ ظہیریہ و صلیحہ نیر و عالمگیری میں مثال روافض کے لیے ہے احکامہم احکام الصر تدیق (ان کے احکام مرتدین والے ہیں۔ ت) نیز عالمگیری میں ہے:

لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلية وكذلك لا یجوز نکاح المرتد مع احدیہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مرتد کا مرتدہ، مسلمہ اور اصلی کافہ عورت سے نکاح جائز نہیں، اور یوں ہی مرتدہ کو بھی کسی سے نکاح جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۰۵/۱	مکتبہ فوریر رضویہ فیصل آباد	والاستغفار بالشریعة کفرای ردہ	لے الحدیث النذیہ
۲۸۲/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	فصل المحرمات بالشک	لے فتاویٰ ہندیہ

مسئلہ ۲۵۷ از شمس آباد ضلع کھیل پور مسئلہ مولانا مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب ۱۶ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید خود عرصہ تیرہ برس سے ملک افریقہ میں رہتا ہے اُس کی خوشدامن کہتی ہے کہ اُس نے میرے ساتھ فعل بد کیا ہے اس پر دو گواہ اس امر کے معائنہ کے ہیں کہ ایک کہتا ہے کہ میں بوقت دوپہر کے فلاں مقام میں دونوں کو عین مشغولی میں دیکھا، دوسرا کہتا ہے کہ دونوں کو کچڑ سے پختہ ہوئے دیکھا ہے، اُس موقع تک کل لوگ ہر ایک مکان کے ایک دو آدمی جن کا مجموعہ ۵۰ نفر ہوتے ہیں یہی کہتے ہیں کہ قرآن فاعل سے ہم لوگ جانتے ہیں کہ زید اور اس کی خوشدامن باہم بد معاشرت تھے اور ان کے ناجائز تعلق میں کوئی شک نہ تھا، برابر دس برس تک دونوں کا باہم اختلاط اور اجسا ط رہا، جب ان دو گواہوں نے اُن کو ایسی کرہ ضرورت میں دیکھا تب سے زید فرار کر گیا اور ایک دوسرے سے کہہ گیا کہ اب میری عورت غیر مدخولہ جو کہ اس خوشدامن کی دختر ہے میرے پور حرام ہے جس کو اُس کا دل چاہے دے دے، اس کی عورت اب عرصہ آٹھ دس برس سے جو ان ہے اور خود خوش و سکونت کی اس کو بہت تکلیف ہے اور غالب گمان ہے کہ کہیں جرائم کاری میں مبتلا ہو جائے پس اگر کوئی عالم افتد اور عا اُس علاقہ کا بموجب جہارت حدیثہ نذیر،

و اد، خلا الزمان من سلطان دی کفایۃ جب زمانہ موثر حکمران سے عالی ہو تو تم فیصلہ طلب
خالا مورکھ مفوضۃ الی احیاء اصیاء اور علماء کے سپرد کر گئے اور وہ والی قسدر
ولادت

کے اُس غائب کے باپ کے مدبر و یا اس کی طرف سے کسی کو ذکیل کر کے اُس پر بیع و فوی و شہادت کر کے تفریق کا حکم دے دے وہ تو درست ہو گیا یا نہیں، اور اگر درست ہے تو چونکہ غائب ولایت قاضی میں نہیں ہوتا اُس کی طرف سے سطر کچڑے کی کیا صورت ہو سکتی ہے، شامی جلد ۴ ص ۲۵۲ میں باب القضا میں وفي البیحد و
المصتدان ان القضاء علی المسخر الز (محرم میں ہے سخر کے خلاف فیصلہ صادر کرنے سے متعلق مقدمہ قول) کے متعلق ہے،
وتفسیر المسخر ان ینصب القاضی و کیلا اور سخر کی تفسیر یہ ہے کہ قاضی کسی غائب شخص کی طرف سے
عن الغائب لیسمع الخصومة علیه و شرطہ کسی کو ذکیل بنائے تاکہ وہ غائب کے خلاف الزامات
عند القائل بہ ان یکون الغائب فی ولایۃ کو سن سکے، لیکن اس کے ہمارے قائل کے ہاں یہ
القاضی بہ شرط ہے کہ وہ غائب شخص اس قاضی کے علاقہ میں ہو۔

سہ الحدیثۃ النذیر النوع الثالث من انواع العلوم الثلاثۃ فی توجہ رضو فیصل آباد ۳۵۱/۱
سہ رد المحتار فصل فی الجبس مطلب فی القضا علی المسخر دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۳۹/۴

الجواب

صورت مسطورہ اگر واقعی ہے تو اصلہ کسی قصا کی حاجت و تفریق کی ضرورت نہ مسخر و کار نہ قضا علی انفس عورت کو اختیار ہے فی الحال جہاں چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے، یہ دو حال سے خالی ہیں، یہ حرمت مصاہرت یا تو نکاح و خیر سے پہلے ہوئی یا بعد، اگر پہلے ہوئی تو نکاح سرے سے فاسد و مردود واقع ہوا، عورت بذات خود اسے فسخ کر سکتی ہے اگرچہ شوہر کی غیبت میں کہ وہ معصیت ہے اور اعدام معصیت سب پر واجب، کماحقہ قضا فیما علی رد المحتار من علقنا (جیسا کہ رد المحتار کے حاشیہ میں ہم نے اس کی تحقیق کی ہے۔ ت۔ در مختار میں ہے،

(و) یثبت لكل واحد منهما فسخه ولو بغیر محض من صاحبه دخل بها او لا فی لاصح خروج عن المعصية فلا ینافی فی وجوبه۔

اور دونوں مرد و عورت کے لیے اس نکاح کو ایک دوسرے کی موجودگی کے بغیر بھی فسخ کرنا جائز ہے دخول کیا ہو یا نہ کیا بوجہ قول میں تا کہ غنا کو ختم کیا جاسکے، اور یہ بات قاضی پر تفریق کے وجہ سے متنازع نہیں ہے۔

اور اگر وہ حرمت مصاہرت بعد نکاح واقع ہوئی تو نکاح فاسد تو ہو گیا مگر بلا متارکہ فسخ نہ ہو گا، اور حرمت کو دوسری جگہ نکاح کا اختیار نہ ہو گا اور یہ کہ شوہر کی رفسا سے کہ تینا و بہ و فقہا علی ابن عابدین علقنا (جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور رد المحتار کے حاشیہ میں بھی اسی کی توفیق دی گئی۔ ت۔ در مختار میں ہے،

بحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج باخرا لا بعد المتاركة وانقضاء العدة والوطى بها لا يكون رتقا۔

حرمت مصاہرہ سے نکاح ختم نہیں ہوتا اسی لیے عورت کو دوسرے شخص سے نکاح اس وقت تک جائز نہیں جب تک متارکہ کے بعد عدت نہ گزر جائے، اس دوران خاوند کی اس سے وطی کو زنا کا مکرمہ دیا جائیگا۔ (ت۔

اُسی میں ہے،

مسند وہ (ای العدة) فی النکاح الفاسد بعد التفریق من القاضی بینہما او المتاركة عدت کی ابتداء متارکہ یا قاضی کی تفریق کے بعد ہوگی، متارکہ سے مراد خاوند کا دخول بوری سے علیحدگی کا اعلان

ای اظہار العزم من الزوج علی ترک وطئها ہے صرف وطی کے ترک کا عزم کافی نہیں ہے۔ دست
لا مجرد العزم لو صد خولہ

یہاں تک کہ زید نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ اب یہ میری عورت غیر مذلولہ میرے اوپر حرام ہے جس کو اس کا
دل چاہے دے دے بالاتفاق متارکہ ہو گیا اور نکاح فسخ ہو گیا قصار قاضی کی کچھ حاجت نہیں، نہ غیر مذلولہ کو عدت
کی حاجت، اس وقت جس سے چاہے نکاح کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۵ از قصبہ ایرافال علماء سادات ضلع فقہور مرسلہ سید محمد رفیع صاحب ۲۸ صفر ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی فقیر نے مسماۃ بیبا کا (جس کا اس کی گود میں مسماۃ
حقیقہ اس کی لڑکی دودھ پیتی تھی) اندر نیام رضاعت کے دودھ پیا، اسی مسماۃ بیبا کے دوسری لڑکی مسماۃ فہیم
پیدا ہوئی، اب فقیر نے نکاح مسماۃ فہیم کے ساتھ کیا کیا یہ نکاح شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے
تو مسماۃ فہیم کسی دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور فہیم کو فقیر سے طلاق حاصل کرنے کی ضرورت
ہے یا نہیں؟ بینوا تو حردا۔

الجواب

بیبا کی اگلی پھل سب لڑکیاں فقیر کے حقیقی نہیں ہیں اور اس میں کسی سے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا
حرام محض ہے، اس پر فرض ہے نہیں فوراً چھوڑ دے اور وہ نہ چھوڑے تو نہیں پر فرض ہے کہ فوراً اس فاسد
نکاح کو فسخ کر دے اور عدت کے بعد جس سے چاہے نکاح کر لے۔ درمختار میں ہے ۱

یثبت لكل واحد منہما فسخہ ولو بعد محض
من صاحبہ دخل بها ولا في الاصل خروجها
عن المعصية فلا ينافي وجوبه۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مرد و عورت ہر ایک کو فسخ کا حق حاصل ہے خواہ دوسرے
کی موجودگی ہو یا نہ ہو، دخول کیا ہو یا نہ، اصل قول میں
تاکہ گناہ کو ختم کیا جاسکے، اور یہ بات قاضی پرچہ ترقی کے
مخافی نہیں ہے۔ دست۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۶ از موضع خوردنو ڈاک خانہ بدوسرائے ضلع بارہ بنکی مرسلہ صفدر علی صاحب

۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد فوت ہونے بیوی کے، بیوی کی عائدہ و علم سے نکاح جائز

۲۵۸/۱	مصلح مجتہد دہلی	باب فی العدة	سے درمختار
۲۰۱/۱	" " "	باب فی المهر	سے

ہے یا جائز؟ اور طلاق دینے پر یا لڑکے کے مرجانے پر ہو کے ساتھ نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب

زوجہ کے مرنے پر اس کی حالہ و عقد سے نکاح جائز ہے۔ قال تعالیٰ، واصل نکم ما وراہ ذلکم (اور مہبت کے سوا عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ ت) اور بیٹا مرنے سے نکاح طلاق دے دے اس کی زوجہ سے نکاح ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہے۔ قال تعالیٰ، واصل ایسا نکم (اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں۔ ت) دائرہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۰ از پرسونہ پرنسپل مرسلہ شیخ کریم اللہ و مفتی الدین و معین الدین و سعدی و شیخ مسیت زیندار و بندہ حقان و واحد کھیا و علانی ۲۶ ربیع الآخر شریعت ۱۳۳۸ھ

جناب عالی! گزارش ہے کہ کسی میٹھو خور باف نے نکاح کیا تھا، اس کی بی بی کے ساتھ ایک لڑکی آئی تھی اس کے ساتھ کسی میٹھو دہ کو دے کر نکاح کیا تھا، اس کی لڑکی کا بھی پیدا ہوا ہے اب اس کو علیحدہ کر دیا ہے وہ اپنی خطی معاف کرانا چاہتا ہے، حضور پر نور اس امر میں کیا فتویٰ فرماتے ہیں؟ فقط

الجواب

اُس کی عورت اس پر میٹھو دہ سے ہوتی اس رخصت سے کہ فرزند اسے چھوڑ دے اور اب کبھی اُس سے کسی طرح نکاح نہیں کر سکتا، نہ کبھی کسی طرح اس لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے، یہ اس کی بی بی کی جگہ ہے اور بی بی کی جگہ ہو گئی، دونوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئیں، دونوں کو فرزند اگر دے اور بچے دلی سے تائب ہو اور نماز کی پوری پابندی کرے تو اُسے ملائیں ورنہ ہمیشہ برادری سے خارج رکھیں۔ دائرہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۱ از پیران شہن معرفت سٹیشن میانہ محلہ قصاب و آڑہ مرسلہ کمال بھائی یار و بھائی

۲۸ ربیع الآخر شریعت ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مثلاً تجھ کے دو فرزند ہیں ایک کا نام زید ہے دوسرے کا عمرو، زید کا نکاح ہونے سے ایک دختر پیدا ہوئی جس کا نام فاطمہ ہے، اب فاطمہ کی شادی ہونے سے فاطمہ کے ایک دختر پیدا ہوئی جس کا نام مریم ہے، اب مریم کا نکاح عمرو کے ساتھ از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ اور اس میں دودھ کا تعلق کسی طرف سے اور کسی ذریعہ سے کسی کا بھی نہیں؟ اور یہ جو دونوں نسب زند

بجڑ کے ہیں یعنی زید و عمرو ان دونوں کی والدہ الگ الگ ہے۔ مینا تو جردا

الجواب

زید عمرو کا بھائی ہے، فاطمہ عمرو کی بھتیجی ہے، مریم عمرو کی بھتیجی کی بیٹی ہے۔ جیسے بھتیجی حرام ہے یونہی بھتیجی کی بیٹی حرام ہے، بھتیجی بیٹی ہے اور بھتیجی کی بیٹی نواسی۔ عمرو مریم کا نانا ہے، نانا کے لیے نواسی کیسے حلال ہو سکتی ہے، قال اللہ تعالیٰ: وبنات الاخوان پر بھائی کی بیٹیاں حرام ہیں۔ بیٹیوں میں نواسیاں پوتیاں بھی داخل ہیں، جیسے فرمایا، حرم علیکم امهاتکم و بناتکم تم پر حرام ہیں تمہاری مائیں تمہاری بیٹیاں۔ بیٹیوں میں نواسی پوتی داخل نہ ہوں تو آدمی پر خود اس کی پوتی نواسی کہاں سے حرام ہوگی کہ قرن محسب میں تو بیٹیاں حرام فرمائیں اور یہ محرمات گنا کر فرمایا،

و احمل لحکم ما حرموا و ذلککم یحکمون ان کے سوا اور جو میں وہ تم پر حلال ہیں۔

بالجملہ بھائی کی نواسی حرام ہونے سے انکار قرآن و اسلام سے انکار ہے۔ تعالٰیٰ میں ہے:

حرم علی النسا: اصلہ و فرعہ و فروع اصلہ مرد پر اس کے اصول و فروع اور اصل قریب یعنی ما القرینۃ ام۔ باپ کے فروع حرام ہیں الم دت۔

جامع الرموز میں ہے:

من الاخوات لاب و امہ او لاحد ہما و بنات سگی بہنیں یا ماں یا باپ کی طرف سے بہنیں اور

الاخوة وان بعدت شی و اللہ تعالیٰ اعلم بھتیجیاں نیچے تک۔ دت۔ اللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۱ از شہر ربلی سبزی مندی مسئلہ کبیر احمد صاحب ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی نواسی زوجہ اول سے اور زید کا لڑکا زوجہ ثانیہ سے جس کو ایک شخص غیر نے پالا ہے، کیا پس زید زید کی نواسی کی لڑکی سے عقد کر سکتا ہے؟ مینا تو جردا

الجواب

حرام ہے، وہ اس کی بھانجی کی بیٹی ہے اس کی نواسی کی جگہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سہ القرآن الکریم ۲۳/۴

سہ القرآن الکریم ۲۳/۴

سہ ۲۳/۴

سہ مختصر اوقایۃ فی مسائل الہدایۃ کتاب النکاح فور محمد کا رخانہ تجارت کتب کراچی ص ۵۲

سہ جامع الرموز کتاب النکاح مکتبہ الاسلام گنبد قاسم ایران ۳۳۹/۱

مسئلہ ۲۶۳ از فتح پور محلہ سیدہ آرزو مرسلہ نور خاں محرمہ محمدیہ رضاں وکیل ہائی کورٹ

۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اور جرود دونوں کی عورتیں رشتہ میں سگی بہنیں تھیں، زید کی بی بی کے عین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں، محمد اُن کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی مرگئی، اور ایک لڑکا بیوہ موجود ہے، اور جرود کی بی بی کا ایک لڑکا بن گیا موجود ہے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ جب زید کا پہلا لڑکا پیدا ہوا ہے تو جرود کے اس لڑکے نے اپنی خالہ یعنی زید کی بی بی کا دودھ پیا تھا، بعد اس کے تین اولاد کے بعد زید کی یہ لڑکی پیدا ہوئی جو اس وقت بیوہ موجود ہے، اس سے جرود کے کنوارے لڑکے کا نکاح درست ہے یا ہو سکتا ہے جبکہ بکر کے بیٹے نے زید کی بی بی کا دودھ پیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ زید کی بی بی کا دودھ جرود کے بیٹے نے پیا ہے اور زید کی بیٹی یہ اس دودھ شرکی بھائی کی تیسری اولاد کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ بیٹو اتوجروا

الجواب

ان دونوں کا نکاح حرام قطعی ہے، وہ آپس میں سگی بھائی بہن ہیں، عین یا تیس اولاد کے بعد اس لڑکی کا پیدا ہونا زید اور زید کی بی بی کو بکر کے بیٹے کے ماں باپ ہونے سے خارج نہ کرے گا، ذان کی کسی اولاد کو پس بکر کے بھائی بہن ہونے سے۔ قال اللہ تعالیٰ: وَاِخْوَانُكُمْ مِنْ الرِّضَاعَةِ (اور تمہاری رضاعی بہنیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۴ از قوابل گنج ضلع بریلی مرسلہ سیدہ مارحمن صاحب ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ

زید کی زوجہ ہندہ کی بمشیرہ زادہ ہے، زادہ کے زید سے بلا نکاح لڑکا پیدا ہوا، ہندہ کے ساتھ زید کا نکاح رہا یا نہیں؟ اور زادہ کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بیٹو اتوجروا۔

الجواب

ہندہ بدستور اُس کے نکاح میں ہے، سالی کے ساتھ زنا حرام ہے مگر عورت کو حرام نہیں کرتا، زادہ سے جب تک ہندہ اس کے نکاح میں ہے نکاح نہیں کر سکتا، اگر ہندہ مر جائے تو اسی وقت یا یہ اُسے طلاق دے دے تو عدت گزرنے پر زادہ سے نکاح کر سکے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۵ از لاہور مسجد نجم شاہی مسئلہ مولوی احمد الدین صاحب ۶ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

زید نے ہندہ سے نکاح کیا بحالت نابالغی ہندہ زید نے اُس سے وطی کی، بعد وطی ہندہ کو طلاق دے دی

اُس نے عمرو سے نکاح کیا عمرو سے بندہ کے لڑکی پیدا ہوئی تو یہ لڑکی زید پر حرام ہے یا نہیں؟ ماں سے محض نکاح بیٹی کو حرام کرتا ہے یا نہیں، یوں ہی بیٹی سے نکاح ماں کو؟ دونوں میں وہی شرط حرمت ہے یا نہیں؟ اور وہی کے لیے کیا بلوغت و دخول شرط ہے؟ جینو، تو جروا

الجواب

شریعت مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ بیٹی سے مجرد نکاح ماں کو حرام ابدی کرتا ہے وہی کی شرط نہیں۔ قال تعالیٰ: **وَالْمَهَلُ فَنَسَائِكُمْ** (تمہاری بیویوں کی مائیں۔ ست)، اور وہی ہو تو بہرہ اولیٰ نکاحاً جو کہ بالاجماع اور بلا نکاح ہو تو ہمارے نزدیک اور ماں سے مجرد نکاح بیٹی کو حرام نہیں کرتا حسب تک وہی نہ ہو، قال تعالیٰ: **وَرَبُّنَا نَسَكُمُ الْفِي حُجُودِكُمْ فَنَسَائِكُمُ الْفَتَى** تمہاری مدخولہ بیویوں کی وہ بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں داخلہم بہن ماں نہ تھو کہ وہ مدخولہ ہمیں فلاحاً **وَالْمَهَلُ فَنَسَائِكُمْ** ہیں، اور اگر تم نے بیویوں سے دخول نہ کیا تو تم پر **عَلَيْكُمْ يَتَى** ممانعت نہیں۔ (ست)

ہاں اگر وہی ہو تو حرم لائے گی اسی تفصیل پر کہ نکاح میں بالاجماع اور بلا نکاح ہمارے نزدیک تو وہ صغیرہ نابالغہ جس سے زید نے صحبت کی پھر طلاق دے دی اور اس نے دوسرے سے نکاح کیا اور اس سے اس عورت کے بیٹی پیدا ہوئی یہ بیٹی قطعاً شوہر اول پر حرام ہے کہ جب صحبت کی دھبہ بھس سداق آگیاں جو نکاح کی شرط نہیں ہاں اگر صغیرہ چار پانچ برس کی بچی ہو جہاں ایلا جحشہ ممکن نہ ہو تو البتہ نعمت نہ ہوگی کہ صحبت نہ ہوگی اور مدخولہ کی ماں مطلقاً حرام ہے خواہ مدخولہ بالاحلال ہو یا بالانحرام، اور زوجہ کی والدہ اپنی ماں کی طرح ہے زوجہ کے مرنے یا طلاق ہو کر عدت گزرنے کے بعد بھی کسی طرح حلال نہیں ہو سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از موضع سہد حولی ضلع برکی مستور غفور صاحب ۲۴ شعبان ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع میں اس مسئلہ میں کہ علاوہ چچی و چھوچی و دھانی و دادی و نانی و والدہ وغیرہ کے رشتہ داروں میں کس عورت سے نکاح جائز ہے؟ جینو، تو جروا

الجواب

چچی اور دھانی سے بھی نکاح جائز ہے۔ نسبی رشتوں میں چار قسم کی عورتیں حرام ہیں، ایک وہ کیچڑی کی اولاد سے ہے جیسے ماں، دادی، نانی کہنے ہی اور پر کی ہوں۔ دوسری وہ جو اس کی اولاد میں جیسے بیٹی، پوتی، نواسی کہنے ہی نیچے کی ہوں۔ تیسری وہ جو اس کے ماں یا باپ کی اولاد خواہ اولاد در اولاد جیسے بہن، بھانجی، بھتیجی اور ان کی

اور بھائیوں بھتیجیوں کی اولاد کتنی ہی دُور ہوں۔

چوتھی وہ کہناں باپ کے سوا اور جن کی اولاد سے یہ شخص ہے جیسے دادا، داری، تانا، نانی کہتے ہیں اور کے ہونی ان کی خاص اسی اولاد جیسے اپنی چھوٹی خالہ یا اپنے ماں یا دادا یا دادی یا نانا یا نانی کی چھوٹی خالہ، ان لوگوں کی اولاد کی اولاد حرام نہیں جیسے چھوٹی کی بیٹی یا خالہ کی بیٹی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۸ از موضع سندھوئی ضلع بریلی مسئول فقیر صاحب ۲۷ شعبان ۱۳۳۸ھ

یہ دوائے میں علمائے دین و متیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک کنواری لڑکی کا حمل زیدہ سے رہ گیا اس کے والدین نے طرہ کے ساتھ نکاح کر دیا، اب علمائے دین کی خدمت بابرکت میں استفتاء ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ جس کا مطلقہ ہے اُسی کے ساتھ نکاح جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ طرہ کے ساتھ بھی نکاح جائز ہے۔

الجواب

نکاح طرہ سے بھی جائز ہے مگر طرہ کو اس کے پاس جاننا منع ہے جب تک بچہ نہ ہوئے، یہ اس صورت میں ہے کہ حمل زنا کا ہو، اور اگر زنا نہ ہو بلکہ مشبہہ اور دھوکے سے یہ اس کے ساتھ بے بستر ہو تو بیشک جب تک بچہ نہ ہوئے دوسرے سے نکاح جائز ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۹ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زیدہ نے اپنے والد سے نکاح کیا پھر اس کی بہن کو بھی گھر میں ڈال لیا اب زیدہ کا ہنہ سے وطی کرنا کیسا ہے اور دونوں بہنوں کی اولاد کے بارے میں کیا حکم ہے ؟

الجواب

اگر دوسری کو بعد نکاح گھر میں ڈال لیا تو پہلی سے وطی بدستور جائز ہے اس سے جو اولاد ہوگی اور والد حلال بنے اور اس دوسری سے صحبت حرام ورنہ اس سے جو اولاد ہوگی ولد الزنا ہوگی۔ اور اگر دوسری سے بھی نکاح کر لیا تو جب تک اسے ہاتھ نہ لگایا پہلی سے وطی حلال ہے، لیکن جس وقت اس دوسری کو ہاتھ لگائے گا پہلی سے قربت بھی حرام ہو جائے گی، جب تک اس دوسری کو چھوڑے اور اُس کی عدت گزارے اس وقت تک پہلی بھی حرام ہے، اس صورت میں دونوں عورتوں سے اس کے بعد جو اولاد ہوگی اگرچہ اس کی ٹھوسگی ولد الزنا نہ ہوگی مگر ولد الحرام ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷۰ ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

زیدہ کے والد نے زیدہ کی زوجہ سے زنا بالجبر کیا، عورت نے زیدہ سے کہہ دیا، اس پر زیدہ نے اپنی عورت کو طلاق دے دی جس کو بعد میں ماہ کا ہو گیا اُس کے بعد زیدہ سے عورت نے کہا کہ تم نے مجھ پر تہمت رکھا تھا اس لیے

میں سے یہ غلط بات بیان کی۔ زید نے عورت کو طلاق دی اب وہ اپنی اس عورت کو نکاح میں رکھ سکتا ہے؟

الجواب

اگر زید نے صرف عورت کے بیان پر اُس کو طلاق دے دی تو طلاق ہوگئی مگر ہمیشہ کے لیے اس کا زید پر حرام ہونا ثابت نہ ہوا جب تک زید خود اس بیان کی تصدیق نہ کرے لیکن سائل نے بیان کیا کہ زید نے یہیں طلاقیں دیں زید گنہگار ہوا اور عورت سے اب بغیر حلالہ کے نکاح نہیں کر سکتا، یوں اُسے رکھے گا تو حرام ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۷۔ قاضی محمد ابراہیم وقاضی نیاز الدین صاحبان حدیثی صاحبون فردش سفیدہ روازہ اندر جھانسی کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں، ایسی عورتیں جو آوارہ ہیں بے پردہ رہتی ہیں کچھ بندوں ملتے پھرتی ہیں زنا بھی ان سے ثابت ہو اور حمل بھی گرائے گئے ہوں یا طوائف وغیرہ، تو ایسی عورتوں کا نکاح بلا استبراء رجم جائز ہے یا نہیں؟ بیوقوف و احمق آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔

الجواب

اگر وہ کسی کی مشکوہ نہیں تو بلا استبراء رجم بلکہ خاص حالت زنا میں اس سے نکاح جائز ہے مگر حمل خود اس ناکح کا نہ ہو تو استبراء نہیں جب تک وضع حمل نہ ہو جائے ایسی عورت کا نکاح غیرہ دس مہینے تک (تا کہ اس کا پانی دوسرے کی عینیت کو سیراب نہ کرے) درمجموعہ۔ (ت)

مسئلہ ۳۸۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں؟

ایک شخص نے اپنے حقیقی بیٹے کی بی بی سے زنا کیا اور عورت اس کی مقدمہ مرد یعنی حسن نے زنا کیا اُس کو تمام برادری کے لوگوں نے علیحدہ کر دیا اُس سے بات چیت سب بند ہے سلام وغیرہ سب لوگ نہیں کرتے اور مرد ذاتی نہ اقرار کرتا ہے نہ انکار بلکہ جب لوگ کہتے ہیں کہ تو نے بڑا بھری گنہ کیا تو کہتا ہے کہ غلط ہوئی کیا کریں۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ عورت کیا اب ماوند اصل کے پاس رہ سکتی ہے اور اُس کے لیے حلال ہے یا کہ دوسرے شخص سے نکاح کر لے اور کیا اس عورت کو خاوند سے حد نہ لینے کی بھی ضرورت ہے اور کیا جب تک کہ وہ طلاق نہ دے اُس وقت تک بغیر سے نکاح نہیں کر سکتی؟ بعض مولوی صاحب کہتے ہیں کہ بلا طلاق دے بغیر سے نکاح نہیں کر سکتی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ طلاق کی ضرورت نہیں وہ عورت اپنے خاوند اصلی کے لیے حرام ہوگئی اور کیا یہ عورت مہر لے سکتی ہے؟

الجواب

شوہر اگر مانتا ہے کہ ایسا ہوا تو عورت اس پر ہمیشہ کو حرام ہوگی، کسی حیل سے اس کی زوجیت میں نہیں آسکتی، اس پر فرض ہے کہ اُسے فوراً جد کر دے متاثر نہ کرے، شلّا کہہ دے میں نے تجھے چھوڑا اب اس کے دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی اس لیے زیادہ طلاق کی بھی حاجت نہیں، اور اگر شوہر کو امر مذکور کاہ تو حقیقت میں نہیں تو صرف عورت کے کہنے سے ثبوت نہیں ہو سکتا، اگر شوہر نے طلاق نہ دی وہ اس کی عورت ہے اور دی تو یہی طلاق دی ویسا حکم۔ اگر تین طلاقیں دیں تو بے ملال اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔ ریاحہ وہ تمام صورتوں میں مطلقاً لازم ہے مہرتا فرمیں عورت کو لینے کا اختیار بعد متاثر یا طلاق یا موت ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۲ از مقام اکثرہ ضلع بلاسپور مسئولہ حامد علی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے حقیقی بیٹے کی بیوی سے زنا کیا، اب کیا یہ بیوی اپنے اصلی شوہر کو زانی کا لڑکا ہے کے پاس رہ سکتی ہے، اور اگر نہیں رہ سکتی تو دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اور شوہر اول سے مہر لینے کی مستی ہے کہ نہیں؟ بیتنا تو حیو وا

الجواب

یہ کہ زنا کیا، جھوٹ بیک دینے سے ثابت نہیں ہو سکتا اس کے لیے یار شاہد چاہئیں، بغیر اس کے زید کا باپ اگر اقرار بھی کرے ورنہ باور نہ کرے اس کا فریاد یہ ہے کہ نہیں، ہاں اگر شہادت شرعیہ ثابت ہو جائے یا زید اس کی تصدیق کرے تو طورت زید پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی مگر ابھی نکاح سے نہ نکلی، دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتی جب تک زید اُسے نہ چھوڑے، اور اس صورت میں زید پر فرض ہوگا کہ فوراً اُسے چھوڑ دے، اس کے بعد عورت عدت کرے بعد عدت سے اسے زید کے جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے، زید پر اس کا مہر مہر حال لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۶۳ از کتبوسیلون مسئولہ عبدالقادر صاحب ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رشتہ داروں کی کن کن صورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں اور کن کن سے ناجائز؟ مفصل تحریر فرمائیں۔ جننا تو جبروا

الجواب

وہ شخص جن کی اولاد میں ہے جیسے باپ، دادا، نانا، جو اس کی اولاد میں ہو جیسے بیٹا، پوتا، نواسا، اُن کی بیوی سے نکاح حرام ہے اور سر کی بی بی سے بھی حرام ہے جبکہ وہ اپنی زور کی حقیقی ماں ہو باقی رشتہ داروں کی بیوی سے اُن کی موت یا طلاق و انقضائے عدت کے بعد نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از کوہ رانی گھیت کوٹلی انجینئر اسپتال مسئلہ علام محمد صاحب ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۴۸ھ

(۱) شیعہ مذہب کا نکاح سُستی مذہب کی لڑکی کے ساتھ جائز ہے یا نہیں، لڑکا اور اس کا باپ شہادت دلاتے ہیں کہ ہم سُستی مذہب ہیں اور اگر تم شیعہ سمجھتے ہو تو اپنے دل کے اطمینان کے واسطے ہمیں سُستی مذہب کہو، اور جو ان کے ہم وطن ہیں وہ کہتے ہیں ہم لوگ شیعوں ہیں اور ان کے گھروں میں سُستی مذہب رہتے ہیں اور ان کے خاندان سے واقف ہیں کہ یہ سُستی مذہب ہیں اس پر یہاں کے مسلمان کہتے ہیں کہ انھیں ہم نے ہمیشہ شیعہ مذہب کا بتاؤا کرتے دیکھا، اور بعض مسلمان کہتے ہیں کہ ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ لڑکے شیعہ مذہب میں نہیں ہیں اور ان کے والد کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہتے۔

(۲) اور دو شخص نے یہ کہا کہ لڑکی کا باپ اور لڑکے کی ماں کچھ تعلق رکھتے ہیں اس پر لڑکی کے باپ نے قرآن شریف تلا کر کہا اس کو انشاءً، وہ انکار کیا اور چلا گیا اور کوئی ثبوت نہ ہوا۔

(۳) جب برات گئی اور لڑکی کا بھائی برفانا صاحب کے پاس گیا کہ نکاح پڑھانے کو آئیں گے یا نہیں، تو انھوں نے کہا میں نہیں آؤں گا تو کون آئے گا، نکاح کے وقت وہ نہیں آئے اور کہا کہ جو کوئی ان کا نکاح پڑھائے گا اس کی عورت طلاق ہو جائے گی۔ نیز اتر ہوا۔

الجواب

(۱) رافضیوں میں تقیہ ہے، بے حاجت بھی تقیہ کرتے ہیں، حاجت کے وقت کا کیا اعتبار اور اشتباہ مٹانے کی کیا صورت کہ تقیہ وہ ملعون چیز ہے جس کا کرنے والا سب کچھ کہ لے گا، خالص اسلام بولے اور دل میں کفر بھرا ہو گا، رافضیوں کی شہادت کہ یہ سُستی ہے کیا معتبر ہو سکتی ہے، رافضی کی گواہی کچھ معتبر نہیں لا ایمان لہم (ان کا ایمان ہی نہیں۔ ت) بعض مسلمانوں کی گواہی کہ یہ شیعہ نہیں اور مسلمانوں کی شہادت کہ انھیں شیعی بتاؤا کرتے دیکھا، یہ شہادت اثبات سے ہے اور وہ شہادت نفی جو مقبول نہیں، لہذا یہ نکاح ہرگز نہ کیا جائے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف وقد قیل (حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کیسے ہو سکتا ہے جبکہ یہ بات کہہ دی گئی ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) ایسے خالی بیانوں سے ناجائز تعلق ثابت نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) اُس کے رافضی ہونے کے سبب جس نے نکاح پڑھانے سے انکار کیا بہت اچھا کیا اور وہ حکم

جو اس نے بیان کیا اگرچہ مطلق نہیں مگر اتنا ضرور ہے کہ جب رافضی کے ساتھ مستیہ کا نکاح جائز و
حلال جانا تو خود اس کی عورت نکاح سے نکل جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۴ از رانی کھیت صدر بازار مسئلہ محمد ابراہیم خاں صاحب ۱۴ محرم ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک خان کھیت کا اور اس کا لڑکا اپنے آپ کو سنت جماعت
بتاتے اور قرآن شریف کی رُود سے اپنا طہرہ سنت جماعت بتاتے ہیں اور قریب ۲۵۰۳۰ سال سے رانی کھیت
میں رہتے ہیں، اب سب لوگ ان کو رافضی مذہب کا کہتے ہیں، اب دریافت یہ کرنا ہے کہ سنتی کی لڑکی کا نکاح
ایسے شخص سے ہو سکتا ہے یا نہیں، یہ شخص غریب ہے سب لوگ عداوت سے رافضی کہنے لگے ہیں ان کے سب
طریقے روزے، زکوٰۃ، نماز کے اہل سنت و جماعت کی طرح ہیں۔ رانی کھیت کے مسجد کے مولانا نے جی کا نام عبد الرحمن
ہے نکاح نہیں پڑھایا کہ رافضی کا نکاح سنتی سے نہیں ہو سکتا عداوت سے سب مسلمان ایک ہو گئے ہیں۔ بیٹو
توجہ کرو۔

الجواب

بلاد جہ عداوت سے سب مسلمانوں کا ایک ہو جانا معقول نہیں اور رافضیوں کا قیہ معلوم ہے اور نکاح
ام عظیم ہے احتیاط لازم ہے حدیث میں (یا ایہذا فصل آیت ہو سکتا ہے جبکہ یہ بات کہڑی گئی
ہے۔ ت) جو تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۵ از کتبہ بنگال بنک ڈاکخانہ حضرت گنج مسئلہ عبد الرحیم خاں صاحب
مسئلہ ذیل میں کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ نزدیک سسرال کے رشتہ کے ماموں کا لڑکا اور زید
کی لڑکی سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بیٹو توجہ کرو

الجواب

اپنے حقیقی ماموں کے بیٹے سے بیٹی کا نکاح جائز ہے، سسرال کے رشتہ کا ماموں تو بہت دُور ہے
جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو مثل رضا عمت وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۴۶ از شہر اکیاب تھانہ کیرکتہ موضع کاؤچی بازار مدرسہ مولوی سکندر علی صاحب بنگالی طالب علم
مدرسہ نیانہ خیر آباد ضلع سیتاپور ۱۴ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ
ما قولکم ما حکم اللہ تعالیٰ فی ہذا تمہاری کیا رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے اس

المسألة شخصه قاسم نے داکہ در قرابت بنیست
رضاعی مر برادر حقیقی قاسم باشد بکمالہ نکاحش آورد
و ظن او چنان بود کہ موافق مذہب خود جائز است ،
از علما ہم استحضار نمود بود ، ایشان بصحت نکاحش
قضا نمودند ، پس از چند سالہ علمائے احناف بعد
جواز نکاحش فتویٰ دادند و جماعت مسلمین را باو
مجالست و موافقتش منع نمی کنند مادامیکہ تفریق
نکاحش نکنند ۔

مسئلہ میں ، کہ قاسم نامی ایک شخص نے اپنے قریبیوں
میں سے ایک عورت جو کہ قاسم کے حقیقی بھائی کی
رضاعی نواسی ہے سے نکاح کیا اور اس کا خیال تھا
کہ اپنے مذہب میں یہ جائز ہے اور اس نے علماء سے
بھی پوچھا تو انہوں نے بھی اسے جائز کہا ، اس کے
بعد چند حنفی علماء نے اس نکاح کے ناجائز ہونے کا
فتویٰ دیا اور مسلمانوں کو نکاح کرنے والوں کے ساتھ
میل جول اور کھانے پینے سے منع کر دیا تا وقتیکہ وہ اس
نکاح کو ختم کر کے طہر کی اختیار نہ کر لیں ۔ (ت)

جواب بنگالیاں

بر تقدیر صدق مسئول عنہا علمائے شریعت مبرا و
فضلائے طریقت بیضا بالخاصہ فقہائے مذہب
حنیف و علمائے ملت حنیف می نگارند کہ چون علمائے
مذہب مستر و شان مجتہد باشند یا مقلدان یا سہواً غلط
کنند و حکم بکارے صادر نمایند و تضاریر آن تنفیذ
فرمایند ، پس آن دانستند و وقوف یافتند کہ یہاں
عل و فعل زیباں بطور پرستیہ لطیف مذہبشان پڑاختہ
و بشرط یکے از ائمہ دیگرے کہ محدود و محدود بہ نسبت
جماعت است و پر پرستیہ پس باو دیگر تنقیض و تردید انہا
کردن روا و جائز نباشد بل بہیں مسلک تقلید نمودہ کہ ہم
خالی از تلفیق دار و یہاں عل و فعل راجح و صحیح و درست
دارند و نیز از ہی تقلید ظنی از مذہب مستر و خود خارج نہ شوند
و منسوب بہاں مذہب دیگر نگردند پس مناکحت قاسم بکمالہ
منوال بہیں مقال صادق است کہ لاریب و لامحالہ

مسئول صورت کے صدق پر علمائے شریعت و طریق حق
کے فیض و نصرت و نصرت نے مذہب و علمائے ملت
نکحتے ہیں کہ جب مرد و عورت مذہب کے مجتہد یا مقلدین
میں سے کوئی اپنے ظن سے یا غلطی سے کسی کام کا حکم
صادر کریں اور اس پر فیصلہ بطور قضاء نافذ کر دیں اور
بعد میں معلوم ہو کہ یہ ظن یا کام ان کے مذہب کے
خلاف ہے اور کسی دوسرے اہلسنت کے امام کے
مسلک میں جائز ہے تو اس عمل اور کام کو کالعدم کرنا
جائز نہیں بلکہ دوسرے جائز قرار دینے والے مسلک
کی تقلید میں اس کو جائز اور نافذ رکھنا چاہئے ،
اس سے اپنے مرد و عورت مذہب سے خروج اور دوسرے
مذہب کو اختیار کرنا لازم نہ آئے گا ، پس قاسم مذکور
کا ذکر و نکاح اگرچہ حنفی مذہب کے خلاف ہے مگر
اصلی ظاہر کے مسلک مثلاً امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ

صحیح و نافذ گردیدہ است اگرچہ بالفرض والتقدیر
 مخالفت مذہب حنفی آمدہ لیکن بمسک اہل ظواہر کھشل
 امام جام شافعی علیہ رحمۃ اللہ الباری وغیرہ کہ
 مسلک و مشرک بسنت جماعت سنت برداختہ و در پرست
 کہ علمائے احناف بظن جواز مذہب شافعی مطلق
 شدہ سنت بنت رضاعی را مراد در حقیقی قاسم مذکور
 بود حکم نکاحش و اوہ بودند بکالتیکہ در تحت محاب
 ممنوعات کلیہ حنفیہ مجرب و مستور بودہ و در ضمن ضابطہ
 ماوربہا محملات اہل ظواہر کہ بچوں شافعی و غیرہ
 بہتند کثرت و مظہر مادہ پس ہرگز علمائے احناف را
 نمی رسد کہ تفریق و افساد و زکا محسوس کنند کہ آن مستلزم
 تخفیر و تکفیر سنت جماعت گردد و وہ حقارت یکے را
 از سنت عنبر اللہ بموجب محالیت دارد
 کما قال العلامة ابن عابدین الشافعی الخنفي
 في رد المحتار ناقلاً عن العلامة الشرنبلالي
 في عقد الفريد، ان له التقليد بعد العمل كما
 اذا صلى ط، ما صحتها على مذهبه ثم تبين
 لطلانها في مذهبه و صحته على مذهب غيره
 فله تقديده و يتحري بتلك الصلوة على
 ما قال في البرازية انه سوي عن
 ابن يوسف ان بعض الجمعة مقتلاً من الحمام ثم اخبر
 بطريق في بئر الحمام، فقال تاخذ بقول اخواننا
 من اهل المدينة اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل
 خبثاً و هو يص فيه تحت قول الدار الخت
 له رد المحتار مطلب في حكم التعلية و الرجوع عنه
 و ارجاء التراث العربي بيروت

اجتہاد جماعت چہ کما نکاح درست ہوا، نیز علمائے
 احناف نے جب غلطی سے اس نکاح ذکر کردہ کو جائز
 گمان کیا تو ان کے گمان میں جائز ٹھہرا کہ حقیقی بھائی
 کی رضاعی قراسی سے قاسم کا نکاح درست قرار
 دے کر کر دیا اور ان کی نظر میں حنفی مسلک کی جماعت کا
 قاعدہ مستور رہا اور اب امام شافعی جیسے اہل ظاہر کے
 مسلک پر اس کا جواز معلوم ہوا تو اب علمائے احناف کو
 ہرگز جائز نہیں کہ وہ اس نکاح کو فاسد کریں اور تفریق
 کریں، کیونکہ جماعت کی اور ایک سنت اور مسلک کی
 تخفیر لازم آنے لگی جو کہ عند اللہ گمراہی کا موجب ہے
 جیسا کہ علامہ شامی نے علامہ شرنبلالی سے رد المحتار
 میں عقد الفرید سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کو
 عمل سے بعد بھی دوسرے کی تعلیق جائز ہے جیسا کہ اپنے
 مذہب کے مطابق نماز کو صحیح سمجھ کر ادا کیا اور بعد میں
 معلوم ہوا کہ اس کے مذہب صحیح میں نہیں ہوتی مگر
 دوسرے امام کے مذہب میں صحیح ہوگی تو اب دوسرے
 امام کی تعلیق کرتے ہوئے نماز کو صحیح قرار دینا جائز
 بشرطیکہ نماز پڑھتے وقت اس نے تحری کی ہو جیسا کہ
 برازیہ میں فرمایا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے سے
 مروی ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ حمام کے پانی سے جمعہ
 کا غسل کیا پھر بعد میں بتایا گیا کہ حمام میں چڑیا مارا ہوا ہے
 تو آپ نے فرمایا کہ ہم اپنے بھائی اہل بیتہ کے مسلک کو
 اپناتے ہوئے کہ حسب پانی دو قلعے ہو تو ناپاک نہیں ہوتا اس
 پر عمل پیرا ہیں اور نیز انھوں نے درمختار کے قول

عن ابن عمر وعائشة (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)
 واحتجوا بقوله تعالى وامهتكموا
 الرضاة وحوالكم من الرضاة و
 لعرضكم البنت والعمة كما ذكرهما في
 المسبب ومام ابو عيسى ترمذی در جامع ترمذی مشا
 می آرند حدیثنا الحسنی ابن علی اخبرنا ابن
 نمیر عن هشام ابن عروة عن ابيه
 عن عائشة قالت جاء عصى من
 الرضاة يستأذن على فابیت
 انت اذنت له حتى استأمر
 رسول الله صلى الله تعالى علیه وسلم
 فقال رسول الله صلى الله تعالى علیه
 وسلم فليج عليك فانه عمت انت سما
 الرضاة والمرأة ولعرضكم الرجل قال فانه
 عمتك فليج عليك هذا حدیث حسن
 صحيح والعل علی هذا عند بعض اهل
 العلم من اصحاب النسبی صلی الله تعالى علیه
 وسلم وغيرهم کما هو ابن الفحل و
 الاصل في هذا حدیث عائشة و
 وقد رخص بعض اهل
 العلم لابن الفحل والقول
 الاول اصح رواه الترمذی

جد امجد بن عمر اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل
 کیا ہے اور اصحاب بخاری نے اپنی دلیل میں کہا کہ اللہ
 تعالیٰ نے دودھ پلانے والی تمہاری ماؤں اور تمہارے
 رضاعی بھائیوں کو ذکر کیا ہے اور بیٹی اور چھوٹی کو ذکر
 نہیں کیا جس طرح ان کو نسب میں بیان فرمایا ہے اور
 امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی میں بیان کیا ہے کہ
 ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی انصاری نے ابن نمیر
 انصاری نے مشام انصاری سے اپنے آپ ترویۃ انصاری نے حضرت
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انصاری نے فرمایا
 میرا رضاعی چچا آیا اور اس نے میرے ہاں آنے کی
 اجازت چاہی تو میں نے انکار کیا حتیٰ کہ میں نے حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا وہ
 میرے ہاں داخل ہو سکتا ہے کیونکہ وہ تیرا چچا ہے تو حضرت
 عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ مجھے تو عورت نے
 دودھ پلایا ہے مرنے نہیں پلایا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے وہ داخل ہو سکتا ہے
 یہ حدیث حسن اور صحیح ہے اور اس پر عمل ہے بعض صحابہ کرام
 اور ائمہ کے غیر نے دودھ پلانے کا ذمہ یعنی رضاعی باپ کے داخل
 ہونا مکروہ کہا ہے اور اصل ثبوت حضرت عائشہ کی
 حدیث ہے، اور بعض اہل علم نے دودھ واسے باپ
 (رضاعی باپ) کو داخل ہونے کی اجازت دی ہے،
 اور پہلا قول صحیح ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے

وقال لثامی ونظیر هذه ما نقله العلامة
بیہقی فی اول شرحه علی الاشیاء عن
شرح الهدایة لابن شحنة ونصه اذا
صح الحديث وكان علی خلاف المذهب
عمل بالحديث ویكون ذلك من ذنبه
ولا یخرج مقدره عن كونه حنفیا بالحق
به فقد صح عن ابی حنیفة اصام
الا عظم انه قال اذا صح الحديث
فهو مذهبی وقد حکى ذلك ابن
عبد البر عن ابی حنیفة وغیره من
الائمة . وقاضی خان وصاحب دایہاں نے
اہل طائفتہ نقل بالتصریح فرمودہ اند کہما قال فی
فتاوی قاضی خان وقال الامام سہم
الشافعی الحرمۃ لا تثبت فی جانب الامم و
الفقہاء یسمون هذه المسألة لبس الفحل
وقال فی الهدایة فی احد قول الشافعی
لبس الفحل لا یحرم لان الحرمۃ لشبهة
ابعضیۃ والذنب بعضیہا لا بعضیۃ
ہر گاہ از دلائل کتب فقہائے حنفیہ میں و مبرہن گردید کہ
تذویج قاسم نامی نزد علمائے حنفی رواج درست
مگردید و از ان مذہب حنفی پیروں

اور شامی نے کہا کہ اور اس کی نظیر وہ ہے جس کو
علامہ بیہقی نے اشیاہ پر اپنی شرح کے ابتدا میں ہدایہ
کی شرح سے نقل کیا یہ شرح ابن شحنة کی ہے جس کی عبارت
یہ ہے جب حدیث صحیح ہے جو کہ مذہب کے خلاف ہے
تو عمل حدیث پر ہوگا۔ اور

یہی امام کا مذہب ہوگا اور اس حدیث پر عمل سے مقلد
امام صاحب کی تعلید سے خارج نہ ہوگا کیونکہ امام ابو حنیفہ
سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب حدیث صحیح
ہو تو وہ میرا مذہب ہے۔ اس کو ابن عبد البر نے امام
ابو حنیفہ اور دیگر ائمہ سے نقل کیا ہے ابو قاضی خان اور
صاحب دایہ نے اہل طوائف کا مذہب صراحتاً ہی ذکر
کیا ہے جیسا کہ فتاوی قاضی خان میں کہا کہ امام شافعی
تہ نہ تنہا باپ کے مذہب سے رضاعت کی حرمت
ثابت نہیں کرتے اور فقہار کرام نے اس مسئلہ کو لبس الفحل
(خاوند کا دودھ) کا عنوان دیا ہے، اور دایہ میں
کہا کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک قول میں رضای
باپ حرام نہیں ہوتا کیونکہ رضاعت میں حرمت عزیت
کی وجہ سے ہوتی ہے جبکہ دودھ عورت کا جڑ ہے
مرد کا نہیں، ہر حال حنفی فقہ کی کتب میں مذکور دلائل
سے ثابت ہے کہ قاسم نامی شخص کا مذکورہ نکاح درست
ہو جاتا ہے اور اس کو درست ماننے سے حنفی مذہب

نہ رد المحتار مطلب صحیح من الامام اذ قال اذ صح الحديث فهو مذہبی احوار التراث بیروت ۱/۲۶
سکھ فتاوی قاضی خان باب الرضا ع نوکسٹر لکھنؤ ۱/۱۸۹
سکھ الهدایہ مکتبہ عربیہ کراچی ۲/۲۳۱

مذہبہ باوجود آئی اگر جماعت مسلمین بروئے زبان طعن
لعن پر کشا نہ پس عند اللہ ما خود شونہ و عند
الناس مستحق سزا کما هو فی کتب الفقہ من
ادی مسلما بقول اذ بفعل و لو بفعل
ابین عزیر پس ایشان با د امیکہ تا تب
آتب ر شونہ از مواکلت و مشاربت جماعت مسلمین
خارج کردہ شونہ چنانچہ وارد شدہ کہ دایاک و
مجالسۃ التشریر فقط واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ
اعلم و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوة
والسلام علی سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک
یا ارحم الراحمین۔

سے خارج ہونا لازم نہیں آتا، اس کے باوجود اگر مسلما
اس پر لعن طعن کریں گے تو عند اللہ مجرم ہوں گے اور قانون
میں سزا کے مستحق ہوں گے جیسا کہ کتب فقہ میں ہے
کہ اگر کسی نے مسلمان کو اپنے قول، فعل یا اشارہ سے
اذیت دی تو وہ قابل سزا ہے۔ پس ایسے لوگ جب تک
توبہ اور رجوع نہ کریں تو ان سے مل کر کھانا پینا منع ہے
جیسا کہ وارد ہے کہ "شریر کی مجلس سے بچ" فقط واللہ
تعالیٰ اعلم، اس جمل مجہد کا علم کامل ہے، ہماری آخری
بات یہ ہے کہ الحمد للہ رب العالمین، والصلوة والسلام
علی سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم
الراحمین۔ (ت)

الراحم احقر الحقیر محمد عظیم الدین کیو کتوی بہار یار دی خلف الہدی شیخ اکبر علی سلمہ بانی مسجد
مہتمم مدرسہ اسلامیہ محلہ وٹی۔

تحریر دیگر بہ تائید آں

آرے مذاہب اللہ اربعہ جملگی در حق ست و حق
بہاں دادرست اگرچہ مجتہد مطلق یا مقلد بعض
بر مذاہب مشائخ علیہ و فعلی قضا کنند بعدہ دانستہ
کہ منی لفت مذاہب مشائخ و موافقی مذاہب دیگرے
کہ معدود بیست جماعت ست بخطائے ظنی مشائخ
ملحق گشتہ فقہا احناف و وانہی دارند کہ بار
دیگر آں را ابطال و افساد کنند تا
موجب تحقیر و تنفیر مذاہب اللہ صفت جماعت

ہاں چاروں مذاہب حق ہیں اور حق انہی میں دائر
ہے، اگر کوئی مجتہد مطلق یا مقلد بعض ان کے مذاہب
پر کوئی ظن یا فعل کرتے ہوئے فیصلہ کرے اور بعد
میں معلوم ہو جائے کہ اس کے مذاہب کے مخالف
ہے اور دوسرے کے مذاہب کے موافق ہے اور
یہ دوسرے مذاہب اہل سنت میں شمار ہو تو اس فیصلہ
کو فقہائے احناف باطل و فاسد کرنا جائز نہیں کہتے
تاکہ اہل سنت و جماعت کے اللہ کرام کی تحقیر و تنفیر

لازم نہ پاید آن خطائے عظیم و سقوط جیم یا شد عند الله
 تعالیٰ لہذا علما زان اباء و انکار شد مودند
 و در تواریخ بروایت صحیح مروی شدہ کہ بارے
 در مجلس شریف حضرت پیران پیر غوث الاعظم شیخ
 محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ارکسے مذکور
 شدہ ہو کہ امام احمد حنبل در اجتہاد پایہ چنان دارند
 لہذا در مذہب شاں جماعت قلیل دارند بحسب و
 استماع آن حضرت پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 چیں برجیں آوردہ و خصبتاگ شدہ فرمودہ کہ ازین
 تاریخ عبدالقادر بمذہب احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ تقلید نمودہ و پیش ازین بمذہب امام مالک بودند
 سبحان اللہ ما اعظم مشاہدہ و ما اکبر شائیم و فخر عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم در شان ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم من
 فرمودند و نقل السیوطی عن عمر ابن عبد العزیز
 اختلاف ائمة الہدی رحمة اللہ علیہم
 تعالیٰ علی ہذا الامۃ کل یقبہ ما صح
 عندہ و کلہم علی ہدی و کل یومید اللہ
 و تاملہ فی کشف الخفاء ، پس
 نزدیک قاسم زندقہائے حنفی بر تصحیح آوردہ
 اگرچہ بالغرض عن لغت مذہبی دوسے دادہ وار
 حنفیت نیز میروں نیامدہ کما حصرہ المجیب
 للہ و ما و اجسورہ و نقد نظرت ہذا
 الفتوحہ بامعانت النظر و
 تصحیحت ہذا المسألة بصفحات
 الکتب الفقہیۃ الحنفیۃ موجودت صحیحہا

لازم نہ آئے ، اور اس فیصلہ کو غلط کہنا عند اللہ بڑا گناہ
 ہے اس لیے علما سے کوہ اس سے پرہیز کرتے ہیں ،
 تاریخ میں صحیح روایت موجود ہے کہ حضرت پیر پیران
 غوث اعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کی مجلس میں ایک شخص نے ذکر کیا کہ امام احمد بن حنبل
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد میں کوئی اہم مقام نہیں ہے
 یہی وجہ ہے کہ ان کے متقیدین کی تعداد بہت کم ہے
 حضرت پیر پیران سننے ہی محال میں تھوڑا فرمایا کہ میں
 (عبدالقادر) آج سے امام احمد بن حنبل کا متقلد ہو رہا
 ہوں جبکہ آپ پہلے امام مالک رضی اللہ عنہ کے متقلد تھے
 سبحان اللہ ! اس کی شان اعظم و اکبر ہے ، فخر عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کی
 رحمت و رحمت میں ان میں فرما جس کو امام سیر علی
 نے نقل فرمایا کہ قرن عبد العزیز سے روایت ہے کہ
 ہدایت کے اماموں کا اختلاف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے
 اس اُمت کے لیے ، ہر ایک نے جس کو صحیح سمجھا
 وہی اس نے اپنایا اور تمام ائمہ ہدایت پر ہیں اور
 تمام اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں ، اس کا تمام
 بیان کشف الخفاء میں ہے ، لہذا قاسم مذکور کا
 نکاح حنفی فقہاء کے نزدیک درست ہے اگرچہ
 بالغرض مذہب کے مخالف ہے اور حنفیت سے بھی
 خارج نہیں ہوتا جیسا کہ مجیب نے تحریر کیا ہے اس کا
 اجرو نفع اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرمائے ، میں نے اس
 فتویٰ کو گہری غلطی دیکھا اور فقہ حنفی کی کتب میں اس کی میں نے
 چنانچہ ان کو تو میں اسکو صحیح مطابق قرآن اور روایت ثابت ہے

مطابق کتاب و موافقاً لہما جواب و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ امر جمعہ والیہ لکنبہ الحقیر الراجی الی مرجعہ سرمدہ لخلق عند المرباق، لکنبہ کتوی غفرلہ اور اللہ تعالیٰ ہی حقیقت زیادہ جانتا ہے اور اسی کی طرف رجوع ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار عبد الزلیق کیو کتوی غفرلہ نے لکھا ہے۔ (ت)

الجواب

ایں ہمہ جن شدید و ضلالی بعید و افترابر شرع مجید ست نکاح بابت بنت بنت الاخی بعینہ، بچو نکاح بادر خرد دست نسبتاً با شد یا رضا غاد حرام قطعی ست با جماع ائمہ دین و نص قرآن سین و صحاح اعا دیت سید المرسلین علیہ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین نسبت بواز شش با امام شافعی خواہ با امام دیگر از ائمہ مسلمین خطائے محض ست و ایں جنگا لیاں کہ فتویٰ بچوازشش دادہ بودند علما ہ بودند بہ ہزاراں در جبہ بدتر از جملہ دہ دہاں کہ فتویٰ ہوا ایشان را نافذ نمی کنند ہمہ ہا حرام خدا را حلال می نمایند بچو کسان را حرام و مفت حرام ست کہ تصدی باقا کنند در حدیث فرمود من افق بغیر علمو لعنتہ ملئکۃ السماء والارضین ہر کہ بے علم فتویٰ دہد ملائکہ آسمان زمین بر او لعنت کنند آن حکم جواز دایں فتوایے نفاذ ہر دو طعون ست و بر آن حاکمان و ایں مفتیان توبہ فرض ست ورنہ مسلمان از مجالست ایشان احتراز ورنہ و در بیع امر فتویٰ از ایشان خواستن حرام ست قال صی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتخذ الناس رؤسا جہلا لا فہموا

یہ تمام شدید جہالت اور انتہائی گمراہی ہے اور شریعت پر افتراف ہے۔ بھائی کی نواسی سے نکاح ایسے ہے جیسا کہ اپنی بیٹی سے، نواسی لہبی ہو یا رضاعی۔ اور قرآن و حدیث اور جماع سے یہ حرام قطعی ہے۔ اس کے جواز کی نسبت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ یا کسی اور امام مسلمین کی طرف کرنا خطائے محض ہے، اور جن جنگا لیوں نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے وہ عام نہیں بلکہ ہزار درجہ جاہلوں سے بھی بدتر ہیں، جنہوں نے یہی یہ سمجھ لیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال کیا اور اسی طرح وہ حضرات جنہوں نے اس کی تصدیق کی انہوں نے حرام ترین کی تصدیق کی۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے علم کے بغیر فتویٰ دیا اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں، لہذا جنہوں نے یہ فتویٰ دیا اور جنہوں نے اس کو نافذ کیا دونوں طعون ہیں۔ نافذ کرنے والے حاکم اور مطیع پر توبہ فرض ہے ورنہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان سے بائیکاٹ کریں اور آئندہ ان سے کوئی فتویٰ طلب کرنا حرام ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ لوگ جاہلوں کو رہنما بنائیں گے تو جہان سے سوال

فأنتو بعدہ منہ فصدوا و ضمو متقیان ختم
 زکھنند اینکہ گفتہ شد خیر خواہی ایشان بود، و ہم
 خدا را حسد دل رفتن و رنایے پدر با دخترش روا
 داشتند نہ سہل کار سے ست، ہر کہ بر بچہ ضلالت
 فطیہ تنبیہ کر دستوجب شکراست نہ مستحق شکایت
 واللہ یہدی من یشاء اللہ صراط
 مستقیم و بر آں تاج زانی فرض ست کہ دختر
 را از تصرف خود و اگوارد و بر آں منکوحہ مزنیہ
 فرض ست کہ بپائے کہ دادہ اند زلتے پدرش
 بگریزد فوراً و زائد نہ آناں و مزوجہ ان آناں و
 مجوزاں اینہا ہمہ عذاب شدید الہی را
 فخطرباشند، فسأل اللہ العفو و
 العفیۃ و لا حول و لا قوۃ
 الا باللہ العلی العظیم، امام
 اجل ابو زکریا نووی کہ احمد الشیخین مذہب امام
 شافعی ست و نص او بپو نص امام شافعی
 ست مرفوع اللہ تعالیٰ عنہم
 و ر مشہر صحیح مسلم فرماید اما لرجل المنسوب
 ذلک البیت الیہ لکوبہ نروج المرأة
 او وطنہا بملک او شہۃ فمذہبنا
 و مذہب العلماء کافۃ ثبوت حیوۃ
 الرضاع بیئہ و بیت الرضیع

کیا جائے گا تو بعیر علم فتویٰ دینگے خود بھی گمراہ ہو گئے اور لوگوں
 کو بھی گمراہ کریں گے۔ ان مفتیوں کو یہ کہتے تھے خوف خدا
 نہیں کہ یہ خیر خواہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو
 حلال بنانا اور باپ کا بیٹی سے زنا کو جائز کرنا کوئی آسان
 کام ہے، ہرگز نہیں، اور جس شخص نے ان کو اس گمراہی
 پر تنبیہ کی وہ مشکریہ کا مستحق ہے نہ کہ شکایت کا، اور
 اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سید سے راستے کی ہدایت
 عطا فرماتا ہے۔ اس نکاح کرنے والے زانی پر فرض ہے
 کہ وہ فوراً لڑکی کو آزاد کرے اور جہدائی اختیار کرے،
 اور منکوحہ مزنیہ پر لازم ہے کہ اپنی توفیق کے مطابق و ضامی
 باپ کے زنا سے فوراً بچے اور جہدائی اختیار کرے ورنہ
 یہ دونوں اور نکاح کو نافذ کرنے والے اور جائز کرنے والے
 سب اللہ تعالیٰ کے شدید عذاب کا انتظار کریں۔ ہم
 اللہ تعالیٰ سے غایت اور معافی کا سوال کرتے ہیں
 و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ شافعی مسلک کے
 شیخین میں سے ایک برگزیدہ امام ابو زکریا نووی بھی کہ
 نص امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے منصوص کی طرح
 ہے، انھوں نے شیعہ مسلم شریعت میں فرمایا ہے کہ وہ
 شخص جس کی طرف یہ دودھ منسوب ہے کہ بچہ کی ضرورت
 کا خاوند ہے یا لونڈی کا مالک یا شبیہ کی بنا پر وطنی
 کی ہے تو اس کے متعلق ہمارا اور تمام علماء کا مذہب
 ہے کہ اسی کے اور دودھ پینے والے بچے کے درمیان

و یصیر ولدانہ و اولاد الرجل اخوة الرضيع
 و اخواتہ و یکون اخوة الرجل
 اعمام الرضيع و اخواتہ عماتہ ،
 و یکون اولاد الرضيع اولاد الرجل
 و لم یخالف فی هذا الا اهل
 الطاهرو ابن عیینہ ای تصریح
 صریح این امام شافعیہ ہیں کہ مذہب ما و جملہ علماء
 تہذیب ست و در خلاف مذکورہ جز فرقت ظاہریہ
 و ابن علیہ طرف آنکہ حبیب عبارت مذکورہ نووی ازینجا
 نقل کرد کہ لم یخالف فی هذا الم
 و صریحاً کہ فرقت مذکورہ بود مذہب ما و
 مذہب جملہ علماء تہذیب ست و در پردہ اخفا
 داشت و امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ را خلف
 از اہل طاعنہ شمرہ حالانکہ ظاہریہ عالمہ یہ
 مخالف اند از بعد و سائر مجتہدین شاہ عبدالعزیز
 صاحب گفتہ اند و اولاد ظاہری و تبعانش را
 از اہل سنت و جماعت شمر د و در مرتبہ از جملہ
 سفاہت ست رافضیوں کہ ظاہریہ راستی گرفتہ
 باقوال ایشان را اہل سنت اعتراض می کردند شاذ و خاصہ
 جو ایش و ادعہ کہ فرقہ ظاہریہ ہرگز از اہل سنت
 نیست ، این جملہ سفاہت شامت کہ ایشان راستی
 گرفتہ برستیای طعن سے کنید ، امام ابن حجر
 مکی شافعی در کتب الرعاۃ قسدا یہ و احسنہ

حرمہ رضاع ہوگا اور یہ اس بچے کا باپ ہوگا و اس
 کی دوسری اولاد اس بچے کے بہن بھائی ہوں گے اور
 اس شخص کے اپنے بھائی بہن اس بچے کے لیے چچ
 اور چچہ بھی ہوں گے اور اس بچے کی اولاد اس شخص کی
 اولاد قرار پائے گی ، اس میں اہل طاعنہ و ابن علیہ کے
 بغیر کسی کو اختلاف نہیں۔ شافعی حضرات کے امام کی
 صاف تصریح ہے کہ ہم اور تمام علماء اس تحریم پر متفق
 ہیں اور ہمارے مذہب ہے اس میں فرقہ ظاہریہ اور
 ابن علیہ کے بغیر کسی نے خلاف نہ کیا ، تعجب ہے کہ حبیب
 نے امام نووی کی صرف اتنی عبارت کو منہ نہت نہیں
 کی ، نہ نقل کیا اور اس سے پہلی عبارت کو بہار
 تمام علماء کا مذہب تحریم ہے کہ چچ لیا اور پھر امام
 شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو غلط طور پر اہل طاعنہ میں شمار
 کر دیا ، حالانکہ ہر فرقہ تمام ائمہ اور مجتہدین کے
 خلاف ہے ، شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 ہے کہ داؤد ظاہری اور اس کے پیروکاروں کو اہل سنت
 سے شمار کرنا انتہائی جہالت ہے ، رافضیوں نے ظاہریہ
 فرقہ کو اہل سنت کہہ کر ان کی باتوں کی وجہ سے اہل سنت
 پر اعتراض کئے ہیں ، شاہ صاحب نے جواب میں
 رافضیوں کو فرمایا کہ ظاہری فرقہ ہرگز اہل سنت نہیں ہے
 ان کو اہل سنت کہنا تمہاری انتہائی جہالت ہے جس کی
 وجہ سے تم سنیوں پر اعتراض کرتے ہو۔ امام ابن حجر مکی
 شافعی اپنی کتاب کتب الرعاۃ میں فرماتے ہیں ، جاننا

ان الائمة صرحوا بان الظاهرية لا يعتد
 بخلافهم ، ولا يجوز تقييد احد منهم
 لانهم سلبوا العقول حقه انكروا القياس
 الجبلي ، نیز منبر بود لانهم اصحاب
 ظاهرية محضة تكاد عقولهم ان
 تكون مسخت ، ومن وصل الى
 انه يقول ان بال الشخص في
 السماء تنجس اوف انا ثم صبه
 في السماء يتنحس كيف يقار له وزب
 ويعيد من العقلاء فضلاء عن
 اعدائهم ، بہنوں دیگر اکابر شافعیہ تصریح بلین
 فعل کرده اند و در مدہب خود برنے از خلافت
 دواہ اند و احببہ اکابر او را مدہب اند و احببہ
 اصحاب ایشان و فقہائے اعمار گفتہ اند
 امام احمد مستقلانی شافعی در ارشاد الساری
 فرمود علیہ دلیل علی ان لا یثبت
 الفحل یحصرہ حق ثبت العمومۃ
 ف جهة صاحب الملبث کما ثبتت
 ف جانب المرضعة فان
 النسبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اثبت عمومة الرضاع والحقیقا
 بالنسب وهذا مذهب الشافعی

چاہئے کہ اگر کرام نے تصریح کی ہے کہ ظاہریہ فرقہ کے
 مخالف ہونے کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی ان میں سے
 کسی کی تفسیر جائز ہے۔ کیونکہ وہ مسلوب العقل لوگ ہیں
 حتیٰ کہ وہ قیاس جلی کا بھی انکار کرتے ہیں۔ نیز انھوں نے
 منبر دیا کہ یہ لوگ محض ظاہری ہیں تقریباً بے عقل ہیں
 اور یہاں تک کہ گئے اگر کوئی شخص پانی میں پیشاب
 کرے تو ناپاک ہے اور اگر کسی برقی میں پیشاب کر کے
 پانی میں ڈال دے تو پانی پاک ہے ناپاک نہ ہوگا۔ تو
 ایسے لوگ کس شمار میں ہیں، ان کو اہل عقل میں شامل
 کرنا کیسے مناسب ہے چرچا ہے کہ ان کو علماء میں شمار
 کیا جائے، اسی طرح دیگر شوافع حضرات نے بھی
 اس کے بارے میں واضح تصدیقات کی ہیں اور انھوں
 نے اس مسئلہ میں بھی اختلاف ظاہر نہیں کیا اور
 جسے بڑے اثر شوافع نے اس مسئلہ کو متفق علیہ
 اور چاروں اماموں کا مسلک قرار دیا ہے اور کہہ کر
 ان کے اصحاب اور علاقوں کے تمام فقہاء کا یہی مسلک ہے
 چنانچہ امام احمد مستقلانی شافعی نے اپنی کتاب
 ارشاد الساری میں فرمایا: اس میں یہ دلیل ہے کہ
 جس مرد کا دودھ ہے وہ حرمت پسند کرتا ہے
 چنانچہ جس طرح دودھ والی حرمت کی طرف سے حرمت ثابت
 اسی طرح اس کے مرد کی طرف سے بھی حرمت ثابت ہوگی
 کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رضاعی چچا کا اثبات

و ابی حنیفہ و صاحبیہ و مالک و احمد
 کجہم و الصحابة والتابعین و فقہاء
 الامم، امام حافظ قسطلانی شافعی در فتح
 الباری شریایہ ذہب الجہم و صاحب
 الصحابة والتابعین و فقہاء الامم
 کابی حنیفہ و صاحبیہ و مالک و الشافعی و
 احمد و اتبعہم الیٰ بن لبث الفحل
 یحویۃ امام ابویوسف و ابی شافعی و در کتاب الاثر
 شریایہ و الفحل الہدیٰ منہ اللہ
 ابویہ و اولادہ من المراضعة و غیرہا
 اخوتہ و اخواتہ، علامہ زین الدین شافعی
 تلمیذ ابن عبد ربیع و در قرۃ العین شریایہ
 قصید المراضعة امہ و ذو طام
 ابیہ و نسبی الحرمۃ من الرضیع
 الیٰ اصولہما و فرادعہما و حواشیہما
 نسبا و رضاعا تا ای جا ہر نصوح کہلے
 شاعیر است و صاحب البیت البصر
 بساق البیت و صاحب السداد
 ادع، امام اہل قاضی میاض مالکی در شرح صحیح مسلم
 فرمایہ لم یقل احد من ائمة الفقہاء و اہل
 الفتویٰ باسقاط حرمۃ لبث الفحل

فرمایہ اور نسب کی طرح قرار دیا ہے اور یہی مذہب امام
 شافعی، ابو حنیفہ اور ان کے صاحبین امام مالک و امام
 احمد بن حنبل کا ہے جس طرح کہ صحابہ اور تابعین اور تمام
 علاقوں کے علماء کا یہی مذہب ہے۔ اور امام قسطلانی
 شافعی نے فتح الباری میں فرمایا کہ تمام صحابہ، تابعین اور
 فقہاء ابو حنیفہ، ان کے صاحبین، مالک، شافعی اور
 احمد اور ان کے تمام متبعین کا مذہب یہ ہے کہ دودھ والا
 مرد بھی حرام ہوتا ہے۔ امام یوسف اردبیلی شافعی نے
 کتاب الاثر میں فرمایا کہ جس مرد سے عورت کو دودھ اترتا
 دودھ چنے والے بچے کا باپ ہے اور اس کی تمام
 اولاد خواہ اس شخص سے ہو یا کسی دوسری عورت سے
 وہ سب اس بچے کے بہن بھائی ہوں گے۔ علامہ
 زین الدین شافعی نے اس کی تفسیر کے شاگرد قرۃ العین میں
 فرماتے ہیں کہ دودھ پلانے والی ماں، اور دودھ
 والا مرد باپ ہو گا، اور بھریہ حرمت بڑھ کر بچے سے مرد و
 عورت کے اصول و فروع اور ان کے نسبی اور رضاعی
 متعلقین تک مرایت کر جاتی ہے، تمام نصوح شافعی
 حضرات کی اس مسئلہ میں یہی ہیں، جبکہ گھر والا گھر کی
 باتوں کو زیادہ جانتا ہے، برگزیدہ امام قاضی میاض مالکی
 صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ائمہ فقہاء راو اصحاب
 فتویٰ میں سے کسی بھی دودھ والے خواہ مذکر کی حرمت کو

لکھنؤ و الساری کتاب الرضاع باب لبن الفحل دار الکتاب العربی بیروت ۳۳، ۸

لکھنؤ و الساری کتاب النکاح باب لبن الفحل دار المعرفۃ بیروت ۳۱/۹-۳۰

لکھنؤ و الساری کتاب النکاح باب لبن الفحل دار المعرفۃ بیروت ۳۱/۹-۳۰

لکھنؤ و الساری کتاب النکاح باب لبن الفحل دار المعرفۃ بیروت ۳۱/۹-۳۰

الاہل الظاہی واجت علیہ والمعروف
عن داؤد موافقة الاثمة الاسر بعثة
م جلیل بدرالدین محمود عینی در تلمذہ القاری
قرابینہ لین الفحل یحرم وهو قول
ابی حنیفہ و مالک و الشافعی و احمد
و اصحابہم و قال القاضی عیاض لم یقل
احد من الاثمة الم (مخلصا) اینست
نقول و نصوص ائمہ اجدہ ثقات مثبتات و نسبتہ کہ
در حانیہ و ہدایہ واقع شد معارضت نراں بردہ
نقل مذہب غیر بار ہا زلت روی نماید یکے از اکابر
ش فقیہ تحلیل زنا بکرسیہ در دار الحرب، و دیگرے
اجدہ ش فقیہ حلیت غراب بحدت امام اعظم
نسبت کرد و بردہ باطل است در ہاں ہر یہ
حدت متعہ با امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نسبت نمود حالانکہ امام مالک پر دے حد زنا
ے زمنہد کسما هو قول عبد اللہ
ابن المسیب و رضی اللہ تعالیٰ
عنہما اذ قال جبسوب علی نفسك
لا انت فعلتہا لا من جمنک با جج راک
بخلات حنفیہ و دیگر ائمہ کہ حرام دانند
و تاحسد زنا نہد بالجحد جواز این نکاح باطل
است ہرگز نہ مذہب امام شافعی است
شہ شریع صحیح مسلم عیاض عیاض مالک

ساقط نہیں کیا ماسوائے ابن علیہ اور اہل ظاہر حضرت
کے، اور داؤد ظاہری سے نقل مشہور ہے کہ وہ بھی
ائمہ اربعہ کے موافق ہے۔ ہرگز یہ امام بدر الدین عینی نے
تلمذہ القاری میں فرمایا ہے کہ دو دھوا لے عادیہ کی
حرمیت تمام ائمہ ابو حنیفہ، شافعی، مالک اور احمد
اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے اور امام قاضی عیاض
نے فرمایا کہ کسی امام نے اس حرمت کے استقاط کا
قول نہیں کیا، یہ ہیں تمام ثقہ ائمہ کہ نصوص جہان
سے منقول ہیں۔ اور وہ جو خایہ اور ہدایہ میں منکر ہیں
ان ائمہ کی طرف منسوب ہے وہ ان نصوص کے معارض
نہیں ہو سکتا کیونکہ بارہا ذکر کیا کہ نقل کرنے میں اکثر تفرش
ہو جاتی ہے شافعی مسلک کے اکابر میں سے
ایک ہے امام ابو سعید رحمہ اللہ کی طرف یہ منسوب کیا کہ ان
تزویک دار الحرب میں حربی عورت سے زنا جائز ہے اور
دوسرے امام ابو حنیفہ کی طرف کہتے کے حلال ہونے
کی نسبت کر دی جسکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں، اور
اسی دہریہ میں امام مالک کی طرف متعہ کے حلال ہونے
کی نسبت کر دی گئی حالانکہ امام مالک ایسے شخص پر
حد زنا لگاتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن ابیہر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کا قول ہے کہ یہ تحریر کر کے دیکھو اگر تو کریجھا
تو میں تجھے تیرے ہی پتھروں سے ریم کروں گا بخلاف حنفیہ
اور دیگر ائمہ کہ وہ متعہ کو حرام کہتے ہیں مگر حد نہیں لگاتے

مذہب پہنچس از ائمہ مجتہدین قیومین رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین ، ابن علیہ مرد سے از محمد بن است
عداد او در مجتہدین ائمہ نیست و اگر باشد متفرد
است و ظاہر یہ توجہ عائد بہ مستند را
در اجماع اعتبار سے نیست و دفائش بخلاف
و بفحش خلل نہ پزیرند ، لانہم یسوا
من الائمة علی الاطلاق کما
فی التوضیح وغیرہ لیسوا
من امة الاجابة وانما ہم
من امة الدعوة ، کما فی
مرقاۃ المفاتیح وغیرہا ، و خود
در خصوص ظاہر یہ از امام ابن علیہ کی گزشت
کہ مخالفت ایشان اصلاتی نیست
پس درین مسئلہ حکم بخلاف رائز نہایست
اولا خلاف سنت مشہورہ است کہ انت اللہ
حرم من الرضا ما حرم من
النسب ، اسی حدیث بالفاء متروکہ و
روایات متخالفہ و دو ادین اسلام مروی
و منقول است و از صدر اسلام تا حال
میان علماء متعلقی بالقبول ہیں اما ترمذی در
ہماں جامع فرماید و انھن علی حدة عند عامة اهل العلم
من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خلاصہ یہ کہ یہ نکاح باطل ہے اور کسی بھی امام
خواہ شافعی ہوں یا کوئی اور مجتہدین میں سے کسی کے
مذہب میں جائز نہیں ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم ،
ابن علیہ کا شمار مجتہدین میں تو ہوتا ہے مگر مجتہدین میں
نہیں ، اور اگر بالفرض ہو بھی تو وہ دوسرے ائمہ سے
اگے تھلک ہے ۔ رہا ظاہر یہ فرقہ تو وہ بذاتی فرقہ ہے
جبکہ اجماع کے معاملہ میں بذاتی کا اعتبار نہیں ہوتا ، اس
کی موافقت اہل مخالفت کا کوئی اثر اجماع پر نہیں پڑتا
کیونکہ یہ ائمہ میں سے نہیں ہیں ، جیسا کہ توضیح وغیرہ
میں ہے اور ائمہ اجماع میں سے نہیں بلکہ وہ امت
دلت میں سے ہیں جیسا کہ مرقاۃ المفاتیح وغیرہ
میں ہے ۔ اور خود ظاہر یہ فرقہ کے بارے میں امام ابن حجر
مکی کا قول گزر اگر ان کی مخالفت قابل انتفات نہیں ہے
لہذا اس مسئلہ میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں اولاً
اس لیے کہ اس کا خلاف سنت مشہورہ کے خلاف ہے
جو کہ یہ ہے جو نسب کی بنا پر حرام فرمایا ہے وہ رضائے
کی بنا پر بھی اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے ، یہ حدیث
مختلف الفاظ کے ساتھ کثیر روایات میں ہے اور
اسلام کی قانونی کتب میں مروی و منقول ہے اور ابتداء
اسلام سے آج تک علماء کے درمیان مقبول ہے ، امام
ترمذی نے اپنی جامع میں فرمایا کہ اس پر عدم صحابہ اور
بعد والوں کا اطلاق ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے

و غیرہم لا فصلہ بینہم فی ذلک اختلافاً
و حکم بر خلاف سنت مشہورہ نافذ نہ شود، در ترویج
الابصار است ادا ساقہ الیہ حکم قاص
آخر نقد الاہا حالف کتاباً و مسند
مشہورہ او اجماعاً ثانیاً مخالف اجماع
میں معتبر، جامع افتادہ است کما تقدّم
بیانہ و امام شعرانی شافعی در میزان الشرع
الکبری فرمود اتفاق الائمة علی انہ یحرم
من الرضا ما یحرم من النسب
و حکم بر خلاف اجماع نافذ نیست، ائمہ ثقات اثبات
از حکایات شاذہ غافل نبودند بلکہ خود ذکر نمودہ
ند باز تصریح فرمودہ کہ درین مسئلہ جرح ظاہریہ و
ابن علیہ کے را خلاف نیست و نیز ابن قتی
عیاض مالکی و امام ابو زکریا نووی شافعی و امام
محمد بن عینی حنفی گزشت فمن العربی نسبة
الغراب الیہم علی ما وقع
فی فتح المغیث و اگر بالعرض ایما
قول ضعیف محکم بود کما اقول مبہ فی
المتح الفقیہ، پس حکم و فتوایہ بر قول
ضعیف و مرجوح خود بطل و حشری اجماع
است کما فی تصحیح القد و دی

اور سنت مشہورہ کے خلاف حکم نافذ نہیں ہو سکتا،
اور ترویج الابصار میں ہے کہ جب ایک قاضی کے پاس
دوسرے قاضی کا حکم پہنچے تو اس کو نافذ کرے بشرطیکہ
کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور اجماع کے خلاف
نہ ہو، ثانیاً اس لیے کہ جن لوگوں کا اجماع معتبر
ہے ان اجماع کے بھی خلاف ہے جیسا کہ پہلے بیان
ہو چکا ہے، اور امام شعرانی نے میزان الشرع الکبری
میں فرمایا ہے کہ ائمہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ جو
دشتہ نسب کی وجہ سے حرام ہے وہ رضاع کی وجہ
سے بھی حرام ہے اور اجماع کے خلاف حکم نافذ
نہیں ہو سکتا، اور کسی مسئلہ کو ثابت قرار دینے پر
ائمہ ثقات خود بھی شاذ حکایات سے غافل نہیں ہوتے
بلکہ وہ ان کو ذکر کرتے ہیں، نیز انہوں نے یہ تصریح
بھی کی ہے کہ اس مسئلہ کا ظاہر یہ ہے اور ابن علیہ کے
بغیر کسی نے خلاف نہیں کیا، جیسا کہ امام قاضی عیاض
ابو زکریا نووی شافعی اور امام محمد بن عینی حنفی سے گزرا
فتح المغیث میں ان حضرات کی طوط شاذ امور کو ضعیف
کرنا تعجب کی بات ہے، اگر بالعرض یہاں کوئی
ضعیف قول نقل کیا گیا ہو جیسا کہ فتح القدیر میں تاویل
کی گئی ہے تو بھی ضعیف قول اور مرجوح قول پر فوری مینا
خود جہالت اور اجماع کے خلاف ہے جیسا کہ علامہ رحمہ

شہ جامع الترمذی
شہ در مختار شرح ترویج الابصار
شہ میزان الشرع الکبری
ابواب الرضا
کتاب القضاۃ باب فی الیمن
کتاب الرضا
ایمن کینی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۳۷/۱
مجتبائی دہلی ۷۸-۷۹/۲
مصطفی البانی الحلبي مصر ۱۳۸/۲

بعلامة قاسم والدر المختار، ثالثاً
حکم بخلاف واقعی مجتہد راست معتقد باروانبود
برخلاف امام خود حکم کردن در تنویر الابصار است
قصی ف مجتہد فیہ بخلاف سرائیہ
لایفقد مطلقاً وبہ یفقی و در مختار
است سے

ولو حکم القاضي بحکم مخالف
لمذہبہ ما حکم اصلاً یسقط
و در المختار آورد اما المقلد فلا یملك المجتہد
جیب جبارتش از سابق و لاحق قطع کرده آورد و
خود در قدر منقول خود لفظ ادعی ندید رابعاً اگر
از ہمہ گزرنہ قضاء ششہ علی چیز نیست کہ رفع خلاف
سے کند، نہ کہ دو حرف خوانند و در راسدہ
افتاء نشاند، ہر چہ خواہند بر زبان رانند،
و خلاف مرتفع شود، و مذہب مردود و مستفح
حاشا للہ لا یقول بہ جاہل
فضلاحت فاضل نسأل
اللہ العفو والعافیۃ، و اللہ
تعالیٰ اعلم۔

فقیر مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری غفرلہ

کی تصحیح القدوری میں اور در مختار میں ہے ثالثاً
مخالفت کے قول پر فیصلہ کا اختیار صرف مجتہد قاضی کو
ہے، مقلد کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنے امام کے قول
کے خلاف فیصلہ کرے۔ تنویر الابصار میں ہے کہ قاضی
کا مجتہد فیہ میں اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ مطلقاً نافذ
نہ ہوگا اور اسی پر قوی ہے۔ اور در مختار میں ہے کہ
اگر قاضی نے اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ دیا
تو نافذ نہ ہوگا اور یہ صحیح نہ ہوگا، اور رد المحتار میں کہ،
لیکن مقلد اپنے مذہب کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ عجیب
نے ان کی عبارت سیاق و سباق سے کات کر پیش
کی اور خود اس نے جو ان کی عبارت نقل کی اس میں لفظ
ادعی کو نہ دیکھا، سابعاً یہ کہ اگر مذکورہ امور کو نظر انداز
بھی کر دیں تو قصہ شری طور پر ایسا اہم عمدہ ہے کہ
جس میں جمہور کے خلاف کو ختم کیا جاتا ہے، نہ کہ چند
حرف پڑھ لے اور مستند قضاء پر بیٹھ کر جو کچھ چاہے اس
کو زبان پر جاری کر دے اور یہ خیال نہ کرے کہ
میرے فیصلہ سے خلاف قوی اور مذہب کمزور ہوگا،
اللہ تعالیٰ کا خوف ہر تو خلاف والا قول جاہل بھی
نہ کرے چر جائیکہ کوئی فیض کرے، اللہ تعالیٰ
سے عافیت اور معافی کی درخواست ہے، واللہ
تعالیٰ اعلم۔ فقیر مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری غفرلہ

۸۰/۲	مجتہد سیاقی دہلی	فصل فی الجہس	باب القضاء	در مختار متن تنویر الابصار
"	"	"	"	در مختار
۳۳۵/۴	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	"	رد المحتار

فی الواقع نکاح مذکور باطل و حرام محض است و
بر آں کس از دختر و دختر برادر خود شش فوراً فراموش
شدی فرض است تزویج ایناں جہل و تنقیہ زائد
ظلم شدید۔ واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

فی الواقع نکاح مذکور باطل اور محض حرام ہے، اس
شخص پر لازم ہے کہ فوراً فوراً اپنے بھائی کی فواسی
سے جہ آتی اور علیحدگی اختیار کرے۔ اس نکاح کو
نافذ کرنا اور جائز کہنا جہالت اور ظلم شدید ہے،
واللہ تعالیٰ اعلم۔
فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

رسالہ

الجلی الحسن فی حرمة ولد اخي الدین

(اولادِ رضیع اور اولادِ مریعہ کے درمیان حرمتِ نکاح کا عمدہ اور روشن بیان)

کسی کم علم نے ایک غلط فتویٰ در باب جوازِ نکاح مابین اولادِ رضیع و مریعہ لکھ دیا تھا وہ فتویٰ مذکور علیہ مولوی اکرام الدین صاحب امام و خطیب مسجد وزیر خاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی تک پہنچا تو آپ نے اس کے رو میں مندرجہ ذیل فتویٰ المسمیٰ بہ الجلی الحسن فی حرمة ولد اخي الدین مستند بنصوص صحیحہ و مبسوطی بہ ہر اہلین شریعہ تحریر فرمایا،

وہو ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله العالی خلق الانسان فجعله نسباً وصہراً وجعل الرضاع كالنسب فوجب به محرمية اخیری والقولوة والسلام علی من ہدانا للصواب	اللہ تعالیٰ کے لیے سب تعریفیں جس نے انسان کو پیدا فرمایا تو اس کو نسب اور سرسری رشتہ سے نرازا اور رضاعت کو نسب و مثل بنایا تو اس کے سبب ایک اور محرمیت عطا کی، صلوة و سلام اس ذات پر جس نے ہمیں ہدایت کی
--	--

و وعد عليه جزيل الثواب فاعظم البشري
و وجب التثبت في الافتاء و حرمة الاجتراء
فاوعد عليه و عید انکراصلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ و المذنبین
الیہ دنیا و آخری، آمین!

کی رہنمائی فرمائی اور پس پر بھاری ثواب کا وعدہ فرمایا
تو بشارت عظیم فرمائی اور جس نے فتویٰ دینے میں مضبوطی
کو واجب اور جسارت کو حرام فرمایا تو جسارت پر
سخت وعید فرمائی، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سہم ہو
آپ پر اور آپ کی آل و اسباب پر اور ان سب پر جو آپ
کی طرف دنیا و آخرت میں منسوب ہوں، آمین (د)

مسئلہ ۲۸۸ از لاہور مرسلہ ترویج اکرام الدین صاحب بخاری امام و خطیب مسجد و زیرغال مرحوم
۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ ہجری القدر

جناب مستطاب، محبت بآب، قدوة الابار و أسوة الاحبار، زین الصالحین و زينة العارفين، علامة العصر
فرید الدہر، عالم اہل السنۃ، مجدد مائتہ حاضرہ، استاذ ذہبی و متقہ اسے جہاں، دارالافتاء و راجع، دورۃ تاج
الغیضان، ثمرۃ شجرۃ ضمیر و باکورة بستان العربان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
بعد اتمام اساس تعلیمات حراصرت کو رسالہ صفحا
امارتش از تکلف محل عبارت مستغنیہ تہذیب
مسلکین حکم عرفان و عروض ارم البہار مخلصانہ مجتہد
والا مرتبت لست کہ فتویٰ بہ ہر ای مکتوب اور سال
داشتہ شد ہوا تو اسے مبارک عالی سطرے نوشتم
بنام نیاز مند اور سال نماید، الہی سلامت ماسند
ثم السلام، کتبہ المسکین محمد اکرام الدین بخاری عفا عنہ۔

البخاری۔ (د)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی حقیقی بہن کا دودھ پیا ہے، اس شخص اور
اس کی بہن سے اولاد پسیدہ ہوتی ہے، یہ بھائی بہن اپنی اولاد کا آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں، ان کی اولاد کا
نکاح شرعاً آپس میں درست ہے یا نہیں؟ جینا تو جہودا

الجواب: شخص مذکور کی اولاد کا نکاح اس کی بہن مرضہ کی اولاد کے ساتھ جائز ہے کیونکہ حرمت رضاعت
خاص رضیع کے لیے ثابت ہوتی ہے۔ رضیع کے اصول و فروع کے لیے حرمت مذکورہ ثابت نہیں ہوتی، پس
دودھ پینے والے پر دودھ پلانے والی بھیمیں رضیع فروع و اصول کے حرام ہے، فروع رضیع پر فروع مرضہ ہرگز حرام

نہیں ہو سکتا، چنانچہ شرح وقایہ وغیرہ میں محرمات بالرضاعہ کو اس شعر میں درج کیا ہے، ۳۵

از جانب بشیر وہ بچہ خویش شوند

و از جانب بشیر خواہ زوجان و فروغ

(دودھ پلانے والی کی جانب سے تمام رشتے حرام ہوں گے اور شیر خوار کی جانب سے وہ اور اس کا

زوج یا زوجہ، اور اس کے فروغ حرام ہوں گے۔ ت)

تحریم المرضعة و زوجها علی الرضیع و یحرم	دودھ پلانے والی خود، اس کا خاوند اور اس کی قوم
قومها علی الرضیع کما فی النسب و تحریم	دودھ پینے والے پر حرام ہوگی جیسے نسب میں حرام ہیں
فروع الرضیع علی المرضعة و زوجها و یحرم	اور دودھ پینے والے کے فروغ دودھ پلانے والی اور
زوجها الرضیع علی المرضعة و زوجها کما فی	اس کے خاوند پر حرام ہیں، اور خود دودھ پینے والا اور
شرح الوقایة ص ۶۳	اس کا زوج یا زوجہ دودھ پلانے والی اور اس کے زوج

پر حرام ہیں، شرح وقایہ میں ایسے ہی ہے ص ۶۳ (ت)
اس عبارت سے واضح ہوا کہ حرمت رضاعت رضیع کے لیے ثابت ہے، رضیع کی اولاد پر رضعت کی اولاد جائز
ہے، بنا بریں شخص مذکور کی اولاد اپنی مشرکہ کی اولاد پر حلال ہے، آپس میں ان کا نکاح درست ہے۔

الجواب

اتاقه و اتالیقه ساجعون، اتان الله و اتالیقه ساجعون، اتان الله و اتالیقه ساجعون،
حرام قطع حلال کر دیا گیا، محارم سے زنا حلال کر دیا گیا، بچہ بچی کا نکاح حلال
کر دیا گیا، ماہر بھانجی کا عقد حلال کر دیا گیا، خالہ بھانجی کا زنا حلال کر دیا گیا، حلاصہ یہ ہے کہ گریباں بیٹے کا
نکاح حلال کر دیا گیا، باپ بیٹی کا زنا حلال کر دیا گیا، لا اله الا الله ولا حول ولا قوة الا بالله۔ اول یہ قیامت
مراد آباد میں ایک بانی خیال مولوی عالم صاحب نے اٹھائی اور غیر مقلدوں کے پیٹرو اندر حسین معاریات نے
اس پر فہر لگائی، یہاں سے اُس کا رد ہو کر گیا، وہ پرانا سیما رجوع کر گیا۔ اور دوسرا فتویٰ اُس کی حرمت میں لکھا
اور پہلے کا یہ ہذرہ تراژگناہ پیش کیا کہ،

قبل ازین فتوے مولوی عالم صاحب کہ در حلت آن	اس سے پہلے مولوی عالم صاحب کے فتویٰ پر جو کہ
نوشته بودند بر اعتماد ایشان بر نظر سرسری	اس کے حلال ہونے میں انہوں نے لکھا تھا

مہربن کردہ شد۔ ان پر امتداد کرتے ہوئے سرسری نقطہ سے بڑی غورنگائی گئی۔

حلال و حرم خصوصاً معاملہ فروع میں غور سرسری کاغذ پر کسی صریح بددیانتی اور آنکھیں جنم پر سخت جرات و
یہاں کا کھلا اقرار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اجزؤکم علی العتبات اجزؤکم علی السارینہ تم میں سے جو فتوے پر زیادہ جرات کرتا ہے وہ آگ
پر زیادہ جرات کرتا ہے۔ (ت)

غیر یہ تو غیر مقلدی کے لازم نہیں ہے مگر براہِ امتداد ایشان نے ان کے اجتہاد کی جان پر پوری قیامت توڑ دی۔ اسے
سبحان اللہ! مجتہد کا دعویٰ اور ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مقلد پر طلال و حرام میں یہ تکیہ بھروسا۔ اور اس کو وہ شدہ
کے طبع کو تو دیکھئے، کیا شرمایا ہو، حینہ مجہول ہے، گویا اصولوں نے خود اس پر غرہ نہ کی کوئی اور کر گیا، اللہ یوں
اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور اللہ کے مقابلہ کا مزہ چکھاتا ہے فسأل اللہ العفو والعافیۃ (ہم اللہ تعالیٰ
سے معافی اور عافییت کا سوال کرتے ہیں۔ ت) اس کی تفصیل اسی زمانہ میں رسالہ سیف المصطفیٰ علی
ادیان الاعداء میں لکھی گئی۔ دوبارہ اسی زمانے میں ہم کو حلال کرنے کی سخت ارشاد آفت کلکتہ سے اٹھی، اہل
صاحب مولوی طیف الرحمن بردوانی میں انھوں نے جہاں بھر کے تمام علماء کو مخاطب کر کے ایک عربی طویل سوال
چھپوایا اور یہاں بھیجا، بفضلہ تعالیٰ اس کے واسطے میں اس نے اللہ تعالیٰ البیان لخصوصہ اسے
انجی البیان اعلیٰ مباحثہ و فلاں حد و حد میں پرسل تصنیف ہو کر بھیج دیا گیا، جس نے بحمد اللہ تعالیٰ سارا اہل
بیشا کر جہاد الحق و نہ حق الباطل کا اللہ الباطل کا نہ حق (حق آیا اور باطل زائل ہوا بیشک باطل
زوال پذیر ہے۔ ت) کا نقشہ کھینچ دیا۔ اب سربارہ یہ بلائے عظیم لاہور سے اٹھنے کو رہ گئی تھی، گویا ہر سولہویں
سال اس وبال میں اہل آباء ہے، پہلے ۱۲۹۸ھ میں اٹھانچہ ۱۳۱۳ھ میں، اب ۱۳۲۰ھ میں دوبارہ یہ کہ
ایسے فتوے زیب دیتے تھے کہ ان کے قلوب اوندھے کر دئے جاتے ہیں مگر اس بار حد و حد سخت تر ہے کہ
ہمارے بعض سنی علماء اس میں شرکت کی، امان اللہ وانا الیہ راجعون ابھی چند ہی مہینے تو بڑے کہ
فقیر نے اس واقعہ بائزید رحیمی دہلوی کو اپنا رسالہ تازہ کا معراج السیفہ الواہم فی ابیان قسوط من
السدس، ہم میں ذکر کیا اور وہ چھپ کر شائع ہو گیا، اجاب نے یا تو اس غمخوری تصنیف کو براہ بے پرواہی طے
نہ فرمایا، یا اس قدر جلد بھول گئے، امان اللہ وانا الیہ راجعون، فقیر از ایجا کہ نقہ البیان میں یہ تعقیب

ازہاق اوہام بردہ اتی اس مسئلہ کی تحقیق بازغ کر چکا ہے، یہاں صرف چند قصص ہندی کی چندی کر کے عرض کرے
 کہ کسی طرح اس دھوکے کا سبب باب تو ہو، آخر یہ فتنہ کتنی بار اٹھے گا!

نص: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یہرم من الرضاۃ ما یحرم من النسب۔

سرور الانسۃ احمد و البخاری و مسلم و

ابوداؤد و بن ماجہ عن ام المؤمنین الصداۃ

واحمد و مسلم و النسائی و ابن ماجہ عن

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

جو کچھ نسب سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے۔

اسی کو اگر کرام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور

ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا سے اور امام احمد، مسلم، نسائی اور

ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت

کیا۔ (ت)

بھانجا بھانجی، بھتیجا بھتیجی نسب سے حرام ہیں یا نہیں، ضرور ہیں، تو دودھ سے بھی قطعاً حرام ہیں،

اور شک نہیں کہ اپنی نسبتی ماں کی رضاعی اولاد اپنی ہیں بھاتی ہے، تو اس اولاد کی نسبتی اولاد اپنے سے یہی

رشتہ رکھتی ہے۔ اسے میں سمجھے مثلاً ریم کی ماں ہندہ کا دودھ پکڑنے پیا، تو غمراہ اور زید رضاعی بھائی ہوئے۔

اگر کہ نہ ہوئے تو ہندہ مرضہ کی بیٹی بھی تو، ضیع کی سہیلی کی کھب سندہ کا مثلاً زید غمراہ کا بھائی نہ ہوا، تو

ہندہ کی بیٹی کی کس رشتہ سے غمراہ کی بہن ہو جائے گی حالانکہ وہ بہن ہی نہ ہوگی، قرآن کریم میں ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ، وَاٰفَئِكُمْ اَتٰی اٰرَضٰتْکُمْ و اللّٰہ تعالیٰ نے فرمایا، تمہاری مائیں جنہوں نے نصیب

احو تنکم من الرضاۃ۔ دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں۔ (ت)

و علیٰ ہذا القیاس باقی صورتیں، اور جب مرضہ کی سب اولاد رضیع کے بہن بھائی ہو گئے تو رضیع کی اولاد اولاد مرضہ

کے لیے یقیناً اپنے بہن بھائی کی اولاد ہے اور اپنے بہن بھائی کی اولاد یقیناً قطعاً اجماعاً حرام ہے، تو پھر بھی بھتیجے

یا چچا بھتیجی یا خال بھانجے یا ماموں بھانجی کا زنا کیونکر حلال ہو سکتا ہے! ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم

نص: ۱۲ صحیحین میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور صحیح مسلم میں امیر المؤمنین مراد علی کرم اللہ تعالیٰ

وجہ سے ہے، انہوں نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، یا رسول اللہ! حضور

کے چچا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی قریش میں سب سے زائد خوبصورت نوجوان ہیں حضور چاہیں تو ان

نکاح فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِهْلَا تَحِلُّ لِي اِنْهَايَةُ اَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ وَيَحْرَمُ
مِنْ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرَمُ مِنَ الرَّحْمَةِ۔
میرے لیے حلال نہیں وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی
ہے اور جو کچھ کسی رشتہ سے حرام ہے وہ دودھ سے
بھی حرام ہے۔

دوسری حدیث کے لفظ یہ ہیں :

مَنْعَتِ اَنْحَمَةُ اَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ وَان
اللّٰهُ حَرَّمَ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ النِّسْبِ
تھیں معلوم نہیں کہ تحریر میرے دودھ شریک بھائی میں
اور اللہ نے جو رشتے نسب سے حرام فرمائے وہ دودھ
سے بھی حرام فرمائے ہیں۔

صاف ارشاد ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام جب بھائی نے اپنی بہن کا دودھ پیادہ اپنی بہن کے بیٹے کا
رضاعی بھائی ہو گیا تو اس کی بیٹی بہن کے بیٹے کے لیے کیونکر حلال ہو سکتی ہے !

نص ۳۱ نیز صحیحین میں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے، حضور اللہ کسی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے درہ سنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں فرمایا :

لَوْ دَخَلْتُ فِي بَيْتِهَا مَا حَلَّتْ لِي۔ یعنی : اگر میں اس کے گھر میں داخل ہوں تو میری رجمہ ہے کہ ام المؤمنین ام سلمہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی ہے اور اگر رجمہ نہ بھی ہوتی

جب بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی کہ اس کے باپ ابوسلمہ میرے رضاعی بھائی تھے مجھے اور ان کو تو یہ سب نے
دودھ پلایا ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ بھی اسی طرح نص ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے۔

نص ۴ و ۵ : مرقاة شرح مشکوٰۃ میں شرح السنۃ امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح حدیث اول ہیں :

فِي الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلَى اَنْ حُرْمَةُ الرِّضَاعِ كَحُرْمَةِ
النِّسْبِ فِي الْمَنَاحِكِ هَاذِ الرِّضَاعُ الْمَرْءُ الرِّضِيعُ
يَحْرُمُ عَلَى الرِّضِيعِ وَالْوَلَادَةُ مَوْتٌ
یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ نکاحوں کے بارے
میں دودھ اور نسب کی حرمت ایک سی ہے، تو جب
کوئی عورت کسی بچہ کو دودھ پلائے تو اس رضیع اور

۴۹۶/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	کتاب الرضاع	سہ صحیح مسلم
۴۹۵/۱	دار الفکر بیروت	-	سہ مسند امام احمد
۴۹۸/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	-	سہ صحیح مسلم

اقارب الرضعة كل من يحرمه على ولد لها
من النسب
رضیع کی اولاد پر رضعہ کے وہ سب رشتہ دار حرام ہیں جو بانیں گے جو رضعہ کی نسبتی اولاد پر حرام ہیں۔

یہ تمام نص صریح ہے کہ رضیع کی تمام اولاد پر رضعہ کی تمام اولاد حرام ہے۔

نص ۶: تفسیر نیشاپوری میں دودھ کی بھتیجیوں بھانجیوں کے بیان میں ہے،

كذلك بنات من ارضعت اُمَّك نساء یعنی اسی طرح جس کو تیری ماں نے دودھ پلایا۔

وہ مرد تھا تو اس کی بیٹیاں تیری بھتیجیاں ہوں گی، اور عورت تھی تو اس کی بیٹیاں تیری بھانجیاں ہوں گی اور یہ سب بنت الاخر و بنت الاحنت میں داخل اور حرام ہیں۔

نص ۷: مستخلص شرع کنز میں ہے،

تحریر من وجدة الرضيع على من وج الرضعة و
كما باناته وبنات بانه على من وج الرضعة
وابناته كما افهم من شرح الوقاية
یعنی رضیع کی بی بی مرضعہ کے شوہر پر حرام ہے یونہی رضیع کی بیٹیاں تو اسیاں مرضعہ کے شوہر اور اس کے بیٹوں پر حرام ہیں، شرع وقایہ کا مفاد یہی ہے۔

نص ۸: ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کہ صحیح بخاری و مسلم میں ہے،

جاء عن من الرضاعة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انه حرم عليك
الله تعالى عليه وسلم انه حرم عليك فليدع عليك
هذا مختص
یہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، دودھ کا چچا بھی پی ہے، اُن سے پرہیز کی حاجت نہیں۔ (مختصراً)

شیخ محقق نے لمعات میں رضا علی چچا کی یہ تفسیر فرمائی،

بان مرایہا امرضعتہ اوامہ ارضعت یاھد یعنی دودھ کے چچا یوں کہ یا تمام المؤمنین کی دادی نے انھیں دودھ پلایا یا اُن کی ماں نے ام المؤمنین کے بچے دودھ پلایا۔

یہ صورت دوم تصریح صریح ہے کہ اپنی ماں نے جسے دودھ پلایا اس کی بیٹی اپنی بھتیجی اور حرام ہے۔

۲۲۲-۲۳/۶	مکتبہ امدادیہ بلقان	باب المحرمات	سہ مرقاة شرح مشکوٰۃ
۵/۵	مکتبۃ البابا میسر	حرمات علیکم اسمائکم کے تحت	سے غرائب القرآن (نیشاپوری)
۹۹/۲	دلی پرنٹنگ ورکس دہلی	کتاب الرضاع	سے مستخلص الحقائق
۴۶/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	-	سے صحیح مسلم
			سے لمعات المتق

نص ۹ و ۱۰: امام اجل ابو ذکریا نووی شرح صحیح مسلم اور امام بدر الدین عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں شوہر مرضہ کی نسبت فرماتے ہیں،

واللفظ للشوہی عندہنا ومذہب العلماء
کلاۃ ثبوت حرمۃ الرضاع بینہ وبين الرضیع
و یصیر ولداً له ویکون اولاد الرضیع
اولاد الرجل (مختصاً)

یعنی اولاد رضیع جس طرح مرضہ کی پوتہ پوتی فراسا فراسی باجماع قطعی ہے یونہی باجماع مذہب اربعہ و جملہ ائمہ و فقہاء شوہر مرضہ کے بھی پوتے پوتی ہیں، اور باجماع امت مرضہ اپنے ماں باپ کے پوتہ پوتی فراسا فراسی اپنے لیے حرام قطعی اور اپنے بھتیجا بھتیجی بھانجا بھانجی ہیں۔

نص ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴: فتح القدیر، بحر الرائق، مطاوی، مرقاة شرح مشکوٰۃ وغیرہ میں ہے،

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احوال ما یحرم
من الرضاع علی ما یحرم من النسب
وما یحرم من النسب ما یحرم من الرضاع
تحریمہ بہ وقد تعق بہا قد عبر عنہ بلفظ
لامہات والبنات واخواتکم وعماتکم و
حالاتکم وبنات الاخ وبنات الاخت فما کان
من مسمیہ ہذہ اللفاظ متحققاً من الرضاع
حرم فیہ

ظاہر ہے کہ اپنی ماں نے جسے دودھ پلایا اس پر بہن یا بھائی کا لفظ صادق ہے اور اس لیے وہ اپنے
اوپر حرام ہے تو اس کی اولاد پر اپنے بھائی یا بہن کے بیٹے بیٹی کا لفظ صادق ہے لاجرم وہ بھی قطعاً حرام ہیں۔

نص ۱۵: فتاویٰ برائے میں ہے،

الاصل ان کل فی الرضاع امت کل امرأة
یعنی دودھ کے رشتوں میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اس

انتسبت اليك او انتسبت اليها بالرضاع او
 انتسبتا الى شخص واحد بلا واسطة او احدا
 بلا واسطة والاخر بلا واسطة فھن حرام لہ
 سے چار قسم کی حوریں حرام ہیں اول وہ جو دودھ کے سبب
 تیری طرف منسوب ہو، یعنی تیری بیٹی پوتی تو اسی کھنکھ
 یہ رضاعی بیٹی ہوتی۔ دوسرے وہ کہ دودھ کے سبب
 تو اس کی طرف منسوب ہو یعنی اس کا بیٹا پوتا تو اس کا ٹھہرنے یہ رضاعی ماں ہوتی۔ تیسرے وہ کہ تو اور وہ دونوں ایک
 شخص کے بیٹا بیٹی قرار پائیں، یہ رضاعی بہن بھائی ہوتے۔ چوتھے وہ کہ تم میں ایک تو اس شخص کا بیٹا یا بیٹی ٹھہرے
 اور دوسرا اس شخص کا پوتا پوتی تو اس اور اس کا یہ رضاعی خالہ پھوپھی بنتی بھانجی ہوتے۔ اور اگر تو یا تو اس کا ہے اور وہ
 بیٹی تو وہ تیری پھوپھی یا خالہ ہوتے، شک نہیں کہ صورت مسئلہ میں دودھ پلانے والی بہن کی اولاد بلا واسطہ
 اس کے بیٹا بیٹی ہے اور دودھ پینے والے بھائی کی اولاد اس مرضعہ بہن کی پوتا پوتی، تو یہ تحریریم کی حاص چوتھی
 صورت ہے

نص ۱۶۱۶ برجنڈی شرح نقایہ میں ہے،

بنت الاخر تشغل البنت النسبية لاخت
 الرضاعی بہ
 رضاعی بھائی کی بیٹی بھی بھتیجی میں داخل
 ہے۔

نص ۱۶ و ۱۸۱۸ شرح وقایہ، متن غریب ہے،

بنت الاخت تشغل البنت النسبية لاخت
 الرضاعی بہ
 رضاعی بہن کی بیٹی بھی بھتیجی میں داخل
 ہے۔

نص ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵، متن عمدہ مذہب کفر الدقائی، وقایہ، نقایہ،
 اصلاح، مقرر، متفق، تحریر میں ہے،

واللفظ لغیر حرم تزوج اصلہ و فرعہ و
 اختہ و بنتھا و بنت اخیه و النکل رضاعاً
 (مختصاً)
 (غیر کے الفاظ میں) یعنی آدمی یا اس کے اصول و فروع اور
 بہن اور بہن کی بیٹی اور بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے
 اور یہ سب دودھ کے رشتہ سے بھی حرام ہیں۔

۱۱۵/۴	نورانی کتب خانہ پشاور	الرائع فی الرضاع	۱۱۵/۴	فتاویٰ بزاز علیہ اش فتاویٰ جدیدہ
۶/۲	مطبع خشکی نوکشتور لکھنؤ	کتاب النکاح	۶/۲	۱۱۵/۴
۱۲/۲	محبوبی دہلی	کتاب النکاح	۱۲/۲	۱۱۵/۴
۳۳۰/۱	احمد کمال انکاسنہ فی دار سعادتی بیروت	-	۳۳۰/۱	۳۳۰/۱
۳۲۹-۳۲۰/۱	-	-	۳۲۹-۳۲۰/۱	-

نص ۲۶: یٰۤاَنۡفِیۡتَنۡ وَاَنۡفِیۡ مِّنۡ لَّیۡحَلَّ لِلرَّجُلِ اَنْ یَّتَوَدَّجَ بِاَمَهِ وَبَنۡتِہٖ وَاَحۡتَہٗ وَبَنَاتِہٖ وَاَحۡتَہٗ
بناتِ اَخِیہٗ فَمَا کَرَّ شَرَحَ کَافِی مِّنۡ فَرَایَا۔

اعدوان من ذکرنا من المحرمات من اول
الفصل الی هنا تحرم من الرضاع ایضا۔
یعنی ماں اور بیٹی اور بہن اور بھانجی اور بھتیجی حرام
ہیں اور یہ جتنی حرمت شروع سے یہاں تک ہم نے
ذکر کی ہے سب دودھ کے رشتہ سے بھی حرام ہیں۔

نص ۲۷: تبیین الحقائق میں ہے،

یحرم علیہ جمیعہ من تقدّم ذکرہ من
الرضاع وہی امّہ وَاَحۡتَہٗ وَبَنَاتِہٖ وَبَنَاتِہٖ اَخَوۡتُہٗ اِلَّا۔
یعنی جتنی عورتیں مذکور ہوئیں سب دودھ کے رشتہ
سے بھی حرام ہیں رضاعی ماں اور بیٹی اور بہن اور
رضاعی بہن اور بھائی کی بیٹیاں۔

نص ۲۸: در مختار میں ہے،

حرّم علی المتزوج ذکر اوائلی اصلہ وخرعہ
وبنت اخیہ وَاَحۡتَہٗ وَبَنَاتِہٖا وَاکل رضاعاً
بجنتہا بختیہ، بہن اور بھائی میں سے بیٹی یا بیٹا جو دودھ سے
نما نانی، بیٹا میٹھی، پوتا پوتی، فراسا فراسی اور دادا دادی

نص ۲۹: جوہرہ نیرۃ میں ہے،

کَذٰلِکَ بَنَاتِ اَخِیہٗ وَبَنَاتِ اَحۡتَہٗ من الرضاعۃ
لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحرّم من
الرضاع ما یحرّم من النسب
یعنی نسبی کی طرح رضاعی بھائی بہن کی بیٹیاں بھی حرام
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے جو نسب سے حرام ہے وہ دودھ سے
بھی حرام ہے۔

ان تمام نص میں بالا اتفاق بخلاف صاف صاف و اشکاف تصریحیں فرمائیں کہ رضاعی بھائی بہن
کی بیٹیاں، بھانجی، بھتیجی نسبی کی طرح حرام قطعی ہیں، اور شک نہیں کہ اخوت دشتہ متکررہ ہے کہ دونوں

سے کافی شرح دانی

سے تبیین الحقائق

سے در مختار

سے الجوہرۃ فیہ

فصل فی الحرّات

- - -

کتاب النکاح

مطبع الکبریٰ الامیریہ مصر

- - -

مکتبہ امدادیہ ملتان

۱۰۳/۲

۱۸۴/۲

۹۸/۲

طرف سے یکساں قائم ہوتا ہے، جس طرح مرضہ کا بیٹا رضیع کا بھائی ہوا۔ واجب کریوں ہی رضیع پسر مرضہ کا بھائی ہوئے محال ہے کہ زید تو عرد کا بھائی ہو اور عرد زید کا بھائی نہ ہو اور حبیب رضیع اولاد مرضہ کا یقیناً اجماعاً بھائی ہے جس سے انکار کسی ذی عقل بلکہ فہیم بہتہ کو بھی متصور نہیں، اور جملہ ائمہ و نفوس مذہب ہر یک قطعی تصریحیں فرما رہے ہیں کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے تو رضیع کی اولاد مرضہ کی اولاد کے لیے کیونکر حلال ہو سکتی ہے، یہ یقیناً نفوس قطعیہ و اجماع امت کے خلاف ہے۔ ائمہ نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے اور رضیع اور پسر مرضہ دونوں یقیناً آپس میں رضاعی بھائی ہیں، تو ان میں ہر ایک کی بیٹی دوسرے پر حرام قطعی ہے، کیا کوئی عاقل یہ بھی گمان کر سکتا ہے کہ ایک بھائی کی بیٹی تو دوسرے پر حرام ہو اور اس دوسرے بھائی کی بیٹی اس بھائی کے لیے حلال ہو۔ شرع، عرف، عقل، نقل کسی میں بھی اس غلو و بیہودہ فرق کی گنجائش ہو سکتی ہے؟ حاشا ہرگز نہیں۔

نص ۳۰، شرح وقایہ میں فرمایا، ۵

از جانب شیر وہ ہند و خلیش شوند و از جانب شیر خوارہ زود جان و فرزند
(دودھ پلانے والی کی جانب سے تمام رشتے حرام ہوں گے اور شیر خوار کی جانب سے وہ
اور اس کا زوج یا زودہ اور اس کے تراش حرام ہوں گے۔ ۵)

یہ شعر نقایہ و شرح الحکمر لکھنؤ مسکین میں بھی مذکور ہے۔ فاضل علی و فاضل قرہ بائی مشیاب شرع و نقایہ و علامہ برجندی شارح نقایہ نے تو اس پر ایک حرف بھی نہ لکھا اور علامہ تہستانی نے دو سطریں فارسی میں لکھ دیں جن سے ظاہری الفاظ کے سوا مغز مطلب کی کچھ توضیح نہ ہوتی تھی اور علامہ سید ابوالسعود ازہری نے فتح المعین میں آدمی سطر اس کے ترجمہ عربی کی کلمی جو شعر کے صرف ایک مصرع کا بھی آدھا ہی ترجمہ ہے یہاں یوں کہا یعنی دودھ پلانے والی اور اس کا خاوند ان کی اولاد، والدین، بھائی اور ان کی بہنیں شیر خوار کے رشتہ دار ہوں گے اور دودھ پینے والا اس کی بیوی یا خاوند اولاد سمیت دودھ پلانے والی اور اس کے خاوند کے رشتہ دار ہوں گے ۲ (تہ)

عکس حیث قال معنی الیت ان حر و جامت
الریم و فریدہ یہ حرم علی ابیک ۱۴ (م)

۶۶/۲ سید محمد جانی دہلی کتاب الرضاع
۵۰۱/۱ مکتبہ اسلامیہ تحفہ قاریس ایران
۱۳/۲ ایچ ایم سید کبیری کراچی اصل فی المحرمات
۱۳/۲ سید جانی الزور نقیہ فتح المعین

متاخر لکھنوی صاحب نے بھی عمدة الرعايہ میں ترجمہ پر قناعت کی، فقط ایک حرف زائد کیا وہ بھی غلط۔
 حیث قال مفاد المصريح الاول ان من جانب
 الموضوعة وكذا ذوجها يكون الكل ذاقربة
 من الرضيع الذي لهم قرابة محرمة من
 النسب فيدخل فيه الموضوعة ونحوها و
 اقرباؤها ومفاد المصريح الثاني ان من جانب
 الرضيع انما يثبت القرابة للموضوعة وزوجها
 من فرعه واحد زوجية لا نسبية۔

پلانے والی اور اس کے زوج پر تمام فرود اور اس کے زوج یا زوجہ کی قرابت ثابت ہوگی انتہی (ت)
 ظاہر ہے یہ محض ترجمہ ہے، صحت اتنا زائد ہے کہ ترجمہ سے مراد محارم نسبی ہیں، یہ غلط سبب بلکہ ماں باپ
 کے جتنے علاقہ والے اولاد پر حرام ہوتے ہیں نسبی ہوں خواہ رضاعی خواہ صہری وہ خود ماں باپ کے محارم ہوں یا
 نہ ہوں، جہاں جہاں معنی محرم فی النسب موجود ہو سب مراد ہیں، مثلاً رضاعی ماں باپ کے رضاعی ماں باپ
 بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی بیٹیاں بیٹے پوتے پوتیاں رضاعی ماں باپ کے محارم رضاعی ہیں نہ کہ نسبی
 یوں ہی رضاعی ماں باپ کے سوتیلے ماں باپ رضیعہ رضیعہ پر حرام ہیں کہ وہ رضیعہ کے رضاعی نانا دادا کی بیٹیاں
 ہیں اور رضیعہ کے رضاعی تانی دادی کے شوہر حالانکہ وہ رضاعی ماں باپ کے محارم صہری ہیں نہ کہ نسبی۔ یونہی
 رضاعی باپ کے دوسری بی بی رضاعی ماں کا دوسرا شوہر رضیعہ رضیعہ پر حرام ہیں کہ وہ ان کے سوتیلے ماں باپ
 ہیں حالانکہ وہ رضاعی ماں باپ کے محارم ہی نہیں بلکہ حلیل و حلیہ ہیں، تو قرابت محرم اور نسبیہ دونوں قیدیں
 غلط ہیں بلکہ سرے سے لفظ قرابت ہی ٹھیک نہیں کہ مصرعہ اول میں لفظ ہمہ مرفوعہ کے زوجین کو
 بھی یقیناً شامل اور زوجیت داخل قرابت نہیں۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے،

اتك من الرضاع كل، مٹی امرضعتك اد اوضعت
 من امرضعتك لے

ہندیہ میں ہے،

المحرمات بالصهرية اربع فرق اربعه

سنة عمدة الرعايہ شرح الفتاویٰ کتاب الرضاع

سنة غرائب القرآن (نیشاپوری) تحت آیت حومت علیکم امهاتکم الخ مصنف البانی مصر ۸/۵

۴۷/۲

مجتبائی دہلی

فساء الآباء والأجداد من جهة الآباء والأجداد
وان علواً كن، في الحاوی القدسی۔
ماں باپ کی طرف سے سنگے باپ دادوں کی بیویاں
اگرچہ یہ باپ دادے اور پر تک ہوں۔ حاوی القدسی
میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

پھر لکھا،

المحرمات بالرجاع کل من تحم بالقرابة و
المهرية كن، في محیط المرحضی۔
رضائی محرمات وہ تمام جو قرابت اور نکاح سے حرام
ہوتے ہیں، محیط شرعی میں یوں ہی ہے۔ (ت)

لا يجوز له ان يتزوج بامه ولا بسوطودة ابیه
ولا ببنت امراته كل ذلك من الرضاخ
اس کی یہ جائز نہیں کہ وہ ماں باپ کی دلی کردہ بیوی
اور اپنی بیوی کی بیٹی ان رضائی رشتوں سے نکاح کرے۔
غرض فقیر نے دیکھا کہ اس شعر کا ایضاً کسی نے کیا ہے، اور اہل زمانہ کو اس کی فہم میں دقتیں بلکہ سخت
لغزشیں ہوتی ہیں لہذا بقدر حاجت اس کی شرح کر دینی مناسب۔

فاقول وبالله التوفیق (پس میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔) اصل ملت حرمت جڑیت
ہے کہ نسب میں ظاہر اور رضاع میں کرامت نسائ کے نسب کبریت، تہذیبی، عرب میں بھی معروف و مشہور ہوئی
جس کے لئے اسے امہاتکم التی اسلمتکم فرمایا اور زوجیت کا مزاج بھی جانب جڑیت ہے کہ حقیقہ فی
الہدایۃ والکافی والتبیین وغیرہا (جیسا کہ ہدایہ، کافی اور تبیین وغیرہ میں تحریر ہے۔) مگر زوجیت میں اس کا
تحقق نہایت غرض میں ہے کہ عذر اس تک وصول سے قاصر، لہذا صاحب ضابطہ نے شعر میں دو علاقے
رکھے، ایک زوجیت و تہذیب جڑیت، عام ازیم کہ نسبنا بریاضنا، پھر دو شخصوں میں علاقہ جڑیت کی دو صورتیں
ہیں، ایک یہ کہ ان میں ایک دوسرے کا بچہ ہو، دوسرے یہ کہ دونوں تیسرے کے بچے ہوں۔ صورت اولیٰ میں
دو قسمیں پیدا ہوتی ہیں اقوال میں کا تو بڑ ہے یعنی باپ دادا، نانا، دادی، نانی جہاں تک بلند ہوں نسبنا خواہ رضاعاً
اور فروع، جو تیسرے بچے ہیں یعنی بیٹا، پوتا، فراسا، بیٹی، پوتی، نواسی جہاں تک نیچے جائیں۔ اور صورت ثانیہ میں
تین صورتیں ہیں،

۶۴/۱	نہ فتاویٰ ہندیہ	کتاب النکاح	فی بیان المحرمات	نورانی کتب خانہ پشاور
۲۴۶/۱	۳۳۳	۳۳۳	۳۳۳	۳۳۳
۱۸۳/۲	۳۳۳	کتاب الرضاخ	مطبع الکبریٰ الامیریہ مصر	۳۳۳

اصول نسبی و رضاعی پدری و مادری ختمی تک اور یہاں خویش کے یہ معنی ہیں کہ مرضعہ و رضیعین کے ماں باپ ہو گئے اور ان کے اصولی ان کے سگے دادا دادی نانا نانی۔

مسوہہ فرخ کہ خود رضیعین ہیں اور رضیعین کے جملہ فردا نسبی و رضاعی پسری و دختر ہی انتہا تک، اور یہاں یہ معنی کہ یہ سب مرضعہ و رضعہ کے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواس فرامی ہو گئے۔

چہا سہر اصل قریب کی فرخ یعنی رضیعین کے نسبی، رضاعی نسب و فرود العودت آخر تک اور یہاں یہ معنی کہ یہ سب رضیعین کے بس بھائی، بھینجا بھینجی، بھانجا بھانجی ہو گئے۔ پھر اگر مرضعہ و رضعہ دونوں کی فرخ و فرخ العودت ہیں تو مینی اور صرف مرضعہ کے فردا ہیں تو علاقائی اور صرف رضعہ کے تو اخیانی۔

پنچجم اصل بعید کی فرخ قریب یعنی رضیعین کے اصول و اصول اہ اصول نسبی و رضاعی کے فردا قریب نسبی خواہ رضاعی، اور یہاں یہ معنی کہ یہ سب رضیعین یا رضیعین کے اصول رضاعی کے چچا ماموں بھوٹی خالہ ہو گئے۔ (از جہان نبشیر خوارہ) اول زوجین مینی رضیعہ کی زوجہ اور رضیعہ کا شوہر یا رضیعہ و رضیعہ کے فردا نسبی رضاعی میں کسی کے زوج و زوجہ کہ یہ سب رضیعین پر حرام ہو گئے، اور یہاں یہ معنی کہ وہ رضیعین کے دُور یا نزدیک کے دادا اور بھو ہو گئے۔

دوہر فرخ کہ رضیعین کی تمام اولاد اور اولاد نسبی ہر نسبی سب رضیعین کی اولاد اولاد ہو گئے، مگر رضیعین کے اصول یا فردا قریب و بعید اصول کو رضیعین سے کچھ علاقہ نہ ہوا۔ الحمد للہ شعر کے یہ معنی ہیں۔ ان تمام تاصیلات و تفریعات پر کہ ہم نے ذکر کیں اگر نفوس لائیں موجب اطاعت ہو اور حاجت نہیں کہ اول تو بکھلائے یہ سب مسائل خدام فقہ پر خود ظاہر، ثانیاً ان پر نفوس کتب مذہب میں دائر و سائر۔ والحمد للہ فی الاول والاخر مسئلہ بکھلائے وضوح تام پایا۔ اب فتوائے خلاف کی طرف چلے اگرچہ حاجت نہ رہی۔

اولا اس تشریح سے کھل گیا کہ یہ شعر تحریر صورت مسئلہ میں نص صریح تھا جسے برعکس دلیل تحلیل گمان کیا گیا، کاش اتنا ہی خیال کر لیا جاتا کہ جانب نبشیر خوارہ سے فردا کا خویش رضیعین ہو جانا کیا معنی ہے رہا؟ فردا شیر خوارہ شیردہ کے خویش ہو جانے میں کوئی معنی کھل ہی نہیں سوا اس کے کہ شیر خوارہ کی اولاد شیردہ کی اولاد اولاد ہو گئی، پھر وہ اولاد شیردہ پر کیونکر حلال ہو سکتی ہے، کوئی ہی شریعت میں ہے کہ اپنے ماں باپ کی پوتی نواسی اپنے لیے حلال ہو جس جگہ سے چاہے پوچھ دیکھے کہ ماں باپ کی پوتی اپنی بھینجی ہوتی ہے اور نواسی اپنی بھانجی اور تمام جہان جانتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں بھینجی اور بھانجی حرام قطعی ہیں۔ سوئے اتفاق سے یہ گمان ہوا کہ فردا شیر خوارہ کو شیردہ کے خویش بتایا ہے نہ کہ اولاد شیردہ کے، اور نہ جانا کہ یہاں شیردہ کے خویش ہونے کو اولاد شیردہ کے لیے خویش ہونا قطعاً لازم نہیں ہے، یہ کیونکہ مستور کہ آدمی کی ماں باپ کی اولاد

اپنی کوئی نہ ہو، شیوہ کی طرف اضافت پر برائیت سے کہ اول اسی کے لیے ثابت ہو کہ باقیوں کی طرف سرایت کرتی ہے۔ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا،

حقیقة الحال ان حقيقة البعضية تثبت ببعض المرضعة و لرصيع فان ثبتت حرمة الامنية ثم انتشرت لوانا من تحريم الولد۔

حقیقت حال یہ ہے کہ دودھ پلانے اور دودھ پینے والوں کے درمیان جزئیت حقیقہ پائی جاتی ہے جو اجنبیت کی حرمت کو ثابت کرتی ہوئی بچے کی تحریم کے تمام لوازمات میں پھیل جاتی ہے۔ (ت)

ثانیاً کاشش مفتی نے اپنی ہی عبارت کو شریعت سے ملا کر دیکھا ہوتا تو پرچھاؤ اولین عمل تاکہ دونوں تفسیریں یقین پر ہیں۔ شریعت صاف بتا رہا ہے کہ حرمت رضاعت رضیع کی طرف زوجین و فروع رضیع کو شامل ہوتی ہے اور آپ کہتے ہیں خاص رضیع کے لیے ہوتی ہے رضیع کے فروع کے لیے نہیں ہوتی صاف نفی و اثبات کا خلاف ہے اس کی نظیر اس سے بہتر کیا ہو سکتی ہے کہ زید کے بیٹے کے لیے ماں حلال ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، حرمت علیکم امھلتکم (تم پر تمھاری مائیں حرام کی گئی ہیں۔ ت)

ثالثاً آگے تفریع میں فرماتے ہیں، پس فروع رضیع پر فروع مرضعہ ہرگز حرام نہیں۔ آپ کی اس اصل بے اصل کی یہ پوری تفریع نہ ہوتی، جب آپ نے رومن حرمت رضاعت جانب رضیع میں صرف رضیع کی ذات پر مقصور ہے، اس کے اصول کی طرح فروع کو بھی شامل نہیں، تو تفریع یوں کیجئے کہ فروع رضیع خود مرضعہ و مرضعہ پر بھی حرام نہیں جس طرح اصول رضیع ان پر حرام نہیں، وہاں تک تو بھانجی بھتیجی حلال ہوئی تھی اب پوتی نواسی حلال ہو گئی۔

مرابطا عبارت شروع و قایہ کا جو مفاد ٹھہرایا کاشش اتنا ہی چوتھا کہ عبارت اس سے بے علاقہ محض ہوتی معزز نہاد ایسا نہیں بلکہ عبارت یقیناً قطعاً اس کا رد کر رہی ہے عبارت جس شے کی خاص حرمت بیان کرنے کو نکلی گئی، اس اختراعی مفاد نے وہی حلال کر دی جیسا کہ بکرا اللہ تعالیٰ نے آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا آخر نہ دیکھا کہ نص مفتی میں مستخلص نے عبارت شرح و قایہ کا کیا مطلب ٹھہرایا۔

خاصیتاً جگہ نص ۱۷۱۰ میں دیکھئے کہ خود امام شارح و قایہ نے کیا فرمایا اور اپنا مطلب کیا بتایا۔ الحمد للہ اس روشن مسئلہ کا روشن تر کرنا جس طرح مقصود فقیر تھا کہ ہر عبارت سے کر کے پڑھا دی جائے بروجہ اتم

حاصل ہو گیا، اجاب پر تو یہ سخت شدید عظیم قرض ہے، السو بالسو والعلائیة بالعلائیة (پوشیدہ کی پوشیدہ اور علانیہ کی علانیہ۔ تہ معاملہ حرام قطعی کا ہے جس سے انکاح ناممکن تھا، رجوع الی الحق میں عار نہیں بلکہ تادیبی علی ابطل میں۔ اور عاذ اللہ اس باطل و مہمل قوتے پر عمل ہو کر اگر نکاح ہو گیا تو یہ زنا اور زنا بھی کیسا کرتا ہے محارم۔ اس کا عظیم وبال تمام قوتی دہندوں پر رہے گا، اور ہر حرکت ہر ہر مس کے قوت روزانہ رات دن میں خدا جانے کتنے کتنے باریہ کیا تو جرائم ان سب کے نامہ اعمال میں ثبت ہوتے رہیں گے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں،

من أفتی بغیر علم کان اثمه علی من أفتاه۔ جسے بغیر علم کے قوتی دیا گیا تو اس کا گناہ قوتی
 مروا ابو داؤد والدارمی والحاکم عن۔ والے پر ہے۔ اس کو ابو داؤد، دارمی
 ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ واللہ اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
 تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔ کیا۔ اللہ تعالیٰ زیادہ علم والا ہے اور اس جل مجدہ
 کا علم کامل و محکم ہے۔ (ت)

کتبہ

البعث المذنب احمد رضا الیہ یدی عفی بہ محمد المصطفیٰ النبی الاتی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

○ الجواب صحیح والسجیب منجیح۔

مصطفیٰ رضا خان قادری عرف ابوالبرکات محی الدین

○ الجواب صحیح۔

نواب مرزا عبد العزیز قادری سنی حنفی بریلوی

○ الجواب صحیح۔ واللہ اعلم

محمد عبد الہب عرف محمد رضا خان قادری

○ الجواب صحیح۔

محمد امجد علی عظمیٰ

○ فقیر غفر اللہ التقیر نے مجتہد مائتہ حاضرہ، صاحب مجتہد قاہرہ، علامہ رحلہ، امام المسلمین المصنعت مولانا وسیدنا و مفیدنا و مفیضنا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب متع اللہ تعالیٰ الناس یا فادائے الیوم الدین کے جواب کو بنظر غائر عرفا و عرفاء و کما عین صواب پایا جزاء اللہ خیر الجزاء او کالایا لکیال الاولی فقط فقیر قادری و صلی احمد تنفی

بواب صحیح اور صحیح نصوص اور مستند روایات سے مضبوط کیا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں بواب کھنے والے عالم جلیل، علامہ نبیل، اللہ تعالیٰ کائنات نبیوں میں سے نشانی کو بہتر جزا عطا فرمائے۔ (دست)

بلندہ علماء میں محدث، فقہار کرام میں منتخب، بڑے فضلاء کے مقتدار، بڑے مابہرین کا امام، کرشم طعنوں کی رگ کا شہدہ والے، عرفانی کلمات کو ظاہر کرنے والے سنت اور طہشت کی نہایت کرنے والے، کفر و بدعت کے آثار کو مٹانے والے، اپنے زمانہ کے بے مثل، زمانے کے یکتا، مجتہد زمان، ہمارے آقا مشہور مابہر مولانا مولوی محمد احمد رضا خان، اللہ تعالیٰ متان ان کو سلامت فرمائے، نے جو تحقیق قرآنی و حدیثی خالص حق، صاف سچ، جبکہ حق ہی اتباع کے قابل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اس کی ترویج دے، صلوة و سلام اُخاتم المرسلین اور ان کی آل پر اور دین کی حمایت کرنے والے صحابہ پر۔ (دست)

○ الحواب صحیحہ و موثقہ بنصوص الصحیحہ و روایات المستند جزاء اللہ خیر الجزائی الدارین لرقم الفاضل الجلیل و علامة السید ایتہ من آیات اللہ۔ حکیم مفتی سلیم اللہ ناظم انجمن نعمانیہ، لاہور

○ صاحبہ عمدة العلماء الاعلام خدیوة الفقہاء انکرام قدوة الفضلاء العظام امام النبلاء الفقہام قاطع و رید المرفقة الثاں مظهر الکلمات العرفانیة کاشف الآت سرایہ حاشی السنۃ و اهل السنۃ ما حی آثار الکفر و البدعة و حید العصر فرید الدہر و مجدد الزمان سیدنا العرفیہ الماہر مولانا مولوی محمد احمد رضا خان سلمہ اللہ التان فهو حق صراح و صدق قراح و الحق احق بالاتباع و فقہنا اللہ تعالیٰ و سانوا المسلمین و الصلوٰۃ و السلام علی ختم المرسلین و آلہ و صحبہ حمایة الدین۔ کتبہ العبد المفتقر الی مرابہ الاکبر

محمد عمر المص اد آبادی۔

○ بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی سہ سولہ الکریہ۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل سے میری آنکھوں کو اس پاکیزہ تحقیق کے اوزار سے روشن کیا، اللہ تعالیٰ جزا عطا فرمائے حضرت مجیب کو جن کی تحقیق کا ایک ایک حرف صدق و صواب ہے و من اعرض عنہ فهو من الجاہلین (جس نے اس سے

رُوگردانی کی وہ حاملوں میں سے ہے۔ تانی الواقع حضرت محمد و صاحب و امت پر کاتھم کی ذات و اوصاف
حضرت حق کی ایک شاہین تحت ہے، اور بے شمار برکات کا مجموعہ، کتنے اندھوں کی آنکھیں کھول دیں، اور ہزار ہا
ناہیئوں کو بینا بنا دیا، اللہ تعالیٰ ایسے فاضل جلیل کو قدرت ہائے دراز تک بایں فیض رسانی سلامت رکھے،
آمین بھرمست سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ و سلمہ۔ بیشک اس مسئلہ کے ایضاح میں تحقیق کے خزانے
کھول دے میں اور نادان مفتی کی غلطی کو خوب آشکار کر کے بجا دیا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سیدھی راہ
چلائے، آمین!

العبد المقتصر بحبل اللہ المتین محمد نعیم الدین خٹہ اللہ بجزید العلم والیقین

مسئلہ ۲۸۱ از موضع بہار ضلع بریلی مستولہ عبد الرحمن خاں صاحب ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکے نے سنا کہ میرے والد نے میری بی بی کے ساتھ زنا
کیا ہے اس پر اس کو غصہ آیا اور اپنی بی بی کو مارا اور طلاق دے کر مکان سے طہرہ کر دیا یعنی نکال دی، لڑکی نے
اپنے مہر کی نامش کو دی، مہر اس کا جو کچھ تھا اس کی دھڑی ہو گئی، لڑکے کا وکیل کہتا ہے کہ طلاق اس نے غصہ میں ہی
اس وجہ طلاق نہیں ہوئی، اور لڑکی کا وکیل کہتا ہے کہ طلاق ہو گئی، اس صورت میں کون بچا ہے؟ کون سے دیکھ کی
بات مانی جائے؟ یعنی طلاق ہوئی کہ نہیں ہوئی؟ بیسوا تو خبر دا

الجواب

اگر یہ صحیح ہے اور ثبوت شرعی سے ثابت ہے کہ اُس کے باپ نے اس کی بی بی سے زنا کیا جب تو وہ
عورت اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو گئی ماس پر فرض تھا کہ اسے فوراً جدا کر دے، جو طلاق دی یہ جدا کرنا ہی
ہوا اور اب وہ اسے کبھی واپس نہیں لے سکتا۔ اور اگر امر مذکور ثبوت شرعی سے ثابت نہ ہو نہ لڑکے نے اس کی
تصدیق کی ہو تو یہ طلاق طلاق ہوئی اور مجر د غصہ کا عذر مسکوح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۲ از غازی پور محلہ برہنہ بر مکان فشی واجد علی صاحب مستولہ محمد ادریس صاحب ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید عمر ۱۶ سال، بی بی عمر ۲۵ سال سے جو کہ رشتہ میں زید
کی عانی ہوتی ہے ہمیشہ مذاق و تفریح کرتا رہا جو کسی وقت میں زید نے قبیلہ کا ہاتھ پیر کر لیا ہو اور ایک مرتبہ
جوسہ بھی لے لیا ہو از روئے شہوت و مذاق کے، کچھ عرصہ کے بعد جو کہ رشتہ میں زید کا باپ ہے صغریٰ سے
جو کہ قبیلہ کی لڑکی ہے نکاح کرنا چاہتا ہے اور زید از روئے شرم و حیا کے اس بات کو ظاہر نہیں کر سکتا ہے تو
ایسی حالت میں نکاح ہو گیا یا نہیں؟ اگر نہ ہو تو اور کوئی صورت جواز کی نکل سکتی ہے اور ورنہ کفارہ کے

یا نہیں؟

- (۲) اور اگر نکاح کر دیا ہو اس وقت میں کیا صورت ہو سکتی ہے؟
 (۳) اور ہماری طرف ممانی اور بھادو سے مذاق اور تعریح کرنا کچھ عجیب میں داخل نہیں۔

الجواب

بھادو یا ممانی سے ایسا مذاق حرام قطعی ہے اور کرنے والا اور وہ عورت دونوں فاسق، اور ان کے شوہر باپ بھائی اگر اس پر راضی ہوں دیوث ہیں، اور دیوث پر جنت حرام، اور صغریٰ سے بکر کا نکاح حلال ہے، اور مختار میں ہے، اما بنت منہ وجہ ایہ وابنتہ فحلالتہ (اور اپنے باپ کی زوجہ یعنی سوتیل ماں کی بیٹی جو باپ کے بطن سے نہیں اور اپنے بیٹے کی زوجہ کی بیٹی جو بیٹے کے بطن سے نہیں وہ حلال ہیں، ت) واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۸۶ از مجمع دیورنیا ضلع بریلی مسئلہ حمایت حسین صاحب ۲۹ رجب ۱۳۲۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ،

- (۱) ایک بہن کا لڑکا ہے اور دوسری بہن کی دختر کی لڑکی ہے یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟
 (۲) سالی حقیقی سے نکاح اس وقت میں جائز ہے کہ اپنے بیٹے کا نکاح بھی سالی کی دختر سے کیا جائے اور برقعہ پر جائز بھی ہے تو پہلے کس کا نکاح ہو، بیڑا تو ہوا

الجواب

(۱) ہاں جائز ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔
 (۲) جب عورت مرتعہ یا اسے طلاق دے اور عدت گزار جائے تو سالی سے نکاح جائز ہے، اور سالی کی بیٹی سے اپنے بیٹے کا نکاح مطلقاً جائز ہے، خواہ پہلے اس کا نکاح کر رہے یا اپنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 مسئلہ ۲۸۷ از مدرسہ رحمانیہ رائے بریلی مسئلہ محمد ابراہیم صاحب ۲۸ شعبان ۱۳۲۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مستأقہ ہندہ زید کی دوسری زوجہ ہے اور زید کی زوجہ اولیٰ کے چند لڑکے ہیں ان میں سے ایک لڑکے نے ہندہ سے کئی بار اظہارِ قہش کیا اور کہا کہ ہم تم بھاگ چلیں، اور کئی بار اپنا آلت منقشر ہندہ کے ہاتھ میں بوجھ کر کسی کپڑے کے پکڑا دیا، کئی بار بوسہ لے لیا، اور دو مرتبہ آمادہ زنا ہو گیا یہاں تک کہ ازار کھول دیا اور پوری کوشش کی کہ دخول کرے، مگر ایک مرتبہ کسی نے آواز دے کر بڑا بھلا کہا اور ایک مرتبہ ہندہ پوری کوشش کر کے بھاگ نکل، ان وجوہ سے ہندہ کا پردہ عصمت

چاک نہیں ہوا مگر ان سب صورتوں میں ہندہ متفرقتی اور اس کی کبھی شہوت نہیں ہوئی اور ہر مرتبہ ہندہ نے اپنے شوہر زید کو خبر دی مگر اس نے سمجھا دیا کہ لڑکے کا معاملہ ہے بدنامی بہت ہوگی اس کا اظہار نہ کرو، مگر لڑکے کو بہت برا بھلا کہا اور ساتھ کھانا چھوڑ دیا اور راجھی، مگر لڑکا اپنی حرکات ناشائستہ سے باز نہیں آیا۔ اب ایسی صورت میں ہندہ زید پر حرام ہوگی یا نہیں، اور اگر حرام ہوگی تو وہ اپنا نکاح دوسرا بلا اطلاق زید کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر نکاح کر سکتی ہے تو عدت بیٹھنا ہوگا یا نہیں، بیّنوا تو جردا۔

الجواب

جبکہ پسیر زید نے زین زید سے یہ افعال خبیثہ کئے کہ قطعاً بہ شہوت تھے تو زین زید پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی اگرچہ زین زید کی طرف سے شہوت نہ ہونا تسلیم کر لیا جائے کہ نفس میں ایک طرف سے شہوت کافی ہے، درمیان میں ہے، تکفی المشہودۃ من احدھما (دونوں میں سے ایک کا شہوت سے ہونا کافی ہے۔ ت) مگر نکاح زانی نہ ہوا، زید پر لازم ہے کہ عورت سے متارکہ کرے یعنی اسے چھوڑ دے، مثلاً کہ میں نے تجھے چھوڑا۔ اس کے بعد عورت عدت کرے اس کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے، زید یا پسیر زید سے کبھی نہیں کر سکتی، زید کی بیٹی کی جگہ ہوگی اور پسیر زید کی ماں کی جگہ تھی ہی۔ جب تک زید متارکہ نہ کرے اور عدت نہ گزرے دوسرے سے نکاح حرام ہے (مختار میں ہے) :

بعدمرة المصاهرة لا یرتفع النکاح حی لا یحل
التزوج بأخوال الأبعد التارکة والقضاء
العدة - واللہ تعالیٰ اعلم
۲۸۸ھ از وفہ حضرت محمد والہ ثانی سرہند شریف مسئول عبد القادر صاحب مدرس درگاہ شریفین
جائز نہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

۳۰ رمضان شریف ۱۳۴۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرزائی مذہب شخص کی دختر ناما بالہ سے جو عقد نکاح ہو گیا ہے وہ شرفا جائز ہے یا ناجائز؟ دختر مذکورہ اپنے مذہب کو کچھ نہیں جانتی ہے، والد اس کا انتقال کر چکا ہے صرف اس کی والدہ نے نکاح ایک حنفی مذہب سے کر دیا ہے، ایسی صورت میں شرفا کیا حکم ہے اس کو علیحدہ کر دیا جائے یا نا وقت بلوغ رکھا جائے۔ بیّنوا تو جردا

الجواب

مرزائی مرتد ہیں کما هو مبین فی حسام المؤمنین (جیسا کہ حسام المؤمنین میں واضح بیان کیا گیا ہے۔ ت) اور مرتد مرد ہو یا عورت اس کا نکاح کسی مسلمان یا کافر اصلی یا مرتد فرض انسان یا حیوان جہان بھر میں کسی سے نہیں ہو سکتا، جس سے ہو گا زنا سے محض ہو گا۔ عالمگیری میں ہے:

لا يجوز للمرتد ان يتزوج مرتدة ولا مسلمة مرتد کے لیے مرتدہ، مسلمہ یا اصلی کافرہ عورت سے ولا کافرة اصلية وكذلك لا يجوز نكاح المرتد کسی مرد سے نکاح جائز نہیں، اور اسی طرح مرتدہ عورت کا بھی المرتدہ مع احد کذا فی البیہود۔ جیسا کہ جہود

میں ہے۔ (ت)

عورت اگرچہ نابالغہ ہے سال دو سال کی تا حائلہ تھی نہ ہوگی اور عقل و تمیز کے بعد اسلام و ارتداد صحیح ہیں۔ تنویر الابصار میں ہے:

اذا ارتد صبي عاقل صحو كاسلامه۔ بچہ اگر مرتد ہو جائے تو اس کا ارتداد صحیح ہے جیسے اس کا اسلام لانا صحیح ہے (ت)

سمجھ والی ہونے کی حالت میں اگر اس نے رزائیت قبول کی یا اتنا ہی جان کر مرزائی یا مسیح یا ہندی تھا تو اسی قدر اُس کے مرتد ہونے کو بس ہے۔ تجربہ ہے کہ یہ مرتد لوگ بہت بچپن سے اپنی اولاد کو اپنے عقائد کفریہ سکھاتے ہیں تو سائل کا کہنا کہ اپنے مذہب کو کچھ نہیں جانتی ہے بعید از قیاس ہے۔ پھر ان لوگوں میں سے ایسی قرابت قریب رکھنا بار بار منجربہ فتنہ و فساد مذہب ہوتا ہے، والیہا ذی اللہ تعالیٰ، تو سلامت اسی میں ہے کہ اس کو فوراً جہاد کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۸۹ از ریاست فرید کوٹ کوٹلی پیر گنج مسعود علیہ السلام صاحب فراش ۸ رمضان ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ غیر مقلدوں کے ساتھ تعلقات رکھنا اور ان کے ساتھ رشتہ نانا اپنے لڑکے لڑکی کا جائز ہے یا حرام؟ اور اگر حرام ہے تو حنفی المذہب اپنی لڑکی کو کسی طور سے واپس لے سکتا ہے؟ بینہ ان وجہا۔

الجواب

غیر مقلدوں سے میل جول حرام ہے اور ان سے مناکحت ناجائز کما یقیناً فی رسالتنا ارمہ العار
 سنہ فتاویٰ ہندیہ باب فی المحرمات بالشرک نورانی کتب خانہ پشاور ۲۸۲/۱
 سنہ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الجہاد باب المرتد محبتی دہلی ۳۶۱/۱

محجہر لکھتا ہے عن کلاب النار (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ ازالۃ العار بکرا لکرم عن کلاب النار میں بیان کیا ہے۔ ت) وہاں بیت ارتداد ہے احد مرتد مرد ہو یا عورت اُس کا نکاح تمام جہان میں کسی سے نہیں ہو سکتا، نہ کافر سے نہ مرتد سے، نہ مسلمان سے، نہ انسان سے، نہ حیوان سے، جس سے ہو گا زناتے خالص ہو گا۔ عالمگیر یہی ہے۔

لا ینجوز للعرتدان یتزوج مرتدة ولا مسلمة مرتد کو مرتدہ، مسلمہ اور اصلی کافر عورت سے نکاح
ولا کافرة اصلية وكذلك لا ینجوز نکاح المرتدة جائز نہیں۔ اور یوں ہی مرتدہ کو بھی کسی مرتد سے نکاح
ہم احد کذا فی المبسوط۔ جائز نہیں۔ بسوط میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

حنفی اگر اُس میں مبتلا ہوا ہو تو اپنی لڑکی اسی دعوے سے واپس لے کہ نکاح ہوا ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۹ از منہ سورہ مالوہ اسے دی ایم، سکول ریاست گوالیار مسئلہ محمد عبد المجید صاحب مدس
۱۰ رمضان ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندری مسئلہ کہ ایک بیوہ عورت حاملہ ہو گئی اور بروقت تحقیقات پولیس
مسماۃ مذکورہ نے بیان کیا کہ یہ حمل خاص میرے داماد کا ہے، ایسی حالت میں منکوحہ داماد مسماۃ مذکورہ کی حرام
ہوتی یا نہیں؟ جیزا تو جردہ۔

الجواب

فقط اُس عورت کے کہنے سے داماد پر اُس کی منکوحہ حرام نہیں ہو سکتی، یا تو ثبوت شرعی ہو یا داماد
اقرار کرے، اُس وقت اُس کی منکوحہ پر حرام ابھی ہونے کا حکم دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۹ از بستی محمد دکن دروازہ دھنیا تولہ مسئلہ بقرعیدنی صاحب فلعلمدار محکمہ افیون
۱۰ رمضان ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی زوجہ دو برس سے مغرور ہو گئی ہے اور نہ طلاق دی
نہ اُس کا کچھ پتا ہے کہ زندہ ہے یا مر گئی، زید اپنی بیوی کی حقیقی بہن سے چاہتا ہے کہ نکاح کر دے، تو یہ جائز
ہے یا نہیں؟

الجواب

ناجائز، قال تعالیٰ: و ان تجمعوا بین الاختین (دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ ت)
سہ فتاویٰ جدیدہ باب فی المحرمات بالشکر نورانی کتب خانہ لٹور ۲۸۲/۱
۱۵ القرآن الکریم ۲۳/۴

زید اگر چاہتا ہے تو زہر کو طلاق دے اور تا انقضائے عدت انتظار کرے اس کے بعد اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے، انقضائے عدت یہاں ظن غائب سے لیا جائے گا فانہ ملحق فی الفقہیات بالیقین (فقہ میں یقین سے ملحق ہے۔ ت۔ واللہ تعالیٰ اعلم)

مسئلہ ۲۹۲ اور اس مسئلہ کے گنج بازار متصل مسجد شاہی مسئلہ محمد ابراہیم صاحب خطیب حنفی قادری

۲۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

- (۱) زید و عمر و عقیقہ بنی ہیں، عمر و اپنے پوتے کے ساتھ زید کی لڑکی کا نکاح کرنا چاہتا ہے جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) زید نے چھ ماہ کی عمر میں ریسب کا دورہ بندہ کے ساتھ پایا اور بندہ کی عمر چار سال کی تھی، کیا زینب کی تیسری لڑکی سے زید نکاحات جائز ہے یا نہیں؟ بیٹو اتو جروا

الجواب

- (۱) یہ نکاح جائز ہے کہ حقیقی بچہ بھی نہیں رشتہ کی بچہ بھی ہے۔ قال تعالیٰ، و احل لکم ما وراء ذلک (اور ان کے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں۔ ت) یعنی بھتیجی سے بیٹے کا نکاح جائز ہے حالانکہ وہ رشتہ میں اس کی بہن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) زینب زید کی ماں ہو گئی اور ریسب کی لڑکی اور لڑکے سب ریسب کی بہن بن گئیں، زینب کی کسی لڑکی سے زید کا نکاح جائز نہیں۔ قال تعالیٰ، و اخواتکم من الرضاۃ (اور تمہاری رضاعی بہنیں حرام ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۹۳ مولوی عبد اللہ صاحب ہماری مدرسہ مدرسہ سطر اسلام بریلی ۲۹ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو حقیقی بہنیں اُن کا نکاح زید و اُس کے حقیقی (لڑکے کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ اور جن لوگوں میں ایسا جائز ہے اُن کے واسطے شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ بیٹو اتو جروا

الجواب

شرعاً جائز ہے کہ ایک بہن کا نکاح باپ اور دوسری کا بیٹے سے ہو، اس میں کچھ حرج نہیں جبکہ کوئی مانع شرعی اور وجہ سے نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۹۴ از شاہجہاں پور مسئلہ خان بہادر فصیح الدین صاحب پٹی کلکٹر ۲۵ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمان عورت یا مرد کسی دوسرے مذہب کے مرد یا عورت

سے مثلاً بدھ، جین، ہندو، دھرم وغیرہ سے مناکحت کر سکتا ہے یا نہیں؟ ایسی صورت میں کہ وہ غیر مذہب والہرد یا عورت اسلام قبول نہ کرے اور اپنے مذہب پر قائم رہے، اگر نہیں کر سکتا ہے تو اس بارہ میں احکام کلام مجید کیا ہیں؟ براہ مہربانی ان آیات شریفہ کو درج فرمایا جائے۔ بیوقوفوں کو

اجواب

مسلمان عورت کا نکاح مطلقاً کسی کافر سے نہیں ہو سکتا۔ کتابی ہر یا مشترک یا دھرم یہاں تک کہ ان کی عورتیں جو مسلمان ہوں انھیں واپس دینا حرام ہے، قال تعالیٰ،

یا ایہا الدین آمنوا اذ اجاءکم المؤمنت مھجرات فامتن حنوهن اللہ اعلم بما مھن فان علمتھن مؤمنات فلا ترجعوهن الی الکفر ولاھن حنھم ولاھم یحلوں لھن۔
ایہ ایمان والو! جب تمہارے پاس اسلام لانے والی عورتیں کا ورن کاویا رچھڑ کر آئیں تو ان کی رہنمائی کرو، انہیں جو چاہتا ہو ان کے ایمان کو، پھر اگر تمہیں آزمائش سے ان کا ایمان ثابت ہو تو انہیں

کافروں کو واپس نہ دو، نہ مسلمان عورتیں کافروں کے لیے حلال ہیں اور نہ کافر مسلمان عورتوں کے لیے حلال ہیں۔ مسلمان مرد کا کافر کتابیہ سے نکاح کر سکتا ہے، قال تعالیٰ،

الیوم احل لکم الطیبات و صافرہ سدیدت او توال نکتب حل لکم و طعما مکہ حل لھم و المھمن من المؤمنت و المھمن من الذین او توال نکتب من قبکم اذا یتنھون اجورھن۔
آج کے دن سُخری و نریا تمہارے لیے حلال کی گئیں اور کتابیوں کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے اور تمہارے لیے حلال کی گئیں پارسا مسلمان عورتیں اور رغبت والی کتابیہ عورتیں جب تم انھیں ان کے مردوں سے

لیکن غیر کتابیہ سے مسلمان مرد کو نکاح حرام ہے، قال تعالیٰ،

لا تنکحوا المشرکت حتی یؤمن و لامۃ مومنة خیر من مشرکة ولو اعجبتکم۔
مشرک یعنی غیر کتابیہ سے نکاح نہ کرو جب تک ایمان نہ لائیں اور بیشک ایک مسلمان باندی کافر غیر کتابیہ سے اچھی ہے اگرچہ وہ کافرہ تمہیں پسند آئے۔

یہ حکم کافران اصلی کا ہے، مرتد و مرتدہ کا نکاح تمام عالم میں کسی سے نہیں ہو سکتا، نہ مسلم سے نہ کافر سے، نہ اصلی

سے نہ مرتد ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة
ولا کافرة اصلية وکذا لک لا یجوز نکاح المرتدة
مع احد، کذا فی المبسوط۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مرتد کسی مرتدہ، مسلم یا اصل کافرہ عورت سے نکاح
جائز نہیں اور یوں ہی مرتدہ کو بھی کسی مرد سے نکاح
جائز نہیں، مبسوط میں یوں ہی ہے۔ (ت) واللہ
تعالیٰ اعلم۔

۲۹۶ھ ازبنگال مدرسہ معین الاسلام ڈاک خانہ جنگل آباد اہل موضع کا دکانسی صبح جبر مستولہ عبد الصمد صاحب
۲۸ رمضان ۱۳۴۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص نے اپنے بیٹے کی بی بی یعنی اپنی بہو سے زنا کیا اب
وہ بی بی مذکورہ اپنے شوہر کے لیے حلال رہے گی یا نہیں؟ اور دونوں کے درمیان نکاح ماقی رہے گا یا طلاق ہوگئی؟
اگر طلاق ہوگئی تو کسی قسم کی اور علت طلاق ہونے کی کیا ہے؟ بیوا تو جردا

الجواب

رہگ اپنی طرف سے خیالات باطلہ باندھ لیتے یا فقط وہ ایک شخصوں یا صرف عورت کے کہنے پر اہتمام
نکاتے ہیں اس کا تو کچھ اعتبار نہیں حد شہادت عادلہ تہریرہ ہو یا متوبہ تصدیق کرے اُس وقت حرمت کا حکم
دیا جائے گا، عورت ہمیشہ کے لیے اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی کہ اُس کے باپ کی مدخلہ ہوگئی اور باپ کی
مدخلہ بیٹے پر حرام ابدی ہے۔ قال تعالیٰ: دلائتکھوا ما نکح اباؤکم (جن سے تمہارے باپ نکاح
کر لیں تم ان سے نکاح نہ کرو۔ ت) مگر طلاق نہ ہوتی، نہ نکاح سے خارج ہوئی جب تک شوہر متارکہ نہ کرے،
خدا اس سے کہے میں نے تجھے چھوڑ دیا یا مجھ کو کیا۔ جب یہ کہے گا اور مدت گزر جائے گی اُس وقت عورت کسی
تیسرے شخص سے نکاح کر سکے گی، ان دونوں باپ بیٹوں پر تو ہمیشہ کے لیے حرام ہے، شوہر پر فرض ہے کہ اُسے
متارکہ کر دے کہ اب اُسے رکھ نہیں سکتا تو چھوڑنا لازم۔ قال تعالیٰ: فامساک بعضہن او تسریح
یا حبس (تو ہمہ رو چھپی پاس رکھو یا اپنے طریقے سے چھوڑ دو ت) درمیان میں ہے،

وبعومة المصاهرة لا یوتفع النکاح حتی حرمت معاصرو سے نکاح ختم نہیں ہوتا حتی کہ

۱/۲۸۲ توری کتب خانہ پٹنہ باب فی الحرامات بالشکر
۲۲/م ۲۲۹/۲
۱/۲۸۲ توری کتب خانہ پٹنہ باب فی الحرامات بالشکر
۲۲/م ۲۲۹/۲
۱/۲۸۲ توری کتب خانہ پٹنہ باب فی الحرامات بالشکر
۲۲/م ۲۲۹/۲

جتا ہے تو عورت اس پر حرام نہ ٹھہرتی لان الاقرار بحجة قاصرة لا تعد والعقر (کیونکہ اقرار کو رد دلیل ہے اس لیے منکر کا غیر اس سے متاثر نہیں ہوتا۔ ت) پھر جن صورتوں میں عورت اس پر حرام مانی جائے گی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگی، کسی طرح ان باپ بیٹوں کے لیے حلال نہیں ہو سکتی مگر بنو زطلاق نہ ہوتی، عمر و پر فرض ہوگا کہ اُسے چھوڑ دے اور اُس کے چھوڑنے کے بعد عورت پر عدت لازم ہوگی، بعد عدت کسی تیسرے سے نکاح کر سکے گی۔ در مختار میں ہے:

وبحرمۃ المصاہرۃ لا یقطع النکاح حق و موت مصاہرہ نکاح کو ختم نہیں کرتی حتیٰ کہ دوسرے لا یحد لہا التزویر باخرا لا بعد المتارکۃ شخص سے نکاح، متارکہ اور اس کے بعد و نقضاء العدة۔ عدت کو رد جانے کے بغیر جائز نہیں۔ (ت)

اگر بصورتِ حرمت عمر و عورت کو رکھے تو مسلمان اس سے میل جول چھوڑ دیں مگر جرمانہ لینا حرام ہے اور اُسے مسجد میں صرف کرنا اور دیوبندیوں سے فتویٰ پوچھنا حرام اور ان کے فتویٰ پر عمل کرنا حرام اور انہیں مولیٰ ستنا یا نور اللہ مرقدہ کہنا حرام۔ تمام طلبہ کو ام جریں شریفین نے شانِ اہلبیت و شانِ رسالت میں ان کی سخت کستائیوں کے سبب ان کی تکفیر و اتعاق کیا اور حجام الحرمین میں فرمایا، من شئت فی عداۃ و کفر و فقد کفر یعنی جو ان کے ان بنی امور پر مطمئن ہو جائے کہ کفر و مذہب میں شریک ہے وہ بھی کافر۔ والعیب ذی اللہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بسم اللہ مستورہ نامہ مولیٰ احمد مختار صاحب میرٹھی مورخہ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

(۱) ما قونکم ایہا العلماء الکرام (اے علماء کرام! آپ کا کیا ارشاد ہے۔ ت) مرزا غلام احمد قادیانی کو جہد و مہمدی بیچ موعود اور پیغمبر صاعب وحی والہام ماننے والے مسلم ہیں یا خارج از اسلام اور مرتد۔

(۲) پر شکل ثانی اُس کا نکاح کسی مسلمہ یا غیر مسلمہ یا ان کی ہم عقیدہ عورت سے شرعاً درست ہے یا نہیں!

(۳) بصورتِ ثانیہ جس عورت کا نکاح ان لوگوں کے ساتھ منع کیا گیا ہے اُن عورت کو اختیار حاصل ہے کہ بغیر طلاق لیے اور بلا عدت کسی مرد مسلم سے نکاح کر لیں۔ جینو الآخر کم اللہ تعالیٰ

الجواب

(۱) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو

دو تو مطلقاً کافر مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لیے مانے۔ قال اللہ تعالیٰ:

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ﷺ لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ (ت)

وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

خاتم النبیین لا نبی بعدی ﷺ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں (ت)

لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت تمام علاقے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ

من شک فی کفره فقد کفر (جس نے اس کے کفر میں شک کیا وہ کافر ہو گیا۔ ت) اُسے معاذ اللہ کیسے موقوف

یا مہدی یا مجتہد یا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان جاننا درکنار جو اُس کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر اُس کے کافر ہونے میں

ادنیٰ شک کرے وہ خود کافر مرتد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) قادیانی مقیدے والے یا قادیانی کو کافر مرتد نہ ماننے والے مرد و خواہ عورت کا نکاح اصلاً ہرگز زہار کسی

مسلم کافر یا مرتد اُس کے ہم عقیدہ یا مخالف العقیدہ فرض تمام جہات میں انسان حرام جن شیاطین کسی سے نہیں ہرکتا

جی سے ہو گا زانائے خالص ہو گا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة مرتدہ کو کسی مرتدہ، مسلمہ یا اصل کافرہ عورت سے نکاح جائز

ولا کافرة اصلية وكذلك لا یجوز نکاح المرتدہ کیسے ہی مرتدہ کو کسی مرد سے نکاح جائز نہیں۔

مع احد، کذا فی المبسوط۔ جیسا کہ مبسوط میں ہے۔ (ت)

اُسی میں دوبارہ تصریحات مرتد ہے،

منها ما هو باطل بالاتفاق نحو النکاح فلا بعض وہ چیزیں جو بالاتفاق باطل ہیں جیسے نکاح تو اس

یجوز له ان یتزوج امرأة مسلمة ولا مرتدة کے لیے کسی مسلمہ، مرتدہ اور اصل کافرہ اور ذمی عورت

ولا ذمیة ولا حرمیة ولا مملوكة واللہ تعالیٰ اعلم حرمیہ اور لونڈی سے نکاح باطل ہے (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جس مسلمان عورت کا غلط خواہ جہالت سے کسی ایسے کے ساتھ نکاح باندھا گیا اُس پر فرض فرض فرض ہے

سبحان القرآن الکریم ۴۰/۳۳

۴۵/۲ ۳۵/۲ ۳۵/۲

۲۸۲/۱ ۲۵۵/۲

۲۵۵/۲

۲۵۵/۲

۲۵۵/۲

۲۵۵/۲

کتنی بعید ہو مطلقاً حرام ہے، اور اپنی اصل قریب کی فرع اگرچہ بعید ہو حرام ہے، اور اپنی اصل بعید کی فرع بعید حلال، اپنی فرع جیسے بیٹی پوتی تو اسکی کتنی ہی دور ہو اور اصل ماں دادی نانی کتنی ہی بلند ہو اور اصل قریب کی فرع یعنی اپنی ماں اور باپ کی اولاد یا اولاد کی اولاد کتنی ہی بعید ہو اور اصل بعید کی فرع قریب جیسے پوتے دادا پیردادا نانا، دادی، پردادی، نانی، پرنانی کی بیٹیاں یہ سب حرام ہیں، اور اصل بعید کی فرع بعید جیسے انھی اشخاص مذکورہ آخر کی پوتیاں نواسیاں جو اپنی اصل قریب کی فرع نہ ہوں حلال ہیں صورت مذکورہ میں جبکہ زوجہ دوم کی لڑکی نرہ کے نقطہ کی ہو تو وہ اس کے اصل بعید کی فرع قریب نہ ہوئی، نرہ اس کا نانا ہے وہ اس کی اصل بعید ہو اور یہ لڑکی اس کی بیٹی، یہ اس کی فرع قریب نہ ہوئی، لہذا حرام نہ ہوئی۔ اور اگر دوسرے شوہر سے ہے تو اس سے کوئی تعلق نہ ہوا لہذا حلال ہوئی، چچا، خالہ، ماموں، پھوپھی کی بیٹیاں اس لئے حلال ہیں کہ وہ اس کی اصل بعید کی فرع بعید ہیں یعنی دادا نانا کی پوتیاں نواسیاں جو اپنی اصل قریب سے نہیں، لہذا یہ میں ہے۔

حرم علی اسہ، اصلہ و فرعہ و فرع اصلہ مرد پر اس کے اصولی و فروع اور اصل قریب کی نسبۃ الا
 القریب و صبیۃ اصلہ ابعیدت - وھو اصل بعید کی صبیۃ و قرین حرام ہیں۔ (ت) وھو
 تعالیٰ اعلم۔ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ حافظ محمد عابدین صاحب شیشہ دربارہ بیک خانہ ونگہ ڈیر ضلع مانجم

- (۱) جو عورتوں سے نکاح حرام ہے وہ کون کون ہیں؟ عام فہم ہو غرضاً میرے سمجھنے کے قابل۔
- (۲) جو عورت قریدہ کے بڑے بھائی کے نکاح میں آچکی ہو بعد مرنے بڑے بھائی کے اس عورت یعنی اپنی بھانجی زیدہ عقد کر سکتا ہے یا نہیں، اس کا جھگڑا ہوا ہے اس کا خلاصہ تحریر فرمائیں، فقط۔

الجواب

- (۱) حرمۃ کے اسباب متعدد ہیں، اولیٰ نسب جیسے ماں بیٹی، بہن، خالہ، پھوپھی، بھتیجی، بھانجی۔ دوم رضا حرم، دودھ کے رشتہ سے یہ عورتیں دودھ پلانے والی ماں اور اس کی بیٹی ہیں اور جس نے اس کا دودھ پیا بیٹی اور جس مرد عورت کا دودھ پیا ان کی بہنیں خالہ پھوپھی اور اپنے رضاعی بھائی بہن کی اولاد یا اپنے بھائی بہن کی رضاعی اولاد بھتیجی بھتیجیاں، و قس علیہ۔
- سوم مصاہرت کہ اپنے اصول مثلاً باپ دادا نانا اور اپنی فروع مثلاً بیٹا پوتا نواسہ ان کی بیویاں یا

جن عورتوں کو انہوں نے برہنہ ہوتے ہوئے لگایا ہو، یونہی اپنی بی بی یا دخترہ کی ماں دادی مانی۔
 چہاں شرک یعنی غیر کتابی کافرہ عورت مسلمان پر حرام ہے۔
 چہاں ارتداد جو عورت مسلمان ہو کر اسلام سے نکل جائے اس سے نکاح حرام ہے اگرچہ وہ کتابیوں ہی کا
 دین اختیار کرے۔

ششم پانچویں یعنی چار عورتیں نکاح میں موجود ہوں تو پانچویں حرام ہے۔
 ہفتم دو محارم میں جمیع کرنا، مثلاً ایک عورت نکاح میں ہے تو جب تک وہ نکاح میں رہے اُس کی بہن
 پہرہ بھی خالدہ بنتی بھانجی سے نکاح حرام ہے۔
 ہشتم جب کوئی آزاد عورت نکاح میں ہو تو اُس کے پوتے پوتے کنیز سے نکاح جائز نہیں۔
 نهم جس عورت کو تین طلاق دے چکا جب تک حلال نہ ہو اُس سے نکاح حرام ہے۔
 دهم جس عورت سے طلاق دے چکا جب تک اپنے نفس کی تکذیب نہ کرے اُس سے نکاح نہیں کر سکتا۔
 یا زوہم وہ عورت کہ دوسرے کے نکاح میں ہے۔
 وہ ازوہم وہ عورت کہ دوسرے کی عدت میں ہے، جو نیات بہت کثیر ہیں تفصیل کو اجراء کار میں، یہ چند

اجمالی باتیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) عدت گزرنے کے بعد کر سکتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

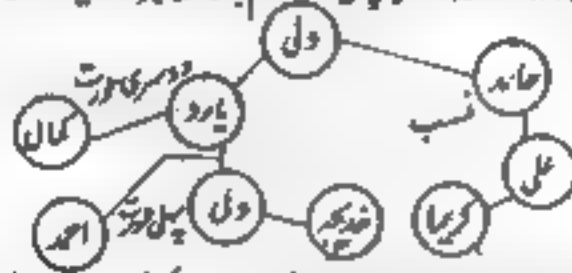
مسئلہ ازدواج کا دعویٰ کا ضیاء دار مسئلہ نایک حبیب خاں ۳۲۵ دی آخرہ ۱۳۲۵ھ
 مصدر ہوارق معانی، منظر شوارق فیض رسانی، ادام اللہ عنایتکم، السلام علیکم، دست بستہ آداب،
 غیرت بلقین کا خواستگار ہوں۔ وہ لڑکی کہ جس نے یمن میں میری اُسی ہمشیرہ کا دودھ ایک یا دو دخترین کی حالت
 میں پیا ہو کہ اُس کی اور میری والدہ ایک ہے اور والدہ جدا۔ آیا وہ لڑکی میرے نکاح میں آسکتی ہے یا نہیں؟
 اور اگر وہ لڑکی میرے نکاح میں آچکی ہو اور دودھ پلانے کی واردات پہچنے ظاہر ہوئی اس کے لیے کیا فرتی ہے؟
 براہ نوازش بہت جلدہ مطلع فرما کر فرج بخشیں۔

الجواب

جس لڑکی نے سائل کی بہن کا دودھ پیا اگرچہ اُس کے سوتے میں، اگرچہ ایک ہی بار، اگرچہ ایک ہی
 قطرہ، اگرچہ وہ بہن سائل سے صرف ماں میں شریک اور باپ میں جدا تھی، وہ لڑکی سائل کی بھانجی ہو گئی اور
 اس سے اس کا نکاح حرام قطعی ہے، اور نادانستگی میں ہو گیا اور اب برہنہ شرمی رضا مت ثابت ہوئی تو
 سائل پر فرض ہے کہ فوراً فوراً اُسے جدا کرے کہ وہ اس کی بھانجی اور مثل حقیقی دختر کے ہے، پھر اگر جماع واقع ہوا

تو مہر و سنا آئے گا جو مہر مثل دہر مٹے میں کم ہو اور عورت اس کے چھوڑنے کے بعد تین حیض حدت کرے گی، پھر جس سے چاہے نکاح کرے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۰۵ مستولہ میاں قدس اللہ صاحب چشتی از مقام پٹن ضلع کجرات ریاست یزدہ ۲۰ رجب ۱۳۳۵ھ



علامے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ لڑکا کمال اور لڑکی کریمہ دونوں کے درمیان نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بیوقوف ہو جاؤ۔

الجواب

اس شجرہ سے واضح ہے کہ کمال اور دلی دونوں آپس میں سوتیلے بھائی ہیں، باپ ایک اور ماں جدا، اور کریمہ دلی کی نواسی یعنی بیٹی کی بیٹی ہے تو وہ کمال پر حرام ہے نکاح نہیں ہو سکتا۔ قال تعالیٰ، وبنات الاخ وبنات

مسئلہ ۳۰۶ از مارہرہ شریف مرشد محمد نعیم صاحب ۱۶ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ

ایک شخص نے اپنے لڑکپن میں جبکہ اُس کی عمر صرف دس گیارہ سال تھی ایک چودہ سالہ عورت سے جس کی شادی اُسی ماہ میں ہوئی تھی عورت کے رغبت کہنے اور سکھانے سے زنا کیا جسکی لڑکا نابالغ تھا اب اس عورت سے ایک لڑکی ہے، اس لڑکی کا نکاح لڑکے کے ذکر سے جس نے اپنی نابالغی کی حالت میں اُس کی ماں سے زنا کیا تھا جائز اور درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر اُس وقت لڑکے کی عمر ۱۲ برس سے کم تھی تو عورت ثابت نہ ہوئی۔ وہ لڑکا اُس عورت کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔ در مختار میں ہے۔

لو بیع مع غیر مبراہق مروجۃ ابیہ لہو تحرم، فقہر۔ اگر غیر مبراہق تھے اپنے باپ کی زوجہ سے جماع کیا تو حرمت ثابت نہ ہوگی، فتح۔ (دست)

رد المحتار میں ہے :

لا بد في كل منهما من سن المراهقة و اقله
ثلاثي تسع و لذکر اشاعشر لانت ذلك
اقل مدة يمكن فيها البلوغ كما صرحوا به في
باب بلوغ الغلام و هذا يوافق ما مر ان العلة
هي الوطء الذي يكون سببا للولد ، و المص
الذي يكون سببا لهذا الوطء و لا يخفى ان
غير المراهق منهما لا يتأتى منه الولد
والله تعالى اعلم .

مرد و عورت دونوں کے لیے ضروری ہے کہ دونوں کم از کم
مراہق کی عمر میں ہوں ، اور مراہق کی عمر لڑکی کے لیے
کم از کم نو سال اور لڑکے کے لیے بارہ سال کیونکہ
یہ وہ کم از کم عمر ہے جس میں بلوغ ہوتا ہے جیسا کہ فقہاء
نے لڑکے کے بلوغ کے متعلق تصریح فرمائی ہے اور
یہ بیان گزشتہ اس بیان کے موافق ہے کہ حرمت
محصا ہرہ کی علت وہ دل ہے جو بچے کا سبب بن سکے اور
وہ جس جو اس دلی کا سبب بن سکے۔ اور یہ ظاہر ہے
کہ مراہق سے کم عمر والے کی دلی بچے کا سبب نہیں بن سکتا (ت)
واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب الولی (ولی کا بیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مسئلہ از کھنڈہ ضلع نماڑ ۳۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی نابالغہ جس کی عمر آٹھ برس کی ہے، باپ اس کا اس کی شیر خوارگی میں انتقال کر گیا، پرورش اس کی ماں نے کی اور وہی اس کی وارث و کنیل ہے، ایک چچا اس کا ہے وہ لڑکی کے باپ مرحوم سے تھینا چالیس سال سے بالکل علیحدہ ہے، کسی نوع کا واسطہ و تعلق باجی نہیں، اس لڑکی کا نکاح بے اجازت والدہ و عم کے ایسے مقام پر لے جا کر پڑھا دیا جہاں ماں موجود نہ تھی، پس یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بتینوا تو جبرؤ۔

الجواب

تقریر سال سے واضح کہ اس لڑکی کا دادا یا کوئی جوان بھائی نہیں، پس صورت مستفسرہ میں اس کا چچا ہی اس کا ولی ہے جس کے ہوتے ماں کو بھی اختیار نہیں، اور چچا کا باپ سے جدا و بے علاقہ ہونا اس کی ولایت شرعیہ کو ساقط نہیں کرتا کہ غایت درجہ قطع رحم ہوگا اور اس کی نہایت گناہ اور گناہ مسقط ولایت نہیں، تو بالابصار میں ہے۔

رد المحتار میں ہے،

اصلا ای لا لانی ما ولا موقوفاً علی الرضا
بعد المذبح

فتح القدر میں ہے،

العم ونحوه لا یصح منهم التذویج بغیر
الکفو

اور کفو کے یہ معنی کہ اُس کی قوم یا مذہب یا اعمال یا پیشے میں بہ نسبت خاندان دختر کے کوئی ایسا قصور و عیب نہ ہو جس
کے سبب اولیا کے دختر کو عار لاحق ہو نہ ایسا محتاج ہو کہ اگر وہ دختر بالفعل قابل جماع ہے تو نفقہ نہیں دے سکتا
یا کسی قدر مہر کل یا بعض از روئے شرط یا حسب رواج بلد محل ہے تو لی الحال اُس کے ہا پر قادر نہیں جنوری میں ہے،
تعتبر (یعنی الکفاۃ) سبباً و حویۃ و اسلام و دیانت و مال و
دیانت و مالا و حرفة۔

ملتی والا بحر میں ہے،

و تعتبر مالا فانما یجز عن سبب
النفقة غیر کفو

شامی میں ذخیرہ فتح القدر سے ہے،

قوله لو تطیق الجماع، فلو صغیر لا تطیقہ
فہو کف ورن لو یقدر علی النفقة لانه لا نفقة
لہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علیہ جل مجدہ اتم
و حکمہ سبحنہ احکم۔

اکمل اور اس کا حکم نافذ مضبوط ہے (ت)

۳۰۵/۲	دار احیاء التراث العربی، بیروت	باب فی الولی	رد المحتار
۱۹۶/۳	مکتبہ نوریہ رضویہ سکر	فصل فی الکفاۃ	فتح القدر
۱۹۲-۹۵/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	-	رد المحتار شرح تنزیل الابصار
۲۴۶/۱	موسسۃ الرسالہ بیروت	الکفاۃ فی النکاح	ملتی والا بحر
۳۲۱/۲	دار احیاء التراث العربی، بیروت	باب الکفاۃ	رد المحتار

مسئلہ

۱۲ ہادی ۱۲۰۵-۵ ہجری قمری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ صغیرہ کا باپ اس کے نکاح کی زید کے ساتھ اپنے پسر جہان کو اجازت دے کر اپنی نوکری کے مقام پر کہ وہاں سے سات آٹھ کوس سے چلا گیا، اُس کے پیچھے وہ نکاح ہوا۔ رخصت کے بعد باپ آیا، چوتھی کی رخصت اس کے سامنے ہوئی اور برسوں آئی گئی۔ اب سات برس کے بعد باپ کہتا ہے میں اس نکاح سے راضی نہیں۔ اس صورت میں باپ یا اس صغیرہ کو بعد طوطی بنی نکاح پہنچاتا ہے یا نہیں؟ اور وہ نکاح کہ بھائی نے کیا صحیح ہو یا نہیں؟ بینوا تو جسروں۔

الجواب

جبکہ ثابت ہو کہ پدر صغیرہ نے اپنے پسر جہان کو دختر نابالغہ کے نکاح کی زید کے ساتھ اجازت دی اور وہ نکاح حسب اجازت واقع ہوا تو اب اسے نہ پدر صغیرہ خود فسخ کر سکے نہ صغیرہ بعد طوطی اس کا اختیار فسخ رکھے، بلکہ وہ نکاح قطعاً صحیح و نافذ و لازم ہو گیا۔

فان لا ذن توکیل و لعل الوکیل کفعل
الموکل و من سعی فی نقض ما قد من
جہتہ فسیہ مردود علیہ۔

وکیل کو اجازت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے فعل کو توکیل کا فعل قرار دیا جائے گا لہذا وکیل کی طرف سے تمام شدہ کارروائی کو کہ عدم قرینہ والی کی کوشش کو رد کر دیا جائے گا۔ (دست)

تشریح ہے :

لزم، النکاح و لو بغیب فاحش او بغیر کفسو
ان کان الولی ابا او جده الخ۔ واللہ سبغہ
وتعالیٰ علم۔

اگر باپ یا دادا نکاح کرنے والا ہو تو بغیر کفو اور مہر کی غش گئی کے باوجود نکاح لازم و نافذ ہو گا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (دست)

مسئلہ

۳۔ رجب المرجب ۱۲۰۵ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بیٹی کا باپ بچہ اس کا نکاح عمرو کفو کے ساتھ کرینے کی اجازت اپنے جہان بیٹے حاکم کو دے کر رخصتی سے اپنی نوکری پر جمیل پور کہ یہاں سے تیس کوس سے چلا گیا، تمامہ برادر و ہمسارہ مادر بیٹے کو عمرو سے نکاح منظور نہ تھا ان کی مرضی زید کے ساتھ نکاح میں تھی کہ وہ بھی مثل عمرو آپس اور برادری ہی کہے لہذا برخلاف اجازت بچہ مادر و برادر بیٹے نے جلدی کر کے بیٹی نابالغہ وہ سالہ کا نکاح زید نابالغ ہفت سالہ سے کر دیا،

جب پدر بیٹے آیا خبر سن کر سخت ناراض ہو اور دختر کو سسرال سے بلا لیا اور پھر نہ جانے دیا، اس پر سات برس کا زمانہ گزرا کہ بیٹے بالعد ہو گئی مگر زیہ منہ زنا با لٹ سے بیٹے نے بالعد ہوتے ہی فوراً اس نکاح سے انکار کر دیا اور دوسری جگہ اپنا نکاح کیا چاہتی ہے، اس صورت میں نکاح اول فسخ ہوا اور بیٹے کو نکاح ثانی کا اختیار ہلایا نہیں؟ بینوا توجسوا (بیان کیجئے اور اجر پائیے۔ ت۔)

الجواب

چند روز پہلے کہ یہ مسئلہ سائل کی طرف مقابل یعنی پدر زیہ نے فقیر سے دریافت کیا اور اس میں صحت سوال بالکل اس کے خلاف تھی، اس نے ظاہر کیا تھا کہ پدر بیٹے اس کے نکاح کی اجازت عائد اپنے پسر جوان کو سسی زیہ کے ساتھ دے گیا تھا اور چھٹی کی رخصت اس کے سامنے ہوئی اور بیٹے برسوں آئی گئی، اب سات برس کے بعد کہتا ہے میں راضی نہیں۔ اس پر فقیر نے کہا کہ مضمون مذکور ثابت ہو تو بیشک نکاح صحیح و لازم ہو گیا جسے کوئی فسخ نہیں کر سکتا، اب پدر بیٹے یہ شکل اٹھا کرتا ہے اور اس کے ساتھ چند کسان برادری جو اپنے آپ کو فریقین کا رشتہ دار قریب بتاتے ہیں قسم اس بیان بکر کی تائید کرتے ہیں۔ غرض علم و اقل قتل و علا کو ہے، اگر یہ دنگ پتے میں اور صورت سوال نویسی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نکاح بر غلاف اجازت پدر ہوا تو اگر اس نے ناراضی میں اس نکاح کے رد کر کے کا کوئی ذمہ نہ ہو گا، اور اگر اس نے راضی ہو گیا ہے۔ تا نہ کہا اور نہ اس پر راضی ہوا نہ اس نے کبھی رخصت کی اور بیٹے نے بالعد ہو کر انکار کر دیا تو اب نکاح فسخ ہو گیا کہ برادر بیٹے کو تب پدر بیٹے نے خاص قہر کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت دی تھی تو اسے جو کیل پدر اسی قدر کا اختیار تھا اب کہ اس نے مخالفت کر کے زیہ سے نکاح کر دیا، یہ نکاح نکاح فضولی ٹھہرا۔ در مختار میں ہے،

اجمعوا انہ لم یجز کما لو امرہ بمعینۃ
فحالفت الہ ملخصا یعنی الوکیں بالنکاح
فقہاء کا اجماع ہے کہ اگر معینہ عورت سے نکاح کا
کہا اور کیل نے اس کے خلاف کیا تو یہ حسب اثر
نہ ہو گا (ملخصا دت)

رد المحتار میں ہے،

فی کل موصہ لا یسقط فعل الوکیل فالعقد
موقوف علی جاسرة لمؤکل یل
جہاں پر وکیل کا عمل نافذ نہ ہو گا وہاں وہ عمل موکل کی
اجازت پر موقوف ہو گا (دت)

۹۶/۱	مفتی دہلی	باب النکاح	سہ الدار المختار
۳۲۵/۶	دار احیاء التراث العربی بیروت	-	رد المحتار

اور نکاح فضولی بے اجازت نافذ نہیں ہوتا، پس اگر بیٹے کے باپ نے زد کیا تو جہنم زد ہوگی اور اگر زد کیا نہ اجازت دی اور بیٹے نے باغی ہو کر کٹخ کر دیا تو اب طبع ہوگی

فی رد المحتار فی فصل الفضولی عن جامع
انفصولین یتوقف عن اجازة ولیہ مادام
صبیب و یوسف قبل اجازة ولیہ فاجاز بنفسہ
جاء ولم یجوز بنفس البلوغ بلا اجازة
اپنے نکاح کو جائز قرار دیا تو جائز ہو جائے گا، اس کے جائز کے بغیر محض بالغ ہونے پر جائز نہ ہوگا۔ (ت)
پس بیٹے کو اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کرے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

واعلم ان غیبة بکولہ تکن منقطعة
حق تنقل الولاية المالاخ میكون
ترویجہ ایاہ صحیحہ نافذ اولو
غیر لازم فلا یفسد بمجرد فسخها
بل تحت ہوفیہ الی حکم الذی صحی کما
فی الہدایة والذی وفیہما من الاسف
الغراء علی اختصارہ اکثر المتأخرین وجزمہ
بد فی التنبیہ وغیرہ، وقال فی التبیین ان
علیہ الفتویٰ وهو التقدير بمسافة القصر
فالمراد واضح واما علی ما اختصارہ اکثر الشانہ
وقد السرخسی ومحمد بن الفضل واصحاب
الذخیرة والمجتبیٰ والخرانی الاصح وصاحب

واضح رہے کہ یہاں بڑا عائب ہونا ایسا نہیں جس سے
اس کی ولایت مستطیع ہو کر لڑکی کے بیٹی کو منتقل ہو جائے
کہ اس کا کیا ہو انکاح صحیح اور نافذ ہو اگرچہ لازم
نہ ہوتا، محض لڑکی کے طبع کرنے سے طبع نہ ہوتا بلکہ قاضی
کے فیصلہ کی ضرورت ہوتی، جیسا کہ ہدایہ، رد وغیرہما
معتبر کتب میں ہے، لیکن جس کو اکثر متأخرین نے اختیار
کیا ہے اور اس پر تنویر وغیرہ میں جزم کیا ہے، اور
جہنم میں کہا کہ اس پر فتویٰ ہے، وہ یہ کہ نماز کو قصر کرنے
کی مسافت یعنی مسافت سفر پر دور ہو، تو اس قول پر
مسامحہ واضح ہے اور وہ جس کو اکثر مشائخ نے جس کے
معلق سرخسی اور محمد بن فضل، ذخیرہ، مجتبیٰ، رد بحر کے
مصنفین نے فرمایا کہ یہ واضح ہے، اور صاحب ہدایہ

۱۳۵/۴	دار احیاء التراث العربی بیروت	کتاب البیوع	فصل فی الفضولی	۱۳۵/۴
۱۹۲/۱	مجتبیٰ دہلی	فصل فی الولی	فصل فی الولی	۱۹۲/۱
۱۲۶/۲	الطبعة الکبریٰ الامیریہ مصر	باب الاولیاء والاخفاء	باب الاولیاء والاخفاء	۱۲۶/۲
۱۲۹/۳	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب فی الاولیاء	باب فی الاولیاء	۱۲۹/۳

الهدایة انه اقرب الى الفقه والامام قاضی خان
فی شرح الجامع الصغیر انه حسن لانه
الطریق، والترقی فی التبیین انه احسن
والمحقق فی الفتوح انه الاشبه بالفقه
وعليه مشی فی الاختیار والنقایة والملتی
و لبقانی ونقل ابن اکمال ان علیه الفتوح
وفی شرح الملتی عن الحقائق انه اصح
لاقویل وعليه الفتوح ولتبیح كلام النهر
الی احتیاد مره وفی البحران الاحسن
الامتدابة وبالجملة كان ارجح التصحیحین
وهو كونه بحیث لو انتظر حضورا واستطلاع
مرائیه فات الكفو السدی حضورا
كان مختفيا فی نفس السید فلا بد
المبني عند هم الحاجة الى استطلاع
مفوت للكفو العاشر لما فيه ضرر
والولاية للنظر فواجب اسقاطها
وههنا هكذا الامور منتفی

نے کہا کہ یہ اقرب الفقہ ہے، اور امام قاضی خان نے
جامع صغیر کی شرح میں کہا کہ شفقت کی وجہ سے اچھا
ہے اور زملی نے تبیین میں اچھا، محقق نے فتح میں اشر
بالفقہ کہا اور یہی موقع اختیار نقایہ، ملتی اور
باقلائی کا ہے اور ابن اکمال نے اس پر فتویٰ کیا ہے
اور ملتی کی شرح میں حقائق سے منقول کہ اقوال میں
یہ اصح اور اس پر فتویٰ ہے اور نہر کا کلام بھی اس کے
مختار ہونے کی طرف اشارہ ہے، اور بحر میں کہا کہ
اس پر فتویٰ بہتر ہے، غرضیکہ دونوں تصحیحوں میں یہ قول
زیادہ رائج ہے کہ اگر ولی اتنی مسافت پر ہے کہ اس
سے رابطہ مشورہ اور اجازت حاصل کرنے میں
موجود رشتہ جو کہ کفو ہے، چھوٹ جائے گا، تو یہ
دریغ سے تمہارے اور دوسرے کو منتقل ہونے کا
معیار ہے، اگر جودہ ولی شہر میں چپا ہوا ہی کیوں شہر
کیونکہ غائب ولی کی ولایت کے انقطاع کا سبب
کفو والے رشتہ کے چھوٹ جانے کا خدشہ قرار دیا ہے
تو ایسی صورت میں اس سے اجازت حاصل کرنے

۲۹۹/۱	المکتبۃ العربیہ کراچی	باب فی الاولیاء والاکناف	لہ البدایہ
۳۶۶/۳	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب فی الاولیاء	لہ البحر الرائق بحوالہ شرح الجامع الصغیر
۱۲۴/۱	المطبعة الکبریٰ مصر	باب الاولیاء والاکناف	لہ تبیین الحقائق
۱۸۵/۳	مکتبہ نورید رضویہ سکس	-	لہ فتح القدر
۱۹۴/۱	مطبع مجتہائی دہلی	فصل فی الولی	لہ الدر المختار
۳۲۹/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الاولیاء	لہ الدر المنقذ علی ما شیعہ مجمع الاسر
۱۲۶/۳	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب فی الاولیاء	لہ البحر الرائق

الحاجة الى الاستطلاع لمحصل الاطلاع فانه
قد اذن في التزويج لعدم وفوات الكفو
لوجود عسر، بل لقائل ان يقول ان لا غيبة
اصلا لوجود التوكيل ووجود الوكيل كوجود
الموكل فظن، انه تزويج نافذ صدر عن ولاية
ظن باطل، والله تعالى اعلم۔

میں ولایت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اس لئے اتنی
مسافت یا شہر میں تلاش کی بجائے اس کی ولایت
کو منقطع قرار دیا جائے گا، جبکہ موجودہ مسئلہ میں ولایت
کو منقطع قرار دینے کی متاعریں اور مشائخ والی دونوں
صور میں نہیں پائی جاتیں کہ اس سے اجازت حاصل
کی جائے کیونکہ کرنے خود عمر سے نکاح کر دینے کی اجازت
دی نہ ہی کہو کہ فوت ہونے کا عند شرہ ہا کیونکہ عمر ہاں موجود ہے، بلکہ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ ولی کے عیب ہونے والی
صورت یہاں نہیں پائی جاتی کیونکہ ولی کا وکیل بھی غائبہ موجود ہے جبکہ وکیل کا موجود ہونا خود موکل کی موجودگی کی طرح ہے
پس مسئلہ ضرورت میں یہ خیال کرنا کہ زید سے کیا بڑا نکاح ولی سے صادر شدہ ہے یہاں باطل سے (کیونکہ جو کہنے عمر

سے نکاح کی اجازت دی تھی) واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
مسئلہ ۱۹ باب الازواج ۱۳۰۹

کہا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نابالغ کا نکاح ہندہ نابالغہ کے ساتھ ان کے وارثوں نے کیا
یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور زید نابالغ کی نکاح کیا جائے یا نہیں، یہ راوی ہوا

الجواب

سائل منظرہ کہ زید کا نکاح اُس کے باپ نے کیا اور باپ کو کیا بڑا نکاح لازم ہوتا ہے یعنی اولاد کو اس کے
فسخ کا اختیار نہیں ہوتا۔

فی الدر المنثور، لم یسقط نکاحہ ولو بعین و احسن
مزیدۃ مہرہ او بعین کفو ان کانت الولی
ابا او جدا او سہ یعرف منہما سواء الاحتیار
(ملخصاً)
درمنثور میں ہے جب باپ یا دادا نے اپنی ولایت میں
نکاح کیا ہو تو اگر چہ بخش کی مہر کی ہوا غیر کفو میں کیا ہو
تو وہ نکاح لازم و نافذ ہوگا بشرطیکہ باپ اور دادا کی
اس سے پہلے غلط روی مشہور نہ ہو (ملخصاً)۔ (ت)

اور ہندہ کا نکاح اس کے چچا نے کیا کہ پدر ہندہ مرچکا تھا اس حالت میں اگر زید ہندہ کا کفو نہیں یعنی اس سے
قوم یا دین یا پیشہ وغیرہ امور معتبرہ میں ایسا لگتا ہوا ہے جس کے ساتھ نکاح ہونا باعث عار و بدنامی ہو یا یہ کہ
ہندہ کا جس قدر ہر مثل تھا اس سے بہت کم مہر یا نہ مل گیا تو ان صورتوں میں نکاح اصل صحیح نہ ہو یہاں تک کہ

اگر ہندو بالغ ہو کر اسے جائز رکھے تب بھی جائز نہ ہوگا۔

فی الدنہ من ختمہ ان کان الصبیح غیر الالب
واسیہ ولو الاہ لا یصح انکاح من غیر
کفو او یفین فی حق اصلا وما فی حدس
الشریعة صح ولہما فسخہ وھم (ملخصاً)

در مختار میں ہے اگر باپ یا دادا کے غیر نے نکاح کیا ہو
تو غیر کفو اور فسخ کی مہر کے ساتھ نکاح باطل صحیح نہ ہوگا
اور جو حد الشریعہ میں کہا گیا کہ وہ نکاح صحیح ہے اور باپ
اور دادا کو بعد میں فسخ کا اختیار ہے۔ یہ محض وحسم
ہے (ملخصاً)۔ (د)

اور اگر یہ بات نہیں بلکہ زید کفو ہے اور مہر مثل میں کی فاحش نہ ہوئی تو نکاح صحیح ہو گیا مگر ہندو کو اختیار ہے
کہ بعد بلوغ فوراً اس سے نکاح کو رد کرے اور عاکم شرع کے حضور دہنوی کر کے فسخ کر اسے۔

فی الدر المختار وان کان من الکفو وبمہر
العین صح ولصغیر وصغیرۃ حیاس النفس
ولو بعد الدخول بالبدن او العلقہ بالنکاح
بعدہ لقصور الشفقة بشرط القصد للفقہ
(ملخصاً)

در مختار میں ہے اگر مہر مثل اور کفو میں نکاح کیا ہو تو صحیح
ہے لیکن نابالغ لڑکے اور لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد
اس کے فسخ کا اختیار ہے اگر وہ دخول کے بعد بلوغ ہوا ہو
یا بلوغ کے بعد نکاح کا علم ہوا ہو، اس کی وجہ یہ ہے
کہ باپ اور دادا کے غیر میں شفقت کمزور ہوتی ہے
تاہم فسخ کے لئے قاضی کا حکم شرط ہے (ملخصاً)۔ (د)

مگر از انجا کہ ہندو بکر ہے تو بجا ملت بلوغ جس وقت نکاح پر مطلع ہو فوراً اور پہلے سے مطلع تھی تو بالغ ہوتے ہی مثلاً
نکاح کو رد کر دے، اگر ذرا بھی دیر کی تو نکاح لازم ہو جائے گا اور اسے فسخ کرانے کا اختیار نہ رہے گا۔

فی الدر المختار بطل غیبا النکاح بالکوت
لو محتسرة حالۃ باہل النکاح ولا یستد
انی احر لجنسہ (ملخصاً) واللہ تعالیٰ اعلم
ہو، تاہم فسخ کا اختیار اس مجلس تک محدود ہو گا جس میں اس کو علم ہوا ہو۔ (ملخصاً) واللہ تعالیٰ اعلم (د)

مسئلہ ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۰۶ھ از چھانوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو بالغ بعد بیوہ ہو جائے کے اپنا نکاح ایسے شخص سے

سن در مختار	باب الولی	بجھاتی دہلی	۱۹۲/۱
۲۵	۲۵	۲۵	۱۹۲-۹۳/۱
۲۵	۲۵	۲۵	۱۹۳/۱

چاہتی ہے جس سے اُس کے ماں باپ ہندہ سے اس امر پر راضی نہیں اب اگر ہندہ ناراضی والدین گوارا کر کے اپنا نکاح کرے تو کیا یہ نکاح شرعاً درست ہوگا یا نادرست؟ جنوا تو خدا

الجواب

اگر وہ شخص جس سے ہندہ بڑا راضی ہو اپنا نکاح بطور خود کیا چاہتی ہے ہندہ کا کفو ہے یعنی اس کی قوم پیشہ یا مذہب وغیرہ میں بہ نسبت ہندہ کے کوئی ایسا تصور وجیب نہیں جس کی وجہ سے ہندہ کا اس کی مناکحت میں آنا پدر ہندہ کے لئے موجب عار ہو تو بلاشبہ نکاح صحیح و درست ہو جائے گا اور والدین کی ناراضی اگرچہ ہندہ کو نقصان کرے مگر ہوازنکاح میں خلل نہ آئے گا۔

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
الايم الحق بفسها من وليها سواء الاثمة مالك
واحمد ومسلم وابوداؤد والترمذي و
النسائي وابن ماجه وغيرهم عن ابن عباس
رضي الله تعالى عنه
حضرت عليہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بالغ
لڑکی اپنے ولی کے مقابلہ میں اپنے بارے میں فیصلہ
کی زیادہ حقدار ہے اس کو امام مالک، احمد، مسلم،
ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ وغیرہم نے
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

در مختار میں ہے،

نفذ نکاح حرة مكفئة بلا رضى وليه يعق
في غير الكفو لعدم جواز اصله (ملخص)
بہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۱ ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اور زید کی بطیہ نے انتقال کیا، دو بیٹیاں چھوڑیں اور لڑکیوں کا کوئی وارث سوا ایک ماں حقیقی کے کوئی نہ تھا، ماں نے ایک لڑکی جس کی عمر تھیں سات برس کی تمی اس کا نکاح اپنے بیٹے کے ساتھ کر دیا جس کو اب عرصہ آٹھ برس کا ہوا، اور دوسری بڑی ردی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا، اب بڑی دختر باخوا اپنے شوہر کے اپنی چھوٹی بھتیجہ کو بھاتی ہے کہ تو کہ جسے کہ میری نابالغی

۲۵۵/۱	تجدیدی کتب خانہ کراچی	کتاب النکاح	صحیح مسلم
۲۸۹/۱	آفتاب عام پریس لاہور	فصل فی النیب	نسخہ ابن ابی داؤد
۱۹۱/۱	مجتبیٰ فی دہلی	باب الاول	نسخہ الدر المختار

میں نکاح ہوا ہے میں راضی نہیں ہوں تو میں تیرا نکاح اپنے دیور سے کرادوں گی، چنانچہ چھوٹی لڑکی اب اپنے ماموں کے کلمات ناراضی بیان کرتی ہے اس صورت میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ مینا تو جروا

الجواب

سائل اظہار کرتا ہے کہ اس چھوٹی لڑکی کو بالغ ہونے سے سال بھر گزر اور اسے نکاح کی خبر کئی برس سے اور یہ کلمات ناراضی اس نے کوئی دو مہینے سے کہنے شروع کئے ہیں اگر یہ بیان واقعی ہے تو وہ نکاح لازم ہو گیا اور عورت کو حق اعتراض اصلاً نہ رہا جبکہ اسے پہلے سے نکاح کا اطلاع تھی، تو جس آن میں بالغ ہوئی فوراً اسی آن میں اگر ناراضی نہ ہو کر دیتی تو اسے حق اعتراض رہتا یہاں تک کہ اگر بالغ ہو کر ایک لمحہ کو بھی دوسرے کام یا دوسری بات میں مصروف رہی تو اب اعتراض کا اختیار میں رکھتی یہاں تو جوان ہونے پر کئی مہینے بعد اس نے اعتراض شروع کیا ہے، یہ اصلاً قابل قبول نہیں، محدثہ پر فرض ہے کہ اس جہالت سے باز آئے، اور اس کی بھی پرفرض کر پائی زوجہ کو الطلاق نہ کرے ورنہ سوا گناہ کے کچھ حاصل نہ ہو گا۔

فی الدر المختار، بطل خیر السکوب بالسکوت
لو عالمة بالسکات ولا یستدالی آخر للمجلس
مختصاً۔
در مختار میں ہے کہ ہاں لڑکی کی اپنے نکاح کے علم پر خاموشی اس اختیار طبع کو ختم کر دیتی ہے اور اختیار بھی حق اس مجلس تک محدود ہو گا جس میں اسے علم ہوا ہے اس کے بعد اسے اختیار نہ ہو گا اور مختصاً (ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
لیس من خبی امراة حل نوجها ینہ مرداد
ابو داؤد والنسائی وابن حبان والحاکم باسناد
صحیح عن ابی ہریرة و نوحہ احمد وابن حبان
والبیہقی والحاکم بسند صحیح عن
بریدة و ابو یعلیٰ والطبرانی فی
الاوسط بسند صحیح عن ابن
عباس والطبرانی فی الاوسط

جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ (اس کو ابو داؤد، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایسے ہی احمد، ابن حبان، بزاز اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور ابو یعلیٰ اور طبرانی نے اپنی اوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

والصعبین ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
اجمعین۔ واللہ بخیر وقہانی اعلم
مسئلہ ۱۶ وجب ۱۳۰۰ھ
نیز طبرانی نے اوسط اور صغیر میں اس کو حضرت حبیب اللہ
بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (ت)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی ایک لڑکی نابالغہ کہ جس کی عمر گیارہ برس کی ہے اور اُس کی ماں مرچکی ہے اور باپ اُس کا گم ایذا میں ہو کر ہے، نانہ اُس لڑکی کا باپ کی نصیبت میں لڑکی کو اپنے یہاں لے گیا اور بڑا مشورہ باپ کے اُس کا نکاح ایک رافضی سے کر دینا چاہتا ہے، جب باپ کو اطلاع ہوئی آیا اور نانہ کو نصیبت کی کہ میں ایسی تقریب ہرگز رد انہیں رکھتا ہوں اس ضمن میں اُس نے فوراً ہی دسے دیا ہے مگر وہ اپنے اہلادہ سے باز نہیں رہتا ہے لڑکی کو روک رکھا ہے اور اس کا باپ سبب بنتی ہیں اس شخصیت میں اگر نانہ اُس نابالغہ کا نکاح باوجود حماقت پدر کے اُس رافضی سے کر دے گا تو صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور نانہ کو لڑکی کے اپنے پاس بٹھا رکھنے اور باپ سے روکنے کا اختیار ہے یا نہیں؟

الجواب

باپ کے ہوتے نابالغہ کی چیز نہیں۔ جب اس کی اجازت کے بغیر نکاح کر دینے کا اختیار، یہاں تک کہ اگر نانہ بے اجازت پدر اُس نابالغہ کا کسی سستی سے نکاح کر دے تو وہ باپ کو روکے گا تو وہ نکاح باطل ہے نہ کہ رافضی کہ آج کل علماء مرتدین ہیں اور ان سے سنیہ عورت کا نکاح اصلاً صحیح نہیں، مگر وہ برس اُس قدر میں تو شک نہیں کہ رافضی سنیہ بنت سنی کا کفو نہیں ہو سکتا اور غیر کفو سے جو نکاح باپ دادا کے سوا دوسرا کر دے گا ہرگز صحیح نہ ہوگا، نہ کہ باپ کی صریح حماقت کی حالت میں یہ نکاح کیا جائے، یہ کیونکر وجہ صحت رکھے گا، پس یقیناً یہ نانہ کا محض ظلم ہے، اگر وہ ایسا کرے گا تو ہرگز نکاح نافذ نہ ہوگا بلکہ باطل ہوگا اور لڑکی نو برس کی عمر سے باپ ہی کے پاس رہے گی، اگر ماں بھرتی تو وہ بھی نو برس کے بعد اپنے پاس نہ رکھ سکتی نہ کہ نانہ، یہ سب ظلم و تعدی ہے۔ تنویر الابصار میں ہے،

اولیٰ فی النکاح العصبۃ بنفسہ بلا توسط انتہی
علی ترتیب الارث والحجب
نکاح کا ولی حسبہ بنفسہ یعنی وہ مرد شخص جس کی نسبت میں عورت کا واسطہ نہ ہو، یہ ولی وراثت کی ترتیب اور ایک دوسرے کے لئے مانع ہونے کی ترتیب ہے ہوں گے۔ (ت)

در مختار میں ہے،

لو تزوج الابعد حال قیام الاقرب توقفت
على اجازته

اسی میں ہے،

ان كان العنوج غیر هما ای الاہ وایہ ولو
الام لا یصح من غیر کفو اصلاً۔ (ملخصاً)

اسی میں ہے،

لیس فاسق کفو الصالحة او فاسقة بنت
صالح نہر انتہی ملخصاً۔

ردالمحتار میں ہے،

قوله اصلاً ای لا لازم ما ولا موقوفاً علی
الرضا بعد البلوغ

در مختار میں ہے،

الام والجلد حق بیہا حتی تشتھو و قد
یتسم و بدیفق شہ (ملخصاً)

مسئلہ یکم شعبان ۱۳۰۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندو بالغہ یا کروتھی اُس کے ولی نے
اپنی اجازت سے اُس کا نکاح زید کے ساتھ کر دیا۔ ہندو کو معلوم تھا کہ میرا نکاح زید کے ساتھ ہوگا لیکن اُس نے
خاص اجازت اپنی زبان سے نہیں دی اور نہ انکار کیا، اس صورت میں ہندو کا نکاح زید کے ساتھ جائز ہو گیا

۱۹۴/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب اولی	۱
۱۹۲/۱	" "	"	۲
۱۹۵/۱	" "	باب الکفائۃ	۳
۳۰۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب فی الولی	۴
۲۰۵/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب المختصات	۵

اگر قریب ولی کی موجودگی میں بعید ولی نے نکاح کر دیا
تو وہ نکاح قریب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ (ت)

اگر باپ اور دادا کے غیر نے خواہ والدہ ہی ہو نکاح
کیا تو غیر کفو میں باطل جائز نہ ہوگا (ملخصاً)۔ (ت)

صالح لڑکی یا صالح مرد کی فاسق لڑکی کے لئے فاسق
شخص کفو نہیں ہے، نہر اہ ملخصاً (ت)

اگر قول اصلاً یعنی نکاح نہ لازم اور نہ موقوف ہو تب
کہ بلوغ کے بعد رضا پر صحیح ہو جائے۔ (ت)

والدہ اور دادی / نانی لڑکی کو پرورش میں لینے کی زیادہ حقدار
میں یہ حق لڑکی کے بلوغ تک ہے اور بعض نے نرسالی
تک کہا یہی مفتی بر ہے (ملخصاً)۔ (ت)

یا نہیں؟ اگر نہیں ہو تو ولی اور نکاح پڑ جائیے پر کیا کفارہ ہوگا؟ جینو تو جردا۔

الجواب

اصل یہ ہے کہ زن بالغہ پر کسی کی ولایت جبریہ نہیں اور اس سے پیش از نکاح اذن لینا مستنون ہے اگرچہ اذن لئے نکاح کیا جائے تو وہ نکاح نکاح فضولی ہے کہ اجازت بذن پر وقت و سہ کا، اگر جائز رکھے جائز ہو جائے اور رد کرے تو باطل، مگر زن و وشیزہ کا سکوت بھی اذن ہوتا ہے جبکہ خود ولی اقرب یا اس کا وکیل یا فرستادہ نکاح کرنے کا اُس سے اذن لے بشرطیکہ جس کے ساتھ نکاح کا اذن دیا گیا عورت اسے پہچانتی بھی ہو اور غیر استیذان ولی کے بعد اس جتنے پر کر میرا نکاح فلاں کے ساتھ کیا جائے گا خاموش رہن اذن نہیں کہ اذن و علم میں زمین و آسمان کا فرق ہے یہاں تک کہ اگر ولی اقرب کے ہوتے ولی ابعد اذن لے اور و وشیزہ سکوت کرے تاہم یہ سکوت اذن نہ ٹھہرے گا، تو جہاں اصلاً استیذان نہ ہو مجرد واقعت پر خاموشی کیونکر اذن ہو سکتی ہے۔ رد المحتار میں ہے:

لا تجب البالغة البكر على النكاح لانقطاع
الولاية بالبلوغ فان استاذنها هو اعم
الولي وهو السنة او وكيله او رسوله
فكنت تحت مروه مختارة فهو اذن
اذا توكليل امت عمت بالسودج
نكحوا الرغبة فيه او عنه ولو قب
ضمت العام كجبراق او بنف
عم لو يخصص والا فانت
استاذنها غير الا قرب كاجنبی او
ولي بعيد فلا حرة بسكوتها
او منعها وقف مرد المختار عن
البصر عن المحيطات من وجهها
بغير استئذان فقد اخطأ
السنة وتوقع على

بکہ بالغہ کو نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کے
بالغ ہو جانے پر اس پر کسی کی ولایت نہیں رہی، تو
اگر اس سے اس کا ولی اجازت طلب کرے اور یہ
سنت ہے یا اول یا وکیل یا اس کا قاصد اجازت
طلب کرے اور ولی اپنے اختیار کے باوجود خاموش
رہے قرینہ کالت کی منظوری تصور ہوگی بشرطیکہ اس
کے ہونے والے خاوند کا اسی کو علم ہو تاکہ پسند یا
نا پسند کر سکے، خاوند کا علم شخصی طہ پر ضروری نہیں
عمومی طور پر بھی مثلاً یہ کہ پڑوسی سے یا چچ زادوں میں
سے کافی ہے، جن کو وہ جانتی ہو، اگر خاوند کا علم
یا نکل نہ ہو سکے تو پھر یہ سکوت رضامندی نہ قرار پائے گا
اگر ولی اقرب کی بجائے ولی بعید یا اجنبی نے بالغہ سے
اجازت طلب کی تو اس وقت سکوت کو اجازت
نہ قرار دیا جائے گا احصائاً۔ رد المحتار میں بکر اور اس

مرضاہا اللہ وہیہ (قولہ لا یحصول) میں تحیظ کے حوالہ سے کہ اگر ولی نے بالفقہ کے مشورہ عیاساً فی الفتح وہم معصودون معروفون لہا اللہ۔ اور اجازت کے بغیر نکاح کر دیا تو لڑاک کی رضا مندی پر موقوف ہو گا اور اس میں یہ بھی ہے کہ درمختار

کا قول "لویحصول" کا مطلب کح کی عبارت میں یہ ہے کہ لڑاک کے ہاں معروف و محدود ہوں اور (ت) پس صورت مستفسو میں اگر ولی اقرب کے بروجود کو رہندہ سے اذن دیا اور اس نے سکوت کیا تھا جب تو یہ نکاح خود ہی جائز و نافذ ہو کہ کناریوں کا زبان سے صراحتہ اذن دینا ضرور نہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑاک کی خاموشی اس کی اجازت ہے۔ (ت) واذا نھا صا تھا

ور نہ نکاح فضولی ہو کہ قرنی یا فعلیٰ رد کر دے تو رد ہو جائے اور تو قویاً فعلیاً یا سکوتاً اجازت دے تو حبان ہو جائے صریحہ قولی یہ کہ خبر نکاح سن کر صاف کہے میں نے رو کیا یا مجھے منخور نہیں یا میں نکاح کرنا ہی نہیں چاہتی یا اور کوئی کلمہ ان کے مثل اور رد فعلی یہ کہ مثلاً ہا تھا ہو دے کہ میں راضی نہیں یا اور کوئی حرکت ایسی کہ جس سے اس نکاح سے حقیقتہً نفرت و ناراضی ظاہر ہو اور اجازت قولی یہ کہ میں راضی ہوتی یا مجھے پسند ہے یا خدا مبارک رہے یا ہترند یا سکوت کی شکل اور اس سے اجازت فعلی مشافہا جابرہ اگر شوہر کے یہاں نفرت ہو کر جانا یا خلوت میں اپنے پاس آئے دینا یا اس سے صریحاً نفرت طلب کرنا یا اور کوئی فعل کہ دلیل رضا مندی ہو اور اجازت سکوتی یہ کہ خود ولی یا اس کا رسول یا ایک ثقہ پر ہیزگار یعنی جس کی عدالت و شائستہ معلوم ہو یا دوستور الحال یعنی جس کا کوئی فسق نہ معلوم ہو نکاح ہو جانے کی صورت کو خبر دیں اور شوہر کو پہچانتی ہو اور طیر آب و جہد نے نکاح کیا ہو تو مہر میں کمی فاحش نہ کی ہو اور شوہر اس کا کفو بھی ہو یعنی اس کے دین یا نسب یا پیشہ وغیرہ میں کوئی بات ایسی نہ ہو جس کے باعث اس سے نکاح اس کے ادنیاء کے حق میں عار ہو اس صورت میں عورت خبر سن کر خاموش رہے تو یہ خاموشی بھی اجازت تصور کی جائے گی۔ غرض یہ پانچ صورتیں ہیں دو زد کی کہ ان کے وقوع سے نکاح باطل ہو جائے گا اور تین اجازت کی کہ ان کے وقوع سے لغو پائے گا اور جب تک ان پانچ میں سے کوئی صورت واقع نہ ہو بدستور

۲۹۸ - ۹۹/۲ دار احیاء التراث العربی بیروت باب فی الولی

۳۰۰/۴

۳۰۱/۱۰ حدیث ۱۰۷۶۶ مجمع البکیر للطبرانی

موقوف رہے گا جب تک کہ ان میں سے ایک واقع ہو مشن ہنوز عورت کو نکاح کی خبر ہی نہ ہوئی یا خبر دوا یعنی فاسق یا ایک اجنبی مستور الحال نے دی اور عورت خاموش رہی یا خود ولی خواہ اس کے فرستادہ نے اطلاع دی، مگر عورت شوہر کو نہ پہچانی تھی یا پہچانتی تھی مگر جس اپنے جینے سوا اور ولی نے نکاح کر دیا وہ کفر نہ تھا یا مہر مثل سے کمی فاحش کی تھی، تو ان سب صورتوں میں یہ خاموشی نہ اجازت ہوگی نہ رد، بلکہ عورت کو اختیار رہے گا پاس ہے جسے کر دے خواہ باطل۔

اس تقریر کو محقق ذکر کر کہ اس مہارت سے کسی دوسری تقریر میں نہ پاؤ گے، تمام محامد اللہ تعالیٰ ہادی اکمل کے لئے ہیں۔ (ت)

اتقن هذا التحریر فانك لا تجد به هذا التحییر فی غیر هذا التقریر والحمد لله الهادی القدیر۔

در مختار میں ہے،

لو بلغها فروت ثم قالت من ضیعت
لم یجزل لعل منه بالرد وكذا
استحسنوا التجدید عند الزفاف
لامن الغالب اظهرا النفقة عند
فجأة السماع ثم قال طاع
ویحتمل انها نفوت من
النكاح عند اطلاقها به فی بطل
العقد ولا یلحقه الرضا
قلت فاذا تبین ذلك كانت
ردا محققا كما لا یخفى
وفي الدر ایضا وجها
ولیها وانحبها رسولہ او
فضولہ عدل فکتت فهو

اگر لڑکی کو نکاح کی خبر پہنچی تو اسے رد کر دیا پھر کہتی ہے میں راضی ہوں تو اس سے وہ نکاح جائز نہ ہوگا کیونکہ رد کر دینے پر وہ باطل ہو چکا ہے، اسی وجہ سے فقہائے مذہب نے یہ کہ لڑکی سے پہلے اجازت ملے بغیر نکاح کیا ہو جس کو وہ بعد میں جائز قرار دے، ایسی صورت میں بہتر ہے کہ زفاف کے وقت نکاح کی تجدید کر لی جائے کیونکہ عام طور پر ایسی صورت میں لڑکی نکاح کے متعلق سن کر لڑکی نفرت کا اظہار کر دیتی ہے، لہذا وہی نے فرمایا کہ اس احتمال کی بنا پر کہ نکاح کی خبر پا کر لڑکی نے بطور نفرت رد کر دیا ہو تو نکاح باطل ہو جائے گا جو بعد میں اظہار رضا مندی سے جائز نہ ہوگا اور قلت، اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو پھر یقینی طور پر نکاح موقوف ہوگا جیسا کہ واضح ہے،

اذن ای اجازتۃ انت علمت
بالزوجۃ (ملخصاً) قال الشافعی
الشروط فی الفضول العداۃ
او العیۃ فیکفی اخبار واحد عدل او
مستورین الخ قال فحب الیہ
فانت استأذنها غیر الاقرب
فلا بد من القول کالتییب او
ما هو فی معناه من فعل یدل
علی الرضا کطلب مهرها و
تفقتها وحوالہ بہا برضاها و
قبول التہیۃ ونحو ذلک ثم
ملخصاً، وفي رد المحتار
عن البحر عن الظہیریۃ
لو غلّاها برضاها عسدي
انت هذا اجازتۃ او في
الجزائریۃ الصاھرانہ
اجازتۃ انک قلت وتمام الکلام
علی الافعال الثقیۃ تعدل
علی الرضا فی فتاویٰ ناظم
فی انشائیۃ فی البحر و اختلاف

اور درجیں یہ بھی ہے کہ ولی نے لڑکی کا نکاح کیا جس
کی اطلاع ولی کے قاصد یا کسی اجنبی عادل شخص نے
لڑکی کو دی تو لڑکی نے خاموشی اختیار کی تو یہ اجازت
ہوگی بشرطیکہ اس کو خاوند کا علم ہو چکا ہو اور شامی
نے کہا کہ فضولی کی خبر میں عدالت یا عدد (دو) ہونا
شرط ہے اس لئے ایک عادل یا دو مستور الحال حفرا
کافی ہیں۔ درمیں فرمایا کہ بالتر لڑکی سے ولی اقرب کیے
غیر نے اجازت طلب کی ہو تو ضروری ہے کہ لڑکی
قوی یا قلی طور پر جواب دے جس سے اس کی رضا
معلوم ہو سکے، مثلاً اگر طلب کرے یا نفقہ طلب
کرے یا مبارکباد قبول کرے یا خاوند کو پہننے پاس
آنے کی اجازت دے دے وغیرہ، جیسا کہ قبیلہ یا
اس جیسی عورت کے لئے ضروری ہوتا ہے اور ملخصاً۔
رد المحتار میں بکر کے حوالے سے ظہیری سے منقول ہے
اگر لڑکی نے رضامندی سے خاوند کے ساتھ خلوت
کر لی تو میرے نزدیک یہ اجازت ہے او، اور
بزازیر میں ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ اجازت ہے
قلت: ان تمام افعال جو رضامندی پر دلالت
کرتے ہیں، کو ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے۔
پھر شامی میں ہے کہ تحریر میں ہے اگر ولی نے بالغہ

۱۹۱/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الولی	سہ در مختار
۲۹۹/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	سہ رد المحتار
۱۹۲/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	"	سہ در مختار
۳۰۱/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	سہ رد المحتار

صیاد اخرجوها غیر کفو قبلعہا فسکت فقال
لا یكون صیاد قیل فی قول ابی حنیفة
یكون صیاد ان كان المن وجر ابا و جدا
وان كان غیرهما فلا كما فی العانیة
اخذا من مسنة الصغيرة المن وجة من
غیر کفو اه قال فی النهر و جزم فی الدراية
بالاول بلفظ قنوا اه عاقب المشامی
قلت و قد مر فی الحاشیة وهو لا یقدم
الا الاظهر الا شهرو لکن قالوا یؤتی به للتبوی
و قد علل فی الخایة بنقول الثاني بتعلیل
جلیل و لتعلیل و لیس التعلیل و نص فی الحیط
و البسوط و جامع قاضی خاں ثم الکافی شرح
الهدایة ثم الشیخ علی التبیان انہ قول
الامام و قد صحح فی الکفایة و الکافی و
الدراية و الدرر المقرقة بین الاب و الجید
و غیرهما بناء علی مذهب الامام رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔

عاقلة کو غیر کفو نہیں نکاح کر دیا تو اس وقت اجازت
طلب کرنے پر یا معلوم ہونے پر لڑکی خاموش رہے تو
کیا یہ اجازت ہوگی یا نہیں۔ اس میں اختلاف ہے۔
بکھڑے کہا کہ رضائہ ہوگی۔ بعض نے کہا کہ امام ابو حنیفہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک قول کے مطابق اگر نکاح
کرنے والا اولیٰ باپ یا دادا ہو تو سکوت اجازت
قرار پائیگی ورنہ نہیں، جیسا کہ تفسیر میں اس مسئلہ کو
نا بالہ کو غیر کفو نہیں نکاح کر دینے کے مسئلہ سے افہ کیا
ہے۔ اہ تہری میں کہا کہ ندایہ میں اس پر قاسوا کے
لفظ کہہ کر پہلے قول پر جزم کیا ہے۔ شامی کی عبارت ختم
ہوتی۔ قلت، عانیہ میں اس کو مقدم ذکر کیا ہے۔ اہ
دور باد ظاہر مشہور قول کو مقدم ذکر کرتے ہیں لیکن
حنابلہ سے روایت کیا، عانیہ کا اس کو مقدم ذکر کرنا اس
سے فراغت کے طور پر ہے ورنہ انہوں نے دوسرے
قول کی مضبوط دلیل ذکر کی ہے جبکہ دلیل کو ذکر کرنا اعتماد کی
دلیل ہے۔ حیط، بسوط، جامع قاضی خاں پھر کافی
شرح دایہ میں پھر تبیین کے حاشیہ تعلیمی میں اس کو
امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بتایا ہے، اور کفایہ، کافی، دایہ، دور میں اس دوسرے قول کی تصحیح کی گئی ہے
کیونکہ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سبب میں باپ دادا اور غیر کے اقدام میں فرق ہے۔ (ت)
اور بے اذن لیے ولی کا نکاح کر دیا اگر وہ خلاف سنت ہے مگر نہ نہیں، یوں ہی نکاح پڑھانے والے
پر کوئی الزام نہیں کما لا ینقضی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم و علما اتم و اعلم۔

مسئلہ ۱۳۰۹، صفر ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نکاح لڑکی نابالغ کا جس کی عمر قریب

تین سال کے ہے، ساتھ عمر و نابالغ کے جس کی عمر قریب چار سال کے ہے بروایت مادر لڑکی کے جائز ہے یا نہیں؟
درحالیکہ باپ کے چار پانچ پشت کے لوگ چچا تاؤ وغیرہ موجود ہوں، اور اب بعد بالغ ہونے کے وہ لڑکی اس
نکاح سے ناراض بھی ہے۔

الجواب

اگر دلدل کا جس سے اس نابالغ کا نکاح ہو اس کا کفو نہ تھا یعنی قوم و دوش و مذہب وغیرہ امور معتبرہ
کسی بات میں بہ نسبت دختر ایسا نقص رکھتا تھا کہ اس دختر کا اس کے نکاح میں دیا جانا اولیائے دختر کے لئے
باعث تنگ و عار ہو تو وہ نکاح سرے سے باطل واقع ہوا۔ یعنی اگر دختر کے مہر مثل میں کمی فاحش کر دی گئی مثلاً
مہر مثل پچاس ہزار تھا اس نکاح میں پچیس ہزار بندھا تو بھی نکاح باطل محض ہوا، اسی دونوں صورتوں میں بعد ہونے
اگر خود اجازت دے اور نکاح نہ صرف ماں بلکہ اُن سب اولیائے حل کر کیا ہو جب بھی صحیح نہیں ہو سکتا کہ نابالغہ
کے ایسے نکاح کرنے کا باپ یا دادا کے سوا کسی کو اختیار نہیں۔ درحق میں ہے،

ان کان لعن زوج غیر اکاب و ابیہ و لوالہ
و انقضی لا یصح النکاح من غیر کفو او
بعین فاحش اصلاً (ملاحظہ)

روالتحاریر میں ہے،

فی غتہ القدر یلو کبریت و اجازت لا یصح لانه
لعمریک عقد اموقوف او الامحیولہ
کیونکہ وہ نکاح کی اجازت دینے والے کی اجازت پر موقوف نہ تھا۔ (ت)

اور اگر دلدل کا ایسا تھا نہ مہر مثل میں اس طرح کی کمی تو صحیح ہو گیا مگر از انجا کہ یک جہی مردوں میں سے
جب تک کوئی موجود ہو ماں کو ولایت نکاح نہیں ہوتی بلکہ ان میں جو درباب وراثت معتمد ہو وہی ولی ہوتا ہے
فی الدار انما یرث الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ
ہلی تریب الاسرث و الحجب فان لم یکن
عصبۃ فالولاية لامرئہ
درغنا میں ہے نکاح کا ولی وراثت کے استحقاق و حجب کی
ترتیب پر عصبیات میں، اور اگر عصبہ بنفسہ نہ ہو تو
پھر والدہ کو ولایت ہوگی۔ (ت)

۱۹۲/۱	مطبوعہ محقق دہلی	باب اولی	سہ در مختار
۳۰۵/۶	دار ایضاً التراث العربی بیروت	باب اولی	سہ در المختار
۱۹۳/۱	مطبوعہ مجتہد دہلی	۔	سہ در مختار

لہذا یہ نکاح اُس ولی کی ہے اجازت صرف ماں نے کر دیا تو نکاح فضولی ہوا اور اجازت ولی پر موقوف رہا۔ اگر اُس نے خبر سن کر رو کر دیا مثلاً کہ میں اس نکاح کو جائز نہیں رکھتا یا رد کرتا ہوں یا میں راضی نہیں یا اس کے مثل اور الفاظ، تو رد ہو گیا۔ اب دختر کی رضامندی و ناراضی کا بھی اعتبار نہیں کہ سرے سے نکاح باقی ہی نہ رہا اور اگر ابتداءً اجازت ولی واقع ہو یا ازدیج مادر کے بعد ولی نے اجازت دے دی تھی مثلاً کہما بہتر ہوا یا میں نے پسند کیا یا مجھے منظور یا ان کے مانند اور کلمات، تو نکاح نافذ ہو گیا۔

فی المیزان المختار لو تزوج الا بعد حال قیامہ و مختار میں ہے اگر بعد ولی نے اقرب ولی کے ہوتے اقرب قیامہ علی، بعد رہا۔
بوسے نکاح کر دیا تو یہ نکاح ولی اقرب کی اجازت پر موقوف ہو گا۔ (دست)

پھر بھی از انجا کہ مزوج غیر آب و جد اور دختر و شیرہ ہے اُسے اتنا اختیار دیا جائے گا کہ پہلے سے نکاح کی خبر نہ رکھتی ہو تو اپنے بالغ ہوتے ہی اور بعد بلوغ اطلاع پائے تو خبر سننے ہی فوراً بے وقفہ کہہ سکتی ہے کہ میں اس نکاح سے راضی نہیں یا میں نے اُسے فسخ کر دیا مجھے ناپسند ہے یا اس کے مثل اور کوئی امر کر دینا ناراضی ہو پس اگر بلوغ یا اطلاع پر ہی انفور اس نے یہ ناراضی ظاہر کی تو اُسے اجازت دی جائے گی کہ قاضی کے حضور دعویٰ کر کے نکاح فسخ کر اسے اور اگر ایک لمحہ بھی سے مدد نہ کیا گیا تو دوسرے کام یا کلام میں مشغول ہوئی تو اب وہ نکاح لازم ہو گیا، اس کے بعد اظہار ناراضی کچھ بیکار آہ میں۔ در مختار میں ہے:

و ان كان من كفؤ وبهرا المشد هم و لكن
لهما ای لصعیر و صغیرة خیار الفسخ
بالبلوغ او العلم بالنکاح بعد بشروط القضاء
للفسخ و بطل خیار البکر بالکوت لو مختار
عالمۃ بالنکاح ولا یستدالی اخوانہ جلیست
(ملخصاً)

اگر کفو اور بہر مثل کے ساتھ نکاح کیا تو صحیح ہے لیکن

تا بالغ لڑکے اور لڑکی کو بلوغ پر یا بلوغ کے بعد جب

مسلم نکاح ہو فسخ کا اختیار ہو گا لیکن

فسخ قاضی کے حکم سے ہو گا۔ اگر بکرہ بالغہ اپنے نکاح

کا علم ہونے پر خارش رہی تو اس کو فسخ کا اختیار نہ ہو گا

اور نکاح کے علم والی مجلس کے آخر تک یہ اختیار

باقی نہ رہے گا (ملخصاً)۔ (دست)

ہی نہ ہوئی یا بعد خبر سکوت محض کیا یہاں تک کہ دختر بالغ ہوئی تو اب وہ خود اجازت دختر پر موقوف ہو، پس اگر دختر نے اس اظہار ناراضی سے پہلے بعد بلوغ کوئی کلمہ اجازت کہ یا دلالت اس کے کسی فعل یا حال سے ضمانت ثابت ہوئی تھی، مثلاً بالغ ہونے پر شوہر کے پاس گئی یا اس سے کوئی برتاؤ زن و شوئی کا کیا یا کسی نے غلوں کی دہن کہہ کر پکارا اس نے جواب دیا تو نکاح لازم ہو گیا اب ناراضی محض بے سود ہے اور اگر جنوز قول یا فعل یا حال سے رضائیت نہ ہونے پائی تھی کر اس نے ایسی ناراضی ظاہر کی جس سے رد نکاح مفہوم ہوا تو بے شک نکاح باطل ہو گیا۔

فی فتر القدر یرتوقف علی اجازة الولی فی
حالة الصغر ولی بلغ قبل ان یتخبروا الولی
فاجازا من نفسه بعد لانها كانت متوقفة
ولا ینفذ بمجرد بلوغه

فتح القدر میں سب مباح کے طرح کا جواز ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا اور اگر ولی کی طرف سے اطلاع سے قبل خود مباح ہو گیا اور اس نے اپنے نکاح کو جائز کر دیا تو بڑا اور نافذ ہو جائے گا کیونکہ یہ اجازت پر موقوف تھا اور اجازت کے بغیر محض بلوغ سے نافذ نہ ہوگا۔

مستفتی ان سب صورتوں کو سمجھ کر جو صورت واقع ہو اس کے حکم پر عمل کرے و اللہ تعالیٰ اعلم

مشکلہ از رائے پور علی قرب پور ذاک مار سہ دن مرسد شمس محمد درہ سن ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک طوائف قوم مسلمان نے جس کی عمر تخمیناً ۲۸ یا ۲۹ سال ہوگی رنا کاری سے توبہ کر کے ایک شریف مسلمان سے اپنا نکاح کر لیا، اب اس کی نانگ کتنی ہے کہ میں ولی ہوں بے میری اجازت کے نکاح جائز نہیں، اور زید کہتا ہے کہ طوائف خود فعل مختار بالغہ ہے تیری اجازت کی حاجت نہیں، اور ولی واسطہ ہدایت کا رنیک کے ہوتا ہے زنا کے لئے ولی نہیں، نابالغ کا ولی بھی فعل بہ کرانے کا مختار نہیں، ایسی ولایت شرعاً باطل ہے نانگ کسی طرح ولی نہیں ہو سکتی، جو لونڈی اس نے حرام کی کمانی سے حرام کاری کے لئے خریدی وہ شرعاً لونڈی نہیں ہو سکتی بلکہ شرعاً ایسی ولایت کا دعویٰ کرے وہ قابل نکر ہے۔ پس صحیح قول زید کا ہے یا نانگ کا؟ جینو تو جروا۔

الجواب

قولی زید کا صحیح ہے اور نانگ کا محض دعویٰ باطل و قبیح۔ ہندوستان میں جو بعض خدائات اس محتاج پنی اولاد قلعہ وغیرہ میں بیچ ڈالتے ہیں شرعاً یہ بیع کسی حالت میں جائز نہیں بلکہ باطل و محض مہل و بے معنی ہے وہ ہرگز لونڈی

غلام نہیں ہو سکتی، نہ خریدنے والا ان کا مالک ہو سکتا ہے نہ کسی دوسرے استحقاق ان میں رکھتا ہے کہ ٹر کی بیع محض باطل ہے۔ ہدایہ میں ہے،

بیع البیتۃ والدور والحد باطل لانھا لیست اموالا فلا تكون محلا للبیع
مردار، خون اور آزاد کی خرید و فروخت باطل ہے
کیونکہ یہ چیزیں مال نہیں ہیں اس لئے یہ بیع کا محل نہیں۔ (د ت)

ہدایہ میں ہے،

اباطل لا ینفید مثل المتصرف ین
اور جبکہ وہ عورت بالغہ ہے تو اپنی جان کا آپ اختیار رکھتی ہے نکاح کو اعلیٰ نے یہ ہدایت الہیٰ زنا سے
قائب ہو کر ایک شریف مسلمان سے کر لیا قطعاً صحیح و لازم ہے جو کسی کے روکے رد نہیں ہو سکتا۔ فتاویٰ مالگیری
میں ہے،

فقد نکاح حرة مكلفة بلا دخل ین
اسی میں ہے،

سئل شیخ الاسلام عطایہ عن حرة عن
امراة شافعية بکر بالغة زوجت نفسها
من حنفی بغیر ادن ایہا والاب لا یرضی
ومراده هل یصح هذا النکاح قال نعم
کو زد کر دیا، تو یہ نکاح صحیح ہو گا؟ تو انہوں نے جواب فرمایا، ہاں صحیح ہے۔ (د ت)

جب خود باپ کی نسبت یہ حکم ہے تو نائیک کا دعویٰ کی قابل التفات ہو سکتا ہے، یہ محض جمل نامنرا
ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۱۶ از پستی بہیت محمد ملک احمد خاں مرسلہ حافظ شیر احمد خاں صاحب ۱۵ رجب ۱۳۱۰ھ
جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ ایک لڑکی کا نکاح ما بانی میں باپ کی ولایت سے ہوا اب وہ لڑکی

سہ ہایہ	باب البیع الفاسد	مطبع یوسفی لکھنؤ	۵۳/۳
سہ	"	"	"
سہ	"	"	"
سہ فتاویٰ ہندیہ	الباب الرابع فی الاولیاء	نورانی کتب خانہ پشاور	۲۸۶/۱
سہ	"	"	"

بالغ ہوئی وہ اپنے باپ کے فعل کو ناپسند کرتی ہے، باپ کی وصیت سے نکاح جاری ہے یا ناجائز ہے، فقہ۔

الجواب

صورت مسئلہ میں جی جوب یہ ہے کہ باپ نے اپنی دختر نابالغ کا نکاح جس شخص سے کیا اگر وہ کفو یعنی دین و نسب و پیشہ و مال و عیو میں کوئی امر ایسا نہیں رکھتا کہ اس سے تزویج باعث عار ہو نہ دختر کے مهر مثل میں کمی فاحش کی تو وہ نکاح مطلقاً صحیح و نافذ و لازم ہے اگرچہ دختر ناپسند کرے اگرچہ باپ اس سے پہلے معروف و بسوء نے اختیار ہو کہ اس نکاح میں اس کا خیر اختیار نظر ہو تو پہلے کے سبب اختیار اس کی صحت میں خلل نہیں ہو سکتے، یوں ہی اگر باپ وقت تزویج نشہ میں نہ تھا تو اس سے پیشتر اپنی کسی قاصرہ کا نکاح غیر کفو سے یا مهر مثل میں کمی فاحش پر کر کے معروف و بسوء اختیار ہو چکا تو بھی یہ نکاح صحیح و لازم ہے اگرچہ غیر کفو سے ہو اگرچہ مهر مثل میں کمی فاحش کی ہو، ہاں اگر دونوں امر مجتمع ہیں یعنی اس نکاح میں کفارت یعنی مذکور نہیں یا مهر میں کمی فاحش ہے اور ہنگام تزویج نشہ میں یا پہلے سے معروف و بسوء اختیار تھا تو اس صورت میں نابالغ کا نکاح اگرچہ بولایت پدی ہے اصل صحیح نہیں۔ در مختار میں بعد عبارت مذکور ہے:

و کذا لو کان سکران فزوجها من فاسق او شریر و فقیر او ذی حرمة دسیة الظہور سوء اختیارها فلا تعارض فی صحیحہ و المظنونة، بھریہ

اور ایسے ہی اگر ولی نے نشہ کی حالت میں فاسق یا شریر یا فقیہ سے یا باعث ہشک کام واسے سے نکاح کر لے یرنگ اس صورت میں اس ولی کا اپنے اختیار کو غلط استعمال کرنا ثابت ہو چکا ہے اس کے مقابلہ میں اس کی شفقت جو کہ غلطی ہے مداخل نہیں ہو سکتی۔

رد المحتار میں ہے:

قلت ویقتضی التعلیل ان السکران من المعروف بسوء الاختیار لوضوح وجهها من کفو بہر المثل صرح بعدہ فی الضمیر و المحسن الی قولہ، و هذا مفقود فی السکران و منی الاختیار اذا خالفت لظہور عدم مراہیہ و سوء اختیارہ

میں کتا ہوں کہ یہ عبارت تفصیل کو چاہتی ہے کہ اگر نشہ والا یا غلط اختیار کی شہرت والا اگر لڑکی کا نکاح کفو میں اور مهر مثل کے ساتھ کرے تو یہ نکاح صحیح ہے کیونکہ اس میں لڑکی کے لئے کوئی ضرر نہیں ہے (ان کا کلام یہاں تک ہوا) کہ علم ضرر کی صورت اس نشہ واسے اور غلط اختیار والے

فی ذلک نتھی: واللہ سبحانہ و تعالیٰ جنہوں نے غیر کفو میں نکاح کیا ہے میں نہیں پانی باقی
کہونکہ تھے والے کی رائے ظاہر نہ ہوئی اور دوسرے

کا غلط اختیار اس معاملہ میں ظاہر ہو چکا ہے انتہی۔ (ت) واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۱ از پتلی بیست ایضاً

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ذید نے اپنی دختر ہندہ نا بالغہ کا
نکاح عہد سے اُس حالت میں کہ اوضاع و اطوار عہد موصوف کے درست تھے اپنی ولایت سے کر دیا، جب
ہندہ مذکورہ رخصت کے زمانہ تک خود بطور گاہنہ تو اس نے اپنے شوہر عہد کو عورات و منوعات مشرعہ کا
ترکب اور امورات و مشروعات کا محترمہ زپا کر اپنے باپ ذید کے فعل کو قبیح سمجھا اس تزویج کو ناجائز رکھا، پس
صورت مسئلہ میں ہندہ کا عہد سے عقد منعقد پایا صیح ہوا؟ بینوا تو جروا

الجواب

جب ہنگام تزویج عہد میں کوئی امران بر اطواریوں سے نہ تھا بلکہ یہ باتیں اس نے بعد میں اختیار
کیں تو عدم کفایت بعد نکاح ثابت ہوئی اور ایسی مدت استعدا فی صحت نکاح نہیں خصوصاً تزویج
پدر میں کہ آئندہ کا علم ہندہ کی قدرت سے باہر ہے ولا یكلف الله نفسا الا وسعہ (اللہ تعالیٰ کسی
کو وصیت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ ت) پس اس بناء پر ہندہ کا اُس نکاح کو جائز رکھنا مسئلہ
قابل سہاحت نہیں۔ درمختار میں ہے:

والکفاء اعتب ما ہا عند ابتداء العقد
ولا یصور رد الیہ بعدہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ابتداء نکاح کے وقت کفو کا اعتبار ہوتا ہے
لہذا بعد میں کفو کا زوال مضر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۲ رجب ۱۳۱۰ھ

بالعہد کا نکاح باپ عہد کسی کفو سے کرے استیذان بالغہ ضرور ہے یا نہیں؟ نہیں تو مستحب و
مسنون یا مباح یا کوئی حاجت نہیں؟

۳۰۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب اولی	رد المحتار
		۲۸۶/۲	سنة القرآن
۱۹۵/۱	مطبع مجتبائی دہلی	باب الکفایۃ	سنة درمختار

الجواب

بالغذریہ ولایت نہیں، استیذان نفاذ نکاح کے لئے ضرور ہے، اگر بے استیذان نکاح کر دے گا نافذ نہ ہوگا بلکہ اجازت بالغذریہ موقوف رہے گا، اگر جائز کرے گی جائز ہو جائے گا، رد کرے گی رد ہو جائیگا کما صوحوا بہ قطبہ (جیسا کہ تمام فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے۔ ت) باقی واجبہ نہیں کہ ترک پر گناہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۵ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۱ھ

مسئلہ ۳۱۹

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو نابالغ کا باپ مفقود الخبر ہے اور اس کا کچھ پتا نہیں، اور ہندو کا ایک بھائی بالغ ہے جس کی عمر پندرہ برس کی ہے اور ہندو آغا ہندو کا نکاح اس کی ماں اور اس کے بھائی نے کر دیا، اس صورت میں یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ یتیم، تو حرم وار۔

الجواب

صورت مسئلہ میں جبکہ ہندو نابالغ ہے اور اس کا باپ مفقود الخبر ہے اور ہندو کے جوان بھائی نے اس کا نکاح کیا تو وہ نکاح ہو گیا بشرطیکہ جس شخص سے نکاح کیا ہو وہ اس کا کفو ہو یعنی اس کی قوم یا پیشہ یا مذہب وغیرہ میں کوئی بات ایسی نہ ہو کہ اس کے نکاح سے ہندو کے لیے ایسا کوئی عار آئے اور بشرطیکہ مہر میں ایسی کمی نہ لگے ہو جس کا تحمل لوگ نہ کرتے ہوں اور اگر ان باتوں میں سے ایک بات ہوگی یعنی اس شخص کے قوم یا مذہب یا پیشہ وغیرہ میں کوئی امر موجب تنگ و عار ہوگا یا مہر میں ایسی سخت کمی کی گئی ہو مثلاً ہندو کا مہر مثل دس ہزار تھا اور بھائی نے پانچ ہزار پر نکاح کر دیا تو ان صورتوں میں وہ نکاح افسوس نہ ہوا، و المسائل منصوص علیہا فی الدر المختار وغیرہ (یہ مسائل در مختار وغیرہ میں منصوص ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۱ ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ

مسئلہ ۳۲۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ نکاح دختر نابالغ کا باوجود انکار دختر نابالغہ اور حیات ہوتے اس کے باپ کے بے اجازت اس کے باپ کے، اس کی ماں نے زید کے ساتھ کر دیا، آیا شرعیہ نکاح ہوا یا نہیں؟ جیزا تو حرم وار۔

الجواب

مسائل منظرہ کہ یہ نکاح مادر و برادر بالغ نے برائی میں کیا اور اس کا باپ کان پور میں موجود ہے جسے ہنوز اس نکاح کی اطلاع نہ ہوئی، اور جس لڑکے سے نکاح ہوا وہ اس کا کفو ہے، اگر یہ سب بیابان

واقعی ہیں تو دیکھا جائے گا کہ کچھ کمز اس قدر انتقام پر راضی ہو سکتا تھا کہ باپ کو خط لکھا جائے اور اس کی اجازت منگائی جائے یا وہ اس پر راضی نہ ہوتا بلکہ اتنے انتظار پر نکاح ہی نہ کرتا اگر یہ کبھی صورت فرض کی جائے جس کے وقوع کی امید بہت ہی ضعیف بلکہ کالعدم ہے کہ انتظار جواب میں یہ بات ہاتھ سے جاتی تھی تو نکاح نافذ ہو گیا بشرطیکہ ہر شکل میں کی ناشائستگی گئی ہو اور اگر ایسا نہ تھا بلکہ انتظار جواب کر لیتا اور غالب ایسا ہی ہے تو یہ نکاح بشرطہ کو اجازت پدید پر موقوف ہے اگر جائز رکھے گا جائز ہو جائے گا اور باطل کر دے گا تو باطل ہو جائے گا۔

درمختار میں سے اگر دولی اقرب اتنی مسافت پر ہے کہ رشتہ طلب کرنے والا ہم کفو وہاں سے جواب کا انتظار نہ کرتا تو دولی بعد کو نکاح جائز ہے، اس پر باقائی نے اعتقاد کیا اور اپنی کتاب سے نقل کیا ہے کہ اس پر فتویٰ ہے احمدیہ، اور دالمتنا میں ہے ذخیرہ میں کیا اصح یہ ہے کہ اگر دولی اقرب اتنی مسافت پر ہو کہ رشتہ طلب کرنے والا ہم کفو وہاں سے جواب یا اس کی رائے حاصل کرنے کا انتظار نہیں کرتا تو غیبت منقطع قرار پائی گئی اور کتاب میں اسی کی طرف اشارہ ہے، اور بحر میں فقہی کے حوالہ سے قسوط سے منقول ہے کہ یہ اصح ہے۔ اور تہا یہ میں ہے کہ اکثر مشائخ نے اسے پسند کیا ہے اور ابن فضل نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور بدایہ میں ہے کہ یہ اقرب الی الفقہ ہے، اور فتح میں ہے کہ حق کے قریب ہے۔ اور ملتقى کی شرح میں تحقیق سے منقول ہے کہ یہ تمام اقوال میں اصح ہے اور اس پر فتویٰ ہے، در اختیار اور لغت میں اس کو قائم رکھا ہے، اور تہر کا کلام بھی

فی الدوام المختار للولی الا بعد التزوید
بقیة الاقرب واختار فی الملتقى سالم
یمتظر الکفو الخاطب جوہرہ واعتمد الباقی
ونقل ابن الکمال الشیخ علیہ الفتوی
محتمرا، وفی رد المحتار قال فی الذخیرۃ
الاصح انہ اذا کان فی موضع لو انظر
حضورا ما استطاع سہ فقامت
الکفو الذی حضور فانیة مشققة
و یہ اشار فی کتاب وفی البحر عن
المجتبی عن البسوط انہ الاصح و
فی النہایة اختارہ اکثر المشائخ
وصحیہ ابن الفصیل وفی الہدایة
انہ اقرب الی الفقہ وفی العتق
انہ الاشبہ بالفقہ وفی شرح
المتبقی من الحقائق انہ اصح الاقوال ویل
وعلیہ الفتوی وعلیہ مشی فی الاختیار و
اسقایة ویشیر حکام النہر

الى اختياره وفي البعد والاحسن الاقبه
بما عليه اكثر المشايخ اه ما ف
رمد المحتار قلت لاسيما في هذا
الزمان فان العجلة الدخانية
قد جعلت مسافة القصر كما فسة
ساعة واحدة مل اقل فوجب التحويل على
ما افق به اكثر المشايخ.

اس کے مختار ہونے کی طرف اشارہ ہے، اور بکھر رہی ہے
کہ جس پر اکثر مشائخ کا اعتماد ہو اس پر فتویٰ باعث
الطمینان ہے۔ رد مختار کی عبارت ختم ہوتی۔ قلت
خصوصاً موجود زمانہ میں کہ جب ریل گاڑی نے
مسافت قصر کو ایک گھنٹہ کی مسافت بنا دیا ہے بلکہ
اس سے بھی کم کر دیا ہے لہذا جس پر اکثر مشائخ نے
فتویٰ دیا ہے یہی قابل اعتماد ہے۔ (ت)

یہ سب اُس صورت میں ہے کہ عورت کے مہر مثل میں کی فاحش نہ ہوئی ہو مثلاً مہر مثل سو روپے کا تھا
اس نکاح میں پچاس کا باندھا تو سب سے نکاح ہی نہ ہوا۔

فی الداء المختار ان كان المزدوج غيب الاب
وابيه ولو الام لا يصح السكاح لقبح
فاحش والله تعالى اعلم.

رد مختار میں ہے اگر نکاح کرنے والا باپ دادا کا غیر
ہو خواہ وہ ماں ہی کیوں نہ ہو مہر میں فاحش کی ساتھ
نکاح صحیح نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از اوین مکالمہ دہلی صاحب اسٹٹ مسند زہبی کہ یعقوب علی خاں صاحب
۱۵ شعبان ۱۳۱۱ھ

چو می فرمایند علمائے اہل سنت و جماعت دریں
مسئلہ کہ متاعہ ہندہ و رقتہ شریعہ ندارد و نہ
از نفسہ زید مگر زید بسعی تمام از ایام طعنہ
پرورش کردہ تا بعد وہ سالہ در رسیدہ و
برسبب اطلاق پرورش زید ولی ہندہ ظاہر بعد
زید منکوحہ زید نکاح ہندہ بہرہ خیراتی خاں
کردہ و خارشہ وقتیکہ زید آمدہ بر نکاحش وقت
یافتہ راضی نہ گشت درین صورت بدون اجازت

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و جماعت اس مسئلہ
میں کہ ہندہ نامی لڑکی جو زید کی اولاد نہیں اور نہ ہی
اس کا کوئی شرعی وارث ہے لیکن زید نے اس کی
بچپن سے دس سال کی عمر تک پرورش کی۔ اس
پرورش کی وجہ سے زید ہندہ کا ولی معلوم ہوتا ہے تو
زید کی عدم موجودگی میں زید کی بیوی نے ہندہ کا نکاح
خیراتی خاں سے کر دیا، اور خیراتی خاں اس کے بعد
بھاگ گیا، اب جب زید واپس آیا تو اس نے ہندہ

زید نکاح ہندہ خور و سالہ درست است یا نہ ،
بیان فرمائیے عبارت کتب ، رحمۃ اللہ علیہ
اجمعین ۔

کے نکاح کو ناپسند کیا اور راضی نہ ہوا، تو کی مذکورہ صورت
میں ہندہ نابالغہ کا نکاح زید کی مرضی کے خلاف درست
ہو یا نہیں ؟ کتب کے حوالہ سے جواب دیا جائے اللہ تعالیٰ
تم پر رحم فرمائے ۔ (دست)

الجواب

اولاً دیدہ باید کہ شخصے کہ زن زید ہستہ را بحالہ
نکاحش داد یا ہندہ کفایت داد یا نہ ، اگر
نہ در مثل ذہن سب یا حرف یا روش یا مذہب
تصویرے وار د کہ ہندہ را در نکاح آید نہ نزد
اہل طرف موجب عار باشد آنگاہ ایں نکاح باطل
محض افتہ کہ با جازت بیچ کس دوسے نفاذ نہ بیند
تا آنکہ ہندہ اگر تہیستن بعد رسیدن اجازت کند ہم
روئے یا ہر زیرا کہ تزویج با عیہ کہ ہندہ را در
کوری کار بسور احتیاط معرفت نباشد بیچ کس انہی رسد
کہ صواعقہ قاطبہ دہی جامع الصفا و طہ
عیرالاب و الجذس و ج الصغیرۃ من حیث کفسوہ
قادرکت لہدیۃ فاجازت لایجوز ، و اگر کطرت
وارد آنگاہ دیدنی ست کہ ہندہ ہنگام نکاح بیچ
قریب قریب یا بعید مرد یا زن از جانب پد یا
مادر اگرچہ در غایت بعد و دوری می داشت یا
نہ ، اگر می داشت پس یہاں کس ولی نکاح اوست
نکاح مذکور را جازت آن ولی موقوف مست حوائی نید
باشد یا دیگرے اگر اجازت دیدہ جار شود اگر رد کند باطل

پہلے یہ دیکھنا ہو گا کہ زید کی بیوی نے جس شخص سے ہندہ
کا نکاح کیا ہے وہ ہندہ کا ہم کفو ہے یا نہیں ، اگر
نہیں شغل سبب ، کردار ، حرف یا مذہب میں ایسی
کمی والا ہے کہ حرف میں اس کو عار سمجھا جاتا ہے تو
اس صورت میں یہ نکاح محض باطل ہے اور کسی کی
اجازت حتیٰ کہ ہندہ خود بالغ ہوئے پر اس کو جائز نہیں
کر سکتی کیونکہ غیر کفو میں نابالغہ کا نکاح کرنے کی ایسے باپ ابو
سور متہین شہورہ ہوں گے بغیر کسی کی جازت
نہیں ہے ، جیسا کہ تمام فقہانے تصریح کی ہے
جامع صغاریں سے باپ دادا کے غیر کسی ولی نے
نابالغہ کا نکاح غیر کفو میں کر دیا ہو تو رکی بالغ ہو کر خود
بھی اس نکاح کو جائز نہیں کر سکتی ، اور اگر وہ شخص
ہندہ کا ہم کفو تھا تو پھر یہ دیکھنا ہو گا کہ ہندہ کا کوئی
دشتہ دار مرد یا عورت قریب یا بعید جو کہ کسی طہر
والد یا والدہ کی طرف سے ہندہ کے نکاح کی ولایت
رکھتا ہو جو جیسے تعلق اس کی اجازت پر موقوف ہو گا
وہ جائز قرار دے تو جائز ، اگر رد کر دے تو رد ہو جائیگا
وہ ولی زید ہو یا کوئی اور ہو ۔ اور اگر ہندہ کا کوئی بھی

گردد، و اگر بابت بیع کس را از زندگان وقت
نکاح قرابت نسبی بود نیز غیر اورا آنکاه در نیا
که زیر ولایت بیع قاضی شریع و حاکم اسلام
نیست نظر کردن است، اگر در آن شهر علمائے از علمائے
دین که فقیہ و صاحب فتوی و اعلم علمائے بلد یا مشہ
موجود است پس نکاح مذکور پر اجازت او موقوف است اگر اجازت
و ہدایت نہ شود اگر و گنہ باطل گردد، فی الحدیث بقدر التذات
عن الصادق العباسی (ع) حلالا سرعان من سلطان
ذی کفایت فالامور مؤکلة الی العلم و یلزم الامت
الرجوع الیہم و ینصرون ولایة فاد، بحسب جمعہم
علی و حد استقل کل قطر با تباع علمائے فالت
کثر و فالمتبع اعلمہم و اگر انجا بچو ملے نیز نہا شد
آنکاه ایس نکاح اصلا انتہا و نہ یاسر و باطل است
لکونہ عقد فصولی صدر و لا مجبیر
فی جامعہ الصغائر انت کانت فی
موضع لایکون تحت ولایة
قاضی فانشہ لایستقل و فی
رد المحتار تحت المفتوح ما
لا مجبوز لہ اع مالیس لہ
من یقدر علی الاحیان و یبطل
کما اذا نوجه الفضول مجبوز
یقینہ فی دار الحسب و اولی الامر یکن

زندہ لوگوں میں سے فسی و فی نہیں رہنید ہے نہ کوئی اذ
ہے، تو ایسی صورت میں جبکہ ہمارے ملک میں کوئی قاضی
یا شرعی حاکم سرکاری طور پر مقرر نہیں ہے، اگر اس شہر
میں کوئی ایسا عالم جو مفتی، فقیہ اور علاقہ کا بڑا عالم ہو
موجود ہے تو نکاح اسکی اجازت پر موقوف ہوگا کہ وہ اگر
جائز کرے تو جائز اور اگر رد کر دے تو رد ہو جائے گا
حدیثہ نیز میں فتاوی عتایہ سے منقول ہے کہ جب
ذما شرعی طور پر امور کو سرانجام دینے والے حاکم و
قاضی سے خالی ہو تو یہ امور علماء کے سپرد ہوں گے
اور امت پر لازم ہوگا کہ وہ ان علماء کی طرف رجوع
کریں اور یہ علماء والی بن جائیں گے، اور اگر ایک
عالم کی طرف سب کا رجوع مشکل ہو تو ہر علاقہ کے
اے علاقہ کے عالم کی طرف رجوع کریں گے و
کسی علاقہ میں ایسے علماء کی تعداد زیادہ ہو تو پھر ان
میں سے بڑے عالم کی اتباع کریں گے، اور اگر
وہاں کوئی ایسا عالم نہ ہو تو پھر یہ نکاح اصلا منعقد
نہ ہوگا اور خود بخود باطل ہو جائے گا، کیونکہ یہ فضولی
کا ایسا نکاح ہوگا جسے کوئی بھی جائز کرنے والا نہیں ہے
جامع الصغائر میں ہے کہ اگر ایسی جگہ ہو کہ وہاں کوئی
سرکاری شرعی حاکم نہ ہو تو نکاح منعقد نہ ہوگا، اور
رد المحتار میں فتح سے منقول ہے کہ جہاں کوئی ایسا حاکم
مجاز نہ ہو جو نکاح کو جائز کر سکے تو نکاح باطل ہوگا،

جیسا کہ کسی فضولی نے مابالغہ تہم لڑائی کا نکاح دارالحرب میں کر دیا، یا وہاں کہ جہاں کوئی سلطان و مت فنی نہ ہو تو ایسی صورت میں نکاح باطل ہو جائے گا کیونکہ وہاں کوئی جائز کرنے والا نہیں ہے اور مطلقاً، زید کو محض پرورش کی وجہ سے ولایت حاصل نہ ہوگی۔ جامع الصغائر میں ہے کہ کسی بچے یا بچی کی کفالت کرنے والا اس کے نکاح کا ولی نہیں بن سکتا لہذا

سلطان ولا قاضی احد من یقتد علی الامضاء
حالة انعقد فوقہ باطلاً اھ ملخصاً بے قرابت
بجز پرورش ولایت نکاح ثابت نہ شود و
جامع الصغائر من یتولی صغیراً او صغیرۃ
لا یملک ترویجہما۔ پس دیں صورت اجازت و
عدم اجازت زید تہم کے نیست۔ واللہ تعالیٰ
علم۔

مذکورہ صورت میں زید کی اجازت عدم اجازت کی مسمی نہیں مگر واللہ تعالیٰ اعلم (دست)
مسئلہ از قاضی باڑی ضلع ہرودتی، ڈاک خانہ شاہ آباد مرسلہ حضرت سید امیر حمید رضا صاحب
۲۶ شعبان ۱۳۱۱ھ

چہ می فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ سید سجاد حسین مرحوم نے چار لڑکیاں اور ایک زوجہ چھوڑ کر انتقال کیا بعد چھ حصہ کے ایک لڑکی فوت ہو گئی، بعد اس کے زوجہ نے انتقال کیا، تین لڑکیاں دو منسوبہ اور ایک نابالغہ پر زنی بعد دو سال سے تزلزل سے بھی انتقال کیا، اب لڑکی نابالغہ کے نکاح کی اجازت بموجب شرع شریف کے وقت ہمیشہ حقیقی کو ہے یا نانی نانا کو حاصل ہے فقط۔

الجواب

اس نابالغہ کے دادا پر دادا یا ان کے باپ دادا پر دادا کی اولاد پسری میں کوئی مسلمان عاقل بالغ مرد باقی ہے تو اس کے نکاح کی ولایت اُسی کو ہے، اُسی کے ہوتے نانا نانی بہن بھگیاں بھی کوئی چیز نہیں اور اس طرح کے مرد متعہ دیں، تو ان میں جو قریب تر ہو گا یعنی جو اس نابالغہ کے نسب میں پر نسبت و درو کے کہ وہ اسطوں سے ملے گا وہی ولایت پائے گا، اور جو برابر و سب کے ہیں وہ ہر ایک ولی ٹھہرے گا۔ مشہد ہندہ بنت زید بن بکر بن خالد ہے اور سعید و رشید سپران حمید بن حامد بن خالد اور باقر ابن جعفر بن احمد بن حامد اور کبیر صغیر سپران طاہر بن مہر بن حامد مذکور ہیں تو ولایت نکاح ہندہ سعید و رشید دولوں کو یکساں ہے اور ان کے ہوتے باقر و کبیر و غیرہ کو استعاق ہیں، ہاں اگر دھیاں میں کوئی مرد

دیا نہیں خواہ یوں کہ سر سے سے کوئی مرد رہا ہی نہیں یا جو ہے وہ مجنون یا رخص وغیرہ بدنہ جہوں میں حد کفر تک پہنچا ہوا۔
 تو اُس وقت اشخاص مذکورین سوال میں ولایت نکاح نافی کو ہے وہ در ہے تو ناکو، وہ نہ ہے تو بہن کو۔ اور
 ابن سب میں بھی عقل و اسلام کی شرط ضرور ہوگی یعنی اگر نہ سبب میں فساد ہو تو حد کفر تک نہ پہنچا ہو ورنہ مرتد کو کسی
 پر ولایت نہیں اگر چہ دعویٰ اسلام رکھتا ہو۔

در مختار میں ہے نکاح میں عصبہ بنفسہ یعنی وہ مرد جس
 کی نسبت میں عورت واسطہ نسب، وراثت و حجب کی
 ترتیب پر ولی بنتے ہیں بشرطیکہ یہ حر، مکلف و مسلمان
 ہوں جبکہ ان کی ولایت مسلمان لڑکی یا لڑکے کے لئے
 ہو۔ اور اگر عصبیات بنفسہ نہ ہوں پھر والدہ کو، پھر
 دادی کو، پھر ناسے کو، پھر اخت کو ولایت ہوگی الخ
 اہ مختصاً، اور رد المحتار میں ہے کہ جوہرہ میں جدہ کو
 بہن پر مقدم کرنے کی صراحت کی ہے۔ شرنبلالی نے
 اس کو علامہ قاضی کی شرح نقایہ سے نقل کرتے ہوئے
 کہا کہ جدہ کو سسگی کی قید سے مقید نہیں کر سکتے، اور
 اسی میں خاندانی خیریت سے منقول ہے کہ دادی کا
 نانی سے مقدم ہونا ایک ہی قول ہے تو حاصل یہ ہوا کہ
 والدہ کے بعد دادی اور پھر نانی پھر نانا، خور کو،
 اور کہا کہ جس پر دہلی نے خیریت میں جرم کیا ہے اسی پر
 حامیہ میں فتویٰ دیا ہے۔ دائرۃ المعارف (ت)

فی الدر المختار الوافی فی النکاح العصبۃ بنفسہ
 بلا توسط نثی علی ترتیب الاموات والحجب
 بشرط حرۃ وتکلیف واسلامہ فی حق
 مسلمۃ وولد مسلم فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ
 لام ثم لام الاب ثم للجد الفاسد ثم
 للاخت، الخ اہ مختصاً، وفی رد المحتار صرح
 فی الجوہرۃ بتقدیم الجدۃ علی الاخت،
 ونقد ذلک، الشرنبلالی عن شرح النقایۃ
 للعلامة قاسم قل ولد بنی، اجد
 بكونها لام اولاب اہ، وفیہ عن الخنیزیرۃ
 ان اب الجدۃ لاب اولی من الجدۃ لام قولاً
 واحداً حصل بعد الاہ اہ الاب ثم ام
 الام ثم الجد الفاسد تامل اہ قال دعا جزم
 بہ الرسل الحق بہ فی الحامدیۃ۔ والله تعالیٰ
 اعلم۔

مسئلہ ۳۲۳ از کلکۃ اسٹریٹ ۱۶۲ دھرم تھلا مرسلہ حافظ عزیز الرحمن صاحب ۲ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے ماموں نے در صورت
 نہ ہونے والد اور چچا اور برادر اور دادا اس لڑکی کے بہرہ موجودگی والدہ کے کر دیا تھا اب اس نے بھارت چلے

اس نکاح کو منظور نہ کیا تو وہ نکاح باقی رہے گا یا نہیں؟ بیٹو! تو جروا

الجواب

اگر عورت کی نامنظوری اس بنا پر ہے کہ ماموں نے جس کے ساتھ اس کا نکاح کیا وہ اس کا کفو نہیں یعنی اس سے قوم یا دیں یا پیشہ وغیرہ امور معتبرہ میں ایسا لگتا ہوا جس سے نکاح اُس کیلئے ہاوت نہ لگتا ہے یا اس بنا پر کہ ماموں نے اس کے مہر مثل میں کمی فاحش کی ہے جب تو وہ نکاح خود ہی باطل محض ہوا جسے خود شرع مطہر نکاح نہیں ٹھہراتی، عورت کی منظوری و نامنظوری کو کچھ دخل نہیں، اور اگر یہ دونوں وجہیں نہیں بلکہ کسی اور سبب سے نامنظور کرتی ہے تو اس صورت میں اگر عورت نے کو بیکرتی بعد بلوغ خبر نکاح سنتے ہی یا پہلے سے معلوم تھا تو باعظہ ہوتے ہی ذرا بلتو قہ اختیاری نامنظوری ظاہر ہر کی تو نکاح لازم ہو گیا، اب عورت کو اصل کوئی چارہ کار نہیں، اور اگر فی الفور آن بلیہ میں یا بعد بلوغ نکاح معلوم ہوا تو ان استماع خبر میں متاخر اپنی نامنظوری ظاہر کی تو از انجا کہ نکاح غیر آب و جد کا کیا ہوا ہے عورت کو اختیار فسخ حاصل ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ بطور خود فسخ کر دے اور اس کے جہالہ ذہبیت سے باہر ہو جائے بلکہ یہ کہ حاکم شرع کے یہاں دعویٰ رجوع کرے، حاکم بعد تحقیقات امور مذکورہ نکاح فسخ کر دے۔ درمختار میں ہے،

انکار النزوج غیر لای و بعد ایضا عدم
من غیر کہو او بعین فاحش اصلا و من
کہو و بغير المشل صم و لفظی و صغیر
خیار لفظ و لو بعد الدخول بالبلوغ
او العیوب النکاح بعدہ و شرط للکل القضاء
و بطل خیار البکر بالسکوت لو مختارة عالمة
باصط النکاح و لا یمتدالی آخر المجلس
وان جهت معلقا . والله سیخند و
تعالی اعلم و علیہ جن مجبدة اتسہ
و احکم۔

علم مذہبی ہو اور مجلس کے خاتمہ تک یہ اختیار باقی رہے گا، اھ، ملقطاً۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ زیادہ علم والا ہے اور اس کا علم اتم و اکمل ہے۔ (ت)

مسئلہ ۳۲۴ از شہر کتنہ ۳۴ ربیع الاول شریف ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے عظام و فضلاء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے انتقال کیا اور دو لڑکی ایک قریب ایک سال اور دوسری قریب تین سال اور میری والدہ اور تین بھائی چھوڑے۔ ان لڑکیوں نے آمدت سات سال زیر سایہ اپنی والدہ اور چچاؤں کے پرورش پائی، قصائے الہی بعد سات سال والدہ نے بھی انتقال کیا چونکہ چچا اپنے اپنے تعلقوں پر تھے یہاں موجود نہ تھے، خواتین آئیں اور جیلہ و قریب کر کے لڑکیوں کو لے گئیں کہ تا آنے چچاؤں کے یہ لڑکیاں ہمارے پاس ہیں جب چچا آئیں گے فوراً روانہ کر دیں گے، یہاں سے لے جا کر دونوں لڑکیوں کے نکاح عدم موجودگی چچاؤں میں باغیہہ بخود اپنے لڑکوں کے ساتھ کر لے۔ اسی صورت میں یہ نکاح ہوئے یا نہیں؟
جینواتوجہوا۔

الجواب

اگر سال کی لڑکی ضرور نابالغ ہے، یونہی دس سال کی بھی، جب تک حیض نہ آئے یا پندرہ سال کامل کی عمر نہ ہو جائے۔ اور نابالغ کے نکاح کا اختیار عصبہ کو ہے، عصبہ کے ہوتے ذوی الارحام کوئی چیز نہیں ہدایہ میں ہے۔

تغیر العصبات من الاقارب، بلائے مترادفہ
عند ابی حنیفۃ یحصی اللہ فی حق عصبہ
نابالغہ نے عصبہ کو ولایت عصبہ کی غیر موجودگی میں دیگر اقارب کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حاصل ہے۔ (دست)

چچا عصبہ ہے اور خالہ ذوات الارحام سے خالہ گئے چچا سے چھتیسویں درجہ میں ہے کہ حقیقی چچا نہ ہو تو سو بیٹے چچا کو نکاح کی ولایت ہے، پھر حقیقی چچا کے بیٹے کو، پھر سو بیٹے چچا کے بیٹے کو، پھر باپ کا حقیقی چچا، پھر سوتیل، پھر باپ کے حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیل کا، پھر دادا کا حقیقی چچا، پھر سوتیل، پھر دادا کے حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیل کا، پھر دادا کا سگا چچا، پھر سوتیل کا بیٹا، پھر اس کا، پھر اس کا عصبہ، یہ سب عصبہ ہیں، جب ان میں کوئی نہ ہو تو ماں ولی ہے، پھر دادی، پھر نانی، پھر بیٹی، پھر پوتی، پھر نواسی، پھر لیسر کی پوتی نواسی، پھر ختر کی، پھر نانا، پھر ششک بن، پھر سوتیل، پھر ماں کی اولاد جو باپ میں شریک نہیں پھر ششک بن کی اولاد، پھر ششک کی، پھر اولاد مادر کی، پھر بیٹی، پھر ماموں، اور جب ان سب میں بھی کوئی نہ ہو تو خالہ۔ ان تمام درجات کی تفصیل عالمگیری و در مختار و رد المحتار وغیرہ سے ظاہر۔ فتاویٰ مستطی خاں

میں ہے :

ولاية النكاح الى الصبي والاقرى الى الصغير والصغير
 الاب ثم الحد ثم الاخ لآب وام ثم الام لآب
 ثم ينوب على هذا الترتيب وان سفلوا
 ثم العم لآب وام ثم امه منحصرا۔

نکاح کی ولایت عصبیات کو ہے اور نابالغ رٹکے اور لڑکی
 کے قریب ترین عصبیات والد پھر دادا، پھر حقیقی بھائی،
 پھر باپ کی طرف سے بھائی، پھر ان دونوں کے لڑکوں
 کو اسی ترتیب سے نیچے تک، پھر حقیقی چچا کو۔ اور
 ملخصاً (ت)

درختہ میں ہے :

فان لم يكن عصبة فالولاية للاهل (وحد
 ودرجات الى ان قال) ثم الحالات:

اگر عصبہ نہ ہو تو ماں کو ولایت ہے، اور ولایت کے
 درجات متعدد وہ گویاں کرنے کے بعد انہوں نے
 کہا کہ پھر خالوں کو ولایت ہوگی (ت)۔

پس چچا کے ہوتے جو نکاح خال کر دے چچا کی اجازت پر موقوف ہے، اگر جائز رکھے جائز اور اگر رد کر دے تو باطل
 ہو جائے۔ درختہ میں ہے :

لو روجو لا بعد حال قیام الاقرب توقف علی
 اجماعہ تبت والله تعالیٰ سم وسمہ سم
 واحکم۔

اگر قریبی ولی کے ہوتے ہوئے بعید ولی نے نکاح کرنا
 تو زیہ، مگر کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ اللہ
 تعالیٰ اعلم ہے اور اس کا علم تم و حکم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۳۲۵ از سہرورد ضلع آیتہ محلہ ملک نادگان مرید مرزا حسن صاحب ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک نو جوان بالغ لڑکی کا نکاح اس کی ماں نے مہر جوگی پر
 میں اپنے عزیز واقارب کو جمیع کر کے اپنے بھانجے کے ساتھ کر دیا، باپ بھی اس لڑکے کو جانتا ہے اور اس پر
 راضی بھی تھا مگر یہ کہتا تھا کہ جب تک یہ نوکر نہ ہو مست کرنا، اس صورت میں نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں؟
 اور ماں کو بہر جوگی باپ کے اولاد پر ایسا اختیار ہے یا نہیں؟

الجواب

نابالغ اولاد پر باپ کے ہوتے ماں کے لئے ایسا اختیار اصل نہیں، اور بالغ اولاد پر ماں باپ کسی کیلئے

۱۹۳/۱	فصل فی الاولیاء	مکتبہ رشیدیہ	۱۹۳/۱
۱۹۴/۱	باب اولی	مکتبہ رشیدیہ	۱۹۴/۱
۱۹۴/۱	باب اولی	مکتبہ رشیدیہ	۱۹۴/۱

ولایت جبری نہیں۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا یمسح بفسھا من ویھا من واء النسة
الا البعادی عن ابن عبد ربہ رضی اللہ تعالیٰ
عہما۔
بائنہ عورت ولی کی غیبت اپنے نفس کی زیادہ حقدار
ہے، اس کو لگام بخاری کے سوا اور کستہ نے بروایت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ذکر کیا۔ (ت)

در مختار میں ہے :

لا تجزأ بالعدۃ ابکوی علی النکاح لانقطاع
الولایۃ بالبلوغ ۛ
بائنہ بکرہ لڑکی کو نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس
کے بالغ ہوجانے پر اس پر جبر کی ولایت کسی کو حاصل
نہیں ہوتی۔ (ت)

مذہب مذکورہ میں جبکہ لڑکی بائنہ ہے تو اس کا نکاح بے اس کے اپنے اذن کے نہ ماں کے کئے نافذ
ہو سکے نہ باپ کے ہاں، جس عورت بائنہ کا دل موجود ہو وہ غیر کفو سے اپنا نکاح نہ کر سکتی ہے نہ دوسرے کو
اذن دے سکتی ہے جب تک ولی اس شخص کے غیر کفو ہونے پر مطلع ہو کر پیش از نکاح بالبیع اپنی رضا مندی
ظاہر نہ کر دے، ورنہ وہ نکاح محض باطل ہوگا کہ پھر رضائے ولی سے بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ در مختار میں ہے :

فعدۃ نکاح حرۃ مکفۃ بلا رضی ولی و بعض فی
غیر الکفو بعدہم جو اس کا اصل بلا رضی ولی
بعد مہر فتنہ ایماۃ احد ملخصا۔
ولی کی رضا سے نہ حرہ عاقدہ بائنہ کا اپنی مرضی سے نکاح
نافذ ہوتا ہے اور غیر کفو میں ولی کی مرضی کے بغیر اس
کا نکاح جائز نہ ہونے پر فتویٰ ہے جبکہ ولی غیر کفو
میں ہونے کا علم حاصل کر چکا ہو احد ملخصا (ت)

رد المحتار میں ہے :

هذا اذا كان له ولی لم یرض به قبل العقد
فلا یصح النکاح بعدہ ۛ، یا حکر۔
یہ اس صورت میں ہے جبکہ لڑکی کا کوئی ولی ہو اور نکاح سے قبل وہ
اس پر راضی نہ ہو تو نکاح کے بعد ولی کی رضا مفیدہ
نہ ہوگی۔ حجر۔ (ت)

۴۵۵/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی	کتاب النکاح	لے صحیح مسلم
۲۸۶/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	فصل فی النیب	شرف البروداؤد
۱۹۱/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	باب الولی	لے در مختار
			لے ایضاً
۲۹۷/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	لے رد المحتار

اور کھودہ ہے جس کے قوم، مذہب، چلن، پیشے وغیرہ میں کوئی ایسا عیب نہ ہو جس کے سبب اُس کے ساتھ نکاح اولیا سے دختر کے لئے اہل عرف کے نزدیک موجب تنگ و غار و بدنامی ہو، نہ ایسی حالت محتاجی و نادری سے ترقی و بے سامانی میں ہو کہ عورت کا نفقہ واجب نہ چل سکے، یا جس قدر عمر شرعیاً عرفاً پیشگی دینا ٹھہرا ہے نہ دے سکے۔ درختاری میں ہے :

تعتبر في العرس والعجم ديانة وصلا
بانت يقد ر على المعجل نفقة شهر لسو
غير محترف والا فان كان يكتسب كل يوم
كفايتهما لو تطيق الجماع وحرفة او مخصصا
عرب وعجم في كفوكيلة دينداری اور مال کا اعتبار ہوگا
کہ وہ مهر معجل دینے پر قادر ہو اور وہ کاروبار و دل
نہ ہو تو ایک ماہ کا خرچہ ادا کرنے پر قادر ہو، ورنہ اگر
وہ کاروبار والا ہے تو روزانہ بیوی کی کفالت کئے لئے

نفقہ کی قدرت رکھتا ہو اگر عورت کو چراغ کی براشت ہو ورنہ مهر معجل کی قدرت کافی ہے اور برابری جس پر پیشہ میں اور مخصصات
پس اگر شخص مذکور اسی سبب نقائص سے خالی تھا اور نکاح باذن دختر ہو تو بلاشبہ صحیح و تام و نافذ
ہوگی جس میں ناموجودی و ناراضی پر کچھ خلل انداز نہیں، نہ اس کا ذکر نہ ہونا محمل ہو سکتا ہے جبکہ وہ ورمال
رکھتا ہو یا کسی دستکاری سے اپنے اور زوجہ کے کھانے پینے کے قابل کما سکتا ہے یا حسب عادت بلب
اُس کے ماں باپ ہو بیٹے کی لاش جبر لیں نہیں رکھ کر پیشگی یا ہر آئس کے ادا پر بھی قادر ہو۔ درختار
میں ہے :

الصبي كفوفتي بيه وامه بالنسة الخ
المهر المعجل لا النفقة لان العادة ان
الاباء يتحملون عن لاء المهر لا النفقة
ذخيرة او مخصصا
لڑکا باپ یا ماں کے فنی ہونے کی وجہ سے مهر کے
بارے میں کفو بن سکتا ہے کیونکہ عادت و دین
لڑکوں کے مهر کو خود برداشت کرتے ہیں، نفقہ کے
مقابلہ میں والدین کا غنا کارآمد نہیں کیونکہ والدین
نفقہ کی کفالت نہیں لیتے، ذخیرہ، اور مخصصات

رد المحتار میں ہے :

مقتضاه انه لو جرت العادة بتحمل النفقة
ايضا عن الابن الصغير كما في
اس سے حاصل ہوا کہ اگر نابالغ بیٹے کی طرف نفقہ کو
اپنے حق لئے جانا عادت ہو گیا ہو تو بچہ کفو

ثم ما انذره يكون كفوا بل في راد ثلث حملها
عن ابنه الكبير الذي في حجره والظاهر
انه يكون كفوا بذل لان المقصود حصول
النفقة من جهة الزوج بملك او كسب او
غيره ويؤيد ان التبادر من كلام الهداية
وعبرها ان الكلام في مطلق الزوج صغير
كان او كبيرا

جو بکے گاہک ہمارے زمانے میں تو لوگ اپنے پاس
رہنے والے بالغ بیٹے کی طرف سے بھی نفقہ کے ذمہ دار
ہوتے ہیں، تو اس صورت میں کفو ہو مافی ہر سہ
کیونکہ مقصد تو لڑکے کی طرف سے بیوی کے لئے نفقہ
کا حصول ہے مالک ہوئے یا کاسب یا کسی اور طریقہ
سے نفقہ حاصل ہو، اور اس بات کی تائید جاریہ کے
کلام سے قیاد ہوتی ہے کہ انہوں نے مطلق عاقلہ کی
بات کی ہے خواہ نام بالغ ہو یا بالغ ہو (د ت)

ہاں اگر دختر کے ہر مثل میں کمی فاحش کی گئی ہے تو باپ اس پر اعتراض پہنچا ہے جس کا حاصل اس قدر کہ
ہر مثل پورا کر لیا جائے، اور پورا کرے تو قاضی نکاح منع کرے۔ نیز کہ وہ مخدوم نکاح زد ہو جائے۔ درمختار
میں ہے۔

لو كلفت باقل من مهره علوى لعصه
لاعتز من حق یتیم مهر متیف و عطف
القاضی بینہما دفع النکار۔
اگر بالو سے اپنے نکاح میں ہر مثل سے کم ہر منظور کیا تو
وہ معذور اور اس کا حق ہے تا وقتیکہ لڑکی اپنا
ہر مثل پورا کر لے یا پھر قاضی ولی کی عاقلہ ختم کرنے
کے لئے نکاح کو فسخ کرے۔ (د ت)

البتہ اگر امور مذکورہ بالا سے کسی امر میں ایسا بھی ہے جس کے باعث وہ شرعا کفو نہ ٹھہرے، اور باپ نے اس پر
مطلع ہو کر اپنی رضا مندی ظاہر نہ کر دی تھی تو بیشک یہ نکاح سرے سے باطل ہو کہ اب باپ کی رضا مندی سے
بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس تقدیر پر فرض ہے کہ مرد و عورت فوراً جدا ہو جائیں اور اس نکاح کو ترک کر دیں، پھر
اگر چاہیں تو بعد اجازت صریحہ پدر از سر نو نکاح کر لیں۔ و انہ سخطہ و تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۸ شعبان ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی ناماخذ ہے اس کے باپ، دادا، بھائی، بھتیجا
کوئی ہیں حقیقی چچا ہیں، چچا کا نام بالغ لڑکا ہے، اگر یہ ولی جائز اپنی حقیقی نابالغہ کا اپنے پسر نابالغ سے ولایت

لے رد المحتار	باب الکفایہ	دار احیاء التراث العربی بیروت	۲۷۴/۲
کتب در مختار	"	مطبع مجتبائی دہلی	۱۹۵۶/۱

خود ایسی حالت میں نکاح کر دے کہ لڑکی زیر پرورش نانی کے ہو اُس کے پاس موجود نہ ہو تو یہ نکاح صحیح و جائز ہوگا یا نہیں؟ بیوا تو جروا۔

الجواب

صحیح و جائز ہے جبکہ لڑکا اُس نابالغ کا کفو ہو اور نابالغ کے مہر مثل میں صریح کی نہ کی جائے۔ در مختار میں ہے:

ان كان المزدوج غيرة غير ابل و ابييه
لا يصح من غير كفو او بغير فاحش اصلا
وان كان من كفو و بهر المثل صحه ثم احر
مختصا۔

اگر نکاح دینے والا باپ اور دادا نہ ہو تو غیر کفو یا
مہر مثل سے صریح کم کی صورت میں نکاح بالکل صحیح
نہ ہوگا۔ اور کفو اور مہر مثل ہو تو نکاح صحیح ہوگا الخ
اح مختصا۔ (ت)

جبکہ شخص لڑکے دونوں کا ولی ہے تو دو گواہوں کے سامنے اس کا صرف اتنا کہ دینا کہ میں نے اپنی فلاں
بہتیمی اپنے فلاں بیٹے کے نکاح میں اتنے مہر پر دئی کفایت کرتا ہے کچھ لڑکے یا لڑکی کا حاضر ہونا ضرور نہیں۔
نعم يجب ان لا يكون غائبا غيبة منقطعة
فانه لا يبق وليا جعلي ما صححوه كما
نقحه في رد المحتار

ہاں یہ ضروری ہے کہ وہ چچی اس حد تک غائب
نہ ہو کہ وہاں تک رسائی مشکل ہو کہ اگر ایسی صورت
میں وہ ولی نہ قرار پائے گا جیسا کہ فقہاء نے اس
کی تصحیح کی ہے جس کی تفسیر رد المحتار میں کی ہے (ت)

رد مختار میں ہے:

يتولى طرفي النكاح واحد ب يجب يقوم
مقام القبول كأن كان وليا من الجانبين أو
مختصا وفي رد المحتار كذا جت اني بنت
انتي كذا والله تعالى اعلم۔

ایک شخص نکاح میں دونوں جانب سے ولی جوتے ہوئے
ایک باپ کر دے تو وہ قبول کے قائم مقام بھی ہو جائیگا
مثلاً جب وہ دونوں جانب سے خود ولی ہو ۱۲ مختصا
اور رد المحتار میں ہے، مثلاً یوں کہ: میں نے اپنی
بیٹی کا اپنے بہتیجے سے نکاح کیا، واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۱۹۲/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الولی	۱۔ در مختار
۳۵۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	۲۔ رد المحتار
۱۹۹/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الکفایۃ	۳۔ در مختار
۳۲۶/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	۴۔ رد المحتار

عمر اور زید دو حقیقی بھائی ہیں اُن میں زید ایک لڑکی نابالغ چھوڑ کر گیا، عمرو اپنی بھانج بیوہ زہیرہ سے لڑکی نابالغ کو حید کر کے اپنے مکان پر لے گیا، اس لڑکی نابالغ کا نکاح بنا اجازت اُس کی والدہ کسی شخص پیر کے ساتھ اپنی اجازت سے کر دیا، اب عمرو اپنی بھانج سے متقاضی ہے کہ لڑکی کا نکاح ہم نے اپنی اجازت سے کر دیا اور رخصت نہیں کیا اب رخصت کر دو ورنہ عدالت ہوگی۔ اس صورت میں بیوہ پوچھتی ہے کہ علمائے دین مولویان شرع متین کیا فتویٰ دیتے ہیں کہ یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ فتویٰ مکہ مکرمہ دستخط سے مرقن فرمائیں۔

الجواب

نابالغ کی ولایت اُس کے چچا کو ہے (بشرطیکہ کوئی جوان بھائی بھتیجا حاضر نہ ہو) چچا کے ہوتے ماں کو اختیار نہیں اور شوہر کی بیماری سے بھی درست نکاح میں کوئی غل نہیں آتا، پس اگر وہ شخص جس سے عمر و لے اپنی بھتیجی کا نکاح کر دیا اُس کا کفو ہے (یعنی قوم مذہب، پیشہ و غیرہ میں اُس کی بہ نسبت ایسا کم نہیں کہ اُس سے نکاح ہونا اس صغیر کے اولیا کو باعث عار ہو) اور ہر مثل میں فاحش کی بھی نہ کی تو نکاح بے شک صحیح ہو گیا جس رہاں کو کسی طرح اعتراض نہیں پہنچتا، ہاں لڑکی جوان ہو کر اگر خود ناراضی ظاہر کرے تو حاکم شرع کے حضور ناشی ہو کر فریاد کر سکتی ہے، اور اگر وہ مسخ ہو جائے یا چچا کو ہر مثل میں ناقص لے لے مثلاً ہر مثل تنہا روپے کا تھا اس نے پچاس روپے باندھے تو یہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں۔

فی الذی المختار ان کان العز وج غیر الاب
واسیہ ولو الامہ لا یصح النکاح من غیر
کفو او بطن فاحش اصلاً وان کان من کفو
وبہر المثل صحیح ولصغیر وصغیرۃ خییار
المسخر بالبلوغ او العلم بالنکاح بعد ذلک
محتصراً - واللہ تعالیٰ اعلم۔

در مختار میں ہے اگر نکاح دینے والا باپ اور دادا کا
خیر برخواہ وہ ماں جو غیر کفو یا ہر مثل صریح کم ہو تو
نکاح بالکل صحیح نہ ہوگا اور کفو بعد ہر مثل ہو تو صحیح ہوگا
اور نابالغ لڑکے یا لڑکی کو بلوغ پر فسخ کا اختیار ہوگا
یا اگر ان کو بلوغ کے بعد علم ہوا ہو تو اس وقت بھی فسخ
کا اختیار ہوگا اور مختصراً - واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۲۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ زید نابالغ کا نکاح بہ اجازت ہندہ اُس کی پھوپھی کے محمودہ بالغہ کے ساتھ ہو، وقت نکاح عمر زید کی چودہ سال کی اور عمر محمودہ کی سولہ سال کی تھی۔ زید نکاح سے چار مہینے بعد فوت

ہو گیا، آیا یہ نکاح صحیح اور دین مہر محمود کا واجب الادا ہے یا نہیں؟ اور ہے تو کس قدر؟ اور زید و محمود دونوں
سنتی المذہب ہیں یا بخلاف کتاب جواب تحریر فرمایا جائے۔

الجواب

بیان سائل سے معلوم ہوا کہ زید کا ایک جوان بھائی موجود ہے پس صورت مذکورہ میں اوقات اس قدر معلوم
ہو جانا ضروری ہے کہ شرعی بلوغ کا دار مدار جو اسی عمری پر نہیں رکھی گئی جب تک آدمی اتنے سال کا نہ ہو بلوغ
نہ کیا جائے گا اگرچہ تمام آثار جوانی واضح و آشکار ہوں عالم میں کوئی عالم اس کا قائل نہیں بلکہ حقیقتہً لڑکوں میں
مدار کا ازالہ و احتدام اور لڑکیوں میں حیض و غیرہ پر ہے، اس لئے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ لڑکا کم سے کم
بارہ برس اور لڑکی نو برس میں بالغ ہو سکتی ہے، ہاں جب یہ امور ظاہر نہ ہوں تو اس وقت عمر پر فیصلہ کیا گیا۔

فی الدلائل المختارہ بلوغ العلامہ بالاحتلام و
لأجل والائصال والاصل هو الاشارة
والجاسیة بالاحتلام والحیض و الحسن
فان لم یوجد فیہما شئ فحق یتم کل منہما
خمس عشرة سنة بہ یعتق بقدر عدل
نومات و ادنی مدته لہ اثنا عشرة سنة
ولہا تسع سنین هو المختار آہ ملخص۔

در مختار میں ہے لڑکے کا بلوغ احتلام، ازالہ اور بیوی
کو حاملہ کرنے سے ثابت ہوگا جبکہ ازالہ اصل ثبوت
ہے۔ اور لڑکی کا بلوغ احتلام، حیض اور حمل سے ثابت
ہوگا۔ اگر ان علامات میں سے کوئی چیز وہ نون میں پائی جائے
تو پچھروں کی عمر پندرہ سال تک ہونا ان کا بلوغ ہوگا۔
اس پر بھی فتویٰ دیا جائے گا کیونکہ ہمارے مذہب کو
کی عمریں کم ہوتی ہیں، اور لڑکے کے لئے کم، کم بلوغ

بارہ سال اور لڑکی کے لئے کم از کم نو سال ہے، یہی مختار قول ہے، اور، مختصراً۔ (ت)

پس ممکن کہ زید چہارہ سالہ وقت نکاح بالغ ہو جب تو صحت نکاح و وجوب تمامی مہر میں کچھ نزاع ہی نہیں
اسی طرح اگر بالغ تھا اور نکاح باجائز متبرادر واقع ہوا یا اس وقت معمولی اجازت صرف چھوٹی سے لی گئی ہو
اور بھائی نے بھی یا کسی اور وقت صراحتاً خواہ دلائل اس نکاح کو جائز رکھا اور پسند کیا یا یہ بھی نہ ہو مگر پندرہ
بہت بعد زید بالغ ہو گیا اور خود اس نے نکاح جائز رکھا، ان سب صورتوں میں نکاح بھی نافذ اور مہر بھی
کامل واجب۔

فی البدایہ المختارہ للولی الاقربیا منہ
النکاح الصغیر والصغیرۃ جبلاً آہ،

در مختار میں ہے کہ ولی کو اختیار ہے، میں ہر سیاق
آگے آرہا ہے کہ نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح اپنی

وفي تنوير الابصار الولي في النكاح العصبية
يتنفسه اء وفي المدار المختار لوتن وبع الا بعد
حال قيام الا قرب توقف على اجازته اء
وفي الخلية نفذ باجازه العصبية بعد
نوعه اء وفي المدار المختار المهر يتأكد
معد وطء او غلوة صحت صحت الزوج لو
موت احد هما اء۔

مرضی سے کوئے اء ، اور تنویر الابصار میں ہے کہ
نکاح میں عصب بنصبہ ولی ہوتا ہے اء اور درخت ر
میں ہے اء اگر ولی اقرب کی موجودگی میں ولی البعد نے
نکاح کر دیا تو اقرب کی اجازت پر موقوف ہو گا اء
اور عانی میں ہے کہ بچے کے بالغ ہو کر اجازت دینے
سے نکاح نافذ ہو جائے گا اء ، اور درخت ر میں ہے
کہ ولی ، خلوت صحیحہ اور خاوندہ چری میں سے کسی ایک
کے فوت ہو جانے سے مہر لازم ہو جاتا ہے اء (ت)

ہاں اگر ان امر میں سے کچھ نہ واقع ہو یعنی نہ رید بالغ تھا نہ نکاح بر تجویز ولی واقع ہوا ، نہ ولی نے
کسی وقت صریح یا دلالت اس کی اجازت دی ، نہ رید خود دلائق جازت ہوا یہاں تک کہ مرگے تو بے شک
نکاح باطل ہو گیا ،

لان الموقوف يبطل بالموت قبل الاجازة کیونکہ موقوف نکاح ، اجازت سے قبل موت سے
کمالا یخفی علی احد باطل ہو جاتا ہے ، جیسا کہ سب پر واضح ہے (ت)

اور جلسہ نکاح میں ولی کا مجرد تمسک بیٹھا رہنا اجازت و پسندی پر یقین نہیں دلا سکتا بلکہ اس کا کوئی
فعل ایسا ہونا چاہئے جس سے رضامندی سمجھی جائے ، مثلاً دامن کو ڈونگائی دینا یا ڈولہ کی سلامی کے روپے لینا یا
مبارک بادینا دینا ،

وغير ذلك مما يدل على الرضا وفي رد المحتار
تقدیر ان الباعة لو زوجت نفس غير كفو
فلو لا الاعتراض ما لم يرخص صريحاً او دلالة
لقبض المهر ومحوه فمء يجعلوا سكوتہ
ان کے علاوہ دیگر امور جو رضا کی دلیل ہو سکتے ہیں ، اور
رد المحتار میں ہے کہ پٹھ گزر چکا ہے کہ اگر بالغہ (راکی
نے اپنا نکاح خود غیر کفو میں کر لیا اور ولی مراحتہ یا دلالت
رضامندی ظاہر نہ کرے مثلاً مہر وصول کرنا وغیرہ عمل

۱۹۳/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب الولی	سکھ در مختار شرح تنویر الابصار
۱۹۴/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب الولی	سکھ الدر المختار
۵۷/۱	نوٹکشر رکمنہ	فصل فی شرائط النکاح	سکھ فتاویٰ قاضی خاں
۱۹۷/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب المہر	سکھ الدر المختار

اجازۃ والظاهر ان سکوتہ هنا کذا لک
فلا يكون سکوتہ اجازۃ لنکاح الا بعد
ان کان حاضر فی مجلس العقد مالم یوض
صریحا ودلالة تامل
قر نہیں پاسے گا اگر سپہ یہ اقرب مجلس نکاح میں موجود ہو جب تک صریحا یا دلالت رضا مندی ظاہر نہ کر دے غور کرو۔
اور اس صورت میں صریحی لازم نہ آئے گا،

ان النکاح باطل والباطل معدوم والمعدوم
لا یقید۔
کیونکہ یہ نکاح باطل ہے اور باطل کا معدوم ہوتا ہے
اذا معدوم چیز مفید نہیں۔ (ت)

البتہ اگر ایسی صورت میں یہ ثابت ہو کہ زید نابالغ نے بعد اس مقد غیر نافذ کے محروہ سے بالجبر قربت کی اور محروہ
اُس وقت حقیقتہً عالتہ بجرہ اضطرار میں تھی نہ وہ حالت جو ابتداء پر جو بشرم و حجاب طہرۃ انکار اسکار کی باعث
ہوتی ہے بلکہ وہ حالت جو زین عفیہ کو مرد اضنی کے ساتھ ہوتی ہے تو اس تقدیر پر ہندہ کا صہر مشل ذمہ زید لازم
ہونا چاہئے،

وذلك لان السقوط قبل الاجراء یسقط
بل ولا السقوط صرح به في احكام
المخدوع من باب المهر من مرد المحتار
عن النهر عن النهایة وقد تبين بالموت
انها لو تكن شریعة ولا احد للشبهة و
للمصی فیجب العقد الا ان تكون
مطاعة فلا یوجب لعدم العائدة او لو لم
لرجع به المولی علیها لانها مکفوعة وقد وقع
ما وقع بامرھا لکوب طائفة کما فی رد المحتار
من الشر نسلا عن العتق - و الله

یہ باتل لئے کہ اجازت سے قبل موقوف نکاح میں طلی
حلال نہیں بلکہ اس کو دیکھنا بھی حلال نہیں جب کہ
صہر کے باب میں غلطی کے احکام میں رد المحتار نے
تہر سے انھوں نے نہایہ سے نقل کیا ہے اور اجازت
سے قبل موت سے ظاہر ہو گیا کہ یہ اس کی بیوی نہ تھی
اگر قبل از اجازت ولی اقرب ولی یا غلط ہو جائے
تو حلال نہ ہونے کے بعد زنا کی مد نہ ہوگی کیونکہ تقدیم شہرہ
نیز لڑا کا نابالغ ہے، تاہم عقربینی جو زاہر چہ واجب
ہو جائے گا بشرطیکہ لڑکی کی حائض بری علی نہ ہو جو
ورنہ عقرو واجب نہ ہوگا کیونکہ اس میں خاتمہ نہیں ہے،

۳۱۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	رد المحتار
۳۲۱/۲	"	باب المهر	"

تعالیٰ اعلم۔ اس لئے کہ اگر واجب قرار دیا جائے تو راکے کا ولی راکے سے تعرض کرے گا۔ کیونکہ جو واقعہ ہوا ہے وہ راکے کی مرضی اور کہنے سے ہوا اس لئے کہ راکے کا بیخ ہے جس کی خواہش پر یہ کچھ ہوا ہے جیسا کہ رد المحتار میں شریانی سے اور اس نسخے سے نقل کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (د) مسئلہ ۲۶۹ از کلکتہ دھرم تلاء اسٹریٹ نمبر ۱۰۲ مرسلہ حافظ عزیز الرحمن صاحب ۱۹ یقعدہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک راکے کا نالغہ کا نکاح بسبب نہ رہنے باپ دادا کے اُس کے داموں نے اپنی ولایت سے کر دیا تھا اب بحالت بلوغ راکے نے اُس نکاح کو منظور نہ کیا اور بعدین حاجت بلوغ دو چار آدمیوں کو بل کر اظہار کیا کہ میں اس وقت باغ ہوئی اپنے ولی کے نکاح کو نا منظور کر کے فسخ کیا آپ لوگ اس امر کے شاہد رہیں اور اس فسخ کی خبر اس کے نانک کو ہوئی اور دین جہر بھی معاف کر دیتی ہے، تاہم معذرتی نہیں کرتا، قریب سال کے گزرا اور دوبارہ مسئلہ فسخ در مختار وغیرہ میں ہے کہ فسخ کی خبر قاضی کو کرے، قاضی تفریق کر دے، اور اس سلطنت انگریزی میں قضایا نہیں حکم قضایا حکام ہائی کورٹ کے متعلق ہے اور ہائی کورٹ میں خبر کے واسطے وکیل اور بیرسٹر مبلغ ایک ہزار طلب کرتے ہیں اور راکے مذکورہ نان لغہ کو محتاج اور عام شہادہ رکھتی ہے، خوف شیعہ کی غالب ہے، پس ایسی صورت میں کیا کرے؟ بیان فرمائیے۔ بینوا توجروا

الجواب

فی الواقع اُس فسخ کے لئے قصاصے قاضی شرط ہے کما فی امداد المحتار (جیسا کہ در مختار میں ہے) اور عارضی شوہر وقت تمیزی بھی ضرور،

رد المحتار میں ہے جب تک خاوند عارضہ ہرقاضی	فی رد المحتار النہج لوکاں غائبہ لویفرق
تفریق نہ کرے، ورنہ اس کی غیر موجودگی میں تفریق	بینہما ما لم یحصل و ہر القضا علی
قضاء علی الغیب ہوگی، نہر۔ میں کہتا ہوں استروحتی	الغائب لہر قلت و ہر صرح الاستروحتی
سے اپنی جامع میں یہی تصریح کی ہے۔ (د)۔	فی جامعہ۔

اور ہائی کورٹ وغیرہ انگریزی کچھ باریں دار القضا شرعی نہیں، نہ وہ حکام حکام و قضاة شرع، تو ایسے مسائل میں اُن کی طرف رجوع اگر آسان بھی ہو تو اصلاً مفید نہیں کہ ان کے فسخ کئے یہ نکاح فسخ نہ ہوگا اور عورت بدستور زوجہ شوہر رہے گی بلکہ وہاں جو عالم فقہی سنی تمام اہل شہر سے علم فقہ میں زائد ہو اس قسم کے خاص دینی کاموں میں اُس کی طرف رجوع لازم ہے، اور اگر وہاں یہ بھی نہ ہو تو چارہ کار یہ ہے کہ نہ شوہر

اس معاملہ کو نچایت پر رکھیں، مسلمان بیچ بعد ثبوت بموجہ شوہر تفریق کرنے نکاح فسخ ہو جائے گا،
 فان از حکمہ کالغاضی فی کل مایس بحسد و حکم یعنی ثالث، قصاص، حد اور عاقلہ پر دیت کے
 لا قود ولا دیتہ علی عاقلہ کما نصوا علیہ۔ سو باقی امور میں قاضی کی طرح ہے، جیسا کہ فقہاء
 نے اس پر نص کی ہے۔ (د ت)

اور اگر شوہر نچایت پر راضی نہ ہو تو عورت کسی اسلامی ریاست کے شہر میں جائے جس طرح یہاں ریاست
 رآم پور وغیرہ اور وہاں قاضی شریع کے حضور جس کی قضا کو نزاع والی ملک مسلمان نے نہ اس شہر والوں سے
 خاص کر دیا ہو نہ سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر حکم کے لئے عقیدہ کیا ہو) استفادہ کرے
 وہ بطحا قواعد شرعیہ تفریق کر سکتا ہے، اور اگر شوہر بھی وہاں جاسے پر راضی ہو یا قاضی کی طلبی پر اسے جانا
 ضرور ہو جب تو امر آسان ہے، اب اس قاضی میں صرف اتنی شرط ہوگی کہ والی نے صرف اہل مشہر کے
 ساتھ اس کی قضا کو خاص نہ کر دیا ہو جیسا کہ اکثر یہی ہے کہ تخصیص نہیں کرتے۔

وذلك لما عرف ان القضاء يتخصص بكل ما خص به المقلد حكما في الاشياء و
 براس لئے کہ قضاء کا داروق ضعی کو مقرر کرنے والے کی تخصیص سے خاص ہوتا ہے جیسا کہ اشیاء،
 الدرد و غیرہا و اذا لم یخصص فیس
 و زائد و غیرہ کی تخصیص میں ہر کوہ ہے، اور جب قاضی کا
 البند لم یشتط ان یکون المستد اعیان من دارہ کسی خاص علاقہ سے مخصوص نہ ہو تو دغوی کے فریقین
 اهل البند حکما فی مرد المحتار و غیرہ۔ کا اہل بلد سے ہونا شرط نہیں ہے، جیسا کہ رد المحتار
 واللہ تعالیٰ اعلم۔ وغیرہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (د ت)

مسئلہ ۳۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید و ہندہ کے باہم شادی بولایت پدران عالم نابالغی زوجین
 میں ہوئی، بعد ایک عرصہ کے زید نابینا ہو گیا اور ہنوز وہ دونوں نابالغ ہیں اور پدر ہندہ نے وفات پائی اب
 مادر و علم ہندہ اسے رخصت کرنا نہیں چاہتے اور کہتے ہیں ہم اپنی بیٹی زید کو نہیں دیں گے اس صورت میں ماں کے
 انکار سے اس نکاح میں خلل آیا یا نہیں؟ اور ماں اور چچا کو فسخ کا اختیار حاصل ہے یا نہیں؟ جینو تو جردا

الجواب

صورت مستور میں نکاح مذکور بحالہ باقی ہے اور ام و علم ہندہ بلکہ کسی کے انکار سے اس میں خلل نہیں

آتا نہ انھیں اختیار فسخ حاصل، یہاں تک کہ اگر خود ہندہ بعد بلوغ فسخ نکاح پاس ہے تمام منفسخ نہ ہوگا۔
 فی تنویر لا یصلح منہ ہذا النکاح ولو یقین
 قاضی ان کان الولی اباً او جداً الخ و فی قادی
 قاضی خاں اذا بلغ الصغیر او الصغیرۃ قد
 تزوجہما الاب والجد لا یجوز لہما استہم۔
 واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۱۲ ۲۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا شوہر مر گیا اور دو لڑکی ایک کی عمر تین برس کی اور ایک کی چھ برس کی، چھ برس کی لڑکی کو اس کی چھوٹی چوری سے لے گئی اپنے گھر کو، جب ہندہ کو معلوم ہوا تو وہ اس گھر میں رہی کہ جب موقع پادے اپنی لڑکی کو لے آئے، اور اپنے عزیزوں سے بھی کہہ رکھی کہ جب موقع ملے تو میری لڑکی کو میرے پاس لے آؤ، حسب اتفاق وہ لڑکی ہندہ کی کسی دکان پر گوشت لے رہی تھی اور ہندہ کا بھابھا اُس طرف سے آ رہا تھا اسے گودی میں اٹھا لیا اور ہندہ کو مٹ دیا۔ حسب ذیل لڑکی ہندہ کے پاس آ گئی تو چھ سات روز بعد اس کی چھوٹی آئی اور ہندہ سے کہا میں نے اس کا نکاح اپنے لڑکے کے ساتھ کر دیا ہے اب اس کو بھیج دو، ہندہ نے کہا میں ماں تھی میری بھابھا جارت تم نے کیوں نکاح کیا میں اس لڑکی کو نہیں ڈوں گی اور اس کے نکاح کا مجھے اختیار ہے، اور وہ لڑکی ایک برس اپنی چھوٹی کے رہی اور چھ برس کی عمر میں گئی تھی اور اس کو ماں کے پاس آئے ہوئے چار پانچ برس کا حصہ ہوا اس حساب سے اب گیارہ بارہ برس کی عمر ہے تو اس صورت میں وہ نکاح حاسد رہا یا قائم رہا، اور ہندہ اس کا اور بچہ نکاح کرنا چاہتی ہے، آیا بموجب شرع شریف کے کر سکتی ہے یا نہیں؟ بیٹا تو مرد۔

الجواب

اگر ان لڑکیوں کا کوئی جہان بھائی، بھتیجا، چچا، چچا کا بیٹا، چوتا غرض دادا پردادا کی اولاد سے کوئی عاقل بالغ مرد نہ تھا تو ان کے نکاح کی ولایت ان کی ماں ہی کو تھی چھوٹی کو ماں کے ہوتے کچھ اختیار نہ تھا جو نکاح چھوٹی نے بے اجازت ماں کے کیا جبکہ ماں نے اسے روک دیا کہ تم نے کیوں کیا میں اس کو نہ دوں گی

اس کا مجھے اختیار ہے نہ نکاح باطل ہو گیا اب بندہ کو اختیار ہے جہاں مناسب دیکھے لڑکی کا نکاح کر دے۔
 فی الدماء المستحسان ان لو یکن عصبیۃ فاولایۃ اور مختار میں ہے اگر کوئی عصبیہ ہو تو پھر ولایت مال
 لا یرفع واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ
 المرجع والمآب۔
 والمآب (ت)

مسئلہ ۳۳۱ از شہر اعظم گڑھ مرسلہ عنایت افغان صاحب ۱۴ محرم الحرام ۱۳۱۲ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کو مسأۃ محرمہ کا نکاح عامہ ایک شخص ہم کفو کے ساتھ
 مندرجہ ذیل صورت میں جو اسے عیون پر محرمہ کو یہ نکاح عہد کے ساتھ کرنا منظور نہیں تھا مگر مادہ محرمہ و نیز تمام
 خاندان کو بہر صورت منظور تھا اس لئے یہ نکاح بہر ترکیب مادہ محرمہ و دیگر برہان خاندان بغیبت پر محرمہ کے جبکہ
 وہ اپنے علاقہ پر بہر فاصلہ بارہ تیرہ کوس کے تھا باطلان عام مستحق کیا گیا، چونکہ محرمہ عاقلہ بالغہ تھی اس لئے ایک روز
 قبل از انعقاد نکاح اس کی ہم عمر ایک کتھڑا لڑکی واسطے استعراج محرمہ کے بھیجی گئی، اُس سے محرمہ نے کہا کہ
 یہ نکاح مجھ کو بدل منظور ہے، یہ بھی کہا کہ اس میں یہ غریبی ہے کہ میں تم اور نیز تمام اعزہ سے جدا نہ ہوں گی اور ایک
 ہی جگہ رہوں گی، وہ دوسرے روز دفتر کسی کے ہاتھ پر آیا، ایک اکیل، اور جس کو وہ میں محرمہ تھی واسطے دینا
 رضامندی کے گئے، حسب رواج اس ملک کے سوال جواب کر کے واسطے پڑھائے نکاح کے باغ عامہ میں جہاں
 نکاح پڑھانے والا دعوہ اور نیز شہر کے معزز و ممتاز لوگ موجود تھے واپس آئے، واپس آنے پر یہ معلوم ہوا کہ
 وکیل دگواہان نے محض مادہ محرمہ سے رضامندی حاصل کی ہے، اس پر حاضرین کی یہ رائے ہوئی کہ مسأۃ محرمہ
 عاقلہ بالغہ ہے اس سے پوچھنا ضروری امر ہے لہذا پھر وکیل دگواہان گھر میں جاتیں اور خاص محرمہ سے دریافت
 کریں، چنانچہ وکیل دگواہان و نیز چند اعزہ محرمہ کے گھر میں گئے، معلوم ہوا کہ مسأۃ محرمہ نماز صلوٰۃ اتبیین پڑھ رہی ہے۔
 وکیل نے یہ کہہ کر محرمہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو دریافت کیا جائے، تھوڑی دیر کے بعد محرمہ نماز پڑھ چکی، ایک
 گواہ نے محرمہ کو بیاں سلام اور ایک دینے دو نوں سلام پھیرتے دیکھا اور اس جگہ قریب محرمہ کے مادہ محرمہ و
 بہن عامہ بیٹھی ہوئی تھیں، بعد فراغت نماز حسب اسام شرعیہ ایجاب و قبول کے الفاظ محرمہ سے بغرض حصول
 رضامندی کے گئے تو مادہ محرمہ نے حسب رواج اس ملک کے دعوائی رسم شرفائے اس دیر کے کہا کہ ہاں منظور
 ہے اور محرمہ ساکت رہی، مگر وکیل نے کہا کہ محرمہ خود عاقلہ بالغہ ہے اُس کو اپنی زبان سے ایجاب و قبول کے الفاظ
 کا اعادہ کرنا چاہیے، اس بات پر مادہ محرمہ نے و نیز اور لوگوں نے کہا کہ چند دستان میں شریعوں کی کوئی لڑکی

کنواری آج تک کبھی جونی سے کہ یہ بولے گی، بلکہ بالعموم سکوت ملا سبب صامندی ہوتی ہے مگر با اینہم وکیل نے معاہدہ
گواہان کے محرمہ کا نام لے کر نکاحات ایجاب و قبول کو پہنچا کہ محرمہ تم کو منظور ہے، محرمہ اس وقت محض ساکت رہی
اور کچھ سرنگوں ہوئی، اس طرح دوبارہ باہر اور دریافت کیا گیا تو اپنے منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر اور زیادہ غصی، قہر
و غم وکیل نے اسی طرح تقریر کی، محرمہ کی حالت وہی حالت سکوت و خاموشی کی رہی، بعد اس کے وکیل گواہان بار
حاضر میں آئے اور حسب اصول شریعہ دستور برقرار رکھا محرمہ کا حاکم کے ساتھ جماعت کثیرہ کے زور و ہرگاہ اور
نکاح مکان محرمہ میں حسب دستور سب اعتراف آئے، باہم مبارک و سلامت ہوئی اور رسوم شریعت نوشی کی عمل
آئی جس پر مادر و بہن و نانی محرمہ نے شادمانی کا اظہار کیا اور یہ واقعہ قبل از غائب ہونے تھا اور شب میں آٹھ بجے
والد محرمہ کا علاقہ سے مکان پر آگیا اور اس نے ایک شور و غل برپا کیا جس کو تمام اعتراف کو بجا کر یہ کہا کہ یہ نکاح درست
نہیں ہوا اور کہنے لگا کہ مادر محرمہ یہ کہتی ہے کہ محرمہ کو یہ نکاح منظور نہ تھا اور وقت احادیث نکاح بھر غصہ
رضاء نہی کے محرمہ نماز میں تھی اور جب وہ سجدہ سو میں جانے لگی تو حاکم نے اس کا سر پڑ لیا، آپ رنگ چلیں اور
میں رافت کر لیں، اعتراف گھر میں آئے، ان کے زور و پور محرمہ نے مادر محرمہ سے یہ پوچھا کہ آیا محرمہ کو یہ وقت منظور
ہے یا نہیں، وہ نماز میں تھی یا نہیں، بواب اس کے مادر محرمہ نے یہ کہا کہ محرمہ سے یہ کہا کہ محرمہ کو منظور ہے اور سجدہ سو
کی بات مادر محرمہ نے کہا کہ میں نے سب سے پہلے حاکم سے یہ کہا کہ محرمہ سے یہ کہنا کہ محرمہ کو منظور ہے اور سجدہ سو کی نسبت
پوچھنا یا محرمہ کا انکار ہی کرتی رہی اگرچہ بیان والد محرمہ کا بالکل خلاف واقعہ تھا اور صریح ہے اصل قصہ
و پھر تک والد محرمہ اس امر پر غور کرنا کہ بوجہ مشغولی نماز کے یہ نکاح نہیں ہوا، جب یہ امر ہے اصل کسی طرح سے
ثابت نہ ہوا کہ وقت نکاح کے محرمہ نماز میں تھی تو اس نے بعد و پھر کے اس کو جنت کر کے یہ خواہش ظاہر کی کہ علیحدہ
ہو جائے، جس علیحدگی کا مطلب یہ تھا کہ طلاق ہو جائے، حاکم اور اعتراف نے اس علیحدگی کو منظور نہیں کیا اگرچہ
حصر تک والد محرمہ کا اس پر اصرار تھا، محرمہ خواہہ ہے اس حصر پر محرمہ نے ایک رقم و تحلی اپنے والد کو لکھا
کہ مجھے آپ کی خوشی منظور ہے مجھے سوائے نماز و روزہ کے اور کوئی چیز نہیں چاہئے مگر لفظ طلاق کا ہرگز در بیان
میں نہ آئے پٹنے اور انہی الفاظ کا احادیث محرمہ نے اپنی چند ہم عمروں سے بھی کیا، صورت استمرار ماقبل نکاح و
سکوت بوقت نکاح و تحریر رقم بعد نکاح و اظہار خیال از ہم قرآن سے منظوری و رضامندی محرمہ کی اس نکاح کی
قبیلت بخوبی ثابت ہے اور اس وقت تک یہ نکاح محرمہ کو منظور ہے، چونکہ یہ نکاح باپ محرمہ کی غیبت میں
رضامندی محرمہ مادر محرمہ و نیز تمام خاندان فریقین پر اسے تو ایسی صورت میں یہ نکاح از رو سے قطع جائز ہوا
نہیں، چنانچہ انقلاب و عروہ و بالشراب۔

الجواب

صورت مستفسر میں اگر عائد محمودہ کا کنوشرعی ہے یعنی اس کے نسب و ذہب و روش و پیشہ وغیرہ میں کوئی بات ایسی نہیں کہ اس سے نکاح ہونا ادنیائے محمودہ کے لئے باعث شگ و عار ہو تو نکاح مذکور منعقد ہو جانے میں اصلاً شبہ نہیں اگرچہ وہ وقت طلب اجازت نماز ہی پر ممتنع ہو بلکہ اگرچہ اس سے اصلاً اجازت نہ ملے گی مگر وادہ محمودہ کا ادعا کہ نکاح نہ ہو اعمض باطل و بے معنی ہے عقد بے اجازت غایت یہ کہ عقد فضولی ہو پھر عقد فضولی صحیح و منعقد ہوتا اور اجازت صاحب اجازت پر اس کا نفاذ موقوف رہتا ہے نہ کہ اصلاً باطل ٹھہرے

فی لدر المحاضر الفضولی من يتصرف في حق غيره بغیر اذن شرعی کل تصرف صمد رمنه تعلیکات کات کیسیم و تزویج او اسقاطا کضلاق و عتاق وله من یقدر علی اجزائه حال وقوعه لعقد موقوفاً

در مختار میں ہے فضولی وہ ہوتا ہے جو شرعی اجازت کے بغیر، غیر کے حق میں خود بخود تصرف کرے، فضولی کا کوئی تصرف خواہ مالک بنانے کے لئے جو حبس کی بیع و نکاح یا ملکیت کو ساقط کرنے کے لئے ہو، حبس کی طلاق و عتاق، تو اس کے تصرف کے وقت اگر کوئی اس کو چارہ کرنے والا ہو تو فضولی کا یہ تصرف موقوف ہوگا۔ (ت)

نظر بواقع مذکور سوال عقد محمودہ یہاں ہی واقع ہوا، نکاح سے ایک دن پہلے مرد لڑکی سے جو گھٹنگو آئی اور محمودہ نے پسند ظاہر کی وہ صحت رائے تھی نہ کسی شخص کو نکاح کرنے کی تکمیل وقت نزدیک اذن لینے پر جو سکوت محمودہ نے کیا وہ بھی تکمیل کے لئے ناکافی تھا کہ ولی اقرب یعنی پدر چندی کو اس پر تھا احد اذن لینے والا جب نہ خود ولی اقرب ہو نہ اس کا وکیل نہ اس کا رسول تو وہ مشیزہ کا سکوت بھی معتبر نہیں اذن صاف درکار ہے۔

فی تنویر الابصار والدی ما لہ اختیار و رد المحتار میں ہے اگر لڑکی سے نکاح کی اجازت چاہئے والا اول اقرب کا غیر مثلاً اجنبی یعنی غیر ولی ہو یا ولی ابعد ہو مثلاً والد کی زوجہ کی بیٹی بھائی، جبکہ والد لے سفر پر نہ ہو (جیسا کہ تائید میں ہے) تو لڑکی کی اجازت کے لئے اس کا سکوت معتبر نہ ہوگا بلکہ اس موقع پر اس کا برداشت تیر عورت کی طرح ضروری ہے یا کوئی ایسا فعل ضروری ہے جو بولنے کے قائم مقام

ان استاذہا غیر لا قریب کا جعفی (المراد بہ صحت لیس لہ ولایۃ لکن رسول الولی قد تم مقامہ فیکون مکوتھا رضا عند استیذانہ کہما فی الفتح والوکیل کذلک کہما فی البحر صحت التقیۃ) او ولی بعید (کلا معہم الا ب اذالہ یکن الاب غائباً

غیبة مقطوعة کما فی (لحایة) فلا عبدة
 لسکوتہ بل لا بد من القول بالثیب
 الباعة او ما هو فی معناه من فعل
 یدل علی الرضا۔
 رضا پر دلالت کر کے، لیکن ولی اقرب کا قاصد یا
 وکیل ہو تو وہ ولی کے قائم مقام ہوتا ہے لہذا ان کے
 اجازت طلب کرنے پر (وکیل کی خاموشی کو رضاستدار
 دیا جائے گا، جیسا کہ فتح میں ہے، اور وکیل کے بارے
 میں فقیر سے منقول ہے (ت)

معتمد اسم اکثر دیا رہندہ یوں ہے کہ وکالت و اذن زید کے نام لیتے ہیں اور پڑھانے والا غرو ہوتا ہے
 یوں ہا و صفت اذن صریح بھی عقد عقد فضولی رہتا ہے کہ جسے اذن تھا اس نے نہ پڑھایا،
 فی ساد المعاصر عن الرجح عن الحموی عن
 کلامہ محمد فی الاصل ان مباشرۃ
 وکیل الوکیل بحضور وکیل فی استحکام
 لا تكون کما بشرۃ الوکیل بنفسه بخلافه فی
 البیہم آہ و فی وكالة عن العیون عن
 الولی لجمیة هو الصحیۃ
 رد المحتار نے رگبی اور انہوں نے قوی کے واسطے
 امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا مبسوط میں بیان کردہ کلام
 نقل کیا ہے کہ وکیل کا وکیل، نکاح کے معاملہ میں اصل
 وکیل کی موجودگی میں، وکیل والا حکم نہیں پاتا، بیع کا
 معاملہ اس کے خلاف ہے، اور غزالیوں کے
 باب وکالت میں وراجمہ سے ہے کہ یہی صحیح ہے۔

بہر حال یہ نکاح نکاح فضولی ہوا اور اجازت محمدہ پر موقوف رہا، اب بعد نکاح محمدہ کا رقعہ اگرچہ بغیر بعض
 ترقیات علیہ کہ عوام خضرنا عورات کی بات اُن پر محمول ہوئی مستبعد و نامقبول مدارک فقیر ہے رد و اجازت کا
 قطعی فیصلہ نہ کرے تاہم شک نہیں کہ اس سے ظاہر و متبادر یہی ہے کہ محمدہ نے اس نکاح کو جائز رکھا اگرچہ
 رضا کے پدر کے لئے شوہر سے علیحدہ اور عمر بھر نماز روزے سے پر قانع رہنا قبول کرتی ہے مگر طلاق پر ہرگز راضی نہیں اور
 طلاق یا آنکہ مزیل نکاح ہے خود ہی بدلت نکاح چاہتی ہے ذکر اس کی تا پسندی کہ بقائے نکاح کی رضا مندی
 ہے اور اسی قدر نفاذ نکاح موقوف کے لئے کافی ہے،

فمن ادرا الخیار من قوله او ما هو فی معناه
 من فعل یدل علی الرضا۔
 رد مختار میں اس کے قول اور جو فعل رضا پر
 دلالت کرنے میں کلام جیسا ہوگی وہ ہے۔ (ت)

رد المحتار حاشیہ و مختار شرح تنویر ابصار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۱/۲
 ۳۰۰/۲
 ۱۱/۴
 ۱۹۲/۱
 کتاب الوکالت
 إدارة القرآن کراچی
 مطبع مجتبیٰ دہلی
 باب الولی

پس صورت مستفسرہ میں بشرط کفارت مذکورہ نکاح محمودہ جائز و تام و نافذ و لازم ہے جس پر پدر
وغیرہ کسی کو حق اعتراض نہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳۳ از مجموعہ پوری مصلح تراویح یعنی تالی ۲۰ صفر ۱۳۱۴ھ

کیا دیتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نابالغہ کا نکاح خالد نابالغ سے ہو، ہندہ اس
وقت نو برس کی تھی، ہندہ کا باپ، بھائی، چچا وغیرہ کوئی ولی سراہاں کے نہیں، یہ نکاح ماں کی رضا مندی سے
ہوا مگر اذن ہندہ نابالغہ سے لیا اور خالد کا نکاح اس کے باپ نے کیا مگر قبولی خود خالد سے کرایا گیا، بعد نکاح
ہندہ نے خالد کے یہاں جانا نہ چاہا، اس بنا پر اس کے ماموں نے روک رکھا مگر پیشکار کی تنبیہ سے جو یہاں
دیہات میں مثل حاکم سمجھا جاتا ہے، ہندہ پندرہ برس یا اس سے کم کی عمر میں رخصت ہو کر خالد کے یہاں گئی اور پھر برس
دوہیں رہی، وقت نکاح ہندہ و خالد دونوں نابالغ تھے والد تھے نہ تو بالغ تھے نہ نابالغ تھے۔ ہندہ پندرہ برس کی
عمر میں بالغ ہوئی، اب پھر اس نے اپنی ناراضی یا ہر کی اور دوسری جگہ اپنا نکاح کیا چاہتی ہے اس صورت میں
یہ اختیار اسے ہے یا نہیں، ہندہ کا بیان ہے کہ آج تک بمبستری نہ ہوئی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہاں کے لوگ
بوجہ نقصان آپ و ہوا کے ضعیف و کمزور بہت لگتے ہیں بیوقوف و احمق۔

الجواب

سائل منظر کہ خالد ہندہ کا نسب و مذہب وغیرہا میں ہر طرح کفو ہے اور مہر اس کے یہاں کے رواج
سے زیادہ باندھا گیا لہذا نکاح صحیح ہو گیا، ہاں اس وجہ سے کہ ہندہ کا نکاح کرنے والا اس کا باپ و دادا نہیں
ہندہ کو بالغ ہوتے ہی فوراً اور اختیار فسخ تھا اگر اس نے جیسے آتے ہی مفاداً راضی اور فسخ کی طلب گاری
نہا ہر کی تو نکاح فسخ کیا جائے گا۔ اور اگر ذرا بھی دیر کی تو اب نکاح لازم ہو گیا کہ ہرگز فسخ نہیں ہو سکتا۔

فی الدرر لمحتاس ان کان المرد و زوج عین الاب
وابیہ و لوالہ لا یصح النکاح من غیر کفو
اولعین فاحش اصلوا ان من کفو و بمہر
المثل مہم ولہا خیام لفسخ یا بلوغ و
بطل خیام اسکر یا سکوت اہ ملقطا۔
اور مختار میں ہے جب نکاح کر کے دینے وال باپ و دادا
کا غیر ہو تو اگرچہ وہ ماں ہی کیوں نہ ہو، غیر کفو اور نہ تھا
فقیل مہر سے اصل نکاح نہ ہو گا۔ اور اگر کفو اور مثل
سے تو صحیح ہو گا لیکن لڑکے اور لڑکی کو بالغ ہونے
پر فسخ کا اختیار ہو گا۔ اور بارہ بالغہ کی خاموشی اس
فسخ کے اختیار کو ختم کر دے گی اہ معتقدات۔

بہت کمال تحقیق کرنی ضرور ہے کہ مٹا جین آتے ہی عورت کا مطاب فسخ کرنا بہت نا درست ہے۔

جبکہ جاہل ہو۔ اور تقریر سوال سے ظاہر اس کا خلاف ہے اور پیش از بلوغ اظہار ناراضی کوئی چیز نہیں، عورت اگر اس میں غریب کرے گی اور بعد بلوغ ایک درادیر بھی خاموش رہی یا کوئی اور بات کی تھی اور اب یہ ظاہر کرے گی کہ میں نے فوراً جواب مانگتے ہوئے ہی بلا تاخیر سب میں پہنچے یہی لفظ کہتا تھا اور اس بنا پر فسح کا حکم لے کر دوسرے سے نکاح کرے گی تو ہمیشہ ہمیشہ زنا کاری کے دلائل گرفتار رہے گی۔ اتنا اور بھی معلوم رہے کہ مدت کے بعد اس کا یہ دعویٰ کہ میں نے حیض کے آتے ہی فوراً نکاح فسح کر دیا تھا بے گواہان عادل شرعی کے ہرگز قبول نہ ہوگا کما بینہ فی ہذا المجتہد (میں کہ اس کو ردالمتہر میں بیان کیا ہے۔ ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳۳ از انظار گروہ مسئلہ خواجہ عنایت اللہ خاں صاحب ۹ ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں زید نے بواہل کفر ہندو سے تھا ہندو بالغہ یا کرہ کا نکاح بغیبت اس کے باپ کے جو صرف بارہ کس کے فاصلہ پر اپنے علاقہ پر تھا برضا مندی مادر و نانی و بر سکوت و گریہ ہندو اپنے ساتھ بولت و شہادت تین اقربا خاص ہونا ظاہر کیا۔ زید اب کہتا ہے کہ ہندو سے خود اپنی زبان سے حرمت کے ساتھ میرے نکاح کو قبول کیا تھا۔ وکیل گواہان زید حسب بیان زید شہادت دیں، ہندو کہتی ہے میں نے ہرگز نہ زبان سے اقرار نہ کسی طرح منظور کی اپنی ظاہر کی تھی۔ بارضا مندی اپنے باپ کے محکمہ پر نکاح نہ پہلے منظور تھا ذاب ہے، باپ ہندو کا نہ پہلے راضی تھا ذاب راضی ہے، پس ایسا سناؤ جس حد اند و اسوں کیسا اور ہوا یا نہیں؟ اور سوال یہ ہے کہ زید و گواہان زید وکیل کو ترجیح ہے یا کی حرمت، اس کے مقابلہ میں کس کو ترجیح؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ نکاح نہ کرہ بال حسب اظہار ہندو اگر بحالت سکوت و گریہ ہندو بغیبت اس کے باپ کے حسب کیفیت نارضا مندی و فاصلہ مرقوم اس کے ہوا ہو تو ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

تقریر سوال سے واضح کہ یہ نکاح بغیبت پر ہندو بوجہ ناراضی پر ہندو عمل میں آیا ایسی حالت میں ۱۲ کس کا فاصلہ کسی قول پر بغیبت منقطع نہیں ہو سکتا، مسافت قہر نہ ہونا ظاہر، اور یہاں ولی البعد کی تعمیل (بجائیکہ ماں یہاں ولی البعد ہو بھی، اس وجہ سے نہیں کہ ولی اقرب سے مشورہ لینے میں دیر لگے گی اور اتنی دیر میں کفو حاضر ہاتھ سے نکل جائے گا بلکہ اس لئے کہ ولی اقرب کی رائے اپنے زاوہ کے خلاف معلوم ہے اور اس کے خلاف کام کرنا منظور تو ہرگز یہ صورت ناقص و کسیت بولی البعد نہیں والا لیکن فتنہ فی الامم و فساد علی بعض (دور نہ زمین پر فتنہ اور وسیع فساد ہر پا ہوگا۔ ت) ایسا ہو تو شرع مطہر نے جس حکمت سے ترتیب رکھی ہے رائے باطل ہو جائے، ہر ولی البعد سے البعد ہر زن بے عقل و بے خرد کو اختیار حاصل ہو کہ پدر و صربان یا برادر و شفیق ولی قریب کو نہ کس بلکہ گھسے ہر مسجد یا بازار ہی تک جائے اور وہ اس کے خلاف رائے جس سے چاہے نکاح کر دے، یہ مقاصد شرع سے

منزلوں دُور ہے بالجملہ قول آخر میں انتقالِ ولایت جب ہے کہ انتظار کی دیر باعث کفو ہو، نہ یہ کہ وجہ علم ناراضی، قصدِ انتظار نہ کیا جائے۔

فی رد المحتار، مختلف فی حد العیبة واختار المصنف
بما لا یکنون انہا من فة القصور ونبہ فی الہدایة
لبعض المتأخرین والزیلعی لا یشہم قال وعلیہ
الفتویٰ م وقل فی الذحیرة لا یمکن انہ اذا کان
فی موضع لو انتظر حضورہ واستطاع سراسیہ
فات لکفو الدی حضور فالعیبة منقطعة و
الیہ اشار فی کتابہ و فی النہیة واختار
اکثر الثمات م و فی شرح المستقنی عن المحققین
علیہ الفتویٰ م محتصرا، فی الدر المختار و
شجرة الخلاف فیمن اختلف فی المدینة هل
تکون غیبة منقطعة۔

کہ اس پر فتویٰ ہے (مختصراً) اور درمختار میں اس اختلاف کا اثر بیان کیا کہ شہر میں ہی کوئی دل چاہا ہو اور نہ ہو
وہ غیبت منقطع ہوگی یا نہیں۔ (ت)

اور ولی بعد بحالت عدم انتحال ولایت یا کوئی اجنبی کو ولی اقرب کا وکیل و رسول نہ ہو جب بکر بالغ سے
اذن نکاح مانگے تو اس کا سکوت معتبر نہیں بلکہ قول یا غلاً صاف اظہار رضا ضروری ہے، بحال سکوت نکاح فطرلی
ہوگا، اور اجازت عروس پر موقوف رہے گا، اسی طرح اگر غیر ولی اقرب سے بلا اذن بکر بالغ نکاح کر لیا پھر
اسے ضرورتاً اجازتِ حرکیت سے نافذ ہوگا، سکوت کافی نہیں۔

فی الدر المختار، استاذہا الیہ الولی
او وکیلہ او رسولہ و وجہہا
ولیہا و اخبارہا رسولہ او

درمختار میں ہے کہ اگر بالغ سے ولی نے اجازت
طلب کی یا ولی کے قاصد یا وکیل نے اجازت
طلب کی یا ولی نے اس کا نکاح کر دیا اور قاصد نے

وضوئی عدل فکرتے عن سدا مکتبہ اسرار او
ضمکت غیر مستهزیه او تبسمت او بکت بلا صوت
قہو دن فان استادنہا غیر لا قریب کا حنفی
او ولی بعید ولا غیرۃ بسکوت بیل لا بد لہا من
انقول کالشیب البلفۃ او من فعل یدل علی
الہما کطلب مہرہا و نفقتہ و تنکینہا من
الوطی آھ مختصراً ، وفي الہمدیۃ عن جامعہ
المصنعات انت کان لہا ولی اقرب من
المن وج لا یكون السکوت صہا سہا و لہا
المیاس انت شاءت رضیت وان شاءت
سدت یح

یا یعنی عادل شخص نے اس بالذکر نکاح کی اطلاع دی تو وہ
خاموش رہی اور نکاح کو رد نہ کیا ، یا سنجیدگی سے نہیں
پڑی یا آواز کے بغیر رو پڑی تو اجازت قرار پائے گی ،
اور اگر کسی غیر اقرب مثلاً ، حنفی یا ولی بعید کے اجازت
طلب کرنے پر بالغ نے خاموشی اختیار کی تو وہ رضا
معتبر نہ ہوگی ، بلکہ شیبہ بالغ کی طرح صریح قول یا فعل
کرے جو اس کی اجازت واضح کر سکے ، مثلاً اس برقعہ
پر میرا نفقہ کا مطالبہ کر دے یا خادند کو جماع کا
موقعہ دے اور مختصراً ، اور چند یہ میں جامع المغفرات
سے منقول ہے کہ اگر نکاح دینے والے کی نسبت
کوئی اقرب دوسرا ہے تو اس کا سکوت رضا

قرار پائے گا اور اس کو اختیار ہوگا کہ نکاح کو رد کر دے یا رضی ہو کر جائز قرار دے ۔ (دت)

پس صورت مستقیمہ دیکھ کر رد سے اور اجازت کے سکوت و کریمہ ہندہ ظاہر کی اور بعد کو اجازت
بلفظ صریح کا ردی ہوا ، اگر یہ دونوں بیان وقت واحد کی نسبت ہیں مثلاً پہلے کہتا تھا کہ ہندہ سے جب اذن یہ گیا
تو اس نے سکوت و کریمہ کیا اب کہتا ہے صریح اذن دیا تو اگرچہ پھر یہاں بیان سابق کے خلاف اور صاف صورت
تناقض ہے ،

لانه اقرا ولا بعد رجعت العلت له علیہا
ولا مدک حیث لا فذ ولذا لا یحل الوطؤ
فی الموقوف ۔

کیونکہ پہلے راکھ پر اپنے حق نہ ہونے کا اقرار کر چکا ہے
اور جب ملکیت نہ ہوئی تو نکاح کا نفاذ نہ ہوا ، تو
نکاح موقوف رہا جس میں وطی حلال نہیں ہوتی (دت)

مگر یہ تناقض محلی خفا میں ہے کہ زوج وقت استیذان دلہن کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتا اور یہ فعل
خاص دلہن کا ہے جس پر زوج کو اطلاع بذریعہ حکایت ہی ہوتی ہے مگر کہ پہلے کسی نے غلط طور پر صرف سکوت
کریمہ بیان کیا اور اس نے اس کے اعتبار پر یہی ظاہر کیا بعد تحقیق ہوا کہ اذن بالفاظ صریح تھا بلکہ دلہن

سے استیذان میں دیر لگتی ہے، بلکہ جس وقت تاقل اول وہاں موجود تھا سکوت و گریہ ہی کیا ہو اس کے اٹھ جانے کے بعد مثلاً ”ہوں“ کہا زوج کو اول حکایت ہوئی ہی پہنچی تھی، بعد کو دوسری تحقیق ہوئی، ایسا تناقض شرعاً غلو ہے۔
اشباہ میں ہے،

التناقض غیر مقبول الا فيما كانت محصل
الخط ^د
یعنی میں تناقض مقبول نہیں ہے مگر ایسے مقام میں
جہاں غفاء ہو۔ (ت)

غیر العیون میں ہے،

في الهوا كالبدرية قد اعتفرو التناقض في
كثير من المسائل التي يظهر فيها عذر منها
لو قال هذا مرفيع حتى ثم اعترض بالخط، يصدق
ولذلك ان يتزوج بعد ذلك اذ لم يثبت
على قريراء والعذر مدامه مما يخفى عليه
فقد يظهر بعد اقرار امره على خطاء
ان قد احم محققاً
ہو سکتا ہے کہ پہلے نازل کی غلطی پر اقرار و ضمانت کرنے کے بعد اس کی مصیقت معلوم ہوئی اور اپنے اقرار کو غلط پر
یعنی قرار دیا اور مختصراً (ت)

تو اس ضرورت کا حاصل یہ قرار پایا کہ مرد نکاح نافذ کا دعویٰ کرتا ہے اور عورت انکار، اور اگر یہ بیان دو وقت
مختلف کی نسبت ہیں یعنی سکوت و گریہ استیذان پیش از نکاح یا جوڑا خبر نکاح کے وقت بیان کیا تھا، اور اب
دہمی ہے کہ اس کے بعد دھن نے بلفظ صریح نکاح جائز کر دیا تو یہ رد و اجابت نکاح موقوف میں اختلاف
زومین کی صورت ہے، بہر حال صورت مسئلہ میں اگر ہمارے شوہر شہادت عادلہ کا قید نہ ہو تو قول عورت کا قسم
کے ساتھ معتبر ہے، اگر قسم کھائے گی نکاح باطل ٹھہرے گا اور جبکہ دعویٰ شوہر اجازت بالفاظ صریح ہے تو بہانہ
ہر صورت میں بینہ شوہر ہی کو ترجیح ہے، اگر گواہان عادلہ شرعی سے اپنا دعویٰ ثابت کر دے گا نکاح ثابت
نافذ قرار پائے گا، یونہی بحالت عدم گواہان اگر دھن قسم کھانے سے انکار کرے گی دعویٰ شوہر ثابت ہو جائیگا

یہ سب حکم قضا ہے، رد و ارجح کا حال، وہ رب العزت کے علم میں ہے اور دونوں اہل معادہ اور ان کے شرکار واقعہ جو چھوٹا ہو گا عند اللہ عز و جل الیم شریک کا سزاوار ہو گا، والعیاذ باللہ تعالیٰ،

درمقدم میں ہے: خاوند نے باکرہ بالغہ کو کہا کہ تو نکاح کی اطلاع پر خاموش رہی، لڑکی نے جواب میں کہا میں خاموش نہ رہی بلکہ میں نے نکاح رد کر دیا تھا جبکہ دونوں کے پاس گواہیں اور نہ ہی لڑکی نے ابھی تک خاوند کو جماع کا موقع دیا، تو اس صورت میں لڑکی کی بات قسم کے ساتھ قبول کر ل جائے گی، یہ مفتی بر قول کے مطابق ہے، اور اگر خاوند نے گواہوں کے ذریعہ لڑکی کی خاموشی پیش کی اور لڑکی کے گواہ نہیں تو اس صورت میں سکوت پر گواہی قبول کر لی جائے گی کیونکہ سکوت وجودی امر ہے، اور اگر دونوں نے اپنے اپنے وقت پر گواہ پیش کر دئے تو لڑکی کے گواہوں کو ترجیح ہوگی، یاں اگر خاوند نے سکوت پر گواہی کے بجائے لڑکی کی رضایا اجازت پر گواہی پیش کی ہو تو پھر خاوند کی طرف سے شہادت کو ترجیح ہوگی۔ قلت (میں کہتا ہوں) مسئلہ کی صورت یہ ہے کہ نکاح ولی اقرب نے کرایا ہو، تو خاوند کا کہنا کہ "تو خاموش رہی" کا مطلب یہ ہے کہ تو نے اجازت دی تھی، اور مصنف کا قول کہ رضا یا اجازت پر گواہ پیش کیے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خاوند سر کیا اجازت کا مدعی ہو، جیسا کہ رد مختار میں بیان کیا ہے، ہم یہاں رد المختار کے کلام کا کچھ حصہ

فی الدسار المحتار قال الروح لم یکر الی الفیہ
بنقض النکاح فسکت، وقامت مردودت
النکاح ولا بدینة لهما علی ذلك ولو
یکت دخول بها طوعاً فی الاصح
فانقول قولها بیینہا علی المعنی به
وتقبل بیئته علی سکوئتها لانه
وجودی بنفسه الشفیعین ولو
برهنہا فی بیئتها اولی الا
ان یبرهن علی رضاها
او اجازتہا، قلت
فرض المسألة فی
تزدیج الاقرب فقولہ
سکت بمعنی اجزیت
وقولہ یبرهن علی
رضایا او اجازتہا
اع صریحاً کما بیئہ
فی رد المحتار ولن ذکر
طرفاً من صلاہ لا تضاح
المقام قال رحمہ اللہ
تعالی قولہ فاقول
قولها لانه یدعی لزوم

ذکر کرتے ہیں تاکہ مقام واضح ہو سکے، انھوں نے کہا
 قولہ کہ لڑکی کی بات کو ترجیح ہوگی "کیونکہ خاوند
 لڑکی پر نکاح کے لزوم اور اپنے لئے ملک بضعہ یعنی
 جماع کے حق کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ لڑکی دفاع کرتے
 ہوئے انکار کرتی ہے اور وہ منکر ہے۔ پھر بحر
 میں کہا کہ حاکم شہید نے کافی میں ذکر کیا ہے کہ اگر
 اختلاف یہ ہے کہ لڑکے کی نابالغی میں ہجرا یا نہیں،
 تو جس نے نابالغی میں نکاح کا دعویٰ کیا اس کا قول
 معتبر ہوگا۔ اور نکاح ثابت نہ ہوگا۔

قلت (میں کہتا ہوں کہ) ذخیرہ میں اس کی علت
 یہ بیان کی ہے کہ بچوں میں ولی کی اجازت سے قبل
 نکاح معنی درست نہیں اور اس سے قبل ذخیرہ
 میں ذکر ہے کہ اگر عدت نکاح صحیح یا فاسد ہونے
 میں ہو تو صحت کے مدعی کی بات معتبر ہوگی کیونکہ
 ظاہر یہی ہے کہ نکاح صحیح ہوتا ہے۔ اور اختلاف
 اگر نکاح کے ہونے نہ ہونے میں ہو تو جو نکاح کے
 انکار والے کی بات معتبر ہوگی، پھر بلا شہد ظاہر
 ہے ہماری بحث اصل نکاح کے وجود میں ہے تو لڑکی
 کا انکار اور رد قبول ہے تو یہ ایجاب بغیر قبول ہوگا
 لہذا لڑکی کی بات معتبر ہوگی قولہ "مگر یہ کہ
 خاوند گواہ پیش کرے" یعنی اس کی گواہی کو ترجیح
 ہوگی کیونکہ خاوند اور لڑکی دونوں کے گواہ اثبات میں

العقد وملك البضع والمرأة
 تدفعه فكانت منكراً، ثم
 ذكر في البحر ذكر المحاكم
 الشهيد في الكافي لو
 ادعى أحد هاتين النكاح
 كانت في صغره فالقول
 قوله ولا نكاح بينهما
 قلت عليها في الذخيرة
 بقوله لا نكاح في
 حالة الصغر قبل ايجابها
 الولي ليس نكاحاً معناً
 وذكر قبله ان الاختلاف
 لو في الصحة والفساد
 فالقول لمدعى الصحة بشهادة
 الظاهر ولو في اصل وجود
 العقد فالقول لمكر الوجود،
 ثم ان الظاهر ان ما نحن
 فيه من قبيل الاختلاف
 في اصل وجود العقد لا في الورد
 صير الايجاب بلا قبول قوله الا
 ان يوهن اي فتترجم بينته
 لاستوائهما في الاثبات

و نریادة بینة با ثبات اللزوم کذا
 فی الشروح وعزاء فی النهایة
 للتمیز تأثیر و کذا هو فی غیر
 کتاب من الفقه لکن فی
 الخلاصة عن ادب القاضی
 للاخفاف ان بینتهما ادلی ففی
 هذا الصورة اختلاف المشائخ
 ولعل وجهه ان السکوت
 لما کان مما تحقق الاجابة به
 لم یلزم من الشهادة بالاجابة
 کونها باسرها ان علی السکوت
 ما لم یصرح بذلك کذا فی الفتاوی
 و تبعه فی البحر و استفید منه
 التوفیق بین القولین بحمل
 الاول علی ما اذا صرح الشهود
 بانها قلت اجزوت او مرضیت وحمل
 الثاني علی ما اذا شهدوا بانها
 اجازت او مرضیت باحتمال اجازتها
 بالسکوت فانهم اهملوا حلقا،
 وفي الهمندیة لواقف
 الزوج البینة انها اجازت
 العقد حیث اخبرت و
 اقامت البینة انها سدت

مساوی ہیں لیکن خاوند کی طرف سے گواہی میں نکاح
 کے ثبوت کے ساتھ لزوم نکاح بھی ثابت ہوتی ہے
 جس کی وجہ سے اس کو ترجیح ہوگی۔ شروع میں ایسے
 ہی بیان ہے، اور اس کو نہایت میں قرینہ کی طرف
 مفسر کیا ہے، بہت سی کتب میں ایسے ہی ہے
 لیکن خلاصہ میں خصات کی ادب القاضی سے منقول
 ہے کہ لڑکی کی طرف کی گواہی کو ترجیح ہوگی، تو اس طرح
 اسی مسئلہ میں مشائخ کا اختلاف سامنے آیا ہے۔
 ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ سکوت پر لڑکی کی شہادت
 سے لزوم نکاح متحقق نہ ہوتا ہو لہذا یوں خاوند کی طرف
 سے شہادت زیادہ اثبات نہ کر سکتی ہو جب تک کہ
 گواہ صراحت اجازت کی بات نہ کریں، یوں ہی فتح
 میں ہے۔ دوسرے کی ابتداء کرنے کی ہے، اس
 سے حاصل یہ ہوا کہ دونوں طرفوں میں موافقت یوں
 ہوگی کہ پہلے یعنی خاوند کی شہادت کی ترجیح کو اس
 صورت پر محمول کریں کہ جب گواہوں نے تصریح کی ہو
 کہ لڑکی نے کہا ہے میں اجازت دیتی ہوں۔ یا
 راضی ہوں اور دوسرے قول یعنی لڑکی کی شہادت
 کی ترجیح کو اس صورت پر محمول کریں کہ گواہوں نے
 شہادت میں کہا ہو کہ "اس نے اجازت دی یا راضی
 ہوئی تھی" جس میں گواہوں کے سکوت رضاستدار
 دیا ہو اس میں خود کو، اھ، طغٹھا اور ہمدیہ میں ہے
 اگر خاوند یہ شہادت پیش کرے کہ لڑکی کو جب نکاح

37
37

حین انجبرت کانت البینة بینة النی وج کذا
کی خبر ملی تو اس نے نکاح کو جائز قرار دیا، اور لڑکی یہ
شہادت پیش کرے جب مجھے خبر ملی تو رد کر دیا تھا تو

اس صورت میں خاوند کی شہادت معتبر ہوگی، یونہی سراج الوداع میں ہے۔ (ت)
رہی باپ کی ناراضی، وہ صحت و نفاذ میں خلل انداز نہیں جبکہ طورت حرة، عاقلہ، بالغہ اور شوہر
کفو ہے،

فی الدار الختہ من بعد نکاح حرة مکلفہ
بلا رضی ولی ویفقی فی غیر الکفو بعدم جوازہ
اصلاً اھ ملخصاً وفيه لا تجبر بالعدة النکر
عن لتکاح لا نقطاع الولاية بالبلوغ اھ
در مختار میں ہے، اگر آزاد، عاقلہ، بالغہ کا اپنا صحیح
ولی کی رضا کے بغیر صحیح ہے، اور یہ نکاح غیر کفو ہوا
تو ناجائز ہونے کا فتویٰ ہوگا اھ ملخصاً، اور اسی میں
ہے کہ بارہ بالغ پر نکاح کے بارے میں جبر نہیں
کیا جائے گا کیونکہ بلوغ کی وجہ سے اس پر جبر کی ولایت ختم ہو جاتی ہے اھ (ت)

ہاں اگر مہر مثل میں کمی غاشش واقع ہوئی تو باپ کو حق اعتراض حاصل ہے یہاں تک کہ مہر مثل پورا
کر دیا جائے یا قاضی زن و شوہر میں تقویٰ کرے۔

فی الدار المختار لو نکحت باحد من مہرھا
فللولی لعصبة الاعتراض حتی یتم مہرہ
مثله او یفرق القاضی بینہما دعو
للعاشر اھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۵ از ہند پور علاقہ اور مرسلہ حاجی یعقوب علی خاں صاحب ۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پدر ہندہ نے نکاح اپنی دختر کا بھرجیا رسا کر کیا تھا
جب وہ آیام شوہر پر فائز ہوئی تو اس شوہر کو پسند و قبول نہیں کرتی، اس صورت میں نکاح اس کا جائز ہے یا

۲۸۹/۱	نورانی مکتب خانہ پشاور	باب الاولیاء	سہ فتاویٰ ہندیہ
۱۹۱/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب الولی	سہ در مختار
			سہ ایضاً
۱۹۵/۱	• • •	باب الکفالات	سہ در مختار

منسوخ ہوا اور بعد جذباتی زوجین مہر اس کا ذکر شوہر عامہ ہوتا ہے یا نہیں! بیٹو! تو جردا۔

الجواب

باپ جو اپنے نابالغ بچے کا نکاح کرتے وہ مطلقاً لازم ہوتا ہے کہ نابالغ کو بعد بلوغ بھی اس پر اعتراض کا حق نہیں ہوتا اگرچہ نکاح غیر کف سے یا مہر میں غبن فاحش کرتے، مثلاً دختر کو کسی ذلیل قوم یا کسی ذلیل پیشے والے یا سلام یا فاسق کے نکاح میں دے یا اس کا مہر مثل ہزار روپے ہو یا فسویا سو پر نکاح کر دے یا پسر کا نکاح کسی کنیز یا ذلیل قوم یا فاسقہ فاجرہ سے کرے یا عورت کا مہر مثل ہزار روپے ہو پسر کی طرف سے دو ہزار یا دس دسے، ان سب وجوہ میں باپ کا کیا ہوا نکاح لازم و ناقابل فسخ ہے مگر وہ صورتوں میں، ایک یہ کہ ایسا نکاح خلاف شفقت پدری کرتے وقت باپ نیتے میں ہو، دوسرے یہ کہ اس سے پہلے ہی اپنے کسی بچے کے نکاح میں ایسی ہی ہے شفقتی برت چکا ہو تو البتہ یہ نکاح ناجائز ہوگا،

در مختار میں ہے اگر نکاح کرنے والا اولیٰ خود باپ یا دادا ہو تو اس کا کیا ہوا نکاح لازم ہو جائے گا خواہ لڑکی کا مہر انتہائی قلیل ہو یا لڑکے پر مہر بہت زیادہ ہو یا نکاح غیر کنوئیں ہو بشرطیکہ پہلے باپ یا دادا اپنے اختیار کو غلط استعمال کرنے میں معروف نہ ہوں، اور اگر وہ غلط اختیار میں معروف ہوں تو پھر بالاتفاق ذکر کردہ صورتوں میں نکاح صحیح نہ ہوگا، اور اگر نوہمی باپ یا دادا نے نیتے میں ہونے لڑکی کا نکاح فاسق یا شر پسند یا فقیر یا کسی کچھنے کسی سے کر دیا تو یہ اختیار کا غلط استعمال ہوگا تو اس صورت میں باپ یا دادا کی منظور شدہ شفقت اس اقدام کو غلط قرار دینے میں آڑے نہ آئے گی اور یہ سب اختیارات کھلائے گئے، اور رد المختار میں ہے کہ فاسق سے بیٹی کا نکاح کیا تو صحیح ہوگا اگرچہ

فی الدر المختار لزوم النکاح ولو بغبن
فاحش بنقص مہرہا و غریبہ مہرہ
او بغیر کفو انت کانت امولی السمزوج
بنفسہ ابا او جدہ الم یعرف عنہما
سوء الاختیار و انت عروف لا یصح
النکاح اتفاقاً و کذا لو کان مسکراً
فزوجہا من فاسق او شریک
او فقیہ او ذی حرجہ دینتہ لغلہود
سوء الاختیار فلا تعارض فیہ
شفقتہ المظنونة بحسب
وقف رد المختار زوج مسنہ
من فاسق صح و انت
تحقق بذلك نہ صح الاختیار
و اشتہوبہ عند الناس فلو

نزوج بنتا اخری من فاسق لم يصح
 الثاني لانه كانت مشهوراً بسوء
 الاحتيا من قبله بخلاف العقد
 الاول الخ وفيه قوله فزوجها من
 فاسق وكذا لو نوجها بخين
 فاحتش في المهر لا يجوز اجماعاً
 والصالح يجبون بحسب
 الذخيرة ثم قال وكذا
 اسكرات لو نوج من غير
 الكفو كما في الخانية و
 به علم انت المراء
 بالاب من ليس بمكراب
 ولا عرف بسوء الاحتيا
 في الخانية اذ مروج الرجل
 به امرأة باكثر من مهر مشها
 ونزوج بنته الصغيرة باقل من
 مهر مشها ووضعها في غير كفوء
 وزوج انه الصغيرة او امرأة ليست
 كفوءه جاز في قول ابي حنيفة رضي الله
 تعالى عنه وقال صاحب رحمهم الله تعالى
 لا يجوز ان فحش وجمعوا على انه لا يجوز ذلك
 من غير اب والحد ولا من القاضي

رد المحتار باب الولی

کے فتاویٰ قاضی خاں فصل فی الاولیاء

یہ سہ اختیاری ہے جس کی بنا پر باپ اختیار کے غلط
 استعمال میں لوگوں کے ہاں معروف ہو جائے گا تو
 اس نے اگر دوسری بیٹی کا نکاح کسی فاسق سے کیا
 تو یہ دوسرا نکاح صحیح نہ ہوگا کیونکہ قبل ازیں وہ اختیار
 کے غلط استعمال (سوء اختیار) میں مشہور ہو چکا
 ہے جبکہ پہلی لڑکی کے نکاح کے وقت ایسا معروف
 نہ تھا، یوں ہی اگر اس نے دوسری بیٹی کے نکاح میں
 انتہائی قلیل مہر قبول کیا تو یہ مہر جائز نہ ہوگا یہ اجماع
 ہے مگر میں ذخیرہ سے مستول کہ

اس کے بعد رد المحتار میں کہا ہے کہ اگر لڑکی کی حالت
 میں باپ نے غیر کفو سے کیا تو نکاح نہ ہوگا جیسا کہ
 خانہ میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ باپ سے مراد
 وہ ہے جو شہ میں زہر اور سوء اختیار میں مشہور
 ہو۔ اور جاریہ میں ہے، اگر کسی نے اپنے
 لڑکے کا کسی ایسی عورت سے مہر مثل سے نہ کر لیا
 یا نابالغ یا لکھن انتہائی کم مہر یا غیر کفو میں کر لیا
 یا نابالغ یا لکھن لکھن یا غیر کفو کی عورت سے
 کر دیا تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پر نکاح
 صحیح ہے، اور ان کے صاحبیں رحمہما اللہ تعالیٰ
 کے قول پر نکاح جائز ہے، اور اس بات پر
 اجماع ہے کہ غیر باپ اور دادا اور قاضی کا کیا ہر
 یہ نکاح حسب نثر نہ ہوگا اور بحسب الرائی

دار احیاء التراث العربی بیروت ۳۰۴/۲-۵

۳۰۵/۲

۱۴۴/۱

فتاویٰ قاضی خاں

وفي البعد الرائق ثم المخيرية ظاهراً
 كلامهم انت الابد اذا كانت معروفة
 بسوء الاختيار لم يصح عقد باقل
 من مهر المثل ولا باكثر من الصغير
 بغين حاجت ، ولا من غير الكفو
 فيهما سواء كان عدد الكفاءة بسبب
 الفسق او لا الخ.

پھر حیرت میں ہے کہ فقہاء کرام کا یہ کلام یہ ہے کہ
 باپ جب سبب سبب اختیار میں مشہور ہو جائے تو راز کی کا
 مهر مثل سے کم اور لڑکے کا مهر مثل سے زیادہ جبکہ یہ
 کمی اور زیادتی انتہائی ہو، اور غیر کفو میں راز کی اور لڑکے
 کا کیا ہوا باپ کا نکاح صحیح نہ ہو گا خواہ غیسر کفو
 فتن کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے
 ہو الخ۔ (ت)

واقع اگر یہ صورتیں ہوں جن میں نکاح شرفاً جائز نہیں تو اگر ہنوز ہمبستری یعنی جماع حقیقی، وقوع
 نہ ہوا مہر اصل لازم نہیں ورنہ مهر مثل دینا ہوگا،
 فان الوفاء في ذلك الا سلامه لا يخلو عن
 حد وعقر كما نصوا عليه . والله سبحانه
 وتعالى اعلم.

کیونکہ دارالاسلام میں وقتی پر حد یا مہر صورت خروج
 ضروری ہے، اس کے بغیر کوئی صورت نہیں ہے
 حد اگر فقہاء کرام کی اس پر نص ہے۔ واللہ بخیر
 واللہ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۳۹ از امریہ ضلع پٹلی بھیت مرسلہ سعید الدین خان صاحب رئیس امریا ۲۷ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ
 عرض بخدمت علمائے دیں کہ ایک لڑکی نابالغ صغیر سن کہ والد اس کا فوت ہو گیا، ورنہ داد اور بھائی
 اس کا کوئی نہیں تھا، اور اس کے سگے چچا نے اپنے بھائی مرحوم کی زوجہ یعنی اس لڑکی نابالغ کی دایہ سے
 بغیر رضامندی والد اس لڑکی کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کر دیا، اب وہ لڑکی بالغ ہوئی تو وہ کہتی ہے کہ
 میرا نکاح اس شخص کے ساتھ نہیں اور نہ کروں گی۔ عرض پڑا تو بھائی کہ نزد خدا و رسول مقبول نکاح فسخ ہو گیا
 یا وہی نکاح قائم رہا، اگر فسخ ہو گیا تو اس کا نکاح دوسرے کے ساتھ کیا جائے ورنہ جیسا حکم ہو۔ بینو،
 تو جیسو۔

الجواب

فی الواقع جبکہ دختر نابالغ کا نہ باپ ہو نہ دادا، نہ جوان بھائی نہ جوان بھتیجی، تو چچا ہی اس کا
 ولی اقرب ہے اس کے لئے بچے کے نکاح میں ماں کی رضامندی و نارضا مندی کا لحاظ نہ ہوگا۔ تنویر الابصار

میں ہے :

الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ بلا توسط
انثی علی ترتیب الامرت والحبب بشرط
عربیۃ و تکلیف فانت لو تکن عصبۃ
فالولاية للائمہ الخ ملخصاً۔

ہوں ، اور اگر کوئی عصبہ نہ ہو تو پھر ماں کو ولایت حاصل ہوگی الخ ملخصاً (ت)

ہاں یہ دیکھا جائے گا کہ جس سے چھانے نکاح کر دیا اگر اُس دختر کا کفو نہیں یعنی اس سے کم قوم ہے جس کے ساتھ اُس کے نکاح میں تنگ و عار ہے یا ذلیل پیشہ یا محتاج یا بد مذہب یا بد رویہ ہے غرض کسی وجہ سے وہ صورت ہے کہ اس کے ساتھ نکاح میں دختر و اقربائے دختر کی مطعونی و ذلت ہے یا مہر جو پچھلے باندہ حال اس میں دختر کے مہر مثل میں کمی فاحش کر دی ہے کہ لوگ اپنے جو نرم گرم کر لیا کرتے ہیں اُن میں یہاں تک کمی نہیں پہنچتی مثلاً ہزار روپیہ مہر مثل تھا پانسو باندہ دیا ، تو ان دونوں صورتوں میں وہ چچا کا کیا ہوا نکاح محض باطل ہوا ، دختر چچا کہتی ہے کہ میرا نکاح نہ ہوا۔ در مختار میں ہے :

ان کان الزوج غیر الاب و ابیہ ریحہ
من غیر کھو او بعین فاحش اصلاً۔
اگر جان دینے والا باپ ، دادا کا غیر ہو تو مہر کی انتہائی کمی جیسی اور غیر کفو میں نکاح بالکل صحیح نہ ہوگا۔ (ت)

اور اگر ان دونوں خلوں سے خالی ہے یعنی جس سے نکاح کیا وہ وقت نکاح دختر کا کفو یعنی مذکور تھا اور مہر مثل میں بھی ویسی کمی نہ کی گئی تو نکاح صحیح ہو گیا مگر ہندہ کو اختیار دیا جائے گا کہ چاہے تو باندہ ہونے پر اس نکاح کو پسند نہ کرے اور دغوی کر کے فسخ کرا لے۔ تو یہی ہے :

وان کان من کفو و بہر النثل صح و لھا
خیار الفسخ بالبوط و العلم بالنکاح بعدئذ
اور مہر مثل اور کفو میں کیا ہوا نکاح صحیح ہوگا اور رزاق کو بالغ ہونے یا بطرف کے بعد اطلاع سننے پر فسخ کا اختیار ہوگا۔ (ت)

۱۹۳/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	باب الولی	سہ در مختار شرح تنویر البصار
۱۹۲/۱	" " "	"	" " "
۱۹۳/۱	" " "	"	" " "

دور میں ہے، بشرط القضاء للعتق (اس فسخ کے لئے قضا ضروری ہے۔ ت) لیکن کنوری لڑکی کو یہ اختیار اسی قدر ملتا ہے کہ اگر چلے سے نکاح کی خبر ہے تو بالغ ہوتے ہی یعنی جس وقت عد مت ہو یا مثل حیض وغیرہ ظاہر ہو یا پندرہ برس کامل کی عمر ہو جائے فوراً بلا توقف اس نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کر دے اور اگر نکاح کی خبر بالغ ہونے کے بعد ملے تو جس وقت خبر ہوئی فوراً اسی وقت ناپسندی جتا دے، اور اگر فراہر لگائی یا اس سے بعد کوئی آدمی بات کی یا کچھ چپ رہی یا بیٹھی تھی کھڑی ہو گئی یا کھڑی تھی ایک قسم اٹھایا اس کے بعد ناراضی کا اظہار کیا تو ہرگز نہ سنا جائے گا اور نکاح لازم ہو جائے گا۔ تنویر الابصار میں ہے ۱

خبر ابسک بالسکوت عالمة بالنکاح - بالغہ باکرہ لڑکی کی خاموشی اس کے اختیار کو ختم کر دیتی ہے جبکہ وہ نکاح کا علم رکھتی ہو تو خاموشی

کے بعد مجلس کے اختتام تک بھی اختیار نہیں رہتا بلکہ خاموشی جو ہا نے پر ختم ہو جاتا ہے۔ (ت) اس نا بالغہ کے بارے میں اس کا دیگر لین ضرور ہے کہ اس نے بالغ ہوتے ہی فوراً ناراضی ظاہر کی ہے یا ایک لمحہ کی دیر بھی لگائی تھی تو اب اسے نکاح سے انکار حرام ہے وہ ضرور اس کی زوجہ ہے ورنہ اختیار دعویٰ رکھتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳ از مراد آباد محلہ بازار دیوان متصل مکان ذاب بفضل علی خاں مرسلہ حکیم برہان الحق صاحب ۲۴ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو نے اپنی دختر نا بالغہ کا نکاح کر دیا اس وقت عمر اس کی تخمیناً سات یا آٹھ برس کی ہوگی اور پیشتر نکاح سے لڑکی کا باپ اور چچا اور تیا یا قصا کر گئے تھے مگر ایک بھائی تیا زاد حقیقی جس کی عمر تخمیناً ۲۹، ۳۰ برس اس وقت تھی اب موجود ہے مگر بوقت نکاح والدہ دختر نے اپنی ولایت سے نکاح اس لڑکی کا کر دیا، شرعیہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینا تو جروا۔

الجواب

جس نا بالغہ کے باپ، دادا، جوان بھائی، بھتیجا، چچا نہ ہوں تو جوان بھائی چچا زاد ہی اس کے نکاح کا ولی ہے، اس کے ہوتے ماں کو اپنی دختر کے نکاح کر دینے کا اختیار نہیں۔ غنائی قاضی خاں میں ہے،

اقرب العصبات الى الصغیر والصغیرۃ -
 الاب ثم الجذ ثم الاخلاط واهم ثم الاخلاط
 ثم يوهب ثم العصب لاب وام ثم العصب لایب
 ثم يوهبما وعند عدم العصبۃ الاقرب
 الام اهم مختصوا۔

نابالغ لڑکے اور لڑکی کے قریب ترین عصب باپ ،
 پھر دادا ، پھر حقیقی بھائی ، پھر ان کے لڑکے ، پھر حقیقی
 چچا ، پھر اس کے لڑکے ، پھر صرف باپ کی طرف چچا
 پھر اس کے لڑکے ، اور عصبات نہ ہونے کی
 صورت میں ماں کو ولایت ہے اور مختصراً (ت)

پس صورت مذکورہ میں ماں کا کیا ہوا نکاح اس بھائی کی اجازت پر موقوف ہے اگر یہ ذکر دے گا وہ
 ہو جائے گا یا جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا بشرطیکہ وہ نکاح کسی غیر کفو یعنی ایسے شخص سے نہ ہو جو اس
 دختر سے قوم یا پیشے یا مذہب وغیرہ میں ایسا کم ہو کہ اس کے ساتھ نکاح ہونا باعثِ ننگ و عار ہو، نہ دختر
 کے مہر مثل میں کمی فاحش کی ہو، ورنہ وہ نکاح سرے سے باطل ہے، بھائی بھی اسے جائز نہیں کر سکتا۔
 درختار میں ہے :

ان كان المزدوج غیر الاب وایہ ولو الام
 لا یصح النکاح من غیر کفو او غیبت
 فاحش۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

اگر نکاح دینے والا باپ دادا نہ ہو خواہ ماں بھی ہو
 تو غیر کفو میں اور انتہائی کمی کے مہر سے نکاح صحیح
 نہ ہوتا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ت)

تجويز الرد عن تزويج الابعد

(ولی اقرب کی غیبت میں ولی ابعد کے نکاح پڑھانے کا حکم)

بسم الله الرحمن الرحيم

۳۳۶۲
۳۳۶۲
۱۰ رجب ۱۳۱۵ھ

سوال اول

ولی ابعد ولی اقرب کی غیبت میں اگر نکاح کر دے تو ولی اقرب در صورت خوف مرضی اس کے فسخ کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

ہاں جبکہ غیبت منقطع نہ ہو،

و در عمار میں ہے اگر بعید ولی نے قریب ولی کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نکاح کیا تو قریب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

فی الدس المختار ملونہ وجر الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم

غیبت کی تفاسیر میں سے کدھت قهر یا دشواری استطلاع راسے یا اس بلد میں قافلہ سال بھر میں ایک مرتبہ جاتا ہو، میں کون سی تفسیر معتد علیہ ہے ؟

الجواب

اول پر بھی فتویٰ دیا گیا اور ثالث اختیار امام قدوری ہے ، اور کتاب النہی و الزیہ میں یک ماہرہ کو اختیار اکثر مشائخ و اعدل الاقوال فرمایا کما فی مجمع الانہد (جیسا کہ مجمع الانہر میں ہے ۔ ست) اور امام سفدی نے مفقود الخبری اختیار فرمائی ، امام محمد سے ایک روایت میں ایک پچیس منزل کی آئی کما فی جامع الرموز (جیسا کہ جامع الرموز میں ہے) تہ قریہ سات قول میں جن میں اقوی و اولی و ذیل ہا کہ انفاذ فتیہ صرف اول و دوم میں مگر اصح التخصیص و ارجح الترتیبین مانا و ذہم معتد علیہ یہی ہے کہ جب اس کی رائے لینے تک کفو حاضر انتظار نہ کرے اور اس پر اٹھا رکھنے میں یہ موقع ہاتھ سے جاتا ہے تو غیبت غیبت منقطعہ ہے یہاں تک کہ اگر ولی اقرب شہری میں روپوش ہو اور پتا نامعلوم یا رسائی نہیں اور انتظار باعث فوت کفو ہو تو غیبت منقطعہ بھی جاسکے گی اور ولی البعد کہ جو مراتب ولایت میں اسی اقرب کے متصل ہے ولایت ہاتھ آئے گی اور اگر اقرب ہزار کس دور ہے اور کفو حاضر نہیں یا انتہی پر اسی ولایت منقطعہ ہیں ولی البعد نکاح کرے گا تو نافذ نہ ہوگا بلکہ اجازت اقرب پر موقوف رہے گا ،

تنویر الابصار میں ہے ولی اقرب سفر کی مسافت پر غائب ہو تو ولی البعد کو نکاح کر دینا جائز ہے اور ہاتھ میں ہے کہ ہاتھ میں اس کو بعض متاخرین کی طرف منسوب کیا ہے اور زلیحی میں اس کو اکثر کی طرف منسوب کیا اور کہا کہ اس پر فتویٰ ہے اہ قلقت (میں کہتا ہوں) یوں ہی دوا اخیر میں کہا کہ اس پر

فی تنویر الابصار للمولیٰ الالبعد المستزید بہ
بعیبتہ الاقرب مسافۃ القصر تک اھ فی
مد المحتار سببہ فی الہدایۃ لبعض
المتأخرین والنہی لاکثرہم قال و علیہ
الفتویٰ اھ قلقت و کذا قال
علیہ الفتویٰ فی المولود الجیئۃ

۳۳۹/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	سنہ مجمع الانہر شرح مفتی الابرار باب الاولیاء والاخیاء
۴۶۹/۱	مکتبہ اسلامیہ گنبد قافحوس ایران	سنہ جامع الرموز باب الولی والکفو
۱۹۴/۱	مطبع مجتہائی دہلی	سنہ در مختار شرح تنویر الابصار باب الولی
۳۱۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	سنہ رد المحتار

کما فی مجمع الاثر قال القفستانی فی
جامع الرموز هو الصحيح و به یفتی
فی الدر و اختصار فی الملتقى عالم ینظر
انکفؤ الخاطب جوابه و اعتماد
الباقی و نقل ابن الکمال ان
علیه الفتوی و ثمرۃ الخلاف فی من
اختفی فی المدینة هل تكون غیبة
منقطعة ۱۰ قال الشافعی قال فی الذخیرة
الاصح انه اذا کانت فی موضع لو انظر
حضوره او استطلع رأیه فالتکفؤ
الذی حضره لقیبة منقطعة و
الیہ اشار فی کتاب ۱۱ و فی البحر
ملک المجتبی و المبسوط ۱۲
الاصح و فی النهایة و اختصار اکثر
المشائخ و صححه ابن العصل
و فی الهدایة انه اقرب الی الفقه
و فی الفتح انه الاشبه بالفقه و انه
لا تعارض بین اکثر المتأخرین
و اکثر المشائخ ۱۳ لان المراد من المشائخ
المتقدمون و فی شرح الملتقى عن الحنفی انه
اصح الاقوال و علیہ الفتوی ۱۴ و علیہ مشی فی
الاحتیاط و نقایة ویشیر کلام النهر

فتویٰ ہے جیسا کہ مجمع الاثر میں ہے کہ قفستانی نے
جامع الرموز میں کہا یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔
در میں ہے، اور اس کو ملتی میں پسندیدہ قرار دیا جب
منگنی کرنے والا کفو کے جواب کا انتظار نہ کرے اور
باقی نے اس کو معتد قرار دیا، اور ابن کمال نے اس
پر فتویٰ کو نقل کیا اور ثمرہ اختلاف اس شخص کے متعلق
ظاہر ہوگا جو شہر میں چھپ گیا ہو تو کیا اس صورت میں
غیبت منقطہ ہوگی، شافعی نے کہا کہ ذخیرہ میں
کہا ہے کہ اصح یہ ہے کہ اگر ایسی صورت ہو کہ حاضر
کفو، اس کی انتظار اور اس کی رائے معلوم کرنے
سبک، ضائع اور فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو یہ غیبت
منقطہ ہوگی، اور کتاب میں اسی صورت کی طرف
بشارت ہے، ۱۰ میں مجھے لہجہ مبسوط سے منقول ہے
کہ یہی اصح ہے، اور نہایت میں ہے کہ اس کو اکثر
مشائخ نے اختیار کیا ہے اور ابن فضل نے اس کی
تصحیح کی ہے، اور ہمارے میں ہے کہ یہ اقرب فقہ ہے
اور فتح میں کہا کہ یہ فقہ کے اشہب ہے اور یہ کہ اکثر
متأخرین اور اکثر مشائخ میں کوئی تعارض نہیں ہے
یعنی اکثر مشائخ سے مراد متقدمین ہیں، اور شرح طحطا
میں حقائق سے منقول ہے کہ اقوال میں سے یہی اصح
ہے اور اسی پر فتویٰ ہے ۱۱، اور اختیار اور تعالیم
میں اسی پر رجحان ہے، اور تہرک کلام میں اس کے

انی اختیاریہ فی البصر والاحسن الافشاء
 بما علیہ اکثر المشائخ اھ کلام الشافعی
 قلت و التزیینی مع قوله للاول علیه
 الفتوی ذکر تصحیح الشافعی عن شمس
 الامۃ السرخسی و محمد بن الفضل ثم
 قال وهذا احسن اھ و قال فی حواشر
 الاخلاط و علیہ الفتوی کما فی الهندیۃ
 و ساریت کتبت ہرنا علی ہامش مہد المختار
 علی قول البصر الاحسن الافشاء الزمانیۃ
 قلت لاسیما فی ہذا الزمان فان العجلة
 الدخایۃ قد سدت مسافة القصر الی
 اکثر من مسافة ساعتین فکیف یبنی الامر
 علیہا بل وجب التعمیر علی ما حق منہ
 اکثر المشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ اھ ما کنت
 اقول و شیء اخر و هو ان القول الشافعی
 الامر علی الحاجة والتعود ولا شک ان
 الولاية انما هی للنظر و دفع الضرر فکان من
 لفقہ اثبات الولاية للذی یلی لا قرب عند
 کونہ بعید لو وقف الامر علی مراۃ
 لتسودت بہ القاصرة و عندہ

مختار ہونے کا اشارہ ہے، اور تحریر میں کہا کہ جس پر اکثر
 مشائخ ہوں اس پر فتویٰ بہتر ہے، شافعی کا کلام ختم
 ہوا، قلت (میں کہتا ہوں) زلیعی نے پہلے قول پر
 فتویٰ کیا، اس کے باوجود انھوں نے شمس الاندلسی
 اور محمد بن فضل کی دوسرے قول پر تصحیح نقل کی، پھر کہا یہ
 احسن ہے اھ، اور جواہر الاخلاط میں کہا کہ اس پر فتویٰ
 ہے جیسا کہ ہند میں ہے، مجھے یہاں پر رد المحتار پر
 اپنا حاشیہ یاد ہے جب انھوں نے جگر کے قول کو اس
 پر فتویٰ ہے الخ کو بیان کیا حاشیہ کی عبارت یہ ہے،
 میں کہتا ہوں کہ ضررنا اس زمانہ میں جبکہ ریل گاڑی نے
 سفر کی مسافت کو ایک دو گھنٹہ کی مسافت میں تبدیل
 کر دیا ہے تو مسافت کو بنیاد بنانا کیسے درست ہوگا
 جہاں مسافت سے فتویٰ پر اعتماد ضروری ہے۔ میرا
 حاشیہ ختم ہوا۔ اقول ایک اور چیز ہے وہ یہ کہ
 دوسرے قول کی بنیاد حاجت اور نقصان پر ہے اور
 اس میں شک نہیں کہ ولایت کا اثبات شفعیت اور
 دفع ضرر پر مبنی ہے۔ تو فقہ یہ جوگی کہ قرب ولی کے بعد
 واسلہ کو ولایت تب ہی ہو سکتی ہے جب ولی اقرب
 ایسے مقام پر ہو کہ اگر اس کی واسلہ اور اجازت
 حاصل کی جائے تو تابا لغز نقصان ہو اور اگر نقصان

۲۱۵/۱	دارالسیار التراث العربی بیروت	باب الولی	سلہ رد المحتار
۱۲۴/۱	کتبہ کبریٰ امیرہ بونق مصر	باب الاولیاء والاخیار	سلہ تعین المحتاق شرح کثر الدقائق
۲۸۵/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	ابواب الرابع فی الاولیاء	سلہ فتاویٰ ہندیہ
۳۸۴/۲	المجمع الاسلامی مبارکپور، بھارت	باب الولی قول ۶۱۴	سلہ جہاںمختار

عند عدمه كما اذا كانت صغيرة جدا ولا
كفو يستعجل ولا حرج في الاستظهار
فصيم يغتت على الاب الشقيق
ويوهن الامور الى بعيد صحيح
وسما لا يومن ان يترن النظر
لها لمصلحة نفسه او لجليل
حطام فظهرت في القول الاول
سبب الولاية حيث يحتج اليها
كالمتخلف في البلد واشياها حيث
لا حاجة اليها كما في هذه
الصورة هذا وسأيتني كتبت على
قول السدر وثمره الخلاف
لما نصه اقول وحيث المدار
عند اهل القول الثاني على
قوات الكفو فكما لم يعتبر مسافة
نقص شرط لا لا تمتثال
كذلك لا نظر اليها عند عدم
القوات والاستعجال فلو وجدت
ولم يفت لكما بانتهى مراد الاستطلاع
منه لم يجز ترديد الا بعد على
ثاني خلاف الاول فالثمره
غير محصورة فيما قال
هذا ما ظهر

نہ ہو تو پھر بعد والے کو ولایت نہیں ہوگی، مثلاً ایک
چھوٹی بچی جو جس کے لئے کفو کی کوئی عجلت نہیں اور
نہ ہی اس کے نکاح کے لئے ولی اقرب کے انتظار میں
کوئی حرج ہے تو پھر کیونکر ولی اقرب شفیق باپ کی ولایت
کو ختم کر کے دوسرے بعید غیر شفیق کو ولایت سوسپی جائے
جبکہ یہ ممکن ہے کہ وہ بعید اپنے ذاتی فائدہ اور چچی عظمت
کی خاطر بچی کے فائدہ کو نظر انداز کرے، تو ہر ہوا کہ
پہلے قول میں اقرب کی ولایت کے سلسلہ ہونے کی بات
وہاں ہوئی بہاں حاجت اور ضرورت ہوئی جیسا کہ
کوئی شہر میں آج جاے اور جاے پید ہو جائے اور
بہاں حاجت نہیں وہاں ولایت ثابت رہے گی،
مداہنہ کہ وصوات سے لے کر کے قولی و ثمره
اخلاف پر چا عا سیر یاد ہے جس کی عبارت یہ ہے
اقول (میں کہتا ہوں) جب دوسرے قول الاول
کے ہاں نہ کفو کا قوت ہونا ہے اس بنیاد پر ولایت
کے منتقل ہونے کے لئے جیسے مسافت سفر (قصر،
شرط نہیں ہے ایسے ہی یہ مسافت سفر، کفو قوت ہونے
کے باوجود عجلت کے لئے بھی پیش نظر نہیں ہے، تو
مسافت سفر ہونے کے مادہ و اقرب کی انتظار اور
اس کی رائے حاصل کرنے میں کفو قوت نہ ہو تو ولی بعد
کا نکاح کرنا درست نہ ہوگا، یہ دوسرے قول کا
ما حاصل ہے جبکہ پہلا قول اس کے خلاف ہے، تو
ثمره اختلاف، ان کے بیان میں محصور نہ رہا، یہ

فلیحذر احد و هو کما تری ظاهراً محسوساً لما
علمت ولما صرحت عبارات الملتقى و
الذخيرة وغيرهما فان معاهيم الخلاف
معتبرة فی عبارات العلماء بالوفاق کما
نصوا علیه بالاطلاق ثم سئلت فی مجيبه
لا يعرفو سطره لخصب لیسک ولا یستد
فهذا عین ما فهمت ولله الحمد
وانت سبحانه وتعالى اعلم.

جو مجھے ظاہر ہوا تو تحقیق چاہئے احد تو یہ بیان ظاہر ہے
جیسا کہ آپ معلوم کر چکے ہیں اور ملتقى، ذخیرہ وغیرہا
کی عبارات سے گزرا، کیونکہ بالاتفاق علماء کی عبارت
میں مفہوم مخالفت معتبر ہے، جیسا کہ اس پر سب
کی نفس موجود ہے، اس کے بعد میں نے مجمع البحرین
میں دیکھا کہ اگر مشکنی والا انتظار کرے تو ولی بعد
نکات مذکورہ دیہی میرا موقف ہے واللہ الحمد
واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم دت.

سوال سوم

یہ جو فقہار لکھتے ہیں کہ ولی بعد غیبت میں اقرب کے نکاح کر سکتا ہے، یہاں ولی بعد سے کیا مراد
ہے عصیہ یا مطلق وارث؟ گو ذوی الارحام میں سے ہو۔ اگر مراد عصیہ ہے تو حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
عنها سے جو موطائے امام محمد کے باب الرجل یعمل امر امراتہ بعد ۱۸ میں نکلے ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
عنها نے اپنی بھتیجی عبد الرحمن بن ابی بکر بن کاسرہ سے بعد غیبت پر نکاح کیا تو اس نے کہا میں
متھے کیا جواب ہے کہ عمہ ذوی الارحام سے ہے

الجواب

ابعد میں افعول التفضیل ہے باب پر نہیں ملے اس سے ہر ولی بعید مراد ہے مگر نہ مطلقاً بلکہ وہی جو
اُس ولی اقرب کے متصل ہو یعنی باقی تمام اولیاء میں کوئی اُس سے اقرب نہ ہو سب اُس سے نیچے ہوں یا
برابر مثلاً باپ غائب اور جد و برادران و عم موجود ہیں تو ولایت جد کے لئے ہے، نہ برادران و عم کے واسطے
اور جد نہ ہو تو سب برادران ہمسر کو نہ عم کو۔

فی ما لا یحتاج الیہ المراد بالابعد من یطو
انغائب فی القلوب کما حبیبہ فی
کاف الحاکم وعلیہ فلو کان الغائب
ایاها ولہما جدد وحمم فالولایۃ
رد المحتار میں ہے کہ ابعد سے مراد وہی اقرب کے
بعد و دوسرے مرتبہ والا ہے جیسا کہ اس کی تعمیر آہم
حاکم کی کافی میں ہے، اس بنا پر اگر والد غائب کے بعد
لڑکی کا دادا اور چچا دونوں موجود ہوں تو ولایت دادا کو

لِلْعَدْلِ لَا لِنَفْسٍ

ہوگی، چچا کو نہ ہوگی۔ (ت)

اور جبکہ ذوی الارحام بلکہ مولی الموالاتہ بھی ہمارے نزدیک سلسلہ اولیاء میں داخل تو من علی العائش فی القرب (جو قریب میں بعد والے مرتبہ پر ہو۔ ت) انہیں بھی شامل، مثلاً ولد الام ولی اقرب غائب ہے تو اس کے من علی فی القرب یہی ذوی الارحام ہیں اور ذوی الارحام اقرب الاولیاء الموجودین ہوں تو ان کی غیبت میں مولی الموالاتہ من علی ہے کیا ہو قضیۃ القریب وهو ظاہر جدا (جیسا کہ ترتیب کا تقاضا ہے، یہ بالکل ظاہر ہے۔ ت) درمختار میں ہے،

ثم لولد لام ثم لذوی الارحام ثم مولى
الموالاتہ ثم للسلطان (ت)

اور رد المحتار میں انھیں اس سے ہے،
ولا تنتقل الى السلطان لان السلطان ولی
من لا ولی له وهذه لها اولیاء
سلطان کو ولایت منتقل نہ ہوگی کیونکہ سلطان اس
وقت ولی بننا جب دوسرا کوئی ولی نہ ہو سکے
اس کے یہ اولیاء موجود ہیں۔ (ت)

جب ہمارے نزدیک ذوی الارحام و مولی الموالاتہ بھی شامل پر ختم نہ ہو بلکہ بعد ان ۱۰ ویں یہ
اس کے اولیاء ہیں۔ (ت) یہاں بھی لا تنتقل الى السلطان (سلطان یعنی حکم کو منتقل نہ ہوگی۔ ت)
کا حکم حکم حضرت اس قدر کہ ذوی الارحام بھی کبھی بحالت غیبت اقرب ولایت پاتے ہیں، حدیث ام المومنین
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رفع شبہ مذکورہ نہ کرے گا، اور معلوم ہو چکا کہ مطلقاً ہر بعید ولی نہیں ہو جاتا
بلکہ وہی جو اس اقرب کے بعد سب سے اقرب ہے، پدر و ام کے درمیان تمام مصبات و تمام اصحاب
فروض و بعض ذوی الارحام بکثرت اولیاء ہیں، حضرت حفصہ بنت عبد الرحمن بن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم
کے لئے بحالت غیبت پدر ان میں کسی کا اصلاً موجود نہ ہونا یہاں تک کہ ولایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کے لئے ثابت ہو سکتا ہے، بلکہ جواب یہ ہے کہ واقعہ عین لا عمومہا (یہ خاص واقعہ
ہے اس میں عموم نہیں ہے۔ ت) وقائع عین ہرگز نہ احتمال کے محل ہوتے ہیں، ممکن کہ حضرت حفصہ

۳۱۵/۲	دار احیاء التراث بیروت	باب الولی	لے رد المحتار
۱۹۳/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	۔	لے در مختار
۳۱۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	۔	لے رد المحتار

وقت نکاح بالغ ہوں تو ان پر ولایت مجبورہ کسی کو نہیں۔ ممکن کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تزویج کے لئے تجویز و پسند فرمایا اور اقرب الدویار الحاضرین کو ان سے نکاح کر دینے کا حکم کیا اور انہوں نے حسب حکم والا نکاح کر دیا ہو تو نکاح ہوا تو ولی مستحق ہی کی ولایت سے، مگر حضرت کے حکم حضرت کی رائے حضرت کی تجویز سے ہونے کے باعث حضرت کی طرف غسوب ہوا ایسی نسبتیں شائع و ذائع ہیں جیسے:

فتح الامیر الحصین وقطع السلطان
امیر نے قلعہ فتح کیا، سلطان نے چور کا ہاتھ کاٹا،
النص وغسل علی فاطمة رضی اللہ تعالیٰ
علی نے فاطمہ کو غسل دیا رضی اللہ تعالیٰ
عنہما۔ (ت)

جب منذر بن زبیر نے حضرت عبدالرحمن کی ناراضی پا کر انہیں اختیار دیا کہ دو چاہیں تو تفریق کر دیں حضرت عبدالرحمن نے اس پر اپنی خواہر مطہرہ سے عرض کی ہا کنت لارد امرا قضیتہ مجھے بیس پچھپا کہ اس بات کو روکوں جس کا آپ نے حکم فرمایا، اور اگر انہما نہ وجت حفصة کے معنی یہی رکھے جائیں کہ ام المومنین نے بعض فضیلتوں کو ترک فرمائی تو ممکن کہ ولی مستحق سے ذکر و مکر اعدت سے بی بی یہ صورت توکیل کی ہو جائیگی بہر حال کوئی مقام مشہد و اشہد نہیں، یہ وہ دو دین کے حامی و نصیری ہیں، اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے ام المومنین کے عصافض سے شمار فرمایا کہ بوجہ اس قرب کے جو حضرت قدسی منزلت کو حضور پروردار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تھا ان کی یہ تزویج جائز رہی، ررقانی علی مؤطا امام مالک میں ہے:

قاب عانت فی السوا سیرۃ الامکان ذلت لعل
عاشت لکما بہ من رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم و اللہ تعالیٰ اعلم۔
امام مالک نے موازیہ میں فرمایا: یہ صرف حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حق تھا کیونکہ ان کو
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خاص تعلق
تھا الحمد للہ تعالیٰ اعلم (ت)

سوال چہارم

اس مسئلہ میں اگر ولی اجدد نے غیر برادری میں نکاح کر دیا تو کیا حکم ہوگا؟

الجواب

ولی اقرب کہ غائب ہے پدر یا جدیج ہے ہر ایک غیر معروف بموت نے اختیار یا معروف کہ اس سے

لے مؤطا امام مالک کتاب الطلاق مالا یسین من التالیف میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۵۱۳
لے شرح الزرقانی علی مؤطا امام مالک کتاب الطلاق مکتبہ تجاریہ کبریٰ مصر ۱۴۲/۲

پہلے ہی ولایت سے کسی بچے کا نکاح غیر کفو یا ہر مثل میں غبن فاحش کے ساتھ کر چکا ہو یا ان دونوں کا غیر ، اور جبکہ غائب پدر ہو تو ولی بعد از معروف بسوئے اختیار یا غیر معروف یا کوئی اور ، یہ فوضو میں ہوتیں اور ہر تقدیر پر غیبت منقطعہ ہے یا غیر ۔ وہ غیر راوری خواہ برادری والا کفو ہے یا غیر یعنی نسب یا مذہب یا حرفت یا روش یا مال غرض کسی بات میں اس سے ایسی کمی رکھتا ہے کہ اس سے نکاح اس کے اولیاء کے لئے باعث سنگ و عار ہے ، نکاح ہر مثل میں غبن فاحش کے ساتھ ہو مثلاً دختر کا ہر مثل ہزار تھا یا فسو یا ندھے یا زوجہ پسر کا یا فسو تھا ہزار باندھے یا غیر ۔ یہ جملہ بہت شہرہ میں ہوتیں ، ان کے حکم کا فسو بطریق اتہ نفسالی یہ ہے کہ اگر غیبت غیر منقطعہ تھی اور ولی غائب پدر یا جہ غیر معروفین بسوئے اختیار میں تو یہ نکاح مطلقاً ان کی اجازت پر موقوف ہے اگرچہ غیر کفو و غبن فاحش سے ہو ، اور اگر غائب نہ ہو معروف بسوئے اختیار تو نکاح مطلقاً باطل محض اگرچہ غیبت پدر میں جہ صحیح غیر معروف بسوئے اختیار نہ کیا ہو ۔

والوجه فی ذلك انت العیبة اذ لم یکن منقطعة لا تكون الولایة لغيره كما قد منا فی مسئله الاولی و الاب والجد لهما المستزید بغير الكفو و بالعرف بقا فاحش اذ لم یصرفا بسوء الاختیار لا ادا عسوفاً به كما فی الدر المنحتار وغیره من الاسماء وقد قال قیہ ولی متسنه تنویر الابصار فی فصل الفضولی کل تصرف حدس منه کتزویج وله مجبیزای من یقدر علی اجازتہ حالاً وقومہ العقد موقوفاً و حالاً مجبیز له حاله العقد لا منعقداً عاذا لم یصرفنا به

اس میں وجہ یہ ہے کہ جب تک غیبت منقطعہ نہ ہو تو خیر کو ولایت حاصل نہیں ہوتی جیسا کہ پہلے مسئلہ میں ہم نے ذکر کیا ہے ، اور باپ اور دادا کو اس وقت خیر عوا و زریں ہر یا استمال کم ہر کے ساتھ نکاح کی اجازت ہے جب وہ سوئے اختیار میں معروف نہ ہوں اس میں معروف ہونے کی صورت میں ہاؤ نہیں جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے جبکہ در مختار اور اس کے متن تنویر الابصار میں فضولی کی بحث میں مذکور ہے کہ تمام وہ تصرفات جن کے صادر ہونے پر وہ کسی کی اجازت پر موقوف ہوں تو اجازت دینے والے کی موجودگی میں وہ تصرفات موقوف قرار پائیں گے اور اگر ایسے تصرفات کی اجازت دینے والا موجود نہ ہو تو پھر یہ تصرفات منعقد ہی نہ ہوں گے ، تو جب

فهذا عقد وقع وله من ينك تنقيده
فوقف وان عرفاً فلا فلا توقف بتزويج
جد لم يعرف به بغيبة اب معروف به وان
كان الجدي ملكه اذ لم يعرف به فان هذا
انما هو حين قيام ولايته وهو عند غيبة
لاب غيبة غير منقطعة لايلى اصلاً ولو من
كفو فضلاً عن غيره .

باب دوا سورا اختیار سے معروف نہ ہوں تو یہ عقد درست
ہوگا اجازت پر موقوف نہ ہے گا کیونکہ اس عقد کو حسب اثر
کہنے والا خود موجود ہے ، اور اگر سورا اختیار میں معروف
ہوں تو منعقد نہ ہوگا اور نہ موقوف ہوگا ، تو اس صورت
میں سورا اختیار میں غیر معروف دوا ، اگر اس باب کی
غیبت غیر منقطعہ میں جو سورا اختیار میں معروف ہو نکاح
کرنے تو یہ نکاح موقوف نہ رہے گا اگرچہ دادا غیر معروف
بسور اختیار خود نکاح دینے کا مالک ہوتا ہے مگر یہاں اس لئے نہیں کہ باب غیبت منقطعہ میں غائب نہیں بلکہ وہ
غیر منقطعہ غیبت میں غائب ہے تو ایسی صورت میں داد سے کو ولایت منتقل نہیں ہوتی اگرچہ داد انکو میں بھی کرے
چر جائیکہ غیر کفو میں کرے ۔ (ت)

اور اگر ول غائب غیر اب وجد ہے تو کفو سے بے غیب فاشس اجازت غائب پر موقوف لقیام ولایت
بعدم الانقطاع (عدم القطاع کی بنا پر ولایت باقی رہنے کی وجہ سے ۔ ت) اور غیر کفو یا غیب فاشس سے
مطلقاً باطل بعدم المجهير (بہرہ کفو و غیر کفو کے و ہرے منقطع باطل ہے ۔ ت) اگرچہ اس ول
غائب بغیبت غیر منقطعہ کے سوا صغیر و صغیر کا باب یا دادا غیر معروف بسورے اختیار غائب بغیبت منقطعہ زندہ
موجود ہو کہ غیبت منقطعہ مثل موت ہے ،

بناء على ما صحح في البديات انها تسقط
الولاية عن الاقرب الى من يليه في
التسوية حتى لو نزل وجهها حيث هو
لم يحز واليه يميل كلام الميسوط و
الهداية والفتح بل هما مضموحان
على ان علي فابسور الاختيار فلا مجيز
فلا توقف بل يبطل ثم فرج عليه فقال فلا توقف
بتزويج جد الواسع ۔ (۲)

بدائع میں مذکور تصحیح کی بنا پر کہ ولایت اقرب سے منتقل
ہوگا اس کے بعد والے قوی کو حاصل ہوگی حتی کہ
اگر اقرب نے جہاں پر وہ ہے وہاں نکاح کر دیا ہو
تو نافذ نہ ہوگا ، اسی کی طرف مبسوط ، ہدایہ اور فتح کا
کلام باطل ہے ، بلکہ آخری دونوں نے اس کی تصریح
یعنی اگر وہ معروف بسور اختیار میں تو یہ نکاح موقوف
نہیں بلکہ باطل ہوگا ، پھر اس پر تفریق
کہا فلا توقف بتزويج جد الواسع ۔ (۲)

به و سیاقی بعضی نصوصہما فی جواب
انہما من وقواہ الزبیدی ردایۃ و ردایۃ و
علیہ فیر فی محیط السرخسی و ذکر الشامی
انہ الذی فی اکثر الکتاب وقد قال فی
الہدایۃ و البحر ففوضنا الی الابد کما
اذا مات الا قریبۃ اءا علی ما استظهر فی
المخانیۃ و الظہیریۃ و التفسیر و الدس و
علیہ فیرج الاسیجانی فی شرح مختصر
الطحاوی و علیہ مشی فی البحر من انہما
لا تنفی ولایتہ و انما تعد ثمانین ینیسہ
فیکون کان ہما لیین مستویین کاخوین او
عمین فیہما عقد نقد فالظاهر فیہما ذکرنا
التوقف اذا المویکن الاب او بجد معروف و لیسو
الاختیار لانہ وقع وهو مجیز فافہم۔

کی ہے اور ان کی بعض نصوص پانچویں سوال کے جواب میں
آئیں گی اور اسی کو مذہبی نے قوی قرار دیا درایت و روایت
اور اسی پر محیط سرخی میں تفریع قائم کی اور شامی نے کہا
کہ یہی اکثر کتب میں ہے جبکہ بدر اور بحر میں کہا کہ ہم یہ
ولایت ہمیشہ کے لئے دوسرے مرتبہ وائے کو سرپ
دیں گے جیسا کہ اقرب کے فوت ہو جانے پر ہوتا ہے اور
لیکن غایہ، ظہیریہ، تنویر اور دوسرے جس کو ظاہر قرار دیا
شرعاً محقق الطحاوی میں اسے سببانی نے جس پر تفریع قائم کی ہے
اور بحر نے اسی کو اپنایا، وہ یہ ہے کہ اقرب غائب کی
ولایت ختم نہ ہوگی، ہاں قربت میں دوسرے مرتبہ دے
کے لئے ہی ولایت ثابت ہو جائے گی، اگر یا یوں دو
مسادوی ولی قرار پائیں گے جیسے دو بھائی یا دو بچے
بڑے بھائی تو دونوں کو ولایت نفاذ حاصل ہوتی ہے،
جو بھی عقد کرے گا نافذ ہوگا، تو ظاہر وہی ہے مجرم نے۔

ذکر کیا کہ باپ یا دادا سوا اختیار سے معروف نہ ہوں تو نکاح موقوف رہے گا کیونکہ یہ حضرات نکاح کو ہر ذکر نیوے
مرد ہیں، غور کرو۔ (ت)

اور اگر غلبت منقطعہ تھی تو غیر کفو یا عین فاحش سے مطلقاً بالکل مگر اس صورت میں کہ غائب پدر جو اور
مزدوج صحیح کہ نہ معروف نہ ہوئے اختیار ہو نہ اس تزویج کے وقت نشی میں کہ اس تقدیر پر یہ عقد نہ صحیح و نافذ بلکہ
لازم ہوگا جو کسی طرح رو نہیں ہو سکتا اور اگر نکاح کفو سے بے غلبہ فاحش ہے تو مطلقاً تام و نافذ مگر ولی مزدوج
اگر بعد ہے تو لازم بھی ہو گیا ورنہ غیر لازم کہ قاصر و قاصرہ کو اگر پیش از عرواح نکاح کی خبر سے تو بطور غیبت ہوتے ہی در نہ
بعد برب خبر پائیں، اختیار ملے گا کہ اس پر مقرر تھی جو کہ قاضی شرع سے نکاح طبعاً رالیں۔

و المسائل فافہم و فی کتب المذہب
یہ مسائل واضح اور مذہب کی کتب میں مذکور ہیں جبکہ

و اثره وقد قال في الخيرية قد نصوا على
ان غير الاب والجد الا كما تروج الصغير او
الصغيرة مع وجود احد هما انت كان
بعينه وبسوت الولاية له بالغيبة المجترة
لذلك فهو خير البلوغ لانه نروح بالولاية
تتبعه كبت ههنا على ههنا
رد المحتار ما نصه وانظر هل اذا
عاد الاب او الجد حتى عادت ولايته
كما نصوا عليه هل يكون له ايضا
رد اعتراض قبل بلوغ الصغيرين ام
هو لهما خاصة حتى يبلغا والظاهر
هو الاول لانه لا دفع ضرر حتى كما في
الهداية او ضرر عدم منحقق
كما في الفتحة فينبغي ثبوته
لمن له النظر وانما النظر
لعدم الضرر فلو يؤخر مع
امكان الدفع قبل ان يتصور
ثم انت قلنا بحصول ذلك للاب
والجد ولم يعارضوا حتى يبلغ
الصغيرين هل فعل يكون ههنا
الاعتراض عن الاعتراض مبطل
لغيا الصغيرين كما لو توج
الابوان بالغية الظاهر
لا لانت النكاح اذا وقع غيبتهما
فقد نفذ علي موقوف على

له فتاویٰ خیریت

باب الاولیاء

دار المعرفۃ بیروت

غیر میں کہا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ باپ اور دادا
کی غیر موجودگی میں اگر کسی غیر نے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا
نکاح کر دیا تو اگر باپ اور دادا ایسے غائب ہیں جس کی
بنیاد اس غیر کو ولایت اور بھارت ہو سکتی ہے تو لڑکے
اور لڑکی کو میاں بلوغ حاصل ہو گا کیونکہ غیر نے یہ نکاح اپنی
ولایت سے کیا ہے اور تنبیہ میں نے یہاں رد المحتار
کے حاشیہ پر لکھا ہے جس کی عبارت یوں ہے کہ غور کرنا
ہو گا کہ کیا باپ یا دادا واپس آ گئے تو لڑکے یا لڑکی کے
بالغ ہونے سے قبل ان کو دوبارہ ولایت لوٹ آئیگی
جس کی وجہ سے لڑکے اور لڑکی کے کئے ہوئے نکاح پر
ان کو اعتراض کا حق ہو گا یا اب ان کو اعتراض کا حق
نہیں بلکہ لڑکے یا لڑکی کو ہی اپنے بلوغ پر اختیار
دے گا یہاں کہی م فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ظاہر
پہلی صورت ہے کیونکہ کسی محض ضرر کی بنا پر جیسا کہ
ہدایہ میں ہے یا احتمال ضرر کی بنا پر جیسا کہ فتح میں ہے
صاحب شفقت کو اختیار ولایت ثابت ہے جبکہ
ولایت شفقت دفع ضرر کے لئے ہی ہوتی ہے ، تو
بچوں کے بلوغ کی انتظار تک کیوں ضرر کی جائے جبکہ
مرد واقع ہو جائے سے قبل اس کے دفع کا مکان
موجود ہے ، پھر قابل توجہ یہ ہے کہ جب ہم تسلیم کر لیں
کہ باپ دادا کو ولایت دوبارہ مل گئی ہے ، اب وہ
نابالغ کے نکاح پر تعرض نہ کریں حتیٰ کہ بچے بالغ
ہو جائیں تو کیا باپ دادا کا تعرض نہ کرنا بچوں کے
خیار بلوغ کو ختم کر دے گا جیسا کہ خود باپ دادا نے
نکاح کیا ہو تو نابالغ کا خیار بلوغ باطل ہوتا ہے ،

اجازتہما فلو یزین الیہما ایقاعا ولا انفاد
او عراضہما عن اعتراضہما لا یوجب
ابطال حق الصغیرین کما اذا المیزاجہما
ظالما یتصوفا فی ما لہما فلیتأمل و لیستخرج
ما کتبتہ - واللہ تعالیٰ اعلم
نہ ہوگا جیسا کہ ظالم نے بچوں کے مال میں تصرف کیا اور باپ دادا نے تعرض نہ کیا ہو۔ اس میں غور چاہئے اور
واضح کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

سوال پنجم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید سوکوس سے زائد سفر میں گیا ہے اُس کے مکان پر
اُس کی والدہ اور اُس کی دختر زینب نامی اور اس کا چھوٹی زاد بھائی خالد موجود ہیں زینب نے اپنی والدہ کو لکھا کہ
زینب کا نکاح بغیر میری اجازت کے نہ کرنا میں خود سفر سے آکر اپنے برادر کے پاس کے ساتھ کروں گا، مگر اس کی
والدہ نے بغیر دریافت کے زید کے لیے اور بغیر دریافت کے خالد کے جو موجود تھا اپنی رائے سے اپنی پوتی زینب بادلغہ
کا نکاح بہت دُور کے عزیزوں میں کر دیا اس صورت میں زید سے آئے کے بعد نسخ نکاح کرا سکتا ہے یا
نہیں؟ اور خالد جو بجا بہت حق اپنے مکان پر موجود تھا اور اس کی رائے کے خلاف نکاح ہو گیا تو آیا یہ بھی
زینب بادلغہ کا نکاح نسخ کرا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جردا۔

الجواب

خالد تو یہاں کوئی چیز نہیں، نہ اسے کچھ اختیار کہ اس کے الاب ذوی الارحام سے ہے، اور ذوی
بالاتفاق اُن پر مقدم،

فی الدرر المختار المولیٰ فی النکاح العصبۃ
بنفسہ علی ترتیب الامرت والعجب فان
لو یکن عصبۃ فالولاية للام ثم للاب
الی قولہ ثم ذوی الارحام

در مختار میں ہے نکاح میں ولی، وراثت و عجب کی
ترتیب پر عصبیات بنفہ ہوتے ہیں، اگر عصبیات نہ ہوں
تو پھر ولایت ماں کو پھر دلدی کو ہوتی ہے، ان کا
بیان ذوالارحام تک ہوا۔ (ت)

مگر فقیر سوال سے یہ صورت ظاہر وہ صاف شہادت دے رہی ہے کہ یہ نکاح اس وجہ پر واقع نہ ہوا جو شرع مطہر نے غیبت ولی اقرب میں ولی البعد کے لئے رکھی ہے قطع نظر اس سے کہ یہاں دادی ولی البعد ہے بھی یا نہیں (کہ البعد وہ اقرب کے بعد مرتبہ ولایت میں ہو غیبت پدر میں دلوٰی اس وقت ولی البعد ہو سکتی ہے کہ ماورائے بحائی، بختیا، چچا، چچا کا بیٹا، سگے سوتیلے، غرض دادا پر دادا کی اولاد کا کوئی مرد عاقل بالغ کتنے ہی دور کے رشتے کا اصل موجود نہ ہو، نہ زینب کی ماں حاضر ہو کہ یہ سب مراتب ولایت میں دادی پر مقدم کما تقدّم وقد حقت تقدّم الام علی ام الاب فیما علق علی مرد المحتار) (جیسا کہ پہلے گزر چکا اور ہم نے رد المحتار کے حاشیہ میں تحقیق کی ہے کہ ماں کو دادی پر تقدم حاصل ہے۔ ت) مذہب معتد میں بحالت غیبت اقرب ولی البعد کے اجازت اپنی رائے سے صغیرہ کا نکاح کر دینے کا اختیار صرف اس ضرورت سے دیا جاتا ہے کہ مرد دست صغیرہ کے لئے کوئی کفو خواستگار حاضر و موجود ہے اور اُسے اتنی حدت منظور نہیں کہ ولی اقرب واپس آئے یا اُس کا جواب دیا جائے، اگر اتنا انتظار کرتے ہیں تو اس دیر کے باعث کفو موجود نکاح پر راضی نہ ہو گا اور موقع ہاتھ سے نکل جائے گا فوات کفو کے سبب صغیرہ کو نقصان پہنچے گا کہ کفو ہر وقت میسر نہیں آتا، کیا معلوم پھر ہاتھ نہ ملے، لہذا بضرورت اُس ولی اقرب کے بعد کے وجہ کا جو ولی حاضر ہے شرع مطہر اسے اجازت دیتی ہے کہ اگر وہ دیر کرے اور کفو نہ ملے تو کفو نہ ملے گا، مگر ہاتھ نہ ملے گا، اور کفو حاضر کا ہاتھ سے کھو دینا نہ در نقصان، بلکہ سرے سے نا بائع رو ولایت تزویج کی نثر یہ اگرچہ باپ ہی کی براسی حکمت کے لئے واقع ہوئی ورنہ بچپن میں نکاح کی کیا ضرورت۔ فتح القدر میں ہے،

نکاح بعض مقاصد کے لئے ہوتا ہے جو عادتاً دوم مثل	النکاح یؤدّی لمقاصد ولا یتوفى الا بینه
حضرات سے پورے ہوتے ہیں اور یہ مائیت اور	المستکافین عادی ولا یتعلق الکفو فی حکم
کفو ہر وقت میسر نہیں ہوتی، اور باپ کو ولایت نص	نرمات فاشبات ولا یة الاب بالنص لعمدة
سے ثابت ہوتی ہے تاکہ وہ ضرورت کے وقت کفو کو	احراس کفو ۱۰ اظفر به للحاجة الیه اذ
حاصل کر لے میں کامیاب ہو سکے، کیونکہ ہر وقت کفو	قد لا یظفر بمثلہ اذا مات بعد حصولہ
میرے لئے کے بعد بائع ہو جائے پر حاصل نہیں ہوتی۔ (ت)	

حدیث میں ہے صور مستیہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

یا علی ثلاث لا تؤخرها العتق اذا، اسے علی! تمہیں چیزوں میں دیر نہ کرنا، نماز جب اس کا

رائہ فوات الکفو الذی حضورہ بغیبة منقطعة
والیہ اشار فی الکتب

فتح القدر میں ہے

فالبقیة والایة لا قرب ابطلنا حقہا وفات
مصلحتہا

پر ایہ میں ہے

هذا اقرب الی النفع لانه لا نظر فی ابقاء
ولایتہ حیث ذلت

تو بعد کے اصول ولایت میں شرط پر مشروط

اولیہ بعد بغیبت اقرب جس کے نکاح میں دسے صغیرہ کا کفو ہو

فانه ان لم یکن کفو فایش یفوت بفوتہ
والامر تمس الحاجة

اگر وہ کنو نہ ہو تو پھر کسی چیز کے فوت ہونے کا غلطہ
اور اس کی وجہ سے

وہ وہ کنو ولی اقرب کا جواب آئے تک نہ دے کہ ہرگز بعد کو اختیار نہ ہوگا۔ جامع الرواۃ وجمع الاثر
میں ہے

لو انتظر الخ طبع لم ینکح الا بعد یح

اگر منگنی طلب کرنے والا ولی اقرب کا انتظار کرتا ہے
تو پھر ولی بعد نکاح نہ کرے (ت)

منہ الخ الخ میں ہے

ان رضی مخاطب ان ینتظر الی استیذان الولی
الاقرب لم یصع ولا بعد العقد

اگر منگنی والا ولی اقرب سے اجازت حاصل کرنے
پر راضی ہے تو بعد کا نکاح درست نہ ہوگا۔ (ت)

دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۱۵
مکتبہ قوریہ رضویہ سکھر ۲/۱۸۴
المکتبۃ العلمیۃ بیروت ۲/۲۹۹
دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۳۹
ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۱۲۶

سہ رد المحتار باب الولی
فتح القدر باب فی الاولیاء
سہ البدایہ باب فی الاولیاء والاختار
سہ مجمع الانہر شرح مشکئہ الأبکر - - -
سہ منہ الخ الخ حاشیہ علی البحر الرائق باب الاولیاء

سوم اس جادی کرنے والے کنو کے سرا اور کوئی کنو خواستگار نکاح ایسا حاضر نہ ہو جو جواب آئے تک استغفار پر راضی ہو۔

فانه حيثما لا يفوتها الكفو الخطاب بالفعل
انما يفوت ان فوات احدهما وليس في ذلك
ابطال حقها ولا تفويت مصلحتها حتى
تسلب الولاية من قريب شقيق الى بعيد
سحيق وهذا ظاهر لا مستر عليه۔

کیونکہ اس صورت میں لڑکی کے لئے کنو والا رشتہ
فوت نہ ہوگا، ہاں دونوں میں سے کوئی ایک فوت ہوا
مگر اس سے لڑکی کا حق باطل ہوا نہ اس کی مصلحت
فوت ہوئی جس کی بنا پر اقرب ولی کی ولایت سلب
کی جائے جو کہ نہایت شفیق ہے اور بعید غیر شفیق کو
دی جائے یہ بالکل ظاہر بات ہے۔ (ت)

یہاں اولاً زید کا بھتیجا جس کے ساتھ تزویج زینب کا ارادہ وہ اپنے خط میں لکھ چکا ہے ہر اصرار کنو خواستگار
موجود ہے یہ دوسرا جس کے ساتھ نکاح کیا گیا اگر کنو بھی تھا اور اتنی دیر میں ہاتھ سے نکل بھی جاتا تو دوسرا تو موجود تھا
تو ضرورت جس کے لئے ولی بعد کو اختیار مقرر نہ ہوئی، ولید علامہ حیر الدین دہلوی ماسیہ بحر الرائق مسئلہ فصل
ولی اقرب میں فرماتے ہیں،

الولاية بالفضل نیاسة انما سقطت من
لذفع الاختیار بها ولا يوجد مع اسادة التزوج
بکفو غیرہ۔

دہلوی کی حد سے ولایت قاضی کو بطور نیاست
منتقل ہوتی ہے تاکہ وہ لڑکی کو ضرر رسانی کا دفع
کرسکے، جبکہ ایک کنو کی بجائے دوسرے کنو کو نکاح
دینا لڑکی کے لئے ضرر نہیں ہے۔ (ت)

علامہ شامی ماسیہ بحر میں لکھتے ہیں،
ان كان الكفو الآخر حاصوا وامتنع الاب من
تزوجها من الاول واراد تزويجها من
الثاني لا يكون عاصلا من شفقتة دليل على
انه اختار لها الافهم۔

اگر دوسرا کنو موجود ہے اور باپ پہلے کو نکاح نہ دے
اور وہ دوسرے کو دینا چاہتا ہے تو اس کو باپ کی
دکاوت نہ کہا جائے گا کیونکہ اس کی شفقت پدری
اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بچی کے لئے زیادہ مفید
کو پسند کرتا ہے (ت)

ثانیاً جب خط نہ کرانے اور ارادہ ذیہ ظاہر ہو جانے کے بعد یہ نکاح واقع ہو تو فی ہرگز یہ طہری اس کے لئے نہ تھی کہ کفو حاضر کو اتنی محنت نہیں دیکھ کا جواب آنے تک بیٹھا نہ رہے گا بلکہ قصد اس کے لئے نہ تھی جان کر بلا باغ کارروائی کر لی گئی کہ وہ نہ آنے پائے اور اپنا مطلب جو چاہے یہ ہرگز نہ ضرورت نہ مصلحت نہ مراد شرع سے اسے مناسب ہے بلکہ مقصود شرع سے صاف منافقت شرع مطہر نے مراتب و ولایت کی ترتیب اسی دن کے لئے رکھی تھی کہ جس کی عقل کامل صغیر البین پر شفقت و افزان بے چاروں کے کام آرام کا انتظام اہتمام اس کے ہاتھ میں دیا جائے نہ کسی کم شفقت یا ناقص العقل کے قبضہ میں، اگر ترک انتہار اسی کا نام رکھا جائے کہ وہی اقرب کی رائے اپنے خلاف معلوم ہے لہذا اس سے دریافت کا انتظار نہیں کرتا کہ وہ پوچھے سے منع کر دے گا تو ایسی غیبت تو بروقت نقد وقت ہو سکتی ہے اگر وہ سب معتد پر غیبت منقطعہ میں سفر در کنار شہر سے باہر ہونا بھی شرط نہیں کما فی الغنایۃ والبعس والندود وغیرہ (جیسا کہ حانیہ، بحر اور درر وغیرہ میں ہے۔ ت) صغیرہ کا مہربان باپ اس کی مصلحت کا خواہاں اس کی مضرت سے ترساں جب مسجد میں نماز کو جائے گا تو اس سے کوئی عورت ناقصہ العقل والدین اپنی خواہش کے مطابق جس کفو کو چاہے بیٹھے لے لے اگرچہ باپ جانتا ہو کہ اس سے رشتہ میں صغیرہ کی شامت ہے تو شرع مطہر میں باپ کی تقدیم اور اس کی رائے و شفقت پر اس قدر اہتمام و عظیم ذکر اگر وہ ایک بار کفو کے ہوتے بغیر کفو سے بیاد رہے تو تمام جہاں میں کسی کو اختیار افاض نہیں کہ اس نے کفایت سے بڑھ کر کوئی مصلحت سوچ لی ہوگی،

فی سداد المحتار انہ لو غور شفقتہ یا لامسوة
لا یزوج بنتہ من غیر کفو او بعین فاحش
الا لمصلحتہ مزید علی هذا الضرر کعلمہ
بحسن العشرة معها وقلة الاذى ونحو
ذلت

رد المحتار میں ہے کہ وہ پوری شفقت کی بنا پر اپنی بیٹی کا نکاح غیر کفو اور انتہائی کم مہر سے نہیں کرے گا مگر جبکہ اس ضرر کی نسبت زیادہ فائدہ اور مصلحت پیش نظر ہو مثلاً لڑکی کے لئے اچھی معاشرت اور لڑکی کو اذیت سے محفوظ وغیرہ مقصود ہو۔ (ت)

سب بیکار و محفل ہو کر رہ گئے ان هذا البعید من الفقہ ای بعید (یہ فقہ سے بہت بعید ہے۔ ت) بلکہ ایسی باگ چوڑنے میں سخت فتویٰ کا احتمال قوی ہے مثلاً ان بے خرد اپنے کسی عزیز کے ساتھ جو پر قربت خواہ کسی طبع سے یا دلف و غماش کی باتوں میں اگر کسی شخص سے دختر قاصد کا نکاح چاہتی ہو پر شفیق آگاہ ہو کہ یہ بے مذہب یا کم نسب ہے اور کسی وجہ سے کفو نہیں وہ منع کر دے اس کے جاتے ہی یہ ناقصہ العقل اس بڑی بگڑ

کی اتحاد سے اور دعوے کرے کہ یہ کفو تھا انتظار میں فوت ہو جاتا لہذا مجھے ولایت ملی اب کہیں یہ حاکم رہی نہ تھی
 آدمی معاذ اللہ ایسے معاملات کچھری تک لے جاتے غیرت کرے اور قہر و دلش بر جان و دوش کہہ کر خاموش رہتے تو
 بامعز کو کیسا ضرر عظیم پہنچا اگر دعوے کرے تو عدم کفایت کا ثبوت دینا دشوار ہو خصوصاً مثل مذہب میں کہ بہت
 بد مذہب خصوصاً روافض ایسی جگہ تخیل کی بڑی دھمال رکھتے ہیں تو ایسی اجازتوں میں کسی آفتوں کا فتح باب ہے
 والعیاذ باللہ العزیز الحکیم (عزت و حکمت واسلئے اللہ کی پناہ - ت)۔

ثالث مذہب معتبر بلکہ قول مقابل پر بھی ولی اقرب کی غیبت منقطعہ میں البعد کو ولایت دینے کا منشا
 صرف یہ کہ ولایت اس لئے رکھی ہے کہ اس کی رائے سے نابالغ کو نفع پہنچے اور جب وہ ایسا غائب ہے تو اس
 کی رائے سے نفع معدوم، لہذا جو اس کے بعد رہ رہتا ہے اس کی رائے پر رکھیں گے، ہر ایر میں ہے،

ان هذه ولاية نظرية وليس من النظر
 التوفيق الى من لا يستعمل برأيه فوضناه
 الى الابد والعيبة المنقطعة ان يكون
 بحال يفوت الكفو باستطلاع رأيه
 ملقطاً۔

یہ نکاح کی ولایت شفقت پر مبنی ہے آج جس کی رائے
 سے انتفاع نہ ہو سکے ایسے کو ولایت سونپنا شفقت
 نہ کہلائے گی۔ لہذا ہم یہ روایت اس کے بعد والے
 ولی کو سونپتے ہیں، اور غیبت منقطعہ پر ہے کہ وہ اقرب
 ایسی جگہ حاکم اس کی رائے حاصل کرنے میں کفو نہ
 ہو جائے، احد ملقطاً (ت)

فتح القدر میں ہے،

لا نظر في التوفيق الى من لا ينتفع برأيه لان
 التوفيق الى الاقرب ليس بكونه اقرب بل
 لان في الاقرب زيادة مظنة للحكمة وحج
 الشفقة بما علة على زيادة اتفاق الراغب
 للمولية فحيث لا ينتفع برأيه اصلاً سلبت
 الى الابد۔

جس کی رائے سے انتفاع ممکن
 نہ ہو اس کو ولایت سونپنا شفقت نہیں ہے کیونکہ
 اقرب کو ولایت اس لئے نہیں کہ وہ اقرب ہے بلکہ
 اس لئے کہ اقرب ہونے میں زیادہ شفقت کا پہلو ہے
 جو کہ لڑائی کے لئے فوائد سے اتفاق ہے، تو جہاں
 اس کی رائے سے انتفاع ممکن نہ ہو وہاں اسے البعد
 کی طرف منتقل کیا جائے گا۔ (ت)

بحر الرائق میں ہے،

قوله ولا بعد التزويج بغية الا قرب مضافة
 القصر الى ثلثة ياء فصاعد لا من هذه
 ولاية نظرية وليس من النظر التولية
 الى من لا يستقيم برأيه فوضناه الى الابد
 نه برتوة شفقت نه ہوگی، اس لئے ہم نے یہ ولایت ابد کو سونپی ہے۔ (ت)

یہاں کہ ولی اقرب کی رائے سے انتفاع بالفصل حاصل وہ خط مکہ چکا اپنی رائے ظاہر چکا تو اب ابعد کی
 رائے پر رکھنے کا کیا نشانہ اس کی رائے تو اس لئے لی جاتی ہے کہ اقرب کی رائے سے انتفاع معدوم، نہ اس لئے
 کہ اس کی رائے سے ہونے والی حاصل ہے اس کے زود و ابطال کے واسطے یہ ہر امر عکس مقصود ہے تو نظر بجمالات
 واقفہ صاف ظاہر کہ یہ اس صورت سے بہت ابعد ہے جس میں شرعاً مطلق اقرب سے ابعد کی طرف ولایت نقل فرمائی،
 و جو غیبت زید غیبت منقطعہ نہیں اور وہی بدستور ولی اقرب ہے، اس کے سوا دای و غیرہ کسی کا کیا نکاح
 نکاح حضوری ہے کہ زید کی اجازت پر موقوف توفیح کر سکتا کیا معنی زید خود اپنے قول سے منع کر سکتا ہے زبان
 سے کہہ دے میں نے یہ نکاح رد کیا، فوراً رد و ابطال ہو جائے گا۔ قیط و سدید و شرح تنویر و غیرہ میں ہے،
 و لفظ لاخیر لوم و وج الابد محال قیاساً
 الا قرب توقف علی اجازتہ

یہ سب کلام اس حالت میں ہے کہ جس سے زینب کا نکاح بوزینب کا کفو ہو اور اگر کفو نہیں یعنی نسب یا مذہب
 یا پیشے یا چال چلن یا مال غرض کسی بات میں ایسا کم ہے کہ اس سے اس کا نکاح ہونا زید کے لئے ہا مشہور ہو
 جب تو حکم بلا وقت ظاہر کہ مذہب معتد پر یہاں سرے سے غیبت منقطعہ کی پہلی ہی شرط محقق نہ ہوئی تو ایسا نکاح
 قطعاً اجازت پذیر ہو موقوف ہے اگرچہ باپ ہزار کس پر جو وہ بھی جبکہ زید اس سے پہلے اپنی ولایت سے کوئی
 نکاح غیر کفو سے ذکر چکا ہو ورنہ یہ نکاح زینب اس کی اجازت پر بھی موقوف نہ رہا، سرے سے خود ہی باطل محض
 ہو لہذا وہ من فضولی و لا محجوز (فضولی سے صادر ہونے اور اس کو جائز کرنے دان نہ ہونے کی بنا پر ت)

ظاہر حال صورت سوال تو یہ ہے اور اگر فرض کیجئے کہ جتنے زینب کی یہ جلدی اور جس سے نکاح ہو اس کی بے نظاری اس بنا پر نہ تھی بلکہ واقعی یہی امر تھا کہ صرف یہی کفو خواستگار رہے بھتیجا وغیرہ یا تو خواستگار ہی نہیں یا ہیں تو کفو نہیں، اور یہ کفو اپنی کسی ضرورت کے باعث اس درجہ مستعجل ہے، زید نے کہ خط لکھا اس وقت کوئی کفو خواستگار نہ تھا، اب اگر اسے اطلاع ہو کہ یہ موقع یا تمہ آ یا اور ایسا خواستگار پایا عجیب نہیں کہ وہ بھی رضا منسد ہو مگر بے ہمتی کے باعث خط یا آدمی بھیج کر دریافت کرنے کا وقت کہاں انتظار میں کفو فوت ہو گا زینب کو ضرر پہنچنے کی توقع اگر حالت یہ تھی تو بیشک زید کی غیبت پر غیبت منقطع کی تعریف مذکور صادق نظر آئے گی اور کہا جائے گا کہ اب جو ولی حاضر درجاء ولایت میں اس کے بعد ہے اس نے ولایت پائی، اب اولی تو یہ دیکھنا چاہئے کہ اس نکاح میں زینب کے مہر مثل میں کی فاحش تو نہ ہوئی مثلاً اس کا مہر مثل پچاس ہزار تھا پچیس ہزار بندھے، اگر ایسا ہے تو یہ نکاح مطلقاً باطل محض ہوا کہ اب باپ بھی جائز کرے تو جائز نہ ہوگا، مگر یہ کہ باپ کی غیبت منقطع میں زینب کا ہدیہ صیغہ فی حاضر ہو جو اس سے پہلے کوئی نکاح اپنے کسی زیر ولایت کا ایسی بے شغتی کا نہ کر چکا ہو، اور یہ نکاح دادی نے اس کی اجازت سے کیا یا بعد وقوع اس نے ہاں نہ رکھا اور نافذ کر دیا، اور اس اجازت سابقہ یا لاحقہ کے وقت لحاظ میں نہ تھا البتہ جائز بلکہ لازم ہوگا کہ پھر کسی طرح رد نہیں ہو سکتا، مگر اگر سوال سے زینب کا دادا موجود ہونا مفہوم نہیں۔ در مختار میں ہے:

لزمہ النکاح ولو یفین فاحش بنقص مہرہا
او یفین کفو ان الولی المعزوم اباً وجداً لہ
یعرف منہما سوء الاختیار وان عسوف
لا یصح النکاح اتفاقاً وکذا لو کان سکراً
او فی الخیریۃ ومثل الوکالت السابقۃ
الاجازۃ اللاحقۃ۔
اگر باپ یا دادا نکاح دینے والا ہو جس کے بارے
سور اختیار معروف نہ ہو تو اس کا غیر کفو، وراثتی
کم مہر سے کیا ہو انکاح بھی لازم ہوگا، اور اگر وہ سور اختیار
سے معروف ہوں تو بالاتفاق یہ نکاح صحیح نہ ہوگا،
یوں ہی اگر وہ فسخ میں ہوں تو بھی صحیح نہ ہوگا، اور
تغیر میں ہے پہلی وکالت کی طرح ہی بعد والی
اجازت کا حکم ہے۔ (ت)

اور اگر یہ نکاح اس عیب سے بھی خالی ہے یعنی مہر مثل میں کی فاحش نہ ہوئی تو اب یہ دیکھنا ضروری ہے کہ باپ اور
جد کے درمیان جس قدر اولیا ہیں جن کا ذکر ہم اوپر کر آئے ان میں سے کوئی موجود تھا یا نہیں، اگر تھا تو دادی نے

۱۹۲/۱	مطبع محبت سبائی دہلی	باب اول	سہ در مختار
۲۵/۱	دار المعرفۃ بیروت	باب الاولیاء والاکفار	سہ فتاویٰ خیریت

اُس سے اجازت لے لی تھی یا نہیں، اگر نہ لی تھی تو بعد وقت نکاح قبل واپسی پر اُس نے اجازت دے دی تو بیشک یہ نکاح صحیح و نافذ ہوگا کہ باپ اُسے رد نہیں کر سکتا۔

فی فتح القدیر ولو حضر الاقرب بعد عقد فتح القدر میں ہے کہ اگر ابعد کے نکاح کو مینے کے بعد الا بعد کا یوم عقد و ان عدت ولا یتہ یعود۔ اقرب آجائے تو ابعد کے نکاح کو رد نہ کر سکے گا اگرچہ اقرب کے واپس آنے پر اس کو ولایت لوٹ آئی ہے۔

مگر یہ ولی جس نے اولی یا بعد اجازت دی اگر زینب کا دادا نہیں جیسا کہ صورت سوال سے بھی ظاہر ہے تو یہ نکاح اُس کی اجازت سے نافذ بھی لازم اب بھی نہ جو ازینب کو بعد بلوغ اختیار طے گا اگر پہلے سے نکاح کی خبر ہے تو بالغ ہوتے ہی فوراً اور نہ بلوغ کے بعد جس وقت خبر طے اُسی وقت معاً اس نکاح سے اپنی ناراضی یا ہر کردے کہ اس صورت میں حاکم اس نکاح کو فسخ کر دے گا اگرچہ پیش از بلوغ زینب بمبستری بھی واقع ہوئی ہو مگر از انجا کہ زینب و شیزہ سے دیر گھانے کا اختیار نہ ہوگا اگر پہلے سے خبر ہے تو بالغ ہونے پر رد خبر پانے پر بلا غرر و ضرورت ایک سالہ کی دیر کرے گی تو اختیار ساقط اور نکاح لازم ہو جائے گا اگرچہ وہ اس مسئلہ سے ناواقف ہو اور انجانی کے سبب فوراً مبادرت نہ کرے۔

ان كان المنزوح غير الاب و ابیه و لو الاموات كفتوبه و بھرمثل و لكن لصغير و صغیرة خیاس الصغیر و لو بعد الدخول بالبلوغ او العلم بالنکاح بعد و بشرط انقضاء النفسخ و بطل خیاس البکر یا السکوت لو مختارة عالمة باصل النکاح ولا یتدانی آخر المجلد و ان جهلت به آھ منتقطاً۔

نکاح کا علم رکھتی ہو اور عاقلہ ہو، اس کا یہ اختیار مجلس علم کے آخر تک باقی نہ ہے گا اگرچہ وہ اس مسئلہ سے جاہل ہو، (احمد منتقطاً) (ت)

اور اگر دادی سے بالاتر جو ولی موجود تھا باپ کے آنے سے پہلے اس نے رد کر دیا تو باطل ہو گیا باپ کو فسخ

کی کیا حاجت ، اور اگر ہنوز نہ اُس ولی نے اجازت دی نہ روکیا تھا کہ زید آگیا تو اب وہ قرقٹ اس ولی سے عقل ہو کہ خود زید کی اجازت پر رسہ گا اگر رو کر دے گا اسی وقت باطل ہو جائے گا۔

فی الدر المختار و تبیین الحقائق للمصنف
الزیلعی واللفظ له وعنه قف الهندیة
تقبل ولاية الا بعد یسجن الا قرب لهما عقد
لانہ حصل بولاية تامة۔
در مختار اور تبیین الحقائق امام زیلعی میں ہے زیلعی کی
جہارت میں اور ہندو میں زیلعی سے منقول کہ اقرب کے
واپس آنے پر البتہ کی ولایت باطل ہو جائے گی اور
ابعد کا کیا ہوا نکاح باطل نہ ہوگا کیونکہ یہ اس کی کامل
ولایت میں حاصل ہے۔ (د ت)

تشبیہ نفیس : اقول وبالله التوفیق . یہ تمام کلام فقیر غفرلہ تعالیٰ نے کلمات علمائے کرام کے اُس ظاہری
معاذ پر مبنی کیا کہ بادی النظر میں اذان عامہ اس طرف جاتیں اور اگر حق تحقیق و عین تدقین چاہئے تو سناہ معتقدہ شناسنا
جو زم و قطع کے ساتھ اُسی ابتدائی بات پر حکم کرے گی جسے ہم نے اولاً ظاہر صورت سوال بنا کر دوبارہ فرضا اس سے
تزلزل کیا تھا یعنی اس غیبت کا غیبت منقطع نہ ہونا اور ولایت پر رکابہ مستور باقی رہنا اور اگر یہ نکاح منعقدہ واقع
ہوا تو مطلقاً جو استثناء ہر حال و ہر صورت میں اجازت ولی اقرب پر قرقٹ پانا اور اس کے زد کئے سے فوراً
رد ہو جانا ، جب مذہب محمدی بنے گا اس پر پٹھانوں نے اقرب کے یاب و جواب کے انتظار میں کفر
فوت ہوتا اور موقع پاتے سے نکلا جاتا ہو کیا معلوم پھر کفر طے یا نہیں تو یہ بات ہمارے اعصار و امصار میں
کنہاری راکھوں کے حق میں جبکہ ولی اقرب کا پتا معلوم اور وہاں تک ڈاک کی آمد و رفت بے وقت مرسوم ہو مشہور
نہیں اور تو از منہ سابقہ میں نہ راہیں ایسی آسان تھیں نہ ڈاک کے ایسے انتظام ، مدتوں میں منزلیں طے ہوتیں ،
خط جاتا تو آدمی لے جاتا ، پھر تنہا کی گلاز دشوار ، نہ ہر وقت قافلے میسر نہ ہر شخص قاصد بھیجنے پر قادر ، اور اُن
بلاد و قبیلہ میں نکاح کی یہ دم کہ آج غلبہ ہوا کل نکاح ہو گیا ، وہ ایک روز کی دیر لگی تو دوسری جگہ موجود ۔ یہاں یہ
رواج کہ مہینوں میں منگنی ، مدتوں میں بیاہ ، بات ٹھہرتے ٹھہرتے سال پلٹ جاتیں ، اگر خوش قسمتی سے دو پار
بھیننے کی آمد و رفت پیام سلام میں کسی کا نکاح ہو گیا تو لوگ تعجب کرتے ہیں کہ میں بھٹ منگنی پٹ بیاہ ۔ پھر خطوط
کی آمد و رفت وہ کہ میسر سے دن کلکتہ خط پہنچے چوتھے دن کہتی ، وہ کون سا جگہ باز ہوگا کہ آج پیام دے اور آج ہی
نکاح پا ہے ایک ہفتہ کا انتظار ہو تو نکاح ہی نہ کرے یا صبح و شام دوسری جگہ نکاح ہو جائے ، ہندوستانی
کی راکھیں سہل نہیں ملتیں ایک ایک بڑھیا کے منہ سے سن لیجئے کہ میاں راکھیاں آنہ صبی کی بیرو تو نہیں ، نہ جوتیاں

لے غداوی ہندو
تبیین الحقائق
باب الاولیاء و اکفاء
مطبوعہ امیر کبریٰ مصر
۱۲۰/۲
باب الرابع فی الودیاء
خودانی کتب خانہ پشاور
۲۸۵/۱

ٹوٹیں، نہ چادریں پھٹیں، کیا کوئی پیمٹ سے ہل نہ دیتا ہے، تو متعصبہ عظام پر نظر شاہد بدل کر یہاں عیبت مستطرد ہی کہی جاسکتی ہے کہ یا تو ولی اقرب کا پتا نہ معلوم ہو آخر بے نشان کا کب تک کوئی انتظار کرے یا کسی ایسے دور دراز ملک غیر میں جہاں ڈاک براطیان نہ ہو خطوط جاتیں اور پتا نہ چلے آدھی بھیجو تو صرف کثیر، وہ ایسی صورتوں میں کھوکھلے ہونے کا یہ کہ کب تک بیٹھیں، اور ممکن کہ زبان نہ دو تو انتظار میں دو مہر میں گزریں کہ دوسری جگہ اس کی ٹیکہ ٹاک ہو جائے ورنہ ہندوستان بلکہ آج کل ہر جگہ میں بھی جو موجود اور پتا معلوم ہے اس کی نسبت عادت کوئی کنویہ تعاضل کرے گا کہ ہم آٹھ دس روز کا انتظار ہرگز نہ کریں گے کہ اسے تو آج کر دو، اور بالفرض کوئی زبان دینے میں جلدی بھی کرے تو یہاں کھوکھلی روک تمام کے لئے منگنی وہ عمدہ صیغہ ہے جس سے اس کا اطمینان ہو جائے اور اسے ولی اقرب فوت نہ ہونے پائے، منگنی کے بعد تہوں دونوں طرف ساز و سامان کی درستی میں گزرتے ہیں بلکہ یہاں کے رواج سے اپنی منگنیہ کو بھی من و ماجر گویا اپنی ناموس جانتے اور دوسری جگہ اس کے نکاح سے بڑا مانتے اور اس کے انتظار میں سال گزار دیتے ہیں منگنی کے بعد خدا جانے کتنی بار ولی اقرب کی راستے لے سکتے ہیں اس کے جواب ملے تک انتظار نہ ہونا کیا معنی، یہ عمدہ مصنوع وہیں پیش ہوگا جہاں اپنی اغراض فاسدہ سے ولی اقرب کے مصلحت رائے بالا بالا کارروائی کوئی ہوگی جو شرع مہلر کے بالکل نقیض مراد ہے اور اس کی توسیعوں میں انھیں اخات کا دروازہ کھنچا اچھی سمجھ کر آئے، شاید شاذ و نادر برخلاف عادت ملک اگر کہیں ایسی ہندی پائی ہے تو، مگر بارہ جہاں اسلام مستحیہ نہیں ہو سکتے بلکہ عادت شانہ پر حکم دینا واجب،

جیسا کہ انھوں نے بہت سے مسائل میں فقہ یک کی بنے ان میں سے ایک مسئلہ عام میں عورتوں کے دخل کا ہے جس کو درختار وغیرہ میں بیان کیا ہے، نئی مسائل میں سے فتح القدیر میں حرمیں شریعیں میں رہائش کا مسئلہ ہے، ان مسائل میں سے ایک یہ ہمارا مسئلہ جو ان کی عادت کے منافی ہے اور ہماری عادت خلاف ہے، اس کے علاوہ اور بھی ہیں جو کہ فقہان کے کلمات طیبہ پر اطلاع رکھنے والا جانتا ہے۔ (ت)

بلکہ انصافاً وہ علماء بھی جنہوں نے مسافت قصر اختیار فرمائی، اگر ریل اور ڈاک اور یہاں کے عادات ملاحظہ فرماتے ہرگز حکم نہ دیتے، بریلی کا ساکن مراد آباد تک گیا اور اس کی ولایت اپنی اولاد پر سے سلب ہوئی جس کے دن میں دو پھیر سے ہو سکتے ہیں بالکل جب مدار کار انتظار کے سبب فوت کھو پٹھرا تو اس من و کا تحقیق ضروری

کما نصو، حید فی غیر ما مسألة منها مسألة
دحول النساء الحصار فی الدوا المختار وغیرہ
ومنها مسألة جوار الحرمین فی فتح القدیر
ومنها مسألة التناہذا بناء علی ما کان مع ادا
عندہم علی خلاف ما هو العادة عندنا
فیہ ایضا فی غیر ذلک مما لا یخفی علی من
خدم کلماتہم طیبہ۔

جب تک یہ حالت نہ برنجیت منقطع ہرگز نہیں، اسی پر نظر کامل رکھنا اور اصحاب اغراض کے فریبوں سے بچنا لازم،
وہن لو یعرف اہل زمانہ فہو جاہل (جو اپنے زمانہ کے عرف سے ناواقف ہو وہ جاہل ہے۔ تہاں
کوئی یہود بن رسیدہ با اختیار خود کسی سے شرعی نکاح خالی از رسوم کو لینا چاہے تو وہاں جلدی مقصور، وہ اولیٰ تو
ہندیوں کی عدوت نہیں اور ہو بھی تو ہماری یکتہ خانج کو یہاں کلام قاصد میں ہے اور قاصر کے باب میں ضرور وہی
عادۃ، لہذا فقیر ان ضرور مذکورہ بالا کے سوا یہاں نصیبت منقطعہ کے حکم پر (نہاں جبارت روا نہیں رکھتا، یہ جو نہ
تعالیٰ لہذا ایتہ و حق تحقیق ہے،

و باللہ التوفیق و ہدایۃ الطریق والحمد للہ
سب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا
محسند و آلہ و صحبہ اجمعین آمین۔
واللہ یستغنیہ و تعالیٰ اعلم۔
اللہ تعالیٰ کی مدد سے توفیق اور راستہ کی دہنائی ہے
الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی
سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین آمین، و اللہ
سبحانہ و تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ کلکتہ و حرم تلاء اسٹریٹ مسجد ٹیپو سلطان مرسلہ عافہ محمد عظیم صاحب ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۱۵ھ
کیا فرماتے ہیں ملتان سے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے ایک لڑکی بچہ سہ سال تھی زید نے اس کی منگنی عمرو
سے کر دی، بعد زید کا انتقال ہوا، جب لڑکی بچہ کی برون ثنی ماہ مت بلون کی اُس سے نکاح ہر نہیں زید
کے پدر خاص نے لڑکی کی عدم موجودگی میں اُس کا نکاح عمرو سے کر دیا، چار مہینے کے بعد زید متوفی کے چھٹے لڑکی کی
موجودگی میں اُس کا نکاح عقد بکر سے کر دیا بخیال اُس کو بالغ ٹھہرانے کے، مگر کوئی نشانی بلوغ کی آج تک لڑکی سے
نہاں نہیں، اسی صورت میں شرعاً نکاح سا نکاح معتبر ہے؟ جینا تو جردا۔

الجواب

قیمہ نابالغ کا سب سے زیادہ ولی اقرب و اقدم اُس کا حقیقی داد یعنی اُس کے باپ کا باپ ہے، اُس کے
ہوتے باپ کے چچا خواہ کسی شخص کو کچھ اختیار نہیں ہے، اُس کے دادا کا کیا ہو انکاح کسی کے زوکے رد نہیں
ہو سکتا یہاں تک کہ اگر خود بالغ ہو کر اُس نکاح کو رد کرے ہرگز رد نہ ہوگا، نہ ولی کے نکاح کرتے وقت نابالغ
کا موجود ہونا درکار ہے کہ نابالغ پر ولایت جد جبری ہے اور اُس کا حاضر ہونا نہ ہونا سب یکساں، تو اگر مان بھی
لیا جائے کہ وہ نابالغ اس چار مہینے میں بالغ ہو گئی اور باپ کے چچا نے اُس کی موجودگی میں اس کی رضا سے اُس کے
بالغ ہونے پر اُس کا نکاح بکر سے کر دیا جب بھی یہ نکاح محض باطل و نامعتبر ہے، وہ لڑکی عمرو کی زوجہ ہے
جب تک موت یا طلاق نہ ہو، دوسرے سے اُس کا نکاح نہیں ہو سکتا، قال اللہ تعالیٰ و المحصنات من
النساء (اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور آزاد پاکیزہ عورتیں۔ ت) رد المحتار میں ہے،

لزمہ النکاح بلا توقف علی اجماع اہل احد و
بلا شہوت خیال فی تزویج الاب و الجد ، نو
باپ یا دادا کے دئے نکاح کسی کی اجازت پر موقوف
ہوئے بغیر اور شہوت خیال بلوغ بغیر فوراً نافذ اور لازم
ہو جاتے ہیں۔ (نت)

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اقسام واحکم۔

مسئلہ ۳۴۴ از اوچین حویلی میر صاحب، مرسلہ مرزا مختار علی بیگ صاحب وکیل ۱۹ شوال ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سنی اللہ بیل جہام نے اپنی دختر زیتون کا نکاح ۱۲۰۶ھ میں مسمی احمد
قوم جہام سے کہ اللہ بیل کا ہم قوم و رشتہ دار ہے کیا، وقت نکاح زیتون چار پانچ سال کی تھی، اب ۱۳۱۵ھ میں جبکہ
زیتون قریب ۱۳ یا ۱۴ سال کے ہوئی، احمد نے رخصت چاہی، اللہ بیل نے انکار کیا، احمد نے فوجداری میں نالش
کی، اللہ بیل نے عذر کیا کہ داماد میرا نامرد ہے، بچروں میں گاتا بجاتا ہے اگر ڈاکٹر اس کا مرد ہونا تحریر کر دیں تو
رخصت میں عذر نہیں، ڈاکٹر نے بعد معائنہ ہر کیا کہ احمد کے احتضائے تناسل کو حالت تندرستی میں پایا ہونہ
فوجداری سے حکم اخیر نہ ہوا تھا کہ اللہ بیل نے دیوانی میں دعویٰ فسخ نکاح ان وجوہ پر کیا کہ وہ نامرد ہے بچروں کے
افعال قبول کر کے حالت شرمناک اختیار کر لی ہے میری برابری کا نہ زیتون کا نکاح نابالغی میں ہوا ہے فسخ
قرار دیا جائے، احمد کو ان الزاموں سے قطعاً سبب چاہیے نہ تھا، اپنے موافق گزریں، اگر
بالفرض الزامات نامردی و فیو قسلیم بھی کرتے جائیں تو ایسی صورت میں سبب استغاثہ پدر زیتون یا زیتون کا نکاح
فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں یا خود بخود بوجہ بات مظلومہ پدر زیتون نکاح فسخ ہے اور دعویٰ منجانب پدر زیتون بوجہ اس
کے کہ عمر زیتون ۱۳ یا ۱۴ سال کی ہے جائز ہے یا نہیں یا ایک سال قری کی مہلت تاریخ یجب ہونے زن و شو
سے دی جائے گی اور زوجہ رخصت پر مجبور کی جائے گی یا نہیں اور عیستری احمد و زیتون کی کرائی جائے گی یا
نہیں؟ بیوقوف ہو جاؤ۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں پدر زیتون کا دعویٰ اصلاً قابلِ سماعت نہیں، زمانوں کے افعال کر لینا اگرچہ
مستند کفارت ہے مگر کفارت وقت نکاح و رکاز ہے بعد نکاح شوہر کیسے ہی شرمناک افعال اختیار کرے
نکاح فسخ نہیں ہو سکتا۔ در مختار میں ہے،

الكفاءة اعتباراً عند ابتداء العقد نکاح کے ابتداء میں کفو کا اعتبار ہوتا ہے، اس کے

فلا يصح زوالها بعد ذلك كان وقتها كفسوا
ثم فجز لم يفسد

بعد کفو کے زائل ہونے سے کوئی ضرر نہیں، اگر نکاح کے
وقت کفو تھا پھر فاسق و فاجر ہو گیا تو نکاح فسخ نہ ہوگا
دعا دعویٰ نامردی وہ بھی منجانب پذیریتوں اصلاً مسموح نہیں کہ اگر زیتون ہنوز نابالغ ہے جب تو یہ دعویٰ
دار ہی نہیں ہو سکتا کہ اس دعوے کے لئے عورت کا بالغ ہونا شرط ہے، اور اگر بالغ ہے تو خود زیتون کا مدعیہ
ہونا درکار، باپ کو دعویٰ کا کوئی حق نہیں۔ در مختار میں ہے :

فرق، لما كذبها لوجرة بالغة
اگر وہ بالغ ہو تو اس کے مطالبہ پر حاکم تفریق
کردے گا۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے :

فلا يصح ان يكون موثقها في المجهوب والعينين
لاحتقال امت ترضى بهما يحدو وغيره
اگر نابالغ ہو تو اس کے بطور تک نامرد اور مشرک
کے ہونے خاندان کے معاملہ میں انتظار کیا جائیگا
کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ بالغ ہونے کے بعد اس پر راضی
ہو جائے، بحر وغیرہ (ت)

نیز در مختار و ردالمحتار میں ہے :

طلبها يتحقق ما لجسيم اى جميع الافعال
وهي فرق واجل وبانت ح عن التهور
عورت کے مطالبہ کا تعلق تمام افعال یعنی تفریق اور
ہملت سے ہے، اس پر وہ پابند ہو جائے گی،
تہرے منقول ہے۔ (ت)

اور اگر فرض کیا جائے کہ زیتون نے خود ہی بعد بطور دعویٰ کیا پذیریتوں محض وکیل ہے جب بھی ہنوز کہ رخصت تک
نہ ہوئی زن و شوہر میں ہمبستری واقع نہ ہوئی طلبہ فسخ کا کوئی عمل نہیں، حکم شرعی یہ ہے کہ عورت شوہر سے ہمبستر
ہو، اگر شوہر اس پر قدرت نہ پاسے تو اس وقت دعویٰ کرے جب حاکم کو ثابت ہو کہ فی الواقع اس نے قدرت
نہ پائی تو اس کے بعد حاکم شرع شوہر کو ایک سال کامل کی ہملت دے اور اس مدت میں عورت کو اس سے بٹھا

۱۹۵/۱	باب الکفارة	مطبع مجبائی دہلی	۱۹۵/۱
۲۵۲/۱	باب العینین وغیرہ	" " "	۲۵۲/۱
۵۹۲/۲	" " "	دار احیاء التراث العربی بیروت	۵۹۲/۲
۵۹۶/۲	" " "	" " "	۵۹۶/۲

رہنے کا کوئی حق نہیں جتنے دنوں خود اس سے جدا رہے گی مدت میں بھرانہ ہوں گے، سال گزرنے پر بھی اگر قدرت نہ پائے تو عورت پھر دعویٰ کرے اور حاکم پھر ثبوت قدرت نہ پانے کالے اگر ثابت ہو جائے تو عورت کو اختیار دے کہ خواہ شوہر کے پاس رہنا پسند کرے یا اس کے نکاح سے جدا ہوتا، اگر عورت فوراً فوراً بلا توقف جدا پسند کر لے تو حاکم شوہر کو طلاق کا حکم دے وہ نہ دے تو آپ تفریق کر دے، اور اگر عورت ذرا بھی اختیار چھائی کے اظہار میں تاخیر کرے تو دعویٰ باطل اور اختیار زائل۔ درمختار میں ہے۔

وجدتہ عیننا محل سة قمریة و سہضات
وایا مریضہا منہا لامدة غیبتہا و مرضہ
و مرضہا فان دخلی مرة فہا واکلا بانہ بالتفریق
من القاضی ان ابی طلاقہا بطبہا و بطن حقہا
لو وحدها دلیل اعراض بان قامت و منہ
مجلسہ او اقامہا اعوان القاضی او قمار
القاضی قبل ان تختار شیئا لامکانہ مع القیام
اد مختصرا۔

بیوی مرد کو نامرد پائے تو ایک سال بحساب قمری سے
حملت دی جائے گی، رمضان اور حیفی کے دن بھی اس
میں شمار ہوں گے، اور عورت کے غیر حاضر ہونے اور
مرد یا بیوی کے مرض کے دن گنتی میں شامل نہ ہوں گے
اس مدت میں خاوند نے ایک دفعہ بھی دخل کر لی تو
بہتر، ورنہ سال کے بعد تفریق پر بیوی بائٹہ ہو جائیگی
تفریق قاضی کرے گا، جب خاوند بیوی کے مطالبہ
طابق دینے سے انکار کر دے اور بیوی کا مطالبہ

تفریق باطل ہو جائے گا جب اس سے کوئی بھی ایسی دلیل پائی جائے جس سے مطالبہ سے اعراض سمجھ جائے
جیسا کہ بیوی مطالبے کی مجلس سے اٹھ کر چل جائے، یا قاضی کا علم اس کو قائم رہنے پر مجبور کر دے، یا قاضی کی
موجودگی میں وہ فیصلہ کر سکتی تھی اس کے باوجود وہ فیصلہ نہ کر پائی تھی کہ قاضی اٹھ گیا اد مختصرا (ت)
پس صورت مستقرہ میں پدر زرتون رخصت کر دینے اور زرتون ہم بستری پر مجبور کی جائے گی، اُس کے
بعد اگر نامردی پائے تو طریقہ مذکورہ عمل میں آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۵ ۲۹ شوال ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت بالغ ہے اور اُس کا باپ دادا چچ بھائی وغیرہ
نہیں ایک ماحول ہے، اُس نے عورت سے اذن نکاح کا نہ لیا، باہر سے باہر دو گواہ کر کے نکاح کر دیا، یہ
نکاح بھوایا نہیں؟ دوسری ایک عورت بالغ ہے اس کی ماں موجود ہے نہ عورت نے اذن دیا نہ اُس کی
ماں نے، بلکہ سوتیلے باپ نے نکاح کا اذن دیا، یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ بیٹو تو بھرا

الجواب

و دونی عورتوں میں جبکہ عورتیں بالغ نہیں اور ان سے بغیر اذن نے نکاح کر دئے گئے تو وہ نکاح ان عورتوں کی اجازت پر موقوف رہے، اگر انہوں نے خیر سنی کر جائز کر کے ہو گئے اور اگر مذکور دئے ہو گئے، اور اگر اب تک سناکت ہیں مذکور کئے نہ جائز کر کے تو اب انہیں اختیار ہے چاہے جائز کر دیں چاہے باطل۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۴۹ از کان پور مدرسہ اسس المدارس مسئلہ محمد عبد العظیم صاحب ۱۳ رجب ۱۳۱۶ھ
چرمی فرماتے علماء محققین و فضلاء نے یہ تحقیق انہیں کیا فرماتے ہیں علماء محققین اور فضلاء نے یہ تحقیق اس مسئلہ کہ باوجود دراد حقیقی مخطوبہ علم حقیقی مخطوبہ استیذان نکاح از مخطوبہ کر دہ مخطوبہ بالغہ باکرہ است صامت مانہ آئی صورت را اذن دانستہ علم حقیقی مخطوبہ و کالائہ نکاح اور امانت عقد کردہ با او خلوت صحیحہ سم گردیدہ دریں صورت نکاح باطل خواهد شد یا صحیحہ؟
بیش تو جود۔

کیا فرماتے ہیں علماء محققین اور فضلاء نے یہ تحقیق اس مسئلہ میں کہ حقیقی بھائی موجود ہونے کے باوجود حقیقی چچا نے لڑکی سے نکاح کی اجازت طلب کی جبکہ لڑکی باکرہ بالغہ ہے اور اجازت کے وقت خاموش رہی، اس خاموشی کو چچا نے اجازت سمجھ کر بطور وکالت اس کا نکاح کسی سے کر دیا خلوت صحیحہ بھی ممکن ہے تو یہ نکاح باطل ہو گا یا کیا صورت ہو گی؟
بیش تو جود۔ (ت)

الجواب

سکوت بکرہ کہ بچا ہے اذن داشتہ اندر اں صورت ست کہ استیذان خود ولی اقرب یا وکیل یا رسولی او کردہ باشد کہما فی البدر وغیرہ اینجب کہ استیذان ولی ابعد بحال قیام اقرب کردہ است اگر نہ برود و کالت و رسالت از اقرب بود بسکوت زن اصل کار سے نکشود نکاح نکاح فضولی شدہ بر اہانت زن موقوف مانہ اگر پیش ازین خلوت یا امانتے دیگر قولایا فعلایا سکوتا چنانکہ در فتاوائے خود وچہ آئینہ روشن کردہ ہم لایزن قولے یا فعلے مظهر رد نکاح بمیان نیامدہ بود و ایں خلوت برضائے او

باکرہ کی خاموشی وہاں اجازت قرار دی جاتی ہے جب اجازت طلب کرنے والا خود ولی اقرب ہو یا اس کا وکیل یا قاصد ہو، جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے یہاں کی صورت میں ولی ابعد نے اجازت ولی اقرب کی موجودگی میں طلب کی ہے تو اگر اس نے ولی اقرب کی وکالت یا قاصد ہونے کی حیثیت سے اجازت نہ طلب کی ہو تو اس صورت میں باکرہ کی خاموشی رضا کے لئے کارآمد نہیں ہے، یہ نکاح نکاح فضولی ہوا جو کہ عورت کی اجازت پر موقوف تھا، اگر باکرہ نے خلوت سے قبل قول یا فعل یا خاموشی رہ کر کسی قول یا

رُوسے نمودنکاح موقوف تھا ذیافت فی الدار المختار
ان استادنہا غیر الاقرب کولم بعید
فلا عبرة لسکوتہا بل لابد من القول او ما هو
فی معناه من عمل یدل علی الوضو کتیکسھا
من الوطن المنفرد، وفی رد المحتار عن الظہیریۃ
لو حلا یہا برضاھا ہل یکوٹ اجازتہ
لامواہیۃ لہذا المسئلۃ وعدی ان ہذا
اجازتہ ۱۱۱ قال فی البزازیۃ الظاہر انہ
اجازتہ ۱۱۲ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور رد المحتار میں ہے جو بکر سے منقول انہوں نے تحریر سے نقل کیا کہ اگر لڑکی کی رضا مندی سے غفلت کی ہو تو کیا
یہ رضا ہوگی تو اس مسئلہ میں روایت نہیں ہے، جبکہ میرے نزدیک یہ اجازت ہے ۱۱۱، اور فرمایا کہ بزاز یہ میں
ہے کہ ظاہر بھی ہے کہ یہ اجازت ہے ۱۱۲۔ واللہ تعالیٰ اعلم (د)
مسئلہ از عظیم آباد پندرہوی ترمز مرسل باب مؤلف سرری قاضی بہ لوجید صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
سلخ ربیع الآخر، ۱۳۱۰ھ

عرو نامی ایک شخص برقت اشقی اپنے ایک لڑکی ہندہ نامی، ایک بی بی زبیدہ، ایک بھائی حقیقی خالدہ
ایک بھائی علانی بچہ چھوڑا۔ ہندہ ہمراہ اپنی مادر اور نانی کے پرورش پاتی رہی، اب وہ بالغ ہے سنی اس کا
وائے چودہ سال سے ہے، ہندہ کی ولایت کا سارٹیفکیٹ گورنمنٹ سے ہندہ کی ماں کو ملا ہے، اس وقت
مک ہندہ نے مادر و نانی کے مکان میں ابتدائے پیدائش سے رہ کر پرورش و تعلیم پائی ہے، خالدہ نے یعنی
چچا حقیقی ہندہ کے براہ چالاکی و بخیال فتنہ معاش بلا علم و رضا مندی ہندہ کو چچا علانی و مادر و نانی وغیرہ کے
ایک شخص غیر کے مکان میں اپنے جینا سے بولایت اپنے ایک شخص کو وکیل مقرر کر کے ہندہ کا عقد کر دیا ہے اور کوئی
خبر ہندہ کو نہیں دی گئی، جس وقت ہندہ کو افواہ ہر نکاح کی پہنچی اسی وقت اس نے نکاح کو نا منظور کیا اور بہت
بیزار ہوئی، علماء بدلا ل کتاب جواب سے سرفراز فرمائیں، فقط

الجواب

شرعاً عورت کے بالغ ہونے کے لئے پندرہ سال کامل کی عمر ضرور ہے یا اس سے پہلے حیض وغیرہ

۱۹۲/۱	مطبوعہ مجتہدانی دہلی	باب الولی	ملک در مختار
۳۰۱/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	ملک رد المحتار

علامات کا ہونا بغیر اس کے صحت چوکھ سال سے زیادہ عمر ہونا کافی نہیں۔ ہاں نو سال کے بعد سے پندرہ سال کے قبل تک جو عورت کے لئے امکان و احتمال بلوغ کی عمر ہے اگر عورت اپنا بالغ ہونا ظاہر کرے تو بدعت شہادت بغیر قسم لئے اس کا قول مان لیا جائے گا جیسا کہ اس کے جسم و قوی کی حالت اس دعوے کی تکذیب نہ کرتی ہو، اور وہ بالغ ہونے کی وجہ بھی بیان کرے، یعنی مثلاً کہ مجھے حیض آیا، خواب میں احتلام ہوا اس سے میں نے اپنا بلوغ جانا۔ خالی دعوے بے بیان معنی بلوغ مقبول نہیں، اور اگر بدن و قوی کی حالت ظاہرہ قابلیت بلوغ نہ بتاتی ہو تو اس کا دعویٰ اصلاً مسوع نہ ہوگا جب تک دلیل شرعی سے بلوغ ثابت نہ ہو، یہی احکام ہارہ سال کے بعد سے پندرہ سال کے قبل تک پسرخ کے لئے ہیں۔

فی السدر المختار بلوغ العلام بالاحتلام والاحبال والانتزال والجماسیة بالاحتلام والحیض والحبل فان لم یوجد شئ فحتى یتم لكل منهما خمس عشرة سنة به یفتی وادی مدته له اثنتا عشرة سنة ولها قسم ستینہ ہو المختار فان بلغا هذا السن فقالا بلغنا صدقنا لم یکن بهما الظاهر وهما ان یکون بحال یحتمل مثله و الا لا یقبل قوله شرح وهبانیة وف الشربلانیة یقبل مع تفسیر کل بعدا بلغ بلا یمین ام مختصرا وفی مراد المختار مع جامع الفصولین مع فتاویٰ النسفی عن القاضی محمود السرقندی و مختار میں ہے کہ لڑکے کا بلوغ احتلام، حاملہ کر دینا اور انزال ہے، اور لڑکی کا بلوغ احتلام، حیض اور اس کا حاملہ ہونا ہے۔ اگر دونوں کے ساتھ نہ کرے عورت میں سے کوئی نہ پائی جائے تو بلوغ ہر ایک کی عمر کے پندرہ سال پورے ہونا ہے، اسی پر فتویٰ ہے۔ اور لڑکے کے بلوغ کے لئے کم از کم ہارہ سال اور لڑکی کے لئے کم از کم نو سال کی عمر ہے، یہی مختار ہے۔ اگر یہ عمر پوری ہو جائے تو ان کا کہنا کہ ہم بالغ ہیں تسلیم کیا جائے گا بشرطیکہ کوئی ظاہر امر ان کی بات کو نہ مضللے، مثلاً یہ کہ ان جیسے عمر والوں کو احتلام ہو سکتا ہو، ورنہ ان کی بات قبول نہ کی جائے گی، شرح دہبانیہ و شربلانیہ میں ہے کہ ان کی بات بلوغ کی علامت کی وضاحت کرنے پر تسلیم کی جائے گی اور قسم نہ لی جائے گی اور مختصراً، اور رد المحتار میں جامع الفصولین کے حوالے سے فتاویٰ نسفی سے منقول قاضی محمود سرقندی کے بارے

ان مواہقا اقر فی مجلسہ مبدوخہ فقال بما
 د ا بلغت قال باحتلام قال فماذا سأتيت بعد
 ما انتبهت قال الماء قال اي ماء فان السماء
 مختلف قال المعنى قال ما المعنى قال ماء الریح
 الذی يكون منه الولد قال على ما اذا احتلمت
 على ابن اوبنت او امان قال على ابن فقال
 القاضي لا بد من الاستقصاء فقد يلقن
 الاقر ارباب المذبح كذا قال شيخ الاسلام هذا
 من باب الاحتلام وانما يقبل قوله مع التفسير
 وكذا اجارية اقرت يحيى بن احمد

میں حکایت کی ایک قریب البلوغ نے ان کی مجلس میں
 اپنے بالغ ہونے کا اقرار کیا تو قاضی نے پوچھا تو کونکر
 بالغ ہوا اس نے جواب میں احتلام کا ذکر کیا تو اس پر
 قاضی نے پوچھا کہ تُو نے نیند سے بیدار ہو کر کیا دیکھا تو
 جواب میں کہا کہ تری دیکھی، تو پھر سوال کیا کہ رطوبت تو
 کئی قسم کی ہوتی ہے تُو نے کون سی دیکھی ہے، تو اس نے
 کہا منی دیکھی ہے۔ پھر سوال کیا کہ منی کیا ہوتی ہے،
 تو جواب میں کہا کہ مرد کا وہ پانی جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے
 تو سوال کیا کہ تجھے احتلام میں کیا شکل نظر آئی جس پر
 تجھے احتلام ہوا، لڑکی، لڑکا، گھسی وغیرہ کیا تھا، جواب
 میں کہا کہ لڑکا تھا، تو قاضی مجددی نے کہا کہ یوں پورے سوالات کرنے ضروری ہیں کیونکہ کبھی کسی کے سکھانے پر
 جھوٹا اقرار کر دیتے ہیں۔ شیخ الاسلام نے کہا یہ احتلام کے بارے میں تفسیر ہے۔ اگر لڑکی حیض کے ذریعہ بلوغ کا
 اقرار کرے تو پھر بھی ایسے ہی اس سے تشریح کرتے ہیں (۱۰۰)

پس صورت مستفسرہ میں اگر وقت نکاح ہندہ کا بلوغ ثابت ہو خواہ شہادت شرعیہ خواہ ہندہ کے بیان
 مفصل سے جسے ظاہر حال ہندہ تکذیب ذکر تا ہو، نہ صرف اتنی بات سے کہ اس کی عمر چودہ سال سے زائد
 ہے، تو بیشک اس پر چاہا خواہ ماں کسی کی ولایت جبریہ دہمی اس کا نکاح ہے اس کی اجازت کے نافذ نہیں
 ہو سکتا، جب اس نے خبر پا کر نامعلوم کیا رو باطل ہو گیا،

في الدر المختار الولاية نوعان ولاية نكاح
 عن المكلف ولو بغيره ولاية اجبار على الصغيرة
 ولو ثبت وفيه بلوغ فردت ثم قال است
 رضيت له يجرى بطلانه بالرد
 در مختار میں ہے کہ ولایت کی دو قسمیں ہیں، ایک
 محض فضیلت کے طور پر جو کہ بالغ پر ہوتی ہے اگرچہ
 باکرہ ہو، اور دوسری ولایت اجبار جو کہ نابالغ پر
 ولی کو حاصل ہوتی ہے اگرچہ نابالغ ثبید ہو، اسی میں

ہے کہ اگر بالغ کو نکاح کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے نکاح کو رد کر دیا بعد میں اس نے کہا کہ میں راضی ہوں تو

۹۴/۵	دار احیاء التراث العربی بیروت	فصل فی البلوغ	کتاب النکاح	ملک و المختار
۱۹۱/۱	مطبع مجتہدی دہلی	باب الولی		ملک و المختار
۱۹۲/۱				ملک و المختار

نکاح جائز نہ ہو گا کیونکہ پہلے رد کر چکی جس کی وجہ سے نکاح باطل ہو چکا ہے۔ (ت)
 اور اگر اُس وقت ہندہ بالغ نہ تھی اگرچہ بعد نکاح منہا بلوغ ہو گیا ہو تو بلاشبہ اس کا ولی شرعی وہی حقیقی
 تھا اُس کے ہوتے ماں یا علاقائی چچا کوئی چیز نہیں، نہ ساریٹیکٹ شرعاً کچھ اثر رکھتا ہے
 فی الدر المختار والولی فی النکاح العصبۃ درختہ میں ہے کہ نکاح کا ولی عصبہ وراثت اور حب
 علی ترتیب الاسرات والحب فان لم یکن عصبۃ فالولاية للام۔
 کی ترتیب پر ہوتے ہیں، اگر عصبہ نہ ہو تو پھر ماں
 ولی ہے۔ (ت)

اس حالت میں یہ چچا کا بیٹا جس کے ساتھ چچا نے اس نابالغہ کا نکاح کر دیا، اگر مذہب یا اطوار یا پیشے وغیرہ کی
 رو سے ایسا نقص رکھتا ہو جس کے سبب اُس کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہونا عرفاً موجب عار ہو یا چچا نے ہندہ کے
 مهر مثل میں کمی فاحش کی مثلاً مهر مثل ہزار روپے کا تھا پانسو بانہ عاتق ان صورتوں میں وہ نکاح کمرے سے
 مردود و باطل محض ہو، اور ان نقص سے پاک تھا تو بیشک نکاح صحیح و نافذ ہو گیا جسے نہ ماں یا علاقائی چچا
 کی ناراضی سے ضرر نہ قبل بلوغ ہندہ کی نامنظوری و بیزاری کا اثر۔ ہاں بعد بلوغ اُسے اختیار ملے گا کہ نکاح سے
 ناراضی ظاہر کر کے حاکم شرع سے بھنور شو ہر نکاح فسخ کرالے۔

فی الدر المختار ان كان المرء وحده غیر رجب و ابیہ لا یصح النکاح من غیر کفو او لعین
 فاحش اصلاً وان كان من کفو و بغير المثل
 صغیر و صغیرۃ خیبر الفسخ بالبلوغ
 او العلم بالنکاح بعد کمال بشرط القضاء للفقہ
 اہ مختصراً وفي سہد المختار فیہ ایما
 الی ان الزوج لو کان غائباً لم یعرف بینہما
 ما لم یحضر لئلا یزعم القضاء علی الغائب بہر
 والله تعالی اعلم۔
 درختہ میں ہے کہ رجب و ابیہ لا یصح النکاح من غیر کفو اور انتہائی
 کم مهر کی صورت میں حیر کا دیا ہوا نکاح بالکل صحیح نہ ہو گا
 اور اگر کفو میں اور مهر مثل سے ہر تو پھر نکاح صحیح ہو گا
 اور لڑکے لڑکی نابالغہ کو بلوغ پر یا بلوغ کے بعد جب
 نکاح کا علم ہو فسخ کا اختیار ہو گا بشرطیکہ فسخ قاضی
 کی نگرانی میں ہو، اور مختصراً رد المختار میں ہے کہ
 اس میں اشارہ ہے کہ اگر غائب غائب ہو تو قاضی
 فسخ کی کارروائی نہ کرے کیونکہ اس سے قضاء علی الغیب
 لازم آتی ہے، تہر۔ والله تعالی اعلم (ت)

۱۹۳/۱	مطبع مجتہدائی دہلی	باب الولی	سہ درختہ
۱۹۲-۹۳/۱	"	"	سہ
۳۰۶/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	سہ رد المختار

مسئلہ ۲۴۶ ۲۶ محرم الحرام ۱۳۱۸ھ

زید کا نکاح عمرو کی لڑکی کے ساتھ قرار پایا تھا اور شرائط یہ تھیں کہ شریعت مجبوری نکاح و مہر باندھا جائے
جنگام نکاح پڑھانے کے بعد حجت زیادتی مہر پر زید و عمرو کے مابین ہوئی جس پر زید مجلس سے اٹھ کر مکان کو
چلا گیا، عمرو نے بحالت غصہ و عصب کے اسی وقت ایک موذن سے کہا کہ تم میری لڑکی کا نکاح بکر کے ساتھ کر دو
چنانچہ بکر اُس وقت مجلس میں موجود تھا، موذن صاحب نے جو کہ قاضی یا مولوی نہیں ہیں صرف تین کلمے پڑھائے
اور ایجاب و قبول کرادیا، کوئی وکیل و گواہ نہیں تھا اور نہ مہر کی تعداد بکر کو بتائی، صرف یہ کہہ دیا کہ مثل لڑکی کی ماں
کے مہر باندھا جائے، عمرو کی لڑکی بالغ ہے جس کی عمر پندرہ سال ہے، لڑکی کی ماں نے اور نہ خود لڑکی نے اجازت
نکاح کی دی تھی صرف لڑکی کے والد نے اجازت نکاح کی بحالت رنج و غصہ کے دی تھی، تو ایسی صورت میں نکاح
جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

سائل مظهر کہ اُس مجلس میں بہت آدمی تھے تو وہی سننے والے گواہ کافی تھے نکاح ہو گیا مگر عورت جبکہ
باندھ ہے تو اگر باپ نے اُس سے اجازت خاص بکر کے ساتھ نکاح کر دینے کی یا مطلق نکاح کی نہ لی تھی تو نکاح
عورت کی اجازت پر موقوف رہا، رد ہوا، رد کر دے گی، ہر دو جہت کا رد کر دے گی رد ہو جائے گا، واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴۷ از کان پور تہی مٹرک متصل گر با مگر متصل مکان اسمان اللہ وکیل ڈاکٹر اللہ یار خاں

مرسدہ نداد ادا خاں صاحب ۱۱ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

جناب مولانا صاحب زیدت معالیکم فی الدارين، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مجھے تعجب ہے کہ
آج کل ندوہ کی ایسی خواب حالت کیوں ہو گئی، میں نے وہاں کے مفتی صاحب کے نام سے ٹکٹ رکھ کر ایک
استفتا بھیجا مگر مطلقاً جواب نہیں دیا، ان سے اگر اُس کا جواب نہیں ہو سکتا تھا تو واپس کر دینا چاہئے تھا
نہ کہ دبا بیٹھنا۔ افسوس ملاؤں کا نام بدنام کرنے کو جلسہ قائم کیا گیا ہے بے شک خطر

بدنام کنندہ نگو نامی چمنہ

(نیک نامی کو بدنام کرنے والا)

میرا تو پہلے ہی سے ارادہ تھا کہ آپ کے پاس بھیجوں مگر غلطی ہوئی کہ وہاں بھیج دیا، خیر اب بعینہ آپ کی خدمت
میں روانہ کرتا ہوں کہ آپ براہ نوازش جواب سے مشرف فرمائیے۔ جواب کے لئے ٹکٹ پیش خدمت ہے
زیادہ حد وادب۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین و بی کے مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کا علاقائی بھائی اُس کی یعنی ماں اور ماموں کے مقابلہ میں ولی جائز ہے یا نہیں، و بر تقدیر ولی جائز ہونے کے اُس کی عدم موجودگی میں بلا اطلاع و رضا لڑکی بالغ کا غیر کفو کے ساتھ ماموں اور اس کی ماں کا عقد کر دینا کیسا ہے اور نیز لڑکی کی ماں اپنے شوہر کا متروکہ دین مہر میں پابگی ہے۔ بینوا تو جردا۔

الجواب

ضرورت مستفسرہ میں اُس لڑکی کا ولی نکاح اس کا علاقائی بھائی ہے، ماں یا ماموں اس کے ہوتے کچھ استحقاق نہیں رکھتے۔

فی الدر المختار اولى في النكاح العصبية
بفسه فان لم يكن عصبية فالولاية لام (ال)
قوله، ثم لذوي الاسر حامد العصمات ثم
الاخوال والاخوات ملقطاً۔
در مختار میں ہے، نکاح کا ولی عصبہ بنفسہ ہوتا ہے اگر
وہ نہ ہو تو پھر ولایت ماں کو ہوتی ہے، انھوں نے
ذوی الارحام پھر بھیاں پھر ماموں تک کو بیان کیا،
الامتلعاً (ت)

شرع مطہر میں غیر کفو وہ ہے جس کے نسب یا مذہب یا پیشے یا پالی ملین وغیرہ میں کوئی ایسا نقص ہو جس کے باعث اس عورت کا اُس سے نکاح ہونا اس کے ادبیات سے، عشق، تنگ و عار ہو، اور یہاں قوم غیر قوم کو غیر کفو کہتے ہیں اگرچہ شرافت میں اپنا ہمسر ہو، بلکہ بعض تو یہاں تک تو وسیع کرتے ہیں کہ اگر اپنے سے برتر ہو شرف میں اس میں نظر نہیں، مثل پٹھان کفو ہیں، شیخ قریشی و سادات کرام کفو ہیں، اپنا ہم قوم ہر مذہب کفو نہیں، یہاں اگر عدم کفارت یہی محاورہ عامیر کے طور پر تھا یعنی وہ شخص اس دختر کا ہم قوم نہ تھا مگر اُس طرح کا کوئی نقص نہ رکھتا تھا کہ شرعاً غیر کفو ہو جب تو یہ نکاح مطلقاً صحیح و منعقد ہو گیا رضا و اطلاع برادر کی حاجت نہیں دختر کہ بالغ ہے اگر اُس سے اذن ملے کر پورا تو نافذ ہو گیا ورنہ دختر ہی کی اجازت پر موقوف رہا، اگر جائز کرے گی نافذ ہوگا ورنہ دے گی باطل ہو جائے گا، برادر وغیرہ کسی ولی سے کوئی تعلق نہیں لانقطاع الولاية بالبعث كما نصوصاً علیہ (کیونکہ بالغ ہونے پر ولایت منقطع ہو گئی جیسا کہ انھوں نے اس پر نفس کی۔ ت) اور اگر عدم کفارت پر معنی مذکور شرعی تھا تو یہ نکاح کہ بے رضائے ولی عصبہ ہوا اصلاً نہ ہوا کہ اگر باجائز دختر تھا تو عورت جو نکاح غیر کفو سے بے رضائے عصبہ کرے باطل ہے، اور اگر ماں یا ماموں نے بطور خود بے اذن دختر کیا تو یہ وہ عقد فصولی ہوگا جسے نافذ کرنے والا کوئی نہیں کہ اختیاریہ یا تنقید عورت کو ہوتا وہ خود ایسے نکاح پر

قادری نہیں، اور بر عقد فضولی کہ وقت وقوع جس کا کوئی منہ نہ ہو باطل ہے، ولی عصر بھی اپنی رضا شامل کر کے اسے صحیح نہیں کر سکتا کہ یہاں رضائے ولی قبل عقد لازم ہے بعد عقد نفوذ دیکھا رہے،

فی الدار لمختار یعنی فی غیر، لکنہ عدم جوازہ
صلوہو استخار للفتویٰ لفساد الزمان،
فی رد المختار ہذا اذا کان لہ ولی لم یومض
بہ قبل العقد فلا یقید الرضی بعدئذ بہ،
فی رد المختار من فصل الفضولی کل تصوف
حدسہ مہ کبیعہ وتزویج وطلاق ولہ
محبزہ ای من یقدر علی اجازتہ حال
وقوعہ انعقد موقوف ومالا محبوز لہ
مخالۃ العقد لا ینعقد اصلاً۔ واللہ تعالیٰ
اعلم۔

رد مختار میں ہے کہ غیر کفر میں نکاح کے جائز نہ ہونے کا قوی ہے۔ زمانہ کے فساد کی وجہ سے یہی مختار ہے۔ رد المختار میں لکھا کہ اگر لڑکی کا ولی نکاح سے قبل اس نکاح پر راضی نہ تھا تو بعد کی رضا مفید نہیں، تحر۔ دُر میں فضولی کی فصل میں ہے کہ فضولی کا ہر ایسا تصرف کہ اس کے صدور کے وقت کوئی اس کو جائز کرنے پر قدرت رکھے والا موجود ہو تو فضولی کا وہ تصرف موقوف ہونے کی حد تک جائز ہوگا جیسا کہ بیع، نکاح دینا، طلاق وغیرہ، اور اگر کوئی اس وقت جائز کرنے والا موجود نہ ہو تو یہ تصرف قطعاً معتقد نہ ہوگا

network.org واللہ تعالیٰ اعلم (۱۵)

مسئلہ از ستار گنج ۲۶ ربیع الآخر ۱۳۱۸ھ

کی فرماتے ہیں علامتے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی دختر کی منگنی کر کے زہرہ اور دختر چھوڑ کر فوت ہوا ایک دین والدہ کی نصیبت میں اس لڑکی بالغہ کو چند محضوں نے زہرہ دتی ایک گھر میں کر دیا، والدہ نے کہہ دی ہیں دختر کی، اُدھر کا جواب یہ ہے کہ تنوفی کا ایک بھائی جو دوسرے باپ سے تھا اس نے بلا اجازت دختر والدہ دختر کے نکاح کر دیا، پس اس شہرت میں ولایت نکاح ماں کو ہے یا نہیں اور کس کس رشتہ دار کو ماں کے سامنے اجازت ولایت ہے، جس نے زہرہ دتی اس لڑکی کو گھر میں رکھا ہے اس نے لڑکی کو والدہ کا دودھ پیا ہے بیٹا تو جہود

الجواب

بالغہ پر ولایت جبر کی کسی کو نہیں، ولی نکاح ہر عصید ہے یعنی نزدیک یا دور کے دادا پرداد کے اولاد میں

۱۹۱/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الولی	سہ در مختار
۲۹۶/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	سہ رد المختار
۳۱/۲	مطبع مجتبیٰ دہلی	فصل فی الفضولی	سہ در مختار

جو مرد عاقل بالغ ہو رہے ہیں سکا ہو یا سوتیلہ مثلاً عورت کے پردادا کے سوتیلے پردادا کی نسل میں پرچستے کا پرچوتا جب تک ان میں سے کوئی شخص عاقل بالغ ہو جاوے جو ماں کو اصل ولایت میں، اور بعد بلوغ تو ان کو ولایت سے کوئی تعلق ہی نہیں خواہ عصبہ موجود ہو یا نہ ہو،

لان حق الاولیاء بعد ذلک انما هو فی الاعتراض
ان نکحت غیر کفو او یغبن فاحش فی مہر
امثل و ابطال النکاح بغير الکفو اذ المیرص
الولی به قبل العقد صریحاً مع العلم بعدم
الکفاءة و ذلک انما هو فی حق العصبۃ لا غیر
کما نص علیہ فی الدار وغیرہ۔

کیونکہ اس کے بعد اولیاء کا حق اعتراض صرف اس صورت میں ہے جب لڑکی نے غیر کفو اور انتہائی کم مہر پر نکاح کیا ہو یا جب نکاح سے قبل ولی کو غیر کفو ہونے کا علم ہوا تو صراحتاً اس نے اپنی عدم رضا کا اظہار کر دیا ہو تو اس کو نکاح باطل کرنے کا حق ہے اور حق اعتراض بھی صرف اولیاء عصبہ کو حاصل ہے کسی دوسرے کو نہیں جیسا کہ درویش میں اس پر تصریح ہے۔

دودھ شریک بھائی سے نکاح نہ ہو سکتا خود ظاہر ہے مگر الزام اس حالت میں ہے جب انھیں دودھ شریک ہونا معلوم ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۵۱ از کانچر محلہ ذی قعدہ ۱۲۸۱ھ
مرسلہ سید سعید الحسن صاحب

۱۲ جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہندہ کے ایک بیٹی مسماۃ رضیہ شوہر متوفی سے ہے، جب رضیہ کی عمر آٹھ برس دو مہینے کی تھی ہندہ نے رضیہ کا عقد بزمانہ نابالغی ساتھ خالد کے کر دیا لیکن جبہ نابالغی رضیہ اپنے شوہر کے ساتھ نہیں رخصت ہوئی بدستور اپنی ماں کے ساتھ رہی، اب زمانہ عصمت کو چار سال سے زیادہ عرصہ گزرا اور رضیہ بھی اب ہوشیار و بالغ ہوئی، اس درمیان میں خالد نے ایک دوسری عورت کو رکھ لیا جس سے اطفال بھی پیدا ہوئے، خالد کی وضع اور اطوار و چال چلن ہندہ و رضیہ کو تمام تر ناگوار ہیں اور تعلق ہونا خالد سے نہیں چاہتی کمال درجہ نفرت و انکار رکھتی ہے اور خلیع چاہتی ہے بحکم شرع شریف مسماۃ رضیہ کو کیا کرنا چاہئے جس سے اس کو خالد سے قطع تعلق ہو جائے اور عقد فضولی یہ عقد نابالغی کا فقدان پائے گیا نہیں، اور عین حکم طلع کا کس طریقہ سے کیا جائے گا اور مدت نابالغی از روئے شرع شریف ہندستان میں علی الخصوص حاکم مغربی و شمالی کے لئے کس سہ ماہی کی مقدار سے ہے؟ یہ سب تو جروا۔

الجواب

صورت مسئلہ میں اگر خالہ رضیہ کا کفو نہیں یعنی مذہب یا نسب یا پیشہ وغیرہ میں ایسا کم ہے کہ اس کے ساتھ رضیہ کا عقد ہو نا اور اولیائے رضیہ کے لئے موجب تنگ و مار ہو جب تو یہ نکاح مہر سے نہ ہوا، مگر یہ نکاح کرنے والا رضیہ کا دادا ہو جو اس سے پہلے اپنی ولایت سے کسی نابالغ کا نکاح غیر کفو سے نہ کر چکا ہو یہ نکاح اس کے اذن سے ہوا یا بعد نکاح اس نے اپنی ولایت کی حالت میں نافذ کر دیا جائز رکھا تو نکاح صحیح و لازم ہے کہ بعد بلوغ رضیہ کی ناراضی بھی اسے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی، اور اگر خالہ رضیہ کا کفو یعنی مذکورہ سب معزز رضیہ کے لئے کوئی دل حبیب مثلاً عاتل بالغ بھائی یا بھتیجا یا چچا یا چچا کا بیٹا عرض دادا کی اولاد سے کوئی مدد موجود تھا اور ماں نے نیز اس کے اذن کے نکاح کر لیا تو تین صورتیں ہیں اگر اس ولی نے نکاح کی اطلاع پاکر اپنی حالت و ولایت میں رد کر دیا تو اس صورت میں بھی وہ نکاح باطل ہو گیا کہ اب رضیہ کی رضا بھی اسے نافذ نہیں کر سکتی اور اگر اس کو اب تک ساکت رہا نہ رد کیا رہ جائز رکھا تو وہ نکاح نکاح فصولی اور اجازت ولی پر موقوف تھا، جب رضیہ بالغ ہوئی تو اجازت خود اس کی طرف منتقل ہو آتی، اب اسے اختیار ہے چاہے جائز کر دے جائز ہو جائے گا چاہے رد کر دے مثلاً کہہ دے میں نے اس نکاح کو رد کر لیا میں اس نکاح پر راضی نہیں یا مجھے یہ نکاح نا منظر ہے، صرف اتنے کہنے سے رد ہو جائے گا زیادہ کسی امر کی حاجت نہیں، اور یہ اختیار رضیہ کو ہمیشہ رہتا ہے تاکہ ماں و باپ و عمار و عمارت اس سے بعد چر اختیار نہ ہو نہیں رہتا اور اگر نکاح مذکور ولی غیر جہ نے منع کر جائز کر دیا یا اجازت عاتل ماں نے یا ذی ولی نہ کر لیا یا رضیہ کے لئے کوئی دل حبیب تھا ہی نہیں خود ماں ولی تھی جس نے نکاح کر دیا تو ابی سب صورتوں میں وہ نکاح صحیح و نافذ ہو گیا مگر ارناحہ نکاح کہ سنہ غریب و جہاد رضیہ و رضیہ و شہیدہ ہے اسے اتنا اختیار ملے گا کہ نابالغ ہوتے ہی فوراً اس نکاح کا فسخ چاہے تو فسخ کر دیا جائے گا اگر بعد طوط ذرا دیر گزری اور اس نے فسخ کا ارادہ ظاہر نہ کیا تو نکاح تام و لازم ہو گیا کہ اب اس کی رضا و عدم رضا کچھ دخل نہ رہا، اس صورت اخیرہ اور نیز اس صورت سابقہ میں جبکہ نکاح دادا کے کر دینے سے لازم ہو چکا ہو رضیہ اگر بعدائی چاہے تو اس کے ہاتھ کوئی ذریعہ سوا فسخ چاہنے کے نہیں یعنی پر عرض مہر خواہ اور مال کے جس پر شوہر رضی ہو شوہر سے طلاق مانگے، اگر وہ دے دے گا قطع فسخ ہو جائے گا ورنہ مہر لازم ہے۔

فتح القدر میں ہے،

بچے نے جب غریہ و فرودخت یا نکاح کرنا تو یہ امور
ولی کی اجازت پر موقوف ہوں گے، اور اگر اس ولی
نے بچے کے بلوغ سے قبل اجازت نہ دی ہو تو راکا
اپنے بلوغ کے بعد خود ہی امور کو نافذ کر سکتا ہے کیونکہ

الصبي اذا باع او اشترى او تزوج يتوقع
علم اجاته الولي في حالة الصغر
هو بلف قسلا ان يعينه الولي
فاجب تر بنفسه بعد لانها كانت

متوقفه ولا تنفذ بمجرد بلوغه احد مختصرا
وفی تنویر الابصار بطل خیال البکر بالسکوت
عامة بالکمال ولا یستدالی المجلس وان
جهت به ان و باقی المسائل مشہورۃ و فی
الکتب مذکورۃ۔

موقوف تھے اس لئے صرف لڑکے کے بلوغ سے نہ فسخ
نہ ہوں گے اور تنویر الابصار میں ہے باکرہ ہائے
اگر اپنے نکاح کا علم ہو جانے پر غاموش رہے تو اس کا
حق فسخ باطل ہو جاتا ہے اور جس مجلس میں علم ہوا اس
مجلس کے اختتام تک باقی نہ رہے گا اگرچہ وہ اس
مسئلہ میں جاہل ہو۔ باقی مسائل مشہور اور کتب میں مذکور ہیں۔

نابالغی کی حد پندرہ سال کی عمر تک ہے اس مدت سے پہلے اگر دختر کو نو برس یا پسر کو بارہ برس کی عمر کے
بعد آثار بلوغ مثل احتلام و حیض ظاہر ہو گئے تو اسی وقت سے حکم بلوغ ہو جائے گا ورنہ پندرہ برس کی عمر پوری ہونے
پر ہر کار کی دونوں مطلقاً باطل سمجھے جائیں گے اگرچہ کوئی علامت بلوغ ظاہر ہو یہ یقینی کما فی الدس المختار
و غیرہ نقص و ما سنا (اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ در مختار وغیرہ میں ہے کیونکہ ہمارے زمانے کی عریں کم ہیں۔ ت)
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵۲ از احمد آباد بکرات محلہ چکلا کا پور متصل پل بھیارہ مرسلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب ۱۶ ربیع الاول ۱۳۲۰
کیا فرماتے ہیں علامہ دیں اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی اولاد کی نسیں کرنے کے لئے سفر سے دوسرے
شخص پر لکھا کہ میری لڑکی کی منگنی فلاں لڑکے کے ہمراہ کرنا لڑکی کا دونوں نابالغ ہیں یہاں اس شخص نے جس کو فقط
منگنی کی اجازت دی تھی خود ولی ہو کر بعد منگنی کے نکاح بھی کر دیا اس کے والد کو خبر ہوئی کہ لڑکی کا نکاح جس کے
منگنی کا اختیار دیا تھا کر دیا اس سے یہ شخص خوش ہوا اور اس کے پڑھائے ہوئے نکاح پر انکار نہ کیا اب یہ
نکاح عند الشرع منعقد ہوا یا نہیں؟ بیزار و جواد

الجواب

منگنی کی اجازت نکاح کی اجازت نہ تھی،

کیونکہ نکاح عقد ہے اور منگنی صرف وعدہ ہے جبکہ
وعدہ کبھی اس لئے کر لیا جاتا تاکہ منگنی کرنے والے کا

فان هذا عقد و والک وعد وقد یفعل
الوعد لیذکر الخطیب ثم ینظر

۱۹۸/۳

مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

فصل فی الوکالۃ بالنکاح

سہ فتح القدر

۱۹۳/۱

مطبع مجتبیٰ دہلی

باب الولی

سہ در مختار شرح تنویر الابصار

۱۹۹/۲

- - -

فصل فی ابلوغ

سہ در مختار کتاب النکح

وَبِتَّ فِيهِ فَمَنْ وَافَقَ اجْبِسْ وَالْإِمْنَةُ فَلَا يَكُونُ
الرَّضَا بِلَوْعَدٍ مِنْ صَاحِبِ الْعَقْدِ وَهَذَا ظَاهِرٌ جَدِيدٌ۔
جائزہ دیا جائے اور غریب جاسے اور تاخیر کی جاتی ہے تاکہ
وہ موافق ہو تو منگنی قبول کی جاسے ورنہ انکار کیا جائے

لہذا وعدہ پر رضا کو عقد نکاح پر رضا مندی نہیں قرار دیا جاسکتا۔ یہ معاملہ ظاہر ہے۔ (ت)
تو یہ نکاح نکاح فضولی ہوا اور اجازت ولی پر موقوف رہا، بعد سماعت خیر اگر ولی نے قول یا فعلاً اس کی
تفہیم ظاہر کی نافذ ہوگی صرف دل میں خوش ہونا اور زبان سے انکار نہ کرنا کافی نہیں لایمہ سکوت و المساکت
لاینسب الیہ قول، کیونکہ یہ سکوت ہے اور مساکت کی طرف کوئی قول منسوب نہیں ہو سکتا۔ (ت) درمختار میں ہے
قبض ولی لہ الامتثال بغير المهر و نحوه
لڑکی کے ولی کو مہر پر اعتراض تھا اس کے باوجود اس
مہر پر عمل کیا اور ایسا کام کیا جس کو رضا پر دال
قرار دیا جاسکتا ہے تو دل لہ رضا ہوگی محض سکوت
قد اتم محضرا۔

رضانہ قرار پائے گا جب تک لڑکی کے ماں بچہ پیدا نہ ہو جائے (ت)
پس اگر واقعہ اسی قدر ہے تو نکاح بدستور اس کی اجازت پر موقوف ہے باطل کر دے خواہ نافذ۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۲ دینج رول تریبن ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو بیوہ نے اپنا عقد ایک شریف اپنے خاندانی سے
کر لیا اس پر عمر و حجر و خالہ نے اسے اور اس کی ماں اور شوہر کی برادری سے نکال دیا اور ایذا دی، اس میں
کیا حکم ہے؟ جینذا تو جروا

الجواب

اگر ہندو نے عقد ثانی بعد مدت گزرنے کے کیا اور شوہر دوم بد مذہب نہیں جس سے نکاح باطل
یا گناہ ہو اور ہندو اگر کوئی عصبہ اپنا ولی رکھتی ہے تو شوہر دوم اس کا کفو ہوگا یا اگر کفو نہیں اور ولی نے یہ وعدہ کیا
ہے شیش از نکاح صریح اجازت دے دی ہو تو ان صورتوں میں ہندو اور اس کی ماں اور شوہر پر کچھ لازم نہیں
خالہ عمر و حجر صرف بوجہ نکاح ثانی انہیں ایذا دیتے ہیں ظالم و گنہگار اور حق العبدہ میں گرفتار ہیں ان پر تو بفرص ہے
اگر نہ کریں تو خود یہی لوگ برادری سے نکال دینے کے قابل ہیں جو لوگ ان خالہ عمر و حجر کا ساتھ دیں گے وہ بھی
سستی عذاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان فی
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اذی مسلم فقد اذانی ومن اذانی
 فقد اذی اللہ ﷻ
 واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۴ ۲۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی دس برس کی ہے، ماں نانی چچا میں سے
 کس کو اس کے نکاح کا اختیار ہے؟ اور دختر کا ایک بھائی بھی دوازدہ سالہ ہے۔ بینوا تو جبراً

الجواب

چچا کو ہے اگر بھائی نابالغ ہو ورنہ بھائی کو۔ بارہ برس کی عمر میں بلوغ ممکن ہے اگر وہ دعویٰ بلوغ کرے
 مانا جائے گا کما فی الدر المختار (جیسا کہ در مختار میں ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۵ مسئلہ کرم الدین صاحب ساکن بلا پور جٹان محلہ سادہ دان ضلع گجرات ملک پنجاب۔
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین، فصل ۱۰۰ میں اس صورت میں کہ خالد نے اپنی لڑکی نابالغہ

جس کی عمر اندازی دس یا گیارہ برس کی تھی رجم بخش بالغ کے ساتھ نکاح پڑھا دیا اب بوجہ کوئی فساد کے دختر
 بالغہ نہ کر چاہتی ہے کہ نکاح فسخ ہو جائے آیا شرعاً ممکن ہے کہ عقدہ کو رباختیار دختر مسمومہ فسخ ہو جائے۔
 بینوا تو جبراً۔

الجواب

باپ دادا جو نکاح نابالغہ کا کر دیں وہ لازم ہو جاتا ہے، لڑکی بعد بلوغ کے خواہ کوئی دور اسے فسخ نہیں
 کر سکتا، مگر صرف دو تین صورتوں میں جس کی اس وقت تفصیل کی حاجت نہیں وہن لم یعرف اهل زمانہ
 فهو جاهل (جو اپنے زمانے کے عرف سے ناواقف ہے وہ جاہل ہے۔ ت) مستفتی صاحب کو چاہئے
 کہ مفصل کیفیت سے مطلع کریں کہ وہ کیا فساد ہے جس کے سبب اب عورت فسخ چاہتی ہے اور اس فساد پر

سبحہ القرآن الکریم ۲/۵

سبحہ کنز العمال بحوالہ طب عیانی حدیث ۳۷۷۰۳ موسعہ الرسالہ بیروت ۱۶/۱۶
 الترغیب والترہیب الترغیب من تحلی القاب یوم الحجۃ مصطفیٰ البانی مصر ۵۰۲/۱

کب اطلاع ہوئی، اور باپ بھی وقت نکاح اس پر مطلع تھا یا نہیں، وہ فساد بعد نکاح حادث ہوا یا پہلے سے تھا، غرض سب حال بتفصیل نام بیان کیا جائے تو جواب دیا جائے۔ درختار میں ہے،

لزمہ النکاح ولو بغین او بعد کھذا انت کان
الولی المرءہ بنفسہ ایا او جذا فی واللہ
تعالی اعلم۔

باپ یا دادا ہر اگرچہ انتہائی کم مہر سے یا غیر کفو
میں ہوا تو واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۵۔ مستور شاہ معین احمد صاحب از ڈاک مار ٹر اسٹیشن قنوج ضلع پٹنہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں زینب کی کل ایک لاکھ دو سو بیس یعنی ہندو دختر بکر بالغ ہے ہندو کے باپ نے قضا کیا، زید ہندو کا ملاقی بھائی ہے، زینب ہندو کی ماں اور زید برادر ملاقی نے ہندو کی نسبت خادم بن کر ساری فلاں جگہ سے مقرر و پختہ کر کیا، اس کی خبر ہندو کو بڑی برائی ہوئی اس طرح سے کہ ہندو اسی مکان میں رہتی تھی اور اس کے سامنے نسبت کی گفتگو ہوئی اور اس پر ثابت ہوئی کہ میری نسبت فلاں جگہ فلاں شخص سے ہے گو اس سے خاص کہ کسی نے کہا اور پوچھا نہیں اس کے بعد دختر تقریباً تاریخ آمد بات کا خالد بن بکر کے یہاں سے آیا، اس کی اطلاع بھی ہندو کو ہوئی چنانچہ اس روز نہ سسٹناری ہو گئی اور جو مہرام کہ قبل نکاح اس طرف راہی میں ملاں نجد و فیسہ میں عیشنا اس سب کو اس سے یاد دلائی ملاں باجہ مدنی ہیں غار بابہ ہی تک کہ تاریخ مقررہ پر بات آئی اور اجاب اقربا اندر باہر جمع ہوئے، اس کی اطلاع بھی ہندو کو ہوئی اس وقت بھی ہندو نے کسی طرح نارضا مندی ظاہر نہیں کی زید برادر ملاقی نے چند شخصوں کے سامنے فقرہ کو دلیل با نکاح مقرر کیا اور غرہ نے جہاں برات کا قیام تھا وہاں جا کر سب لوگوں کے سامنے خادم بن کر سے ہندو کا نکاح مہر مثل پر کرادیا مگر اس کی اطلاع ہندو کو غرہ کو دیکھنے یا زید برادر ملاقی سے نہیں دیا جگہ عورتوں میں کہہ دیا گیا کہ نکاح ہو گیا اور یہ بات مشہر ہو گئی کہ نکاح ہو گیا، اس کے بعد جو مہرام شادی اس طرف رائج ہیں سب کو ہندو نے بخوبی ادا کیا اور کسی طرح کی نارضا مندی نہیں ظاہر کیا یہاں تک کہ رخصتی بھی ہوئی اور نفرت استراحت کی بھی آئی ان تمام متذکرہ بالا نامہ میں کبھی ہندو نے اپنی نارضا مندی ظاہر نہیں کی اور اس وقت تک کسی طرح کی نارضا مندی ظاہر کرتی ہے تو یہ نکاح صحیح ہوا یا کسی طرح کا شکبہ یا نقص رہ گیا، یہ شبہ صرف اس وجہ کہ پیدا ہے کہ ہندو بکر بالغ تھی اس سے قبل نکاح زید برادر ملاقی نے یا کسی شخص نے مراحتہ استسراج نہیں لیا اور نہ بعد نکاح مراحتہ اس کو خبر دیا، گو اس کو خارجی طریقہ سے سب باتیں معلوم تھیں اور معلوم ہوئی اور نہ اس وقت تک اپنی نارضا مندی ظاہر کرتی ہے

بلکہ ظاہر خوش معلوم ہوتی ہے۔ نیز اتوجروا۔

الجواب

اس صورت میں یہ نکاح فضولی تھا۔ اگر تہ نکاح نس کر بندہ نے کوئی قول یا فعل اظہار ناراضی کا نہ کیا بلکہ عاقل ثقف سے نکاح کی خبر سنی کر خاموش رہی ہو یہی یا خبر کسی عادل سے نہ سنی نہ ولی نے اسے اطلاع کرا بھیجی تو ساکت رہی یہاں تک کہ شوہر سے رضا ہم خواب ہوئی تو نکاح نافذ و تام ہو گیا۔

فی الہندیۃ ذاکنت الزوج من نصہا بعد
ما روجہ الولی مہوراً و فی الدر المختار
نہ وجہا ولیہا و اخرہا رسولہ او فضولی
عادل فکنت فہو اذن ۛ واللہ تعالیٰ اعلم

اطلاع دی اور وہ اس پر خاموش رہی تو یہ رضا مندی ہو گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۵۴۰ از صاحب گنجیہ مرسلہ مولوی امیر الدین صاحب ۳ شعبان ۱۳۲۳ھ

علائے دین و مفتیان شرح میں اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں زید اور اس کی زوجہ سیدہ میں
جنگ باغوائے مفیدان دکھارا یہ امر اس وقت تک کہ ایک ایک کی جس کا نام سیدہ تھا اور مکر
میں رہ برس گیا رہ سیدہ کی تھی بکر سے اپنے لڑے خالد کی سب سیدہ سے چا داریہ کو منظور نہ ہوا تب بکر نے
ہندو زوجہ زید کو بریم کرایا اور ہندو نے اس قدر فساد مچایا کہ زید کو مجبوری ہوئی مجبوری و تاکید و خوف حکام ضلع
بنجیال اس کے کہ رعب جو فساد و قہر ہو جائے گا اور یہ ثابت بھی کیا گیا تھا کہ اگر یہ عقد ہو گا تو قصہ سب دفع
ہو گا و صلح سے نہ نہ گزرے گا اس سبب کو منظور کیا اور سیدہ کو اپنی لڑکی کا نکاح خالد سے بلا اذن کر دیا لیکن خالد
سیدہ سے آج تک ملاقات نہ ہوئی و نہ سیدہ سے کسی قسم کی رضامندی لی گئی نہ سیدہ کو سمجھایا گیا کہ کیا ہوتا ہے
اور بعد نکاح کے خالد لندن چلا گیا اور بیکل تحصیل انگریزی و ماں فتن و فخر و لہو و لعب میں مبتلا ہوا پھر برس بوا کہ
خالد لندن میں ہے نہ پڑھتا ہے نہ آتا ہے اور نہ کسی قسم کی خبر گیری یا پرسش سیدہ کی کرتا ہے زید نے بکر کو
و خالد کو یعنی دونوں پر دھم کو لکھا کہ شادی کر لی جائے اور خالد آئے اور اپنی منکوحہ کو لے جائے، مگر خالد
آتا ہے نہ کسی قسم کی کفالت خرچہ کی سیدہ کی خالد یا بکر اس کے باپ کی طرف سے ہوتی ہے اور بلکہ زید سے

خرید لندن کے قیام کا طلب کیا جاتا ہے ان حالتوں سے قسح ہو گیا نہیں، اور سعیدہ مجاز ہے کہ اپنے باپ کے نکاح کو جو بخشی نہیں بلکہ محض مجبوری و خوف حکام وقت و توقع رفع خرخشہ کیا تھا اور رفع بھی نہ ہوا بلکہ بعد از بسبب باری جنگ کے خلع و جدائی درمیان زید و ہندہ کے ہو گئی تو ایسے نکاح کو سعیدہ توڑ سکتی ہے یا نہیں اور خالد کا کب تک انتظار کیا جائے گا۔ زندہ آتا ہے اور نہ کسی قسم کی بئر گیری اخراجات کی بھی سعیدہ کی کرتا ہے بدستور سعیدہ اپنے باپ کے گھر ماں سے بھی جدا پڑی ہے اور زید کو یہ بھی خیال ہے کہ حت لہ ہرگز نہیں آئے گا اور آئے گا تو جو طرز معاشرت بدل جانے و صحبت غیر ذاہب کے حقوق کی تعمیل پر ری پوری خالد سے ادا نہ ہوگی، ایسی حالت میں شریعت کیونکر سعیدہ کو مجبور کرے گی اور باپ کے ایک لغو و مجبوری سے عمل کے باعث وہ مزید بہ قیمت سعیدہ پریشانی میں مبتلا رہے گی۔

الجواب

باہمی جھگڑے قسے نہ حد اکراہ تک پہنچتے ہیں نہ نکاح میں اکراہ کو دخل ہے اگر وہ کسی کے جبر و اکراہ ہی سے نکاح کر دے نکاح ہو جائے گا۔

فی البصایہ من لا کرہ ہر دو جہ اولیہ و تھا ہندہ میں ہے کہ اگر اولیاء نے کسی جبر کی بنا پر نابالغہ کو نکاح کیا جائے گا۔
 نکاح کیا جائے گا۔ (دست)

نہ نابالغہ سے اجازت لینے کی حاجت نہ باپ کے لئے ہوئے نکاح پر عہدت کو بعد بلوغ حتی اعتراض، مگر اُس حالت میں کہ شوہر وقت نکاح کو نہ تھا اور باپ اس سے پہلے بھی کسی اپنی ولایت سے کسی راہی کا نکاح غیر کفو سے کر چکا ہو، غیر کفو جس سے نکاح ہو ناظر فا اولیا سے ہندہ کے لئے وجہ تنگ و عار ہو کہ وہ نسب یا پیشے یا نہ نسب یا چال چلن میں ردیل و ذلیل و بدنام ہو، یہاں جب یہ صورتیں نہیں نکاح ہے شک نافذ و تمام ولادہ ہو گیا جو کسی کے رد کے لئے رد نہیں ہو سکتا، یہ اُس حالت میں ہے کہ سعیدہ وقت نکاح نابالغہ ہو جبکہ بظاہر اس کی عمر نہ گور سے مترشح ہوتا ہے کہ ہندوستان میں اس عمر پر بلوغ نادر ہے، اگر بالغہ تھی کہ لڑکی تو بڑس کی عمر میں بالغ ہو سکتی ہے تو وہ نکاح کو باپ نے اسی کے بے اذن کیا نکاح فضولی تھا اسے خبر پہنچنے پر اختیار حق کہ رد کر دیتی مگر یہ رد اسی جلسہ خبر میں ہو سکتا تھا اگر جلسہ بدلی کر رد کرے تو مقبول نہ ہوگا، اور تقریر سوال سے سعیدہ کا رد کرنا اصولاً ظاہر نہیں بلکہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ نکاح رہی اور بکر کا سکوت بھی اذن ہے تو نکاح یوں بھی لازم ہو گیا جس کے رد کی طرف سبیل نہیں مگر صورت

لے فتاویٰ ہندیہ کتاب الاکراہ باب الثانی فیما یجوز لہمکہ فرائی کتب خانہ پشاور ۴۵/۵

مذکورہ میں عورت کا ضرر صریح ہے، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے،
 فَاَسْكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سِرْحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ۔ عورتوں کو یا تو اچھی طرح رکھو یا اچھی طرح چھوڑ دو۔
 اور فرماتا ہے، وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (عورتوں سے اچھا برتاؤ کرو۔ ت) اور فرماتا ہے،
 اَسْكُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجُوْدِكُمْ۔ جہاں آپ رہو وہاں عورتوں کو رکھو اپنے مقدور کے قابل
 وَلَا تَقْضَوْهُنَّ لَتَقْضِيَنَّ عَلَيْهِنَّ تَ۔ اور انہیں نقصان نہ پہنچاؤ کہ ان پر تنگی لگاؤ۔
 اور فرماتا ہے،

فَلَا تَسْلُوْا حُرَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهُمَا كَالْمُعَلَّقَةِ تَ۔
 پورے ایک طرف نہ جھک جاؤ کہ عورت کو یوں چھوڑ دو
 جیسے ادھر میں لٹکتی۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
 لَا صِرَافَ وَلَا خِرَافَ إِلَّا بِسَلَامَةٍ۔
 دین یا اسلام میں نہ خرد ہے نہ مضرت پہنچانا۔
 لہذا حاکم پر واجب ہے کہ خالہ پر جبر کرے کہ یا تو ہندہ کو رخصت کر اسے یا طلاق دے۔ اور اگر وہ ان کی
 صحبت سے خالہ کا دین غاسم ہو گیا کہ بچریوں کی طرح ضروریات دین پر رہنے لگا تو آپ ہی نکاح جاتا رہے گا
 والعیاذ باللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵۴۔ مرسلہ حاجی احمد اللہ خاں صاحب مرحوم از پہلی مجلیت ۱۶ جلدی الاولیٰ ۱۳۲۵ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں ایک عورت ہندہ جس کی عمر ۱۴ برس کی تھی باپ اُس کا فوت
 ہو گیا اب ہندہ کے نکاح کی اجازت اس کی ماں نے ہندہ کی سوتیلی بہن جس کی عمر تینتیس قریب چالیس کے ہو گئی
 اس بہن نے ہندہ کو بچپن سے مثل اولاد کے پالاتا اجازت دی تھی بلکہ ہندہ نے خود بھی اقرار کیا تھا ہندہ
 کی بہن نے سوتیلی بہن سے یہ کہلا بھیجا تھا کہ تم کو اختیار ہے جہاں چاہو اس کا نکاح کر دو ہندہ کی بڑی بہن
 اور بہنوئی نے اپنے کفر میں ایک شریف خاندان کے لڑکے کے ساتھ بلکہ رشتہ داری میں نکاح کر دیا اب
 بعد دو برس کے کچھ جھگڑا عورات میں باہم کسی بات پر ہوا یعنی ہندہ کی ساس اور ہندہ کی بڑی بہن میں، اس پر
 مستعد ہندہ کی ماں اور بہن دونوں اب یہ کہتی ہیں کہ ہندہ کا نکاح اس وجہ سے کہ اُس عمر تک بالغ نہیں ہوئی تھی

۱۹/۴	۲۳۱/۴	۱۹/۴	۲۳۱/۴
۱۲۹/۴	۶/	۱۲۹/۴	۶/
۹/۹	۵۱۰۹	۹/۹	۵۱۰۹

وقت نکاح کے ہندہ کے چچا اور بھائی نہیں موجود تھے مگر ان کو علم تھا اور ہندہ کی ماں اور بہن میں ایک مذمت رنج تھا آمد وقت نہیں تھی جس پر ہندہ کی ہمشیرہ نے اُس کی والدہ سے اجازت چاہی تھی قبل از حدیث بیس روز آگے دونوں میں صلح ہو گئی اور والدہ ہندہ کی لڑکی کو دو چار روز آگے اپنے مکان کو لے گئی تھی جب تاریخ نکاح قریب آئی تو پھر ہندہ کو اس کی بڑی بہن جس نے کہ اس کو پالا تھا اُس کے مکان پر بھیج دیا واسطے نکاح کے اب ہندہ کی والدہ اپنے مکان پر ہندہ کو لے گئی بڑی بہن کے مکان سے خوشی۔ ہندہ کی بڑی بہن کے خاوند ہندہ کے بہنوئی ہندہ کے نکاح میں گواہ تھے، اور بہنوئی کے بٹے بھائی وکیل نکاح کے تھے، نکاح خواہ ثابت تھے، تو ایسی صورت میں نکاح ہندہ صحیح قرار پائے گا یا باطل؟ یہ تو جبردا

الجواب

اگر ہندہ وقت نکاح فی الواقع نابالغ تھی اور اُس کے نکاح کی اجازت اُس کے جان بھائی نے نہ دی تھی تو جو نکاح بڑی بہن نے ماں کی اجازت سے کیا بھائی کی اجازت پر موقوف رہا، اگر بھائی نے نکاح کی اطلاع پا کر انکار کر دیا تو وہ نکاح باطل ہو گیا اور اگر پسند کیا اجازت دی تو نافذ ہو گیا، اور اگر ہندہ کچھ نہ کہا اور ہندہ اب بھی نابالغ ہے تو اب بھی بھائی کی اجازت پر موقوف ہے اگر جائز کر دے گا نافذ ہو جائیگا زور دے گا تو باطل ہو جائیگا اور اگر ہندہ کے والد ہرگز ہندہ کی ماں نے تک بھائی سے نہ زور کیا نہ اجازت دی اور اب ہندہ بالغ ہو گئی یعنی اُس کی عمر نو پور سے ہندہ سال کی ہو گئی یا اسے حیض آئے لگا تو اب ہندہ نکاح خود ہندہ کی اجازت پر موقوف ہے اگر جائز کر دے گی جائز ہو جائیگا اور اگر زور دے گی باطل ہو جائیگا، اور اگر نکاح بھائی کی اجازت سے ہوا تھا یا بعد نکاح بھائی نے قبل بلوغ ہندہ اجازت دے دی تو نکاح نافذ تو ہو گیا مگر ہندہ کو خیار بلوغ ملے گا یعنی بالغ ہوتے ہی فوراً اگر اُس نکاح سے اُس نے انکار کر دیا ایک لفظ کی دیر نہ لگائی تو دعویٰ کر کے اُس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مرسلہ حکیم محمد علی حسین خاں صاحب جاگیر دار ریاست گوالیار صدر لشکر نیا بازار
۱۸ ذی القعدہ ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرح متین سوالات مندرجہ ذیل کی نسبت :-

(۱) لڑکی کے والد نے منظر کو دہلی سے واسطے عقد لڑکی اپنی کے ہر مقام بھر پال طلب کیا اور بعد پہنچے برات کے سرکار عالیہ میں ایک درخواست تحریر کر کے پیش کی کہ میں نے لڑکے کو بلایا ہے مگر عالیہ خود دفعہ فرما کر اس کا بغیر کو اپنے رو بکاری سے اہتمام فرمائیں، میں نے تاریخ مقدم رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ یوم دوشنبہ مقرر کر دی ہے۔

(۲) سرکار عالیہ نے یہ درخواست منظور فرما کر جملہ استقامت ضروری کیا تب حکم نافذ فرمادیا اور صاحبزادگان دہم اقبال اور قاضی صاحب وغیرہ کو بلاوا بھی پہنچ گیا۔

(۳) لڑکی اپنے ماموں کے یہاں تھی، لڑکی کے والد عقد کے دن لڑکی کو لانے کی غرض سے ماموں کے مکان پر گئے، ماموں نے سین وقت پر بھیجے لڑکی سے قطعی انکار کیا، یہاں سے شریف باپ نے اس غیرت کی وجہ سے زہر کھا کر اپنی جان کو ہلاک کیا۔

(۴) باپ ولی جائز کی اجازت تحریری بعد فوتی اُس کے یہ عقد کیا تب کچھ وقعت اور اثر رکھتی ہے یا نہیں؟

(۵) انہیں لڑکی کا جوہ نفسانیت منظر کے ساتھ عقد کرنے سے انکار ہی ہے اور اسی کے قبضہ میں لڑکی ہے۔

(۶) لڑکی کا سن گیارہ سال کچھ ماہ کا ہے۔

(۷) ورثہ میں لڑکی کے ایک چچا حقیقی اور ایک ماموں حقیقی، ایک بھائی حقیقی نابالغ اور والدہ مطہرہ یہ شخص غیر کے نکاح میں ہیں۔

(۸) لڑکی کے چچا صاحب اس لڑکی کا منظر سے عقد کرنے پر رضا مند ہیں ان کی یعنی چچا صاحب موصوف کی محض اجازت سے عدم موجودگی اور بغیر اطلاع لڑکی کے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں یا کہ لڑکی کا موجود ہونا وقت نکاح لازمی ہے؟ فقط

الجواب

مذکورہ میں جب تک وہ لڑکی نابالغ ہے (یعنی) اسے حیض شروع نہ ہوا یا پندرہ سال کامل کی عمر نہ ہوئی اُس وقت تک اُس کا ولی نکاح اس کا چچا ہے اور لڑکی کے بلوغ سے پہلے اس کا بھائی بالغ ہو جائے تو ولایت چچا سے بھائی کی طرف منتقل ہو جائے گی بہر حال ماموں یا ماں کو اس کے نکاح کا کچھ اختیار نہیں۔
تتویر الابصار و درختار میں ہے :

الولی فی الشکاح العصبۃ بنفسه علی ترتیب
الامرات و النجب فان لم یکن عصبۃ فالولایۃ
للأول ثم للاخت ثم لولدن الاھ ثم لند و علی
الاسرھ من اللھات ثم الاخوال
نکاح کا ولی' وراثت اور مانع ہونے کی ترتیب کے مطابق عصبیات بنفسہ ہوتے ہیں، اگر یہ نہ ہوں تو پھر ولایت ماں کو حاصل ہوگی، پھر بہن پھر دادہ کی طرف سے بھائی پھر ذوی الارحام میں پہنچتی پھر ماموں کو حاصل ہوتی ہے۔ (ت)

من غیر کفو او یغبن فاحش الصلہ۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔
کم مہر سے دیا تو بالکل جائز نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

باپ کی اجازت تحریری کی عبارت محتاج نظر ہے، دیکھ جائے کیا لکھا ہے اور اب اس کا کیا اثر ہے اور اس کی تہہ بہت
محکم نہیں کہ وہی تشریحی موجود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مستولہ محمد صبور صاحب ولد خشی محمد ظہور صاحب مرحوم مغفور ساکن بریلی محلہ پل قاضی ۲، صفر ۱۳۱۹
کیا فرماتے ہیں علامتہ دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک بیوہ عورت نے ایسے رند دے
شخص کے ساتھ نکاح کیا کہ جس کے دو لڑکے زوجہ اولیٰ سے تھے اب ان زنی و شو سے ایک دختر پیدا ہوئی بعد
اس شوہر ثانی کا انتقال ہو گیا، زنا بعد اس بیوہ عورت نے پھر اپنا نکاح کر لیا اب وہ لڑکی جو شوہر ثانی سے پیدا
ہوئی تھی نابالغ ہے کہ جس کا نکاح اس عورت اور سال کے تیسرے شوہر نے ایک نابالغ لڑکے کے ساتھ مجبوری
اس کے والدین کے کر دیا کہ جس کے اندر ابتداء قرار و نسبت میں قبل از نکاح دوسرے شوہر کے دونوں راکوں
کا بھی مشورہ رضامندی تھا لیکن وقت نکاح کے یہ دونوں لڑکے موجود نہ تھے اب یہ دونوں لڑکے اس نکاح سے
نارضا مند ہیں، کیا یہ نکاح جائز طریقہ سے ہوا یا ناجائز طریقہ پر؟ اور اب قابل رہنے کے ہے یا نہیں؟
بیٹو اتوجروا۔

الجواب

شوہر دوم یعنی پدر دختر کے دونوں لڑکے کہ زوجہ اولیٰ سے ہیں اگر نابالغ ہیں اس دختر کے ولی ہیں، اگر
ان دونوں یا ان میں ایک نے پیش از نکاح عورت کے شوہر سوم یا خود عورت کو اس دختر کا نکاح اس
نابالغ کے ساتھ کرنے کی اجازت دی تھی اور وہ نابالغ اس دختر کا کفو تھا یعنی نسب و غیرہ میں ایسا کم نہ تھا جس
کے سبب اس سے نکاح اس دختر کے اوپار کے لئے باعث تنگ و عار ہو تو یہ نکاح صحیح و جائز و نافذ
واقع ہوا اور بلا وجہ صحیح شرعی اب ان لڑکوں کی ناراضی معتبر نہیں،

فان من سعى في نقض ما تم من جهته
جواب ہے تام کیے مجھے معاملہ کو توڑنے کی کوشش کرے
فسعیہ مردود علیہ۔
تو اس کی یہ کوشش مردود ہے۔ (ت)

بال دختر کو اختیار ہو گا کہ اگر پسند نہ کرے تو بالغ ہوتے ہی ممانعت کر دے نکاح فسخ کر دیا جائے گا
لانہ عیوب و جملہ (کیونکہ یہ غیر باپ دادا ہیں۔ ت) اور اگر راکوں نے ان کو نکاح کرنے کی اجازت
نہ دی تھی اگرچہ وقت مشورہ اپنی رضامندی ظاہر کی تھی تو یہ نکاح کہ دختر کی ماں اور اس کے شوہر سوم نے
بے اجازت ادب کیا اجازت اولیاء پر موقوفہ رہا ان لڑکوں نے خیر نکاح نہیں کیا اگر کوئی فکر رضا کہہ دیا کوئی فعل

کہ رضا پر دال ہو گیا تو نکاح نافذ ہو گیا اور اب ان کی نارضا مندی بلاوجہ صحیح شرعی معتبر نہیں بلکہ وہی بھائی بلوغ دختر کو اختیار اختیار تو دعویٰ فسخ ہو گا اور اگر کوئی قول و فعل رضا کا بعد نکاح ان سے صادر نہ ہو تھا کہ انہوں نے اسے رد کر دیا تو نکاح رد ہو گیا اور اب یہ دختر اس سے محض اجنبیہ ہے اور اگر وہ لڑکا اس عورت کا کفو نہیں یعنی کوئی ایسی کمی رکھتا ہے جس سے اس کے ساتھ نکاح اولیا نے دختر کے لئے باعث بدنامی و مظلومی ہو تو یہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں اگرچہ خود لڑکوں نے کیا جو تا اگرچہ دختر بعد بلوغ اس پر راضی ہوتی۔

لأنه يفتق في غير الكفو بعد الصحة أصلاً
لفسد الزمان به والله تعالى أعلم.
نکاح غیر کفو اور غیر مہر مثل میں یا نکل صحیح نہ ہو گا، اسی پر فتویٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (د)

مسئلہ ۶۸ از بدایوں برہم پور مدرسہ عظیم الشان صاحب ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۲۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید پدر بندہ نابالغ کو بکر نے ازاد فریب یہ یقین دریا کہ خالد اس کا ہم قوم اور شریعت الخاندان سے اور اس طرح زید کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ اپنی نابالغہ دختر بندہ کا نکاح خالد نابالغ سے کرے۔ چنانکہ خالد کے ساتھ زید نے اپنی دختر نابالغ کا عقد کر دیا پسند بعد عقد خالد کے ماموں زاد چچ تیرے گھر میں رہ رہ پرورش خاندان میں کیا گیا تھا یہی صغیرہ بندہ کو اب علم اس بات کا ہوا کہ خالد اس کا ہم قوم و کفو نہیں ہے بلکہ دلہ الحرام ذلیل قوم ہے تو بندہ نے خالد کو اپنا شوہر نہیں جانا اور نہ اس کے پاس آئی گئی اور معاہدہ نکاح جو مرتب ہوا تھا بوقت بلوغ فسخ کر دیا، یہ انفساخ مطابقت شرعاً گوارا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

ہاں صورت مستفسرہ میں نکاح فسخ کیا جائے گا یعنی بندہ کو اختیار دلو سے اور بعد دعویٰ فسخ ہو گا قاضیوں فتح اختیار و برادیر و رواختار وغیرہ میں ہے۔

نزوج بنته من رجل ظلم مصلحا لا يشوب
صكر افاذا هو من فقلت بعد
الصكر لا ارضى بالمكاح انت له
يكن ابوها يشوب المصكو
کسی شخص نے اپنی بیٹی کا نکاح ایسے شخص کو دیا جس کے متعلق باپ کو گمان تھا کہ صالح ہے اور شراب نہیں پیتا تو بعد کو معلوم ہوا کہ وہ شراب کا عادی ہے، بیٹی نے بلوغ پر باپ کے لئے جوئے نکاح کے بارے میں کہا کہ میں راضی

نہیں جو تو اگر باپ شرابی نہیں اور لڑکی کا حق مذاق
غالب طور پر صالح لوگ ہیں تو بالاتفاق یہ نکاح باطل
ہے (ت)

ولا عرف به و غلبة اهل بيته مصلحتون
فانكاح باطل بالاتفاق (ت)

رد المحتار میں ہے :

معناه انه يبطل كما في الذخيرة لان المسألة
مفروضة فيسما اذالم ترض البنت بمعد
ما كبرت كما صرح به في الغانية والذخيرة
وعبرهما وعليه يحمل ما في القنية
فردج بستره الصغيرة من رجل ظنه
حر الاصل وكان معتقاً فهو باطل بالاتفاق
او وعلم من عبارة القنية انه لا فرق
في عدم الكفاية بسبب الفسق او غيره
حتى لو تزوجها من ذرية احدى طرفتي
ولم يكن كفواً لهما لم يصرح افادته في
البحر.

اس کا معنی یہ ہے کہ وہ باطل کیا جاسکتا ہے جیسا کہ
ذخیرہ میں ہے، کیونکہ مسئلہ کی صورت اس مفروضہ
پر ہے کہ لڑکی نے بالغ ہونے کے بعد عدم رضا کا
اظہار کیا جو جیسا کہ ذخیرہ اور غانیہ وغیرہما میں اس
کی تصریح کی ہے، اور قنیہ کے اس مسئلہ کو کسی نے
اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح ایسے شخص سے کر دیا جس
کے بارے میں اسے گمان تھا کہ یہ اصل آزاد ہے
بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کسی کا آزاد کردہ ہے، تو یہ نکاح
بالاتفاق باطل ہے بھی اسی پر محمول کیا جائے گا اور
اور قنیہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ غیسر کفو
فسق یا کسی اور وجہ سے جو دونوں میں فرق نہیں،
حتیٰ کہ کسی نے نابالغ کا نکاح فقیر یا کسی کسی سے کر دیا اور یہ کفو نہ تھا، تو بھی نکاح صحیح نہ ہوگا، اس کا افادہ
بحر میں ہے۔ (ت)

رد المحتار میں ہے :

العرة ان من قبلها فسخ وان مس
قبله فطلاق و شرط لكل القضاء الا
تصانیه

اگر لڑکی کی طرف سے تفریق کی وجہ ہے تو فسخ ہوگا اور
اگر خاوند کی طرف سے ہو تو وہ طلاق ہے اور ہر صورت
میں قصاص شرط ہے ماسوائے آٹھ صورتوں کے۔ (ت)

۳۲۱/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت
۱۹۲/۱	مطبوعہ نوکلشور بکھن
۱۹۵/۳	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
۳۰۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت
۱۹۳/۱	مطبوعہ مجتبیٰ دہلی

باب الکفارة	رد المحتار
فصل فی الکفارة	فتاویٰ قاضی خاں
- - -	فتح القدیر
باب التولی	مکمل رد المحتار
-	رد مختار

تخانیہ میں ہے:

لا یكون الفسخ لعدم الكفاءة لا بعد انعقاد العقد
مجتہد ہیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ہے کیونکہ یہ مسئلہ اجتہادی ہے (حدیث)

مسئلہ ۳۶۹ مسئلہ خان بہادر مولوی محمد علیل، اللہ فرماں رکاز خانہ گورنمنٹ لکھنؤ

مسئلہ ۳۶۹ مسئلہ نے انتقال کیا اور والدہ دختری سے دو لڑکیاں چھوڑیں۔ وقت انتقال سناۃ مذکورہ کی لڑکیوں نے اپنے حقیقی نانا کی پرورش پر قسم کی، اس وقت تک پائی، دختران کی طریقی جو وقت کو پہنچی ہے، والد لڑکیوں کا اپنے وطن میں موجود ہے اور کسی قسم کی امداد پرورش دختران مذکور نہیں کرتا، والدہ اللہ دختران مذکور کا شادی کا انتظام کرتا ہے تو والدہ منشا آتا ہے، والدہ شریک شادی دختران مذکور جو اس کے کوہر شادی سے علیحدہ رہے، نہیں ہوتا ہے، تو ایسی حالت میں حقیقی نانا بحیثیت ولی کے نکاح کر سکتا ہے اگر نکاح دختران مذکور کا حقیقی نانا ایسی حالت مذکورہ میں کر دے تو کیا مناسب ہے؟ بیجا تو جہودا

الجواب

لڑکیاں جبکہ بالغ ہو گئیں ان پر ولایت جبر کسی کی نہ رہی، ان کی رضا سے جو نکاح ان کا بہر صورت دو حالت میں ولی یعنی ان کے باپ کو ان پر خراسان سے نکاح کرنا یا کسی سے نکاح کیا جائے وہ اس دختر کا کفر یعنی نسب یا مذہب یا چال چلن یا پیشہ وغیرہ کسی بات میں اس سے اتنا کم ہو کہ اس سے نکاح ہونا پدر دختر کے لئے باعث تنگ و غار ہو، اس صورت میں تو جب تک باپ پیش از نکاح اس شخص کو غیر کفر جان کر صراحۃً اجازت نہ دے نکاح ہوگا ہی نہیں محض باطل ہوگا۔ دوم یہ کہ دختروں کے مہر میں کمی فاحش کی جائے مثلاً اس کا مہر مثل ہزار روپے ہو اور پانچ سو بانہ صا جائے، اس صورت میں باپ کو اعتراض کا حق ہوگا یہاں تک کہ شوہر مہر فوراً کرے اور جب ان صورتوں سے پاک ہو یعنی جس سے نکاح کیا جائے وہ نسب و مذہب وغیرہ میں دختر سے ایسا کم بھی نہ ہو کہ اس سے نکاح ہونا پدر دختر کے لئے باعث مطعون و بدنامی ہو، اور مہر مثل میں بھی کمی فاحش نہ کی جائے، تو لڑکیوں کی اجازت سے نانا کا ایسا کیا ہو ان نکاح صحیح و تام و نافذ و لازم ہوگا جس پر دختران کو کوئی اعتراض نہیں پہنچتا۔ درمختار میں ہے:

لا تجبر البالغة البكر على النكاح لا بغير رضا
الولاية بالسوغ
باکرہ بالغہ پر ولایت اجبار نہیں کیونکہ اس کے بالغ ہونے پر یہ ولایت ختم ہو چکی ہے۔ (ت)

اسی میں ہے :

نفذ نکاح حرة مكلفة بلا مرضى ولی وله اداکان
عصبة الاعتراض فی غیر الكفو ویفق فی غیر الكفو
بعد مجواتر الاصلاً
آزاد عاقلہ بالغہ کا اپنا کیا ہوا نکاح ولی کی رضا کے بغیر
بھی نافذ ہوگا، ولی اگر عصبہ ہو تو اس کو غیر کفو کی صورت میں
اعتراض کا حق ہے اور غیر کفو میں نکاح کے عدم ہوا کا
فتویٰ دیا جائے گا۔ (ت)

اسی میں ہے :

لو نکحت باقل من مهرها فلولی العصبة
الاعتراض حتی تم مهر مثلها ویفرق الفاضل
بینهما دفلاً لعلیہ والہ تعالیٰ اعلم
اگر لڑکی نے انتہائی کم مہر پر اپنا نکاح کیا ہو تو ولی عصبہ
کو حق اعتراض ہے حتیٰ کہ مہر مثل لڑا کریں، اور ناقض
ولی کی مہر کو ختم کرنے کے لئے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے
والہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳ از موضع ساندھی ڈاکٹر اچھنرہ ضلع اگرہ مرسلہ محبوب احمد صاحب ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
والد ہندہ نابالغہ کے فوت ہونے پر ہندہ کے شرعی وارث موجود ہیں مگر وہ ولی بننے سے انکار کرتے ہیں
ہندہ کی ماں حقیقی جس نے اب ہندہ کی ریا ہے وہ یا اس کے سوا بہن یا بیٹی بن سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

ولی بننا نہ بننا اپنا اختیاری نہیں، جس کو شرعاً ملنے والی کیا وہ ولی ہے اس کے انکار سے کچھ نہیں ہوتا
ہاں اگر صورت یہ ہے کہ کفو موجود ہے اور ولی بلاوجہ شرعی اسی کے نکاح کرنے سے انکار کرتا ہے اور اُس انکار میں
کفو کے فوت ہونے کا اندیشہ صحیح ہے تو جہ لی ابھ ہے اگرچہ ماں ہو اگرچہ نکاح کر چکی ہو وہ وہاں کے عالم دین
سننی صحیح العقیدہ کے صوابدید سے نابالغ کا نکاح کرے۔ والہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳ از افضل اگرہ ضلع بجنور محلہ قاضی مرآتے مرسلہ راجب الدین صاحب ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ
زید نے ہندہ سے نکاح کیا، ایک دختر پیدا ہوئی، جب عمر دختر کی تین سال کی ہوئی زید نے ہندہ کو
خلاق دی، وہ دختر بھی ہندہ کے پاس رہی، بعد ختم ہونے عدت کے ہندہ نے اپنا نکاح بکر سے کیا، جب
دختر کی عمر قریب نو سال کے ہوئی تب اُس کا نکاح ہندہ اور بکر نے ایک سے کر دیا وہ شخص بالکل اسلام سے

واقعہ نہیں، نہ روزہ رمضان شریف نہ نماز کبھی ادا کرتا ہے، اب عمر دختر کی پندرہ سال ہے، وہ پابند صوم و صلوٰۃ ہے اور کلام مجید اور وہ چار کتاب مسائل کی جانتی ہے وہ اس کے یہاں رہنا نہیں چاہتی، اور ولی اصلی زندہ ہے اس نے اجازت نکاح نہیں دی، یہ نکاح عند الشرح درست ہے یا نہیں،

الجواب

اسے گول سوال کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا، نکاح بکرو بندہ نے کیا، اُس وقت لڑکی فوراً ہی کی تھی، معلوم ہونا چاہئے کہ بالغ تھی یا نابالغ، فوراً ہی لڑکی بھی بالغ ہو سکتی ہے، اس نکاح کی خبر زیادہ کب پہنچی، اور اس نے اُس وقت یا اُس کے بعد کیا کہا، وہ لفظ چکھے جائیں، رخصت کس کے اختیار سے ہوئی، شوہر کے یہاں سے باپ کے یہاں بھی آتا جانا رہا یا نہیں، لڑکی اگر اس وقت نابالغ تھی تو کب بالغ ہوئی، اس کو کتنے زمانہ گزرنا پھر وہ شوہر کے یہاں نہیں رہنا چاہتی یہ کتنے زمانہ سے ہے، اور یہ کراہت صرف قلب سے ہے یا زبان سے بھی کچھ کہا، کیا تو کیا لفظ کے اور کب کے، شوہر سے اس کے کوئی اولاد بھی ہوئی یا نہیں، ان سب باتوں کا مفصل جواب تحریر پر حکم نکلا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰۱۱ از محمد علی عثمان مدرسہ کرم بخش صاحب خانساں ۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

حسین بخش خانساں کی۔ کشتی پر تین ماہوں کے بعد سپناٹوئین قلعہ عرصہ گیارہ بارہ برس کا ہوا کہ جس وقت برادراری کی نسبت پیر بخش خانساں کے ساتھ بندوبست کیا گیا تھا تو اُس وقت پیر بخش خانساں کی پہلی زوجہ جو کہ شادی کی ہے سبب نہ لولا دہونے کے دوسری شادی کا انتظام کیا دختر حسین بخش کے ساتھ پیر بخش اقرار کر داما دی کا کیا جو جسر مسجد کوہ سپناٹوئین قلعہ میں موجود ہے، اور پیش امام مسجد کے چھوٹے بھائی نے نکاح پڑھیا تھا وہ بھی اسی وقت موجود ہیں، جس وقت نکاح وغیرہ سے فارغ ہوئے تو دوسرے دن پیر بخش نے جھگڑانا شروع کیا کہ میری زوجہ میرے ہمراہ بھیگا وہ، لڑکی کے والدین نے پنج کی نوبت سے انکار کیا کہ چند عرصہ تم ہمراہ ہمراہ رہو جب تمہاری بی بی کی رضا تمہارے ساتھ جانے کی ہوئے جاؤ، اس شخص نے اصرار کیا کہ میرے ہمراہ ابھی بھیج دو، یعنی شروع سے جھگڑا یہاں کنی ایک ماہ ان کا جھگڑا رہا، چند عرصہ کے بعد جو کہ زوجہ پیر بخش کا چھوٹا بھائی تھا اس نے فیصلہ کیا کہ پیر بخش کی زوجہ کو پیر بخش کے ہمراہ کر دیا، بعد عرصہ کے لڑکی چلی سے ہوئی تو اپنی ماں کے پاس آئی، لڑکی پیدا ہوئی جو اس وقت تیرہ چودہ برس کی ہے، جس وقت لڑکی دو ماہ کی ہوئی تو زوجہ پیر بخش اپنے خاوند کے ساتھ چلی گئی، یہ سبب نا اتفاق ان دونوں عورتوں میں جھگڑا رہا، چھ ماہ کے بعد زوجہ پیر بخش پھر اپنے والدین کے پاس آگئی پھر ان کا اتفاق کر دیا گیا، پھر زوجہ پیر بخش اپنے خاوند کے ہمراہ چلی گئی، عرصہ عین ماہ بعد پھر واپس بھیج دی، پیر بخش کے پھر بعد کو لڑکا پیدا ہوا جو کہ عمر گیارہ بارہ برس کا ہے، نہ تو اس شخص

نے کھانا کھا کر ادا نہ اپنے بچوں کو لے گیا، چار دفعہ نیچا بیت میں فیصلہ ہوا کہ جو کچھ ذریعہ بچوں کی پرورش کرنے میں ہوا وہ ادا کر دو اور اپنے بال بچوں کو لے جاؤ، مگر یہ شخص بچوں میں بھی اقرار کر گیا وہ پورا نہ کیا نہ اب دیا یعنی بہتر کچھ اس شخص کو سمجھایا گیا لیکن اس نے صبر کیا بارہ برس میں کوئی خیالی نہ کیا، پچھلے سال اس لڑکی کے ماموں نے منگنی بھی کر دی اس وقت بھی کوئی خیالی نہ کیا بلکہ خود جا کر لڑکی کے ماموں نے کہا کہ یہ لڑکی کی شادی کرو اور تم لڑکی کی شادی نہیں کر سکتے تو تم لا دعویٰ ہو۔ کوئی جواب نہیں دیا، اب لڑکی کے ماموں نے چاہا کہ شادی کر دی جائے، تو پھر بخشش نے اپنے خسر کے نام نوٹس دی کہ تم لڑکی کی شادی نہ کرنا ورنہ ہم کچھری میں دعویٰ کریں گے آپ کی زیر باری ہوگی اس لڑکی کا ہاتھ لٹکانے لگا پچھلے نوٹس دی، اس گیا بارہ برس کے اندر ایک پیسہ اپنے بال بچوں کو نہیں دیا گواہ موجود ہیں، یہ فیصلہ آپ کے پاس بھی جاتا ہے کہ آپ شریعت کی رو سے فتوے عنایت فرمائیں۔

الجواب

لڑکی بالغ ہے یعنی عاقل سے ماہراری عارضہ آتا ہے جب تو نکاح میں خود لڑکی کی اجازت کافی ہے بشرطیکہ کسی غیر کفو سے نکاح نہ ہو۔ یعنی ایسے سے نہ جو حرم نسب یا نسب یا پال ملین یا پیشہ میں اتنا کم ہو جس سے نکاح اس دختر کا پرورش کے لئے باعث تنگ و عار ہو، اور اگر لڑکی بالغ ہے تو وہ اس کے باپ کی اجازت و رکار ہے بے اس کی اجازت کے باپ یا ماموں یا کوئی صاحب کردہ سے جو تو پرورش کی اجازت پر موقوف رہے گا وہ ہائز کر دے گا جائز ہو جائے گا نہ کر دے گا باطل ہو جائے گا، ہاں اگر کفو کے ملنے پر نہ ہو پرورش حرام ہی تاخیر کثیر کرے جس سے ضرر کا اندیشہ ہو نہ آپ نکاح کرے نہ دوسرے کو اجازت دے نہ اس وقت پرورش سے اڑ کر نا بالغ کا جردل ہو گا مثلاً دادا پھر سگ بھائی پھر سوتیل پھر سگ بھتیجی پھر سوتیل پھر سگ چچا پھر سوتیل پھر سگ چچا کا بیٹا پھر سوتیل کا، غرض دادا کی اولاد میں کوئی مرد عاقل بالغ کہ باپ کے بعد اس سے قریب تر کوئی نہ ہو اسے اختیار ہو گا کہ لڑکی کا نکاح کسی کفو یعنی نہ کور سے کر دے اور اس وقت باپ کو اعتراض کا کوئی حق نہ ہو گا اگر دادا پر دادا دور و نزدیک کی اولاد قریب و بعید میں کوئی ایسا مرد نہ ہو اس وقت ماں کو اختیار ملے گا۔ درمختار میں ہے،

ان لم تکن عصبة فالولاية للاخت
اگر عصبات نہ ہوں تو ولایت ماں کو حاصل ہوگی (ت)

یثبت للاعدد السزو یج لعصل الاقرب
اقرب کے نکاح نہ کرنے پر ابعد کو نکاح لینے کا

ی یا متنع عن التزویج اجماعاً خلاصۃ۔
 روا المختار میں ہے ۔

یا متنع عن التزویج من کفو بمهر المثل
 اما لو امتنع عن غیر الکفو او لکون المهر
 اقن من مهر المثل فلیس یعاضل
 ہر مثل اور کفو میں اقرب کے نکاح نہ کرنے پر ابعد کو
 اختیار ہے ورنہ اگر اقرب کم ہر اور غیر کفو میں نکاح کے
 انکار کرے تو پھر اس کو مانع قرار دینا درست نہیں

ہے۔ (مت)

یہاں ضرر سے مراد یہ ہے کہ کفو طاً ہو اور اُس کے ساتھ اس نابالغ کا نکاح کسی وجہ سے خلاف مصلحت نہ ہو ہر مثل
 بھی پورا دینے کا کہتا ہو اور بلا وجہ باپ نہ مانے اور نکاح نہ کرے نہ کوئی دوسرا کفو موجود ہو جس سے وہ نکاح کرنا
 چاہتا ہو تو اس حالت میں اور جو اولیا ہم نے شمار کئے ان میں سے جو قریب تر ہو اُس سنی دیندار عالم کی رائے
 سے جو وہاں سب سے زیادہ فقیہ ہو اس کفو موجود سے ہر مثل یا اُس سے زائد پر نکاح کر دے،

وذلك لا یهم اختلفوا فی المراد بالابعد الذی
 یثبت له التزویج یعضل الاقرب فذهب
 فی شرح الوهبانیۃ ان المراد بالابعد
 اولیاء النسب وبہ یجوز فی البحر وفقد فی
 الدرر ثم استدرك علیه بما فی القهستانی عن
 النبی فی تولو یروج الاقرب من زوج القاضی
 عند فوت الکفو اما قال شی ای خوف فوت
 ثم نقل عن رسالة العلامة
 الشرنبلالی کشف المعضل فیمن
 عزل نصوص وافرة متطافرة علی
 یہ اس لئے کہ اسی ابعد کے ہار سے جن کو اقرب کے انکار
 پر نکاح دینے کا جواز ہے میں فقہاء کا اختلاف ہے
 تو یہاں یہ میں سے طرف رجحان ہے کہ ابعد اولیا سے
 مراد فسی اولیا ہیں اور جو میں اسی پر جزم کیا ہے،
 اور جو میں اس کو فعل کیا اور پھر اس پر استدراک
 کرتے ہوئے قستانی میں غیاتی کے والد سے کہا
 کہ اگر اقرب نکاح نہ دے تو کفو کے فوت ہونے
 کی صورت میں قاضی نکاح کرے اور مشاریح نے
 کہا کہ کفو کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تو قاضی نکاح کرے
 پھر انھوں نے علامہ شرنبلالی کے رسالہ کشف المعضل میں نقل

۱۹۴/۱	مطبع مجتہبی دہلی	باب اولی	۱۰ در مختار
۳۱۶/۲	دار احیاء التراث بیروت	"	۱۰ روا المختار
۱۹۴/۱	مطبع مجتہبی دہلی	"	۱۰ در مختار
۳۱۶/۲	دار احیاء التراث بیروت	"	۱۰ روا المختار

ان المراد بالبعد العاقبي ولا قاضی ههنا
 فقد تدركنا بعد ذكرنا من جميع التفسيرين
 والله المستعان والله تعالى اعلم -

دو نزل مصلحتیں جمع ہو جاتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ سے ہی اہل طلب کی جاتی ہے۔ واقعہ تعالیٰ اعلم (ت)
 مسئلہ کلمہ از موضع کرایہ ڈاک خانہ پانکی ضلع ڈالٹن گنج مرسلہ سید منہاج الحق صاحب احراری

۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

ہندہ کے شوہر نے قضا کیا اور غزوہ سے بیوہ کا ناجائز تعلق ہوا، بعد خبر پانے کے بکرج ہندہ کا چچا سے
 بیسار زنیٹ گھر میں بند رکھا اور کچھ دنوں باہر نکلنے نہ دیا اور بزور اپنے لڑکے یہہ سے جس کی بی بی موجود ہے بے رضامندی
 جو بکرج ہندہ نے قبول کیا نکاح کر دیا، وکیل نکاح واقعہ معلوم نے بمقابلہ شاہدین اجمل جرجی زاد بھائی
 بیوہ کے ہیں برضا مندی اجازت عقد نکاح چاہی، بکرج جان ہندہ نے قبول کیا اور اذن دیا۔ دو چار ماہ
 کے موقع وقت پا کر غزوہ کے یہاں چلی آئی اور ہنوز اس کے مکان میں موجود ہے، ہندہ سے بمقابلہ ہندہ کو ان
 پوچھا گیا حلفاً بیان کیا کہ ہم کو ہرگز ہرگز منظور نہ تھا جس سے بکرج وغیرہ کے جو دھکی ہلاکت دیا تھا اقبال کیا بعد ہم
 دونوں کو یعنی نا کھیں کو تو گوں یہ ایسا مکان میں بکرج چچا صاحب بیوہ کی قاعدہ مسطورہ صدر سے
 ہوا پس صورت مستفسرہ میں امید وار جواب با صواب کا ہوں، ایسا نکاح جائز ہو سکتا ہے یا نہیں
 کیونکہ ہندہ نے اقرار زبانی کیا ولی حالت کسی کو معلوم نہیں، صورت مذکورہ بالا میں طلاق کی بھی ضرورت ہوگی
 یا نہیں؟ حسب بیان و خواہش ہندہ بغیر طلاق غزوہ سے نکاح یا بعد طلاق وعدت؟ بیوہ تو جردا۔

الجواب

اگر واقعی اکراہ و مجبوری کی صورت نہ تھی صرف دھکی تھی اور اسے بھی صحیح طور پر اندیشہ جان نہ تھا
 جب تو وہ اذن صحیح ہو گیا اور اگر اس وقت واقعی اکراہ تھا اور شوہر کے پاس جاننا بد اکراہ ہوا تو اگر پہلے نہ بھی تھا اب
 ہو گیا، ان دونوں صورتوں میں نکاح ہو گیا اور بغیر موت یا طلاق شوہر و انقضائے عات دوسرے سے نکاح نہیں
 ہو سکتا، اور جاننا بھی باکراہ تھا اور جیسا کہ ہندہ کا بیان ہے خلوت بھی بارہ ہوئی تو یہ مسند شہید الاشکالی ہے
 کتابوں میں اس کا جزیہ کہیں نہیں، علامہ خیر الدین دہلوی کی نظر حاشیہ تجرانی میں صحت توکیل کی طرف گئی اور
 حاشیہ فتح الفقاریں عدم جواز کی طرف ملامت نامی نے کتاب الاکراہ میں اولیٰ کی طرف میل فرمایا اور سرفر
 میں بھی لکھا کہ،

الحاصل ان المحل محتاج الیٰ فی سادۃ حاصل یہ کہ یہ مقام زیادہ تحریر و تحقیق کا محتاج ہے

التحریر و ہدایۃ ما وصل الیہ قہمنا اور جہاں ہمارا قاصر فہم پہنچا وہ یہی ہے ۔ واللہ
القاصر ، واللہ تعالیٰ اعلم۔
(تعالیٰ اعلم دت)

فقیر نے اُس پر اپنی تعلیقات میں اُن کی ابحاث سے جواب دئے اور تعلیقات کتاب الطلاق میں اولاً وجوہ
جواز لکھ کر انہیں رد کیا اور عدم جواز کی ترجیح بیان کی اور آخر میں یہی لکھا کہ :

بالجملۃ محل اشتباہ ولاہد من تحریر فوق فرض یکہ محل اشتباہ ہے تو اس کی صفائی کے لئے
ذلک ، واللہ تعالیٰ اعلم۔
اس سے زائد تحقیق کی ضرورت ہے ۔ واللہ تعالیٰ

(تعالیٰ اعلم دت)

ایسی شدید مشترک حالت میں بھی احتیاط یہی ہے کہ بلا طلاق و مرور عدت نکاح ثانی کی حرأت نہ کی جائے۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲۸ از شہرام ضعیف گیا مرسلہ حکیم سراج الدین احمد صاحب ۳ جمادی الآخرہ ۱۳۲۶ھ
نابالغ کے نکاح میں اُس کے ولی سے ایجاب کرانے کی نوبت پہنچے گی تب تعین مہر بحیثیت ولی کے ہوگی
پس بعد بلوغ اقبال سے قد نابالغ اُس مہر کے ناراض ہو اور انکار کرے تو کیا حکم ہوگا۔ بینا تو جروا۔
الجواب

وہ ولی جس نے نابالغ کا نکاح کیا اس کا باپ یا باپ نہ ہونے کی حالت میں دادا ہے ایسا جو اس سے پہلے
کوئی نکاح اپنی ولایت سے مہر میں ایسے فرق کثیر پر یا غیر کفو سے نہ کر چکا ہو نہ اس نکاح کے وقت نشہ میں ہو
جب تو نکاح صحیح اور یہی مہر لازم ہو گیا۔ نابالغ کو کسی وقت کوئی حق اعتراض نہیں۔ اور اگر نکاح کرنے والا
اب وجد کے سوا اور کوئی ولی ہے یا اب وجد ہی اور اُس وقت نشہ میں تھے یا اس سے پہلے بھی کوئی نکاح اپنی
ولایت سے ایسا کر چکے تھے اور مہر میں مہر مثل سے فرق کثیر ہے مثلاً پسر کا نکاح ہے اور حوریت کا مہر مثل دس ہزار
تھا انھوں نے پندرہ ہزار بندھوایا یا دختر کا نکاح ہے اور مہر مثل دس ہزار تھا انھوں نے پانچ ہزار بندھوایا
تو اس صورت میں نکاح مہر سے ہوگا ہی نہیں فسخ کی کیا حاجت ہے۔ اور اگر فرق فاحش نہیں مثلاً پسر
کے نکاح میں دس ہزار کا گیا رہ ہزار یا دختر کے نکاح میں دس ہزار کا نو ہزار، تو نکاح ہو گیا، پھر اگر وہ ولی
جس نے نکاح کیا عیراب وجد ہے تو صغیر و صغیرہ کو بخیار بلوغ ملے گا جو عیراب وجد کے نکاح کرنے میں مطلقاً
مٹا ہے اگرچہ مہر مثل میں کوئی کمی بیشی نہ ہوئی ہو، صغیرہ اگر بکر ہے تو بالغ ہوتے ہی فوراً یا اس کے بعد علم نکاح
ہو تو علم پاتے ہی مٹا اگر اُس نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کرے گی تو دعویٰ کر کے قاضی سے فسخ کرا سکے گی اور
صغیرہ اگر شیبہ ہے یا صغیرہ کا نکاح ہے تو انہیں بعد بلوغ مطلقاً اختیار اعتراض رہے گا جب تک مراۃ

اپنی رضا ظاہر نہ کریں یا کوئی فعل ایسا نہ کریں مثلاً بوسہ و کنار جو رضا پر دلیل ہو۔ در مختار میں ہے:

لزم النكاح ولو بغين فاحش بنقص مهرها و
نزيادة مهرها او بصير كفو ان كان الاولى المزدوج
ايا او جذا ولو يعرف منها سوء الاحتياض وانت
عرفت لا يصح النكاح اتفاقا وكذا لو كانت سكران
وان كانت المزوج غيرهما لا يصح النكاح من
غير كفو او بغين فاحش اصلا وانت كان
من كفو وبمهر المثل صح ولهما خيار الفسخ
بالبلوغ او العلم بالنكاح بعدد و بطلن خيار
البكر بالسكوت مالمدة بالنكاح ولا يمتد آخر
المجلس و خيار الصغير والشيبة اذا بلغا
لا يبطل بالسكوت بلا صريح رضا او دلالة
كقبلة و لمس ولا بغير مهاجر المجلس
لان وقته العهر فيبقى حتى يوجد الرضا او
حلتقط .

اگر نکاح دینے والا باپ یا دادا ہو تو انتہائی کم یا زیادہ
مہر یا غیر کفو میں نکاح لازم ہو جائے گا بشرطیکہ یہ
باپ یا دادا سوء اختیار میں معروف نہ ہوں، اور اگر وہ
اس میں معروف ہوں تو کم مہر اور غیر کفو میں ان کا دیا ہوا
نکاح بالاتفاق صحیح نہ ہوگا اور ایسے ہی اگر وہ نشہ میں
ہوں تو بھی صحیح نہ ہوگا، اور باپ یا دادا کا غیر نکاح ہے
تو ضمن فاحش یعنی انتہائی کم مہر اور غیر کفو میں نکاح بالکل
صحیح نہ ہوگا، اور اگر انہوں نے مہر مثل اور کفو میں کیا ہو
تو صحیح ہوگا، لیکن نابالغ لڑکے اور لڑکی کو بالغ ہونے
پر یا بلوغ کے بعد نکاح کے علم پر فسخ کا اختیار ہوگا،
اور اگر لڑکی یا لڑکے بالغ ہو تو فسخ کے لئے نکاح پر
عاموشی سے اس کا حیا رنج ختم ہو جائے گا بشرطیکہ
اس کو اپنے نکاح کا علم ہو اور عاموشی کے بعد مجلس کے
انقضاء تک یہ اختیار باقی نہ رہے گا، اور نابالغ لڑکے

اور شیعہ کا اختیار محض عاموشی پر ختم نہ ہوگا جب تک بالغ ہونے پر صراحتہ اظہار رضا مندی نہ کریں، یا دلالتہ مثلاً
بوسہ و کنار وغیرہ سے رضا ظاہر نہ ہو جائے اور ان دونوں کے اختیار والی مجلس سے اٹھ جانے سے بھی ان کا
اختیار باطل نہ ہوگا، کیونکہ اظہار رضا کے لئے ان دونوں کو مہر بھر اختیار باقی رہتا ہے جب تک کہ راضی نہ ہو جائیں
یا زود نہ کریں اور حلتقط است۔

فقہی امام قاضی خاں میں ہے:

اد زوج السرجیل ابنہ یا امرأة باکثر
من مهر مثلها او تزوج ابنته الصغيرة باقل
من مهر مثلها او وضعها فی غیر کفو

جب کوئی شخص اپنے بیٹے کا مہر مثل سے زائد مہر پر
یا نابالغ لڑکی کا مہر مثل سے کم مہر پر یا غیر کفو میں نکاح
دے یا نابالغ بیٹے کا نکاح لونڈی سے یا غیر کفو والی

عورت سے کر دے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قہار کے قول کے مطابق یہ نکاح جائز ہو جائے گا، اور صاحبین رحمہم اللہ قہار کے قول پر جائز نہ ہوگا، جبکہ باپ دادا کے غیر حقیقی کہ قاضی کے دئے ہوئے یہ نکاح ناجائز ہونے پر اجماع ہے۔ (ت)

اگر اپنے بیٹے کا نکاح غیر کفو مثلاً لونڈی سے یا نابالغ بیٹی کا نکاح غلام سے کر دیا یا اس کا نکاح انتہائی کم مہر پر کر دیا، یا بیٹے کا نکاح کر کے اس کی بیوی کا سرزد کر دیا، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قہار کے قول پر جائز ہوگا، تیسرا۔ اور صاحبین رحمہم اللہ قہار کے قول پر اتنی زیادتی یا کمی پر نکاح کیا جو مروج کے مطابق نہ ہو تو یہ جائز نہیں ہے، بعض کے نزدیک صاحبین کے قول پر اصل نکاح صحیح ہو جاتا ہے مگر اصرار یہ ہے کہ ان کے قول پر یہ نکاح باطل ہے، کافی، یہ امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف اس صورت میں ہے جبکہ باپ سوا اختیار سے معروف نہ ہو اور اس میں مشہور ہو تو بالا جماع باطل ہے، اور یوں ہی اگر وہ نشہ میں ہو تو بھی باطل ہے، سر آج الودع، احمل نقلاً۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۷۵ از منہایہ موضع جنہر محلہ قضیانہ مرسلہ حافظ کریم بخش صاحب ۲۸ جمادی الاول ۱۳۲۶ھ
زید نے قضائی اس کا ایک تحقیقی بھائی جو مدت دراز سے علیحدہ رہتا ہے اور مرحوم سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھتا تھا زندہ ہے، زید کی ایک لڑکی جو اب قریب بلوچ ہے اور اس کی شادی برادری میں ۱۰ رجب المرجب کو

اور وجاہتہ الصغیر آفتہ او اصرأۃ لیست
یکفولہ جانی فی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ
وقال صاحبہ رحمہما اللہ تعالیٰ لایجوز
ان فاحش واجمعوا علی انہ لایجوز ذلک من
غیر الاب والمجد ولان فی القاضی لہ
عائگیری میں ہے،

لو زوج ولدہ من غیر کفۃ بان نہ وجاہتہ آفتہ
او ابنتہ عبد اور زوج بغین فاحش بان مرج
البنت ولقی من مہرہا او نہ وجاہتہ و
شہر دعی مہر امرأتہ جانی عند ابی حنیفۃ
تبعین وعندہما لا تہور الریادۃ والمخط الا
بمیتعین الناس فیہ قال بعضہم فاما اصل
النکاح فصحیحہ والاصح ب۔ ب۔ ب۔ ب۔ ب۔ ب۔ ب۔
عندہما کافی والمخلاف فیما اذا لم یعرف
سور الاختیار من الاب اما اذا عرفت فالنکاح
باطل اجماعاً وکنی اداکان سکراماً
الصراج الوہاب آہ منحصراً۔ واللہ تعالیٰ
عالم۔

ہونے والی ہے، اس لڑکی کی ایک سوتیلی ماں ہے جس نے اس کی پرورش کی اور شادی بھی کرتی ہے، زید کے حقیقی بھائی سے اس نے اس کی شادی کے متعلق مدد چاہی کہ تمام اہل برادری کے سامنے اس نے نکاح کیا کہ میں نے اس شادی میں شریک ہوں گا نہ مجھے کسی قسم کا واسطہ ہے جہاں چاہیں شادی کریں مجھ سے کوئی واسطہ نہیں، میں نے سخت پریشانی ہے کہ، یہ سوتیلی ماں نے کل انتظام شادی کا کر لیا ہے خدا نخواستہ اگر عین وقت محل ہو تو اس پرہ کا سخت نقصان ہو گا گو امید نہیں ہے کہ وہ ایسا کرے کیونکہ اس نے سب اہل برادری کے سامنے اپنی بے تعلقی بیان کیا ہے مگر احتیاطاً ضرورت ہے کہ علماء کی بھی سند موجود ہو، لڑکی کا ولی اس کی بڑی بہن کا شوہر ہو سکتا ہے، اس کی بڑی بہن کا انتقال ہو چکا ہے اور دوسری بہن نے شوہر موجود ہے اور سوتیلی ماں کے چار لڑکے اس کے باپ کے لطف سے موجود ہیں جن میں سے دو کی عمر ۱۳، ۱۴ سال کی ہے اور ایک سوتیلی ماں ہے اور تمام اہل برادری ہیں ان میں اس کا ولی کون ہو سکتا ہے، بیعتوا تو جعفر وا۔

الجواب

اس صورت میں اس ناموافق لڑکی کے نکاح کا ولی نہ اس کا حقیقی چچا ہو سکتا ہے نہ بہن نہ بہنوتی نہ ماں بلکہ لڑکی کا سوتیلی بھائی کہ سولہ سال کا ہے اس کے نکاح کا ولی ہے، اور دوسرا کہ چھ سال کا ہے اگر وہ بالغ ہے تو وہ بھی ہے، درختار وغیرہ ہیں۔

الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الارث و احبہا۔ نکاح کا ولی عصبہ بنفسہ وراثت اور مانع ہونے کی ترتیب پر ہوتے ہیں (د)

لہذا لڑکی کا نکاح کفو میں مہر مثل یا زائد پر جواں سوتیلی بھائی کی اجازت سے ہونا چاہئے، اگر ماں حقیقی نبی ہوتی تو اس کا کیا ہوا نکاح بھی اس بھائی کی اجازت پر موقوف رہتا، اگرچہ اس بھائی کی اجازت سے ہو یا بعد نکاح قبل زید اسے جائز کر دے اور نکاح میں مہر مثل سے کمی فاحش نہ کی گئی ہو اور جس سے نکاح ہوا وہ کفو ہو یا مذہب یا نسب یا چالی چلن یا پیشے میں ایسا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح ان بھائیوں کے لئے وہ پر عار و بدنامی ہو تو وہ نکاح صحیح ہو جائے گا اور چچا اس میں کسی طرح دخل انداز نہیں ہو سکتا، ماں لڑکی کو اختیار ہو گا کہ بالغ ہوتے ہی گرفتار اس نکاح سے اپنی ناراضی ظاہر کرے تو دعویٰ کر کے فسخ کرا سکے گی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶۶ از ہنگام ضلع ہر دوتی محلہ میدان پورہ مرسلہ سید محمد تقی صاحب قادری ۲۶ صفر ۱۳۲۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چندہ کی عمر چار پانچ سال کی تھی کہ اس کے

ماں باپ نے قضا کی اور ہندہ کو اس کی حقیقی نانی نے پرورش کیا جبکہ ہندہ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو اس کی حقیقی نانی نے ہندہ کا عقد اپنے دوسرے نواسے کے ساتھ کر دیا، گو ہندہ کے بھائی حقیقی تھے مگر اس موقع پر موجود نہ تھے جبکہ اس کا عقد اس کی نانی نے کیا تھا، لہذا شادی ہونے کے بعد سے پانچ چھ برس کامل تک ہندہ کو نہ اس کے شوہر نے روٹی پکڑا دیا اور نہ اس کے ساس سسر نے، یہ دستور سابق ہندہ اپنی نانی کے پاس رہی اور اس نے اس کو روٹی پکڑا دیا جبکہ ہندہ کی عمر چودہ سال کچھ ماہ کی ہوئی اور اس کو پہلا ایام ہوا، اس وقت ہندہ مع اپنی نانی کے اپنے محلہ کے ایک گھر میں آئی اور اس نے دو مرد اور تین عورتوں کے زور بردہ کہا کہ میری شادی میری نانی نے جس کے ساتھ کی تھی اس سے میں رضا مند نہیں ہوں اور میں اس کے ساتھ اپنی عمر کسی طرح بسر نہیں کر سکتی ایسی حالت میں وہ نکاح ہندہ کا رہا یا ٹوٹ گیا۔

(۲) اس کے پانچ ماہ بعد ہندہ کا دوسرا نکاح ہندہ کی رضا مندی سے دوسرے شخص کے ساتھ کر دیا گیا جبکہ وہ بالغ ہو چکی تھی اس صورت میں یہ نکاح جائز سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اگر ہندہ کا پہلا شوہر عدالتی دوائی فساد سے اپنی عورت کو لینا چاہے وہ ان تمام امورات کو متفقہ نظر رکھ کر ہندہ کو لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

جس سے ہندہ کا پہلا نکاح ٹوٹا اور وہ ہندہ سے درجہ بہ درجہ یا چال چلن یا پیشے میں ایسا کم تھا کہ اس کے ساتھ ہندہ کا نکاح بعد از ادراک ہندہ کے نے یا حبث ننگ و عار و بدنامی ہو تو وہ نکاح سرے سے ٹوٹا ہی نہیں،

یفق بعد من الصلحۃ فی غیر الکفو لفساد
الزمانۃ در مختار وغیرہ۔
فرتی یہ ہے کہ غیر کفو میں زمانہ کے فساد کی بنا پر اصل نکاح نہ ٹوٹا
در مختار وغیرہ۔ (ت)

اور اگر ایسا نہ تھا تو وہ نکاح صحیح و معتقد ہو گیا لہذا وہ من فضولی ولہ معجیوز (فضولی سے صادر اور اس کے جائز کرنے والا موجود ہونے کی وجہ سے) ت، ہندہ اگر بالغ ہوتے ہی ناراضی ظاہر کرتی اس نکاح کو طبع کر سکتی اب کہ دیر لگائی وہاں سے دوسری جگہ جا کر وہ الفاظ کہے اب نکاح لازم ہو گیا بے عرت یا طلاق شوہر اول اس سے جدا نہیں ہو سکتی۔

(۲) دوسرا نکاح جو کیا باطل محض ہے اس پر فرض ہے کہ فوراً اس سے جدا ہو جائے۔ در مختار

میں ہے،

یطل حیاں البکر یا سکوت محتارۃ عالمۃ
 ہا نکاح ولا یمتدالی احوال جلسۃ واللہ
 باکو بالفہ کو جب علم ہو جائے تو خاموشی پر اس کا اختیار
 فسخ ختم ہو جاتا ہے اور خاموشی کے بعد مجلس کے انتقام
 تک باقی نہ رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مشکلہ از موضع سوال ڈاکٹر سیکر ریاست جنوں ضلع میرپور ملک پنجاب براستہ جہلم
 مرسلہ حافظہ مطیع اللہ صاحب ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں مثلاً زید کی لڑکی نابالغہ کا بعد وفات زید لڑکی کی والدہ نے
 کسی جگہ نانا یعنی ساک کر دیا اور مان سنے لڑکی مذکورہ کو کسی قدر زیور اور کپڑا دیا، اسے نظم میں اُنھوں نے لڑکی
 اپنی منکوحہ کہی، بعد گزرنے دو تین سال کے والدہ لڑکی کے پاس گئے تاکہ شادی کر دیوے، اس نے کہا مجھے
 فرصت نہیں، پھر چلے گئے، دوبارہ جس کے ذریعے منگنی کی تھی بھیج کر سوال کیا، پھر والدہ لڑکی نے انکار کیا، منگنی
 والوں نے کہا زیور وغیرہ واپس کر دو ہم اس سے رہے، غرض وہ اپنے زیورات وغیرہ کر دیا پس چلے آئے اور دعوای
 نانا پھوڑ دیا، اب لڑکی بالغ ہے اور اس کی والدہ مر گئی ہے دوبارہ ناسنے والے تھا خدا کرتے ہیں کہ ہم نے نانا
 نہیں چھوڑا اور نہ ہم نے زیور یا دیکل نے لیا ہوگا، آیا بروقت منگنی نانا بالغ کا اس کی والدہ یا چچا یا برادر سے کر دیا
 کو بموجب شریعت اختیار فسخ نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ نانا بالغ اور نابالغہ کو غیر باپ دادا کے
 دے ہوئے نکاح میں اختیار ہوتا ہے۔ (ت) لیکن بروقت قاضی کے نزدیک یہاں دیوے اور قاضی حکم
 فسخ کرے، چونکہ اس ولایت میں کوئی قاضی نہیں تو کیا اس ملک میں اہم علماء فسخ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

محض منگنی کوئی چیز نہیں اور اُن کا منکوحہ سمجھ لینا باطل ہے جبکہ ایجاب قبول نہ ہوا ہو، اسی صورت میں
 فسخ کی کیا حاجت کہ نکاح ہی نہ تھا جسے فسخ کیا جائے، ہاں اگر ایجاب و قبول ہو گیا تو بے شک صورت مذکورہ
 میں نابالغہ کو خیال فسخ ہے، اگر بالفہ ہوتے ہی فوراً اسی مجلس میں انکار و اعتراض کرے تو دعویٰ فسخ کر سکتی ہے
 اعلم و افتہ اہل بلد بھنور زوج فسخ کرے اور اس کی تنفیذ بذریعہ کچہری کرالے۔ اور اگر مجلس بلوغ میں سکرت کی تو
 اب دعویٰ فسخ نہیں کر سکتی نکاح لازم ہو گیا جبکہ کفو سے ہوا ہو یعنی زوج زوح سے مذہب یا نسب یا چال چین یا
 پیشے میں ایسا کم نہ ہو کہ اس سے اس کا نکاح ادویا کے لئے سرفا یا عشق سنگ و عمار ہو کہ اس صورت میں غیر مذکورہ
 کا کیا ہو نکاح باطل محض ہوتا ہے، جب سرے سے نبوہی نہیں فسخ کی کیا حاجت،

والمسائل كلها مصروحة بها فب عامة ترمذ
 المذهب كالدر المختار وغيره ومسألة العالم
 في الحديقة النديّة عن فتاوى الامام العتاني
 وقد فصلت الكل في فتاونا. والله تعالى اعلم
 بتمام مسائل بدسبب کی عام کتب میں تصریح شدہ ہیں
 جیسے در مختار وغیرہ اور عالم فقیہ والا مسئلہ حدیقہ ندیہ میں
 امام عتانی سے منقول ہے، ہم نے ان تمام کی تفصیل اپنے
 فتاویٰ میں ذکر کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۳۷ از شهر ربیع محکم بہاری پور مسئلہ نکاح صاحب یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی کی عمر ۱۴ سال کی ہے اور اُس کے والد نے خط اپنی بیوی
 کے نام اس مضمون کا بھیجا ہے کہ جس طرح چاہو کہ تمہیں اختیار ہے۔ ماں نکاح کرنا چاہتی ہے اور والد اس
 کے یہاں موجود نہیں ہیں عدم موجودگی میں والد کے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر ثابت ہو کہ خط اُس کا ہے تو ماں کو اختیار ہے اگر لڑکی نابالغ ہو اور بالذکر خود اپنی اجازت
 مقبہ ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۸ از کوئلی ڈاک قانہ خاص ضلع مظفر پور مسئلہ عبد عظیم شہ صاحب ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت شادی مکمل اولیٰ (مردم) سے دو لڑکے ایک لڑکی
 اور محل ثانی اولاد مردوم، محل سوم (قلم) سے دو لڑکے اور ایک لڑکی، زید نے محل اولیٰ کی اولاد کو اپنی حیات میں
 طلاق کر دیا، چونکہ زید کو ہر میاں اولاد محل اولیٰ کے کوئی سروکار نہیں بلکہ سننے میں آتا ہے کہ زید نے محل اولیٰ والی اولاد
 کو عاق کیا تھا اور زید محل سوم کے ساتھ مع اولاد کے رہتے تھے، زید نے اپنی حیات میں محل سوم کی لڑکی کی نسبت بکر
 کے لڑکے سے کی تھی یعنی نسبت شادی کی مقرر ہوئی تھی، چونکہ لڑکی کی دس برس کی تھی بعد مقرر کرنے نسبت مذکور کے
 زید نے قضا کیا، بعد قضا کرنے زید کے ایک سال بعد مسماہ محل سوم نے اپنی لڑکی کی شادی بولایت خاص بکر کے
 لڑکے کے ساتھ کر دی، اُسی درمیان میں محل اولیٰ والی اولاد سے جو کہ عاق شدہ ہے اُس سے معاملہ حقداری کا
 ساتھ محل سوم مسماہ کے تھا بعد شادی جو نے عورت سے زما کے اور اٹھ جانے معاملہ حقداری کے محل اولیٰ والی
 اولاد نے محل سوم والی مسماہ کو پی رائے میں یعنی میل میں لے آئے، اب محل اولیٰ والی اولاد کی جانب سے یہ
 کہا جاتا ہے کہ عقد ناجائز ہو گا کیونکہ اس لڑکی کا وارث میں ہو سکتا ہوں یعنی اُس کا دل میں ہوں گا بلکہ اس
 لڑکی کو اپنی سسرال سے لاکر اپنے گھر میں رکھ لیا ہے اور دوسری شادی کرنے پر لڑکی آمادہ ہے آیا یہ عقد
 جو کہ مسماہ محل سوم والی نے بولایت اپنے کیا ہے کیا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

فی الواقع بھائی اگرچہ سوتیلے ہو اس کے ہوتے ماں کو ولایت نہیں، جو نکاح ماں نے کیا اور کسی جوان بھائی کا اذن نہ تھا نہ بعد نکاح کسی جوان بھائی نے جو بڑا کیا اسے جو جوان بھائی فسخ کرے فسخ ہو جائے گا، اور عاق کر دینا شرعاً کوئی چیز نہیں، نہ اس سے ولایت زائل ہو۔ درختاً میں ہے،

لو نزع الاعداد حال قیام الاقرب توقف علی اگر ولی البعد ولی اقرب کی موجودگی میں نکاح کر دے تو اجازت نہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(اعلم دست)

مسئلہ از بسوی ضلع ہدایوں مرسلہ محمد اویب حسن صاحب سلمہ دلدق صبی محمد یوسف صاحب

۲۱ رجب ۱۳۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ باجرہ خاتون رحمۃ بنو دختر راحت حسین مرحوم کا جس کی عمر اس وقت پندرہ برس چھ ماہ ہے اس کی ماں نے بسا زاپنے بھائی اولاد حسین اور بھانجے قطب الحسن (قطب الحسن کو باجرہ کی بڑی بہن بیاہی ہے) جبکہ مکان پر کوئی شخص از ذکر موجود نہ تھا اپنی بہن کے لڑکے عزیز الحسن سے جو قطب الحسن مذکور سے چھوٹے ہیں نکاح کیا، یہ بھائی بھتیجی اولاد حسین مذکور و بھو بھائی بندہ حسن جو قطب الحسن و عزیز الحسن مذکور کے عم زاد ہیں و بھراہی احمد حسین جو قطب الحسن کے قریبی رشتہ دار ہیں نکاح پڑھا دیا، بیان باجرہ خاتون جو کہ موجودگی ممتاز حسین و فرحت حسین و مولت حسین کلام پاک پر ہاتھ رکھ کر بیان کیا میرے سامنے قبل نکاح کے واقع کے چند مرتبہ میری بہن زوجہ قطب الحسن نے عزیز الحسن سے میرا نکاح کئے جانے کا تذکرہ کیا مگر میں نے قطعی انکار کیا اور میرے اس انکار کی غیر قطب الحسن و عزیز الحسن اور ان کی والدہ اور میری ماں اور بہنوں کو کما حقہ ہر جگہ تھی اب بوقت نکاح جب مجھ سے اذن طلب کیا گیا میں بوجہ لحاظ و شرم باوازاہ بلندہ ان مجمع میں انکار نہ کر سکی مگر انکاری سر ہلایا اور اُنوں بونٹھ جو انکار تھا کیا تھا میری آواز نہ نکلتی ہی میری بہنوں اور خالہ و ماں نے غل و شور مچا دیا کہ ہو گیا ہو گیا، میں عزیز الحسن کے ساتھ نکاح کئے چٹا کو نہ قبل اس واقعہ کے نہ اس وقت اور نہ اب رضامند ہوں مجھ پر خدا اللہ اس کے رسول کی پھٹکار ہو جو اس وقت ایک لفظ بھی غلط کہتی ہوں۔ بیان گواہ بندہ الحسن جو تحریر کرایا گیا ہے۔ بتاریخ ۲۹ دسمبر ۱۹۱۸ء بوقت ۵ بجے شام قطب الحسن مجھ کو قاضی ذلہ بغرض نکاح عزیز الحسن کے لئے گئے وہاں پر جا کر مجھ کو معلوم ہوا کہ گواہ ہو کہ مسماۃ بنو

دختر راحت حسین کے گیتا وہاں جا کر مجھ کو گواہ بنایا گیا میں نے اندر جا کر اس کی والدہ سے دریافت کیا اُس نے اقرار کیا اور بھارت نکاح کی دی پھر میں نے لڑکی سے اذن طلب کیا وہ پردہ میں تھی اندر سے اُول کی آواز آئی پھر نکاح پڑھا دیا گیا فرست حسین بوقت نکاح موجود نہ تھے، دستخط احمد حسین۔ وکیل صاحب حسینی قاضی اولاد حسین علیل تھے اُس کے بعد زیادہ علیل ہو گئے اور انتقال ہو گیا، کوئی بیان تحریری حاصل نہ ہو سکا۔ قاضی صاحب نے جنہوں نے کہ نکاح پڑھایا ہے مکان پر یا اُس موقع پر قسم ذکر سے کسی کو نہ پا کر قطب الحسنی سے کہا کہ ایسا نکاح پڑھو اگر مجھ کو کسی مقدمہ میں یا خود تو نہ کراؤ گے جو کوئی مرد مکان پر موجود نہیں ہے جس کا جواب قطب الحسنی نے یہ دیا کہ کسی مرد کی کچھ ضرورت نہیں ہے لڑکی خود بالغ ہے قاضی صاحب نے لڑکی سے ایجاب قبول کرا دیا، اندر کا کچھ حال اُس وقت قاضی صاحب کو گواہوں اور وکیل صاحب کے بیانات سے طرح طرح کے شکوک عدم جواز نکاح کے پیدا ہوئے جس کی وجہ سے ضرورت فتنے لینے کی ہوئی، معروضہ احقر۔ اب وہ لوگ طرح طرح کے دباؤ و نصحت کے ڈالتے ہیں اور لڑکی بالکل قطعی انکار کرتی ہے حتیٰ کہ جان دینے پر آمادہ ہو رہا ہے نصحت کئے جانے کو منکر ہے۔ معاملہ مذکور بالا کو غور فرمادیا کہ حکم شرع شریف سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب

اللہ واحد قہار عالم الغیب و الشہادہ ہے، یہ معاملہ ملای حرام اور نہ ہی حلال شرعاً گواہ کا ہے جس کی حرمت سخت اشد ہے، اگر واقع میں باجبرہ بالذمہ نے اذن دے دیا تھا اگرچہ دباؤ سے اگرچہ جبر تو نکاح صحیح ہو گیا اؤ اب اُسے انکار کا کچھ اختیار نہیں اگر نہ مانے گی اور دوسری جگہ نکاح کرے گی زنا ہو گا زنا زنا۔ اور اگر واقع میں اُس نے انکار کیا تھا اور اُسے اذن بنا کر ہو گیا ہو گیا اڑایا تو حرام حرام سخت حرام ہے کہ اُسے عزیز الحسنی کی زوجہ سمجھا جائے پہل صورت میں باجبرہ اور دوسری میں عزیز الحسنی وغیرہ اس کے سامنی مستحق لعنت الہی و عذاب شدید ہوں گے باقی جو شہادتیں مذکور ہوئیں ثبوت اذن کے لئے محض ناکافی ہیں اُن کی بنا پر باجبرہ کراذن سے منکر ہے مجبور نہیں کی جاسکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۸۲ از پتلی بحیث محلہ شیخ چاند متصل سر اسے پختہ مرسلہ حافظ ولایت احمد صاحب شعبان ۱۳۳۷ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو کا نکاح چچا حقیقی کی ولایت سے جو اُس کے علم میں نا بالذمہ تھی بعد موجدگی ہندو و مادہ ہندو زید نابالغ کے ساتھ بولایت دادا حقیقی زید عرصہ پانچ سال کا گزرا ہوا تھا دو سال سے زید بالغ ہے اب رخصت کرانا چاہتا ہے تو مادہ ہندو سے معلوم ہوا کہ ہندو وقت نکاح کے بالغ تھی ماں ہندو کی رخصت نہیں کرتی ہے اور کہتی ہے کہ نکاح صحیح نہیں ہے مادہ ہندو کے بیسان کی تصدیق کر لی گئی کہ صحیح ہے۔

الجواب

اگر یہ بیان واقعی ہے کہ ہندہ بالغ ہوئی اور اس سے اذن لے لیا گیا اور چھانے نابالغ کو کہے اذن لے خود پر خدا دیا تو یہ نکاح اجازت ہندہ پر موقوف رہا، اس پانچ برس کے عرصہ میں اگر اس نے اگرچہ اپنی ہم عمر لڑکیوں میں کوئی لڑکی کی اجازت کا کہا ہے جائز ہو گیا، رد کہا ہے رد ہو گیا، اب تک کچھ نہیں کہا ہے تو اب اگر رد کر دے گی رد ہو جائے گا، جائز کر دے گی جائز ہو جائے گا۔ یہ خوب یاد ہے کہ اعتبار سب میں پہلی بار کا ہے، نکاح کی اطلاع کے بعد سب میں اول اگر کر دے کہہا ہے رد ہو گیا۔ اس کے بعد ہزار بار اجازت دے بیکار ہے۔ اور سب میں اول اگر نکاح اجازت کہا ہے جائز ہو گیا۔ اس کے بعد کہ بار رد کر دے بے اثر ہے۔ اللہ واحد قہد سے ڈرے، یہ معاملہ حلال حرام نکاح زنا کا ہے، جو بات واقعی ہو ظاہر کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۸۳
۳۹۰
از قصبہ آدریا ضلع اودناوہ مدرسہ اسلامیہ مدرسہ مولوی عبدالحی صاحب مدرس ۹ شعبان ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید کی بیوی معرثی ہندہ کے اپنے والد کے گھر زید کی رضامندی سے گئی زید کا غصہ جو چاہی ہوتا ہے اس نے اپنے خاندان کے لڑکے کے ساتھ زید مذکور کی لڑکی ہندہ سے عقد کر لیا بلا اطلاع زید اور ہندہ ایسی نابالغ ہے وہ عقد جائز نہیں، اس عقد کو کون اور کتنے صحیح کہتا ہے؟

(۲) اگر ہندہ بالغ ہے اور وہ اپنے شوہر کے گھر پر رہی اور اس کے ہمراہ اپنے والد زید کے گھر گئی اور ہندہ سے قیام بخیر یعنی ہندہ کے شوہر کا رہا، اس کے بعد وہ ملازمت پر چلا گیا، اس صورت میں یہ عقد درست ہوا یا نہیں جبکہ ہندہ بالغ ہے۔

(۳) زید کے چلے قیام سے زید کی سسرال فاصلہ پر ہے جہاں پر ہندہ کا عقد بکر کے ساتھ ہوا تھا، جس وقت زید کے ملنے والوں نے زید سے یہ سوال کیا کہ تم یہاں پر موجود رہو اور وہاں پر عقد بلا اجازت جبکہ ہندہ نابالغ تسلیم کی جاوے کیونکر ہوا، اسی وقت زید مذکور نے یہ جواب دیا کہ ہم اجازت دے آئے تھے کہ آپ عقد کر دیں اور ہم کو صرف اطلاع دیں تاکہ ہم اس خوشی میں میلاد شریف کریں، ایسی صورت میں اجازت صحیح ہوئی یا نہیں اور عقد جائز ہوا یا نہیں؟

(۴) کچھ واقعات ایسے ہیں جس سے زید کی رضامندی کا پتہ چلتا ہے مثلاً زید کے مکان پر تنہا آیا بکر شوہر ہندہ کا اور قیام کیا، اور زید اس کو معنی ناماد کو اکثر مجالس و بازار میں ہمراہ لے گیا اور یہاں تک کہ یہ داما دہ ہے، اس کے چند یوم کے بعد وہ داماد اپنی ملازمت پر چلا گیا جس کو عرصہ ۱۵ سال کا ہوا اسی قدر عرصہ عقد کو، جس وقت وہ ملازمت پر گیا تھا اول تو خط و کتابت بھی رہی سنائی گئی ہے، اب زید کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ نہیں

معلوم کہاں پر ہے، نہ خط آتا ہے اور نہ کچھ خرچ کی خبر ملتا ہے۔ اول تو ہم کو اپنی زید کو اس لڑکے جھگڑے کے ساتھ عقد اپنی لڑکی ہندہ کا منظور نہیں تھا، خیر اگر ہو بھی گیا تھا تو جبراً قہراً منظور کیا، اب تک اس کا راستہ دیکھ لیتے داماد کا جس کو عرصہ ۳ یا ۴ سال کا ہو گیا۔ ان واقعات سے یہ عقد صحیح ہوا یا نہیں جبکہ ہندہ نابالغ تھی۔

(۵) بعض کا یہ قیاس ہے کہ ہندہ اُس وقت بالغ تھی جب عقد ہوا، اور یہ واقعات جو اوپر مذکور ہیں تو یہ یعنی ہندہ کا جائز دل بپ کے ساتھ پیش آئے وہ عقد جائز ہوا یا نہیں؟

(۶) اب زید کی نیت میں خلل آیا اور وہ اب نمبر ۳ کے مضمون سے انکار کرتا ہے کہ میں برگز نہیں کہا کہ اجازت دے دینی تھی لیکن نمبر ۳ کے مضمون سے نہیں انکار کر سکتا کیونکہ چشم دید واقعات ہیں، نمبر ۱ کی عبارت کو تسلیم کر کے سنا گیا ہے کہ فتویٰ منکح یا منکر کسی کو دکھلایا نہیں ہے کہ اس میں کیا سوال کیا ہے اور آج چار پانچ سال کے بعد ہندہ کا عقد فسخ کر کے اپنے طور پر اور اس کا عقد ایک اور شخص سے کر دیا ہے محض اس بنا پر کہ وہ جبائز دل نہیں تھی میں ولی جائز ہوں مجھ کو اختیار ہے۔ اب دریا فت طلب یہ امر ہے کہ ۵ سال تک قرعاً و خفیاً رہا زید اور نمبر ۳ کے واقعات اُس داماد بکر کے ساتھ پیش آئے، کیا ایسی حالت میں یہ عقد اب ۵ سال کے بعد فسخ ہو سکتا تھا یا نہیں اور عقد ثانی ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو کیا یہ حرام ہے اور اولاد بھی حرامی ہوگی؟

(۷) ہم لوگ زید کے ساتھ رہا ضبط رکھیں یا نہیں؟ اگر میل جول قائم رکھیں تو گناہگار ہوں گے یا نہیں جبکہ اس نے شرع کے خلاف کام کیا؟

(۸) بعد میں تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ ہندہ کی رخصت نہیں ہوئی اور نہ وہ اپنے شوہر کے گھر گئی اور نہ اس کے ہمراہ شوہر نہ کو آیا لیکن شوہر ہندہ کا مکان پر زید کے آیا اور قیام کیا اور زید مذکور نے اپنے ملنے والوں سے کہا یہ داماد ہے اور سب کو دکھلایا، نمبر ۳ کو اس معاملہ سے علیحدہ تصور کر کے بقیہ کل نمبروں کا جواب دیکھئے اور نمبر ۲ کا جواب بھی علیحدہ سے دیکھئے دوسرا واقعہ خیال فرما کر۔

الجواب

(۱) جبکہ ہندہ نابالغہ ہے یہ نکاح اجازت زید پر موقوف رہا، اگر جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا بد کر دے گا باطل ہو جائے گا، زید اگر سکوت محض کرے کوئی قول یا فعل ایسا نہ کرے جس سے اُس نکاح کا جبائز یا زکو نہ ثابت ہو یہاں تک کہ ہندہ بالغ ہو جائے تو اُس وقت اس کا رد یا جائز کرنا خود ہندہ کے اختیار ہو جائے گا۔

(۲) درست ہو گیا اگر بکر ہندہ کا کفر ہو یعنی مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشے میں ایسا کم نہ ہو کہ ہندہ کا

اُس سے نکاح زید پدر ہندہ کے لئے باعث ننگ و عار ہو۔

(۳) اجازت صحیح ہے عقد جائز ہو گیا۔

(۴) جبکہ ہندہ نابالغ تھی اور باپ نے اُسے منظور کیا اور بیکو اپن دادا دیکھا نکاح نافذ ہو گیا۔

(۵) ہندہ اگر بالغ تھی اور نکاح اس کے اذن سے ہوا یا بعد نکاح اس نے قذف یا خطا جائز کر دیا مثلاً بغیر رد کے بخوشی رخصت ہو گئی تو نکاح نافذ ہو گیا جبکہ بکر ہندہ کا کفو ہوا۔ اور اگر ہندہ سے کوئی قول و فعل اجازت کا ایک حکم صادر نہ ہوا تو نافذ نہ ہوا اگرچہ اس کے باپ سے کچھ واقعات پیش آئے ہوں۔

(۶) اگر ہندہ نابالغ تھی اور نمبر ہم کا مضمون ثابت ہو تو ذوق نکاح تام و لازم ہو چکا۔ زید کو کوئی اختیار اس کے فسخ کا نہ رہا۔ یہ نکاح ثانی باطل ہوا۔ اس میں قربت حرام ہوگی اور اولاد ولد المحرم اور اگر ہندہ بالغ تھی اور وہ کسی قول یا فعل سے نافذ کر چکی تھی جب بھی وہی جواب جبکہ بکر ہندہ کا کفو ہو اور اگر نافذ نہ کر چکی تھی اور رد کر کے نکاح ثانی کیا تو حرج نہیں اگرچہ بکر اس کا کفو ہو اور اگر ہندہ نے نافذ کیا لیکن بکر اس کا کفو نہ تھا تو نکاح صحیح نہ ہوا اگرچہ ہندہ زید بھی راضی ہو گیا ہو کائنات شروط صحتہ سوا الیٰ فیہ قبل النکاح صحیحاً مع الصلوٰۃ یا نہ عیر کفو کا اور خلع فی رد الحقد و کفو اس کی صحت کے لئے نکاح سے قبل اس بات کا علم ہوتے ہوئے سر نہ ہو۔ یہاں تہہ بکر یہ صاحب یرسوزیں ہوگا جیسا کہ رد المحتار میں اس کی وضاحت کی ہے۔ تہہ اس صورت میں اُس غیر صحیح نکاح کو چھوڑ کر اگر نکاح ثانی کر لیا تو حرج نہ ہوا اور یہی نکاح ثانی صحیح ہوا اگر شرط صحت کا جامع ہو اور اولاد والد المحرم، وہو تعالیٰ اعلم

(۷) اوپر کے جوابوں سے معلوم ہوا کہ زید کس صورت میں گنہگار ہے اور کس میں نہیں۔ اگر صورت وہ ثابت ہو جس میں اس نے ایسے حرام کا ارتکاب کیا تو اس سے میل جول ترک کرنے میں گناہ نہیں بکہ مناسب ہے اور نہ ترک کریں اور گناہ کو گناہ جانیں اور اس کے سبب اُسے برا سمجھیں جب بھی حرج نہیں، ہاں جو سمجھے کہ میرے ترک کے سبب زید کو توبہ کرنی ہوگی وہ ضرور ترک کرے۔

(۸) صورت واقعہ میں استفسار کا یہ طریقہ نہیں بہت بات پوری تحقیق شدہ پر فتویٰ لینا چاہئے بہر حال

جواب بہر نمبر کا ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر سلطان پور محلہ پر تاب گج مسئلہ مافظ عبد الغنی و عبد الحمید صاحبان ۱۳ رمضان المبارک ۱۲۴۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اسی مسئلہ میں کہ زید نے اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح بکر کے لئے خالہ کے ساتھ اپنے کفو میں اور ہر بھی جی مذا اپنے کفو کے کر دیا اور زید نے کئی مرتبہ ہندہ کو رخصت بھی کیا اور بکر نے زید سے اقرار بھی لے لیا تھا کہ اگر ہندہ بالغ ہے تب میں اس کا نکاح اپنے لئے خالہ سے کروں گا ورنہ نہیں، لہذا زید نے اقرار کیا

کہ ہندہ بالغ ہے اس کے بعد نکاح ہوا اب بعد ان واقعات کے بوجہ دنیاوی مباحثت کے ہندہ بذریعہ ٹرس کے اطلاع دیتی ہے کہ میرا نکاح حالت نابالغی میں ہوا تھا اب میں حد بلوغیت اور خود مختاری کو پہنچ گئی ہوں مجھ کو والدین کے لئے ہونے نکاح کے فسخ کا حق حاصل ہے لہذا اور یا فسخ طلب یہ امر ہے کہ مسماۃ مذکورہ کو حق فسخ حاصل ہے یا نہیں اور اس کے فسخ کرنے سے یہ نکاح جو باپ نے کیا ہے فسخ ہو گیا یا نہیں؟

الجواب

ہندہ کو اصل نکاح مذکور کے فسخ کا اختیار نہیں، نہ اس پر کچھ اعتراض کر سکتی ہے اگر وہ نابالغہ ہی تھی جیسا اس کا بیان ہے، تو باپ کے لئے ہونے نکاح پر نابالغہ بعد بلوغ مقرر نہیں ہو سکتی۔ درمختار میں ہے :

لنہ النکاح ولو یغبن فاحش او یغیر کفو ان کان ابوی المنوجاها او جد الوی يعرف منها سوء الاختیار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
اگر نکاح دینے والے باپ دادا ہوں اور وہ سو برا اختیار سے معروف نہ ہوں تو انتہائی کم مہر اور غیر کفو میں نابالغہ کا نکاح لازم ہو جاتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم (د)

مسئلہ از پریلی بحیث مسئلہ واحد اللہ صاحب ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۶۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید شہت مرض میں تھا اس حالت میں اس کے حقیقی بھائی نے اس سے اس کی کم سن لڑکی کا نکاح اپنے لڑکے کے ساتھ کرنے کی اجازت لے لی اور نکاح کر دیا، زید تین روز کے بعد انتقال کر گیا، اب لڑکی کی عمر سات برس کی اور لڑکے کی چوبیس برس کی ہے تو یہ نکاح ہو گیا یا نہیں؟ مگر عرض یہ ہے کہ لڑکا لڑکی کا کفو نہیں کہ وہ ذلیل عورت کی نسل سے ہے، لڑکی کے باپ کا بھی انتقال ہو گیا۔

الجواب

شہت مرض صحت اجازت کو مانع نہیں،

هذا الفد سما دکت السائل فتجيب عليه ولا تزيد ما يكون تعلیما۔
یہ سائل کے ذکر کردہ پر ہم جواب دے رہے ہیں اور تعلیم کے طور پر ہم زیادہ بات نہیں کرتے۔ (د)

ماں کا غیر کفو ہونا اولاد کو غیر کفو نہیں کر دیتا کہ نسب باپ سے ہے نہ کہ ماں سے قال تعالیٰ و علی المولود له ذق

(اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : اور جس کا بچہ سب اس پر غور توں کا کھانا ہے ۔ ت) اور بالفرض کفارت نہ بھی ہو تو باپ ایک بار غیر کفو سے بھی نکاح کر سکتا ہے لہذا صورت مستفسرہ میں وہ نکاح صحیح و لازم ہو گیا جس کے صحیح کا کسی کو بھی اختیار نہیں ، واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۳۹۳ از ریاست رامپور محلہ ذینہ عنایت خاں عدسہ عزیز مرسلہ محمد سفیر الرحمان صاحب بنگالی
۳ ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی بالفہ ہے اور سن بھی چودہ برس کا ہے ، اس کے باپ نے جس لڑکے کے ساتھ اس کی شادی مقرر کر دی ہے وہ جو نے والا شوہر نہ کہ باپ کے ذکر کرنے سے بلکہ اور کسی طریقہ سے لڑکی کو معلوم ہے کہ میری شادی اُس شخص کے ساتھ مقرر کرادی ہے اور وہ دوسرے شہر میں رہتا ہے ، جب باپ عقد پر ٹھانے کو لڑکی کے مکان کو پہنچا ، نہ اُس وقت لڑکی سے اجازت لی اور نہ کچھ کہا بلکہ ویسے ہی وہاں جا کر مجلس میں کہہ دیا کہ میں نے اپنی لڑکی تمہارے نکاح میں دے دی ، یہ نکاح نافذ ہو یا نہ ؟ منو اتو جردا ۔

الجواب

اگر بالفہ نے پہلے اجازت نہ دی تھی نہ اس کی اجازت پر موقوف رہا ، چنانچہ دے گی جائز ہو جائیگا جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو ، نو ذکر دے گی باطل ہو جائے گا اگرچہ کوئی مانع شرعی نہ ہو ۔ درمختار میں ہے ،
لا تجبر ابالعة البکر علی النکاح لانقطاع
الولاية بالبلوغ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔
ابا اس پر کسی کی کوئی ولایت نہ رہی ۔ واللہ تعالیٰ
اعلم ۔ (ت)

مسئلہ ۳۹۴ ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا دادا اجمال الدین شاہ مرحوم ایک درویش شخص تھا چنانچہ اس نے اپنی عمر زید و حوات میں ایک جگہ میں بسر کر دی اور زید کا باپ فرید الدین مرحوم ایک متورع اور عالم شخص تھا اور زید خود بھی مجتہد تعالیٰ ایک متقی اور عالم اور صوفی اور خوشحال اہل و عیال کے تین چار برس کے نیچے کا مالک شخص ہے اور مکان ملوک رکھتا ہے اور زید کی بیوی ہندہ ایک پابند صوم و صلوة اور تالید قرآن پاک اور قاریہ اور ادو وظائف عورت ہے ، اور زید کی لڑکی زینب بھی ایک صوم و صلوة کی شائق اور ادو وظائف کی جانب

راغب اور کذب وغیرہ اور نامشروع سے عمر زبست نیک اور سیدھی لڑکی ہے۔ اسی وجہ سے زید باوجود زینب کی نسبتیں متعدد و عکسہ سے آنے کے زینب کے بلوغت کے بھی سات آٹھ بلکہ اور زیادہ سال بعد تک کسی شریف عالم متقی شخص کی تلاش میں تھا اور ان نسبتوں کو جوہر ان میں سے کسی کے موافق مرضی نہ ہونے کے منظور نہیں کیا تھا کہ یکایک عکسہ ذکر جس کی بابت چار پانچ سال پیشتر خالد نے اس کا بہت متقی ہونا ظاہر کیا تھا چنانچہ کہا تھا کہ میں نے ایک عکسہ مسمیٰ علقہ حبیب جاری کر رکھی ہے جس میں ایک خاص طریقہ سے درود شریف پڑھا جاتا ہے اس کا عکسہ علقہ ہے، آگیا اور اس نے زید و ہندہ کو یہ دھوکا دے کر کہ میں اخبار شائع کرتا ہوں اس میں دو سو روپیہ ماہوار نفع ہے اس میں سے پچاس روپیہ ماہوار اپنی والدہ کو ان کے خرچ کے لئے دیتا ہوں حالانکہ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ جس مقام میں اخبار شائع کرتا تھا وہاں کئی سو روپیہ کا قرضہ تھا اور کرایہ ریل تک پاس نہ تھا دوسرے شخص کے کرایہ سے زید کے شہر تک آیا تھا اور اپنی والدہ کی ایک جہت بھی ماہوار نہ دیتا تھا اب جو زید کے شہر سے اپنے وطن میں جا کے رہا ہے کسی طرح کہہ سکتا کہ کمال عسرت میں ہے ایک مہینہ تو کیسا ایک ہفتہ کی بھی قوت کا مالک نہیں اور نیز یہ فریب دے کر کہ میرے رہنے کی موردنی پختہ حویلی ہے حالانکہ کرایہ کے مکان میں رہتا ہے اور وہ کرایہ بھی اس کی والدہ انہی محنت مزدوری سے ادا کرتی ہے اور نیز یہ فریب دے کر کہ میں عالم ہوں میں نے حدیث شریف کی سہ صد باب نام - ۷۰ جلد کی - ۷۰۰ کتبہ یا علی - ۷۰۰ لغاری عربی کی ابتدائی کتابوں کی بھی لیاقت نہیں رکھتا اور نیز اپنے فتویٰ و درج کا فریب دے کر کہ میں مشائخ وقت میں سے غلام کا غلیظہ طریقت ہوں حالانکہ نماز پنجگانہ کا بھی پابند نہیں بلکہ لوندے بازی وغیرہ امور شنیعہ کا عادی اور اشد عاشق ہے چنانچہ علقہ کے پانچویں روز شب کے وقت ایک لوندے سے پکڑا گیا پس اس کی بھیجی کہ جو گیا تو آج عکسہ قریب ڈیڑھ سال کے ہوتا ہے نہ ایک مہینہ خرچ بھیجا اور ایک ہفتہ کے بعد پر ماضیہ دہرہ قرع سے گیا تھا نہ ایک پائی اس کا دیا، زید کی لڑائی زینب بالغہ کے ساتھ عقد کر لیا، پس عقد کے بعد جب سے حالات معلوم ہوئے، تب سے زینب اور زید اور ہندہ عکسہ سے سخت متنفر ہیں اور زینب اس کے یہاں جانا اور زید و ہندہ اس کے یہاں جانے دینا ہرگز منظور نہیں کرتے تو یہ تو ظاہر ہے کہ عمر و مافا اور دینا نہ زینب کا کنوہر گز ہیں، اور درختار میں ہے۔

یفتی فی غیر لکھنؤ بعد رجوعہ اصلاً و هو
المنعت من الفتویٰ
خیر کتو میں نکاح کے اصلاً عدم جواز کا فتویٰ دیا جائے گا
یہی فتویٰ کے لئے مختار ہے۔ (د)

پس دریافت طلب یہ بات ہے کہ صورت مرقوم میں عام اس سے کہ غلط سمجھ ہوئی یا نہ ہوئی ہو۔ درمختار
کی اس عبارت کے بموجب بطلان نکاح کا حکم دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر اس عبارت کے بموجب حکم بطلان
نہیں دیا جاسکتا تو کسی اور عبارت کے مطابق زینب اور اس کے اولیاء کو حق فسخ حاصل ہے یا نہیں؟
اور اگر ہے تو فسخ کی کیا صورت ہے؟

الجواب

نکاح مذکور اصلاً محتاج فسخ نہیں، فسخ تو وہ ہو جو منعقد ہوا ہو نہ نکاح سرے ہوا ہی نہیں باطل محض ہے
ظاہر ہے کہ زینب عاقلہ بالغہ ہے اس کا نکاح بے اس کے اذن کے نفاذ نہیں پاسکتا لافطع الولایۃ
بالمبطل (یا بالغ ہو جانے کی وجہ سے اس پر ولایت منقطع ہو جانے پر) وحمات، اگر یہ نکاح بھاس کی
اجازت کے ہوا اور اس نے خبر پا کر رد کر دیا تو اگر کفو سے ہوتا جب بھی رد و باطل ہو جاتا لانه نکاح فصولی
(کیونکہ یہ نکاح فصولی ہے۔ ت) عاقلہ میں ہے،

لا ینھون نکاح احد علی بالغہ صحیحۃ العقل من
اب او سلطان بغیر اذنہا بکرا کانت او ثبافان
فصل ذلک والنکاح موقوف علی احد منہما یت
الجانر تہ جان و ان مرد تہ بطل، کذا فی السراج
الوہاب۔

عاقلہ بالغہ بارہ ہوا یا ثبہ اس کی مرضی کے خلاف کسی کا نکاح
کونامیج نہیں، یہ باپ ہو یا حاکم، اور اگر کسی نے، ایسا
کیا یہ نکاح عاقلہ کی اجازت پر موقوف ہو گا اس کی مرضی
بے کبار کرے تو جائز ہو گا اگر رد کر دے تو باطل
ہو جائے گا۔ سراج الوہاب میں یونہی ہے۔ (ت)

اور اگر اس کے اذن سے ہوا تو خود زینب کا کیا ہوا ہے کہ غیر کفو سے کیا، فتاویٰ خیر میں ہے،
تزوجہ لہا باذمہا کتزوجہا بنفسہا وہی مسئلہ
من نکحت غیر کفویہ
اور اگر بطلان کیا تھا اس نے بعد کو اجازت دی جائز کیا تو اب بھی زینب ہی کا کیا ہوا ہے۔

فان الاجازۃ اللاحقۃ کالوکالۃ السابقۃ حیویۃ
وغیرہا عامۃ الکتب۔

بعد کی اجازت ایسے ہی ہے جیسے پہلے اجازت سے رکھی ہو،
خیر وغیرہ کتب۔ (ت)

۱۹۱/۱	مطبع مجتہدی دہلی	باب اول	سے درمختار
۲۸۷/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب الرابع فی الاولیاء	سے فتاویٰ ہندیہ
۷۵/۱	دارالمعرفۃ بیروت	باب الاولیاء والاکفوار	سے فتاویٰ خیریہ
"	"	"	سے

بہر حال یہ وہ نکاح ہے کہ زین عابدہ باقیہ نے غیر کفو سے کیا کہ فاسق ہرگز صالحہ بنت صالح کا کفو نہیں۔ در مختار میں ہے،

لیس فاسق کفو الصالحۃ او فاسقۃ بنت صالح
معنا کانت او لا علی الظاہر نہی۔
فاسق صالحہ لڑکی ایسی فاسقہ جو صالح کی بیٹی ہو، کا
کفو نہیں ہے، وہ فاسق اعلائیہ فاسق کہتا ہو یا غرضی
طور پر ظاہر روایت پر ہی حکم ہے، نہر (ت)

عامہ شروع میں ہے،

لا ینکح الفاسق کفو البنت الصالحۃ
ممن یصحح میں ہے،
فاسق نیک لوگوں کی بیٹی کا کفو نہیں۔ (ت)

لا ینکح بعد سق کفو الصالحۃ
فناوی امام فقیر النفس میں ہے

فاسق صالحہ کا کفو نہیں ہے۔ (ت)

قال بعض المتأخرین رحمہم اللہ تعالیٰ العاسق
لا ینکح کفو البنت الصالحۃ معنا کانت
اولیٰ ینکح وهو اختیار الشیخ زمام
ابی بکر محمد بن الفضل ہے
اسی میں ہے،
بعض مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا، فاسق معین
ہو یا غیر معین وہ صالحین کی بیٹی کا کفو نہیں ہے،
یہ شیخ زمام ابو بکر محمد بن فضل کا مختار
ہے۔ (ت)

لا ینکح الفاسق کفو البنت الصالحۃ
نیز ایسا مفسر کہ نہ روزانہ کہلاتا ہو نہ ایک جینے کے اپنے ہی وقت کا مالک ہو نفقہ دہرا کفو نہیں ہو سکتا اگرچہ
عورت بھی فقیر ہو، در مختار میں ہے،

تعتبر فہ العرب والمجوس دیانۃ ای تقویٰ
کفو میں جس چیز کا عرب و عجم میں اعتبار کیا جاتا ہے وہ نیت

۱۹۵/۱	مطبوعہ مجتبیٰ دہلی	باب الکفارة	لے در مختار
۳۲۰/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	لے رد المحتار
"	"	"	لے رد المحتار بحوالہ النجی
۱۶۱/۱	طبعی نو کشتہ بکھنو	صل فی الکفا	لے فناوی قاضی خان
۳۲۰/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الکفارة	لے رد المحتار بحوالہ الخانیہ

یعنی تقویٰ اور مال جس سے مہر مجمل اور ایک ماہ کا
نفقہ دینے پر قادر ہو اگر کارِ یگر نہ ہو۔ (ت)

ومالا بان یقدر علی المعجل ونفقة شهر
لو غیر محتویٰ
رد المحتار میں ہے،

یہ فقہ کی فقیر بیٹی کو شامل ہے، جیسا کہ
واقعات میں تصریح کی گئی ہے کہ وجہ یہ ہے کہ مہر اور
نفقہ خاوند پر ہی ہوتا ہے لہذا اس کا مالدار ہونا معتبر
ہوگا۔ (ت)

شمل مالوکانت فقیرۃ بنت فقراء کما صرح بہ
فی الواقعات معلا بان المہر والنفقة علیہ
فیعتبر ہذا الوصف فی حقہ

اور بالغہ کو اپنا نکاح غیر کفو سے کرے باطل محض ہے جبکہ ولی رکھتی ہو مگر اس صورت میں کہ ولی نے پیش از نکاح اسے
غیر کفو جان کر صراحتاً اجازت دے دی ہو ان میں میں شرطوں سے ایک بھی کم ہوگی نکاح اصل نہ ہوگا۔ رد المحتار میں ہے،
غیر کفو میں نکاح کے اصل عدم جواز کا فتویٰ دیا جائیگا
لہذا تین طلاق والی نے اگر اپنے ولی کی مرضی کے خلاف
غیر کفو میں نکاح کیا جبکہ ولی کو غیر کفو کا علم ہو تو وہ
پسے خاوند کے لئے سبب نہ ہوگی۔ اس کو محفوظ رکھو۔ (ت)

یفتی فی غیر الکفو بعد رجوانہ اصلاً فلا
تحل مطلقۃ ثلاثاً نکحت غیر کفو بلا مرض
ولی بعد معرفۃ ایاء فی حفظ

رد المحتار میں ہے،

ولی اگر کہے کہ معلوم ہونے پر میں راضی نہ ہوں یا مجھے معلوم
نہ ہوا، یا معلوم نہ ہونے کی وجہ سے میں راضی نہ ہوا تھا
تو ان تینوں صورتوں میں ولی کی تصدیق کی جائے گی اور
وہ مطلقہ ثلاثہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی، ہاں چوتھی
صورت میں حلال ہو جائے گی وہ یہ کہ ولی کہے کہ غیر کفو کا
علم ہونے کے باوجود میں راضی ہوں اح۔ ح۔ (ت)

یصدق بتفی الرضا بعد المعرفة وبعد مہا
وبوجود الرضا مع عدم المعرفة ففی ہذا
الصور الثلاث لا تحل لو ابدت تحلل فی
الرابعة وہی رضی الولی بغیر الکفو مع علمہ
بأنہ کذلک اح۔ ح۔

۱۹۵/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب نکاحات	سے در مختار
۳۲۱/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	-	سے رد المحتار
۱۹۱/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب اولی	سے در مختار
۲۹۶/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	-	سے رد المحتار

اسی میں ہے،

لا بد حينئذ لصحة العقد من رضا صوريه
وعليه ولو سكت قبله ثم رضى بعده لا يفيد
فليتأمل ما ذكرت عليه جزمه في المحيدية
تبعاً للبحر والوجه فيه ما سئل في الخ

اس نے اس عقد کی صحت کے لئے ولی کا صراحتاً اظہار
رضامندی کرنا ضروری ہے، اور اسی بنا پر اگر پہلے وہ خاموش
رہا اور بعد میں راضی ہوا تو نکاح کے بعد کی رضا مفید
نہیں ہے، غور چاہئے اور، اس پر میں نے حاشیہ

لکھا، غیر یہ میں اس پر جزم بکر کی اتباع میں کیا ہے اور وہ وہی ہے جو ہم ذکر کریں گے (ت۔ د)
یہاں رضائے ولی غیر کفو جان کر نہ تھی بلکہ کفو سمجھ کر لہذا اعتدال معتبر نہیں، شرط انعقاد نہ پائی گئی اور نکاح
باطل محض ہوا، زینب پر فرس ہے کہ اس سے فوجاً جدا ہو جاتے اگرچہ خلوت ہو چکی ہو اور زید ہنسہ پر حرام ہے
کہ اُسے عمرو کے یہاں چھیں کہ وہ زنا اجنبی بلکہ اُس سے بدتر ہے فسأل الله العفو والعافية (اللہ تعالیٰ سے
سعادت اور عافیت کا سوال ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۹۵ از مکتبہ بھوانی پور ڈاک خانہ بھوانی پور رسد و نمبر ۱۰۹ مسئلہ طبع حاجی نادر علی صاحب بقرصہ
۱۵ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین، ن سندیں ر ثانیہ لڑکی کی شادی چھ مہینے کی عمر میں ہوئی اور لڑکے کی
عمر اس وقت پانچ برس کی تھی تب دونوں کی شادی ہو گئی اور اب لڑکی کی عمر اس وقت چودہ برس کی ہے اور لڑکا
یا لڑکے کا کوئی وارث ابھی تک کسی طرح لڑکی کی خبر نہیں لینے گئے اور لڑکی خدا کے فضل سے تین قسم کے علم سے
بھی واقف ابھی طرح سے ہے اور لڑکا بالکل جاہل ہے کہ علم سے تعلق نہیں، اور لڑکے کی طرف سے کوئی شخص
لڑکی کا پرسان مالی ہوا انہی سب وجوہات سے اب لڑکی کہتی ہے کہ ہم اولی شوہر کو طلاق دے کر نکاح ثانی کریں گے
لڑکی اولی شوہر کو طلاق دے کر نکاح ثانی کر سکتی ہے یا نہیں؟ اور طلاق اس پر واجب ہوگا یا نہیں؟ اس
مسئلے کو حضور ارشاد فرمائیں تاکہ لڑکی اگر نکاح ثانی کرے اور لڑکے کی طرف سے کوئی کارروائی مقدمہ وغیرہ کا
کرے تو ہم کو اس مسئلہ کو پیش کرنا صحیحاً خوب کوشش کر کے بلکہ جو فرماویں خرچ وغیرہ کے لئے تو غلام خدمت
کے لئے حاضر ہے۔

الجواب

یہاں نوتو سے پر کوئی خرچ نہیں لیا جاتا، نہ اس کو اپنے حق میں روار کھا جاتا ہے، طلاق دینا عورت کے

سے رد المختار باب الولی دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۹۷

سے رد المختار حاشیہ رد المختار باب الولی حاشیہ ۵۰۲ الجمع الاسلامی مبارکپور ۲/۳۲۵

اختیار نہیں، نہ وہ شوہر کو طلاق دے سکتی ہے نہ اس کے دسے طلاق پڑ سکتی ہے برقرانی حکیم میں فرمایا، یہ سیدہ عقیقۃ النکاح اسی (خاندن) کے ہاتھ میں نکاح کی گڑ ہے۔ تاحیث شریف میں ہے، الطلاق لمن اخذ المساقیٰ ورجعہا سے کیا ہے یعنی طلاق وہی ہے جتنا ہے جو باع کلامک ہے۔ تاحیث شریف میں کی تفصیل معلوم ہوئی چاہئے کہ لڑکی کا نکاح چھ مہینے کی عمر میں اُس کے باپ نے کیا یا دادا نے یا اور کسی ولی نے، اور باپ کے سوا جس نے کیا اس سے قریب تر کوئی ولی تھا یا نہیں، تھا تو کون تھا، اور اس نے قبل نکاح یا بعد نکاح خبرئس کر کیا کہا، لڑکی کو پہلے عارضہ ماہواری کس سال کس مہینے کون تاریخ کے کس منٹ پر آیا، اور اس نکاح سے ناراضی کا اظہار اس نے کس سال کس مہینے کس دن تاریخ کے کس منٹ پر کیا، لڑکی کی قوم کیا ہے اور لڑکے کی کیا، لڑکا مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشے میں بہتر یا برابر یا کتنا کمتر ہے، یہ سب باتیں ایمانا سچی سچی بتائی جائیں، تو جو صورت واقع ہو اُس کا جواب دیا جائے گا۔ فقط

مسئلہ ۹۶ از جاوہر مسئلہ مولوی مصاحب علی صاحب امام مسجد چیمپیان ۲۷ صفر ۱۳۲۴ھ
کیا فرماتے ہیں علامہ دین اس مسئلہ میں کہ ہندو بائبل کا والد تہذیباً ایک ہزار میل کی مسافت پر تھا، والدہ اور چچا بچہ نے رضا مند ہو کر ہندو کے والد کی تحریری اجازت حاصل کر کے مفتی شہر کو بتا کر خود نکاح قالد کے ساتھ کر دیا، نکاح کے ڈھائی مہینے بعد تہذیبی مکان آیا۔ پھر خالہ نے اپنے سرک موت دی اور تہذیب نے جلسہ دعوت میں نکاح کی رضا مندی ظاہر کی، سارے چار ماہ تک دس سو سات عیدی و دیگر رسومات و اماوی خسری قالد کے ساتھ رکھے، اب باہمی بخش ہونے پر خالہ نے تہذیب سے اپنی زوجہ رخصت کرنے کو کہا، تہذیب کتا ہے میں نے خط نہیں لکھا تھا یعنی نکاح کرنے کی اجازت اپنے بھائی بزرگ کو نہیں دی تھی لہذا نکاح فسخ کرنا چاہتا ہے، تو کیا اس خط کے انکار سے یا وجود پر بعد آجانے کے سارے چار ماہ تک دس سو سات مذکورہ برتے گئے نکاح فسخ ہو سکتا ہے؟ ہندو کی عمر وقت نکاح بارہ برس کی تھی اور اب ۱۲ ۱/۲ برس ہے۔

الجواب

صورت مستفردہ میں انکار خط اسے کچھ منہ نہیں، انکار خط سے اتنا ہوا کہ اجازت سب بدلتا ہے نہ ہوگی اور غایت درجہ نکاح نکاح فضولی ٹھہرے گا اگر یہ صورت غیبت منقطعہ کی نہ لی جائے علی ما فقتنہ فی فتاوانا (جس طرح ہم نے اس کی تفصیل اپنے فتاویٰ میں کی ہے۔ ت) مگر نکاح فضولی بعد اجازت نافذ و لازم ہے اور اجازت لاحقہ مثل وکالت سابقہ کما فی الفتاویٰ الخیریۃ و فیہا (جیسا کہ فتاویٰ خیر و غیرہ میں ہے۔ ت) واقعہ تھا فی العلم۔

مسئلہ ۳۹ از علی گڑھ محمد یوم بیگ مدرس عربی حاکمہ خاتون مرسلہ محمد صدیقی حسین صاحب ۲۸ صفر ۱۳۳۸ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بھینجی کا نکاح اس کی تابا لینی میں کر دیا، جس
 وقت وہ بالغ ہوئی اسی وقت اُس نے اُس نکاح اور شوہر کے مکان چلنے سے انکار کیا، اب اس لڑکی کا
 نکاح باقی رہا یا نہیں؟ اور دوسری جگہ اس کا نکاح ہو سکتا ہے اور جہر لازم آئے گا؟ بینہ او جہر؟

الجواب

یہ معاملہ حلال و حرام بلکہ نکاح و زنا کا ہے، اللہ سے ڈریں، اور جو واقعی بات ہو اُس کے حکم پر عمل کریں،
 غلط بیانی پر فتویٰ لینا حشر میں نفع دے گا نہ زنا کو حلال کر دے گا، غیر آپ و جہر نہ ہو نکاح کفو سے کیا ہو اس
 کا حکم یہ ہے کہ نابالغ بغیر بلوغ مضافاً تا غیر انکار کر سکتی ہے اور ذرا بھی دیر لگائی تو نکاح لازم ہو گیا انکار کا اصل
 اختیار نہیں اور یہاں فوراً عرض جلتا تاخیر بہت نادر ہے، اللہ صاحب قہار سے ڈر کر زنا کو نہایت بدتر نصیحت کہہ کر وکھیں
 اگر بالفرض جس تجھے منٹ سکند میں اسے پہلا حیض آیا تو فوراً طہر مضافاً اسی وقت اُس نکاح سے انکار کیا
 قرابت وہ دعویٰ کر کے اُس کو فسخ کر سکتی ہے بشرطیکہ کفو سے ہوا ہو، اور اگر بچا نے غیر کفو سے کیا جو مذہب یا
 نسب یا چال چلن یا پیشہ میں وقت نکاح ایسا کہ تھا کہ اُس سے نکاح اس کے لئے باعث ننگ و عار ہو تو
 نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں تھا کیا نہارت ہے۔ درود تہنہ۔ علم

مسئلہ ۳۹ یکم ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سیدہ بی بی کا عقد اول موضح گورا میں بشیر الدین کے ساتھ
 ہوا، ایک لڑکی پیدا ہوئی، جب لڑکی قریب دینہ سال کے ہوئی سایہ پردی سر سے جدا ہوا، اب بچہ اپنی
 لڑکی کو لے کر باپ اور بھائیوں کے یہاں آ رہی، سو اپنا دیکھ کر بچہ کے بعد نکاح ثانی موضح کرگنہاں میں عبد الصمد سے
 ہوا، خاوند دیگر کا ایک لڑکا کہ جس کی عمر چھ سال کی تھی بڑی سابق سے تھا بعد سختی و تشدد و ہزار زجر و توبیخ بی بی
 سے اذی لے کر اپنے لڑکے کا عقد بڑی ثانی کے ہمراہ جو لڑکی آئی تھی جس کی عمر چھ سال کی تھی جبراً کرادیا گیا، لڑکی کا
 نہ کوئی چاہتی تھی نہ بھائی نہ بھائی، چچا اور چچا زاد بھائی اور دو چچو بھیاں حقیقی اور نانہ اور ماحون حقیقی ہیں اور وہاں موجود تھے
 اور نہ اطلاع، جب لڑکی سب بلوغ کو پہنچی اور اس کا اظہار ہوا، فوراً پکارا اٹھی یعنی منٹ بھی پورا نہ ہونے دیا کہ مجھ
 کو، اُس شوہر کے یہاں کسی نرسا جانا منظور نہیں اور ہرگز نہ جاؤں گی، دن کے سات یا آٹھ بجے کا واقعہ ہے
 معزز اشخاص شاہد ہیں۔

الجواب

سوال میں یہ فقرہ کہ فوراً پکارا اٹھی حکم شرعی سننے کا نتیجہ ہے، اور آگے اس کی تفسیر نے کہ یعنی منٹ بھی

پورانہ ہونے دیا اُسے پھر بھگاڑ دیا،

فانہ ان یقی تہامہ الدقیقۃ ثانیۃ او ثانیۃین کیونکہ اگر منٹ میں سے ایک سیکنڈ یا دو سیکنڈ رہتے تو صدق انہا لہ تم و لکن این انفور۔

نہیں ہے۔ (ت)

یہ معاملہ حلال و حرام نکاح و زنا کا ہے، بات بنا کر کچھ حکم لے لینا زنا سے نہ بچالے گا۔ پھر اگر تمام شرائط شرعیہ متحقق ہوگی لیں تو عورت کے کچے سے نکاح فسخ نہیں ہو جاتا بلکہ اُس کو دعویٰ کا اختیار ملتا ہے حاکم مجاز کے یہاں دعویٰ کرے وہ متحقق شرائط شرعیہ کا گواہ عادل سے ثبوت لے، جب ثبوت ہو جائے تو حاکم نکاح فسخ کرے ویسے نہیں ہو سکتا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۹۹ علیہ از لاہور سٹی، بازار امامی، مدرسہ تعلیم القرآن معرفت مولوی احمد الدین صاحب مدرسہ جناب مولوی قاضی غلام گیلانی صاحب ۵ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ

جناب مستطاب حضرت عالم اہلسنت و جماعت حمید دامتہ عافہ زیرہ فضلہم، بعد نیاز مندی عقیدت مندانہ و رخصتہ باب الولی میں ہے،

ولولی الاعتراض فی غیر الکفر حالہ تند لست۔ الی غیر ذلک میں اعتراض کا حق ہے جب تک بچہ پیدا نہ ہو (اس کے بعد نہیں) تاکہ بچے کا نسب ضائع نہ ہو۔ (ت)

طحاوی و ابوالکلام حاشیہ شریعہ و تائید و بنایہ علی الہدایہ و حاشیہ شلبی علی الزیلعی و ہدیہ میں لکھا کہ بعد ولادت بھی بیمار بننا ہر روایات ولی کو اعتراض ہے فسخ کے لئے، اور امام حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت مفتی بہا پر استناد ہے سے بطلان نکاح کا حکم باقی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ولادت حق ادیب کی مسقطہ نہیں اور یہی خادم الاقدام کا مقصد بھی ہے، اس بارہ میں حضور کو تکلیف تو ہوگی مگر حضور کے توکل اوقات ہی اسی کام کے لئے وقف ہیں، ثبوت تفریق و اعتراض بعد ولادت کے لئے حضور سے جہاں تک توثیق ہو سکے بہتر ہے بشرطیکہ خادم کا اعتقاد خدام عالی شان کے اعتقاد سے مطابق ہو ورنہ خیر، خادم نے ثبوت تفریق کا دعویٰ کیا ہے و ان ولدت (اور اگر بچہ پیدا ہو جائے۔ ت) اور دوسری جانب کے مولوی لوگ اس کے عدم پر ہیں، آج ۲۶ مئی ۱۹۷۱ء اور آئندہ دسمبر ۱۹۷۱ء کے پاس مقرر ہے فقیر کو بھی جانا ہوگا، سینڈاوی

کو ایک مرد غیر مستید غیر قریشی نے نکاح کر لیا ہے اور مقدمہ بازی میں اُس کا بچہ بھی ہو گیا ہے، دوسری جانب کے مولوی کہتے ہیں کہ علویات کا نکاح مع تراخی ادویا یا بلا تراخی باطل کتنا شیعہ کا مذہب ہے اور بنیاد کی عبارت سے مستند ہیں۔

وفي البسيط ذهب الشيعة الى ان سكا ح العلويين بسيط میں ہے کہ رضامندی کے باوجود علویا (سیدہ) بچوں
مستند علی غیر ہم مع التراخي قال السروجي کا غیر سے نکاح شیعہ لوگوں کے ہونا جائز ہے، مرد و بچہ
وهما قولان باطلان لے کہا کہ دونوں قول باطل ہیں (ت)

اس قولان باطلان سے کون سے دو قول مراد ہیں، یہ عبارت تفسیر طلب ہے، حضور فیض النور اس طریقہ کا جواب اس پتہ پر ارشاد فرمائیں۔ تاریخ سے اگر ایک دو روز تو قول جواب پہنچے تو فقیر اس تحریر میر کو حسنہ علما میں پیش کر دے، امید تو پختہ ہے کہ علما بھی مان لیں گے ورنہ حاکم فیصلہ تسلیم کر لے گا، ایسی حالت میں کہ مقدمہ جیتے جیتے اولاد پسید ہو گئی اور چند روز میں مر گئی تو اب بھی حق اقراض لا دلیا، سہ یا نہ؟ جینا تو جودا

الجواب

بسم الله الرحمن الرحيم، نحمد الله ونصلی علی رسولہ الکریم، بلاحظ مولانا الکریم ذی الحمد والکرم
والفضل اتم مولانا قاضی غلام، فی جواب رمدہ اندھنا سے تحریر، السلام علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، سب سے
۲۷ نوم سے یکم ربیع الاول شریف تک بخار کے دورے ہوئے جن میں بعض بہت شدید تھے، اب تین روز سے
برکت دعا، جناب بخار تو نہیں آیا مگر ضعف بدرجہ غایت ہے، اسی حالت میں پہلے سوال سہمی کا جواب حاضر
کر دیا تھا اور رسالہ دربانہ ذبیح پہلے جلی پور جانے اور اب اس بخار کے دوروں کے جب تک ہو سکا طالب غفوہ
دعا ہے نہایت اور البر والکرام میرے پاس نہیں شعلی علی الزلیلی و ہندیہ میں بعد ولادت بھی لغا حق اقراض صرفہ
شیخ الاسلام سے نقل کی ہے اور اُس کی طرف سے کوئی میل اُن کی عبارت سے نہیں پایا جاتا اکابر و مشاہیر کا جوم
اسی پر ہے کہ مالہ تلک (جب تک بچہ پیدا نہ ہو۔ ت) زلیلی میں تھا
الاذا، حکت الی ان تلک فیکون مرہاد دلالت ہے معر جب ولی خاوش رہا حتی کہ لڑکی نے بچہ کو جنم دیا
تو یہ دلالتہ رضامندی ہو گئی۔ (ت)

اس پر شعلی نے کہا،

۱۰۲/۲	المکتبۃ الاسلامیۃ مکتبۃ الکثرۃ	فصل فی الکفارات	سہ البنایۃ فی شرح البدایۃ
۱۲۸/۲	مطبوعۃ الکبریٰ الامیریہ مصر	۔ ۔ ۔	سہ تبیین الحقائق

و عن شیخ الاسلام ان له التفریق بعد
الولادة ایضا و کمال منقول عنه ^۱
کمال کی عبارت یہ ہے :

لا یكون سکوت الولی رضا الامت سکت الی
ان ولدت فلیس له ح التفریق و عن شیخ الاسلام
ان له التفریق بعد الولادة ایضا ^۲

ولدت کے بعد بھی تفریق کا اختیار ہے (ت)

ہندیہ میں پہلے شرح جامع صغیر قاضی خاں سے نقل کیا
لا یبطل حقه فی الفسخ و امت طال
الزمان حق تلذ ^۳
پھر نہایت سے نقل کیا

اذا ولدت منه فلیس للاولیا حق الفسخ
جب لڑکی نے اپنے خاوند سے بچہ کو جنم دیا پھر اوپر کو
حق فسخ نہیں (ت)

حکم اس میں بھی یہ ہی لکھا ہے آگے استدعا کا قول شیخ الاسلام ذکر کیا اور طحاوی میں تو اس توں کا ذکر تک نظر
نہ آیا بلکہ ایک عبارت شارح سے ابہام ہوتا تھا کہ اگر ولی کو خبر نکاح نہ ہو تو بعد ولادت بھی معترض ہو سکتا ہے
اس پر اعتراض کر دیا، حق میں تھا، لہذا اعتراض مالہ تلذ (بچہ پہنچنے تک اس کو اختیار ہے۔ ت) اے شارح
نے یوں بنایا، مالہ یسکت حق تلذ (بچے کے جنم تک خاموش نہ رہے۔ ت) اس پر غشی نے فرمایا
الاولی حذف مافی الشرح لانه یفہم منه جو کچھ شرح میں آس کو حذف کرنا بہتر ہے کیونکہ اس سے یہ

۱۲۸/۲	مطبوعۃ الکبری الامیریہ مصر	فصل فی الکفارة	سہ حاشیہ شکی علی تبیین المتعاقبات
۱۸۶/۲	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	"	سہ فتح القدیر
۲۹۲-۹۳/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	باب الکفارة	سہ فتاویٰ ہندیہ بحوالہ شرح جامع صغیر قاضی خاں
۲۹۳/۱	"	"	سہ بحوالہ التہایہ
۱۹۱/۱	مطبوعۃ معتبائی دہلی	باب الولی	سہ در مختار شرح ترمذی الابصار
"	"	"	سہ " " "

ان ذالک عن علم غلوکان عن غیر علم بکوت
له الاعتراض وان ولدت والعدة تنفی ذلک
فالاولی بقاء المصنف علی طاهرۃ متاحلۃ

کچھ جارح ہے کہ علم کے باوجود ایسا ہے اگر علم کے بغیر ہو
تو اسے اعتراض کا حق ہے اگرچہ اس نے سچے کو جہم دیا ہو،
حالات کثرت اس کی نفی کرتی ہے، لہذا بہتر ہے کہ
مصنف کی عبارت کو ظاہر پر مبنی رکھا جائے، غور کرو۔ (ت)

مدا فیض کے نزدیک کوئی قرشی غیر علوی علویہ کا کفر نہیں اور ہمارے نزدیک قریشی بعضہم الکفار بعضہم میرے
پاس بتائیے نہیں کہ دوسرا قول معلوم ہونیہ صورت کہ یہاں واقع ہوئی کہ ولی دعویٰ تفریق کر چکا اس کے بعد ولادت
ہوئی اختلاف سے ہر کس سے مسقط حق تفریق شکوت حتیٰ تلک تھا وہ نہ پایا گیا کہ قبل ولادت دعویٰ دائر ہو چکا، پھر
ان تکلفات کی ضرورت کیا ہے جبکہ مفتی بڑے مطلقاً فساد و عدم العقاد ہے، والسلام۔

مسئلہ از شہسرام ضلع شاہ آباد محلہ شاہ جہد مرسلہ شیخ عبد الواحد صاحب ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص فوت ہوا اور ایک زوجہ زینب اور دو دختر نامہ بالغہ
ہندہ و کلثوم، ایک باپ خالہ کو چھوڑا۔ تو ان دونوں دختران نامہ بالغہ کا ولی کون شخص ہوگا؟

الجواب

ان دختران کے مالی و نکاح سب کا ولی، ان کا دار و حق مدستہ ان کا باپ ہی کو اپنی اور بیجا ہذا کی
غور پر اہانت نگہداشت سپرد نہ کر گیا ہو ورنہ وہی مال دختران ہو گا اور نکاح کا ولی بہر حال خالہ مدختار میں ہے۔
ولیہ ابوہ ثم وصیہ بعد موتہ ثم وصی وصیہ
اس کا ولی اس کا باپ ہے پھر باپ نے جس کو اپنا
وصی بنایا، پھر وصی کا وصی، پھر واد اترتیب دار
اوپر تک۔ (ت)

اُسی میں ہے:

الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ علی ترتیب الاسرات
ولیس للوصی ان یزوج الیقیم مطلقاً وان اوصی
الیہ الاب بذلک علی المذہب (مدختار)
واللہ تعالیٰ اعلم۔

نکاح کا ولی عصبہ بنفسہ، راشتہ کی ترتیب
پر، اور وصی کو مطلقاً یم کے نکاح کی ولایت نہیں ہے
اگرچہ باپ نے اسے وصیت بھی کی ہو، مذہب یہی ہے
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

۲۷۰۲۶/۲	دار المعرفۃ	باب الولی	لے حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار
۲۰۳/۷	مطبع مجتہبی دہلی	کتاب المأذون	لے در مختار
۱۹۳-۹۲/۱	۔۔۔	باب الولی	لے در مختار

مسئلہ ۴۰: از بریل محلہ پورٹا اور واڑہ مسٹر نور محمد الدین صاحب ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ،

- (۱) ایک شخص رتد واسے اُس نے نکاح ثانی کیا بعد اس شخص کے پہلے بیٹے نے اپنی سوتیلی ماں کی حقیقی بہن سے نکاح کر لیا جو اس کی سوتیلی خالہ ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟
- (۲) وہ لڑکی عرصہ دو سال سے دوسرے لڑکے کو والدین نے دی ہوئی ہے عرفی رواج کے رو بروگاہوں کے والدین نے دی ہے مگر پرخصتی کے وقت نکاح ثانی ہوتا ہے وہ باقی ہے۔
- (۳) جبکہ لڑکی کے والدین زندہ ہیں اور لڑکی کناری ہے تو بغیر رضامندی والدین کے کیا وہ غیر شخصوں کو ولی بنا سکتی ہے اپنے نکاح میں؟
- (۴) قاضی جس کو پورا علم ہو کہ اس لڑکی کے والدین حقیقی زندہ ہیں اور موجود ہیں تو وہ بلا دریافت اُس کے والدین ان کی بی بی علی میں غیر شخص کو ولی مقرر کر کے لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے؟ اگر نہیں تو ایسے قاضی کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب

- (۱) سوتیلی ماں کی بہن سے طبع عاریتے، کچھ حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- (۲) وہ نکاح کہیں نہیں ہوتے، پہلی منکئی ہوتی ہے وہ نکاح نہیں ہوتا، بات زبان پھر کر کہنا کچھ مفید نہیں، دو سال سے دی ہوئی ہے، وہ جیسے نکاح کرنے کے لئے تھا یا منکئی کا؟ اور کیا لفظ طرغین نے کھینچے؟ پوری بات بیان کی جائے۔
- (۳) لڑکی اگر بالغ ہے تو اسے خود اپنے نکاح کا اختیار ہے اور نابالغ ہے تو وہ باپ کے ہوتے کسی کو ولی نہیں بنا سکتی، واللہ تعالیٰ اعلم۔
- (۴) بالغ کا نکاح اُس کی اجازت سے پڑھا جا سکتا ہے اگرچہ والدین کو علم نہ ہو، ماں باں یہ ضرور ہے کہ جس سے یہ نکاح ہو وہ بالغ کا کھ ہو یعنی مذہب، نسب، چالی چلیں، جیسے کسی بات میں ایسا کم نہ ہو کہ اُس سے نکاح ہونا لڑکی کے باپ کے لئے باعث تنگ و عار ہو ورنہ نکاح نہ ہوگا، اور اگر نابالغ ہے تو یہ نکاح باپ کی اجازت پر ہونا چاہیے گا، قاضی نے بدعتی نہ کی تو الزام نہیں ورنہ الزام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۱: از شہر محلہ گندہ نالہ مسٹر عبد اللہ و دیگر صاحب ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ،

- (۱) بالغ لڑکی اگر نکاح کے وقت بوجہ خرم و حجاب اپنی زبان سے ایکاب و قبول کے الفاظ ادا نہ کرے صرف

یہ ہو کہ اس کے عزیز و قریب مستورات جو اس کے گرد و پیش موجود ہیں وہ کہہ دیں کہ ہاں لڑکی کو منظور ہے اور باہموم اکثر نکاحوں میں ایسی طرح کی صورت واقع ہوا کرتی ہے لڑکیاں جو پر شرم و حجاب خود نہیں بولتی ہیں ایسی صورت میں نکاح جائز ہوا یا نہیں اور اُس کا اقرار سکوتی ایجاب و قبول کے قائم مقام سمجھا جائیگا یا نہیں؟ (۲) لڑکی بالشفہ ہے مگر یتیم ہے اُس کی ماں نے اس کا نکاح کیا متوفی باپ کے بھائی یعنی چچا تائے موجود شفعہ آیا اہل کی عدم موجودگی نکاح کے جائز پر شرعاً کچھ مؤثر ہے۔ مگر اتنا جوہر

الجواب

(۱) اگر ولی اقرب مثلاً باپ وہ نہ ہو تو دادا وہ نہ ہو تو بھائی، وہ نہ ہو تو بھتیجا، وہ نہ ہو تو چچا، وہ نہ ہو تو چچا کا بیٹا اگر خود جا کر بافہ و شیرہ سے اذن لے یا اپنی طرف سے کسی کو اذن لینے کے لئے اُس کے پاس بھیجے اور وہ طلبہ اذی پر سکوت کرے تو یہی اذن ہے۔

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصاتھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، باکرہ کی غامضی اذنیھا۔

یہی اذن ہے۔ (د)

اور اگر ولی اقرب خود گمانہ اپنی طرف سے کسی کو اذن لینے کے لئے بھیجے بلکہ اور شخص بے اس کے بھیجے بطور خود اُس سے اذی لینے گیا تو اس کا سکوت اذن ہے نہ کہ اذن سے دلائل کی ساری غیبت شدہ دار ہو جبکہ ولی اقرب نہ ہو مثلاً باپ کے ہوتے ہوئے دادا یا حقیقی بھائی اپنی طرف سے اذن لینے جائیں ضرور ہو گا کہ صورت خود ہوں گے اپنی زبان سے اذن دے، پاس بیٹھنے والوں کا یہ ظلم ہوتا ہے کہ وہ دھوکا دینے کہ ہوں ہاں کر دیتی ہیں اس صورت میں تو نکاح فضولی ہو گا جبکہ کفو کے ساتھ ہر دختر کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر خبر سن کر اُس وقت یا بعد کو بے اظہار نفرت جائز کرے جائز ہو جائے گا نہ کہ وہ ہو جائے گا، اگر اپنے کسی قول یا فعل سے صراحتاً ذالکہ اب تک رد نہ کیا ہو تو بخوشی رخصت ہو کر جانا اذن ہے اس وقت نکاح نافذ ہو جائے گا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) چچا کے ہوتے ماں اگر یتیم بالغہ کا نکاح یتیم سے اذنی لے کر دے یا بعد نکاح وہ دختر اذن قولاً یا فعلاً دے دے تو نکاح صحیح و نافذ و لازم ہے، چچا یا بھائی کسی کو گھٹا لٹش اعتراض نہیں جبکہ نکاح کفو سے کیا ہو یعنی وہ شخص مذہب یا نسب یا پال چلی یا پیشے میں ایسا کم نہیں جس کے ساتھ اس دختر کا نکاح اُس کے ولی کے لئے باعث ننگ و عار و بدنامی ہو، اگر ایسا ہے تو نکاح ہو گا ہی نہیں اور اگر یتیم نابالغہ ہے

کہ حقیقتہً یقیناً وہی ہوتی ہے تو انہیں نے یہ کفو بمعنی مذکور سے نکاح کر دیا تو ہوا ہی نہیں اور کفو سے کیا تو بچا وغیرہ ۴
ولی اقرب ہوا اس کی اجازت پر موقوف رہے گا زکوہ سے گا زکوہ ہو جائے گا جائز کر دے گا جائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۴۰۰۔ سلمہ از شہر محلہ گندہ نالہ مسوٰلہ عبد اللہ و ولید صاحب ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۸ھ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ وایدا کہ بنصوح فی یتیمہ بلغت
من عمرها خمسة عشر سنین فزوجتها امها بوضاها
یا احد من الاقارب ولكن لم یحضر والیها مجلس النکاح
اولیاء الیتیمۃ المذکورۃ کالاعمام وغیرہم وصا
استشیروا فی هذا الباب وثبت فی امر النکاح امها
وحدھا لانھا کانت وحدھا کفیلۃ لیتیمها الم
الآن هل جائز النکاح ام لا۔

علما کرام آپ کا کیا ارشاد ہے اس مسئلہ کے بارے میں کہ
ایک پندرہ سالہ لڑکی کا نکاح اس کی والدہ نے لڑکی کی
رضا مندی سے دشتہ واروں میں کر دیا جبکہ لڑکی کے اولیاء
بچا وغیرہ مجلس نکاح میں حاضر نہ ہوئے اور نہ ہی اس نکاح
سے متعلق ان سے مشورہ دیا گیا۔ صرف والدہ نے ہی نکاح
کی تولیت کی کیونکہ لڑکی کی کفیل اس وقت والدہ ہی تھی،
کیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہ؟

الجواب

ان بلغت قبل هذا العلامة کحیض او تمت لها
قبل ادبها بالنکاح خمس عشرة سنة
کوامل وکانت النکاح من کفو لیس
فی دینہ ولا نسب ولا خلقہ
ولا حرفہ ما یتعیر بہ ادیب وھا حرفا
جائز النکاح فان وقع بعد اذ نھا او
مرضیت بہ بعد وقوعہ قبل سہم
ولزم ولیا لھا ولا لاحد من
اولیاءھا الاعتراض علیہ وان
کانت من غیر کفو بالمعنی المذکور
فھو باطل سوا وان اذنت و
اجازت او بنفسھا تولت وان کانت
من کفو ولم تبلغ بعد توقف علی اجازۃ
الولی ان اجاز جائز وان اطل

اگر لڑکی نکاح سے قبل بالغ ہو چکی تھی جس پر حیض یا کوئی اور
علامت ہوئی تھی یا وہ نکاح سے قبل پورے
پندرہ سال کی ہو چکی تھی تو اس نے نکاح کی اجازت دی
اور نکاح بھی کفو میں ہوا کہ لڑکے کے دین، نسب، اخلاق
اور اس کے کسب پر عرفاً لڑکی کے اولیاء کو اعتراض ہو
یعنی اس سے خارجہ میں نہیں کرتے تو نکاح جائز ہے
پس اگر نکاح عورت کے اذن کے بعد واقع ہوا تو نکاح کے بعد
اس کو زکوہ کرنے سے پہلے اس پر رضا مندی ظاہر کر چکی ہو
تو یہ نکاح نافذ و لازم ہو گیا ہے اب اس کو یا اس کی ولی کو
نکاح پر اعتراض کا حق نہیں رہا، اگر یہ نکاح غیر کفو معنی
مذکور میں ہوا تو وہ نکاح باطل ہے اگرچہ اجازت
اور رضا مندی ظاہر کر چکی ہو یا اس شخص خود اپنا نکاح کیا ہو اگر
نکاح کفو میں ہوا لیکن ابھی بالغ نہ تھی تو پھر ولی کی اجازت
پر موقوف رہا، اگر ولی جائز کر دے تو جائز اگر باطل کر دے

بطل و انت مکت الاولیاء حتی بلغت
 ال الامور ایہ ملت من اولیاء و
 المسائل ضاحرة و ف الکتب و اشرة ،
 والله تعالی اعلم۔
 مسئلہ ۴۰۸ از اجیر شریف محلہ لاکن کوٹھری مسئلہ روانا مولوی مشتاق احمد صاحب صدر مدرس مدرستہ معینہ
 اجیر معنی یکم رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک بالف لڑکی کی والدہ اور بھائیوں نے ایک
 میرائی کو رشتہ کرنے کے واسطے بھیجا کہ فلاں قبیلہ میں رشتہ کر آؤ اس قبیلہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ نہ کرنا، میرائی نے کچھ
 روپیہ رشوت کالے کر دوسری جگہ رشتہ کر دیا، بعد ازیں لڑکی اور والدہ اور بھائیوں کو اطلاع ہوئی انہوں نے دو
 آدمیوں کو بھیجا کہ رشتہ والوں سے کہہ دو کہ ہم نہیں رشتہ کرتے، اور پھر لڑکی کے بھائی بھی گئے منع کرنے کے واسطے
 آخر کار وہ باز نہ آئے، اور میرائی نے چند ایام اپنی طرف سے مقررہ کے برات منگوائی، برات آنے پر لڑکی اور والدہ
 بھائی نکاح سے سراسر انکار کرتے رہے، حتیٰ کہ پانچ چھ ایام اسی طرح گزر گئے، چونکہ برات کے ساتھ چند رو ساتے
 انہوں نے گروہ فراح کے سبب رو ساتے تھے اور کہا اس صورت سے جو سلاطین بھی نکاح دلا دو، سب رو ساتے
 نے جمع ہو کر لڑکی کے بھائیوں کو ایک مقدمہ جلاسی میں پھانس دیا وہ بیچارے غریب عاجز ہو کر کہنے لگے کہ اچھا
 نکاح ٹھہرا دو، جب لڑکی سے اذن لیے کے واسطے گئے اُس نے انکار کر دیا، پھر ایک شخص نے لڑکی کو جبراً اغوا کر
 کر دیا اور بھلی میں بٹھا کر لے گئے، بروقت دو اہل لڑکی کے بھائیوں نے لڑکی سے پوچھا کہ کپڑا وغیرہ دیں، لڑکی نے
 انکار کیا اور کہا کہ میرا نکاح ہی نہیں ہے تم کس واسطے دیتے ہو، بعد آنے کے وہ اب تک انکار پر مصر ہے، عرصہ
 پانچ سال کا ہوا۔ یہ نکاح خدا شرع ہوا یا نہیں؟

الجواب

جبکہ صورت واقعہ یہ ہے لڑکی عاقلہ بالغہ ہے اور اُس نے اذن نہ دیا بلکہ صاف انکار کر دیا اور بالجبر
 رخصت کے وقت بھی تھریا کہا کہ میرا نکاح ہی نہیں ہے، اہل حجب سے اب تک انکار پر مصر ہے تو نکاح مذکور
 باطل و مردود و محض، اور ان جبر کرنے والوں کا ظلم خاص ہے، بھائیوں نے یہ نیچر نہ سہی بخوشی اجازت دی ہوتی یا
 خود نکاح کر دیا ہوتا بالغہ کے انکار سے وہ بھی فوراً باطل ہو جاتا نہ کہ ان کی اجازت بھی جبر سے، یعنی اگر بعد نکاح
 انکار کے بعد بالغہ خود بھی راضی ہو جاتی مگر نہ ہوتا کہ باطل شیعہ نکاح رضا سے صحیح نہ ہو سکے گا نہ کہ وہ اب تک
 انکار پر مصر ہے، غرض اس باطل نکاح کو نکاح سمجھنا جمل بیید و ظلم شدید ہے۔ عالمگیر یہ میں ہے :

عاقلاً بالغہ یا کرہ جو یا عیب اس کی مرضی کے خلاف باپ یا
حاکم کسی کو بھی اس کے نکاح کا اختیار نہیں، اگر کسی نے
ایسا کیا یہ نکاح لڑکی کی اجازت پر موقوف ہوگا، اگر وہ
جائز کرے تو جائز اور اگر رد کرے تو رد ہو جائے گا۔
سراج الموعود میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

لا يجوز احد على بالغة صحيحة العقل من
اب او سلطان بغير اذنها بركات او ثبوت
فعل ذلك فانكاح موقوف على اجازتها فان
اجازته جائز وان رده بطل كذا في السراج
الوهاب

در مختار میں ہے،

بالحفاظات ثم قالت سر ضيت لم يجز لبطانته
بالرد - والله تعالى اعلم -

جب بالغہ کو نکاح کی اطلاع ملی تو اس نے رد کر دیا جو پھر
بعد میں اس نے کہا میں راضی ہوں، تو جائز ہو گا کیونکہ
قبل ازیں رد کرنے سے نکاح باطل ہو چکا ہے۔ (اللہ تعالیٰ اعلم)

مسئلہ نمبر ۱۳۳۸: معرفت خلیفہ احمدیہ صاحب مسئلہ جیل محمد خاں صاحب دہلی
۱۳ رمضان ۱۳۳۸ھ

ایک بالغہ شیعہ لڑکی نے رضاء و رغبت خود بیک اجازت والدین ایک سنی مذہب افغانی النسب سے چار
گواہ اور ایک وکیل کی موجودگی میں خاسی کے سامنے معرفت قاضی کے پاس حاضر ہو کر والدین پر جو شیعوں ہونے کے
اُس کا یہ نکاح طبع کرانا چاہتے ہیں اور عذر یہ پیش کرتے ہیں کہ چونکہ خلوت صحیح نہیں ہوئی اس لئے نکاح کے فیج کرانے
کا استعناق نہیں حاصل ہے، دوسرے یہ کہتے ہیں کہ چونکہ نکاح ہم کھوت سے نہیں ہو ا تھا اس لیے فیج کا اختیار ہے،
وکیل جو مجلس نکاح میں لڑکی کی جانب سے مقرر ہوا تھا وہ اس بات کا تو اقرار کرتا ہے کہ نکاح ہوا نہیں وکیل بھی بنا
مگر لڑکی کے ایجاب و قبول کی آواز نہیں سنی، قبل از نکاح لڑکی نے گواہان کے سامنے اقرار کیا ہے کہ میں طہنت و
جماعت خاسی مذہب اختیار کر چکی ہوں، نکاح کے گواہ موجود ہیں اور وہ مقرر ہیں کہ چار سے سہلے نکاح ہوا ایجاب
قبول کی آواز ہمارے کانوں تک آئی، اور قبل از نکاح لڑکی نے کہا کہ میں طہنت و جماعت پر چکی ہوں۔

الجواب

بالغہ پر ولایت جبریہ کسی کی نہیں خصوصاً اس حالت میں کہ وہ سنیہ ہے اور باپ رافضی، عدم کفارت کی
وجہ کوئی سائل نے نہیں لگی، اگر صرف یہ بنا ہے مخالفت مذہب ایسا کہا جاتا ہے تو سنی لاکھوں درجے رافضی

علی ہیں، اور مفعلی چٹان باعتبار قوم ہم کفر ہیں۔ اُس کے باپ کا اعتراض باطل ہے اور اُسے کوئی اختیار فسخ نہیں،
نہی جسے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، الایم احق بنفسها (بے نکاح عاقلہ بالغہ کو اپنے نفس پر زیادہ اختیار
ہے۔ ت) اللہ عز وجل فرماتا ہے،

لَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ
سَبِيلًا ۚ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ ۚ
اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر ہرگز ولایت نہیں دے گا
واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مشکل کلمہ کوہ رانی کیت متصل جامع مسجد مسٹر عبد الرحمان خاں صاحب خاندان ۹ محرم ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و عامیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک شخص اہلسنت و جماعت نے ایک
رافضی کی پیری سے کہا کہ تو مجھ سے بی، تو اس رافضی کی عورت نے کہا کہ اس شرپا پرلوں گی اگر تو اپنی بیٹی کی شادی
میرے بیٹے سے کرے۔ اُس شخص مذکور نے اس شرپا کو قبول کیا اور مدت دراز تک زنا کاری رہی اور ابھی تک موجود
ہے، اب وہ لڑکی اہلسنت کی جوان ہو گئی ہے اور شخص مذکور اُس کی شادی اُس رافضی سے کرنے کو تیار ہے،
اور اُس لڑکی تنبیہ کا نانا موجود ہے وہ بھی منع کرتا ہے اور تمام اہلسنت و جماعت منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ
نکاح جائز نہیں، مگر شخص مذکور کہتا ہے کہ جائز ہے۔ اب اس صورت میں یہ لڑکی اپنے نانا کو مل سکتی ہے
یا نہیں؟ اور یہ نکاح جائز ہے یا نہ ہو؟ شرعاً اس پر کیا ہو گا یا نہیں؟

الجواب

یہ نکاح حرام قطعی اور زنا کے خالص ہے۔ قائلگیری میں ہے،

لَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مُسَلَّمَةً وَلَا حُرَّةً ۚ
وَلَا ذِمِّيَّةً لَا حُرَّةً وَلَا مَمْلُوكَةً ۚ
مزدک کو کسی مسلمان عورت، مرتدہ، ذمیہ، آزاد یا لڑکی
عورت سے نکاح جائز نہیں ہے۔ (ت)

جبکہ وہ لڑکی جوان ہے اور باپ اُسے معاذ اللہ زنا کے لئے دینا چاہتا ہے تو نانا ذمیہ دیگر اولیا پر لازم ہے کہ
لڑکی کو اُس کے قبضہ تصرف سے نکال کر فوراً لڑکی کی رضا سے کسی مستحق صحیح العقیدہ کفو کے ساتھ اُس کا نکاح کر دے
واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴۹۸ ص	میر محمد کتب خانہ کراچی	کتاب النکاح	۱۴۱/م	۲۵۵/۲
۲۵۵/۲	فرانی کتب خانہ پشاور	ابواب التامیخ فی احکام المرتدین		

مسئلہ از مقام بلیا ڈاکٹر سید مسعود مودودی حکیم عید الشکور صاحب ۲۸ شوال ۱۳۳۹ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو جس کی عمر کمیتا دس برس کی تھی بعد انتقال اپنے والدین کے
 اپنے حقیقی چچا زید سے خفا ہو کر اپنے حقیقی ماموں کے گھر چلی گئی اور وہاں رہے گئی، کچھ عرصہ کے بعد اس کے ماموں
 نے ہندو کا عقد قبل بلوغ مسی بکرتے با اجازت حقیقی چچا کے اس شرط پر کیا کہ تم جب میری بستی میں آکر مکان بناؤ گے
 اس وقت ہم لڑکی رخصت کریں گے۔ اب اگر اس بستی میں مکان نہیں بناتا ہے اور لڑکی رخصت کر کے لے جانا چاہتا
 ہے اور لڑکی وہاں جانے پر راضی نہیں، کیا حقیقی چچا کے موجود ہوتے ہوئے اس کے ماموں نے عقد کر دیا تو یہ
 عقد شرعاً درست ہوا یا نہیں؟

دوم جب بکرتے اس بستی میں مکان نہیں بنایا تو عقد فسخ ہو گیا یا نہیں؟ بینوا تو جہودا

الجواب

بے اجازت چچا کے ماموں نے جو نکاح کیا جائز و صحیح ہوا، مگر چچا کی اجازت پر موقوف تھا، اگر وہ رد
 کر دیتا نہ ہو جاتا۔ مگر عبارت سوال سے ظاہر کہ اس نے رد نہ کیا نکاح پر راضی ہوا دوسری جگہ لے جانے
 پر راضی نہیں۔ جب صورت یہ ہے تو وہ نکاح نافذ بھی ہو گیا مگر لڑکی کو نہ۔ عبارت سوال سے ظاہر کہ
 لڑکی نے جسے بالغ ہوئے کئی سالوں کے بعد اس حیار کا استعمال نہ کیا ۱۰۰ جمی سب نکاح سے ناراض ہیں بلکہ دوسری
 جگہ جانے سے پس صورت مذکورہ میں نکاح لازم ہو گیا اور کسی کو اس پر اعتراض کا اختیار نہ رہا۔

اسی گاؤں میں مکان بنانے کی شرط شرط فاسد ہے، اور شرط فاسد سے نکاح فاسد نہیں ہوتا بلکہ خوردہ
 شرط ہی باطل ہو جاتی ہے، اسے اختیار ہے کہ اپنی عورت کو اپنے گھر لے جائے۔ قال اللہ تعالیٰ،

واستقروا من حیث سکنتم من وجدکم۔ بیویوں کو اپنی سکونت کے ساتھ سکونت گاہی نش کے

مطابق دو۔ (ت)

ہاں اگر ظاہر ہو کہ شوہر عورت کو ضرور ایذا دینے کے لئے دوسری جگہ لے جانا چاہتا ہے اور یہاں مکن نہیں
 چاہتا تو لے جانے کی اجازت نہ دیں گے۔

ولا تصاروہن لتضیقوا علیہن۔ ہذا حاصل
 ما حظ علیہ کلام المحققین۔ و علیہ
 مرد المختار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
 بیویوں کو تنگ کرنے کے لئے ضرورت دو۔ محققین کے
 کلام کا مصداق یہی ہے، آپ پر رد المختار کی طرف
 رجوع ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ از مقام گھر، گھر ڈاک خانہ اسٹیٹ ضلع دینا چور ڈاک کی رضا من مسئلہ حاجی سید نور الحسن صاحب بھاری
۱۶ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک لڑکی نابالغ جس کے دو نابالغ بھائی حقیقی ہیں اور ایک حقیقی ماں اور ایک حقیقی چچا اور ایک حقیقی ماموں ہیں، لڑکی نابالغ اور دونوں بھائی اور اس کی ماں یعنی ان چاروں کی کفالت بعد فوت باپ و شوہر، بھائی شوہر کا و بھائی ماموں کا یعنی ماموں حقیقی و چچا حقیقی کر رہا ہے، ماموں و چچا حقیقی اور دو بھائی نابالغ حقیقی پر بیس میں چچا و ماموں کے ساتھ ہیں، ماموں و چچا و بھائی کی عدم موجودگی میں غیر اقربا اور لڑکے کی ماں نے بھکا کر لڑکی کی ماں کو راضی کر کے چچے سے چچا کی اجازت سے نکاح کر دیا، اس نکاح سے ماموں اور چچا دونوں سخت ناراض ہیں اور کفالت کرنے سے دست بردار ہیں، لڑکی ہمیشہ سے جب سے اپنی ماں کے ساتھ اپنے حقیقی چچا کے مکان میں رہتی ہے شوہر مجازی سے کوئی تعلق نہیں ہوا صرف عقد ہوا ہے دم بارات وغیرہ باقی ہے نکاح جائز ہو یا نہیں؟ اگر ناجائز ہو تو دوسرے کے ساتھ یا شوہر اول کے ساتھ دوبارہ جائز ہو گیا یا نہیں؟

الجواب

شخص جس سے نکاح ہوا اگر لڑکی کا کفو نہیں ہو یا نسب یا چالی ملین یا پیشہ میں ایسا کم ہے کہ اس سے نکاح ہونا اولیائے دختر کے لئے باعث تنگ و عار ہے تو یہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں، نہ جب تک لڑکی نابالغ ہے کسی ایسے شخص سے کوئی اس کا نکاح کر سکتا ہے، اور اگر جس سے نکاح ہوا وہ کفو ہے یعنی کسی بات میں ویسا کم نہیں تو یہ نکاح لڑکی کے حقیقی چچا کی اجازت پر موقوف رہا، اگر اُس نے جائز کر دیا اگرچہ ناراضی کے ساتھ، مثلاً کہتا ہیر نکاح تو ہو گیا مگر ہم کفالت سے دست بردار ہیں تو نکاح نافذ ہو گیا، چچا یا ماموں کسی کو اختیار نہیں کہ دوسری جگہ نکاح کرے، ماں لڑکی کو اُس پر امتداد کا حق ہو گا اگر بالغ ہوتے ہی خود افزا اپنی ناراضی کا اظہار کرے، اور اگر چچا نے خبر سن کر رد کیا تو رد ہو گیا، چچا کو اختیار ہے جس کفو سے چاہے نکاح کرے اگرچہ اسی شوہر سے، غرض ان الفاظ پر مدار ہے جو چچا نے خبر نکاح سننے پر پہلی پہلی کہے ایماناً و دہرہ سے الفاظ بے کم و بیش تبدیل معلوم ہونا ضروری ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از موضع آچرہ ڈاک خانہ بجاری ضلع فرید پور ملک بنگال مسئلہ حاجی عبد الغنی صاحب
۲۱ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کی لڑکی بالغ ہندہ نے

۱۵ اجازت زید کے اپنے کو جو کہ کے ساتھ نکاح کیا، زید نے کو نہایت ناخوش ہو کر جو کہ کے مکان سے جیلہ و بہاد کر کے ہندو کو اپنے مکان میں لے آیا، پھر ہندو سے کہا کہ یہ نکاح جائز نہیں ہوا اس لئے کہ میں تیرا باپ ہوں، ۱۶ اجازت باپ کے نکاح صحیح نہیں، اس حال میں ایک سال سے زیادہ گزر گیا، پھر زید نے ہندو کا نکاح عمرہ کے ساتھ کیا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نکاح ثانی صحیح ہے یا نہیں، اگر نہیں تو جو اولاد عقد سے ہوئی اُس کا اور زید کا شرع شریعت میں کیا حکم ہے زید نام ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر نکاح ثانی صحیح ہے تو جو پھر مثل لازم ہے یا نہیں؟ بینوا تو جو ہوا

الجواب

پہلا نکاح عورت نے جس سے کیا تھا اگر وہ کفر شرعی تھا یعنی مذہب یا فلب یا چال میں یا پیشہ میں، یا سک نہ تھا کہ اس کے ساتھ عورت کا نکاح جہا عورت کے باپ کے لئے باعث ننگ و حار ہو تو وہ پہلا نکاح ہو گیا اور یہ دہرا نکاح باطل ہوا، عورت کا باپ اور یہ دوسرا شوہر وہ نون سخت کبیرہ کے مرتکب ہیں، اور تیسرے جو پسیدہ ہو وہ پہلے ہی شہر کا ہے، اس صورت میں زید کو امام کرنا گناہ ہے جب تک تو بہ ذکر سے، اور اگر پہلا نکاح عورت نے جس سے کیا وہ بمعنی مذکور کفر شرعی نہ تھا تو وہ پہلا نکاح باطل ہوا دوسرا نکاح صحیح ہوا، تیسرے اس دوسرے شوہر کا ہے، زید و عمرہ پر کوئی الزام نہیں اُن کے پیچھے نماز اس وجہ سے ممنوع نہیں، پہلا نکاح جس سے ہوا تھا اگر وہ قربت کر چکا ہے تو اسے مہر مثل دینا آئے گا یعنی عورت کا صلہ ہو تو وہ مہر مہر اس کا ہی دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۱ از موضع آریا ضلع بریلی مسئلہ قرالہین صاحب یکم صفر الطیر ۱۲۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت رانڈ تھی اور بالغہ تھی کیونکہ اُس کے ایک راکا پید ہر پکا تھا اس رانڈ نے عقد ثانی کے واسطے ایک شخص کو جو اُس کی ذات کا تھا اور جوان بھی تھا اور علم دار بھی تھا اور روٹی کپڑے سے خوش تھا تجویز کی مگر اُس جوان کے واسطے اس رانڈ کا والد نکاح کرنے کو راضی نہ تھا، زید نے کچھ لاپٹے پاکر اُس شخص کی طرف سے جس کے ساتھ رانڈ کا والد راضی تھا بریلی سے قریب اور مٹھی لے لے جا کر کھڑا یا تاکہ اس کا خیال اس جوان کی طرف ہو جس سے اس کا والد راضی تھا، اور زید نے مٹھی کھلتے وقت اُس شخص کا نام دیا کہ وہ رانڈ جس سے راضی تھی کہ تم میں اُس شخص کی طرف سے مٹھی کھلتا ہوں جس سے کہ تم راضی ہو، اس کے بعد میں اُس رانڈ کا نکاح اُس شخص کے ساتھ زبردستی کر دیا جس سے وہ رانڈ ناراض تھی اور زبردستی چند آدمی پکڑ کر اس شخص کے یہاں پہنچا آئے، یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟ اور زید کو انہیں کی طرف سے صدر بنایا ہے اب زید کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ انہیں والوں نے زید کو صدر مقرر بنایا تو ان کو یہ قصہ معلوم نہیں تھا اور یہ نکاح زبردستی زید ہی کی کوشش سے ہوا تھا۔ بینوا تو جو ہوا

الجواب

ساتھی نے بیان کیا کہ عورت کو اذن دیتے وقت بنایا گیا تھا کہ یہ نکاح دوسرے سے ہوتا ہے جس سے وہ راضی نہیں لیکن کسی نے ہاتھ پکڑے کسی نے پاؤں، اور اُس سے جبراً اذن دلوا لیا، صورت مذکورہ میں نکاح صحیح ہو گیا کہ نکاح و طلاق میں اگر وہ کو دخل نہیں، جس طرح خوشی سے ہو جاتے ہیں وہی جبر سے بھی۔ حدیث میں ارشاد ہوا، ثلاث جلدھن جلد وھن لھن جلد النکاح۔ تین چیزیں جن میں سنجیدگی اور مذاق سنجیدگی ہے، طلاق و العتاق، نکاح، طلاق اور عتاق۔ (دست)

باقی رہا یہ کہ مجبور کرنا شرعاً کوئی وجہ الزام رکھتا ہے یا نہیں، لیکن کہ نہ رکھتا ہو بلکہ عورت کی خیر خواہی، عورتیں ناقصات العقل ہوتی ہیں، اور باپ سے زیادہ اولاد پر کون ہر بان ہے سو اللہ و رسول کے، ظاہر یہی ہے کہ جہاں وہ چاہتی تھی اس میں شرتھا اور جہاں باپ نے چاہا اُس میں خیر، تو ایسے احتمال قوی کی حالت میں اُس جبر کو وجہ الزام نہیں ٹھہر سکتے جیسے بعض کو بالجبر دو اطلاق، لہذا اس وجہ سے امامت زید میں کوئی غلط نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر کندہ محلہ صوفی تولد مسئلہ طفیل احمد صاحب ۱۱ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع منہم اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکی کا نکاح اسی کے والدین نے ایک لڑکے کے ہمراہ ہو کر ایک بیوی سے دو بچوں کے چھوڑ چکا ہے اور لڑکی کا خالہ زاد بھائی ہوتا ہے لڑکی کے اقربا (تایا، پھوپھا، بھائی وغیرہ) کو بغیر جمع کے بغیر تعلق میں دھمک سے لے جا کر سرائے خام کے ایک طالب علم سے اس طرح پڑھوایا کہ مومن جو کہ دونوں (لڑکے اور لڑکی) کا ہوتا ہے وکیل بنا (اور گواہ اول و دونوں کا خالہ ہے اور گواہ دوم لڑکے کا تایا زاد بھائی ہوتا ہے) بسبب مومن اذن لینے گیا تو اس نے جواب نہ دیا پھر مکرراً اصرار کرنے پر بھی جواب نہ دیا تو مومن نے اس کے ایک طمانچہ مارا کہ جس کے سبب سے وہ روئے لگی اور مومن نے باہر آ کر نکاح پڑھوایا

لے جامع الترمذی البدب الطلاق باب ما جاء فی المزل والجد فی الطلاق ابن کثیر کتب غارہ رشیدہ دہلی ۱/۴۲ سنن ابی داؤد کتاب الطلاق باب الطلاق فی المزل آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۹۸ الدر المنثور زیر آیت ولا تتخذوا آیات اللہ عز و لا کتبہ آیت اللہ العظمیٰ قم ایران ۱/۲۸۶ فتاویٰ درمنثور کے الفاظ یہ ہیں، ثلاث من قالھن لا حیاد غیر صاحب فہن جائزات علیہ الطلاق والعتاق والنکاح۔ اور جامع الترمذی اور سنن ابی داؤد میں العتاق کے بجائے الرجعة کا ذکر ہے۔ نصب الرأۃ میں ان دونوں لفظوں سے متعلق تفصیلی بحث کی ہے مطالعہ کے لئے جلد سوم کتاب الایمان صفحہ ۲۹۳ و ۲۹۴ ملاحظہ ہو۔ نیز براہ

ڑا کی جانے پر رضامند نہیں ہے کیونکہ وہ انکی بیوی کا حال دیکھ چکی ہے، تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

سائل نے بیان کیا کہ لڑا کی عمر وقت نکاح دو مہینے اوپر پندرہ سال کی تھی، اگر یہ بیان اور صورت سوال واقعی ہے تو وہ نکاح فضولی ہوا، اجازت لینے والے اور اگر اہل کارشتہ دار ہونا تو کوئی دخل نہیں، اور بچہ کا رونا بھی اذن میں شامل کیا جاتا ہے مگر نہ وہ رونا کہ طمانچہ مارنے سے ہو، وہ ہرگز دلیل اجازت نہیں ہو سکتا، تو عقد نہ ہوا، مگر عقد فضولی اور لڑا کی کی اجازت پر معروف رہا، اگر اُس نے اظہار اجازت سے پہلے اظہار ناراضی کیا نکاح رد ہو گیا اور شوہر کہ اُس پر کوئی دعویٰ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ اجدید آباد کن قصبہ نارائن پٹنہ جی آئی پی ریلوے کمرشنا مسئلہ سید اکرم علی عرف مطلوب شاہ صاحب مدرس فارسی عربی مدرسہ سلطانہ درجہ اولیٰ ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندو عاقلہ بالغہ عہدہ مکلفہ یا کھنہ بلا اجازت ولی جائز اپنا عقد دو گواہ شرعی کے روبرو اپنے ایک ہم کفو سے کر لیا، پس یہ نکاح از روئے مذہب حنفی ہوا یا نہیں؟ اگر ہوا تو کیا ولی جائز فسخ کر کے بلا طلاق و خلع ہندو کا عقد کسی مالدار سے جبراً کرنا چاہتا ہے اگر کرے تو اس کا وبال کس پر ہوگا اور یہ فیلی اس کا کس ترکب ہا رہے؟ کیا رواج صرف عام قانون شرع شریف پر کسی حالت میں مرنج ہو سکتا ہے اور ولی جائز کا جھوٹا حلف ہندو کے مقابلہ میں مقبرہ ہو گیا یا ہندو کا قول؟ بیضاوی جروا

الجواب

شرعاً کفو کے معنی یہ ہیں کہ مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن کسی بات میں ایسا کم نہ ہو کہ اُس کے ساتھ اُس عورت کا نکاح اولیائے زین کے لئے باعث تنگ و عار ہو، اگر وہ اس معنی پر کفو ہے تو عہدہ مکلفہ کا رضائے خود بے اجازت ولی اُس سے نکاح نافذ و لازم ہے، ولی اسے ہرگز فسخ نہیں کر سکتا، اگر بلا طلاق اُس کا نکاح دوسری جگہ کر دیں گے باطل محض ہوگا اور اُس میں قربت زنا سے خالص جس کا وبال ترکب تزویج پر ہوگا۔ عالمگیری میں ہے۔

نفذ نکاح حرة مکلفۃ بلا ولی۔ آزاد عاقلہ بالغہ کا نکاح بغیر ولی نافذ ہے۔ (۱)۔
در مختار میں ہے، نفذ نکاح حرة مکلفۃ بلا رضی ولی (ولی کی رضا کے بغیر بھی حرة عاقلہ بالغہ کا

سے فتاویٰ ہندیہ ایباب الرابع فی اللولیا۔ باب الولیٰ
نورانی کتب خانہ پشاور مطبع مجتہدانی دہلی
۲۸۷/۱ ۱۹۱/۱

نکاح نافذ ہے۔ تہا اور اگر اس معنی شرعی پر کفو نہیں اگرچہ ہم قوم جو جیسے عوام میں کفو کہتے ہیں مثلاً مذہب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم ہو کہ اس عورت کا اس سے نکاح ولی دین کے لئے باعث عار و بدنامی ہے تو زین مکلفہ کا بے اجازت ولی اس سے نکاح باطل و مردود محض ہے۔ درمختار میں ہے، ویضقی فی غیبہا نکفو بعد رجوعہا اہل اصلا۔ غیر کفو میں اصلاً نکاح نہ ہونے کا فہمی ہے (تہا) رواج، صرف و قانون کوئی چیز شرعاً مطلقاً پر مرنج نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ ان الحكم الا لله وقال تعالیٰ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك هم الفاسقون بجا اور فرمایا، جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ فاسق ہے۔ (تہا)

سائل نے کچھ نہیں لکھا کہ عورت اور اس کے دل میں کس بات کا اختلاف ہے جس کا جواب دیا جائے کہ ان میں کس کا قول معتبر ہے کہیں اس کا قول معتبر ہوگا کہیں اس کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ مشتملہ ضلع ہنگلی ڈاک خانہ ٹیلیں پارہ باری عجب میاں مستولہ سلطان احمد خان صاحب مرزا پوری ۴ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین؟ سند میں کہ ایک لڑکی بڑے دارہ رس کی ہے، اس کا عقد کرنے کو اُس کا باپ ایک مرد نابالغ سے کرنے کو وعدہ کیا کہ ہم تمہارے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کریں گے اور رسم دنیاوی بھی کر دیا گیا کہ لڑکا لڑکی کے واسطے کپڑا اور مٹھائی وغیرہ اور دس پانچ برادری کے لوگوں کو ساتھ لے کر گیا، لڑکی کے باپ نے برادری کے روبرو سب سامان لیا اور اقرار کیا کہ فلاں تاریخ میں نکاح کر دوں گا کہ درمیان میں لڑکی کا باپ بیمار ہو گیا اور زیادہ طویل ہو گیا سو وہ مکان پر چلا گیا، جس کو موصوفہ چھ ماہ کا ہو گیا لڑکی اور اُس کی ماں یہیں پر رہ گئیں اور اب بھی موجود ہیں، جب سے لڑکی کا باپ مکان گیا وہی لڑکا برابر خربزہ وغیرہ کا بھی بار اٹھاتا ہے، اب وہ لڑکا لڑکی کی ماں سے بہتہ زور کرتا ہے کہ میرا نکاح کر دو۔ عورت نے کئی مرتبہ خط بھی مکان پر لکھا مگر کچھ جواب نہیں آیا کہ زندہ ہے یا مر گیا، لڑکی کی ماں پہلے راضی نہ تھی مگر جب ایسے نے کہا کہ اگر تم نکاح نہیں کرتی ہو تو جو کچھ روپیہ میرا اتنے عرصہ میں خرچ ہوا اُس کو دو ورنہ ہم

تالش کریں گے، سواب لڑائی کی ماں نکاح لڑائی کا کرنے پر راضی ہے اور کتنی سبب کہ ہم راضی ہیں نکاح پر حوالہ
اور یہ کہا کہ شوہر میرا کہہ گیا تھا کہ ہم مکان سے واپس آکر شادی کریں گے اس وجہ سے ہم نہیں راضی ہوئے
تھے، سواب ان کا کچھ پتہ نہیں ہے، میں خوشی سے کہتی ہوں کہ قاضی کو بٹا کر ایجاب و قبول کر کر لو اور لڑائی
بھی اپنے بڑے بھائی کو پہنچاتی ہے، سو وہ بھی رضا مند ہے اور عرصہ چھ ماہ سے اسی مرد کے ہمراہ گویا رہتی
ہے، جربائیں حتیٰ حتیٰ تھیں ان کو نکمہ کر ملانے دین کے حضور میں پیش کر دیا جو کچھ حکم شریعت مطہرہ کا چوبیلا
فرمائیں اور ذیل میں جو علامت انکو تھا ہے وہ ان برادریوں کا ہے جن کے سامنے لڑائی کے والد نے اقرار کیا اور کٹا
وغیرہ لیا، ان لوگوں کے سامنے یہ حال لکھا گیا اور دستخط لیا گیا لہذا عدم موجودی اس کے والد کے نکاح ہونے
یا نہ ہونے سے یا جس طرح اور جس قاعدہ سے نکاح ہو اس مسئلہ کو حضور تکریر کریں۔ بینوا تو جروا

الجواب

لڑائی اگر نابالغ ہے تو اس کے نکاح کے لئے ولی کی ضرورت ہے، ولی اس کا باپ ہے، بے اجازت پدر
کسی کو لڑائی کے نکاح کرنے کا اختیار نہیں، اور پہلے اس کا راضی ہونا اور مدد کرنا اجازت کے لئے کافی نہیں کہ
اُس نے کسی کو دلیل نہیں کیا اب اس سے اجازت لی جائے، اگر اُس کا پتر نہ چلے تو لڑائی کا جوان بھائی اُس کا ولی
ہے، وہ نہ ہو تو بھتیجا، وہ نہ دیکھو کا بیٹا اسی حالت پر ہے اور اگر حضرات میں کوئی نہ رہا ہو تو البتہ اُس
وقت ماں کو ولایت ہوگی اور اس کی اجازت سے نکاح ہو سکتا ہے، اور اگر لڑائی بالغ ہے یعنی اُسے ماہواری
عارضہ آچکا ہے تو خود اُس کی اپنی اجازت کافی ہے، مگر بہر حال باپ کے سوا جو دوسرا شخص اس کا نکاح کر
یا بالغ ہو کر خود کرے یہ ضرور ہوگا کہ جس سے نکاح کیا جائے وہ اس لڑائی سے مذہب یا نسب یا چال چلن یا
پیشہ کسی بات میں ایسا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح ہونا لڑائی کے اولیاء کے لئے باعث ننگہ عار ہو ورنہ نکاح
ہوگا ہی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳۳۹ از پتلی بحیثیت محمد غفار خاں مسو کہ حکیم سعید الرحمن خاں صاحب جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ
کیا فرمانے ہیں ملانے دین و مضیاق شرعی میں اس مسئلہ میں کہ رفیق بیگم کا نکاح اس کی نابالغی میں
جبکہ اس کا باپ داؤد ازہدہ نہ تھے اُس کے چچا نے اپنے پسر کے ساتھ کر دیا، نابالغہ مذکورہ نے بائغ ہوتے
ہی اعلان کر دیا کہ اس نے نکاح مذکور کو نامنظور و ناپسند کر کے فسخ کر دیا اور بذریعہ نوٹس رجسٹری شدہ
شوہر کو جو ہنوز نابالغ ہے اور اس کے والد کو بھی اطلاع دے دی، نوٹس یہ لکھ کر واپس آیا بعد ازاں
رفیق بیگم نے دیوانی میں تالش کی اور حسب ذیل استدعائے وادری کی، استقرار اس امر کا فرما دیا جائے کہ
ہو نکاح مذکور کا اس کی نابالغی میں ہوا تھا اور جس کو مذہب نے بعد بلوغ شرعی کے مسترد کر دیا ہے مذہب

جو وہ مصر پر عرضی نالش نکاح مذکور کی فسخ اور کالعدم ہو جانے کی وجہ سے پابند نہیں ہے اور اب مدعیر زوجہ مدعا علیہ کی نہیں ہے۔ "ہنوز اس نالش کا فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ رفیق بیگم فوت ہو گئی، ایسی حالت میں نکاح مذکور وقت وفات رفیق بیگم کے قائم و برقرار متصور ہو گیا یا فسخ و مسترد، اور شوہر کو ترکہ رفیق بیگم کا پہنچے گا یا نہیں؟

الجواب

رفیق بیگم کی اخیر سانس تک نکاح برقرار تھا۔ وہ اپنے شوہر کی زوجیت ہی میں مری، شوہر اس کے نصف ترکہ کا وارث ہو گا اور نصف مہر بھی ساقط ہو گیا، نصف مہر کی دیگر ورثہ دے گا، خیار بلوغ سے عورت کو یہ حق نہیں ہوتا کہ اپنا نکاح خود فسخ کر لے، نہ اس کے فسخ کے فسخ ہو سکتا ہے، بلکہ اسے صرف دعویٰ فسخ کا اختیار ملتا ہے، بعد دعویٰ قاضی شرع کے فسخ کے سے فسخ ہو گا، اگر قبل فسخ مر جائے تو زوجیت ہی میں مرے گی۔
روا تھا میں ہے،

قوله فيفسخه القاضي فلا تبث هذه الفقرة
الاب لقضائانه مجتهد فيه وكل من المخصمين
يتثبت بدليل فلا ينقطع النكاح الا بفعل
القاضي - والله تعالى اعلم -
ما تين كقولك قاضي اسس كوفس كوس "تو فرقت
تقسا کے بغیر ثابت نہ ہو گی، کیونکہ یہ مسئلہ اجتہادی
ہے اور ہر رفیق اس میں میل کا سہارا لیتا ہے اس
سنا تاسی کی کارروائی کے بغیر فسخ نہ ہو گا۔ واللہ
تعالیٰ اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۳۲ ضلع سکس سندھ اسٹیشن دھوکہ ڈاکا نہ خیر پور دھوکہ خاص دربار محلے قادریہ پرچونڈی شریف
از طرف الامیر فقیر شہزاد شاہ، اجادی الاخری ۱۳۳۹ھ

ما قونکم من حکمکم اللہ تعالیٰ، شخصے بحین حیات
پر خود بخود رضا مندی و شمولیت دے نکاح
خواہر صفیہہ بمعاوضہ بازو بچائے کردہ
پدرش بعد خبر یافتن انکار کرد و بعد پند مت راضی شدہ
بازو معاوضہ را در نکاح پسر خود گرفت و باز انکار
کرد، آیا از انکار اول نکاح باطل شد یا نہ؟
علامہ کرام اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، آپ کیا فرماتے ہیں
اس مسئلہ میں کہ باپ کی زندگی میں باپ کی رضامندی
اور شمولیت کے بغیر بھائی نے اپنی تابا لاندہ بیوی کا نکاح
بدلے کی شرط پر کر لیا، اور باپ نے اخراج پانے پر
انکار کر دیا، اور کچھ مدت بعد باپ اس نکاح پر راضی
ہو گیا اور بدلہ میں لڑکے کے لئے رشتہ لے لیا اور دوبارہ

محض اقبالی بعد انکار تجدید ایجاب و قبول قائمہ دارد
یا نہ ؟ بیتر اقرار و ا۔
پھر انکار کیا، کیا پہلا انکار پر نکاح باطل ہوا یا نہ ؟
انکار کے بعد صرف ایجاب قبول سے نکاح ہو گیا یا نہیں ؟
سیاق کرد ابر پاؤ۔ (ت)

الجواب

نکاح نابالغہ کہ برادرش بے اجازت پدر کرد نکاح
فصولی بود برا جازت پدر موقوف چوں پدر باستماع
غیر انکار کرد فوراً باطل شد و باطل را حود نیست باز
راضی شدن پدر بکار نیاید تا از سر نو ایجاب و قبول
پیش شود کنند و در مختار است بطلان خودت ثم
قالت رضیت له یجوز لبطلانہ بالسرود
وررد المختار است لامن نفاذ التزویج
کانت موقوف علی الاحیانہ
وقد بطل بالسرود و بحجرات
ست، الاحیانہ شرطها فیام
العقود۔ و الله تعالی
احمد۔
بھائی نے باپ کی اجازت کے بغیر نابالغہ کا نکاح کیا
وہ فصولی کا نکاح ہے اور باپ کی اجازت پر موقوف ہے
جب باپ نے خبر سنی ہے ہی انکار کر دیا تو نکاح فوراً باطل
ہو گیا اور باطل شدہ دوبارہ صحیح نہیں ہو سکتا ہے اس
کے بعد باپ کا راضی ہونا بے فائدہ ہے جب تک
وہ بارہ گاہوں کی موجودگی میں نیا ایجاب و قبول نہ کریں
صحیح نہ ہوگا۔ در مختار میں ہے کہ اگر لڑکی نے خبر ملنے پر
نکاح رد کر دیا پھر کہا کہ میں راضی ہوں تو جائز نہ ہوگا۔
کہونکہ وہ لڑکی وہ ہے پہلے باطل ہو چکا ہے رد المختار
میں ہے کیونکہ نکاح کا نفاذ اجازت پر موقوف تھا جبکہ
رد کرنے سے باطل ہو چکا ہے۔ بحوالہ الاتی میں ہے
اجازت کے لئے عقد نکاح کا باقی ہونا شرط ہے۔ واللہ
تعالی اعلم (ت)

مسئلہ ۲۲۱ از ضلع بلاسپور امام مسجد اکثرا

ایک بڑھیا کی لڑکی تھی اس کی بڑوری والے بلا رضامندی شادی کرنے لگے، بڑھیا مذکور نکاح کے
وقت نامناسب رہنے پر دوسری کو ٹھہری پر روتی تھی اور یہ خبر ہی نہیں کہ میری لڑکی کا کیا ہو رہا ہے، لڑکی
کی عمر پانچ یا چھ سات سال کی تھی، اس لڑکی کو یہ کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہو رہا یا کیا ہوا، اس لڑکی مذکور کے

۱۹۲/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب اولی	لے در مختار
۳۰۰/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	لے رد المختار
۱۱۴/۳	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب فی الاولیاء والاکناف	لے بحوالہ الاتی

وارث سوانے بڑھیا ماں کے کوئی اس کے باپ دلاؤ کی شان میں بھی نہ تھے بلکہ بلا وارث والوں نے نکاح طفلیت میں پڑھایا تو کیا یہ نکاح صحیح ہو سکتا ہے یا نہیں سوئے اس کے جو لوگ نامناسب نکاح بنایا جو داماد نکاح بے کئے تو بڑھیا مذکور غریب بیوہ منہاری بیٹے والی بچی کو کوئی گھر کرتی تھی بعض وقت یہ بنایا جو داماد دو تین بار گیا تو بڑھیا بطور مہاں نوازی کے کھلاتی پلاتی بطور بردارانہ، لیکن کچھ بڑھیا کی بچی سے سروکار بات چیت دیگر حرکات سے پاک رکھتی تھی چاہتے وقت بڑھیا جب روکتی تھی تو بنا ہوا داماد ہائے نام کھلے الفاظ میں یہ صاف صاف کہتا تھا کہ مجھ کو کیوں روکتی ہے میں نہ رہوں گا اور نہ کسی کو چاہتا ہوں اور یا نہ رکھوں گا۔ پس یہ غیرہ کے متعلق ایک تو نکاح بھی درست نہیں ہوا اور جو بنا ہوئے داماد والوں کی طرف سے نکاح بھی مفاد میں ثابت کریں تو جب وہ ایسا الفاظ کھلا ہوا سے کہے کہ نہ رکھوں گا نہ چاہتا ہوں، تو بھی نکاح واسلے کا نکاح ساقط ہو جاتا ہے تو اب لڑکی کا نکاح بڑھیا بالغی میں پڑھاؤ سے تو اولاد بھی ہوتی تو جو اولاد مسلمان ہوں، فقط۔

الجواب

دوسرا سوال مہمل ہے، اتنی باتوں کا جواب کھا جائے تو اُس کا جواب ہو۔

(۱) اس لڑکی کے دادا پڑاوا نزدیک دُور کی اولاد میں کوئی مرد اس نکاح کے وقت تھا یا نہیں، بے تحقیق کوئی نہ تھا مذکور دیا جائے کہ تحقیق کے بعد بتلے میں

(۲) اگر ایسا کوئی مرد تھا تو اُس نے نکاح کی خبر سن کر کیا لفظ کہے۔

(۳) اگر ایسا کوئی مرد نہ تھا تو ماں نے نکاح ہو جانے پر کیا لفظ کہے اور اُس کے بعد کیا لفظ کہے یا کچھ نہ کہا۔

(۴) جب وہ شخص آتا تھا تو ماں اس کی خاطر داماد کی سی کرتی تھی یا عام مہانوں کی سی۔

(۵) لڑکی کو اب ماہواری حاضر آتا ہے یا نہیں، اس کی عراب کیا ہے، عارضہ ماہواری آتا ہے تو کب سے آتا ہے۔

(۶) ماں کو اس نکاح سے وجہ ناراضی کیا تھی۔

(۷) لڑکی کو اگر عارضہ ماہواری آیا تو فوراً اس کے آتے وقت اس نکاح کے بارے میں کچھ کہا یا کتنی دیر بعد کچھ کہا یا کچھ نہ کہا اور اگر عارضہ ماہواری اب تک نہ آیا اور لڑکی کی عمر چند برس کی ہو گئی تو جس وقت عمر پندرہ برس کی ہوئی تھی اُس وقت یا اس کے دیر کے بعد لڑکی نے اس نکاح کے بارے میں کیا کیا کہا تھا یا کچھ نہ کہا۔

(۸) یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جس سے نکاح ہوا اس کی قوم کیا ہے اور لڑکی کی کیا قوم ہے اور اُس کا چال چلن کیسا ہے اور اس کا مذہب کیا ہے کیا پیشہ کرتا ہے۔ واقعہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۶۲ از گفتو پختہ منزل کلب مسئولہ عبدالرحیم خان صاحب قادری رضوی ۶ رجب ۱۳۳۹ھ پنجشنبہ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ نزدیک کسی وجہ سے اپنا نکاح پڑھانے نہیں جاسکتا تو اپنے پیر بھائی کو اپنا ولی بنالیا
تو ولی نکاح پڑھا کر لاسکتا ہے یا نہیں؟ بیٹنوا توجہ دوا

الجواب

اسے ولی نہیں دیکھتے ہیں کسی کو اپنا وکیل کر دے کہ میری طرف سے ایجاب قبول کرؤ، نکاح پڑھانے والا
اس سے کہے کہ فلاں بن فلاں بن فلاں کی سب سے بڑی یا سب سے چھوٹی لڑکی (یا جس طرح تعین ہو) میں نے
تیرے موکل فلاں بن فلاں بن فلاں کے نکاح میں اتنے ہر پردی، وکیل کہے کہ میں نے اپنے موکل مذکور کی طرف سے
اُس کے لئے قبول کی، یا وکیل خود عورت یا اُس کے وکیل یا تالافتہ ہے تو اس کے وکیل سے کہے کہ میں نے تجھے یا
فلاں بنت فلاں بن فلاں کو تیری موکلہ سے یا جس کا تو ولی ہے اپنے موکل فلاں بن فلاں کے نکاح میں یا عورت یا
اُس کا وکیل یا ولی کہے میں نے قبول کیا نکاح ہو جائے گا، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۶۳ از ظہر ضلع شاہی پور محلہ عمر پور مسئولہ شیخ سلامت اللہ صاحب پارہ فروش ۲۰ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ کتنی عمر میں لڑکی کا نکاح جائز اور کتنی عمر ہو تو ناجائز یعنی لڑکا سنی بلوغ تک شرع
کتنی عمر میں ہوتا ہے، کتنی مدت سال تک ہو نکاح؟ ہوا سنت سے اس کا کوئی حقیقی شخص وکیل مطلق
نہ ہو۔ بیٹنوا توجہ دوا۔

الجواب

جب آثار بلوغ ظاہر ہوں لڑکے کو احکام لڑکی کو حیض، اُس وقت سب بلوغ ہوتا ہے۔ اور اگر آثار نہ ہوں
تو پندرہ برس پوری عمر ہونے پر حکم دیا جائے گا۔ اگر لڑکی نو برس کامل یا لڑکا بارہ برس کامل کا ہو چکا ہے اور وہ
دعویٰ بلوغ کرے اور اس کی ظاہری حالت اس دعویٰ کی تکفیر مذکور ہو تو ان کا قول مان لیا جائے گا جب تک
ان صورتوں میں سے کسی صورت پر بلوغ ثابت نہ ہو وہ بغیر اذن ولی کے اپنا نکاح نہیں کر سکتے، واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۳۶۴ از لہرات پرنڈ پڑاؤہ دیاست ملاقات نمک محلہ سلطان پورہ مسئولہ عبدالرحیم صاحب ۲۸ رمضان ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنی بیوی سے ۱۴ سال سے علیحدہ رہتا ہو عورت
حادثہ تین ماہ کی ہو اسی محل سے لڑکی پیدا ہوئی بعد لڑکی نے چودہ سال تک اپنی ماں کے پاس پرورش پائی باپ نے
کسی قسم کی امداد نہیں دی نہ کبھی لڑکی کو بطور وکیلہ ایسی صورت میں جو ان لڑکی ۱۴ سال کی بالغ ہو گئی ہے لڑکی نے
اپنی خوشی اور اس کی والدہ نے اپنی اجازت سے لڑکی کا نکاح کر دیا باپ موجود نہ تھا نکاح بھی ہم قوم سے ہوا یعنی
غیر قریبہ میں نہیں ہوا، یہ نکاح جائز رہا یا نہیں؟ بیٹنوا توجہ دوا۔

الجواب

شرعاً وہ لڑکی اسی کی ہے اگرچہ کہتے ہی برسوں سے عورت سے علیحدہ ہو فقط چودہ برس کی عمر ہونا بلوغ کے لئے کافی نہیں اگر حیض نہ آیا ہونا بالغہ ہے، نکاح کے لئے اس کی اجازت کوئی چیز نہیں اور ماں کا کیا بڑا نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا نہ کر دے گا باطل ہو جائے گا، اور اگر لڑکی اُمّی بالغ ہو گئی تھی حیض آچکا تھا تو وہ کفو میں اپنے نکاح کی مختار ہے غیر کفو میں بغیر اجازت باپ کے کہ اس نے پیش از نکاح غیر کفو جان کر صراحتہ اجازت دی ہو لڑکی کا نکاح اُس کی اجازت سے باطل ہے، غیر کفو ہونے کے لئے یہی ضروری نہیں کہ کم قوم ہو بلکہ مذہب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم کہ اُس کے ساتھ نکاح ہونا لڑکی کے لئے باعث بدنامی ہو یہ بھی غیر کفو ہونا ہے اگرچہ خاص اُسی خاندان کا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۲۵ از سیدہ ذاک خانہ دراپختہ تحصیل دیرہ غازی خان مسئلہ اللہ بخش صاحب ۵ شوال ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زیدہ ایک عورت زینب پر عاشق ہوا باوجود اہل و عیال کے اُس کے عشق میں مغلوب ہو کر اپنی دختر صغیرہ چار سالہ کا نکاح حتیٰ مہر زینب پر برادر زینب عمرو زوجہ دار سے کر دیا بعد اُس کے زید نے زینب سے عقد کر کے سر میل کیا اور اُسی وقت بیمار ہوا، بعد ہفتہ کے فوت ہو گیا، اب وہ لڑکی بالغ ہو کر کہتی ہے کہ میرے باپ نے جس عشق میں جو میرے نکاح نامہ پہل میرے والد سے کر دیا ہے مجھے منظور نہیں، آیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟ بیٹھا تو جروا

الجواب

صغیرہ کا نکاح کہ اُس کے باپ نے کیا لازم ہے، صغیرہ کو بعد بلوغ اُس کے فسخ کا کوئی حق نہیں اور عذرات کہ سوالی میں لکھے مہمل وہ بے معنی ہیں شروع میں ان کی کوئی اصل نہیں۔ در مختار میں ہے: لزوم النکاح ولو لم یمن فاحش او من غیر کفو ان کا ان المزدوج ابلا و وجد اللہ یعرف منہا سوء الاختیار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۴۲۶ از شہر میں پوری دیر محلہ مکان مولوی حکیم محمد عباس مسئلہ شراح صاحب ۷ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زوجہ زید نے چند لڑکے چھڑ کر انتقال کیا، زید نے اپنا عقد ثانی

ہندہ سے کیا، ہندہ سے بھی چند لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی، پھر زید نے بھی انتقال کیا، ہندہ اپنی اولاد کو لے کر اپنے میکے چلی گئی، اس کے سوتیلے لڑکے اُس کو اپنے حسبِ مقدرت مابا ز خراج خورد و نوش پہنچاتے رہے، پھر ہندہ بھی مر گئی، اور اس کا بھائی ان بھانجی بھانجیوں پر قبا بعض ہو گیا اور اپنی بھانجی کا عقد خالہ سے بلا صلاح و مشورہ اُس کے علاقائی بھائیوں کے پوشیدہ طور پر کر دیا، جب یہ خبر عالمِ آشکار ہوئی تو بالا بالا اس کے علاقائی بھائیوں کو بھی خبر پہنچی، تو کسی ترکیب سے اپنی سوتیلی بہن کو خالہ کے مکان سے بلوایا اور اب یہ چاہتے ہیں کہ اپنی سوتیلی بہن کا کسی معزز سے نکاح کر دیں اور وہ لڑکی بھی اپنے شوہر خالہ سے نہایت بدظن ہے، بوقتِ عقد اس کی عمر آٹھ سال کی تھی اب گیارہ سال سے زائد نہیں، یہ صورت میں کیا حکم ہے؟ بینو اتوجروا

باب

صورتِ مستفسرہ میں جبکہ دختر ہندہ نابالغہ کا کوئی حقیقی بھائی بالغ نہ ہو تو اس کے علاقائی بھائیوں میں جو بالغ ہوں اس کے وہی نکاح ہیں، وہ سزاغ کہ اس کے ماموں نے ان بھائیوں کو چھپا کر یا فسخ ہو گیا، ان بھائیوں کو اختیار ہے کہ حسبِ اجازت شرع کسی عورتِ حرام سے بغیر مشرک میں کی فاحش کئے جوئے اُس کا نکاح کر دیں اگر وہ اب بھی نابالغہ ہے اور اگر اب بالغ ہو گئی یعنی عارضہ ماہواری آئے ہو تو کسی کو شرعی سے نکاح کرینے کا اُسے خود اختیار ہے۔ ہر سال حلال کی جو سماعت میں کہ بعض سوں کے رکھنے سے ماموں کا کیا ہوا نکاح سرے سے فسخ ہو گیا اور خالہ کو اُس دختر سے کچھ تعلق نہ رہا پھر طلاق سے کیا ملاقہ! درختاریں سے،

لوت و وجہ، اب بعد حال قیام الاقرب توقفت۔ اگر ولی ابعد نے اقرب کی موجودگی کے باوجود نکاح کیا علیٰ اجماع ثلثہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ تو اقرب کی اجازت پر موقوف ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۲۔ مسئلہ سیدہ اعلیٰ صاحبِ مختار عام ساہران تھا کہ دروازہ محلہ پیر زادگان ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۴۵ھ کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی لڑکی اپنے نانا کی زیر پرورش ابتدا سے ہے باپ نے وہ نہ اول سے اس سے تعلق قطع کر رکھا ہے اور مطلق کسی بات کی خبر نہیں لیتا ہے مرض دیکھ دو دن کی راحت وغیرہ کو نہیں پوچھتا، ایسی حالت میں ان لڑکیوں کا نانا عقد کر دے تو جائز ہو گا یا نہیں؟ حال یہ ہے کہ وہ لڑکی جس کا عقد کرنا چاہتا ہے تیرہویں سال میں ہے اگر کوئی صورتِ جواز ہو تو بیان فرمائیے کیونکہ جب باپ کسی حالت کا شرک نہیں تو لڑکی کے حقد کی کیا سببیں کی جائے اور یہ بیسیاں فرمائیے کہ لڑکی کس سن پر بالغ ہوئی اور بروئے عقد اس کی کیا کیا شرائط اور نشانیوں ہیں؟ بینو اتوجروا

الجواب

باپ کے ہوتے ہوئے نانا کو ولایت نہیں ہو سکتی، باپ کا بچے علاقہ ہونا اس کی ولایت کو زائل نہیں کرتا، ولایت کمر فی السؤل صوریۃ العضل و فیہا سوال میں لا تعلقی کی صورت بیان نہیں کی جبکہ اس میں ولایت قاضی کو ہے نانا کو نہیں ہے جیسا کہ مؤلفینا شریعتی نے اپنی کتاب کشف المعضل میں اس کی تحقیق کی ہے۔ (ت)

لڑکی کم سے کم نو برس کامل اور زیادہ سے زیادہ پندرہ سال کامل کی عمر میں بالغ ہوتی ہے، اس بچہ میں آثار بلوغ پیدا ہوں تو بالغ ہے ورنہ نہیں، آثار بلوغ میں حیض آنا یا اختتام ہونا یا حمل رہ جانا۔ باقی بغل میں زیر ناف بال جنما یا پستان کا ابھار معتبر نہیں۔ تنویر میں ہے،

بلوغ الجاسیۃ بالاختتام والحیض والجبلی فان لم یوجد فحتى یتکم خمس عشرة سنة وادنى حداته لها قسم سنین (ملخصاً)۔ لڑکی کا بلوغ اختتام حیض یا حمل سے ثابت ہوتا ہے اگر ان میں کوئی علامت نہ ہو تو جب عمر پورے پندرہ سال کو پہنچ جائے اور اس کے بلوغ کی کم از کم مدت نو سال ہے۔ (ملخصاً) (ت)

رد المحتار میں ہے،

لا یتعبر بالنیات العانة ونهوض الشدی فد کرا الموی انه لا یحکم به فی ظہر الروایۃ وکذا انفعل الصوت کما فی شرح المظہر العاقلی ابوالسعود وکذا شعر الساق والابط والشارب (ملخصاً) وهو تعالیٰ اعلم۔ لڑکی کے بلوغ کیلئے زیر ناف بال اگنے اور پستان کے ابھار کا اعتبار نہیں ہے تو حموی نے ذکر کیا کہ اس پر حکم نہیں کیا جاسکتا ظاہر روایت کے مطابق، اور یوں ہی آواز بھاری ہونا بھی معتبر نہیں جیسا کہ ابوالسعود و باعلیٰ کے منقول کی شرح میں ہے، اور یوں ہی پنڈلی، بغل، منچھوں کے بالوں کا بھی اعتبار نہیں۔ (ملخصاً) وہو تعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۴۲۸ از بیمار کچھ روزہ اکٹھا خاص محلہ رانی پورہ ضلع اعظم گڑھ مرسلہ نثار احمد صاحب درزی تہذیبیہ ہوا اپنی حالت بیماری میں اپنی لڑکی کو اُس کے ماموں کے سپرد کیا، لڑکی کا سن پندرہ برس کا تھا

پھر رڑکی کا والد قضا کر گیا اور دادا بھی موجود ہے اور رڑکی اب تک اپنے ماموں کے یہاں پرورش پاتی ہے، بعد کچھ روز کے رڑکی کے دادا نے کہیں نکاح کر دیا یعنی کفر میں، اس نکاح کو نہ تو اس کا ماموں جانتا ہے نہ رڑکی جانتی ہے، بعد کچھ روز کے رڑکی نے سنا تو کہا ہم کو نکاح منظور نہیں، اور رڑکی کا ایک چچا بھی موجود ہے وہ بھی نکاح میں شریک نہیں وہ بھی نہیں جانتا اور نہ اس کی رائے سے نکاح ہوا، صرف دادا نے اپنی خودی سے نکاح کیا تھا اس نکاح کو کوئی نہیں جانتا، نہ ماموں نہ رڑکی کا چچا، آیا وہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ جتنا تو جروا

الجواب

غیب کا علم اللہ عزوجل پر ہے اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے، اگر فی الواقع جس وقت دادا نے اس کا نکاح کیا اس کی عمر کامل پندرہ برس کی یا اس سے زائد تھی یا اثنا بلوغ مثل حیض وغیرہ ظاہر تھے تو دادا نے نکاح کیا عورت کی اجازت پر موقوف رہا، اگر عورت سنہ خبر سن کر نا منظور کیا نہ ہو گیا اور اگر وقت نکاح عورت کی عمر پوری پندرہ سال کی نہ تھی نہ اثنا بلوغ ظاہر تھے اور دادا نے نکاح کر دیا تو وہ لازم ہو گیا اب رو نہیں ہو سکتا، عورت اگر دوسرا نکاح ببیات شوہر کرے گی زنا ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

باب الكفاة في النكاح (نکاح کے سلسلہ میں کفو کا بیان)

بسم الله الرحمن الرحيم

مسئلہ ۲۲۹ از مراد آباد محلہ قانچکویاں مرسلہ محمد نبی خاں صاحب رئیس اوائل جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو بالغہ شریف زادی جس کے باپ نے انتقال کیا اور بھائی
کوئی نہیں صرف عمو اس کا حقیقی چچا ولی شرعی ہے، مادہ ہندو نے غیبت عمو میں باذن ہندو بے اطلاع عمو
اُس کا نکاح زیدکم قوم غیر کفو یعنی قصاب مالدار سے کر دیا، جب عمو آیا اور مطلع ہوا اس خیال سے کہ نکاح تو
ہو ہی گیا مصلحت منظر کر لیا اور ہندو کی رغبتی کر دی کہ بھڑا نے ہندو ولی بھی واقع ہوئی، اب ہندو اپنے باپ کے
یہاں چلی آئی اور تا اواسے ہر مہین زید کے یہاں جانا یا اسے اپنے نفس پر قدرت دینا نہیں چاہتی، اس صورت
میں شرعاً کیا حکم ہے اور ہندو کو مائشہ کہا جائے یا نہیں؟ اور اسے زید کے یہاں نہ جانے اور اپنے نفس کے
بچانے کا اختیار ہے یا نہیں، بیٹو اتوجروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں نہ ہندو مائشہ اور نہ زید کو اس پر دسترس، نہ زہار اسے قدرت دیں گے کہ ہندو کو
اپنے یہاں بلائے، نہ ہرگز ہندو کو اجازت دیں گے کہ بطور زوجیت اس کے یہاں جائے بلکہ شرعاً دونوں پر
واجب کہ اس نکاح فاسد و واجب الفسخ سے دست برداری کریں اور زید نہ مانے تو ہندو پر لازم کہ بطور خود

فسخ کرنے صرف اسی کے فسخ کئے سے فسخ ہو جائے گا، اور یہ بھی نہ کرے تو حاکم پر واجب کہ اذن میں تفریق کر دے اور ہندہ کے لئے ہر مثل اتنا کہ ہر مستی پر زیادہ نہ بوزید پر لازم آئے گا۔ و نیز اس کی یہ سب کہ یہ نکاح غیر ولی یعنی ماں نے چچا کے ہوتے اسے ولایت نہیں ہے رضائے ولی باذن ہندہ کیا تو وہ حقیقت یہ رزنی بالذکر کا بطور خود نکاح کرنا ہوا کہ لیبیب اذن ولایت متحقق ہوئی اور فعل وکیل بعینہ فعل موکل ہے،

فی الخیرۃ سئل فی بکریۃ لہ فی وجہا اخوہ لامہ من غیر کفو باذنہا اجاب تزویجہ لہا باذنہا کتزویجہا بنفسہا وھی مسئلۃ من نکحت غیر کفو بلا رضا اولیائہا ملخصاً۔
فتاویٰ خیر میں ہے، سوال ہوا کہ ایک بالذکر بکرہ کا نکاح اس کی اجازت سے اس کی والدہ کی طرف سے بھائی نے غیر کفو میں کیا، جواب میں فرمایا کہ مذکورہ راکہ کی اجازت سے نکاح ایسے ہی صحیح ہے جس نے بذات خود نکاح کیا تو یہ مسئلہ راکہ کا خود کو غیر کفو میں اپنے اولیاء کی مرضی کے بغیر نکاح کرنا بکرہ کا ہوا ملخصاً

اور روایت مفتی بہا من الفتویٰ یہ ہے کہ بالقرضات الاولیاء جو اپنا نکاح غیر کفو سے کرے وہ اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے کہ ولی شرمی پیش از نکاح صراحتاً اپنی رضامندی ظاہر کرے اور وہ جانتا بھی ہو کہ یہ شخص کفو نہیں ورنہ اگر عدم کفارت پر مطلع نہ تھا یا تھا مگر پیش از نکاح اس نے تصریحاً اظہار پسند و رضائے کیا تو ہرگز نکاح صحیح نہیں اگرچہ ولی مذکور نکاح سے وقت نکاح تک اس کو سزاوارت باوجود اطلاع و اطلاع انکار نہ کیا ہو اگرچہ بعد وقوع نکاح صاف صاف تصریح رضامندی بھی کر دی ہو اگرچہ اس کی رخصت وغیرہ خود ہی کی ہو، یہ سب باتیں بیکار ہیں اور اس نکاح کی کہ شرعاً صحیح نہ ہو اصلاح نہیں کر سکتیں،

فان للرضی الا حق انما ینفع فی الوقوف دون الفاسد۔
بعد کی رضا موقوف نکاح کے لئے تو مفید ہے مگر فاسد نکاح کے لئے مفید نہیں (ت)

در مختار میں ہے،

یفق فی غیر الکفو بعد مہوار کا اصلاح و هو المختار للفتویٰ لفساد الزمان فلا تعل مطلقۃ ثلث نکحت غیر کفو بلا رضی ولی بعد معرفتہ ایاء فلیحفظ۔
غیر کفو میں نکاح اصلاحاً جائز ہونے کا فتویٰ دیا جائیگا فساد زمان کی وجہ سے فتویٰ کے لئے یہی مختار ہے تو مطلقہ ٹالو اگر غیر کفو میں نکاح کرے گی تو وہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہو سکے گی بشرطیکہ اس کے

اولیاء اس غیر کفو پر مطلع ہونے پر رضامند نہ ہوں، اس کو محفوظ کر لو۔ (ت)

سلف فتاویٰ خیر	باب الاولیاء و الکفار	دار المعرفۃ بیروت	۲۵
سلف در مختار	باب الولی	مطبوع مجتہدانی دہلی	۱۹۱/۱

اسی طرح فتح القدیر و فتاویٰ خانیر و مجمع الانہر شرح ملتقی الابرار وغیرہ میں ہے :

وقی سرد المحتار هذه رواية الحسن عمت
اور رد المحتار میں ہے یہ امام ابو حنیفہ سے امام حسن
کی روایت ہے ، یہ جب ہے کہ اس کے ولی ہوں اور
وہ نکاح سے قبل راضی نہ ہو چکے ہوں تو بعد کی رضامندی
مفید نہیں ہوگی۔ (ت)

اسی میں ہے :

السكوت منه لا يكون رضى كسما ذكرنا
اس موقع پر ولی کی خاموشی رضامند قرار پائے گی جیسا
کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ (ت)

رد مختار میں ہے :

يجب مهر المثل في نكاح فاسد بالوطء فـ
انقبل لا بغيرة كالخلوة لحرمة وطئها ولـ
يزد على المستقر وثبت لكل واحد منهم
فسخه ولو بغيرة محض من صـ حبـ حـ
اولا في الاثم خروج عن المعصية فلا ينافي
وجوده بل يجب على القاضي التفرقة بينهما
مـ ملخصا - والله سبحانه وتعالى اعلم -

نکاح فاسد میں ولی فی القبل ہونے پر مهر مثل لازم ہو جائے گا اور
کسی مثل مثلاً خلوت وغیرہ سے لازم نہ ہوگا کیونکہ یہاں
ولی حرام ہے ، اور ہر مهر مثل متفرق ہے ، زائد نہ ہوگا اور
نادید ہونے اور نہ کہ ایک دوسرے کی موجودگی کے بغیر
بھی نکاح کو فسخ کر نیا قی حال ہوگا خواہ ولی ہوتی ہو یا
نہ ہوتی ہوتا کہ گناہ سے بری ہو سکیں اسی لئے مہر کا دوپہ
فسخ کے منافی نہیں ہوگا ، بلکہ ہر صورت قاضی پر واجب

ہے کہ وہ اس نکاح سے دونوں کی تفریق کرے مـ ملخصا - واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ت)

منہ مکمل از سہ سالہ ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے غیر شہر سے سہ سالہ میں آکر اپنے آپ کو سستی اور قوم کا
سید ظاہر کیا ، مگر وہ نے کہ شیخ انصاری ہے اپنی لڑائی کیلئے جس کی عمر وقت نکاح بارہ تیرہ برس کی تھی بیان زید سے دھوکا
کھا کر اسے بیاہ دی ، وہ لڑک اور اس کا باپ سب اہلسنت و جماعت ہیں ، ہنوز رخصت بھی نہ ہوئی تھی نہ لڑائی

۲۹۶/۲	دار ایمار التراث العربی بیروت	باب الولی	رد المحتار
			۲۹۶/۲
۲۰۱/۱	مطبع مجتہدانی دہلی	باب المهر	رد مختار
			۲۰۱/۱

نے زید کی صورت دیکھی تھی کہ زید چلا گیا اور جب سے اصلاً خبر نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا، اسے کوئی دو برس کا زمانہ تھا۔ اب جو اس کا حال دریافت ہوا تو وہ رافضی نکلا اور شراب خوری و قمار بازی اس کے علاوہ ہے، جب سے یہ کیفیت معلوم ہوئی تو لیٹی اور اس کا باپ عمرو اور اس کی ماں سب ناراض ہیں اور لیٹی جس کی عمر چودہ پندرہ برس کی ہے اپنا نکاح اور شخص سے کیا چاہتی ہے جو مذہب کا سُنی اور اعمال کا نیک ہو، اس صورت میں شرع شریف لیٹی کے حق میں کیا حکم دیتی ہے، مینو اتوجروا۔

الجواب

اللهم العفو والعاقبة (اے اللہ تجھ سے معافی اور عاقبت کی درخواست ہے۔ ت) روافض میں جو ضروریات دین سے کسی امر کا منکر ہو مثلاً قرآن عظیم کو سیاہی نہائی گئے اس کے ایک لفظ ایک حرف ایک نقطے کی نسبت گمان کرے کہ معاذ اللہ صحابہ کرام یا ہم اہلسنت خواہ شخص نے گھٹا دیا بڑھا دیا بدل دیا یا حضرت جناب امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم غواہ دیگر ائمہ اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کسی کو انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعض سے افضل بتائے قطعاً کافر ہے اور اس کا حکم خلیفہ دین کے ہے والعیاذ باللہ سبحنہ و تعالیٰ۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

یجب الکفر بالرافض فی قولہم بوجہ الاربعة
الی الدنیا (الی ان قال) وهؤلاء القوم خارجون
عن ملّة الاسلام واحکامہم احکام المرتدین
کذا فی الظہیریۃ۔
راہیروں کے اس قول پر کہ مُردے دُسیا پر واپس آتے ہیں ان کی تکفیر ضروری ہے (عالمگیری نے یہیں حکم کیا کہ) یہ قوم ملت اسلام سے خارج ہے اور ان کے احکام مرتدین جیسے ہیں۔ ظہیریہ میں یونہی ہے (ت)

آج کل عامہ روافض اسی قسم کے ہیں ان کے عالم جاہل چھوٹے بڑے تحریراً تقریراً علی الاعلان ان کفر یا سنی اہل سنت اور ان کے معتقد کو مومن کامل مانتے ہیں تو اگر ان میں بعض بالغ فرض خود معتقد نہ تھے قریبی کافر ہوئے۔ شعار شریف میں ہے،

تکفر من دان بغیر ملّة المسلمین او وقف
فیہم او شک او صحیح مذہبہم وان اظہر مع ذلک الاسلام
واستفاد الخواصر علیہ العلامة الخف جی فہ
جس نے ملت اسلام کے علاوہ کسی دین کو اپنایا یا ان میں شک توقت کیا یا ان کے مذہب کو صحیح کہا تو ایسے لوگوں کی ہم تکفیر کریں گے اگرچہ یہ لوگ سلام اور

نسیم الریاض۔

اس کے اعتقاد کا اظہار کریں الخ اور علامہ خواجه نے اسے
نسیم الریاض میں مضبوط قرار دیا۔ (ت)

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ روافض زمانہ میں کسی ایسے کامل جسے ایک معیض طور پر بھی مسلمان کہہ سکیں کبریتِ احمد کے
ملنے سے کچھ زیادہ ہی دشوار ہے۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے یہ مسئلہ اپنے فتاویٰ میں مشرعا بیان کیا اور بار بار ان
لوگوں سے بطلانِ مناکحت پر قوی دیا، اکابر مشاہیر علمائے عصر اس فقیر سے موافق ہیں ہاں جو اس وجہ
کا نہ ہو اور ضروریاتِ اسلام سے کسی شے کا انکار نہ کرتا ہو نہ اسی کے منکر دین کو مسلمان جانتا ہو اگرچہ اپنی
نجات سے تبرائے طعون شنیعہ مضبوط تک پہنچے صحیح مذہب معتد مشرب پر بدعتی فاجر ہے نہ مرتد کا فرق کا حقیقہ
ابی و سیدی مقدم المحققین قدس سرہ المکیں فی فتاواہ (جیسا کہ میرے والد ماجد مقدم المحققین قدس سرہ
نے اپنے فتویٰ میں اس کی تحقیق فرمائی۔ ت) پس اگر زید مذکور جس کے ساتھ نیلی کا نکاح ہوا درجہ اولیٰ کا رافضی
تھا جب تو وہ نکاح یقیناً جرمِ باطل محض ہے جیسے کسی ہندو نصرانی یہودی مجوسی کے ساتھ بلکہ ان سے بھی بدتر مرتد
انجیث اقسام کفار ہے واللہ اعلم بالصواب و قتالی، اس صورت میں نیلی کو ایک آن کا انتظار بھی ضرور نہیں
بے دخل نہ جس سے چاہے نکاح کر لے، اور اگر اس کا رافضی درجہ دوم سے متجاوز نہ تھا تو صورتِ مسئلہ میں کہ
نکاح باپ نے کیا اور تقریرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فریبِ نیلی سے منع کرتی تھی والدین نیلی سب راضی تھے
پس عام ازیں کہ نیلی وقت نکاح بالغ تھی یا نہیں ہر طرح نکاح منعقد ہو گیا مگر ازانی کہ رافضی مرد و زن سنیہ
بنتِ شعی کا کفو نہیں ہو سکتا اور زید نے اپنے آپ کو سنی بتا کر فریب و مخالطہ دیا لہذا شرعاً مطلقاً اس نکاح کے
فسخ کرانے کا اختیار دسہ گی، اگر نیلی ہنگام نکاح صغیرہ تھی تو بعد بلوغ اسے اعراض و انکار کا اختیار ہوا یا
ہو گا اور بالغ تھی تو جس وقت فریب زید کھلا اسے اور اس کے اولیاء سب کو اختیار و دعویٰ فسخ ملا۔ رد المحتار
میں ہے:

فوازل میں ہے اگر اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح ایسے شخص
سے کر دیا جو شراب نوشی کا انکار کرتا تھا حالانکہ وہ
شراب کا عادی تھا تو لڑکی نے بالغ ہونے پر کہا میں
اس نکاح سے راضی نہیں اگر والد کو شراب نوشی کا
علم نہ تھا اور والد کا غالب خاندان صالحین لوگ ہیں
تو یہ نکاح باطل قرار پائے گا کیونکہ والد نے کفو
مجھے پوئے نکاح دیا تھا اور پھر اس باطل کا

فی النوازل لو تزوج ببتہ الصغیرۃ ممن ینکرانہ
یشرب المسکرا فاذا هو مد من لہ وقالت لا اشرعی
یا لیسکاح ای بعد ما کبرت ان لیسکون یعصون
الاب بشریہ وکان علیہ اهل بیتہ صالحین
فاسکاح باطل لانہ انما تزوجہ
علی ظن انہ کفو احد شو معناه
انہ سیمبطل کما فی الذخیرۃ

لان المسئلة مفرضة فيما اذا لم ترض
البنات بعد ما كبرت كما صرح به في المختار
والذخيرة وغيرهما ولا فرق في عدم الكفاية
باعت كونه بسبب الفسق او غير ذلك مطلقا.
اور عدم كفايت میں فرق نہیں خواہ فسق کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے ہو، اہل مطلقا۔ (ت)

لو زوجوها برضاها ولع يعلموا بعد
الكفاءة ثم علوا الاختيار لاحد الا اذا شوطوا
الكفاءة او اخرهم بها وقت العقد فزوجها
على ذلك ثم ظهر انه غير كفؤ لهم التخييس
ولو الحية فليحفظ.
کام انظار کیا ہو تو اس کے انظار پر انھوں نے نکاح دیا ہو پھر بعد میں معلوم ہوا کہ یہ غیر کفو ہے تو اب ان کو
فسخ کا اختیار ہے، ولو البتہ، پس اسے یاد کر لو۔ (ت)

في البحوص الظهيرية لوانتسب الزوج لها
نسبا غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس
بكفؤ فحق الفسخ ثابت للكل
تختیار کیا تو بفسخ میں اگر اس کا نسب
تجر میں ظہیریہ سے منقول ہے کہ اگر خاوند نے نکاح
کے وقت لڑکی پر اپنے نسب کو بدل کر کسی اور کی طرف
منسوب کیا تو بفسخ میں۔ (ت)

مگر اس اختیار کے یہ معنی نہیں کہ عورت یا اولیاء خود ہی فسخ کر لیں کہ یہ تو ہرگز جائز نہیں اور اسی پر
قناعت کر کے نکاح ثانی کر لیں گے تو زہار نہ ہو گا بلکہ اُس کے یہ معنی کہ قاضی شرع کے یہاں رجوع لائیں
جب اُس کے نزدیک آفتاب روشن کی طرح ثابت ہو جائے کہ واقعی زید رافضی تھا اور اس نے ان لوگوں کو

۳۰۴/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	سہ رد المحتار
۱۹۴/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الکفارة	سہ رد مختار
۳۱۴/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	سہ رد المحتار

دھوکا بھی دیا یہ اُس وقت تک اُس کے احوال سے آگاہ نہ تھے، نواب زید کا پتا ہے (کہ اُسے بٹاکر اُس کے حضور مقدمہ سُنا جائے) یا پتا معلوم ہے تو وہ ایسی جگہ ہے جہاں قاضی نہیں (کہ مقدمہ ترتیب دے کر گواہ سُن کر لحاظ شرائط کتاب افتاضی الی القاضی دالہ بھیج دیں کہ وہ قاضی اُسے دارالقضا میں حاضر کر کے براجمہ فریقین حکم فیخ سنا دے) اور زید کو یہاں بٹاکرے ہیں تو اُنہیں اور اُنکس پر جبر کا کوئی طریقہ نہیں۔ بغرض ہر طرح قاضی مذکور ضرورت و مجبوری ملاحظہ کر لے اُس وقت زید کے عزیزوں یا دوستوں سے کسی کو اور وہ نہ ملیں تو اور کسی سے لگاؤ متدین آدمی کو زید کا نائب وکیل قرار دے کر اُس کے حضور مقدمہ سُنے اور بعد ثبوت کامل نکاح فیخ کر دے اور از انجا کہ حسب تصریح سوال ہنوز زید وکیل میں غلط نہ ہوتی تھی اصلاً انتظار و عدت کی حاجت نہیں بلکہ قاضی ہوتے ہی فوراً جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے،

لا یكون الفسخ لعدم الکفاءة الا عند القاضی
لا نه مجتهد فیہ الخ۔
اور مختار میں ہے،

شرط لكل القضاء الاثمانیة الخ۔
ہر فیخ کے لئے قضا شرط ہے ماسوائے ائمہ صورتوں کے الخ (ت)۔

روا مختار میں ہے،

فیه ایحاء الی ان التزوج لوکان غائباً لم یفرق
بینہما ما لم یحضر للزوجہ القضاء علی
القائب نہی۔
اسی میں اشارہ ہے کہ اگر خاوند حاضر نہ ہو تو اس کی
حاضری تک تقریق نہ کی جائے گی تاکہ قضا علی الغائب
لازم نہ آئے، نہر۔ (ت)۔

اور اسی میں ہے،

قال فی جامع الفصولین الظاہر
عندی ان یتأمل فی الوقائع ویحتاج
ویلاحظ الحرج والضرورات فیفتی
جامع الفصولین میں کہا ہے کہ میرے نزدیک ظاہر
یہ ہے کہ واقعہ پر غور کیا جائے اور احتیاط کی جائے
اور حرج اور ضروریات کا اندازہ کیا جائے تاکہ اس

۱۹۲/۱	نو کشور کھنؤ	فصل فی الکفار	لے فتاویٰ قاضی خاں
۱۹۳/۱	مطبع مجتبائی دہلی	باب الولی	لے در مختار
۲۰۴/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	لے روا مختار

بحسبها جوازاً او فساداً مثلاً لو طلق امرأته عند
العدل فغائب عن البلد ولا يعرف مكانه او
يعرف ولكن يعجز عن احضاره او عن تصفير
اليه هي او وكيلها لبعدها او لما لم اخبر فغيب
مثل هذا الوجه على الغائب وعلى علي ظن
القاضي انه حق لا تزوير ولا حيلة فيه فينبغي
ان يحكم عليه وله وكذا للمعتق ان ينفق
بجوازها وفي المخرج والضرورات مع انه
مجتهد فيه فذهب اليه الاثنته الثلثة وفيه
روايتان عن اصحابنا وينبغي ان ينصب
عن الغائب وكيل يعرف انه يراعي جانب
الغائب ولا يفسر في حقه امر واقرب في
نور العيون كذا ومؤيده ما في نسخة من
باب المفقود لا يجوز القضاء على الغائب
الا اذا رأى القاضي مصلحة في الحكم
له وعليه فحكم فانه ينفذ لانه مجتهد
فيه. م. ملخص.

لی نکتہ سے صحت و فساد کا فتویٰ دیا جائے، ختم اگر کسی
نے عادل شخص کی موجودگی میں بیوی کو طلاق دی اور شہر
سے چلا گیا اس کی جگہ کا علم نہ ہو یا علم ہو لیکن وہاں سے
اس کو یہاں حاضر کرنا یا وہاں خود پہنچنا دشوار ہو اور
خود بیوی یا اس کے وکیل کا دوری کی وجہ سے سفر کرنا
مشکل ہو یا کوئی اور وجہ ہو تو ایسی صورت میں اس
غائب خاوند کے خلاف شہادت گزرسے اور قاضی
کو اس کے حق ہونے کا ظن غالب ہو جائے در معلوم
ہو جائے کہ اس میں کوئی حیلہ اور فریب نہیں ہے
تو وہ خاوند کے حق میں یا اس کے خلاف فیصلہ
دے دے، یونہی مفتی کو چاہئے کہ اس غائب کے
بارے میں فیصلے کا فتویٰ دے دے تاکہ تصدیق اور
صدقہ ہو سکے بلکہ یہ مسئلہ بھی اجتہادی ہے اور
ائمہ ثلاثہ امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ اس
کے حوازی کے قائل ہیں اور ہمارے ائمہ کے اس میں
دوقول ہیں، اور مناسب یہ ہے کہ غائب شخص کی
طرف سے کوئی وکیل مقرر کر دیا جائے جس کے متعلق

معلوم ہو کہ یہ غائب کی رعایت کرتے ہوئے کوتاہی نہیں کرے گا اور اس کو نور العین میں ثابت رکھا ہے
میں کتابوں اور اس کی تائید کتب میں باب المفقود کے اس جزئیہ سے ہوتی ہے کہ قضا علی الغائب نابہ
ستہ موجب قاضی غائب کے حق یا خلاف فیصلہ دینے میں کوئی مصلحت سمجھے تو فیصلہ دے دے تو نافذ
ہو جائے گا کیونکہ یہ اجتہادی مسئلہ ہے اور ملخصاً دیت
توضیح میں ہے۔

العدة سبب وجوبها النكاح المتأكد عدت کے وجوب کا سبب وہ نكاح ہے جس میں نفی

بالتسليم وما جری مجبوراً۔
 اور اگر پہلی کوئی قاضی نہ ہو تو اس کی تدبیر ہم مسئلہ مفتوحہ میں لکھ چکے ہیں، واللہ اعلم بالصواب
 وایہ سبحانہ و تعالیٰ المرجع والمآب (اللہ تعالیٰ ہی درست کو جانتا ہے اور اس پاک ذات کی طرف ہی پناہ
 اور لوٹنا ہے۔ ت)

مسئلہ ۳۱۰ تاریخ الاول شریف ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک زن بازاری کے لڑکا پیدا ہوا جب وہ لڑکا سب بلوغ کو
 پہنچا تب اُس نے دین اسلام قبول کیا اب جو شخص کہ پہلے سے اہل اسلام تھا اُسے اپنی لڑکی صغیرہ کا نکاح
 اس کے ساتھ کر دینا جائز ہے یا نہیں، یقیناً توجہ دوا۔

الجواب

جائز ہے، قال اللہ عز وجل، لا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا بالایۃ (مشرکوں سے نکاح نہ کرو
 جب تک وہ مومن نہ ہو جائیں۔ ت) مگر یہ نکاح غیر کفر کے ساتھ ہے دو وجہ سے،

اولاً عورت قدیمی مسلمان ہے اور یہ شخص نو مسلم، اور نو مسلم مسلمان قدیم کا کفر نہیں،

فی الدر المختار، مسئلہ بیسویۃ، کفر لیس، اجماع میں ہے، خود مسلمان ہونے والا ایسی لڑکی
 ابوجہام مسویۃ کا کفر نہیں ہے جس کا باپ مسلمان ہوا ہو۔ (ت)

ثانیاً اُس کی ماں زنا یا بازاری سے تھی اور ان بلاد کا عرف عام ہے کہ ایسے شخص سے نکاح کر دینا
 اولیائے زمانہ کے لئے قطعاً موجب عار ہوتا ہے اور یہی جنائے عدم کفارت ہے۔

فی فتح القدیر، الموجب ہو استنفاص اہل فتح القدیر میں ہے، اس کا سبب اہل عرف کا ناقص
 العرف فیدور معہ تھک بھنا ہے لہذا حکم کا مدار یہی ہے گا (ت)

لہذا اس میں ان سب شرائط کا لحاظ واجب ہو گا جو غیر کفر سے نکاح کرنے میں ہیں مثلاً جبکہ دختر
 نابالغہ ہے اور باپ برضائے خود اس شخص کے نکاح میں دینا چاہتا ہے تو لازم ہے کہ اس سے پہلے اپنی

۲۵۵/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب العدة	سہ در مختار شرح تنزیل الابصار
			سہ المستدرک ان اکرم
۱۹۵/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الکفار	سہ در مختار
۱۹۳/۲	نوریہ رضویہ سکھر		سہ فتح القدیر

کسی بیٹی کا نکاح غیر کفو سے نہ کر چکا ہو ورنہ ناجائز ہوگا۔

فی المدارس المختارین من النکاح بقیہ کفو
ان کان الولی ابا وجد الویعت منہا مسود
الاختیار وان عرف لا یصح النکاح اتفاقاً
احد ملخص - واللہ تعالیٰ اعلم۔

درختار میں ہے کہ یہ نکاح غیر کفو میں تب صحیح ہوگا جب
نکاح کا ولی یا پیداداد ابوشریکہ دوسرے اختیار میں
مشہور نہ ہوں، اور اگر ہوں تو پھر صحیح نہیں ہوگا،
اس مسئلہ میں سب کا اتفاق ہے احد ملخص - واللہ
تعالیٰ اعلم (د)

مسئلہ ۳۳۲ از شہر کنندہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی دختر ہندہ عاقلہ بالغہ کا نکاح عمرو کے ساتھ کیا
عمرو کی نسبت اُس وقت شبہہ ہوا تھا کہ شاید رافضی ہو اس پر اُس سے پوچھا گیا اُس نے صاف انکار کیا اور
اپنے آپ کو سنی بتایا اور بہت صفائی کے ساتھ اپنے سنی ہونے کا اطمینان دلایا یہاں تک کہ ہندہ کے معولی
اذن ورضا سے نکاح ہو گیا ہندہ رخصت ہو کر عمرو کے یہاں گئی کچھ عرصہ کے بعد جب ماہ محرم آیا اور زید نے ہندہ
کو اپنے یہاں بلایا اُس وقت عمرو کا رافضی ہونا ظاہر ہوا اُس نے ہندہ کا زیور وغیر سب اتار کر ایک نیلا
چھتر دار افسیوں کا سا اڑھا کر ہندہ کو بھیج دیا اور تجھ پر رافضی ہے جب سے زید نے ہندہ کو اُس کے
یہاں جانے دیا، اب علماء اہل سنت سے موسیٰ طلب ہے کہ اس صورت میں عمرو رافضی اور ہندہ سنیہ کا نکاح
صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا تو جبروا۔

الجواب

قطع نظر اس سے کہ آج کل عام رافضی ضروریات دین کے منکر اور دائرۃ اسلام سے قطعاً خارج ہیں جن
سے کسی کا نکاح اصلہ کسی طرح نہیں ہو سکتا بغرض یا اہل اگر یہ شخص اُس حد کا نہ بھی ہو نہ اُن منکران ضروریات دین
اور اُن کے مجتہدین کو مسلمان جانتا ہو تاہم اس قدر میں شک نہیں کہ رافضی سنی کا کفو نہیں ہو سکتا۔ درختار
میں ہے :

وتعتبر یعنی الکفائۃ فی العرب والعجم دیانۃ
ای تقویٰ فلیس فاسق کفو الصالحۃ۔ الا۔
عرب عجم میں کفائت وینداری کی یعنی پرہیزگاری کی معتر ہے لہذا
فاسق شخص صالحہ لڑائی کا کفو نہ ہوگا (الذات)

۱۹۲/۱	مطبع مجتہائی دہلی	باب الولی	جلد دوم مختار
۱۹۵/۱	" " "	باب الکفارة	جلد دوم مختار

علامہ ابراہیم علیٰ غفرلہ فرماتے ہیں،

المبتدع فاسق من حيث الاعتقاد وهو أشد
من الفسق من حيث العمل لأن الفاسق
من حيث العمل يفتون بآئنه
فاسق ويخاف ويستعصر بخلاف المبتدع
والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئاً على خلاف
ما يعتقد أهل السنة والجماعة عليه

بدعتی شخص اعتقاد دی محاذ سے فاسق ہے اور یہ عمل
فسق سے زیادہ بُرا ہے، کیونکہ علی فاسق اپنے گناہ کا
اعتراف کرتا ہے اس لئے وہ ڈرتا ہے اور استغفار
کرتا ہے بخلاف بدعتی کے، اور بدعتی سے مراد وہ شخص
ہے جو اہلسنت وجماعت کے اعتقاد کے خلاف
اعتقاد بنائے۔ (ت)

ظہاوی حاشیہ درنہار میں زیر قول شرع تو دجته علی انه حواد سنی او قادر علی المعهود والنفقة
فبان بخلافه (بجب نکاح دینے والا کہ میں نے آزاد، سنی اور مہر و نفقہ دینے پر قادر سمجھ کر نکاح کیا ہے
تو بعد کو اس کے خلاف ظاہر ہوا۔ ت) فرمایا،

لعقد، لكفاءة بالمهر في الاول وفي الديت في
الثاني وفي المال في الثالث

پہل صورت (آزاد) میں غلامی کی وجہ سے، دوسری
میں دین کی وجہ سے، اور تیسری میں مال کی وجہ سے
کمزور ہوئی۔ (ت)

اور جبکہ ہندہ عاقلہ بالغہ تھی اور نکاح اُس کے اذن سے واقع ہوا تو حقیقتاً وہ ہندہ کا خود، پنا نکاح کرنا تھا کہ
بالغہ پر سے ولایت منقطع اور فعل وکیل وکیل فعل مؤکل ہے خصوصاً نکاح میں کہ یہاں تو وکیل سفیر و معبر شخص ہوتا ہے
اور تقریر سوال سے ظاہر کہ زید ولی ہندہ کو اُس وقت تک قمر و کاراضی ہونا معلوم نہ تھا عمرو نے براہ فریب اسے
مغالطہ دیا اور وہ اسے سنی سمجھ کر نکاح پر راضی ہوا تو حاصل اس صورت کا یہ ٹھہرا کہ عورت نے اپنا نکاح
غیر کفو سے کیا اور ولی کو پیش از نکاح اُس کے غیر کفو و راضی ہونے پر اطلاع نہ تھی، ایسی صورت میں ظاہر (ذریعہ
تویہ ہے کہ عورت اور اُس کے ولی دونوں کو اس نکاح کے فسخ کرانے کا اختیار ہے۔ در مختار میں ہے،

تزوجته علی انه سنی فبان بخلافه كالت
الخيار فليحفظ استحق مخلصاً

عورت نے سنی ہونے کی وجہ سے نکاح کیا اور اُس کے
خلاف پایا تو اسے فسخ کا اختیار ہے اسے مخیر کرنا سنی (ت)

سہ غفرلہ	فصل فی الامارة	سہیل اکیڈمی لاہور	ص ۵۱۳
سہ در مختار	کتاب الطلاق باب العین وغیر	مطبع مجبائی دہلی	۲۵۵/
سہ حاشیہ المظاہر علی الدر المختار	" " " "	دار المعرفۃ بیروت	۲۱۳/۲
سہ در مختار	کتاب الطلاق	مطبع مجبائی دہلی	۲۵۵/۱

اُسی میں ہے :

اذا شرطوا الكفائة او اخبرهم بها وقت العقد
فزوجوها على ذلك شتم ظهرا نه غير كفؤ كان
لهم الحياء ولو الجية فليحفظ
اگر کفو ہونے کی شرط پر ولیوں نے نکاح دینا یا نکاح کے
وقت انھیں کفو کی خبر دی گئی تو اس بنا پر انھوں نے نکاح
کر دیا، پھر ظاہر ہوا کہ وہ ایسا نہیں یعنی غیر کفو ہے تو لیا
کو فسخ کا اختیار ہے، ولو الجيرة، اسے محفوظ کر لو۔ (ت)

مگر روایت صحیحہ و معتبہ پہا پر نکاح اصلاً نہ ہوا۔ فتاویٰ خیرہ میں ہے :

شد في بكر بالغة تزوجها اخوها من غير كفؤ
بأذنها اجاب تزويجه لها بأذنها كتزويجها
بنفسها وهي مسئلة من نكحت غير كفؤ
بلا رضا اوليا لها اثنى كشير بعد ما انعقاد
اصلا وهي رواية الحسن عن ابي حنيفة فهي
الصراج معنيها الى قاضي خاں وغيره المختار
لفتوى في زماننا رواية الحسن عليه السلام
روایت ہے، تو معراج میں اس کو عاسی خاں و میرزا ابون موسیٰ کے کہنا کہ ہمارے زمانے میں فتویٰ کے لئے یہی
مختار ہے جو امام حسن نے روایت کی ہے اور مضافاً (ت)

در مختار میں ہے :

ويفتى في غير الكفو بعد ما جوازها اصلا وهو
المعتبر لفتوى لفساد الزمان فلا تحل
مطلقة ثلاثا نكحت غير كفؤ بلا رضی ولی بعد
معرفة اياها فليحفظ
غیر کفو میں اصلاً جائز نہ ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا
فساد زمان کی وجہ سے فتویٰ کے لئے یہی مختار ہے
لہذا مطلقہ ثلاثہ نے اگر ولی کی رضا کے بغیر غیر کفو
میں نکاح کر لیا تو شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی

جبکہ ولی کو شوہر ثانی کے غیر کفو ہونے کا علم ہو اور وہ اس نکاح ثانی پر راضی نہ ہو اور اس کو محفوظ کر لو۔ (ت)

۱۹۴/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الکفارة	لے در مختار
۲۵/۱	دار المعرفۃ بیروت	باب الاولیاء والاخیاء	لے فتاویٰ خیرہ
۱۹۱/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الولی	لے در مختار

روا مختار میں ہے :

قوله لا رضى نفي منصب على المقيد الذى هو رضى الولي
والقيد الذى هو بعد معرفته اياك بمصدق بنفى الرضى بعد
المعرفة وبعد مذهب وبوجود الرضى مع
عدم المعرفة، فذهى هذه الصور الثلاثة
لا تتحل وانما تتحل في الصورة الرابعة
وهي رضى الولي بغير الكفوم علمه بانه
كذلك امرح -

ما تنى كقول "بغير رضا" یہ مقید کی نفی ہے اور وہ دونی
رضا ہے اور اسکی قید یکہ کی کو شہرانی کے غیر کفو ہونے کا علم ہو
تو اس کا مصداق یہ تمام صورتیں ہوں گی ، غیر کفو ہونے
کے علم کے بعد رضا نہ ہو ، یا علم غیر کفو اور رضا دونوں نہ ہوں
یا رضا ہو مگر غیر کفو کا علم نہ ہو ، تو ان تینوں صورتوں میں
وہ حلالی نہ ہوگی ، صرف ایک چوتھی صورت میں حلال
ہوگی کہ غیر کفو ہونے کا علم ہونے کے باوجود رضا ہو ،

۱۴۲ ح - (ت)

پس صورت مستفسرہ میں حکم یہ ہے کہ عہدہ و ہندہ کا نکاح اصلاً منعقد نہ ہوا ، نہ وہ اس کا شوہر ہے
نہ یہ اس کی زوجہ ، نہ اسے اس کے یہاں بھیجا یا جانا روا ، نہ اس کو اس پر کسی قسم کا اختیار یا دعویٰ ۔ واللہ
سُبْحٰنَہُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ ۔

مسئلہ ۳۳ از دیورنیا مسئلہ نہایت بین صاحب مشرول ۱۳۰

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ایک شخص نے اپنی بھتیجی کا نکاح اپنے سالے کے ساتھ
میں کر دیا اور اُس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ شخص جملہ منہیات میں مبتلا ہے جیسے شراب خوری اور برباد بازی اور
زنا کاری اور چوری کرتا ہے تماخ اور عارضہ سوزاک اور آشک وغیرہ کا مرہود ہے ، اور علاوہ اس کے غیر کفو
بھی ہے ، اور تارک القنوت ہے اور خوش دامن وغیرہ اُس کی صالحین میں سے ہیں اور ان کو اس قریب
سے نہایت نفقت اور دولت اور عار معلوم ہوتی ہے ، آیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں ؟ بتینا التوجروا

الجواب

سائل منظر کہ یہ لڑکی وقت نکاح نابالغہ و غیرہ تھی اور اس کا کوئی بھائی بھی نہیں ، چچا نے جس سے
نکاح کیا وہ پیش از نکاح بھی ایسا ہی بد رویہ و بد اطوار تھا ، اگر یہ بیان واقعی ہے تو نکاح مذکور اصلاً
نہ ہوا ،

فی الدر المختار ان کان المزدوج غیرهما اگر نکاح کرینے والا باپ دادا کا غیر ہو تو غیر کفو ہے

ای غیر الاب واپیہ لایصح النکاح من غیر کفو اصلاً و ما فی صدر الشریعہ صح ولہما فسخہ وہم (ملخصاً)
اصل نکاح نہ ہوگا، اور جو صدر الشریعہ میں ہے کہ نکاح صحیح اور باپ دادا کو اس کے فسخ کا اختیار ہے، یہ مضبوط ہے۔ (ت)

اسی میں ہے،

وتعتبر فی العرب والعجم دیاتہ ای تقوی عیس فاسق کفواً لصالحة او فاسقة بنت صالح معلنا کان اولاً علی الظاہ ہونہ شراً انتہی، والله تعالی اعلم۔
عرب و عجم میں کفایت دیناری یعنی پرہیزگاری کی معجزہ دیانت سے مراد تقوی ہے، لہذا کوئی فاسق کسی صالحہ یا فاسقہ بنت صالح کے لئے کفو نہیں بن سکتا، فسخ الظاہ ہو یا غیر الظاہ، یہ ظاہر الروایت ہے، نہر انتہی، واللہ تعالی اعلم (ت)

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو سید زادی کا نکاح اُس کے بچانے گیارہ برس کی عمر میں بے اطلاع باپ کے اُن کی غیبت میں زید پٹان سے کر دیا، کیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟
بیٹنوا توجہدوا۔

الجواب

پٹان سید زادی کا کفو نہیں ہو سکتا، تو یہ نکاح کہ بے اطلاع پدرتھا، عام از انکہ ہندو اُس وقت بالغ ہو خواہ نا بالغا اس نکاح پر راضی تھی تراء ناراض مطلقاً محض باطل واقع ہوا، یہاں تک کہ اب اگر اُس کا باپ بھی جائز رکھے تو درست نہیں ہو سکتا، زید و ہندو کو باہم قربت تاروا، اور ہندو اب بالغ ہو تو اسے ورنہ اس کے ولی کو اختیار ہے کہ بے طلاق لئے جس سے چاہے نکاح کر دے، زید پرگز مزام نہیں ہو سکتا کہ مذہب مفتی پر پر وہ محض اجنبی ہے،

رد المحتار میں ہے کہ امام حاکم شہید کی کافی میں ہے کہ قریش ایک دوسرے کے لئے کفو ہیں اور عرب ایک دوسرے کے لئے کفو ہیں مگر قریش کے لئے کفو نہیں اسلم میں اگر کسی دو باپ یعنی باپ و دادا، یا تن فی رد المحتار عن کافی الاصابہ الحاکم الشہید القریش بعضہم کفو لبعض العرب بعضہم کفو لبعض ولیمسا با کفا، القریش ومن کان لہ من الموالح ابوات او شلشۃ فی

سہ در مختار باب الولی باب الکفارة
طبع مجتبائی دہلی
۱۹۲/۱
۱۹۵/۱

الاسلام فبعضهم اكفاء لبعض وليسوا باكفاء
 للعرب: اه وفي الدر المختار يعقوب في غير
 الكفو بعدم حواشيه اصلا وهو المختار للمعتمد
 له ساد الزمان فلا تحل مطلقة ثلث نكحت
 غير كفو ملا مرضى ولي بعد معرفته اياه
 فليحفظ اه وفي رد المحتار عن البحر الرائق
 لانه اكان لها ولي لمريض به قبل العقد
 فلا يفيد الرضى بعده اه والله تعالى اعلم
 راضی نہ ہو تو بعد کی اجازت کار آمد نہ ہوگی اه . والله تعالى اعلم (ت)

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ولیہ ہندہ کو کہ سید زادی ہے دھوکہ
 دے کر اپنی قوم اور اپنا اور اپنے باپ کا مشہور نام اور اپنی ماں کا کنیز غیر شرعی ہونا چھپا کر بذریعہ تحریر و تقریر
 اپنے آپ کو شیخ یا سید اور روحانی بسوہ حقیقت کا نامک ظاہر کر کے ہندہ سے نکاح کر لیا اور اس بیک فرضی
 کو ہر ہندہ قرار دیا، بعد خلوت صحیحہ نہ ہو نہ معلوم نہ ہو نہ زید کا وہ نام نہ زید زین، بلکہ وہ کنیز غیر شرعی
 سے پیدا ہوا ہے اب ہندہ نارضا مند ہو کر فسخ نکاح چاہتی ہے، کیا صورت مستفسرہ میں نکاح کو خود
 فسخ یا اس کے فسخ کا دعویٰ کر سکتی ہے؟ بینا تو جروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں اگر ہندہ نابالغہ ہے اور یہ نکاح اب وجہ نے نہ کیا یا انھیں نے کیا مگر اس
 بارہ میں ان کی بے احتیاطی پہلے بھی ہوئی تھی یعنی کبھی اپنی بیٹی پوتی کا غیر کفوئی اقوام یا قوم سے
 نکاح کر چکے ہوں تو یہ نکاح اصلا صحیح نہ ہوا۔ اگر ہندہ کے لئے دور و نزدیک کہیں کوئی ولی مرد عصبہ عاقل بالغ
 حرم مسلم مثلاً باپ دادا بھائی بھتیجا اپنا چچا یا اپنے باپ یا دادا کا چچا یا ان میں کسی کی اولاد ذکر عام انہیں
 اب وجہ کے سوا یہ سب گئے ہوں یا سوتیلے موجود ہے اور یہ نکاح اس کے بے اطلاع ہوا یا مطلع تھا

۳۱۹/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الکفارة	سہ رد المحتار
۱۹۱/۱	مطبع مجتبائی دہلی	باب الولی	سہ رد مختار
۲۹۷/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	سہ رد المحتار

مگر اُس نے صراحت نکاح کی اجازت نہ دی اگرچہ سکوت کیا ہو اگرچہ مجلس عقد میں جو در با جو یا صراحت اجازت و رضامندی بھی ظاہر کی بلکہ خود متولی نکاح ہو اگر وہ ان حالات باطنہ زیر پر وقت نہ رکھتا تھا تو ان سب صورتوں میں مذہب مفتی پر وہ نکاح محض باطل و کالعدم بلکہ شرعاً فی الحقیقت منعدم ہے اگرچہ بعد وقوع نکاح و علم بحالات زید ولی ہندہ صراحت کہہ دے کہ میں ایسی حالت پر بھی اس نکاح پر راضی اور اسے جائز رکھتا ہوں تاہم کچھ حاصل نہیں کہ جو شرعاً باطل ہے کسی کی رضامندی سے صحیح نہیں ہو سکتا، اس تقدیر پر تو فسخ کی خود کیا حاجت کہ جب عقد ہوا ہی نہیں تو فسخ کیا کیا جائے،

فی الدار المختار یفتی فی غیر الکھول بعدہم جوازاً
اصلاً و هو المختار للفتویٰ لفساد الزمان
فلا تحل مطلقاً ثلاثاً نکحت غیر کفو
بلا رھی ولی بعد معرفتہ ایاء علی حفظ اح
فی رد المحتار لا یلزم التصریح بعد
الرضی بل السکوت منه لایکون رضی کما ذکرنا
فلا بد لصفحة العقد من صریح
و علیہ فلو سکت قبلہ ثم رضی بعدہ لا یفید
فیستأمل اح و فیہ یصدق بنفی الرضی بعد
المعرفة و بعدہم و بوجود الرضی مع عدم
المعرفة ففی ہذا الصور الثلاث لا تحل
واما تحل فی الصورة الرابعة وھی رضی ولی
بغیر الکفو مع علمہ بانہ کذلک اح۔
میں وہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی اور صرف ایک صورت میں حلال ہوگی، وہ یہ کہ اس کو غیر کفو ہونے کا
علم ہو اور راضی ہو اح۔ (ت)

۱ / (۹)	مطبع مجتہدانی دہلی	باب الولی	سہ در مختار
۲۹۷ / ۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	-	سہ رد المحتار
			سہ ایضاً

اور اگر ہندہ کے لئے اس قسم کا کوئی ولی نہیں یا جو میں وہ کل یا بعض یا در صورت تفاوت درجہ صرف ولی اقرب پیش از نکاح با وجود وقت بحالات زیر صراحت اپنی رضامندی ظاہر کر چکا ہو تو بشرطیکہ ہندہ بالغہ جو صحت نکاح میں کچھ شبہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۳ از شہر کتہ ۳ رمضان مبارک ۱۳۱۳ھ

ما قولہم رحمہ اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ چٹائی کے لڑکے کا سیتہ کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

سائل منکر کہ لڑکی جوان ہے اور اس کا باپ زندہ، دونوں کو معلوم ہے کہ یہ چٹائی ہے اور دونوں اس عقد پر رضی ہیں باپ خود اس کے سامان میں ہے، جبہ صورت یہ ہے تو اس نکاح کے جواز میں اصلہ شبہ نہیں کما نقض علیہ فی مہد المحتاسر وغیرہ من الاستفسار (جیسا کہ رد المحتار وغیرہ کتب میں اس پر نص ہے۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴ از ادبیین مکان میر خادم علی صاحب ہسٹنٹ مرسلہ یعقوب علی خان ص ۱۲، ربیع الاول شریف ۱۲۱۵ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین، اس مسئلہ میں کہ نکاح ہندہ بزرگ چار سالہ نہوا تھا اور اس وقت عمر اس کے زود بکر کی پانچ سال تھی، جب بکر سن تیز کو پہنچا تو مردی سے غافل ہے اور بھلائی میر دقت کرتا ہے تو نامردی اور ان حرکات زشت کے باعث والد ہندہ عار و کبر شان سمجھ کر دختر کے بھیجے میں منکر ہے اور اب دختر کی عمر چودہ سال ہے، شوہر کو پسند قبول نہیں کرتی، تو اس صورت میں دوبارہ جواز و عدم جواز نکاح کیا حکم ہے اور بعد تفریق دین مہر اس کا ذکر شوہر عامد ہوتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

اگرچہ غفلتوں کے ساتھ دقت کرنا بیشک زوال کفارت کا باعث ہے کہ ایسے شخص سے درشتہ ضرور موجب ننگ و عار ہے مگر کفارت کا اعتبار ابتداء نکاح کے وقت ہے اگر اس وقت کفو ہو پھر کفارت جاتی رہے تو اس کا لحاظ نہ ہوگا۔

فی الدر المختار و کفایۃ اعتبارہا عند ابتداء العقد فلا یضر فیہا بعدہا فلو کانت وقتہ کفو ثم فوجر لم یفسخ فیہ

و در مختار میں ہے کہ کفو کا اعتبار ابتداء نکاح کے وقت ہے لہذا نکاح کے بعد اگر کفو ختم ہو جائے تو مفسخ نہیں جیسا کہ نکاح کے وقت صالح ہونے کی وجہ سے کفو تھا اور بعد میں وہ فاسق بن گیا تو نکاح فسخ نہ ہوگا (ت)

ظاہر ہے کہ خصلت شنیعہ جو میں بعد نکاح پیدا ہوئی تو اس وجہ سے ابتداً اس کے نکاح پر اعتراض نہیں بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ آیا جس وقت نکاح ہوا اس وقت بھی بزرگوں کو ہندہ تھا یا نہیں اور ہر ہندہ میں اس کے مہر مثل سے کی فاحش ہوئی یا نہیں اور نکاح ہندہ کے باپ یا اس کی عدم ولایت کی حالت میں دادا نے کیا یا ان کے خیر کے مشافہان بھائی چچ وغیرہم نے اور ان میں سے کسی نے کیا تو بحالت ولایت خود کیا مثلاً باپ وغیرہ اس سے اقرب تھے شرعاً قابل ولایت نہ تھے خواہ ان کی ولایت نہ رہی تھی یا بحال عدم ولایت کیا تھا کہ دوسرا ولی اقرب موجود تھا پھر اس تقدیر پر ولی اقرب نے سن کر جائز کر رکھا یا رد کر دیا یا بستوز ساکت سے معرض مکرر میں بہت ہیں اور ان سب کا حکم شرعی یہ کہ صغیرہ کا نکاح جب غیر ایہ وجہ سے کیا ہوا اگر مہر مثل میں کی فاحش کی یا زوجہ اُسی وقت مثلاً بوجہ کم قوم ہونے کے کفو نہ تھا تو وہ نکاح ہرے سے صحیح ہی نہیں ہوتا ، اگرچہ غیر یہی اسی وقت ولی اقرب ہو اور اگر اس وقت کفارت تھی اور مہر میں بھی کی فاحش نہ ہوئی تو بحال عدم وقت نکاح اجازت ولی اقرب پر موقوف رہتا ہے ، اگر اس نے جائز کر دیا یا نافذ ہو گیا رد کر دیا باطل ہو گیا ، ساکت ہے تو ابھی اسے اختیار ہے کہ رد کر دے خود نافذ ، اور اگر وہ ساکت ہی رہے یہاں تک کہ صغیرہ کس طرح کو پہنچی تو اب اسے خود اختیار ہو گا کہ اس نکاح پر موقوف کو رد یا نافذ کر دے ، اور بحال ولایت نکاح منعقد و نافذ ہونا مگر صغیرہ کو اختیار بطور حلقہ یعنی منقہ دیا جاتا ہے اگر گونا گونا گوں سے پہلے سے معلوم ہے تو جس وقت نافذ ہو یعنی حلاست بطور مثل میں ظاہر ہو یا پندہ برس کی عمر ہو جائے ، اور اگر پہلے سے معلوم نہیں تو بعد بطور جس وقت نکاح کی خبر ہو کہ شے کو میں اس نکاح سے راضی نہیں ، اس صورت میں حاکم مطلقاً نکاح فسخ کر دے گا اگرچہ شوہر نامرد و مخنث نہ بھی ہو ، مگر اس اختیار میں کناری لڑکی کو منہ سے کہہ بالعد جوتے ہی یا بعد بطور خبر پاتے ہی فوراً اذلا توقف اپنی ناراضی ظاہر کرے ، اگر ذرا دیر لگائے گی یہ اختیار جاتا رہے گا اگرچہ شوہر نامرد و مخنث سہی ، اور جو لڑکی شوہر وسیعہ ہو اسے اختیار وسیع ہوتا ہے کہ بعد بطور یا نافذ ہونے پر اطلاع کے بعد جب چاہے ناراضی ظاہر کرے نکاح فسخ کر دیا جائے گا جب تک کہ وہ صراحت زبان یا کسی فعل مثلاً برس لینے یا نان و نفقہ مانگنے سے رضامندی ظاہر نہ کرے ، اور جب باپ دادا نکاح کریں تو صغیرہ کو اس راہ سے اصلاً اختیار فسخ نہیں ہوتا اگرچہ کفارت نہ ہو یا مہر مثل میں کی فاحش ہو بشرطیکہ نکاح خود باپ دادا نے پڑھایا یا شوہر و مقدار مہر معین کر کے کسی کو وکیل کیا یا جس نے چاہا بلا اجازت پڑھا یا مگر جب باپ یا دادا ولی اقرب کو خبر ہوئی تو باوصف علم عدم کفارت و غبن فاحش اسے نافذ کر دیا کہ ان صورتوں میں ، وہ نکاح باپ دادا کا بذات خود ہی کیا ہوا اٹھ رہے گا اور صغیرہ کو اصلاً اختیار اعتراض نہ ملے گا مگر یہ کہ باپ دادا اس تزویج یا توکیل یا تنفیذ کے وقت نشے میں ہوں یا اس سے پہلے ہی اپنے کسی بچے کا نکاح غیر کفو یا

مہر میں غبن فاحش کے ساتھ کرچکے ہوں تو یہ نکاح اُن کا کیا ہوا بھی صحیح نہیں ہوتا،

فی ابدان المحتاس الزم النکاح ولو بغير فاحش
او بغير كفؤ ان كان الولي المزوج بنفسه ابا
او جدا الم يعرف منهما سوء الاختيار
وان عرف لا يصح النکاح اتفاقا وكذا
لو كانت مكرامة وامن كان المزوج
غير الاب واسيه ولو اكتم لا يصح النکاح
من غير كفؤ او بعيت فاحش اصلا
وامن كانت من كفؤ وبمهر المثل
صح ولكن الصغير وصغيرة خيار
الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعد
بشرط القضاء للفسخ ويطل خيار
البكر بالسكوت لو مختارة عتقها
ولا يستد الف أخیر المجرس
وامن جهنت به وخيار الصغير و
الثيب ادا بغير طلع بالسكوت
بلا صریح رضا او دلالة عليه
كقبلة ولعن ام ملتقطا، وفيه
عن اسهر بحثا لوعين (ای ادب او الجدد)
لو كيلة القدر (اعب قدر
المهر) صح اه موضعها، و
فی رد المحتار وكذا الوعيت له

در مختار میں ہے کہ جب نکاح دینے والا باپ دادا
جو تو غیر كفؤ اور انتہائی کم مہر کی صورت میں بھی نکاح
ہو جائیگا بشرطیکہ وہ باپ دادا سبب اختیار
نہ ہوں، اور اگر وہ اس میں مشہور ہوں تو بال اتفاق
نکاح صحیح نہ ہوگا، اور یہی حکم ہے جب وہ نشہ میں ہوں
اور اگر نکاح دینے والے باپ دادا کا غیر ہوں خواہ
ماں جو تب بھی غیر كفؤ اور غبن فاحش یعنی انتہائی کم مہر
کی صورت میں نکاح صحیح نہ ہوگا، ہاں اگر ہر مثل اور
كفو میں یہ نکاح جو تو صحیح ہوگا لیکن لڑکی کو بلوغ یا بلوغ
کے بعد علم پر فسخ کا اختیار ہوگا بشرطیکہ قاضی فسخ کرنے
مذکورہ صورت میں اگر لڑکی عاقلہ بالغہ ہو اور ذلیلہ یا کما ہوا
تو اس کی کوہ و شبہ رہے بشرطیکہ نکاح کا علم رکھتی ہو
تو اس کا اختیار باطل ہو جائے گا، اور اس کا اختیار
مجلس کے آخر تک باقی نہ رہے گا اگرچہ وہ اپنے اختیار
کا علم نہ رکھتی ہو، اور اگر نابالغ لڑکا ہو یا لڑکی ثیبہ جو تو
بلوغ پر محض سکوت سے اختیار ختم نہ ہوگا جب تک صریح
رضایا اس کے قائم مقام کوئی عمل مثلاً بوس و کنار نہ کئے
احد ملقطا، اسی میں تہرے منقول ایک بحث ہے کہ
اگر باپ دادا نے پورے مہر کی شرط پر غیر کو وکیل بنایا
تو نکاح صحیح ہوگا (وضاحت ہے)، اور رد المحتار
میں ہے کہ ایسے ہی ہوگا جب اُنہوں نے كفؤ کی شرط

من جلا غیر کفو کما یحشد العلامة المقدسی
 اذ وفیه یحیدہ عن البحر عن المحيط ان
 الجواز ثبت باجازه الولی فالحق بشکاح
 یا شوقاً اذ وفی التویر والدور (للولی الا بعد
 التزویر بغیسة الا قرب) هو زوج الا بعد
 حال قیامه الا قرب توقف علی اجازتہ
 مسافة القصر واختار فی الصلتق ما لم
 ینظر الکفو المحاطب جوابہ وعلیہ الفتی
 اذ مختصراً، وفی فتح القدیر لو بلغ قبل
 ان یحیدہ الولی فاجازتہ بنفسہ نفذ لانها
 کانت متوقفة علیہ۔

پر کسی کو کیل بنا دیا ہو، جیسا کہ یہ بحث علامہ مقدسی نے
 کی ہے، اور اسی میں اس کے تھوڑا سا بعد تھوڑے
 سے منقول ہے اور انھوں نے قیود سے کہ ولی کی اجازت
 سے کسی کا نکاح دینا یہ بھی ولی کے اپنے دئے ہوئے
 نکاح سے ملتی ہوگا، تویر اور دور میں ہے ولی قرب
 کی غیر حاضری میں ولی البعد کو نکاح کا اختیار ہے، تو
 اگر ولی اقرب کی موجودگی میں ولی البعد نے نکاح دیا
 تویر ولی اقرب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ غیر حاضری
 یہ ہے کہ سفر کی مدت پر یا اتنے بعد پر ہو کہ منگنی والا
 واپسی اس کے جواب و اجازت کا انتظار نہ کرتا ہو اور
 اسی پر فتویٰ ہے اذ مختصراً، اور فتح القدیر میں ہے
 کہ اگر نابالغ ولی کی اجازت دینے سے قبل بالغ ہو جائے تو پھر خود اس کو اختیار ہوگا تو اس کی رضا پر نکاح نافذ
 ہو جائے گا کیونکہ یہ نکاح موقوف تھا، ائمہ (س)

پس اگر نکاح ہندہ میں صورت واقعہ وہ بھی جس میں نکاح برے سے صحیح ہی نہ ہوا یا صحیح ہو کہ بسبب زور
 ولی اقرب باطل ہو گیا، جب تو ظاہر ہے کہ جو کہ ہندہ پر کوئی دعویٰ نہیں پہنچتا، نہ وہ اس کی زوجہ نہ یہ اس کا
 شوہر، اور جب کہ ہنوز رخصت نہیں ہوئی جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے مہر لازم نہیں بلکہ ایسی حالت
 میں اگر فی الواقع مرد نامرد ہو تو اس صورت میں مہر لازم ہونے کی کوئی شکل ہی نہیں کہ نکاح غیر صحیح ہو تو مہر جماع
 سے لازم ہوتا ہے اور نامرد قابل جماع نہیں، اور اگر صورت ظہر ہو جس میں نکاح ہنوز اجازت صاحب اجازت
 پر موقوف ہو تو اگر پہلے ہندہ کی جانب سے قبل اس نکاح کے اجازت و رضا متحقق نہ ہوئی تھی تو اب اس انکار
 سے نہ ہو گیا، اور اگر یہ انکار اس طور پر ہے کہ نکاح کو تو رد نہیں کرتا مگر رخصت کرنا نہیں چاہتا تو اب یہ ولی ہندہ

۳۰۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	سہ رد المحتار
۳۰۶/۲	"	"	"
۱۹۳/۱	مطبع معینائی دہلی	"	سہ در مختار شرح تنزیہ ابھار
۱۹۸/۳	نوریہ رضویہ سکھر	فصل فی الاولیاء	سہ فتح القدیر

یا بکمال بلوغ خود ہندہ کے ہاتھ کی بات ہے وہ کہ وہی رو ہو جائے گا اور جب کہ جماع نہ ہو اور کچھ نہیں کما یا قی
لکونہ فہین (جیسا کہ آئندہ آئیکہ کیونکہ یہ فسخ کی صورت ہے) اور اگر صورت وہ تھی جس میں ہندہ کو خیاب بلوغ ملے اور وہ
اس خیار کو حسب شرائط ذکرہ استعمال میں لا چکی، یا بہتوں اس کا وقت نہیں آیا کہ ہندہ ابھی نابالغہ ہے تو
جب وقت آئے استعمال میں لے کر بھی ہندہ کو نجات کامل ہے وقت حاصل کر فقط اس کا یہ اظہار ناراضی کرنا
ہی حکم فسخ کا منشا ہو جائے گا اور حاکم مجدد اسی بنا پر نکاح فسخ کر دے گا اور اب بھی مہر اصلاً عائد نہ ہو گا کہ نکاح
فسخ سے گویا کالعدم (یعنی بے ہوا) ہو جاتا ہے،

فی رد المحتار المہر کما یلزم جمیعہ بالدخول
کذا ہیوت احدہما قبل الدخول اما بدو
ذلک فیسقط ولو ان خیاس منہ لان العرقۃ
بالحب وفسخ للعقد والعقد اذا افسخ یجعل
کأنہ لم ینکح فی النہر۔

وہ مختار میں ہے، جس طرح دخول وجماع سے مہر
لازم ہو جاتا ہے تو نہی دخول سے قبل خاوند یا بیوی کے
فوت ہو جانے سے مہر لازم ہو جاتا ہے اور دخول کے
بغیر اور موت کے بغیر ساقط ہو جائے گا، اگرچہ لڑکے کو
اختیار ہو تب بھی فسخ کرنے سے مہر ساقط ہو جائے گا
کیونکہ فسخ نکاح کالعدم کر دیتا ہے جیسا کہ تہر میں ہے۔

ہاں اگر صورت وہ تھی جس میں ہندہ کو میں بلوغ سے پہلے سے ڈلا یا ملائے، اور ازواجاً کہ ہندہ کھڑی ہے
جسے خیار و طبع نہیں ملتا جو بدست ساقط ہو گیا تو اب بالفضل ہندہ خواہ اس کے باپ کو اصلہ کوئی حق اعتراض
انکار حاصل نہیں نکاح صحیح و تمام ہو چکا اور ان حرکات شنیعہ کا تکرار پیدا ہو جانا مبطل یا وجہ ابطال نکاح
نہیں، اور ابھی کہ ہندہ کی رخصت نہ ہوئی، عروہی بکر کا دعویٰ قابل سماعت نہیں کہ عورت کے حق میں نامرد وہ
ہوتا ہے جو خاص اس عورت کی فرج داخل کے اندر ذکر حشفہ تک غائب کرنے پر قادر نہ ہو اور یہ باختلاف
زمان مختلف ہو سکتا ہے، ممکن کہ کوئی شخص ایک عورت کی فرج میں ادخال نہ کر سکے اور دوسری پر قادر ہو جائے
تو اس دوسری کے حق میں نامرد نہ ہو گا۔

فی الہندیۃ عن النہایۃ ان کانت یصل
الی الثیب دون الابکار والی بعض
النساء دون البعض وذلک
لمرض اولضعف فی خلقہ اولکیوسنہ

ہندہ میں تمایز سے ہے، اگر کوئی مرد غیر عورت سے
وطی کر سکتا ہے بکرہ سے نہیں کر سکتا، یا بعض قسم
کی عورتوں سے کر سکتا ہے اور بعض سے نہیں کر سکتا
اس کی وجہ مرض ہے یا پیدائشی کمزوری یا بڑھاپا،

اوسو فہو عنین فی حق صنف لا یصل یا جادو ہے، تو وہ ایسی عورتوں کے حق میں نامرد
الیہما۔ قرار دیا جائیگا جن سے دلی نہیں کر سکتا۔ (ت)

بلکہ اگر تسلیم ہی کر لیں کہ بکر ہندہ کے حق میں بھی نامرد ہے تاہم اس بنا پر رخصت سے انکار نہیں ہو سکتا کہ
نامردی مبطل نکاح نہیں ہوتی بلکہ بعد دعویٰ ثبوت عدم مجامعت مرد کو سال بھر کامل کی مہلت دی جاتی ہے
اور عورت ہرگز اختیار نہیں رکھتی کہ ان دنوں کو اس سے جدا ہو کر گزار دے جتنے دن خود جدا رہے گی مدت
میں اُسے روز اور بڑھادے جائیں گے،

فی الدار سخت روجہ تہ عنینا اجل سنۃ ورمضان وایام حیضہا منہا وکذا الحجۃ
و غیبتہ کا حدۃ حبہا و غیبتہا۔ در مختار میں ہے کہ کسی بیوی نے خاوند کے متعلق کہا
کہ میں نے اسے نامرد پایا ہے، تو مرد کو ایک سال کی
مہلت دی جائیگی جس میں رمضان اور ایام حیض
بھی شمار ہوں گے یونہی حج، اور مرد کی غیر حاضری کے دن بھی شمار ہوں گے لیکن عورت کے حج اور غیر حاضری
کے ایام شمار نہ ہوں گے۔ (ت)

جب زوجہ کے حق میں نامردی ثبوت شرعی ثابت ہونے کے بعد بھی ہنوز خود مختار نہیں ہوتی جب تک
مدت یک سال گزرنے پر بھی عدم صحاح ثبوت مور تفریق نہ ہو تب سے آئین از رخصت ایسے خیالات کی بنا پر
خود مختاری ہرگز صحیح نہیں بلکہ چاہے کار وہی حاکم شرع کے حضور ہوئی نامردی اور بعد ثبوت بکارت اس کے حکم سے
مہلت یکساں ملنی اور بعد مرد میاں و حاکم شرع کو بقائے بکارت ثابت ہونے پر ہندہ کے فوراً تفریق مانگنے پر خود
بحر یا وہ زمانے تو حاکم شرع کا تفریق کو دینا کافی ہے اس وقت طلاق بائن ہو جائے گی، اور اگر بکر نے ہندہ سے
خلوت ہی نہ کی رخصت مہر اور خلوت کی اور ادخال ذکر پر قدرت نہ پائی تو کل مہر لازم آئے گا،

فی الہندیۃ ان اختاسرت الفرقۃ امسوة القاضی انہ یطلقہا طلقۃ بانئذ فان
ابی فرقہ بینہما ہکذا ذکر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی الاصل
کذا فی التبیین والفرقۃ ہندیہ میں ہے کہ مدت ختم ہونے پر اگر عورت تفریق
کا مطالبہ کرے تو قاضی خاوند کو کہے گا کہ اس کو بائن
طلاق دے دے اگر خاوند انکار کرے تو قاضی خود
تفریق کرے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسوط میں
یونہی ذکر فرمایا جیسا کہ تبیین میں ہے، اور تفریق

وهو المختار للفتوى فلا تحل بلا رضی ولی
بعد معرفته ایلا فلیحفظ الله مقتضوا بقب
مرد الصحت زهد اذا اکان لها ولی لمررض به
قبل العقد فلا یقید الرضی بعد لا یحرل

دیا جائیگا، یہی فتویٰ کے لئے مختار ہے تو ولی کی رضا کے
بغیر بوی ملاح ہوگی بشرطیکہ ولی کو غیر کفو کا علم ہو، اسے
محفوظ کو فواہ مختصراً۔ رد المحتار میں ہے، یہ جب ہے کہ
اس کا ولی ہو اور نکاح سے قبل راضی نہ ہوا ہو، اور
نکاح کے بعد کی رضا کا رکن نہ ہوگی، بحر دت،

یہاں جب کہ وہ کفو نہیں اور ولی کو دھوکا دیا گیا دونوں امر سے کچھ تحقیق نہ ہو اور نکاح باطل ٹھس رہا، بعد
ظہور حال تنید کی وہ قسم و تحریر سب مہمل ہے جس پر ہر دہ کے لئے کوئی حکم حرمت مترتب نہیں ہو سکتا،

لیکن ہندی کا مسئلہ کہ اگر مرد نے عورت کو اپنا لیسب
تبدیل کر کے بتایا تو بعد میں اس کا نسب اس کے بیان کر لیسب
سے کم درجہ ظاہر ہوا ہو تو یہ کفو نہیں ہے لہذا اولیاء کو فسخ
کا اختیار ہوگا، اور اگر مسئلہ یہ ہے جو بکوالہ دولہا الجیر ہے
کہ اگر لڑکی نے خود کسی شخص سے لاعلمی میں نکاح کر لیا
تو میں ظہور برآؤ، قلام ہے تو لڑکی کو خود اختیار
نہ ہوگا بلکہ اس کے اولیاء کو حق فسخ ہوگا، اور اگر اولیاء
نے خود نکاح کیا لڑکی کی رضا مندی سے، اور دنیا
نے کفایت شرعاً کر لی یا نکاح کے وقت زوج نے وقت نکاح
اولیاء کو کفو ہونے کی خبر دی اس شرط پر اولیاء نے نکاح
کر دیا، بعد میں لڑکے کا غیر کفو ہونا ظاہر ہو تو اولیاء کو
فسخ کا اختیار ہوگا قطعاً تو ظاہر ہے کہ یہ صحت نکاح اور ثبوت اقرار
پر مبنی ہے اور ظاہر کیے ہو جبکہ عاتید میں یہ مسئلہ مبطل سے منقول

اما مسألة الهندية انتسب الفرج لهما فليسب
خير نسب فان ظهر دونه وهو ليس بكفو فحق
الفسخ ثابت للكل ثم مسألة الدر عن
النولو الجعية، نكحت رجلا ولم تعلم حاله فاذا
هو عبد لا خياسر لهما بل للاولى ولو زوجها
برضاها وشرطوا الكف جب یہ بھی
وقت العقد فزوجها على ذلك ثم طهرانه
غير كفو كان لهم الخيار (المحتمل) فظاهرا كل
ذلك مسمى على اظاهر وهو صحة العقد و
ثبوت الاعتراض كيف وقد نقل المسألة
في الحانية عن الاصل اما على المختارة
للفتوى فلا صحة اصلا كما لا يخفى والله
تعالى اعلم.

۱۹۱/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الولی	سہ در مختار
۳۹۴/۱	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	سہ رد المحتار
۲۹۳/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	باب فی الکفار	سہ فتاویٰ ہندیہ
۱۹۳/۱	مطبع مجتبیٰ دہلی	باب الکفارة	سہ در مختار

لیکن جو چیز فتویٰ کے لئے مختار قرار دی گئی ہے اس پر یہ نکاح کا قول صحیح نہیں ہے جبکہ کفو نہیں واقعہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳ از الہ آباد چک مرسلہ مولوی عبد القادر صاحب سوداگر ۲۳ صفر ۱۳۱۶ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ فی ان العالم العجیب
کفو للنسبۃ امر لا یجوز البسند انکت مب
توجو وایوم الحساب -
آپ (رحمکم اللہ تعالیٰ) کا اس مسئلہ میں یہ قول
ہے کہ عجیب عالم سید زادی کا کفو ہے یا نہیں؟
کتاب کے حوالہ سے بیان فرمائیں، قیامت کے
روز اجر پائیں۔

الجواب

لعم اذ کان دینا متدینا لان فضل العلم
فوق فضل النسب قال الله تعالى
یوسف الله الذین اٰمنوا منکم والذین
اوتوا العلم درجات ، وقال تعالیٰ قل
هل یتوی الدین یعلمون والذین لا یعلمون
فی وجیز الامام الکرونی العجیب العالم
کفو للعرب الجاہل لان شرف
العلم اقوی واسم بکذا العالم الفقیر
للغنی الجاہل وکذا العالم الذی
لیس بقشری کفو للجاہل انقر شمس و
العلوی علیہ وفي الفتح والنہر و غیرہما عن
جامع الامام قاضی خاں العالم العجیب یكون
کفو ای الجاہل العربی والعلوی لان شرف العلم
فوق شرف النسب و فی النہر والدرجین عربہ

ہاں، جب عجیب عالم دیندار عامل ہو، کیونکہ
علم کی فضیلت نسب کی فضیلت سے فائق ہے،
اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میں سے ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ
نے بلندی دی اور ان لوگوں کو جو علم دے گئے ان کو
کئی درجات دے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا،
کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں۔ امام کردری کی وجہ
ہے کہ عجیب عالم، جاہل عربی کا کفو ہوگا کیونکہ علمی
شرافت اقویٰ و ارفع ہے اور یوں ہی عالم فقیر ہو
تو وہ جاہل غنی کا کفو ہوگا اور یوں ہی غیر قرشی ہے عالم
جاہل ملوی اور جاہل قرشی کا کفو بنے گا اور - فتح و
نہر وغیرہ میں جامع الامام قاضی خاں سے منقول ہے
کہ عجیب عالم، جاہل عربی اور جاہل ملوی کا کفو ہے کیونکہ
علمی شرافت نسب سے شرافت پر غالب ہے اور - نہر
اور درجین میں ہے کہ بزاز نے اس پر جزم کیا ہے اور

سنة القرآن الکریم ۵۸/۱۱

سنة ۳۹/۹

سنة وجیز الامام الکرونی علی حاشیہ فتاویٰ ہند فی الکفارة
سنة فتح الفقیر فصل فی الکفارة
قدانی کتب خانہ پشاور ۱۱۶/۲
نور رضویہ سکھ ۱۹۰/۲

الیزازی واسی قضاء الکمال وغیره والوجه
 فیہ طاهر الخوفی مد المحتسب عن الخیر
 الراسلی عن مجمع الفتاوی عن المعیط العالم
 یكون كفواً العلویة لان شرف المحصب اقوی الخ
 قل وذكر ايضا یعنی الراسلی انه جزم به فی المحیط
 والبراسیة والعیض وجامع الفتاوی والدراة
 وتماہر تحقیقہ فیہ فی الفتاوی الخیریة لنفع
 البریة قد قل ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما
 للعلماء درجات فوق المؤمنین بسبب اہل درجة
 مابین کل درجتین سیرة خمسائة عام و
 هذا مجمع علیہ وکتب العلم طائفة بتقدم
 العالم علی قرشی ولم یفرق سبحانه وتعالی
 بین قرشی وغیرہ فی قوله قد وھل یستوی
 الدین یعلمون والذین لا یعلمون آء ملتقطا۔
 قلت وانما قید نابکونہ دینا متدینا لانہ
 هو العالم حقیقة واما اصحاب الضلال فثرومن
 الجهال فان الجہل المركب اشنع واخنع و
 صاحبہ فی الناس من احقر واوضع، صفارہم
 کالانعام بل هم اضل وکیاں ہم کالکلاب
 لا یبلی اذل اخسرج السدا اس قطنی

کمال وغیرہ نے اس کو پسند فرمایا ہے اور اس کی ہر کلام
 ہے الخ۔ اور رد المحتار میں غیر الدین رلی سے انہوں نے
 مجمع الفتاوی سے نقل کیا کہ محیط میں ہے کہ عالم علوی
 رلی کا کفو ہے کیونکہ عمدہ کی شرافت اقوی ہے الخ۔ اور
 فرمایا کہ رلی نے مزید ذکر کیا کہ محیط، برازیہ، فیض، جامع
 الفتاوی اور ڈرنے اس پر جزم کیا ہے، اور اس کی
 مکمل تحقیق رد المحتار میں ہے اور فتاوی الخیریة لنفع البریہ میں کہ
 حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا، علماء
 کو عام مومنین پر سات سو درجات برتری ہے اور
 ہر دو درجوں میں پانسو سال کا سفر ہے اور اس پر
 اجماع ہے اور تمام علی کتب، قرشی پر عالم کے تقدم
 میں متفق ہیں، جبکہ اللہ تعالی نے اپنے ارشاد کیا
 مالاد بابل بارہیں میں قرشی اور غیر قرشی کی کوئی
 تفریق نہیں فرمائی اور ملتقطا۔

قلت (میں کہتا ہوں) ہم عالم کو دین کا عالم اور دین دار
 عالم سے متعین کریں گے کیونکہ حقیقت عالم ہی ہے جبکہ گمراہ
 علماء تو جاہلوں سے بدتر ہیں کیونکہ جاہل مرکب، استہانی برا
 دوسرا اور مدون جہان میں کھ حقیقہ اور ذلیل ہیں، ان کے
 چھوٹے چوپایوں کی طرح بلکہ اس سے بھی گزرے،
 اور ان کے بڑے، گتے بلکہ ذلیل ترین ہیں۔ دارقطنی نے

۱۹۵/۱	مطبوع مجتہبی دہلی	یاسب الکفارة	لہ در مختار
۳۲۳/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	" "	لہ رد المحتار
"	"	" "	لہ "
۲۳۴/۲	دار المعرفۃ بیروت	مسائل شریٰ فرق کتاب	لہ فتاویٰ خیریہ

قال حدثنا القاضی الحسین بن اسمعیل نا
محمد بن عبد الله الصخری ما اسمعیل بن ابیاب
ثنا حفص بن نیمان عن الامام عن ابی غالب
عن ابی امامة رضی الله تعالی عنه قال
قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم
اهل البدع کلاب اهل النار، و اخرجہ
عنه ابو حاتم الخزاز فی جزئه الحدیث
بلفظ اصحاب البدع کلاب اهل النار،
ولا بن نعیم فی تحلیہ عن انس رضی الله
تعالی عنه عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم
اهل البدع شر الخلق والخلق، قال
العلما، الخلق النعم والمخلقة الملائكة
سأل الله السلامة وعضو
والعافية۔

ثم اقول يجب التقييد ايضا بما اذا لم
يأت من المتناهيين في الدنيا
المسرفين بها كالحائلك والدباج والخصاف
والخلاق ونظرائهم فان المدار على وجود الغار
في عرف الامصار كما صرح به العلما، الكبار
قال المحقق على الاطلاق في فتح القدير
الموجب هو استنفاص اهل العرف

تخریج کی ہے کہ میں قاضی حسین اسمعیل ان کو محمد بن
عبد الله مخزومی ان کو اسمعیل بن ابان ان کو حفص بن
غیاث نے حدیث بیان کی انھوں نے امش انھوں
نے ابو غالب انھوں نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا: بدعتی دو گتہم کے کئے ہیں: اس کی
تخریج ابو حاتم خزازی نے ان سے اپنی جز حدیث میں
ان الفاظ کے ساتھ کی کہ اصحاب بدعت جہنم کے
کئے ہیں۔ ابو نعیم نے علیہ میں روایت کیا اس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
روایت کیا کہ اہل بدعت تمام مخلوق سے شری ہیں!
علامہ نے فرمایا کہ حدیث میں غلطی سے مراد لوگ اور غلطی
سے مراد پوپا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم عافیت،
سلامتی اور معافی کا سوال کرتے ہیں

ثم اقول (پھر کہتا ہوں کہ وہ عالم اس قید سے بھی
مستعد رہنا ضروری ہے کہ وہ انتہائی حقیر اور مشہور کمتر نہ ہو
جیسا کہ علامہ، ثانی، موچی، پڑائیگے والا اور ان کی مثل نہ ہو
کیونکہ دار و مدار اس بات پر ہے کہ علاقے کے عرف
میں وہ حقیر شمار نہ ہو، جیسا کہ اکابر علماء نے تصریح
فرمائی ہے۔ عینی علی الاطلاق نے فتح القدير میں فرمایا
کہ اہل عرف کا ناقص سمجھنا سبب ہے ہذا حکم کا دار و مدار

۲۲۳/۱	موسمۃ الرسالہ بیروت	۱۱۲۵	حدیث ۱۱۲۵	لے کفر العمال بحوالہ قطاف الافراد
۲۱۸/۱	"	"	حدیث ۱۰۹۴	لے کفر العمال بحوالہ ابو حاتم الخزازی
۲۹۱/۸	دارالکتب العربی بیروت		ابن مسعود الرضی	لے حلیۃ الاولیاء ترجمہ غیر ۱۱۳

الحکم علیہم ان یرافقہم ، والله سبحانه
 نہیں کیا جاسکتا ، تاہم تعارت کا مدار عرف پر ہے ،
 جب مدار یہ ہے تو حکم اس پر ہوگا ، سمجھو — واللہ
 سبحانہ و تعالیٰ اعلم (مت)

مسئلہ ۴۴۲۳ مرسلہ حاجی موسیٰ عربی ۲ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ سادات کرام بیبیوں سے غیر قوم غیر سید مثل شیخ ، منفل ، پٹھان
 وغیرہ کا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب

سید ہر قوم کی حورت سے نکاح کر سکتے ہیں اور سیدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلہ سے ہو سکتا ہے خواہ علوی ہو
 یا عباسی یا جعفری یا صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اموی۔ رہے غیر قریش جیسے انصاری یا مصل یا پٹھان ان میں جو
 عالم دین معتمد سلین ہو اُس سے مطلقاً نکاح ہو سکتا ہے ورنہ اگر سیدانی ، بالذات ہے اور اُس غیر قریش کے ساتھ
 اُس کا نکاح کرنے والا ولی باپ یا دادا نہیں تو نکاح باطل ہوگا اگرچہ چچا یا سگا بھائی کرے ، اور اگر باپ دادا
 اپنی کسی لڑکی کا نکاح ایسے ہی بیٹے کر چکے ہیں تو باپ ان کے کتے بھی نہ ہو سکے گا اور اگر بالغ ہے اور اس کا کوئی ولی
 نہیں تو وہ اپنی خوشی سے اُس غیر قریش سے پناہ مانگ سکتی ہے اور اگر اس کا کوئی ولی یعنی باپ دادا یا دادا
 ان کی اولاد و نسل سے کوئی مرد موجود ہے اور اس نے پیش از نکاح اُس شخص کو غیر قریشی جان کر صراحتاً اُس نکاح
 کی اجازت دے دی جب بھی جائز ہوگا ورنہ بالغ کا کیا ہو ابھی باطل محض ہوگا۔ ان تمام مسائل کی تفصیل در مختار
 رد المحتار وغیرہ کتب معتبرہ مذہب اور فقیر کے فتاویٰ میں متعدد جگہ ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۴۴۲۴ از رسالہ مرسلہ سید محمد شاہ صاحب ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۷ھ

ایک شخص کا فرمان ہے کہ سید یعنی آل نبی کی دختر ہر ایک کو پہنچ سکتی ہے یعنی ہر مسلمان سے معتد
 جائز ہے ، دوسرے نے جواب دیا کہ اگر جاروب کش مسلمان ہو جائے تو بھی جائز ہے ؛ تو اُس کا جواب دیا
 کہ کچھ مضائقہ نہیں۔

الجواب

شخص مذکور مجھوٹا کذاب اور بے ادب گستاخ ہے ، سادات کرام کی صاحبزادیاں کسی منفل پٹھان یا غیر قریشی
 شیخ مثلاً انصاری کو بھی نہیں پہنچتی جب تک وہ عالم دین نہ ہوں اگرچہ یہ قومیں شریف گنی جاتی ہیں مگر سادات کا
 شرف اعظم واعلیٰ ہے اور غیر قریش قریش کا کفو نہیں ہو سکتا تو رذیل قوم والے معاذ اللہ کیونکر سادات کے
 کفو ہو سکتے ہیں یہاں تک کہ اگر بالغ سیدانی خود اپنا نکاح اپنی خوشی و مرضی سے کسی منفل پٹھان یا انصاری

شیخ غیر عالم دین سے کرے گی تو نکاح سرے سے ہو گا ہی نہیں جب تک اس کا ولی پیش از نکاح مرد کے نسب پر مطلع ہو کر صراحتاً اپنی رضا مندی ظاہر نہ کر دے، اور اگر نابالغ ہے اور اس کا نکاح باپ دادا کے سوا کوئی ولی اگرچہ حقیقی بھائی یا چچا یا ماں ایسے شخص سے کر دے تو وہ بھی باطل و مردود ہو گا، اور باپ دادا بھی ایک ہی بار ایسا نکاح کر سکتے ہیں دوبارہ اگر کسی دختر کا نکاح ایسے شخص سے کریں گے تو ان کا کیا ہوا بھی باطل ہو گا۔

کل ذلك معروف في كتب الفقه كالتدريج والاحتساب
وعيره من الاصناف وقد فصلنا القول فيه في
فتاؤنا - والله سبحانه وتعالى اعلم
یہ تمام کتب فقہ میں معروف ہے جیسے درمختار وغیرہ اور ہم نے تفصیل کے طور پر اپنا قول اپنے فتاویٰ میں بیان کر دیا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ت)

مسئلہ ۲۲۲ از مدرسہ تحفہ فی غایب فتح ضلع بریلی مرسلہ عدد ۱۳۱۷ ۲۲ شعبان ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندو نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح خالد کے ساتھ جو غیر کفو تھا اعلیٰ میں کر دیا بعد بلوغ زوجہ اور علم غیر کفو ہونے زوج کے زوجین میں نا اتفاقی ہے اور ہندو بھی بعد علم کے نہایت ناراض ہے اور دختر کی مفارقت چاہتی ہے مگر خالد محض ایذا رسانی کی وجہ سے اس کو طلاق نہیں دیتا۔ اس صورت میں یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں اور نہ وجہ مذکورہ کو نکاح ثانی کرنے کا اختیار ہے نہیں، بینا تو جودا

الجواب

سائل نے بجا استفسار اظہار کیا کہ عورت پشیمان ہے اور خالد قوم کا دشمن اور اُس نے اپنے آپ کو پشیمان ظاہر کر کے براہ فریب نکاح کر لیا منکوحہ مذکورہ کا وقت نکاح باپ دادا کوئی نہ تھا، ہاں جو ان بھائی موجود تھا مگر کسی وجہ سے جلسہ نکاح میں شریک نہ ہوا نہ ماں نے اُس سے اجازت لی۔ پس صورت مستفسرہ میں شرعیہ نکاح ہوا ہی نہیں فسخ کیے کیا جائے، دختر ہندو کا اختیار ہے جس سے چاہے نکاح کر لے۔ درمختار میں ہے:

ان كان الزوج غير ابل و ابيه ولو الام لا يصح
النكاح من غير كفوا اصلا وما في صدر الشريعة
صح ولهما صفته وهو:

اگر نکاح دینے والا باپ دادا کا غیر ہر اگرچہ وہ ماں ہو
تو نکاح غیر کفو میں اصلاً صحیح نہ ہو گا اور جو صدر الشریعہ
میں ہے کہ نکاح صحیح ہے اور باپ دادا کو فسخ کا اختیار
ہے یہ محض وہم ہے۔ (ت)

رد المحتار میں زیر قول شارح تعتبر الكفاءة للزهر النكاح (کفو کا اعتبار لزوم نکاح کیلئے ہے رت)

فرمایا،

ای علی طاهر الثرایۃ و لصحة علی و روایۃ الحسن المختارۃ للفتویٰ
یعنی ظاہر روایت پر اور امام حسن کی روایت پر صحت نکاح کے لئے یہ شرط ہے اور یہی فتویٰ کے لئے مختار ہے۔ (ت)

در مختار میں ہے،

لو زوج الایعد حال قیامہ الاقرب توقف علی اجازتہ
اگر اقرب حاضر ہو تو البعد کا دیا جھوٹا نکاح اس اقرب کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ (ت)

در المختار میں جو الرائی سے ہے،

اہم قالوا کل عقد لا یجوز لہ حال صدورہ فهو باطل لا یتوقف
جس نکاح کو جائز کرنے والا کوئی بھی نکاح کے وقت نہ ہو تو وہ موقوف نہ ہوگا باطل ہوگا۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے،

مالا یجوز لہ ای مالیس لہ من یقدر علی الاجازۃ یبطل بہ والله تعالیٰ سہو
اور جس کا کوئی جائز کرنے والا نہ ہو یعنی اجازت کا اعتبار نہ رکھتا، یا تو وہ باطل ہے (ت) واللہ تعالیٰ اعلم

ماہنامہ از سنبل ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ

زید پہلے تھا کہ تعاب اپنے والدین و اطفال کو چھڑ کر مشرف باسلام ہو گیا، زید کی خواہش ہے کہ نکاح کرے، زید کا کل خانہ ان اس سے برعکس ہے، بی بی کو مسلمان ہونا قبول نہیں، پس ایسی حالت میں سوالات ذیل از رؤسے شرع شریف حل طلب ہیں زید کی عمر اب ۲۲ سال ہے،

(۱) زید مشرف باسلام ہونے کے بعد کون شمار کیا جائے گا اگرچہ شیخ کیونکہ شیخ بہت قسم کے ہیں
(۲) کس قوم کی لڑکی کے ساتھ زید کا نکاح ہو سکتا ہے فی الحال سب اقوام انکار کرتی ہیں، شرع شریف کی رؤسے کس قوم پر استحقاق ہے۔

۳۰/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الکفارة	سہ رد المحتار
۱۹۴/۱	مطبع مجتہدی دہلی	باب الولی	سہ در مختار
۳۱۴/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	"	سہ رد المحتار
۱۹۹/۲	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر	"	سہ فتح القدیر

(۳) اب زید کی اولاد ماں کی قوم پرانی جائے گی یا باپ کی ذات پر ؟
(۴) شرع شریف کی رو سے رذالت اور شرافت قوم پر منحصر ہے یا نہیں ، جینو اتھرو دا

الجواب

(۱) مسلمان ہونے سے دونوں جہان کی عزت حاصل ہوتی ہے مگر مذہب کسی قوم کا نام نہیں ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں جس قوم قبیلہ کے لوگ اسلام لاتے بعد اسلام بھی اسی قوم قبیلہ کی طرف نسبت کئے جاتے ، ہندو اتھرو میں چار قومیں شریف گنی جاتی ہیں ان میں پھری یعنی ٹھاکرہ دوسرے تمیر پر ہیں ، ہندوستان میں اکثر سلطنت اسی قوم کی رہی ، ولہذا انھیں برہوت کہتے ہیں تو ہندی قوموں میں ان کا معزز ہونا ظاہر ہے اور ہماری شریفیت معلوم نے حکم دیا کہ :

اذا راتاکم کریم قوم فاکرموہ
جب تمہارے پاس کسی قوم کا عزت دار آدمی آئے تو اس کی خاطر کرو۔

خالی آنے پر تو یہ حکم تھا اور جو ہندو خدا بے ذات الہی بالکل ٹوٹ کر ہم میں آ گئے ہیں اُس کا کس قدر اعزاز و اکرام اللہ سبحانہ کو پسند ہوگا۔ اسلام کی عزت کے برابر اور کیا عزت ہے ، اسی نے تو اسے اور بھی چار چاند نہیں بلکہ ہزار چاند لگا دئے۔ اگر کوئی چار بھی مسلمان رہے تو مسلمانوں کے لیے ستارے کی نگاہ سے دیکھنا حرام اور سخت حرام ہے وہ ہمارا دینی بھائی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ، انما المؤمنون اخوة (مسلمان مسلمان بھائی ہیں۔ مت) اور فرماتا ہے ، فاخوانکم فی الدین (تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ مت) پھر جو کسی معزز قوم کا اسلام لائے اسے کیونکر حقیر سمجھا جائے ، شیخ کسی خاص قوم کا نام نہیں ، ہندوستان میں مسلمانوں نے تین قومیں خاص شریف قرار دیں اور انھیں سید یا میر اور خاں اور بیگ کے خطاب دئے کہ ان سب لفظوں کے معنی عربی و فارسی و ترکی میں برابر ہیں ، باقی تمام شرفا مثل اولاد امجاد خلفائے کرام و بنی عباس و انصار کو یک لقب عام دیا ، شیخ کہ یہ بھی معنی بزرگ ہے ، ان کے سوا جو قومیں رہ گئیں کہ دنیاوی عرصہ میں رذیل سمجھی جاتی ہیں انہوں نے جب دیکھا کہ میر و خاں و بیگ تو خاص خاص اقوام کے لقب ہیں ان میں گنہگار نہیں اور شیخ ایک عام لفظ ہے جس میں باقی سب داخل ، تو اسی کو سائی والا خطاب پا کر سب قوموں نے اپنی بھرتی اُسی میں

لے حلیۃ الادبیات ترجمہ ۳۹۳ سید بن ایاس الجوری دار الکتاب العربی بیروت ۲/۶-۲۰۵

ظہ القرآن الکریم ۱۰/۴۹

کے ۵/۲۳

کردی، دُعا، جولا جس سے پوچھے اپنے آپ کو شیخ بتائے گا مگر حقیقت شیخ کی اصطلاح صرف اُنہی شریفین
قوموں یعنی صدیقی، غاروقی، عثمانی، علوی، جعفری، عباسی، انصاری و اشاعہ کے لئے ہیں۔ ہمارے امام
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُستاد امام عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذہب یہ تھا کہ جو شخص جس کے ہاتھ پر مسلمان ہو
اُس کی دُعا اس کے لئے ہے۔

فی رد المحتار عن البدائع عند عطاء، هو مولى
للندی اسلمو علی یدہ لا یشہد
اور دُعا ایک رشتہ ہے مثل رشتہ نسب کے۔ حدیث میں ہے،

الولاء لجمعة كل جمعة النسب اخروجه الحاكم
والبیہقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
دُعا نسب کی طسیرج ایک رشتہ ہے۔

دُعا سے روایت کیا ہے۔ ت)
عنا سے روایت کیا ہے۔ ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،
مولى القوم من انفسهم رواه الشيخان عن
انفس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
کسی قوم کا آزاد کردہ ان میں سے ہے۔ اس کو شیخین نے
انفس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

اس مذہب کا ایک حدیث بھی پناہی ہے،
من اسلم علی یدہ رجل فله ولایة لا یجوز
اخروجه الطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس
والدارقطنی والبیہقی عن ابی امامة رضی
اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم۔
جس کے ہاتھ پر کوئی شخص اسلام لائے تو اُس کا
رشتہ دُعا اسی سے قرار پائے (اس کو طبرانی نے
کبیر میں ابن عباس سے اور دارقطنی اور بیہقی نے
ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔ ت)

۷۸/۵	دارالاحیاء التراث العربی بیروت	فصل فی دُعا الموالاة	کتاب الموالاة	۷۸/۵
۳۳۱/۴	دار الفکر بیروت	کتاب الفرائض	کتاب الفرائض	۳۳۱/۴
۱۰۰۰/۲	قیدی کتب خانہ کراچی	باب موالی القوم من انفسهم	کتاب الفرائض	۱۰۰۰/۲
۱۵۱/۲	دار صادر بیروت	باب من زعم ان موالی النبی صلی اللہ علیہ وسلم	کتاب الفرائض	۱۵۱/۲
۲۹۸/۱۰	" " "	کتاب الموالاة	کتاب الموالاة	۲۹۸/۱۰

عجب نہیں کہ اس حدیث کا منہ بھی یہی ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،
 من اسلم من اهل فارس فهو قسوث - اہل فارس سے جو اسلام لائے وہ قرشی ہے (اسے
 رواہ ابن النجار عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابن نجار نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 عنہما - روایت کیا ہے - ت)

کہ قریش نے فارس فتح کیا اُس کے لوگ ان کے ہاتھوں مشرف باسلام ہوئے، اس مذہب کی بنا پر جو
 شخص جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوگا بطور رشتہ دار اسی قوم میں گنے جانے کے قابل ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 (۲) زید جبکہ خود اپنی ذات سے مسلمان ہوا تو اُسے دربارہ نکاح کفو و ہمسر ہونے کا حق اُسی عورت پر
 پہنچتا ہے جو خود مسلمان ہوئی ہو۔ جس لڑکی کا باپ مسلمان ہوا اور اس کے اسلام کی حالت میں یہ لڑکی پیدا
 ہوئی خود مسلمان ہونے والا اُس کا بھی کفو نہیں،

فی السدر المختار ما فی العجم فتعتبر
 حریۃ واسلامہ بنفسہ غیر کفو
 لمن ابوها مسلم ومن ابوه مسلم غیر کفو
 لذات ابویہ والبنات یہاں کا باب
 لتتام الغیب بالحدیث المختصراً -
 در مختار میں ہے کہ عجمیوں میں آزاد مسلمان ہونا کفو
 ہے۔ لہذا جو شخص خود مسلمان بنا وہ ایسے کے لئے کفو
 نہیں جس کا باپ مسلمان بنا، اور جس کا باپ مسلمان
 ہو وہ ایسے کا بن جس کے دو باپ یعنی باپ اور دادا
 مسلمان ہو چکے ہوں، اس معاملہ میں دو مسلمان باپ

متعدد مسلمان آباؤ کی طرح ہیں کیونکہ نسب دادا پر مکمل ہو جاتا ہے اور مختصراً (ت)
 اور اس کے سوا پانچ صورتیں اُس کے نکاح کی اور ہیں،
 ایک یہ کہ عورت عاقلہ بالغہ جس کا کوئی ولی نہ ہو برضائے خود اس سے نکاح کرے۔
 دوئم ایسی عورت کا ولی بھی پیش از نکاح اُسے نو مسلم جان کر اُس کے ساتھ نکاح کرنے پر صراحت اپنی
 رضا ظاہر کر دے۔

سوم نم بالغہ کا باپ یا قیمہ کا دادا اس کے ساتھ نکاح کر دے جبکہ اس سے پہلے کسی نابالغہ کا نکاح
 اپنی ولایت سے کم قوم یا کسی طرح کے غیر کفو میں نہ کر چکا ہو۔
 چارم مجہول النسب لڑکی کو حاکم اسلام اپنی ولایت سے اس کے نکاح میں دے دے۔

پہنچے یہ شخص علم دین حاصل کر لے، مسلمانوں میں اس کی علمی فضیلت اور دلوں کی نسبی شرافت یا اسلامی تہمت کے ہم پلہ ہو جائے، عار عرفی باقی نہ رہے، اُس وقت یہ شخص ہر قوم و قبیلہ کا کفر ہو سکتا ہے۔

(۳۴) اولاد ہمیشہ باپ کی قوم پر ہوتی ہے۔ قال تعالیٰ: وَ عَلٰی الْعَوْلٰدِ لَرٰزِقٰتُہُمْ (جس کا بچہ ہے عورت کا لفظ اس پر ہے۔ ت)

(۳۵) شرع شریف میں شرافت قوم پر منحصر نہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اِنَّ اَكْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰی کَکَہٗ ؕ تَمَّ مِّنْ ذٰلِکَ مَرۡسَیۡہٗ وَاَلَا اللّٰہُ کَے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تقویٰ رکھتا ہے۔

ہاں دربارہ نکاح اس کا ضرور اعتبار رکھا ہے، باپ و دادا کے سوا کسی ولی کو اختیار نہیں کہ نابالغ لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو سے کر دے جس سے اس کی شادی عرف میں باعث نکاح عار ہو اگر کر دے گا نکاح نہ ہوگا، عاقلہ بالغہ عورت کو اجازت نہیں کہ بے رضامندی صریح اولیا اپنا نکاح کسی غیر کفو سے کر لے اگر کر لے گی نکاح نہ ہوگا و المسائل معروفہ فی کتب المذہب حلیف (یہ تمام مسائل مذہب کی کتابوں میں معروف ہیں۔ ت) واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۲ ازکریا کچھ ڈاکہ نہ کر پلٹا مسئلہ پر رد پنشن ضلع، علم رٹھ مکان بروی الہی بخش صاحب
مرسلہ حافظ محمد عبدالکریم صاحب ۱۷ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت داشتہ رکھا یعنی ہندہ کو جو خالد کی منکوحہ تھی اور خالد نے طلاق نہیں دیا اور جس زمانے سے زید نے ہندہ کو اپنے پاس رکھا اُس کے بطن سے کئی ایک لڑکے لڑکی پیدا ہوئے، زید لڑکے لڑکی کی شادی چاہتا ہے، لوگ کہتے ہیں حرامی ہیں، پس حدیث شریف میں ایسے لڑکے لڑکیوں کے بارہ میں کوئی وعید وارد ہے یا اُس فعل کا عذاب ثواب اُن کے ماں باپ کو ہوگا۔ بیّنوا متوجسروا۔

الجواب

سائل نے محاورے کے مطابق لفظ ثواب بھی لکھ دیا جس طرح کسی سکایت پر کہتے ہیں عذاب و ثواب برگزین راوی، حالانکہ اُس کا محل وہاں ہے کہ اُس امر میں دو باتوں کا احتمال ہو حرام میں ثواب کی

کیا گنجائش یہ لفظ خطائے شدید ہے آنکہ احتراز لازم۔ زنا کا عذاب صحت زانی و زانیہ پر ہے اولاد زنا پر
اُس کا وبال نہیں۔ تعالیٰ اللہ تعالیٰ، لا تزسوا زنا زورا حوری (ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں۔ مت۔ حدیث
میں ہے)۔

نیس علی ولد الزنا من ورر ابوہ ثنی مر واه
الحاکم عن الصدیقة رضی اللہ تعالیٰ
عنہا۔
ولد زنا پر اس کے والدین کا بوجھ کچھ نہیں ہے (اس کو
حاکم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت
کیا ہے۔ مت)

حدیث صحیح میں اولاد زنا کی نسبت اس قدر وارد ہے کہ،

ولد الزنا شر الثلثة۔ رواہ الامام احمد
وابوداؤد والحاکم والبیہقی فی المستدرک عن
ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔
حرام کا بچہ اپنے ماں باپ سے بھی بدتر ہوتا ہے (اس
کو امام احمد، ابوداؤد، حاکم اور بیہقی نے مستدرک میں
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند حسن کے ساتھ
روایت کیا۔ ت)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ بھی وہی حرکات اختیار کرے۔ خود دوسری حدیث میں اس مطلب کی تصریح
ارشاد ہوتی کہ،

ولد الزنا شر الثلثة اذا عمل بعمل ابوہ
مر واه الطبرانی فی الکبیر والبیہقی عن
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند
حسن۔
حرامی اپنے ماں باپ سے بھی بدتر ہے جبکہ ان
کی طرح وہی کام کرے (اس کو طبرانی نے کبیر میں
اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے
بسند حسن روایت کیا۔ ت)

یابہ معنی کہ یہ عادتوں و خصلتوں میں غالباً ان سے بھی بدتر ہوتا ہے جبکہ علم و عقل اس کی اصلاح نہ کری کہ بڑے کلم سے
بڑی ہی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو

شمشیر نیک زابن بہ چوں کند کے
(ناقص ہو جے سے اچھی تلوار کوئی کیسے بنائے۔ ت)

۱۰۰/۴	دار الفکر بیروت	۱۹۴/۶ و ۱۸/۲۵	کتاب الامکام	سہ القرآن الکریم
۱۰۰/۴ و ۲۱۵/۶	"	"	کتاب العتق	سہ المستدرک للحاکم
۵۹ و ۵۸ و ۵۷/۱۰	دار صادر بیروت	"	کتاب ایمان	سہ المسند الکبریٰ للبیہقی

اور یہی مطلب ہے اس حدیث کا کہ

عن ابن ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند ضعیف۔
عن الزنا لا یدخل الجنة۔ رواہ ابن عدی
زنا کا چوزہ جنت میں نہ جائے گا۔ (اس کو ابن عدی
نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ضعیف سند کے
ساتھ روایت کیا ہے۔ ت)

یعنی غالباً اس سے وہ افعال صادر ہوں گے جو سابقین کے ساتھ دخول جنت سے روکیں گے بالجہد یہ مطلب
کسی طرح نہیں کہ ان کے گناہ کا عذاب اس پر ہونا ہے گناہ کئے کسی وعید کا مستحق ہو مگر ام نکاح میں شرعاً مطلق
نے کفایت کا بھی لحاظ فرمایا ہے دختروں کے لئے مطلقاً بالغ ہوں خواہ نابالغہ اور پسرؤں کے لئے جب تک
نابالغ ہوں،

كما حرق في سرد المختار مستند لما في
البدائع وحققه بما في البحر والمحيرة
والخانية والتبيين والكافي والسراج الوهاج
والهندية كما ذكرناه فيما علقناه على
سرد المختار۔
اس کو رد المحتار میں بدائع کے حوالے سے بیان کیا ہے
اور ہم نے اس کی تحقیق بحر، خیر، غایہ، تبیین،
کافی، سراج الوہاج اور جندیہ کے بیانیوں سے
کی ہے جیسے کہ بیچ اسکو رد المحتار کے حاشیہ پر ذکر
کیا ہے۔ ت

اور شک نہیں کہ جس کا ولد الزنا ہونا مشہور ہو اس سے دختر حلال کا نکاح عرفاً باعث ننگ و عار و انگشت خانی
ہوتا ہے اور یہی معنی عدم کفارت کے ہیں۔

في الشامية عن الفتح ان الموجب هو
استنفاص اهل العرف فيدور معه
تو بحالت عار کسی عورت کا نکاح ولد المحرم کے ساتھ نہیں ہو سکتا اگر کیا جائے گا نکاح اصلاً نہ ہو گا مگر وصورت
میں، ایک یہ کہ دختر نابالغ کا نکاح باپ یا وہ نہ ہو داد اپنی تزویج سے کرے اور وقت نکاح نشے میں نہ ہو
نہ اس سے پہلے اپنی ولایت سے کسی دختر کا نکاح خیر کہو سے کر چکا ہو، دوسرے یہ کہ زن بالغہ رضائے خود
کرے اور اس کے لئے کوئی ولی ہو تو وہ پیش از نکاح یا وصفت اس اطلاع کے کہ وہ شخص ولد المحرم ہے تصریحاً
اپنی رضا ظاہر کرے والمسائل مفصلة في الدرر وغيره (در و غیر میں مسائل تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ ت)

لہ الکامل لابن عدی ترجمہ سہیل بن ابی صالح ذکر ان السكان دینی دار الفکر بیروت ۱۳۸۶/۴
لہ رد المحتار باب الکفارة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۲۲/۲

یونہی اگر پسہ کے نکاح میں دختر حرام کا دیتا وہاں کے عرف میں باعث بدنامی و عار ہو تو بالغ پسہ کا نکاح بھی ایسی دختر سے اصلاً نہ ہوگا سو اسی صورت پر دو جد بشر طائفہ کر کے علی حادہ حکم فی حادہ تصور (جیسا کہ تقریر میں واضح کیا گیا ہے۔ ت۔) واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۴۵ از بدایوں مسئلہ مولوی عبد الرسول صاحب احمد صاحب ۲ جمادی الاول ۱۳۲۱ھ

فیدے کے صدیقی شریف متقی ہے خالدہ اور عرو کے کہنے سے کہ خالدہ تیرا کفو ہے اور شریف خاندان ہے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح خالدہ کے ساتھ کر دیا اب بعد نکاح معلوم ہوا کہ خالدہ کے یہاں ہمیشہ سے پیشہ حرامکاری چلا آتا ہے اس کے خاندان کے اکثر لوگ پیشہ زناکاری کرتے ہیں اور اسی قسم کی ان کی اولادیں ہیں عرو اب خالدہ نے اپنی بہنوں کا نکاح لوگوں کے کہنے سننے سے شرعی طور پر کر دیا فقہ اب زید ایسی حالت میں کیا کرے کہ اس نے خالدہ کو اس کے انبار پر اپنا کفو سمجھ کر ہندو نابالغہ کا نکاح کر دیا تھا آیا یہ نکاح شرعاً جائزہ لازم ہے یا نہیں اور زید کو اس وقت حق فسخ حاصل ہے یا نہیں، ۱۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں زید کو حق فسخ حاصل ہونے میں تو اصل کلام ہو ہی نہیں سکتا، ولولہ الجہد و درمختار

www.dawateislami.net

میں ہے،

اذا شرطوا الكفارة او اخبرهم بها وقت العقد فزوجها على ذلك ثم ظهر انه غير كفؤ كان لهم الخيار۔
جب اسے لیا نہ کفو کی شرط نکاح یا لڑکے نے وقت نکاح خود کو کفو ہونا بتایا، بعد میں غیر کفو ہونا ظاہر ہو گیا تو اولیاء کو فسخ کا اختیار ہے (ت۔)

کلام اس میں ہے کہ فسخ کی حاجت بھی ہے یا نہیں، بہت کتب میں تصریح ہے کہ ایسا نکاح محض باطل ہے اور جب باطل ہے تو سب سے نہ ہو ہی نہیں فسخ کی کیا ضرورت ہے۔ فتاویٰ قاضی خان و فتاویٰ برآزیہ و نوازل امام فقیہ ابواللیث و فتح القدیر شرح ہدایہ و رد المحتار علی الدر المختار وغیرہ میں ہے،

واللفظ للوجوب مروج بنسبته الى صغيرة من رجل ظنه معصوما لا يشرب مسكرا فاذا هو مد من فقالت بعد انكسر لا امرضك بالنكاح، امن۔
لفظ وجوب کے ہیں ایک شخص نابالغ بیٹی کا نکاح اس گمان سے کرنا کہ یہ صالح ہے اور شرابی وغیرہ نہیں ہے تو بعد میں معلوم ہوا کہ شراب کا عادی ہے اور بیٹی نے بالغ ہونے پر کہا کہ میں اس نکاح پر راضی نہیں ہوں، تو

اگر باپ شرب غمر نہ کرتا ہو اور نہ ہی ششراہی
مشہور ہو اور اسس کا خاندان غالب طور صالحین
ہیں تو یہ نکاح بالاتفاق باطل ہے اور نوازل میں
کہا کہ یہ نکاح باطل ہے کیونکہ والد نے کفر ہونے پر نکاح
دیا ہے اور (ت)

لو يكن ابوها يشرب المسكر ولا عرف به و
غلبة اهل بيتها صالحون فالنكاح باطل
بالاتفاق و قال في النوازل فالنكاح باطل
لانه انما تزوج على ظن انه كفواً

فقہ میں ہے،

نابالغ جیٹا کا نکاح کسی اس گمان پر کیا کہ یہ اصل آزاد ہے
بلکہ بعد میں آرا دہ شدہ معلوم ہوا تو نکاح باطل ہے
بالاتفاق۔ (ت)

نزوج بنته الصغيرة من رجل ظن انه
الاصلی و كانت معتقاً فهو باطل بالاتفاق

مگر ذخیرہ میں اس بطلان کو بطلان آئندہ یعنی بطلان بعد الفسخ کے ساتھ تفسیر فرمادیا۔ رد المحتار میں ہے،
نوازل سے جو گزر اگر نکاح باطل ہے اس کا مطلب
یہ ہے کہ باطل ہو سکتا ہے جیسا کہ ذخیرہ میں ہے یہ
نہی ہے نہ سند عروضہ یہ ہے کہ بیٹی نے بالغ ہونے
کے بعد نکاح پر عدم رضا مندی کی ہو جیسا کہ خانیہ اور
ذخیرہ وغیرہ میں تصریح کی ہے، اور فقہ میں جو ذکر ہے
وہ بھی اسی پر محمول ہے (ت)

ما صرح من النوازل من ان النكاح باطل معناه
انه يبطل كما في الذخيرة لان المسألة
معروضة فيما اذا تزوج، بسبب بعد ما تبرأ
كما صرح به في المحامية والذخيرة وغيرهما
وعليه يحمل ما في القنية

عائلیہ میں ہے،

ایک شخص نے اپنی بیٹی نابالغہ کا کسی لڑکے سے اس گمان پر کیا کہ لڑکا
صالح ہے شرابی وغیرہ نہیں ہے تو بعد میں اسے
شراب کا غلام پایا اور بیٹی بالغ ہو چکی ہو اور کہہ چکی ہو کہ

رجل تزوج ابنته الصغيرة من رجل
على ظن انه صالح لا يشرب الخمر فوجد
الاب شرباً بعد ما وكبرت الابنة فعالم

۱۱۶/۴	نورانی کتب خانہ پشاور	الخامس في الاكفار	۱۱۶/۴	نورانی کتب خانہ پشاور	الخامس في الاكفار
۳۰۴/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	دار احیاء التراث العربی بیروت	۳۰۴/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	دار احیاء التراث العربی بیروت
۷۵ ص	مطبوعہ مشہورہ بالمہمانیہ	باب في نكاح الصغار والصغار	۷۵ ص	مطبوعہ مشہورہ بالمہمانیہ	باب في نكاح الصغار والصغار
۳۰۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی	۳۰۵/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الولی

لا ارضی بالنکاح ان لم یعرف ابوہا بشریہ
 الخمیر و عیة اهل بیته الصالحون فالنکاح
 باطل ای سطل و هذه المسئلة بالاتفاق
 کد فی الذخیرة و انما الخلاف بین ابی حنیفة
 و صاحبیه رحمہم اللہ تعالیٰ فیما اذا تزوجها
 من زوج عرفہ غیر کفو فعند ابی حنیفة رحمہ
 اللہ تعالیٰ یحوز لان الالبہ کامل الشفقة و افسر
 الرأی فالظاہر انہ تأمل غایة التامل
 و وجد غیر الکفو اصلہ من الکفو کد ان فی
 المحيط۔

میں اس نکاح پر راضی نہیں ہوں، اس صورت میں اگر
 باپ کا نکاح کے وقت شرعی ہوتا معروف نہ ہو اور اس کا عا
 خاندان صالحین لوگ ہوں تو نکاح باطل ہوگا یعنی باطل
 ہو سکتا ہے اور یہ مسئلہ متفقہ ہے جیسا کہ ذخیرہ میں
 البتہ امام اور صاحبین کا اختلاف اس صورت میں ہے
 جب نکاح کے وقت یا کچھ لڑکے کا غیر کفو ہونا معلوم ہو تو
 امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ نکاح صحیح
 ہے کیونکہ باپ کامل شفیق ہے اور کل صاحب الوطن
 ہے لہذا اس نے انتہائی سوچ بچار کیا ہوگا کہ یہ غیر کفو
 کفو والوں سے بہتر ہے، محیط میں ایسے ہی ہے (ت)

اور نظر بقواعد ظاہر یہی ہے کہ شوہر کی طرف سے ولی کو دھوکا دیے جانے کی صورت میں مطلقاً بطلان کا
 حکم ہو، رد المحتار میں ہے،

الظاہرات یقل لا یصح عقد ص کما فی
 الاب الناجون والسكران مع ان المصروح
 بہ ان لها ابطالہ بعد البلوغ وهو فرع صحیح
 فلیست مل یح

نہ ہر مہر کے بعد نکاح صحیح نہ ہونے کا قول کیا جاتا
 جیسا کہ باپ مجنون یا مٹے والا ہو، نیز یہ بھی تصریح ہے
 کہ ایسی صورت میں بالغ ہونے پر بیٹی کو اختیار ہے
 جبکہ یہ بات نکاح کے صحیح ہونے پر متفرع ہو سکتی ہے
 پس خود کرو۔ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) فرع مذکور کی اصل کتاب الاصل اعنی بسوط امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ
 سے ہے اور وہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے اور ظاہر الروایۃ میں بالغ کا غیر کفو سے بلا رضائے ولی نکاح کر لینا
 صحیح ہے ولی کو اختیار فسخ ہے اور مختار للفتویٰ روایت حسن ہے کہ نکاح ہوتا ہی نہیں اور فساد زمانہ کے
 باعث جو وہ علمائے وہاں فرمائی یہاں بھی بلا تفاوت جاری ہے تو حکم عبارات مذکورہ میں تاویل نہ کرنا اور
 دھوکے کی صورت میں نکاح کو سرے سے باطل ٹھکانا بظاہر وجہ وجہ رکھتا ہے لا اقل اختیار فسخ ہونے میں

شک نہیں۔ درمختار میں ہے :

ويفق في غير الكفو بعد مجاورة اصلا وهو
المختار لمعتوى لصاد الزمان

ردالمحتار میں فتح القدیر سے ہے :

لا يه ليس كل ذي يحسن المرافعة والخصومة
ولا كل قاض يعدل ولو احسن النوى وعمدلى
القاصى فقد يترك انفسه للتردد على ابواب
الحكام واستشغال النفس بالمصوغات يستغنى
الصور فكان متعه دفعا له افتح

غیر کفو میں نکاح کے متعلق اصول عدم حراز کا فتویٰ دیا جائیگا
فساد زمان کی وجہ سے فتویٰ کے لئے یہی مختار ہے (د ت)

کیونکہ ہر باپ مقدمہ دار کرنے اور بحث کرنے کا ماہر نہیں
ہوتا اور نہ ہر قاضی عادل ہوتا ہے اور اگر باپ ماہر ہو
اور قاضی عادل بھی ہر تب بھی حکام کے دروازوں کے
چکر لگانے اور مقدمہ بازی کی مشقت سے نفرت تو
موجود ہے جس کی وجہ سے ضرر ثابت ہے تو اس ضرر
بچنے کے لئے وہ باز ہے گا۔ فتح۔ (د ت)

اسی طرح اور کتب میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۹۹ از کیمبر رائے پور ضلع مظفر پور محلہ نورالحکیم شاہ شریف آباد مرسلہ مولوی شریف الرحمن صاحب حم
۴ شعبان ۱۳۳۶ھ

ترید حرامی ہے مگر مسلمان دیندار ہے، شرعاً اس کے لاکا لاک سے نکاح والے اپنے لاکا لاک کا عقد
کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا تو جروا

الجواب

نکاح میں کفالت معتبر ہے اور کفالت کا دار عرف پر ہے، اگر ان سے رشتہ عرفاً باعث ننگ و عار ہو
تو استر از کیا جائے خصوصاً دختر میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۰۰ مسئلہ اختر حسین خاں از بریلی محلہ شاہ آباد

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک یتیم نابالغہ ستیہ زادی لے کر پالی اور اسی
نابالغی میں اس کا نکاح ایک پٹھان سے کر دیا اور اس کا بالغ بھائی تھا اسے اطلاع بھی نہ دی بوجہ نابالغی نصرت
نہ ہوئی اب وہ مفقود الخبر ہے اور لاک لاک بالغ ہو گئی، اس صورت میں وہ اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے

یا نہیں؟ بیٹو اتوجہ دے۔

الجواب

اگر یہ بیانات واقعی ہیں تو وہ نکاح اصلہ نہ تھا، لڑکی کو اختیار ہے جس ابھی جگہ چاہے اپنا نکاح کرے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۵ از شہر بریلی محلہ برہم پور مسئلہ محمد معرفت کمال اللہ شاہ صاحب ۱۱ صفر ۱۳۳۷ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ زید نے اپنی زوجہ منکوحہ سے بعد دینے طلاق کے اپنی دختر
نابالغہ کو طلب کیا اُس نے دینے سے انکار کیا، اُس وقت زید بارادہ سفر دور دراز کے مجبور ہوا اور متنبہ کر دیا
کہ خبردار اس کا نکاح خلاف راستے میری کے نہ ہو، چنانچہ مساکہ مذکورہ نے عدم موجودگی زید کے اُس دختر نابالغہ
کا نکاح خلاف راستے زید کے کر دیا، وہ شوہر دختر مثل عرواٹ بازاری کے رقص کرنے والا ہے اور پابند صوم
صلوٰۃ نہیں شہر اب غور ہے، اب دختر بفضلہ تعالیٰ بالفہ ہے اُس نے دختر شکایات اُس شہر کا اپنے باپ زید سے
بیان کیا کہ میرا نکاح اُس شخص کے ساتھ جائز ہو یا ناجائز؟ بیٹو اتوجہ دے۔

الجواب

سائل نے بیان کیا نکاح جو سے تین برس ہو سہ اور عورت کی عمر اُس وقت گیا رہ سال تھی اور نابالغہ تھی
اور مرد کی عمر پچیس سال تھی اور جمعی سے ناپچیس کا پیشہ رکھتا تھا اور اسی وجہ سے باپ نے اُس کے ساتھ نکاح
کرنے کو منع کر دیا تھا، باپ اندر چلا گیا، اس کے بچے عورت نے نکاح کر دیا اور باپ کو کوئی خبر نہ ہوئی، لڑکی
تین مہینے سے بالفہ ہوئی، اب کوئی ایک ہفتہ ہو اُس کا باپ اندر سے آیا تو اب لڑکی نے اس سے شکایت
کر کی، اس سے پہلے اُس نے بھی کچھ نہ کہا، اگر ضرورت واقع یہ ہے تو نکاح مذکور باطل محض ہو گیا، اب تدار میں
جب نکاح واقع ہوا ہے اجازت پدر پر موقوف تھا،

لأنه وإن كان من غير كفؤ فالزوج غير اب
و جد لكنه عقد فصولي صدر روله مجيز
وهو الاب لا ل له التزويج من غير كفؤ
کیونکہ یہ نکاح غیر کفو میں ہے اور نکاح دینے والے
باپ و دادا کا غیر میں ہذا یہ فصولی کا نکاح ہوا جس کو
جائز کرنے والا لڑکی کا باپ ہے کیونکہ اسی کو غیر کفو

میں نکاح کا اختیار ہے (ت)

جبکہ اس مدت میں مدت بالفہ ہو گئی تو اب وہ نکاح خود اس کی اجازت پر موقوف ہو گیا اور اس نے بعد طرغ
مدت سکوت کیا اس کی طرف سے اجازت ہو گئی، تو اب یہ ایسا ہو کہ بالفہ نے اپنی رائے سے ایسے شخص کے
ساتھ نکاح کر لیا اور ایسا شخص ضرور غیر کفو ہے اور اُس کے ساتھ یا الفہ کا اپنی رائے سے نکاح کر لینا باطل محض

ہے، درمختار میں ہے،

ويعق بعدم الصحة في غير كفو لفساد النكاح
فغير كفو میں نکاح کے اصلاً عدم جواز کا فتویٰ دیا جائیگا
فساد نکاح کی وجہ سے۔ (ت)

لہذا یہ نکاح باطل محض ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۴ از سیرۃ ضلع ہوشنگ آباد محلہ مانپورہ مستولہ حافظ شاہ افضل خاں صاحب ۲۴ محرم ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں، براہ کرم جواب سے مع دلائل نقلی کے
مشرف و ممتاز فرمائیں،

- (۱) ایک عورت ہے جو نسبی سیدہ ہے اُس سے کسی شخص نے جو نسباً سیدہ نہیں ہے نکاح کیا تو اُس کو
لوگ کافر کہتے ہیں تو کیا شخص مذکورہ کافر ہو یا نہیں؟ اگر نہیں ہو تو کہنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے؟
- (۲) عورت بالغہ جو نسباً سیدہ ہے یا کرہ ہو یا شیر یا مطلقہ کسی شخص سے جو نسباً سیدہ نہیں ہے نکاح کرے
تو جائز ہو گا یا نہیں؟

(۳) مرد غیر سیدہ نے سیدہ عورت سے نکاح کیا اور اگر وہ نکاح جائز نہ تھا تو جو اولاد کہ اُس سے پیدا ہوگی
وہ نسباً سیدہ کہلائے گی یا نہیں؟

الجواب

(۱) عا شائے کہ اسے کفر سے کیا علاقہ، کافر کہنے والوں کو تجھ پر اسلام چاہئے کہ بلا وجہ مسلمان کو کافر کہتے ہیں
امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی حضرت اُمّ کلثومؓ کو بطن پاک حضرت
بتول زہرا رضی اللہ عنہا سے تھیں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں دیں
اور اُن سے حضرت زبیر بن عفر پیدا ہوئے اور امیر المومنین عمر نسباً سادات سے نہیں۔

(۲) سیدہ عاقلہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے تو جس کفو سے نکاح کرے گی ہو جائے گا اگرچہ سیدہ نہ ہو مثلاً
شیخ صدیق یا فاروقی یا عثمانی یا علوی یا عباسی، اور اگر غیر کفو سے بے اجازت صریحہ ولی
نکاح کرے گی تو نہ ہو گا جیسے کسی شیخ انصاری یا مغل، پٹھان سے مگر جبکہ وہ معتز عالم دین ہو۔

(۳) جب باپ سیدہ نہ ہو اولاد سیدہ نہیں ہو سکتی اگرچہ ماں سیدہ ہی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
مسئلہ ۲۵۵ از شہر محلہ سوداگران مستولہ موری احسان علی صاحب طاب العلم در مشہد الاسلام ۸ صفر ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی بالغہ ہو گئی اور فی الحال کوئی کفو نہیں ملتا کہ جس کے

یہاں نکاح ہو غیر کفو ملے ہیں یعنی کم حیثیت والے یا لڑکی کے والدین سے زائد حیثیت کے ملے ہیں مگر ذاتا کامل پہے نہیں، مثلاً لڑکے کے آباؤ اجداد اچھے تھے لیکن ان کی جو روطہ طائف تھی بعد نکاح اس سے یہ لڑکا ہوا تو دونوں میں کسی کے یہاں کرنا بہتر ہے یا کفو کا اشتقاق کرے؟ بینوا تو جودا

الجواب

فقط مالی حیثیت میں کم ہونا مانع کفایت نہیں کفو وہ نہیں ہے جس کے ساتھ اس عورت کا نکاح اس کے ادنیٰ کے لئے باعث تنگ و عار ہو، باپ اگر شریف القوم ہے اور طوائف سے بعد تو بہر اس نے نکاح کیا تو اس سے بچہ کی نسب پر حرج نہیں آتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ریاست جاوہر الملک مستور محمد نواز علی خاں صاحب ہنگامہ حجاز ۲ شوال ۱۳۲۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کو یہ یقین دلا کہ تمہارا نکاح شوہر محمود جو نجیب الطرفین اور تمہارا کفو ہے کرایا گیا لیکن ہندہ کو بعد نکاح ثابت ہوا کہ شوہر یعنی محمود غیر کفو ہے اب ہندہ اور اس کے عزیز واقارب اپنے کفو میں غیر کفو کا داخل ہونا عار سمجھتے ہیں اور ہندہ ایسے غیر کفو کو خود بھی شوہر بنانا عار و تنگ و خاندان سمجھتی ہے نیز اس کا اصل باپ یعنی زید بھی اس قلیل غیر کفوی سے ناراض ہے پس ایسی حالت میں نکاح فسخ ہو سکتا ہے یا نہیں یا زید ہر صورت میں نکاح میں رہتا ہے یا نہیں ہندہ بالذات ہے۔ بینوا تو جودا

الجواب

بلکہ ہندہ بالذات ہے اور نکاح غیر کفو سے ہوا اور زید پدر ہندہ نے قبل نکاح اسے غیر کفو بیان کر اس سے نکاح کی اجازت نہ دی تو نکاح سرے سے ہر اہی نہیں فسخ کی کیا حاجت، درمختار میں ہے،

ویفتی فی غیر الکفو بعد جوارہ اصلاحاً برحق غیر کفو میں نکاح کے اصلاحاً عدم جواز کا فتویٰ دیا جائیگا ولی بعد معرفتہ ایہ (ملخصاً)۔

جکوہی نے لکھے غیر کفو معلوم ہو جانے پر ضمانت کا ہر مذکی ہو (ملخصاً)۔ (دست)

مگر غیر کفو کے معنی شرعیہ ہیں کہ مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم ہو کہ اس کے ساتھ اس کا نکاح اسکے ادنیٰ کیلئے واقعی باعث تنگ و عار ہو نہ کہ بعض جاہلانہ خیالات پر۔ بعض عوام میں دستور ہے کہ خاص اپنے ہم قوم کو اپنا کفو سمجھتے ہیں، دوسری قوم والے کو اگرچہ ان کے کسی بات میں کم نہ ہو غیر کفو سمجھتے ہیں اس کا شرعاً لحاظ نہیں جیسے شیخ صدیقی، بروہ شیخ فاروقی کو اپنا کفو نہ جانے یا سید ہواور وہ شیخ صدیقی یا فاروقی یا اور قریشی کو اپنا کفو نہ سمجھے حالانکہ حدیث میں ہے،

قریش بعضهم اکفاء یعنی (بعض قریش بعض کے لئے کفو ہیں۔ ت)

رد المحتار میں ہے،

فلو تزوجت ہا شعیبة قریش غیر ہاشمی لم یسد اگر ہاشمی لڑکی نے غیر ہاشمی قریشی سے نکاح کر لیا تو اسے

عقد ہا۔ ^۱ واللہ تعالیٰ اعلم ^۲ رو نہیں کیا جائے گا۔ (ت)

مشکوٰۃ از کفہ علم سبزی مندی مکان بگین و بگین عقب مکان ابراہیم صاحب مینک ساذم حرم

مرسلہ عبد المجید صاحب ۲۸ دجیب ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام رحمہم اللہ علیہم اس مسئلہ میں کہ لڑکی نابالغہ کی شادی بغیر حکم یا بے اجازت اس کے والد کے کسی غیر کفو شخص کے ہمراہ اس لڑکی کی ماں کو دے کر جائز ہے اور جبکہ اس کی ماں کو بھی دھوکا دیا گیا ہو یعنی جو شخص اس لڑکی کے ساتھ شادی کر رہا ہے وہ ایسے آپ کو علناً نہایت شریف شخص بتا رہا ہے لیکن دریافت کے بعد معلوم ہوا کہ یہ شخص نہایت بیخ ذات کا شخص ہے تو ایسی حالت میں اس لڑکی کی ماں ناراض ہو کر اور باپ بھی ناراض ہو کر اس لڑکی کا نکاح طبع کر سکتا ہے یا نہیں، آیا ان دونوں یعنی لڑکی کے والدین کو شرفایہ حق حاصل ہے کہ اپنی لڑکی کو بغیر طلاق دلو اسے جوئے دوسرے شریف النسب شخص سے نکاح کر سکتے ہیں یا طلاق دلو اسے کی ضرورت ہوگی، فقط۔ نیز اتر پردہ

الجواب

اگر صورت واقعہ یہ ہے کہ نابالغہ کی شادی اُس کی ماں نے خصم خا ایسے شخص سے کر دی خواہ دانستہ یا دھوکے سے، اور والد کا اذن نہ اجازت، تو اس صورت میں بدرجہ اولیٰ یہ نکاح سرے سے بے ثبات محض ہوا، باپ کو نکاح فسخ کرانے کی اُس حالت میں بھی حاجت نہ تھی کہ نکاح کفو سے ہوا ہوتا، اُس کا رد کر دینا ہی کافی ہوتا، قرہاں بدرجہ اولیٰ اس کا صحت اتنا کہ دینا بس ہے کہ میں اس پر راضی نہیں "وہ نکاح رد ہو جائے گا، اور والد کو اختیار ہوگا کہ بغیر طلاق دوسری جگہ نکاح کر دے۔

لأنه عقد فضول صد رولہ عجیب کیونکہ یہ فقہوں کا عقد ہے جو اس حال میں صادر ہوا فتوقف حلب اجابت فیرد کہ اس وقت اس کو جائز کرنے والا موجود تھا تو

۱۸۸/۲	کتبہ فوریر رضویہ سکھر	فصل فی الاکفار	سلف فتح القدیر بحوالہ الحاکم
۳۱۹/۲	دار احیاء التراث العربی بیروت	باب الکفارة	رد المحتار بحوالہ کافی للحاکم
۳۱۸/۲	" " "	" " "	رد المحتار " " "

اس کی اجازت پر موقوف ہوا تو اس کے رد کرنے پر
رد ہو جائے گا۔ (د)

اور اگر والد اس سے پہلے اپنی کسی دختر کا نکاح غیر کفو سے کر چکا ہو تو اب اس کی اجازت سے بھی جائز نہیں ہو سکتا نکاح
بہرے سے ہوا ہی نہیں،

لانہ عقد فضولی صدمہ ولا یجیز لہ نکوت
الاب عرف یسوء الاختیار فطفل، اُسا
کہا فی الدرر وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
کیونکہ یہ ایسا نکاح فضولی صادر ہوا ہے کہ اس وقت اس کی
جائز کرنے والا کوئی نہیں تھا کیونکہ باپ سورہ اختیار
سے معروف تھا لہذا یہ باطل باطل ہو گا جیسا کہ ذکر
وغیر میں ہے۔ (د) واللہ تعالیٰ اعلم

مشکلہ از شہر ربلی محلہ ذخیرہ مرسلہ عبدالحلیم صاحب ۳۰ شوال ۱۳۳۵ھ

صاحبان علمائے دین اسی مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں، زید نے اپنے آپ کو قوم کا پٹھان خاندانی ظاہر کیا
اور بکر سے کہا کہ تم اپنی دختر کا نکاح میرے ساتھ کر دو، بکر نے اپنی دختر کا نکاح زید کے ساتھ کر دیا، بعد نکاح ہو جانے
کے بکر کو معلوم ہوا کہ زید قوم کا پٹھان نہیں ہے دھوکا دے کر نکاح کیا اور وہ قوم کا فقیر محکمہ دار قبرستان ہے
کس سے میرے خاندان میں شہادت ہوگی اور سبب بدنامی ہوگی بکر نے اپنی دختر کو رخصت کرنے سے انکار کیا
اور بعد نکاح کے رخصت نہیں کی اور بکر قوم کا سید ہے۔

الجواب

دختر بالغہ تھی یا نابالغہ؟ کیا عرق تھی؟ عارضہ ماہواری آتا تھا یا نہیں؟ وقت نکاح دختر سے اذن
لیا تھا یا نہیں؟ سب مفصل لکھا جائے کہ سوال لائق جواب ہو فقط۔

حالی جاہا! وقت نکاح دختر کی عمر ۱۳ سال ۲ ماہ کی تھی، عارضہ ماہواری آتا تھا، اذن لڑکی سے لیا گیا
تھا لیکن اس نے جواب دیا کہ میں کچھ نہیں جانتی، اس پر مجبوراً اس کی چچی نے اجازت دی، اجازت لڑکی کے
باپ کی تھی بلکہ صرف لڑکی کا باپ اور بھائی بھی دونوں گواہ نکاح تھے فقط۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں ظاہر ہے کہ زید کسی طرح سادات تو سادات کسی مغل، پٹھان کا بھی کفو نہیں ہو سکتا،
اور لڑکی بالغہ تھی اور اس نے اذن لینے پر لفظ یہ کہہ کر میں کچھ نہیں جانتی ظاہر ہے کہ یہ صاف اذن نہیں بلکہ
اس سے معاملہ میں اپنا دخل نہ دینا بحسب منطوق مستفاد ہوتا ہے اور کبھی بحسب قرینہ دوسروں کے اختیار
پر چھوڑنا بھی مضموم ہوتا ہے یعنی مجھے بحث نہیں تم جیسا جاؤ کرو، بر تقدیر وہم یہ نکاح دختر کی اجازت سے قرار

پائے گا اور بالغہ کو ولی رکھتی ہے اپنا جو نکاح غیر کفو سے کرے جسے پیش از نکاح غیر کفو جان کر ولی نے صراحتاً
اجازت نکاح نہ دی ہو وہ نکاح باطل محض ہوتا ہے کما فی البحر والدرد و اوضوحہ فی رد المحتار (جیسا کہ
بحر اور رد میں ہے اور رد المحتار میں اس کی توضیح کی گئی ہے۔ ت) اس تقدیر پر تو یہ نکاح اصلاً ہوا ہی نہیں اور
بر تقدیر اول نکاح فصری تھا اور ضرور ہے کہ بعد نکاح دختر کو نکاح ہو جانے کی خبر عادتاً پہنچی اب وہ حال سے
خالی نہیں، یا تو اُس نے خبر سن کر اُس نکاح فصری کو جائز کیا اگرچہ یونہی کہ خبر سن کر مسکراتی یا خاموش رہی یا جائز
نہ کیا بلکہ اپنی ناراضی کا اظہار کیا، بر تقدیر دوم ظاہر ہے کہ وہ نکاح کہ اجازت دختر پر موقوف تھا اس کے
اظہار ناراضی سے مرد وہ باطل ہو گیا، بر تقدیر اول پھر یہ نکاح با اجازت دختر ٹھہرا۔

لان الاجازة اللاحقة كالوكالة السابقة، وقد
صرح به فی الخیرۃ فی مثل المجزیة۔
کیونکہ بعد کی اجازت ایسے ہے جیسے سابقہ وکالت ہو
اس کی تصریح تحریر میں ہی طرح کے جزیرہ میں کی ہے (دست)

اور بالغہ جو ولی رکھتی ہے بے اجازت صریحہ ولی بعد علم بعدم کفارتہ جو نکاح غیر کفو سے کرے باطل ہے تو اس طرح
باطل ہو گیا، غرض ضرورت نہ کوہ میں جس پہلو پر دیکھا جائے یہ نکاح باطل محض ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ قصہ گسٹ ڈاکٹرانہ بندھیا چل ضلع مرزا پور مسئلہ محمد زکریا صاحب ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شریعہ متین اس مسئلہ میں کہ مولوی محمد عیسیٰ نے انتقال کیا اور
شاہ عبدالکریم والدہ اور اپنی والدہ اور برادر حقیقی حافظ محمد زکریا اور ہمشیرہ اور زوجہ مسماۃ احمدی بی بی اور دختر
مسماۃ محمودہ بی بی زوجہ اولیٰ اور دختر مسماۃ راضیہ بی بی زوجہ ثانیہ یا احمدی بی بی کی چھوڑا، شاہ عبدالکریم نے
بولایت خود مسماۃ محمودہ بی بی کا عقد مولوی محمد عیسیٰ مرحوم کے نانہالی رشتہ دار کے فرزند سے کر دیا اور شاہ عبدالکریم
کا انتقال ہو گیا قبل انتقال ہونے کے شاہ عبدالکریم مرحوم مسماۃ احمدی بی بی زوجہ مولوی محمد عیسیٰ مرحوم و حافظ
محمد زکریا اپنے فرزند کو بلا کر وصیت کیا کہ مسماۃ راضیہ بی بی جس کی عمر تھینا ڈیڑھ سال کی ہے اُس کا عقد تمہارے
بیٹے عبدالسلام کے ساتھ بولایت جائز اپنے کئے و سنا ہوں اگر تم اس کے خلاف کرو گے تو مواخذہ حق بنی تمہارے
ذمہ ہوگا، اب اُس لڑکی مسماۃ راضیہ بی بی کا عقد جس کی عمر تھینا تیرہ خواہ چودہ سال کی ہے مسماۃ احمدی بی بی اور
اُس کے ناناشاہ عبدالعزیز ایک ایسے شخص کے ساتھ جو سب انسپکٹری اور تارک العقولۃ دارحی منذواتا ہے
اور رشتہ خوری اور اس کے خاندان سے اور مولوی محمد عیسیٰ مرحوم کے خاندان سے اور مسماۃ احمدی بی بی کے
خاندان سے کسی کوئی رشتہ داری اور قرابت نہیں رہی اور نہ کچھ واسطہ کرنا چاہتے ہیں حافظ محمد زکریا باخ

کہتے ہیں کہ حتی ولایت شرعاً مجھ کو حاصل ہے اور لڑائی نابالغ ہے قانوناً اٹھارہ برس بلوغ کار کھا گیا ہے اور وہ سب انس پکڑ غیر کفو ہے اور خلافت شریعت محمدیہ کے اُس کے افعال و حرکات ہیں اور تہائی رافضیوں سے اُس کی رشتہ داری اور اُس کی محفلوں اور مجلسوں میں وہ شریک ہوتا ہے اس لئے اس سے نکاح ناجائز اور بدوی اجازت ولی یعنی مرنی اس کا نکاح اس کی ماں اور نانا وغیرہ نہیں کر سکتے، آیا شرعاً ولی جائز کون ہے؟ آیا شرعاً غیر کفو سے اور کفو اور غیر کفو کی تعریف شریعت محمدیہ میں کیا تعریف ہے؟ آیا ایک مسئلہ کا نکاح ایسے شخص سے جو تارک التسلوۃ ہو اور خلافت شریعت نبویہ کے کام کرتا ہو جائز ہے؟ آیا وصیت پر عمل جائز ہے یا ناجائز؟ جیتو اتوجروا۔

الجواب

سوال سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عبدالکریم نے اپنے انتقال سے پہلے اپنی نابالغ پوتی راضیہ کا نکاح حافظ محمد زکریا کے بیٹے سے کرنا ہوا وہ بھی اُس وقت نابالغ ہو گا کیا آگے سوال میں یکے بعد دیگرے نہیں کہ محمد زکریا نے اُسی جلسہ میں اضافہ قبول کئے یا نہیں، اور اُس وقت دُومر دیا ایک مرد و دو عورتیں جلسہ میں حاضر اور شاہ عبدالکریم و حافظ محمد زکریا کے اہباب و قبول کو سننے والے اور اس گفتگو کو عقد نکاح کہنے والے موجود تھے یا نہیں، اگر حافظ زکریا نے اُسی جلسہ میں اپنے بیٹے کے لئے کہا کہ میں نے قبول کیا اور دو گواہوں نے سُنا اور بھی تو راضیہ کا اُسی وقت نکاح ہو گیا اب اگر اس کا وہ شوہر موجود ہے تو دوسرے سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں، اور اگر یہ ضرورت نہ تھی اور سوال سے ظاہر یہی ہے کہ نہ تھی کہ محمد زکریا اپنے ولایت کے دعوے سے اس نکاح سے مانع ہے یہ نہیں کہتا کہ اُس کا نکاح تو میرے بیٹے سے ہو چکا، تو اب دو صورتیں ہیں اگر راضیہ کے اولیا اور گھروا صالحین و متبع شرع ہوں اور ایک ایسے شخص کے ساتھ کہ فاسق معین ہے راضیہ کا نکاح اُن کے لئے باطل و ننگ عار ہے یا وہ نسب و غیرہ کسی اور بات میں ایسی کی رکھتا ہے تو راضیہ کے لئے وہ کفو نہیں، شریعت مطہرہ میں بلوغ ظہور آثار پر ہے، عورت کم از کم نو برس کی بالغ ہو سکتی ہے جبکہ اُسے عارضہ ماہواری آنا شروع ہوا اور اگر آثار ظاہر نہ ہوں تو جب پندرہ برس پورے کی عمر ہو جائے بالغ ہو جائے گی، راضیہ کی عمر پندرہ برس سے کم ہے تو اگر اُسے عارضہ ماہواری آتا ہے بالغ ہے ورنہ نابالغ، اگر نابالغ ہے جب تو شخص مذکور سے کہ غیر کفو ہے اُس کا نکاح ہو سکتا ہی نہیں، محمد زکریا کہ اس کا ولی ہے اگر وہ بھی کرے گا باطل محض ہو گا نہ کہ احمدی یا شاہ عبدالعزیز کہ ولی ہی نہیں، اور اگر بالغ ہے تو اس پر ولایت جبر یہ کسی کو نہیں، بے اسس کی اجازت کے کفو سے بھی نکاح نہیں ہو سکتا اور غیر کفو سے وہ خود بھی نہیں کر سکتی جبکہ اُس کا ولی اس سے نکاح پر راضی نہیں، اگر کرے گی تو باطل محض ہو گا، غرض اس شخص کے غیر کفو یعنی مذکور ہونے کی حالت میں بنا راضی

محمد ذکر یا نکاح کسی طرح نہیں ہو سکتا خواہ راضیہ بالغہ ہو یا نابالغہ، اور اگر وہ اس معنی پر غیر کفو نہیں یعنی راضیہ کے خاندان والے بھی اسی قسم کے افعال رکھتے ہیں اور نسب و مذہب وغیرہ میں بھی کوئی ایسی کمی نہیں کہ یہ رشتہ اولیا راضیہ کے لئے باعث تنگ و عار ہو اس صورت میں اگر راضیہ کو عارضۂ ماہواری آتا ہے تو وہ خود اپنے نفس کی ضرورت ہے اگر اس کے مال یا نان نکاح کر دیں گے اور وہ اجازت دے دے گی صحیح و نافذ ہوگا اور محمد ذکر یا کو کوئی اختیار اعتراض نہ ہوگا، اور اگر راضیہ راضی نہ ہوگی تو محمد ذکر یا کے لئے بھی نافذ نہیں ہو سکتا نہ کہ احمدی و عبد العزیز کے، اور اگر اسے عارضۂ ماہواری نہیں آتا تو اب اختیار محمد ذکر یا کو ہے، اگر احمدی و عبد العزیز بے اجازت محمد ذکر یا نکاح کر دیں گے اجازت محمد ذکر یا پر موقوف رہے گا، اگر وہ رد کر دے گا باطل ہو جائے گا بخلاف خود دے گا جائز ہو جائے گا، والمسائل کلھا مشہورۃ و فی عامۃ الاسفار مذکورۃ (یہ مسائل مشہور ہیں اور عام کتب میں مذکور ہیں۔ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

نوٹ : اس جلد کا آخری عنوان باب الکفایت ہے، پانچویں جلد کا آغاز باب المہر ہے ہوگا۔